ناشر: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

آن لائن پیشکش

www.muftiakhtarrazakhan.com
/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

سالنامہ

شمارہ ۶

تجلیاتِ رضا

صدر العلماء محدثِ بریلوی نمبر

امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رام پور روڈ، بریلی شریف، یوپی

www.muftiakhtarrazakhan.com

عالمی تحریک دعوت اسلامی کی جانب سے حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد تحسین رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو

انوکھا ایصال ثواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط سگِ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے شہزادۂ گرامی علامہ مولٰینا محمد حسان رضا خان اطال اللہ عمرہٗ کی خدمتِ بابرکت میں مدینۃ المرشد بریلی شریف کی فضاؤں کے بوسے لیتا ہوا مکی مدنی سلام۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ ربّ العٰلمین علیٰ کُلّ حال

آہ! میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولیٔ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجدّد دین وملت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرت علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے خانوادے کے چشم وچراغ حضرت علاّمہ مفتی محمد تحسین رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن حادثے میں رحلت فرماگئے۔ اللہ عزوجل حضرت مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، بے حساب مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

عرب امارات سے فون پر شہزادۂ گرامی سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا، حضور نے حکم فرمایا کہ دعوت اسلامی بہت بڑی تحریک ہے خوب خوب ایصالِ ثواب کی ترکیبیں بناؤ۔ لہٰذا مختلف مقامات پر اعلانات بھجوائے گئے۔ الحمد للہ عزّ وجل قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے زیر انتظام مختلف ممالک میں لاتعداد مدارس بنام مدرسۃ المدینہ چل رہے ہیں۔ جن میں تادم تحریک کم وبیش 42000 سے زائد مدنی منّے اور مدنی منّیاں قرآنِ کریم حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم حاصل کررہے ہیں نیز بے شمار جامعات بنام جامعۃ المدینہ بھی قائم ہیں جن میں کثیر تعداد میں اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں درسِ نظامی کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ ہمارے طلبہ کی طرف سے 14081 قرآن مجید کا ثواب حضرت مرحوم کے تیجے یا کسی ایصالِ ثواب کی مجلس میں مروّجہ قاعدہ کے مطابق ایصال فرما دیجئے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولٰینا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں ۲۵ بار سلام نیز حضرت تحسین میاں مرحوم کے جملہ سوگواروں کی خدمات میں سلام وتلقینِ صبر کے ساتھ اپنے لئے بے حساب مغفرت کی دعاء کا بھکاری ہوں۔

والسّلام مع الاکرام

قرآن مجید	14081	سورۂ فاتحہ شریف	77687	مختلف سورہ	62510692
پارے	19932	سورۂ اخلاص	134789	درود شریف	65905335
یٰسین شریف	172626	آیت کریمہ	15169934	۳ دن کے مدنی قافلے	98
سورہ ملک شریف	30427	کلمہ شریف	23627983		

فیضان الٰہی سے تری قبر پہ واللہ   ہر آن برستی ہوئی رحمت کی گھٹا ہے

میرے مرشد برحق

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنہیں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنی زینت کا موتی فرمایا میں اُن صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

منجانب: حاجی نزاکت حسین محلہ صالح نگر رامپور روڈ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

۹۲-۹۲

بفیض روحانی
تاجدار اہلسنت حضور
مفتی اعظم ہند
علیہ الرحمۃ والرضوان

بفیض روحانی
مظہر مفتی اعظم ہند
حضرت صدر العلما
علیہ الرحمۃ والرضوان

صدر العلماء محدث بریلوی نمبر

سرپرستان گرامی

امین ملت حضرت ڈاکٹر سید
محمد امین میاں صاحب
قبلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ

بحر العلوم حضرت علامہ
مفتی عبد المنان صاحب
قبلہ اعظمی شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی

مدیر اعلیٰ
محمد حنیف خاں رضوی
Mb:9412489368

مدیر مسئول
عبد السلام رضوی
Mb:9411900459

مدیر معاون
صغیر اختر مصباحی
Mb:9412489367

کمپوزنگ وڈیزائننگ: محمد قمر اشرف نعمانی شیش گڑھ، بریلی شریف Mb:9758792339

شائع کردہ: امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر، رامپور روڈ بریلی شریف

پرنٹر، پبلیشر ایڈیٹر صغیر اختر مصباحی نے برائٹ آفسیٹ پرنٹرس دہلی سے طبع کرا کے آفس "امام احمد رضا اکیڈمی" بریلی شریف سے شائع کیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلماء محدث بریلوی نمبر

مرتب : مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

تصحیح واصلاح کنندگان : مولانا عزیز الرحمٰن منانی۔ مولانا عبد السلام رضوی۔ مولانا مشکور احمد رضوی۔
مولانا قاضی شہید عالم رضوی۔ مولانا صغیر اختر مصباحی، مولانا رفیق عالم رضوی

کمپوزرس : حافظ محمد قمر اشرف نعمانی۔ محمد عمران خاں تحسینی۔ مولوی محمد زاہد علی شاہدی۔
مولوی محمد مقبول حسن تحسینی۔ مولوی محمد جعفر علی رضوی۔ مولوی محمد نعیم تحسینی۔
مولوی محمد وقار خاں پیلی بھیتی۔
مولوی محمد معید رضا برکاتی۔ حافظ محمد نصیر بریلوی۔ حافظ محمد منیف رضا خاں برکاتی۔
حافظ محمد عفیف رضا خاں برکاتی۔

صفحات ـــــــــــ ۶۴۰

اشاعت باراول ـــــ ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء ★ باردوم ـــــ ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء

تعداد ـــــــــــ ۱۱۰۰

ہدیہ ـــــــــــ ۳۰۰ روپے

ناشر

امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر، رام پور روڈ، بریلی شریف، یوپی

e.mail: hanif92786@yahoo.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

انتساب

علم وعرفان، جود واحسان، فضل و انعام، اور شریعت وطریقت کے اس تاجدار

کے نام

جس کی آغوش تربیت میں

صدر العلما نے تعلیمی وتدریسی مراحل طے کیے

جس کی نگاہ کیمیا اثر نے

صدر العلما کو اپنی ذات کا مظہر بنادیا

جس نے خلافت عطا فرماکر

"قرۃ عینی ودرۃ زینی" جیسے محبانہ ومشفقانہ القاب سے نوازا اور اپنے خانوادہ کا "گل سرسبد" ارشاد فرمایا

یعنی تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، امام المشائخ

حضرت علامہ شاہ محی الدین آل الرحمٰن

محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان

جن کو دنیا "مفتی اعظم"

اور

"تاجدار اہل سنت"

جیسے جلیل القدر اور عظیم الشان القاب سے یاد کرتی ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اِمام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کی مطبوعات

جامع الاحادیث: امام احمد رضا قدس سرہ کی تقریباً تین سو تصانیف سے ماخوذ (۴۵۰۰) احادیث و آثار (۶۰۰) مباحث تفسیریہ اور (۱۱۰۰) افادات رضویہ پر مشتمل علوم و معارف کا گنجِ گرانمایہ۔ دس جلدیں:
قیمت ...... ساڑھے تین ہزار (3500) روپئے۔

مجتلی العروس و مراد النفوس: علم جفر میں امام احمد رضا قدس سرہ کی قلمی تحریر کا عکس جمیل ہے، جس کو آپ نے فنی اعتبار سے دو رنگوں سے تحریر فرمایا تھا، لہٰذا پوری کتاب اصل کے مطابق دو رنگوں سے مزین ہے۔
صفحات ...... ۲۰۸ / قیمت 150 روپئے۔

جامع الغموض اردو شرح کافیہ مکمل: کافیہ کی شروح میں جامع الغموض فارسی نہایت تفصیلی شرح ہے، اس میں تحقیق و تدقیق کے ساتھ علم نحو کے ہزاروں مسائل کی گتھیاں سلجھائی گئی ہیں، کافیہ کی متعدد شروح خصوصاً ''شرح جامی'' کی عبارتوں کا خلاصہ، ترجمہ کے ساتھ ایک ضخیم جلد میں شائع ہو چکی ہے۔
صفحات ...... ۱۰۲۴ / قیمت ...... 450 روپئے۔

امام احمد رضا اور علم تفسیر: اس کتاب میں امام احمد رضا قدس سرہ کی علم تفسیر میں مہارت اور مفسرین کی علمی خدمات کی تفصیلات جامعیت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
صفحات ...... ۱۵۲ / قیمت ...... 40 روپئے۔

آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ: امام بیہقی کی مختصر کتاب ''حیات الانبیاء'' کی مبسوط شرح، حیات انبیاء پر تحقیقی دستاویز، ہر حدیث کی تخریج اور راویان حدیث کی جرح و تعدیل کے سلسلہ میں سیکڑوں کتابوں کے حوالے، مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عباس رضوی پاکستان کا عظیم شاہکار۔
صفحات ...... ۴۱۶ / قیمت مجلد ...... 120 روپئے۔

حالات فقہاء و محدثین: یہ کتاب فقہاء و محدثین کی علمی و دینی خدمات پر مشتمل ہے، امام اعظم سے لے کر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہما تک تقریباً چالیس فقہاء و محدثین کا تذکرہ اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔
صفحات ...... ۳۰۴ / قیمت ...... 80 روپئے۔

نحوی پہیلیاں: یہ کتاب سوالات و جوابات کی شکل میں علم نحو کے ایسے اہم مسائل پر مشتمل ہے جن کی طرف عام طور سے طلبہ کم توجہ دیتے ہیں، پہیلیوں کی شکل میں سوالات و جوابات سے طالب علم کے ذہن کی گرہیں کھل جاتی ہیں۔
صفحات ...... ۱۶۸ / قیمت مجلد ...... 55 روپئے

اصول حدیث: اس کتاب میں اختصار و جامعیت کے ساتھ علم اصول حدیث کی وہ اصطلاحات تحریر کی گئی ہیں جن کی ضرورت بنیادی طور پر تمام طلبہ کو پیش آتی ہے، ساتھ ہی اصول حدیث کے ہر شعبہ کی بعض تصانیف کی نشاندہی بھی ہے۔
صفحات ۱۰۴ / قیمت ...... 25 روپئے۔

تدوین حدیث: فقہاء و محدثین نے علم حدیث کی حفاظت کس طرح فرمائی اور یہ علم کن مراحل سے گذر کر ہم تک پہنچا۔ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ ساتھ ہی منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات بھی۔
صفحات ...... ۱۵۲ / قیمت ...... 45 روپئے۔

واحد و جمع: اس کتاب میں واحد و جمع کے اوزان کو عنوان بنا کر بہت سے مفردات اور ان کی جموع لکھی گئی ہیں تاکہ ان کی مشق کے ذریعہ طلبہ کو دیگر مفردات کی جموع نکالنا آسان ہو جائے۔
صفحات ...... ۱۸۸ / قیمت ...... 50 روپئے۔

نورانی واقعات: احادیث کریمہ سے اخذ شدہ واقعات اور ان کی تشریح۔
صفحات ...... ۲۰۸ / قیمت ...... 55 روپئے

روح تصوف: اسلام کے مثالی نظام حیات کی ایک جھلک اور صوفیائے کرام کے دینی کارناموں کی تفصیل۔
صفحات: ۲۴۰ / قیمت: 60 روپئے

عبادات اور جدید سائنس: عبادات اور احکام شرعیہ کے رموز اسرار اور سائنسی طریقے پر خوبیوں اور حکمتوں کا خزینہ۔
صفحات: ...... ۳۱۲ / قیمت ...... 80 روپئے۔

نصرۃ الحق: جاء الحق پر غیر مقلدین کے اعتراضات کے دنداں شکن جوابات۔
صفحات: ...... ۵۱۲ / قیمت ...... 110 روپئے۔

ملفوظات شریفہ: شیخ المشائخ حضرت علامہ شاہ وجیہ الدین صاحب علوی گجراتی قدس سرہ العزیز کے عارفانہ ملفوظات کا مجموعہ۔
صفحات ...... ۸۰ / قیمت 20

اِمام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر، رام پور روڈ، بریلی شریف یوپی

www.muftiakhtarrazakhan.com

"ان (حسن رضا) کے مضامین انتہائی فکر انگیز، جاندار بصیرت افروز اور پر اثر ہوتے تھے۔ان کے یہاں سادگی ہے اور سلاست ہے تصنع اور تکلف ان کی نثر میں نہیں۔وہ بے تکلف لکھتے ہیں۔بجا طور پر ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ جدید اردو نثر کو رواج عام اور مقبولیت عطا کرنے میں ان کا اہم کردار ہے"[۴]

آپ کا وصال ۲۲؍رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ہوا اور اپنے والد کے مقبرہ کی جانب شرق اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔آپ کے جنازہ کی نماز اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور اپنے دست شفقت سے قبر میں اتارا۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر تھی، کچھ شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

حکیم سید برکت علی نامی بریلوی، حافظ احمد محشر، سید محمود علی عاشق، مولانا ہدایت یار خاں فیس، منشی اختر حسین اختر، منشی برج موہن کشور، منشی مظہر حسین مظہر، مسعود غوث فیض، منشی تہور علی تہور، محمود حسین اثر بدایونی، اعجاز احمد قیصر مرادآبادی، منشی دوارکا پرساد حلم اور جمیل بریلوی،

حسن بریلوی کی تصانیف

حسن بریلوی صاحب تصنیف، جید عالم اور عاشق رسول نعت گو تھے۔آپ کی تصانیف میں "دیوانِ عاشق" کے علاوہ باقی کل کتابوں پر مذہبی رنگ غالب ہے۔آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف شائع ہو چکی ہیں:۔

(۱) ترک مرتضوی در اثبات تفضیل شیخین
(۲) نگارستان لطافت در ذکر میلاد شریف
(۳) بے موقع فریاد کا جواب در مسئلہ قربانی
(۴) آئینۂ قیامت در ذکر کربلائے معلیٰ
(۵) دین حسن در حقیقت اسلام
(۶) وسائل بخشش در ذکر کرامات غوث اعظم
(۷) ذوق نعت بہ صلۂ آخرت مجموعۂ نعت (اردو)
(۸) ثمر فصاحت کلام مجاز اردو مع قند پارسی

آپ کی ابتدائی چھ کتابیں آپ کی حیات میں چھپ کر مقبول خاص و عام ہو چکی ہیں "دیوان نعت" زیر طبع تھا کہ سفر حج سے واپس آکر انتقال فرمایا "دیوان عاشق" آپ کے انتقال کے بعد ۱۳۲۷ھ میں طبع ہوا۔

نمونۂ کلام

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو۔اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو:

آپ کہتے ہیں کہ جا دیکھ لیا دل تیرا
کہیے تو اپنے سوا دل میں مرے کیا دیکھا

---

(۱) نعت کے چند شعرائے متقدمین — از: ڈاکٹر شمیم گوہر — مطبوعہ: الہ آباد — ص ۱۰۷
(۲) خم خانۂ جاوید (جلد دوم) — مطبوعہ: دہلی ۱۹۱۱ — ص ۴۵
(۳) الملفوظ (حصہ دوم) — از: مفتی اعظم مصطفیٰ رضا — مکتبہ رضا، بریلی — ص ۴۱
(۴) ماہنامہ سنی دنیا بریلی (حسن رضا نمبر)۔ — ماہ اگست ۱۹۹۴ء — ص ۲۳

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کے جد محترم

ڈاکٹر محمد حسن بریلوی

مولانا حسن رضا خاں، مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند تھے۔ مولانا حسن رضا کی ولادت ۱۲۷۶ھ ۱۹؍اکتوبر ۱۸۵۹ء کو محلہ سوداگران، بریلی میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خبر جد امجد امام العلما حضرت علامہ رضا علی خاں کو دی گئی تو آپ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا "یہ میرا بیٹا مست ہوگا" امام العلما کا یہ قول بالکل سچ ثابت ہوا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر شمیم گوہر لکھتے ہیں۔

"عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی اپنی نعتیہ شاعری سے حضرت حسن خود بھی مست ہوئے اور دوسروں کو بھی مست و بیخود کرتے رہے"۔[۱]

مولانا حسن رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ نے تعلیم و تربیت مکمل طور پر اپنے والد بزرگوار مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالی عنہ اور برادر اکبر مجدد امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی۔ شرف بیعت خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری سے حاصل کیا تھا۔ فاضل بریلوی امام احمد رضا نے "دار العلوم منظر اسلام بریلی" کا پہلا مہتمم آپ ہی کو نامزد کیا تھا۔ "مطبع اہل سنت و جماعت" قائم کیا جس میں امام احمد رضا اور دوسرے علمائے کرام کی کتب طبع ہوتی تھیں۔ ایک شعری گلدستہ "بہار بے خزاں" اور ایک ہفتہ وار اخبار "روز افزوں" آپ کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔ شعر و شاعری کا شوق بدرجہ اتم تھا۔ استاد داغ کی شاعری کا شہرہ چاروں طرف تھا۔ چنانچہ حسن بریلوی نے داغ بریلوی کی شاگردی اختیار کی۔ مشہور زمانہ اردو شاعر لالہ سری رام لکھتے ہیں:

"جس زمانہ میں حضرت داغ رام پور میں تھے آپ (حسن بریلوی) ان کے شاگرد ہوئے اور ہر سال ایک دو مہینہ ان کی خدمت میں رہ کر صحبت سے مستفیض ہوتے رہے"۔[۲]

امام احمد رضا کی تحریک "تحفظ ناموس رسالت" سے متاثر ہو کر مجازی اور رومانی شاعری کو ترک کر کے نعت گوئی کی طرف راغب ہوئے اور اس صنف سخن میں اپنے برادر اکبر حضرت امام احمد رضا سے مستفیض ہوئے۔ خود امام احمد رضا خاں اپنے برادر اصغر حسن رضا خان کی نعتیہ شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مولانا کافی اور حسن میاں کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیئے تھے۔ ان کی طبیعت میں ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی اعتدال و معیار پر صادر ہوتا۔ جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے"۔[۳]

(۳) آپ کا مجموعہ غزل "ثمر فصاحت" کے نام سے شائع ہوا۔ مجموعہ نعت "ذوق نعت" اور "نگارستان لطافت" کے نام سے شائع ہوئے جن کو خوب شہرت ملی۔

مولانا حسن رضا خاں قادر الکلام شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ نثر نگار بھی تھے۔ اگر چہ آپ کی نثری تصانیف کی تعداد زیادہ نہیں ہے تاہم جو بھی تصانیف ہیں اردو نثر کی تاریخ میں ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ آپ نے اپنے دور کی روش سے ہٹ کر جدید طرز اختیار کیا۔ مولانا حسن رضا کی طرز نگارش کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا عبد الوحید لکھتے ہیں:۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

سیدنا اعلیٰ حضرت اور صدر العلماء کے شیخ معظم حضور مفتی اعظم کے مزارات

سٹی قبرستان میں واقع

مزار والدہ ماجدہ امام احمد رضا (دائیں)

مزار استاذ زمن جد مکرم صدر العلماء (بائیں)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی رہائش گاہ
جہاں آپ نے بچپن سے آخر تک پوری حیات مبارکہ گذاری

صدر العلما کی آخری آرام گاہ، واقع محلہ کانکرٹولہ،
علامہ تحسین رضا روڈ پرانا شہر بریلی شریف

اپیل

والدہ محترم حضور صدر العلما کے وصال کے بعد ہماری کوشش اور خواہش یہ تھی کہ حضرت کی تدفین خانقاہ عالیہ رضویہ میں سرکار اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند اور خاندان کے دیگر بزرگوں کے جوار اقدس میں کی جائے مگر مریدین و معتقدین کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کانکرٹولہ ہی میں حضرت کی تدفین کا فیصلہ لینا پڑا جس کے لئے ہماری سگی خالہ نے تقریباً ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) گز زمین پیش کردی جس کی موجودہ قیمت پندرہ سولہ لاکھ روپئے ہوگی، اب اس کی تعمیر کا مسئلہ درپیش ہے اس کے لئے اہل خیر حضرت کے تعاون کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں آپ کی بھیجی ہوئی کوئی بھی رقم ہمارے پاس خانقاہ کی امانت ہی ہوگی، اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ کام پوری دیانت داری کے ساتھ تکمیل کو پہنچے، اسی لئے ہم نے خانقاہ کی تعمیر کے لئے ایک منتظمہ کمیٹی کا انتخاب کیا ہے جس میں ہم تینوں بھائیوں کے علاوہ کچھ علمائے کرام اور حضور صدر العلما کے معتبر و معتمد افراد کو شامل کیا گیا ہے، یہ خیال رہے کہ ہمارا کوئی سفیر منتخب نہیں ہے البتہ مندرجہ ذیل حضرات بھی تعمیری کمیٹی کے ذمہ دار ہیں، تعمیری سلسلے میں ان سے بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

جناب انوار بیگ صاحب نورانی مسجد کانکرٹولہ (9897456507)۔ جناب محمد احمد خاں صاحب نورانی مسجد کانکرٹولہ (9719567378)

اپیل کنندگان

محمد حسان رضا خاں (9719638620(Resi.),9897694772)

محمد رضوان رضا خاں (0581-2520086) محمد صہیب رضا خاں (9719477725)

www.muftiakhtarrazakhan.com

خانقاہ رضویہ اور منظر اسلام میں
صدر العلما کی درسگاہ کا بالائی اور بیرونی منظر

مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کا بیرونی منظر
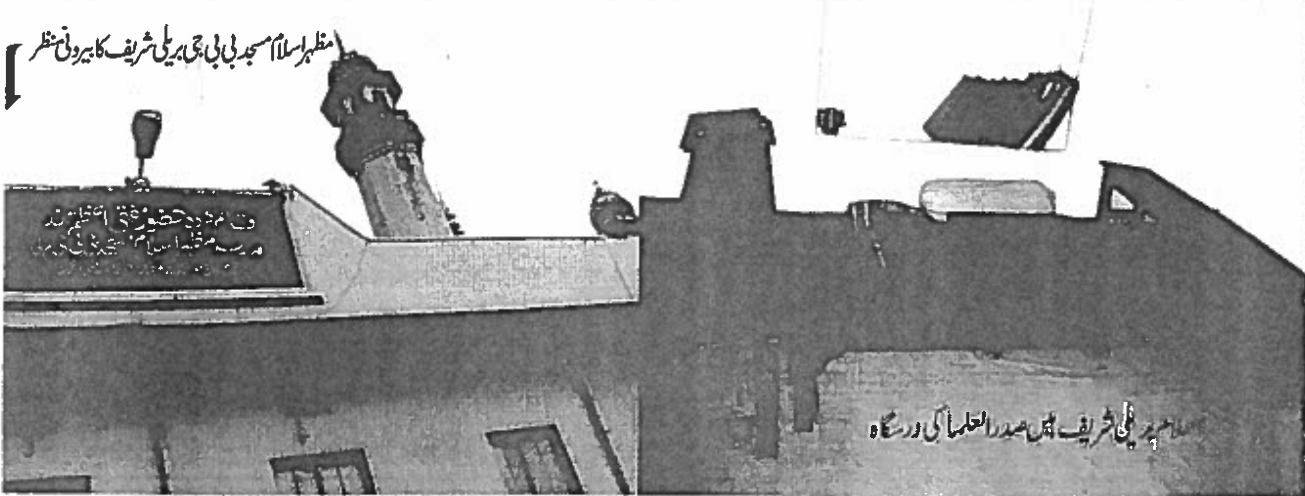
بریلی شریف میں صدر العلما کی درسگاہ

مظہر اسلام بریلی شریف میں صدر العلما کی اولین درسگاہ
جہاں صدر العلما نے اٹھارہ سال درس دیا

دار العلوم منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

چھ مینار مسجد جہاں ۲۵ رسال صدر العلما نے درس قرآن و حدیث دیا
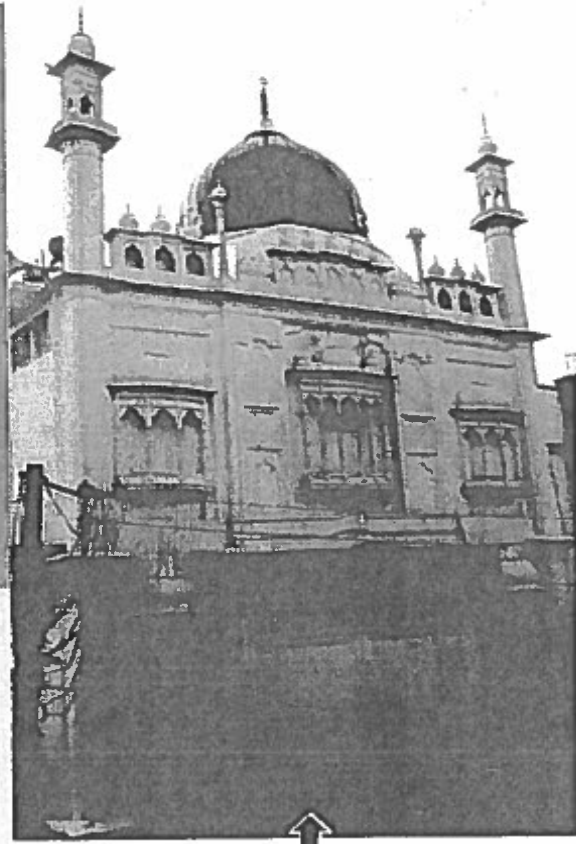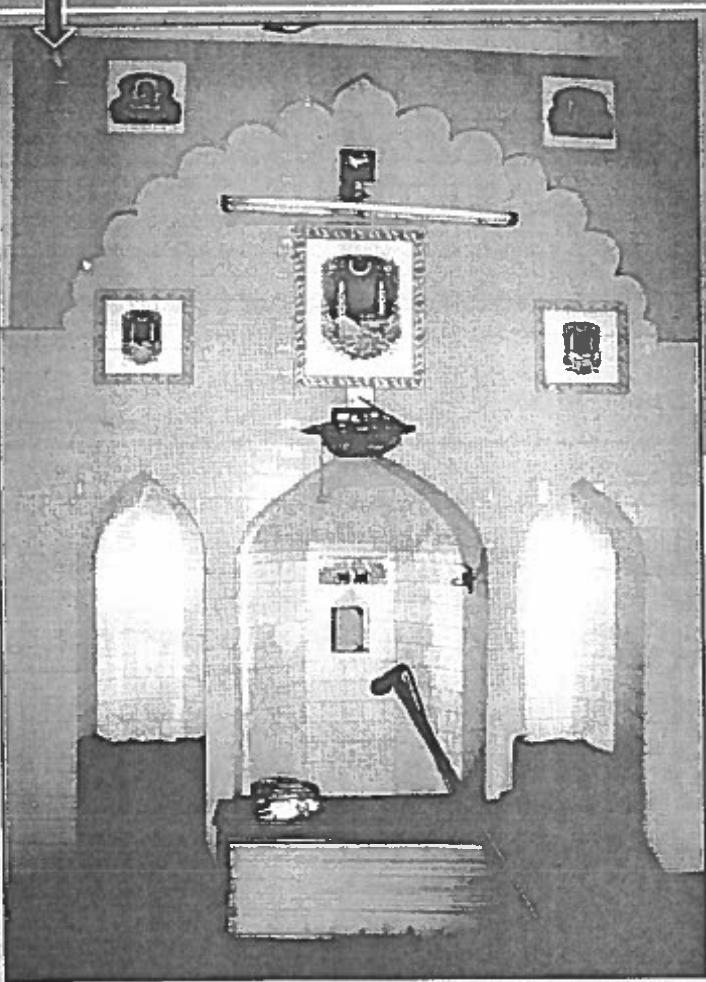
نورانی مسجد جہاں صدر العلما پنج
وقتہ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے
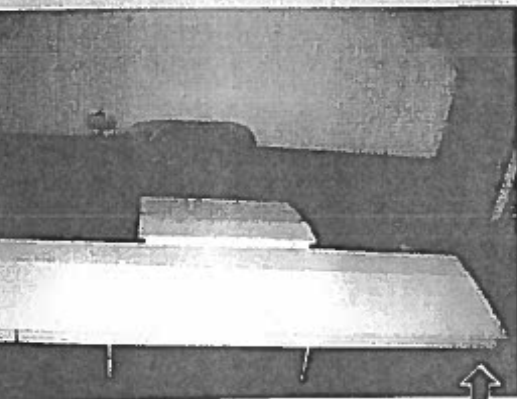
جامعۃ الرضا میں صدر العلما کی درسگاہ جہاں حیات مبارکہ کے
آخری دو سال عہدۂ صدارت اور منصب شیخ الحدیث پر فائز ر
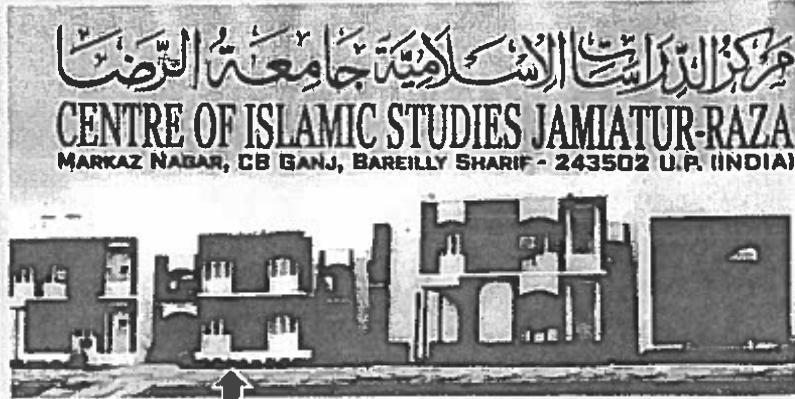
جامعۃ الرضا بریلی شریف کا بیرونی منظر

www.muftiakhtarrazakhan.com
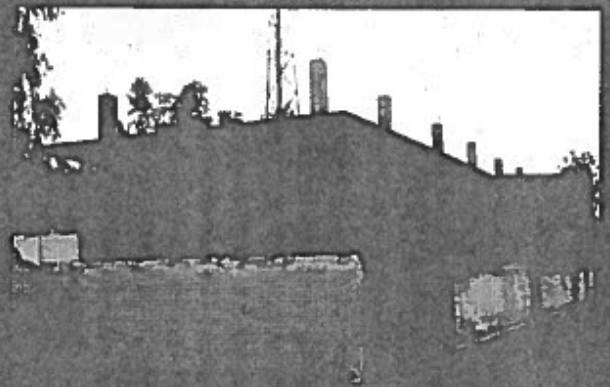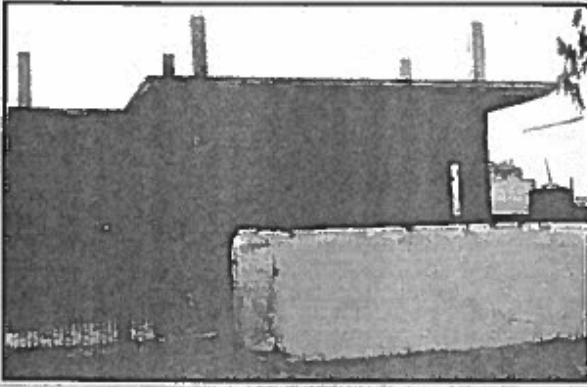
صدر العلما کی سرپرستی میں زیر تعمیر امام احمد رضا اکیڈمی کی عمارت کا بیرونی منظر
واقع صالح نگر رامپور روڈ بریلی شریف

امام احمد رضا اکیڈمی

یہ حضور صدر العلما علیہ الرحمہ اور حضور امین ملت مدظلہ العالی کی کرم فرما سرپرستی واراکین ادارہ کی پر خلوص جدو جہد کا ہی نتیجہ ہے کہ امام احمد رضا اکیڈمی چھ سال کے مختصر سے عرصہ میں کئی دشوار گزار مراحل بہ آسانی طے کر چکی ہے۔★ لائبریری کے لئے وافر مقدار میں کتب کا ذخیرہ۔★ اندورون شہر واقع دہلی روڈ پر قیمتی آراضی خرید کر ایک ماہر انجینیر کی رہنمائی میں پہلی منزل کی تعمیر۔★ جامع الاحادیث مکمل (۱۰ جلدیں) اور جامع الغموض کے علاوہ تقریباً ۱۰ کامیاب کتب کی اشاعت۔★ اور اب ۲۵ دن کی معمولی مدت میں یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد و ممتاز، وقیع و ضخیم اور گرانقدر ''صدر العلما محدث بریلوی نمبر'' اکیڈمی کی کامیاب و مبارک کوشش ہے۔ اللہ تعالی قبول فرمائے (آمین)

آپ حضرات سے پر خلوص گزارش ہے کہ اکیڈمی کو اپنی قیمتی اور مخلصانہ دعاؤں سے نوازتے رہیں، ساتھ ہی اپنے مخصوص عطیات سے اکیڈمی کی مدد فرمائیں۔

امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رام پور روڈ، بریلی شریف، یوپی

www.muftiakhtarrazakhan.com
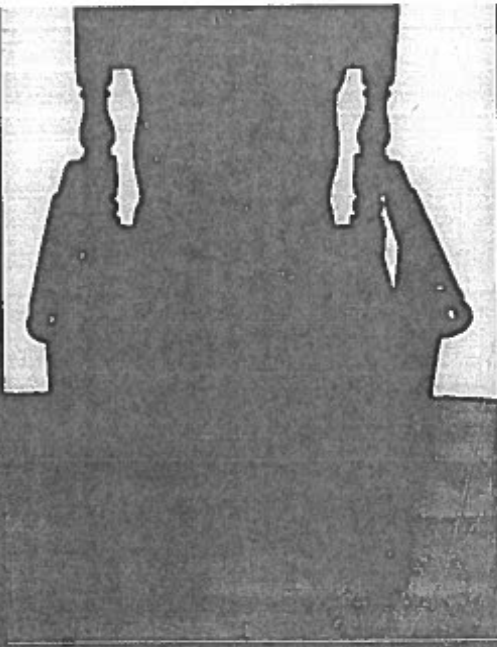
صدر العلما کی قیام گاہ پر وہ کرسی جس پر
تشریف فرما ہوکر لوگوں کے مسائل حل فرماتے تھے
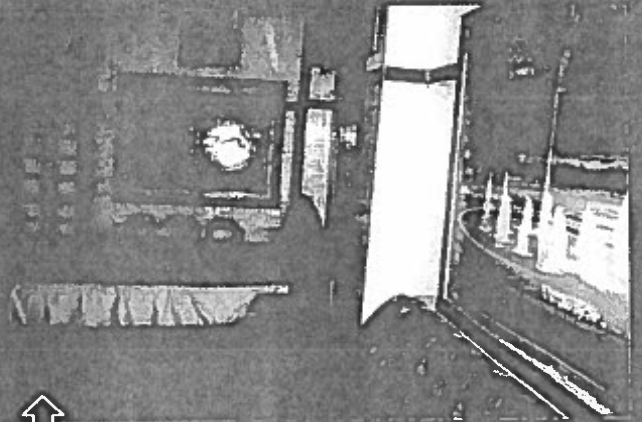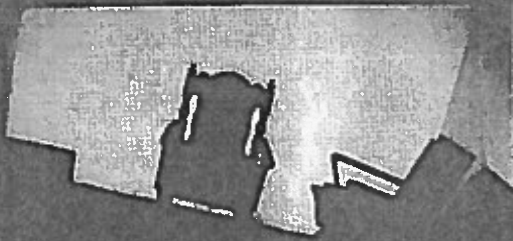
صدر العلماعوام وخواص سے جہاں ملاقات فرماتے تھے

جائے پیدائش صدر العلماء
(یہ مکان اب نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں کی رہائش گاہ ہے)
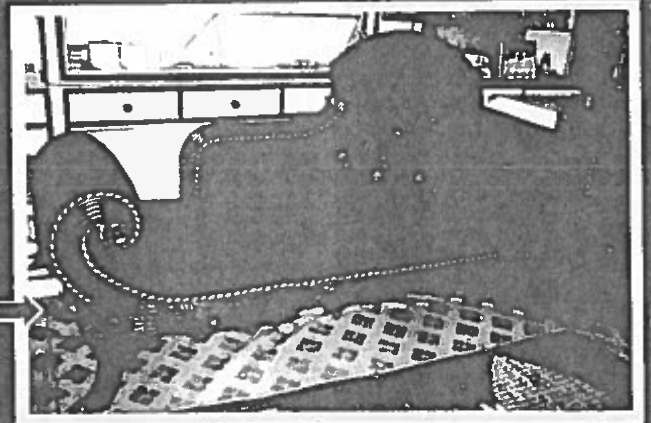
ظہر وعصر نیز عصر ومغرب کے درمیان
جہاں صدر العلما تعویذ نویسی فرماتے تھے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کی عمارت کا بیرونی منظر
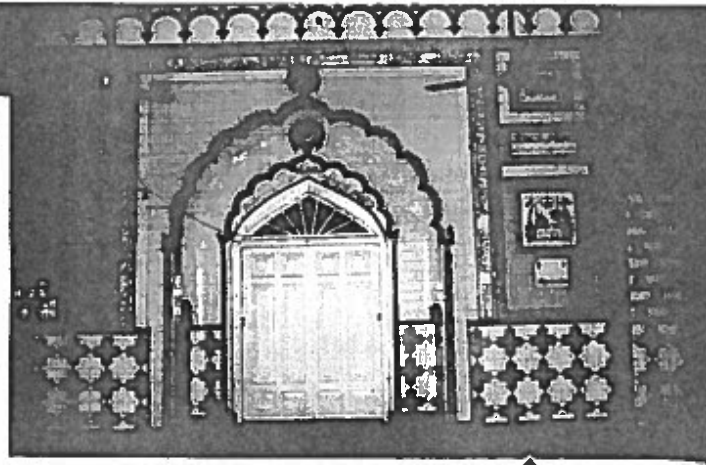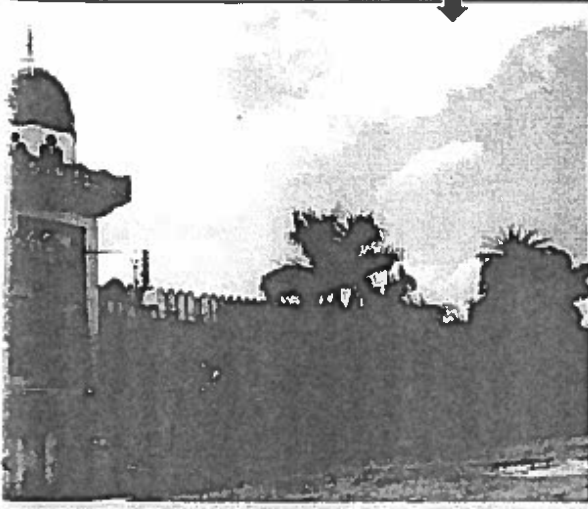
مرزائی مسجد جہاں صدر العلما نے ابتدائی تعلیم حاصل کی

(۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ رضویہ بھی اولاً یہاں ہی قائم ہوا تھا اس کے بعد باقر گنج ۱۹۸۴ء میں منتقل ہوا)

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی صدارت، تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم کی قیادت اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خان صاحب کی نظامت میں جامعہ نوریہ رضویہ اولاً ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں بمقام مرزائی مسجد بریلی شریف قائم ہوا۔ اس کے بعد ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء میں باقر گنج عیدگاہ بریلی شریف کی وسیع آراضی میں منتقل ہوا اور بحمدہ تعالیٰ شب و روز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ ۱۷ مدرسین و ملازمین اور سیکڑوں طلبہ تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ جامعہ نوریہ رضویہ ہی کے زیر اہتمام مہرولی شریف دہلی میں مرکز اہل سنت **جامعة الامام احمد رضا** کا قیام اور اس کی روز افزوں ترقی بھی خوش آئند پیش قدمی ہے۔ اپنے مخصوص عطیات میں دونوں اداروں کو یاد رکھیں۔

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: (مولانا) محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں ۳۴ / سوداگران بریلی شریف

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں صدر العلما کی درسگاہ جہاں ۲۳ سال عہدۂ صدارت اور منصب شیخ الحدیث پر فائز رہ کر اپنا فرض منصبی ادا فرمایا۔

جامعہ نوریہ رضویہ میں علامہ تحسین رضا ہال

www.muftiakhtarrazakhan.com
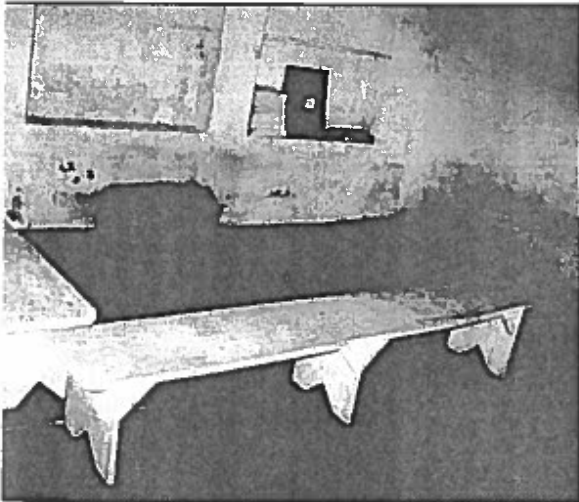
CRESCENT PUBLIC SCHOOL

RECOGNISED BY GOVERNMENT

(Established by **AL-AMIN SOCIETY** Bareilly, of which Late

ALLAMA MOHAMMAD TAHSEEN RAZA KHAN

was the founder and life persident since 1984)

Opp. Rohilkhand University, Tulsinagar Colony, Pilibhit Bye Pass Road,
Bareilly (U.P.) Phone No. 0581-2526643

(An English Medium School from pre N.C. to VIIIth)
(Syllabus based on CBSE pattern)

Features:

1- Highly qualified, trained and Experienced staff.
2- Latest methods are used for teaching.
3. Provide culture & Value based Education.
4- Special emphasis on English Conversation.
5. Extensive use of play way methods for Teaching.
6- Teaching of social manners and discipline.
7- School's own building with large playground and garden.
8- Fully equipped library, computer lab and science lab.
9- Water purifier, generator, inverter and modern sanitary system.
10- Spacious & Airy class rooms.
11- Urdu and Theology compulsory for all students.
12- The most affordable fee structure in Bareilly.
13- School's own Transport facilities.

www.muftiakhtarrazakhan.com
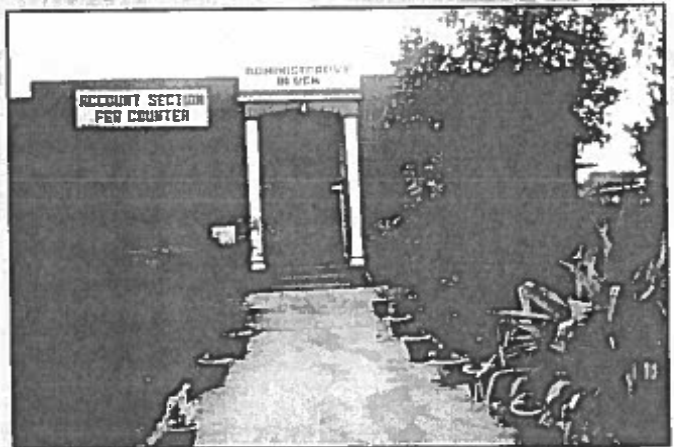
تجلیات قلم

انتساب	....		
فہرست	....		۱
منظور ہے گذارش احوال واقع	....	محمد حنیف خاں رضوی بریلوی	۱۰
امام احمد رضا اکیڈمی....کی کارکردگی وعزائم	....	محمد حنیف خاں رضوی بریلوی	۱۴

تاثرات (علما، مشائخ، ارباب علم ودانش) ۱۸

خانوادۂ رضویہ کے گل سرسبد	....	امین ملت ڈاکٹر پروفیسر سید محمد امین صاحب قبلہ	۱۹
صدر العلما ایک فرد جلیل	....	جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری	۲۰
صدر العلما پیکر حلم وبردباری	....	علامہ سبطین رضا خاں قادری	۲۱
صدر العلما حیات اسلاف کا آئینہ	....	مفتی عبد المنان اعظمی	۲۳
صدر العلما جامع شرائط شیخ	....	مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی	۲۴
صدر العلما کی سیرت مقدسہ بہترین نمونہ	....	سید شاہ فخر الدین اشرف	۲۵
صدر العلما میرے برادر محترم	....	مولانا حبیب رضا خاں قادری	۲۶
صدر العلما استاذ العلما	....	مولانا ابوداؤد محمد صادق (پاکستان)	۲۷
صدر العلما علم وفضل میں مفتی اعظم کے مظہر اتم	....	مفتی اعظم راجستھان	۲۸
صدر العلما فقیہ عالم دین	....	مولانا پیر سید مراتب علی شاہ (پاکستان)	۲۹
صدر العلما اخلاص میں اسلاف کی یادگار	....	علامہ عبد الحکیم شرف قادری	۳۰
صدر العلما اکابر کے صحیح جانشین	....	علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی	۳۱
صدر العلما ایک باکمال مدرس	....	علامہ قمر الزماں اعظمی	۳۲
صدر العلما شیخ الحدیث	....	مفتی محمد فیض احمد اویسی (پاکستان)	۳۳
صدر العلما اور اشاعت مسلک حق	....	علامہ رضاء المصطفی اعظمی (پاکستان)	۳۴
صدر العلما فکروفن کے ماہ تاباں	....	مولانا شاہ منان رضا خاں	۳۵
صدر العلما یگانہ روزگار	....	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (پاکستان)	۳۶

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما بحیثیت شیخ الحدیث .... مفتی عبد القدیر خاں رضوی ۳۷
صدر العلما مرشد راہ ہدایت .... مفتی مجیب اشرف ناگپوری ۳۹
صدر العلما ایک حقیقت .... مفتی محمد ایوب نعیمی ۴۱
صدر العلما سے چند ملاقاتیں .... علامہ محمد احمد مصباحی ۴۲
صدر العلما عظیم عالم دین .... علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور (پاکستان) ۴۳
صدر العلما اسلاف کی بہترین یادگار .... علامہ مفتی رضاء المصطفےٰ ظریف القادری ۴۴
صدر العلما کی خاص خوبیاں .... علامہ یٰسین اختر مصباحی ۴۵
صدر العلما پیکر تحسین وتبریک .... مولانا محمد منشا تابش قصوری (پاکستان) ۴۷
صدر العلما نمونۂ اسلاف .... علامہ محمد حنیف رضوی (انگلینڈ) ۴۹
صدر العلما پیکر علم وعمل .... حافظ عبید اللہ خاں اعظمی ۵۰
صدر العلما صدر نشین تدریس .... علامہ شمیم الدین احمد منعمی پٹنہ ۵۱
صدر العلما رہبر وراہ نما .... علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی (پاکستان) ۵۲
صدر العلما ایک متواضع شخصیت .... مفتی محمد مکرم احمد دہلوی ۵۳
صدر العلما موت العالم موت العالم .... مولانا محمد اقبال مصباحی (انگلینڈ) ۵۶
صدر العلما ایثار وخلوص .... مولانا سلیم اللہ جندراں (پاکستان) ۵۸
صدر العلما محدث اعظم کی نشانی .... مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی (پاکستان) ۵۹

خاندانی حالات ۶۲

صدر العلما کے شہر بریلی کا تاریخی پس منظر .... ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی ۶۳
صدر العلما کے خاندانی حالات .... ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی ۶۷
صدر العلما کے جد محترم .... ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی ۷۵
صدر العلما کے والد ماجد .... مولانا عزیز الرحمٰن قادری ۷۷
سیرت وسوانح حضرت صدر العلما .... مولانا محمد اجمل رضا رضوی (پاکستان) ۸۲
صدر العلما کا اپنے اساتذہ سے اکتساب فیض .... مفتی سید شاہد علی ۸۷
صدر العلما کے اساتذۂ کرام .... مولانا رفیق عالم رضوی مصباحی ۹۸
صدر العلما میدان علم وتدریس میں .... مفتی صالح رضوی ۱۲۰
مولانا ظہیر احمد خاں کا اجمالی تعارف .... معین احمد خاں ایم۔اے ۱۲۹

www.muftiakhtarrazakhan.com

وصال ۱۳۲

صدر العلما کا آخری سفر .... زاہد علی نوری ۱۳۳
صدر العلما کا سفر آخرت .... مفتی حبیب یار خاں اندور ۱۳۵
آہ! مظہر مفتی اعظم صدر العلما .... مولانا محمد سید حسینی اشرفی ۱۴۱
عینی شاہدین کے بیانات .... مولانا ابوالحسن رضوی ۱۴۵
آہ! صدر العلما نہ رہے .... مولانا محمد مستقیم رضوی ۱۵۰
صدر العلما کا سفر آخرت .... ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ۱۵۴
آہ! وصال صدر العلما محب حق .... مولانا محمد انور علی ۱۵۹

فضائل و کمالات ۱۶۱

صدر العلما ایک ہمہ گیر شخصیت .... سید وجاہت رسول قادری (پاکستان) ۱۶۲
صدر العلما ایک عالم ربانی .... مفتی محمد اعظم رضوی ۱۷۰
صدر العلما ایک ہمہ جہت شخصیت .... مولانا محمد حنیف خاں رضوی ۱۷۳
صدر العلما شمع شبستان رضا .... مفتی حبیب یار خاں رضوی ۱۸۱
صدر العلما ایک مرد حق آگاہ .... مولانا ابوالحسن علی رضوی ۱۸۴
صدر العلما جامع علم و عمل .... مفتی اشرف رضا قادری ۱۸۹
صدر العلما اور درس و تدریس .... مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی ۱۸۹
صدر العلما اخلاق حسنہ کے پیکر .... مولانا عبدالسلام رضوی ۱۹۴
صدر العلما اور درس حدیث .... مفتی قاضی شہید عالم رضوی ۲۰۲
صدر العلما علم و تقویٰ کا آفتاب .... مفتی نظام الدین مصباحی ۲۰۵
صدر العلما پابند شرع عالم دین .... مولانا عبدالمبین نعمانی ۲۰۶
صدر العلما معتمد مفتی اعظم .... مفتی ناظم علی رضوی مصباحی ۲۱۰
صدر العلما شہید راہ حق .... مفتی شمس الہدیٰ ۲۱۳
صدر العلما پیکر تقویٰ .... مفتی شیر محمد خاں رضوی ۲۱۴
صدر العلما سید الاتقیا .... مفتی شمس الدین احمد رضوی ۲۱۶
صدر العلما سفیر محبت .... مولانا اجمل رضا قادری ۲۱۸
صدر العلما شہید راہ وفا .... مولانا بہاء المصطفےٰ قادری ۲۲۰

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما سلف صالحین کا نمونہ	ڈاکٹر سید علیم اشرف جیلانی	۲۲۲
صدر العلما مہر درخشاں	مولانا محمد عمران رضا خاں سمنانی	۲۲۵
صدر العلما کا وصال عظیم حادثہ	مولانا فروغ احمد اعظمی	۲۲۷
صدر العلما گونا گوں خوبیوں کے حامل	مفتی محمد ناظم علی قادری	۲۲۹
صدر العلما کا تقویٰ و پرہیزگاری	مولانا نفیس احمد مصباحی	۲۳۰
صدر العلما ایک فرد کامل	مولانا تطہیر احمد بریلوی	۲۳۲
صدر العلما کی متشرع زندگی	مولانا مشکور احمد رضوی	۲۳۷
صدر العلما استاذ العلما	مفتی مطیع الرحمٰن رضوی	۲۴۳
صدر العلما بحیثیت صدر المدرسین	مفتی عبید الرحمٰن رضوی	۲۴۵
صدر العلما سے ایک ملاقات	مولانا کوثر امام قادری	۲۴۷
صدر العلما عظیم دینی پیشوا	مولانا اختر حسین فیضی	۲۴۸
صدر العلما اور رضائے الٰہی	مولانا محمد شاکر علی نوری	۲۵۰
صدر العلما کی علمی خدمات	مولانا توفیق برکاتی	۲۵۱
صدر العلما متفق علیہ شخصیت	مفتی آل مصطفیٰ مصباحی	۲۵۳
صدر العلما، علم و فضل کا بحر ذخار	مولانا اختر کمال قادری	۲۵۳
صدر العلما محدث بریلوی ایک مثالی شخصیت	مفتی فضل احمد مصباحی	۲۵۴
صدر العلما، محافظ علوم اسلامی	مفتی معراج القادری	۲۵۵
محدث بریلوی	مفتی شبیر حسن رضوی	۲۵۶
صدر العلما پاکباز عالم ربانی	مولانا عارف اللہ مصباحی	۲۵۶
صدر العلما، اہل سنت کے انمول رتن	مولانا شاہد القادری	۲۵۷
صدر العلما، تعلیم و تدریس کے تاجدار	مولانا مبارک حسین مصباحی	۲۵۸
صدر العلما، گلشن علم و معرفت	مولانا عبد الودود خاں نوری	۲۶۰
صدر العلما، ایک گوشہ گیر درویش	مولانا میکائیل ضیائی	۲۶۱
صدر العلما، علم و فضل کے آفتاب	مولانا غلام یٰسین رضوی	۲۶۳
صدر العلما، کا رخ زیبا	مبین الہدیٰ نوری	۲۶۴
صدر العلما، احادیث کے آئینے میں	مفتی ابوحمزہ محمد شعیب رضا	۲۶۵
مظہر مفتی اعظم ہند کی تواضع	مولانا مفتی ارشاد القادری	۲۷۱
صدر العلما خاندان رضا کی باوقار شخصیت	مولانا انیس عالم سیوانی	۲۷۴

www.muftiakhtarrazakhan.com

عنوان	مضمون نگار	صفحہ
صدر العلما کا انتقال	مولانا اسلم رضا	۲۷۶
صدر العلما پیکر زہد واتقا	ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم	۲۷۹
صدر العلما ایک عظیم شخصیت	مفتی شمشاد حسین رضوی	۲۸۰
صدر العلما، ایک مصلح	مولانا توفیق احمد اشرفی نعیمی	۲۸۵
صدر العلما، بحیثیت ایک استاذ کامل	مفتی محمد عالم گیر رضوی	۲۸۹
صدر العلما، علم وعمل کا روشن مینار	مولانا کوثر علی رضوی	۲۹۱
صدر العلما مظہر مفتی اعظم	مولانا مختار احمد قادری	۲۹۳
صدر العلما، کا جذبۂ ایصال الی المطلوب	مولانا نور الدین نظامی	۲۹۷
صدر العلما کی تدریسی سرگرمیاں	مولانا محمد مشرف قادری	۲۹۹
صدر العلما عظیم عالم اور عالم	مولانا ابوبکر اشرفی	۳۰۰
صدر العلما اور تصوف	قاری محمد اکرم	۳۰۲
صدر العلما جامع علوم وفنون	مولانا تفسیر القادری	۳۰۴
صدر العلما ایک عظیم شخصیت	مولانا محمد حسن رضوی قادری	۳۰۶
صدر العلما علم وعمل کا آفتاب	مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی	۳۰۸
صدر العلما جامع اوصاف	مولانان عبدالمبین قادری رضوی	۳۱۰
صدر العلما حسن اخلاق کے پیکر	مفتی محمد اسحاق اشفاقی	۳۱۱
صدر العلما آئینہ مفتی اعظم	مولانا ناظر اشرف	۳۱۴
صدر العلما ایک جامع الصفات شخصیت	مولانا یونس رضا مصباحی	۳۱۶
صدر العلما کی بارگاہ میں خراج عقیدت	مولانا ممتاز عالم مصباحی	۳۱۸
صدر العلما یادگار سلف	مولانا معین الدین خاں برکاتی	۳۱۹
صدر العلما اہل سنت کی باوقار شخصیت	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی	۳۲۲
صدر العلما حیات وممات	مولانا فصیح الدین رضوی	۳۲۴
صدر العلما کی ناقابل فراموش شخصیت	مولانا ابرار احمد امجدی	۳۲۶
صدر العلما کا انداز تدریس	مولانا جابر احمد اشرفی	۳۲۷
صدر العلما متبع سنت	مولانا غلام شرف الدین رضوی	۳۲۹
صدر العلما ایک ہمہ گیر شخصیت	مولانا محمد عاقل	۳۳۰
صدر العلما ہمدرد قوم وملت	مولانا محمد زاہد علی شاہدی	۳۳۲

www.muftiakhtarrazakhan.com

عنوان		مضمون نگار		صفحہ
صدرالعلما ایک چراغ ہدایت	....	مولانا غلام مصطفیٰ انعام القادری (جامعہ ازہر)	....	۳۳۳
صدرالعلما مظہر مفتی اعظم	....	مولانا مظاہر الاسلام مالی گاؤں	....	۳۳۵
صدرالعلما کی رحلت	....	مفتی محبوب عالم نوری	....	۳۳۷
صدرالعلما مظہر مفتی اعظم	....	محمد نورالحق نوری	....	۳۳۹
صدرالعلما ایک تاثر	....	مولانا محمد طاہر القادری کلیمی فیضی	....	۳۴۱
صدرالعلما اور اخلاق وسادگی	....	مولانا محمد اختر مصباحی	....	۳۴۲
صدرالعلما ایک عظیم رہنما	....	ڈاکٹر صدر عالم صدیقی	....	۳۴۴
صدرالعلما ایک عالم باعمل	....	اقبال احمد نوری	....	۳۴۶
صدرالعلما علم کا کوہ گراں	....	مولانا سید رفعت علی شاہدی	....	۳۴۷
صدرالعلما کی سادگی	....	مولانا سید مقیم الرحمٰن قادری	....	۳۴۷
صدرالعلما پیکر زہد و تقویٰ	....	مولانا نیر عالم نوری	....	۳۴۹
صدرالعلما اور ایک خواب	....	مولانا محمد قمر علی خاں	....	۳۵۰
صدرالعلما بحیثیت مظہر مفتی اعظم	....	محمد احمد خاں امن	....	۳۵۱
صدرالعلما قوم کے رہبر	....	مولانا محمد قمر عالم	....	۳۵۲
صدرالعلما ایک ممتاز عالم دین	....	محمد اللہ خاں	....	۳۵۳
صدرالعلما کی متانت وسنجیدگی	....	ڈاکٹر محمد نورالحق	....	۳۵۴
صدرالعلما ایک تاثر	....	مولانا زین الدین	....	۳۵۷
صدرالعلما سلسلۂ نور کی درخشاں کڑی	....	مولانا غازی ارمان	....	۳۵۷
صدرالعلما بریلی کا آفتاب ضوفشاں	....	مولانا فضل رسول رضوی	....	۳۵۹
صدرالعلما زہد وتقویٰ کے امین	....	مفتی شفیق احمد شریفی	....	۳۶۰
صدرالعلما علم حدیث کے تاجدار	....	قاری جلال الدین قادری	....	۳۶۱
صدرالعلما اہلسنت کی بلند پایہ شخصیت	....	مولانا محمد مکرم رضوی	....	۳۶۲
صدرالعلما کی کچھ یادیں کچھ باتیں	....	خواجہ محمد کلیم اشرف	....	۳۶۴
صدرالعلما کی سادگی	....	مولانا محمد فضل حق نوری	....	۳۶۵
صدرالعلما کو شہادت کی آرزو تھی	....	مولانا عبدالخالق مصباحی	....	۳۶۷
صدرالعلما کا گھرانہ سب کا سب آفتاب	....	محمد عرفان محی الدین	....	۳۶۸
صدرالعلما کی جمالیاتی کیفیات	....	مولانا محمد شمشیر عالم الحسینی	....	۳۷۰
حیات صدرالعلما	....	مولوی محمد رئیس اشرف	....	۳۷۳

www.muftiakhtarrazakhan.com

واقعات، مشاہدات، منسوبات ۳۷۵

صدر العلما سے پہلی اور آخری ملاقات	مولانا محمد ایوب صاحب اشرفی	۳۷۶
مظہر مفتی اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم ستون	مولانا سراج رضا خاں نوری	۳۷۸
صدر العلما چند یادیں	مولانا حسان رضا خاں خلف اکبر صدر العلما	۳۷۹
ہمارے ابا جان کی یادیں اور باتیں	جناب رضوان رضا خاں صاحب نوری	۳۸۱
صدر العلما کے چند واقعات	عارفہ بیگم شہزادی صاحبہ صدر العلما	۳۸۳
صدر العلما کی کہانی بیٹے کی زبانی	جناب صہیب رضا خاں خلف اصغر	۳۸۴
صدر العلما میرے مربی	مولانا محمد سلمان رضا خاں	۳۸۷
صدر العلما زیبائش کے موتی	مولانا سلطان اشرف بہیڑوی	۳۸۹
صدر العلما انسانیت کے پیکر جمال	مولانا سید محمد میاں	۳۹۵
صدر العلما ایک دل نواز شخصیت	مولانا محمد اشفاق حسین قادری	۳۹۶
صدر العلما محبوب عوام و خواص	مولانا محمد نجف علی قادری	۴۰۱
صدر العلما کی امانت داری و بزرگی	مولانا حبیب القادری طیبی	۴۰۴
خراج تحسین	مولانا ارشاد احمد رضوی	۴۰۷
صدر العلما سراپا شفقت	حافظ محمد ناصر رضا تحسینی	۴۰۹
صدر العلما چند جھلکیاں	مولانا محمد صابر رضا مصباحی	۴۱۰
مختصر حیات صدر العلما	محمد یونس رضا اویسی رضوی	۴۹
صدر العلما میری معلومات میں	افروز رضا قادری	۴۱۵
صدر العلما کی ناسک میں تشریف آوری	مولانا محمد ہاشم اعظمی مصباحی	۴۱۶
صدر العلما سرپرست اعلیٰ	مفتی نثار احمد رضوی نوری	۴۲۱
صدر العلما سے استفادہ	اختر رضا قادری	۴۲۶
صدر العلما اور مسجد باغ محمدی	محمد حسن ضیائی رضوی	۴۲۷
صدر العلما اور تنظیم المسلمین	مولانا محمد مظفر حسین رضوی	۴۲۸
صدر العلما ایک مرشد کامل	محمد عمران خاں تحسینی	۴۳۰
صدر العلما کے کارہائے نمایاں	محمد سلمان خاں	۴۳۲
صدر العلما کچھ یادوں کے اجالے	مولانا محمد عیسیٰ رضوی	۴۳۳
صدر العلما کے چند واقعات	حافظ محمد ثناء اللہ خطیبی	۴۳۵

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اور سنی رضوی سوسائٹی .... حافظ محمد اظفر ایوب رضوی ۴۳۷
صدر العلما کی روشن ضمیری .... مولانا محمد سالک رضا ۴۳۸
صدر العلما پیکر شفقت و محبت .... کاشف رضا قادری ۴۳۹
صدر العلما کا وصال موت العالم ہے .... ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی ۴۴۰
صدر العلما اور کشف و کرامت .... مولانا مفتی محمد افضال احمد رضوی ۴۴۲
صدر العلما میری یادوں کی روشنی میں .... مولانا محمد حبیب رضا مصباحی ۴۴۵
صدر العلما اور آپ سے میری بیعت .... مولانا محمد جابر خاں مصباحی ۴۴۸
صدر العلما رخ حیات کے چند درخشاں پہلو .... مولانا غلام مصطفےٰ قادری رضوی ۴۵۱
صدر العلما کا علم و عمل .... مولانا انیس القادری ۴۵۳
صدر العلما کچھ یادیں کچھ باتیں .... مولانا عبد الجلیل نظامی ۴۵۶
صدر العلما کی ذرہ نوازیاں .... طاہرہ فاطمہ برکاتیہ بنت مولانا حنیف خان رضوی ۴۵۸
صدر العلما اپنی بڑی ہمشیرہ کی معلومات کی اجالے میں .... طاہرہ فاطمہ برکاتیہ // // ۴۶۰
صدر العلما کی باکردار شخصیت .... مولانا سعید اشرفی ۴۶۳
صدر العلما کی نوازشات .... مولانا محمد صابر علی رضوی ۴۶۵
صدر العلما کے چند یادگار اجلاس .... مولانا سرور رضا خاں رضوی ۴۶۷
صدر العلما یادوں کے جھرنکوں سے .... مولانا محمد عثمان مصباحی ۴۶۸
صدر العلما کا جس پور سے خصوصی تعلق .... نسیم احمد صدیقی ۴۷۰
صدر العلما کی حیات کے چند گوشے .... محمد احسان اللہ خاں ۴۷۱
صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند .... ڈاکٹر محمد اسد نوری علیگ ۴۷۳
صدر العلما کی بارگاہ میں .... مولانا عبد الحسن رضوی ۴۷۵
صدر العلما کی دہلی آمد .... مولانا ضیاء المصطفےٰ قادری ۴۷۷
صدر العلما شریعت و طریقت کا سنگم .... مولانا مشکور احمد قادری ۴۸۰
وہ دھوپ اور تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے .... سید محمد اسرائیل رضوی ۴۸۱

فن شاعری ۴۸۶

صدر العلما اپنے اشعار کے آئینہ میں .... صغیر اختر مصباحی ۴۸۷
صدر العلما کی تقدیسی شاعری .... ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی ۴۹۳
صدر العلما اور نعتیہ شاعری .... ڈاکٹر توقیر حسن خاں ۴۹۸
منتخب کلام صدر العلما ۵۰۱

www.muftiakhtarrazakhan.com

مقالات (عربی۔ انگریزی۔ گجراتی)..................۵۱۳

صدر العلما تحسین رضا (عربی مقالہ) .... مولانا غلام مصطفیٰ انعام القادری ۵۱۴

وصل حبیب الی حبیب (عربی مقالہ) ..... مولانا محمد عمران الحنفی ۵۱۷

519 Mushahid rafat → A Srpitual miracle of sadrul ulma

521 Shariq Khan → Sadrul ulma: the graet murshid

523 Mhd. Salman Khan → A Tribute to sadrul ulma

524 Junaid Raz → Sadrul ulma: a great mohadith

526 Mhd. haris Khan → Sadrul ulma: a spritul personality

527 Mhd. haris Khan → The noor of noori, the chiraagh of hasan

528 Mhd.Aftab Qassim Noori → Sadrul ulma: a Blessed and pious personality

533 SOHAIB RAZA KHAN → Sadrul ulma: an intruduction

علامہ تحسین رضا ایک باکمال شخصیت (گجراتی) .... پٹیل شبیر علی رضوی ۵۳۵

الوداع الوداع اے تحسین رضا الوداع .... (گجراتی) غلام محی الدین اسماعیل.................... ۵۳۷

گلہائے تحسین..........(مناقب).........۵۳۸

صدر العلما کی بارگاہ میں شعراء کا منظوم خراج عقیدت ۵۳۸

تعزیتی مجالس و پیغامات ۵۶۴

اخبارات و رسائل..۵۹۰

صدر العلما کی بارگاہ میں صحافتی نذرانہ عقیدت .... ڈاکٹر قیصر شمسی.................۵۹۱

اخبارات کے تراشے ۵۹۴

www.muftiakhtarrazakhan.com

باسمہ تعالیٰ وتقدس

منظور ہے گذارش احوال واقعی.........

اداریہ

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کے مقاصد میں ایک اہم مقصد اول دن سے یہ رہا ہے کہ رضوی تجلیات سے اہل اسلام کے قلوب واذہان کو منور ومجلی کیا جاتا رہے، خواہ امام احمد رضا کے علوم ومعارف کی ضیاپاشیوں کے ذریعہ، یا آپ کی نسبی وخاندانی اور روحانی ومعنوی اولاد کی تعلیمات کی روشنی کے واسطہ سے، اسی پس منظر میں اکیڈمی کی خدمات کو منظر عام پر لانے اور عوام وخواص کو اس کی قرار واقعی حیثیت سے روشناس کرانے کے لئے اکیڈمی نے اپنے سالنامے کا بنام ''تجلیات رضا'' اجرا کیا جو اکیڈمی کے قیام کے پہلے ہی سال سے جاری ہے۔ اس سے قبل پانچ شمارے منظر عام پر آچکے ہیں اور اب تک بغیر عوض قارئین کو ارسال کئے گئے ہیں۔

امسال اکیڈمی کی متعدد مطبوعات شائع ہوئی ہیں لہذا سرمایہ کی قلت اور مصارف کی کثرت کے سبب یہ سالنامہ منظر عام پر نہیں آسکا، نیز تجلیات رضا کے ذریعہ انہیں مضامین کی اشاعت مقصود رہتی ہے جو غیر مطبوعہ ہوں یا پھر کم از کم ہندوستان کے کسی جریدہ میں شائع نہ ہوئے ہوں۔ اور امسال اتفاق سے ایسا ہوا کہ ہمارے کرم فرما مضمون نگار حضرات بھی کچھ زیادہ مصروف دکھائی دیئے اور کوئی مضمون نہیں بھیج سکے، بہر حال متعدد موانع کے سبب ہمارا مجلہ قارئین کی ضیافت طبع نہ کرسکا۔ یہ وہ رکاوٹیں تھیں جو ہمارے سامنے تھیں، لیکن اصل سبب اور پوشیدہ امر تو مشیت ایزدی ہے جو قبل از وقت ماوشما کو معلوم نہیں ہوتی، مشیت الٰہیہ یہاں آکر معلوم ہوئی کہ امسال کا سالنامہ **''تجلیات رضا''** اکیڈمی کے اس اہم سرپرست اور عظیم دینی رہنما کے نام سے ہوگا جو موجودہ دور میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجلیات سے ایک عظیم تجلی تھے۔ یعنی صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ۔ اب جب کہ اکیڈمی اپنے ایک عظیم سرپرست سے بظاہر محروم ہوگئی ہے تو اکیڈمی کے ارکان پر لازم تھا کہ اپنے اس محسن کی بارگاہ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی سیرت وسوانح اور علمی ودینی کارناموں کو قوم وملت کے سامنے پیش کریں، لہذا ہم نے صدر العلما محدث بریلوی کے ان ہزاروں رفقا ومحبین، تلامذہ ومستفیدین، خلفا ومریدین، اور لاکھوں معتقدین ومتوسلین میں سے سیکڑوں ارباب علم ودانش سے رابطہ کیا اور ہندو پاک کے علاوہ انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، مصر، بنگلہ دیش، ہالینڈ وغیرہ بہت سے مقامات پر رہنے اور بسنے والے حضرات کو اپنے اس عزم وارادہ سے آگاہ کیا جس پر اکثر حضرات نے ہماری گزارشات کو قبول فرماتے ہوئے صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی سیرت وسوانح اور آپ کے فضل وکمال پر بہت کچھ لکھا جو اس مجموعہ میں قارئین کے پیش نظر ہے۔

اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت کے وصال سے تقریباً پانچ ماہ پہلے رضا اکیڈمی ممبئی کے تعاون سے امام احمد رضا اکیڈمی نے صدر العلما کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک کتاب مرتبہ مولانا محمد اجمل رضا صاحب گوجراں والا (پاکستان) شائع کی تھی،

www.muftiakhtarrazakhan.com

چونکہ حضرت کے مریدین ومتوسلین سے اس کتاب کے سلسلہ میں زیادہ رابطے نہیں ہو سکے تھے لہذا کتاب کے نسخے کافی تعداد میں موجود تھے، ہم نے سوچا کہ حضرت کے سوئم کے موقع پر یہ کتاب مناسب ہدیہ پر مریدین ومتوسلین تک پہونچائی جائے۔ پروگرام بنا ہی تھا کہ یہ مشورہ درمیان میں آیا کہ کیوں نہ عرس چہلم کے موقع پر ''تجلیات رضا'' کا خصوصی شمارہ منظر عام پر لایا جائے، کیونکہ امسال یہ مجلہ شائع بھی نہیں ہو سکا ہے، لہذا انجام کی پرواہ کئے بغیر اللہ تعالی کی توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے سوئم کی مجلس میں اعلان کر دیا گیا۔

اس کے بعد جب اس وادی میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ اتنی جلد یہ کام نہایت دشوار ہوگا، بہت سے احباب نے یہ بھی کہا کہ امسال مختصر مجموعہ لے آیئے باقی تفصیلی مجلہ آئندہ سال عرس کے موقع پر شائع کیجئے۔ میں نے اپنے ان احباب اور ہمدردوں سے عرض کیا کہ چالیسویں کے بعد سارے جذبات سرد پڑ جائیں گے اور لوگوں کی توجہات اپنے کاموں کی طرف مبذول ہو جائیں گی اور یہ کام برسوں میں بھی نہیں ہو سکے گا، جامعہ نوریہ کے اساتذہ کے درمیان جب یہ امور آئے تو سب نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی خدمات پیش کرنے کے سلسلہ میں نہایت مستعدی کا مظاہرہ کیا اور کام شروع کر دیا گیا۔ سب سے پہلے دعوت نامہ تیار کر کے تقریباً پانچ سو کاپیاں ملک و بیرون ملک ارسال کی گئیں، فرداً فرداً سب کو بھیجنا دشوار کام تھا، لہذا مختلف شہروں اور مدارس اسلامیہ میں صرف ایک صاحب کو بذریعہ فون اطلاع دے کر ان سے منظوری لی گئی اور ایک ایک پیکٹ میں وہاں کے ارباب علم ودانش کو دعوت نامے پوسٹ کر دیئے گئے۔ انہوں نے متعلقہ حضرات کو تقسیم کر دیئے۔ ادھر دعوت نامے پوسٹ ہو رہے تھے اور دوسری طرف میں ہر جگہ فون کے واسطہ سے برابر رابطے میں تھا، شمار نہیں کیا جا سکتا کتنی جگہوں پر کتنی بار فون کیا، لیکن بحمدہ تعالی میں نے امید سے فزوں سب کو مستعد پایا، اس سلسلہ میں صرف فون کے مصارف پانچ ہزار روپئے سے اوپر پہونچ گئے، شب روز فون کرتے کرتے اور سنتے سنتے قوت سماعت پر اس قدر بوجھ ہو گیا کہ ناقابل بیان ہے۔ وقت کی قلت پیش نظر رکھ کر دعوت نامے فیکس کی صورت میں بھی ارسال ہوئے، اور ان تمام ذرائع سے بات بنتی نظر نہیں آئی تو انٹرنیٹ کنکشن بھی لے لیا گیا اس کے ذریعہ بھی دور دراز ملکوں سے رابطہ کیا اور ادھر سے مضامین کی وصولیابی میں بھی قدرے آسانی اور جلدی ہو گئی۔

ان تمام ذرائع کے ذریعہ جب رابطہ مستحکم ہو گیا تو اب مضامین کی آمد شروع ہوئی، خلاف توقع مقالات کا تانتا بندھ گیا، اب مضامین کے کمپوز ہونے کی باری آئی تو دو کمپیوٹر پہلے سے جامعہ میں موجود تھے، تیسرے کمپیوٹر اور پھر چوتھے کمپیوٹر کا انتظام کیا اور کام شروع کر دیا گیا، بجلی کی بے راہ روی سے عاجز آ کر انویٹر لگائے گئے، انویٹرز کے ذریعہ بھی ضرورت پوری ہوتی نظر نہیں آئی تو جنریٹر لگایا گیا، اس قدر مضامین کی کمپوزنگ دو چار کمپوز کرنے والوں کی بس کی بات نہیں تھی، لہذا جامعہ میں زیر تعلیم طلبہ جو کمپیوٹر میں اگرچہ ابھی نوخیز تھے ان سب کو اس کام پر لگا دیا گیا اور سب نے شب وروز باری باری سے اس کام کو انجام دیا۔ وقت نہایت قلیل اور کاموں کی بھرمار، ادھر جامعہ میں امتحان بھی ہونے والے تھے، اسی درمیان امتحان بھی حسب دستور باقاعدگی سے ہوتے رہے اور یہ کام بھی چلتا رہا۔ عرس چہلم اپنے وقت پر ہوتا تو چار دن اور مل جاتے، لیکن رمضان المبارک کی آمد آمد کے مدنظر چہلم کی تاریخ چار دن کم کر کے رکھی گئی، اس طرح وقت اور قلیل ہو گیا لیکن ''ہمت مرداں مدد خدا'' اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کسی موقع پر مایوسی نہیں ہوئی اور کام بنتے چلے گئے۔

اگرچہ درمیان میں کچھ رکاوٹیں آئیں لیکن وہ عوارض بھی کافور ہوتے چلے گئے۔ آج ۳۰ راگست بروز جمعرات جب ہم گزشتہ ایام کی طرف نظر کرتے ہیں تو ہمیں خود تعجب ہوتا ہے کہ ہماری امید سے سوا یہ کام اتنی جلدی پایہ تکمیل کو کس طرح پہنچ گیا۔ جب کہ حضرت

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا وصال ۳ راگست کو ہوا، ۵ راگست کو تدفین عمل میں آتی اور ۷ راگست کو ہم نے سوئم کی فاتحہ میں اس نمبر کا اعلان کیا جس کی کارروائی ۸ راگست سے شروع ہوئی۔ یہ کل ۲۳ر۲۴ رایام کے اندر ہندوستان سے نہیں بلکہ عالمی سطح پر مختلف ممالک کے اصحاب قلم سے ان کے مقالات وتاثرات موصول ہوجانا اور پھران سب کا حسن ترتیب کے ساتھ شامل کرلیا جانا کم از کم ہمارے لئے تعجب خیز ضرور ہے۔

اصل میں ابتداء یہ پروگرام تھا کہ دوڈھائی سوصفحات، پر مشتمل ایک مجلّہ شائع کیا جائے گا، جب علماؤ مشائخ اور ارباب علم ودانش سے رابطہ اور ہر طرف سے اس کی پذیرائی غیر معمولی نظر آئی تو یہ سلسلہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ ہم نے اپنا ہدف چھ سوصفحات متعین کیا، مگر مقالات کی کثرت سے اندازہ ہوا کہ اس میں بھی اضافہ ہوجائے گا تواب ہمارے لئے یہ مشکل ہوگیا کہ کہاں اس سلسلہ کو روکا جائے اور کہاں نہیں۔

ہم نے بارہا اپنے مخلصین ومعاونین کو یہ اطلاع دی کہ ۲۸ راگست تک آنے والے تمام مضامین شامل اشاعت ہوں گے۔اس کے بعد مجبوری ہے، ان تمام اعلانات کے باوجود، ہم اپنے کرم فرما حضرات کے جذبات پر بند نہ باندھ سکے اور بہت سے حضرات اپنے مضامین کمپوز کراکے سی ڈی لے آئے تو پھران کے مضامین شامل اشاعت کرنے میں ہمیں کوئی عذر ہی باقی نہیں رہا۔ البتہ ایسا ضرور ہوا کہ ہم نے بیشتر مقامات پر ضروری حذف واضافہ کیا ہے، اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو مکررات کی بھر مار ہوتی اور بہت سی غیر تحقیقی باتیں بھی شامل ہو جاتیں جو کسی حال میں مناسب نہیں تھیں۔ پھر بھی عجلت میں ہوسکتا ہے کچھ خامیاں درآئی ہوں حالانکہ ہم نے تین تین مرتبہ قطع وبرید کے بعد اس مجلّہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی ہے، ہمارے جامعہ کا پورا اسٹاف اپنی انتھک کوششوں کے بعد جہاں تک اس کو خوبصورت وحسین بنا کر پیش کرسکتا تھا اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی گئی ہے۔

جن حضرات نے اس میں تن، من، دھن سے جٹ کر کام کیا ان کے کارناموں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مولانا عبد السلام صاحب، مولانا مشکور احمد صاحب، مولانا قاضی شہید عالم صاحب، مولانا صغیر اختر صاحب، اور مولانا رفیق عالم صاحب مدرسین جامعہ نے اپنے مضامین تو خود لکھے ہی لیکن آنے والے مضامین کی عمیق نگاہ سے اصلاح بھی کی، ضروری حذف واضافے بھی کیے پھر کمپوزنگ کے بعد ان کی دوتین مرتبہ تصحیح بھی کی، یہ اتنا طویل عمل ہے کہ اس کے لئے مہینوں کی مدت درکار تھی۔ مولانا صغیر اختر نے منظومات اور گلہائے عقیدت کی تصحیح کے ساتھ شعراء کو دعوت دے کر ایک مشاعرہ بھی منعقد کیا جس میں تقریباً تیس (۳۰) شعراء شریک ہوئے، ان کا کلام شامل اشاعت ہے، ڈاکٹر افسر رضا خاں مدرس جامعہ نے بھی تعاون سے دریغ نہیں فرمایا۔

حافظ محمد ثناء اللہ مدرس جامعہ نے صدر العلما محدث بریلوی سے تمام منسوب مقامات کے فوٹو بنوا کر کام کو آسان کیا، مولانا محمد علی مدرس جامعہ نے بھی دہلی آمد ورفت کے ذریعہ کچھ کاموں میں تعاون کیا۔

اکیڈمی کی مالی پوزیشن فی الحال کمزور ہے لہٰذا یہ طے پایا کہ کچھ اعلانات حاصل کرکے اکیڈمی کے لئے تعاون حاصل کیا جائے، جب یہ پروگرام بنا تھا تو امید تھی کہ اس میں خاطر خواہ کامیابی ملے گی، لیکن عزیزم محمد عمران خاں تحسینی سلمہ پرانا شہر بریلی نے اس سلسلہ میں بہت بھاگ دوڑ کی، اپنی مصروفیات کو ترک کرکے مکمل وقت اس میں صرف کیا، کامیابی تو ملی لیکن محنت کے مطابق نہیں اور خرچ کے مقابلہ میں نہایت قلیل، رضا اکیڈمی ممبئی سے عالی مرتبت الحاج محمد سعید صاحب نوری نے ہمارا ہمیشہ تعاون کیا ہے، اور اس مرتبہ بھی ہمارا تعاون

www.muftiakhtarrazakhan.com

فرمایا، بہرحال جن حضرات نے مالی تعاون کے ذریعہ حصہ لیا ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔

جامعہ کے اسٹاف کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی اپنی خدمات پیش کیں، عزیز گرامی مولانا حافظ محمد ارشاد صاحب شیر پوری، رام نگر سے اپنے مدرسہ کی چھٹی کے بعد یہاں آئے اور چند ایام شب و روز انتھک کوشش کر کے مضامین کی تصحیح و اصلاح کی، عزیزم مولوی محبوب عالم اشرفی مدرس جامعہ فاطمہ شاہجہاں پور راتوں کو جاگ کر تصحیح میں مشغول رہے۔ عزیزم مولوی محمد عمران حنفی مرادآبادی نے عربی مضمون لکھا اور دوسرے عربی مضامین کی تصحیح و اصلاح بھی کی، نیز شہزادۂ صدر العلما جناب صہیب رضا خاں نے انگلش مضمون خود بھی لکھا اور چند مضامین لکھوائے، نیز ان سب کی تصحیح بھی کی۔

محمد امین رضا سلمہ جنھوں نے صدر العلما کی خدمت میں سیکڑوں مرتبہ حاضریاں دی ہیں، ان کے جذبات بھی قابل قدر ہیں کہ اخبارات کے تمام تراشوں کی فوٹو اسٹیٹ کرا کے لاتے رہے اور برادرم محمد مصطفیٰ رضا خاں سلمہ سیٹنگ کرتے رہے۔

ان تمام حضرات کی محنتوں مشقتوں کے ساتھ ساتھ جامعہ نوریہ کے طلبہ کی کاوشیں بھی کچھ کم نہیں، طلبہ عام طور پر آرام طلب اور راتوں کو جاگنے کے سلسلہ میں نہایت کمزور ثابت ہوئے ہیں، اس کے باوجود وقت کی قلت، کاموں کی کثرت اور صدر العلما سے غایت عقیدت کے پیش نظر انہوں نے بھی نہایت دلچسپی کا اظہار کیا، اور شب بیداری سے بھی گریز نہیں کیا، ان میں سرفہرست عزیزم حافظ محمد قمر اشرف شیش گڑھی کی کارکردگی ہے کہ انہیں کی رہنمائی میں تمام طلبہ جٹے رہے۔ خود بھی بیشتر راتیں جاگ کر اور انٹرنیٹ پر مضامین کی وصولیابی نیز پورے مجموعے کی سیٹنگ اور تصحیح وغیرہ کے کام انجام دیئے۔

جامعہ کے جن طلبہ نے محنتیں کیں ان کے اسماء اس طرح ہیں:

(۱) مولوی محمد زاہد شاہدی (فارغ التحصیل جامعہ) (۲) مولوی محمد مقبول حسن تحسینی دولت پوری (دورۂ حدیث) (۳) مولوی محمد جعفر علی رضوی بلرام پوری (سادسہ) (۴) مولوی محمد نعیم تحسینی (رابعہ) (۵) مولوی محمد وقار خاں (ثالثہ) (۶) مولوی محمد معید رضا برکاتی (ثالثہ) (۷) حافظ محمد نصیر (اولیٰ)

غرضیکہ یہ کام کسی فرد واحد کی محنتوں کا ثمرہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیرہ ہے جس نے اپنی خدمات کو پیش کیا ہے۔

ہم ان سب کے شکر گزار ہیں اور ترقی درجات کے لئے دعا گو بھی ...... مولیٰ تعالیٰ سب کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے، نیز قلمی تعاون فرمانے والے علما و مشائخ، ارباب علم و دانش اور اصحاب قلم کی بارگاہ میں ہدیہ امتنان و تشکر پیش کرتے ہیں جنھوں نے ہماری گزارشات کو منظور فرما کر ہماری خاص معاونت فرمائی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام احمد رضا اکیڈمی.........کارکردگی و عزائم

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی منزل بہ منزل اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی طرف رواں دواں ہے۔اس ادارہ کی تعمیر وترقی میں سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہما کے روحانی فیضان کے ساتھ ہمارے ان بزرگوں کی خصوصی دعائیں قدم قدم پر شامل حال ہیں جنہوں نے اس تحقیقی مرکز کا خاکہ مدینۃ الرسول کی پرنور فضاؤں میں تیار کیا تھا اور بریلی شریف میں اپنے مقدس ہاتھوں سے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ حالات کی نا مساعدت اور وسائل کی قلت کے باوجود آج اس کی عمارت کی پہلی منزل بحمدہ تعالیٰ مکمل ہوگئی ہے اور ہم علمائے کرام ومشائخ عظام کی نورانی مجلس میں اس کا افتتاح کرتے ہوئے مسرت وخوشی محسوس کررہے ہیں کہ ہم اراکین اکیڈمی کو رب قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ توفیق بخشی۔

پیش نظر سالنامے کے سابقہ شماروں میں ہم نے وضاحت سے اپنے منصوبوں کو شائع کردیا ہے، موجودہ صورت حال یہ ہے کہ اب ہم نے اکیڈمی کے منتشر اور غیر مرتب علمی اثاثہ کو یکجا کرلیا ہے اور اس کی ترتیب بھی ہوگئی ہے، البتہ اس کی فہرست سازی میں ابھی کچھ وقت درکار ہے۔گزشتہ کارکردگی کی اجمالی فہرست یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ جامع الاحادیث کی اشاعت کے ساتھ ایک درجن سے زیادہ کتابیں اکیڈمی کے دارالاشاعت سے شائع ہوچکی ہیں۔ ہمارے منصوبوں میں خاص طور پر امام احمد رضا قدس سرہ کی غیر مطبوعہ تصانیف کی تبییض واشاعت اور رضویات میں پائے جانے والے علوم ومعارف کی علیحدہ علیحدہ تدوین وتشریح ہے۔اس کے ساتھ ہی مسلک امام اعظم پر غیر مقلدوں کی جانب سے ہونے والے جارحانہ حملوں کا دفاع اور مسکت جواب بھی پیش نظر ہے۔

ان دونوں منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کام شروع کیا جاچکا ہے جس کا اجمالی خاکہ کچھ اس طرح ہے۔

(۱) ہم نے گزشتہ سال نامے میں وعدہ کیا تھا کہ فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں کو جدید طرز پر ایڈٹ کرکے تینتیس (۳۳) جلدوں میں جو رضا فاؤنڈیشن لاہور نے حسین کتابت کے ساتھ شائع کیا ہے اس کو عصری تقاضے کے پیش نظر از سر نو کمپوز کرایا جائے اور قدیم نسخوں سے ایک مرتبہ اس کا مزید مقابلہ ہو اور تخریج وترتیب پر بھی نظر ثانی کی جائے تاکہ اس میں مزید خوبیاں پیدا کی جاسکیں۔ ہم بحمدہ تعالیٰ اس وعدہ پر قائم ہیں۔اس سلسلہ میں مفتیان اسلام وعلمائے کرام کی ایک جماعت کا انتخاب کیا جاچکا ہے بلکہ جزوی طور پر کام شروع ہوچکا ہے۔ ہماری فہرست میں تقریباً چالیس حضرات ہیں، ان میں بعض سے رابطہ بھی ہوچکا ہے اور بعض جلدیں ان کے پاس ارسال کردی گئی ہیں۔ چھبیس (۲۶) جلدوں کی کمپوزنگ تیار ہے جن کو مرتب کرکے متعلقہ حضرات کے یہاں ارسال کی جارہی ہیں۔ پہلے مرحلہ میں ان تمام جلدوں کو مرتب کرکے ان حضرات کو ایک ایک جلد پہنچائی جارہی ہے، یہ مرحلہ جب مکمل ہوجائیگا تو پھر تصحیح کے بعد دوسری مرتبہ یہ جلدیں ان حضرات کو اس طرح بھیجی جائیں کہ جن کی تصحیح پہلے جن صاحب نے کی تھی وہ ان کے پاس نہ جاکر دوسرے صاحب کو ارسال ہوگی تاکہ ایک جلد دو حضرات کی نگاہ سے گزر جائے اور کمپوز کی غلطیاں نہ ہونے کے برابر رہ جائیں۔

ان دو مرحلوں سے گزر کر جیسے جیسے یہ جلدیں ہمارے پاس آتی جائیں گی ہم اکیڈمی میں کچھ حضرات کی مستقل خدمات حاصل کریں گے اور اکیڈمی کی عمارت میں بیٹھ کر قدیم نسخوں سے مقابلہ، تخریج کی اصل ماخذوں سے تصحیح، اور پھر حل طلب مقامات کی تشریح و

www.muftiakhtarrazakhan.com

توضیح ۔ یہ سب امور انشاء المولیٰ تعالی اکیڈمی میں موجود محققین اورارباب علم ودانش کے ذریعہ انجام پائیں گے۔ قارئین سمجھتے ہوں گے کہ یہ اتنا طویل عمل ہے کہ چار چھ سال کا زمانہ گزر جائیگا اور شاید کام مکمل نہ ہو سکے لیکن ''ہمت مرداں مدد خدا'' ہمیں امید ہے کہ اس پرخار وادی کو عبور کرنے کے لئے ہمارے باہمت اور پر خلوص علمائے ذوی الاحترام ہمارا ساتھ دیں گے، پھر یہ کہ ہمارے اکابر علما ؤ مشائخ کی دعائیں اور رہنمائیاں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی، تو وہ دن دور نہیں کہ ہمارا یہ سفر منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

ہمارے عزائم میں سے یہ ایک عزم ہے جس کی یہ روداد قبل از وقت ہم آپ کو سنا رہے ہیں لیکن پر عزم ہو کر۔

(۲) امام احمد رضا اکیڈمی کی تصانیف مختلف علوم وفنون کا خزانہ ہیں۔

اس بحر علم ومعرفت میں غواصی کر کے نہ جانے اب تک کتنے آبدار موتی اہل علم چن چکے ہیں۔ کسی نے فقہ واصول پر، کسی نے ادب ولغت پر، کسی نے شعر وسخن پر، کسی نے منطق وفلسفہ پر، کسی نے طب وسائنس پر، کسی نے فلکیات وارضیات پر، کسی نے معاشیات و اقتصادیات پر لکھا اور وہ انمول ہیرے اہل ذوق کے مطالعہ کا سامان بنے۔ راقم الحروف نے علم حدیث وتفسیر پر آپ کی نگارشات کو ''جامع الاحادیث'' کی دس ضخیم جلدوں میں مرتب کیا جس کو اہل علم نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

اسی طرح ہر فن کے جواہر پارے مرتب ہوں تو پھر بہت سے علوم وفنون پر کتابیں تیار ہوسکتی ہیں۔ اکیڈمی کے ارکان نے طے کیا ہے کہ اس طرح متعلقہ فنون کو رضویات سے اخذ کیا جائے گا اور بہت سے فنون اس خزانہ سے برآمد ہونگے۔ راقم الحروف کا عزم ہے کہ علم عقائد وکلام پر اس طرح کی ایک کتاب مرتب کی جائے گی۔ ساتھ ہی دوسرے فنون پر دوسرے حضرات کام کریں گے۔

(۳) امام احمد رضا کی غیر مطبوعہ تصانیف وحواشی بھی مرتب ہو رہے ہیں، حال ہی میں صحیح بخاری کا حاشیہ جو تعلیقات کی شکل میں تھا اس کو مرتب کیا گیا اس پر بہت سا کام تو محب گرامی قدر حضرت مفتی محمد اشرف رضا صاحب نے کر دیا تھا۔ راقم الحروف نے بھی'' انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل'' ہونے کے لئے کچھ چیزوں کا اضافہ کیا اور ازسرنو مرتب کیا، پھر اس کی تحقیق وتصحیح عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی مدظلہ العالی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے فرمائی۔ اسی طرح تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری مدظلہ العالی کا حاشیہ بخاری جو حضرت نے اپنے خدام کے ذریعہ اس خادم کو بھجوایا تھا اور ان حضرات نے کچھ بخاری اور کچھ منتشر اوراق میں لا کر دیا تھا جس کو اس خاکسار نے حتی الوسع کوشش کر کے مرتب کیا اور پھر حضرت علامہ مصباحی صاحب قبلہ نے اس کو بھی آخری شکل دی۔ یہ دونوں حاشیے ''مجلس برکات، مبارکپور'' سے بخاری شریف کے ساتھ امسال ہی شائع ہو چکے ہیں۔

امام احمد رضا نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت پر مبسوط حاشیہ لکھا ہے، فل اسکیپ سائز میں پانچ سو صفحات سے زیادہ پر ہے، اس کی تبییض وتحقیق چل رہی ہے، اصل حاشیہ جو امام احمد رضا نے اصل کتاب پر تحریر فرمایا تھا، آج تک تلاش بسیار کے بعد بھی نہیں مل سکا، موجودہ حاشیہ نقل ہے اور کتابت کی غلطیاں کافی مقدار میں نظر آرہی ہیں، فی الحال حاشیہ اور اصل فواتح کی کمپوز تیار ہے، مقابلہ اور پھر تحقیق کے مراحل سے گزرنا ہے۔ یہ کام محب گرامی قدر حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ استاذ جامعہ امجدیہ کر رہے ہیں۔

امام احمد رضا نے مسئلہ علم غیب پر ایک مبسوط کتاب لکھنے کے لئے خاکہ تیار فرمایا تھا جس کا نام ''مالی الجیب بعلوم الغیب'' رکھا، اصل کتاب لکھی جا سکی یا نہیں؟ اسکا تو علم تاہنوز نہ ہو سکا، البتہ یہ خاکہ عربی زبان میں بجائے خود ایک کتاب کی شکل اختیار کر گیا ہے، لہٰذا ضرورت ہے کہ اس خاکہ کو ترجمہ وتخریج کے ساتھ شائع کیا جائے، یہ کتاب راقم الحروف کے قدیم ساتھی محب گرامی حضرت مولانا مجاہد

www.muftiakhtarrazakhan.com

حسین صاحب استاذ دار العلوم غریب نواز الہ آباد کے سپرد ہے، کہاں تک کام پہنچا بوقت ملاقات معلوم ہو سکے گا۔ اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر، سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی پر بھی مبسوط حاشیے ہیں جن پر کام جلد ہی شروع کرایا جائے گا۔

(۴) امام احمد رضا نے تقریباً ایک ہزار کتابیں مختلف موضوعات پر لکھی تھیں، لیکن اب تک خود ان کی شخصیت پر ایک ہزار سے زائد کتابیں، مقالات، مضامین اور تقدیمات لکھی جا چکی ہیں۔ ان سب کو سمیٹنے اور مرتب کرنے کی اہم ضرورت ہے، لہٰذا ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کے مرتب کردہ خاکہ (دائرہ معارف امام احمد رضا) کے خطوط پر ''جہان مجدد اعظم امام احمد رضا'' کے نام سے جامع سوانح حیات اور علمی کارنامے جمع کرائے جائیں۔

راقم الحروف ابھی شوال/ ۲۸ھ میں پاکستان کے سفر پر گیا تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی لاہور میں حضرت مولانا سید وجاہت رسول صاحب قادری کی صدارت میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں اس موضوع پر پاک و ہند کے ارباب علم و دانش کو دعوت دے کر کتاب لکھوانے کی بابت میٹنگ ہوئی اور طے ہوا کہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے اشتراک عمل سے اس موضوع پر کام کا آغاز ہو۔

(۵) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے غیر مقلدین زمانہ نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ مسلک احناف کی بنیاد قرآن وحدیث کے خلاف محض قیاس پر ہے، احناف قرآن وحدیث کے مقابل قیاس کرتے اور مسائل شرعیہ کو اپنی رائے سے بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ زمانہ قدیم سے اس کا منہ توڑ جواب ہمارے اسلاف دیتے آئے ہیں۔

دوسری جانب امام اعظم کی عبقری شخصیت پر یہ الزام بھی عائد کیا جاتا رہا ہے کہ آپ کو صرف سترہ اٹھارہ حدیثیں یاد تھیں اور بس۔ حالانکہ اس من گڑھت اتہام کی بھی کوئی وقعت نہیں۔

ہمارے علما اس منہ زوری کا بھی بھرپور جواب دے چکے ہیں اور فقہ حنفی کا سرمایہ اس پر شاہد عدل ہے۔

حنفی مسلک کہاں تک حدیث کے مطابق ہے اور امام اعظم کا علم حدیث میں کیا مقام تھا۔ ان دونوں جہتوں سے از سر نو کام کرنے کا بیڑا ابھی امام احمد رضا اکیڈمی نے اٹھالیا ہے۔

امام اعظم کی حدیث دانی کا اندازہ من وجہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے تلامذہ میں وہ عظیم شخصیات ہیں جن پر آج کے علم حدیث کا پورا سرمایہ موقوف ہے۔

جرح وتعدیل کے میدان میں امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل سے سبھی واقف ہیں، انہوں نے اس فن میں امامت کا درجہ جس شخصیت کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کر کے حاصل کیا وہ فن جرح وتعدیل کے اولین امام یحییٰ بن سعید قطان ہیں اور ان کو بلاواسطہ شرف تلمذ حاصل ہے امام اعظم ابوحنیفہ سے۔ فن روایت میں بالاتفاق جن کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا جاتا ہے وہ ہیں امام عبداللہ بن مبارک۔ اور ان کو ہمیشہ امام اعظم کی شاگردی پر ناز رہا۔ فرماتے تھے: اگر مجھے امام اعظم کی بارگاہ میں شرف تلمذ حاصل نہ ہوا ہوتا تو میں بھی ایک عام شخص ہو کر رہ جاتا۔

امام بخاری ہوں یا امام مسلم یا دیگر اصحاب صحاح ستہ بلکہ تقریباً تمام محدثین، سب کے سب امام اعظم کے تلامذہ سے ہی اکتساب فیض کرتے نظر آتے ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام محمد کی موطأ اور کتاب الآثار، مطبوع ہیں، امام ابو یوسف کی کتاب الآثار ۱۲ ر ضخیم مجلدات میں حال ہی میں بیروت سے شائع ہو چکی ہے، امام طحاوی کی شرح معانی الآثار چار جلدوں میں اور پھر اس کی شروح امام بدرالدین عینی نے متعدد جلدوں میں تحریر فرمائی ہیں، خود امام طحاوی کی شرح مشکل الآثار ۱۲ ر ضخیم مجلدات میں حال ہی میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ یہ سب فقہ حنفی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ زجاجۃ المصابیح چار جلدوں میں فقہی حنفی کا عظیم حدیثی ماخذ ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلیفہ اجل ملک العلما علامہ شاہ ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ الباری نے الجامع الرضوی المعروف بصحیح البہاری کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی جس میں دس ہزار سے زیادہ احادیث صرف عقائد و عبارات پر جمع فرمادیں، باقی موضوعات کا خاکہ تیار فرمایا تھا جس کو وہ مکمل نہ کر سکے۔

ان تمام ذخیروں کو سامنے رکھ کر انشاء المولیٰ تعالیٰ جدید انداز پر ایڈٹ کر کے دونوں رخ سے احادیث پر کام امام احمد رضا اکیڈمی نے شروع کرادیا ہے۔

امام اعظم کی مرویات پر کام کرنے کے لئے محب گرامی حضرت مولانا کوثر امام صاحب استاذ مدرسہ قدوسیہ پرسونا بازار مہراج گنج (یو۔ پی) کمربستہ ہو گئے ہیں۔ اب تک اس موضوع پر تقریباً چار ہزار سے زائد احادیث جمع کر چکے ہیں۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ مسند امام اعظم ابوحنیفہ ہزاروں احادیث پر مشتمل منظر عام پر آئے گی۔

مسلک امام اعظم کی ماخذ و مستدل احادیث کا ذخیرہ جس کا وافر حصہ ملک العلما نے جمع کر دیا ہے اسی طرز پر یہ کام آگے بڑھایا جائے گا اور احادیث کریمہ کے ذخائر کو کھنگال کر ایک جامع کتاب منظر عام پر لائی جائے گی جو انشاء المولیٰ تعالیٰ ہزاروں احادیث پر مشتمل ہوگی۔ ساتھ ہی جدید طرز پر اس کی تخریج اور تشریح پر بھی کام ہوگا۔

راقم الحروف نے جامع الاحادیث کے عربی ایڈیشن کا بھی آغاز کرادیا ہے، یہ کام عربی زبان و بیان کے ماہر حضرت مولانا انوار احمد خاں صاحب بغدادی استاذ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء، دہلی کر رہے ہیں۔ پھر اس کی تخریج کا اسلوب بھی قدرے تبدیل ہوگا اور ہر حدیث کا مقام و مرتبہ متعین کر کے مزید خوبیوں کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

یہ ہیں ہمارے موجودہ اور آئندہ کے عزائم۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے ان عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

www.muftiakhtarrazakhan.com

تأثرات

علما، مشائخ، ارباب علم ودانش

www.muftiakhtarrazakhan.com

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خانوادۂ رضویہ کے گل سرسبد

امین ملت حضرت ڈاکٹر پروفیسر سید محمد امین صاحب قبلہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ

فقیر برکاتی سید محمد امین، خادم سجادہ آستانۂ قادریہ برکاتیہ برادر طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر دلی غم کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت مولانا مرحوم خانوادۂ رضویہ کے گل سرسبد اور ہماری جماعت کے بہترین عالم اور مدرس تھے۔ سادہ لوحی اور منکسر المزاجی کا بہترین نمونہ تھے، اپنے اسلاف کرام کے سچے وارث تھے۔ میں خانوادۂ رضویہ کے تمام افراد اور ان کے اہل وعیال، متوسلین اور محبین سے تعزیت ادا کرتا ہوں اور بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت والا کے صاحبزادگان خصوصاً مولانا حسان رضا خاں سلمہ اللہ تعالیٰ کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سید محمد امین: نزیل ممبئی

۷/ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۱/۸/ ۲۰۰۷ء

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک فرد جلیل

جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ

لله ما اعطیٰ و لله ما اخذ وکل شئی عندهٗ بمقدار

اللہ ہی کا ہے جو اس نے دیا اور جو اس نے لیا، ور ہر شئی کی اس کے یہاں ایک مقدار مقرر ہے، دنیا میں جو آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن جانا ہے، ہر دن ہزاروں آتے ہیں ہزاروں جاتے ہیں، نہ ان کا آنا کوئی بڑی خوشی کی بات نہ ان کا جانا کوئی بڑا صدمہ شمار ہوتا ہے، لیکن بندگان خدا میں کوئی فرد ایسا ہوتا ہے جس کے آنے سے ان گنت لوگوں کو خوشی ہوتی ہے اور جانے پر بے شمار آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ ایسے ہی مقبولان بارگاہ خداوندی میں سے ایک فرد جلیل تھے جن کا ورود مسعود زمانے کے لئے فرحت وانبساط کا موجب تھا وہ بہجت زمن اور برکت زماں تھے ان کے جانے سے اہل سنت والجماعت میں عظیم خلا رونما ہوا جس کا پُر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک عظیم بزرگ کی حیثیت سے ان کا وجود باجود خاندان کے لئے بڑی رونق تھا، ان کے جانے سے وہ رونق چلی گئی، ''جامعۃ الرضا'' میں وہ تھوڑے عرصے رہے مگر اس طرح انہوں نے جامعہ کا کام سنبھالا کہ انہیں جامعہ کا عظیم ستون کہا جائے تو بجا ہے۔ افسوس کہ جامعہ ایسے مشفق وکرم فرما شیخ الحدیث وصدر المدرسین اور صدر المفتیین سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے اور ان پر رحمت ومغفرت کی بارش فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے اور ان کا سچا وارث بنائے اور ان کا جانشین بنائے اور ان کی نیک روش پر چلائے۔ انہیں مظہر مفتی اعظم ہند ان کی زندگی میں کہا گیا ایسا لگتا ہے کہ کسی کے منہ سے فرط عقیدت میں نکلنے والے اس لقب کو خدا نے وہ قبول عام بخشا کہ اپنوں وبیگانوں، دیوانوں اور فرزانوں سب نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور سب نے بیک زبان اسکو قبول کیا اور ان کی وفات کے بعد اور آشکار ہوگیا کہ وہ واقعی مظہر مفتی اعظم ہند تھے۔ ان کے جنازہ میں عقیدت مندوں کے ہجوم سے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے جنازہ کی یاد تازہ ہوگئی، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ان کو ''گل سرسبد'' فرمایا واقعی وہ گلزار رضویت کے ایک منفرد مہکتے ہوئے پھول تھے، ان کے مستفیدین وتلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے مجھے بھی ان سے گاہے گاہے کچھ استفادہ کا اتفاق ہوا، اللہ تعالیٰ ان کے فیوض علمی کو عام فرمائے اور ان کے شاگردوں کو توفیق رفیق ہو کہ وہ ان کی علمی خصوصیات کو آشکار کریں۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۸ر شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما پیکر حلم و بردباری

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب برادر اکبر حضرت صدر العلما

آہ! مظہر مفتی اعظم، برادر عزیز مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک رحلت سے جو صدمۂ جانکاہ دل و دماغ کو پہنچا ہے وہ مدتوں بھلایا نہ جاسکے گا۔ یہ ایک ایسا زخم ہے جس کا اندمال جلد ممکن نہیں۔ اپنی مسلسل علالت و کمزوری کے باعث سمجھ تو یہ رہا تھا کہ بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے دنیا سے جانے میں بھی پہلا نمبر میرا ہی رہے گا مگر مشیت ایزدی کچھ اور ہی تھی جو ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو ظاہر ہوئی۔" انا للہ و انا الیہ راجعون "

ادھر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی کی جانب سے بذریعہ مولانا صغیر اختر مصباحی خط آیا کہ ان کے حالات پر کچھ لکھوں مگر اپنا حال تو یہ ہے کہ قلم اٹھانے سے پہلے دل بیٹھ جاتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں مگر ان کی محبت کا جذبہ دل کو ابھارتا کہ جیسے بھی کچھ ہو لکھوں ضرور، کبھی بچپن کی یاد ستاتی ہے کبھی زمانہ طالب علمی کا خیال آتا ہے جب ہم دنوں ساتھ پڑھتے تھے، اور تقریباً پانچ چھ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد شیخ الحدیث محدث اعظم پاکستان کی دعوت پر ایک سال کے لئے پاکستان چلے گئے تھے، کبھی انکی سادگی طبع، سادہ لوحی، تواضع وانکساری، حلم و بردباری، متانت و سنجیدگی، زہد و تقویٰ و پرہیزگاری، خلق خدا کی خدمت کا جذبۂ بے کراں۔ برخلاف اس کے اخلاق رذیلہ، ریاکاری و دکھاوا، تکبر و غرور سے دوری برتی۔ ان کی پاکیزہ زندگی کی سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے۔

ان کی علمی صلاحیت و قابلیت، پڑھانے کا انداز (انداز تفہیم) تو یہ ان کے بے شمار تلامذہ ہی بتا سکیں گے کہ جنہوں نے ان کے سامنے زانوئے ادب طے کیے، ہم تو جانتے ہیں کہ ان کی زندگی کا بہترین مشغلہ پڑھنا پڑھانا ہے جو زمانہ طالب علمی سے آخر تک جاری رہا، "ذلك فضل الله يوتيه من يشاء"

اب آخر میں اپنے پیارے بھائی کے خلوص و محبت اور قلبی لگاؤ کا جو انہیں مجھ سے تھا، اور مجھے ان سے تھا اس کا کچھ تذکرہ کروں۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت و محبت جو اسلامی اخلاق کا ایک زریں حصہ ہے اگر آج بھی مسلمان اس پر عمل کرے تو مسلمانوں میں گھر گھر جو خانہ جنگی چھڑی ہوئی ہے، وہ یکسر ختم ہو جائے، اور اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا ہو جائے، میں ان سے عمر میں بڑا ہوں مگر مجھے یہ لکھنے میں کوئی عار نہیں کہ وہ مجھ سے علم میں بڑے تھے "تلك فضل الله يوتيه من يشاء"

اس کے باوجود جب کوئی بات ان سے کہتا تو مان لیتے، پڑھانے کے زمانے میں انہیں منطق و فلسفہ سے بہت زیادہ دلچسپی تھی اور ایک عرصہ تک یہی پڑھاتے رہے، میں نے ان سے کہا کہ اب اسے چھوڑ دو، اب دوسرے فنون نیز تفسیر و حدیث و فقہ بھی پڑھاؤ، تو انہوں نے اس طرف توجہ دی، اور اس سے انہیں اتنی دلچسپی بڑھی کہ نہ صرف مدرسہ میں پڑھاتے بلکہ محلّہ کی بڑی مسجد میں ہر جمعہ کو بعد فجر درس قرآن و حدیث کا سلسلہ شروع کرایا جو آخر تک جاری رہا، پچیس سال تک پابندی سے درس دیا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہو کر فیضیاب ہوتے رہے۔

مدرسہ سے ان دنوں تنخواہ کم ملتی تھی، میں نے مشورہ دیا کہ کتب خانہ کھول دو تو گھبرائے کہ کون سنبھالے گا کون چلائے گا، میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان دنوں ناگپور میں تھا، وہاں سے کچھ کتابیں خرید کر پارسل سے بھجوادیں تو مجبوراً راضی ہو گئے اور کتب خانہ بنام مکتبہ مشرق قائم کر دیا، انہیں دنوں قاری عرفان الحق آ گئے، جو ان کے شریک کار ہو گئے، اور وہ مکتبہ آج تک چل رہا ہے، خدا کا فضل ہے کہ ہم بھائیوں میں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا، اور ہوا بھی تو ختم ہو گیا، مکان و زمین کی تقسیم پر اکثر بھائیوں میں اختلاف ہو جاتا ہے، مگر اس مرحلہ سے بھی باسانی گذر گئے، والد صاحب کے انتقال کے بعد جب انہوں نے مکان کی تقسیم کے لئے مجھے لکھا تو میں نے انہیں لکھ دیا کہ تم دونوں بھائی تقسیم کرلو اور جو میرے حصہ میں آئے چھوڑ دو، چنانچہ ایسا ہی ہوا، میں باہر رہا اور مکان کی تقسیم ہو گئی، مزید برآں میرے مکان کی تعمیر کا مسئلہ سامنے آیا باہر رہنے کی وجہ سے میرے لئے یہ امر مشکل تھا کہ میں یہاں رہ کر مکان کی تعمیر کراؤں، یہ کام بھی انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا اور اپنی نگرانی میں یہ کام بھی کرا دیا، ان کی محبت اور سعادت مندی کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے کام ان کے سپرد کر دیتا اور وہ بخوشی انجام دیتے ۶۳ء سے میں باہر رہتا ہوں، مدت پر دیش جس کا ایک حصہ اب چھتیس گڑھ کہلاتا ہے، حضرت مفتی اعظم کے ایماء پر جو عالم خواب میں فرمایا تھا، وہاں جانا ہوا اور آج بھی وہیں رہتا ہوں۔

برادر عزیز اور یہ ناچیز اتفاق سے قد و قامت نیز شکل و صورت میں یکساں تھے کہ اگر میرا لباس وہ پہن لیتے یا میں ان کے کپڑے پہنتا تو دیکھنے والے کو امتیاز مشکل ہوتا کہ کسی دوسرے کا لباس ہے، اس زمانہ میں کئی بار ایسا ہوا کہ ضرورت پڑنے پر انہیں لکھ دیا کہ کپڑے سلوا کر بھیج دو تو اپنے ناپ کے سلوا کر مطلوبہ کپڑے بھیج دیے، شکل و صورت میں مشابہت اس درجہ کہ ان سے کوئی صاحب کسی کام کے لئے کہتے اور کچھ دن بعد میں انہیں مل جاتا تو وہ مجھ سے دریافت کرنے لگتے، کہ فلاں کام کرنے کے لئے آپ سے کہا تھا اس کا کیا رہا۔ یہی معاملہ انکے ساتھ ہوتا تھا ایسا اکثر ہوا۔ اس زمانے میں فون اور موبائل کا چلن نہیں تھا، خط و کتابت ہوا کرتی تھی، کبھی وہ لکھتے کبھی میں لکھتا، خط کے شروع میں آداب و القاب اور سلام کے بعد یہ ضرور لکھتے، کہ بہت دن سے آپ لوگوں کی خیریت معلوم نہیں ہوئی، فکر ہے، افسوس! کہ وہ فکر کرنے والا نہ رہا اور اپنی فکر ہم لوگوں کے لئے چھوڑ گیا، وقت رخصت ان پر خدا ہی جانے کیا گذری اور اب کس حال میں ہیں، لیکن میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ وہ گئے نہیں ہیں بلکہ مدینہ کی پر فضا بہاروں میں کھو گئے، اس لئے کہ بہت پہلے اپنی ایک نعت کے مطلع میں کہا تھا۔

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا قلب مضطر میں

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

غم زدہ دل شکستہ سبطین رضا غفرلہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما حیات اسلاف کا آئینہ

بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب اعظمی

مخدوم گرامی حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عالیشان خاندان کے باوقار عالم دین تھے اور دین اسلام کے ایک بے مثل رہنما۔ سادگی جن کا حسن ذاتی، اور کم گوئی جن کے جمال گفتار کی زینت، خوبیٔ اخلاق اور پاکیزگیٔ عمل ان کا اسوۂ حسنہ۔ طہارت فکر اور اصابت رائے ان کی دانش و بینش۔ ان کی زندگی سلف صالحین کی زندگیوں کا آئینہ اور ان کی بندگی واصلان حق کی معرفتوں کا گنجینہ۔ تصنع اور بناوٹ سے پاک، نمائش اور ریا سے آزاد، اور حق بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی یہی علامت و پہچان ہے۔

ز حسن اہتمام ما جمال یار مستغنیست   با آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

آج کل عام طور پر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جو خاندان علم دین و علم معرفت دونوں سعادتوں کا سنگم رہا ہے فی الوقت احفاد و اولاد تک آتے آتے صرف سجادہ نشینی باقی رہ گئی ہے اور علم و فضل اور شریعت و معرفت کا بوریہ فقر رخصت ہو گیا ہے۔ جس سے بجا طور پر لوگوں کو شکایت کا موقع ملتا ہے۔

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری   رہا صوفی گئی روشن ضمیری

مگر مولانا قدس سرہ کی یہ خصوصیت رہی کہ بحر معرفت و حقیقت کے شناور ہوتے ہوئے بھی آپ نے وراثت انبیا کی مسند نہیں چھوڑی اور زندگی بھر درس و تدریس کی چٹائی پر ثابت قدم رہے۔ مرحوم مولانا محمد شفیع صاحب سابق ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور علیہ الرحمہ جنہوں نے مولانا قدس سرہ کے بارے میں مجھے بتایا تھا کہ حضرت مولانا جامع العلوم استاذ تھے۔ قرآن و حدیث جس شان سے پڑھاتے تھے، اسی طنطنہ سے منطق و فلسفہ کا بھی درس دیتے تھے، معانی و بیان کی نکتہ سنجیوں کے ساتھ ساتھ متنبی اور حریری کے لطائف و لذائذ کی داد بھی دیتے تھے۔

اعدائے دین و سنت سے زندگی بھر جہاد زبان و قلم میں مصروف اور غازی میدان وقار ہے اور جانا ہوا تو اسی راہ میں شہید وفا بن کر دنیا سے گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات و رفعت میں ترقی عطا فرمائے اور طبقۂ علما اہل سنت میں ان کے امثال و اقران پیدا کرے

یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے   فسردہ چہرے ہیں چشم حیات پرنم ہے
صدائے بلبل رنگیں میں سوز ماتم ہے   ہے گل بھی چاک بداماں صبا بھی برہم ہے
یہ آج کون اٹھا خاکدان گیتی سے   کہ جس طرف بھی نظر جائے ہو کا عالم ہے
یہ زندہ تھے تو دھڑکتی تھی نبض دور زماں   وفات پائی تو موت ان کی موت عالم ہے

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۸؍ شعبان المعظم، ۱۴۲۸ھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما جامع شرائط شیخ

مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی

قال اللہ تعالیٰ: ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمٰن ودا۔ بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کردے گا۔ [ترجمہ کنز الایمان] اس آیت کریمہ کے تحت خزائن العرفان میں ہے: یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا، بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ فلانا میرا محبوب ہے جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل آسمانوں مین ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں، تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین و اولیاء کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

حضرت صدر العلماء علامہ مولانا تحسین رضا نور اللہ مرقدہ موجودہ دور میں خاندان رضویہ کے بڑے مولانا اور معتمد مشائخ میں تھے، متانت و سنجیدگی، تواضع و انکساری اور صبر و تحمل کے حامل تھے، تقویٰ و طہارت اور شریعت پر سختی سے عامل تھے اور ہر خاص و عام میں مقبول بھی۔ وہ روشن چراغ ۱۸ ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ مبارکہ کو گل ہو گیا، اور دنیائے سنیت مین ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا، جس کی تلافی مشکل ہے، موصوف علیہ الرحمہ بے شمار خوبیوں سے متصف تھے، بیک وقت آپ مدرس بھی تھے اور علم حدیث و فقہ و تفسیر میں ماہر تھے اور عمدہ مفتی بھی تھے اور مشائخ میں عمدہ مقام رکھتے تھے۔ شرائط بیعت و ارشاد کے حامل تھے، علماء نے فرمایا کہ: پیری کے لئے چار شرطیں ہیں: (۱) سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) سلسلہ متصل ہو (۳) اتنا علم رکھتا ہو کہ ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۴) فاسق معلن نہ ہو۔

الحمد للہ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ والرضوان ان شرائط کے جامع تھے اور جو شخص ان شرائط اربعہ کا جامع نہ ہو اس سے مرید ہونا درست نہیں ہے۔ حضرت صدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان عوام و خواص میں مقبول تھے ہزاروں شاگردوں نے حضرت موصوف سے استفادہ کیا ہے اور بہت بڑی تعداد آپ سے مرید ہوئی۔ خلفاء کی تعداد بہت ہے یہی وجہ تھی کہ سانحۂ ارتحال کی خبر سن کر بریلی شریف میں بے پناہ مخلوق جمع ہو گئی اور آپ کے جنازہ میں شرکت کرنے کی کوشش کی اور آپ کے چہرۂ مبارکہ کی زیارت کی اور تدفین میں شرکت کرنے کی کوشش کی۔ یہ حضرت صدر العلماء کی مقبولیت کی دلیل ہے، ہندو پاکستان، مارشس و افریقہ وغیرہ ممالک میں آپ کے مریدین موجود ہیں۔ حضرت ۱۹۸۶ء میں جس ٹور سے حج و زیارت سے مشرف ہوئے میں بھی اسی ٹور میں تھا اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ایک ہی کمرہ میں قیام رہتا تھا ارکان حج کی ادائیگی اور مقامات مقدسہ کی زیارت میں بھی ساتھ تھا، والحمد للہ علیٰ ذلک۔ میں صمیم قلب کے ساتھ حضرت موصوف کے خانوادہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور صبر و تحمل کی تلقین کرتا ہوں اور حضرت کے لئے دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے — سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ صدر مفتی مرکزی دار الافتاء، ۸۲، سوداگران، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی سیرت مقدسہ بہترین نمونہ

شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ
سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی

سلام مسنون............... خیریت طرفین مطلوب!

مقصد تحریر اینکہ چند سطور حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کے بارے میں پیش خدمت کردوں، خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا ہر ہر فرد ایک عظیم حیثیت کا حامل اور بذات خود متعارف ہے، ان کی ذات محتاج تعارف نہیں، مجھے کئی بار عرس اعلیٰ حضرت کی تقریبات میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، میں نے وہاں کے علما و مشائخ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا، خصوصاً صدر العلما علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سے بھی ملاقات کا موقع ملا، مولانا موصوف کا چہرہ پر نور، اور رفتار و گفتار سے بے مثالی عیاں تھی، ان کی سیرت مقدسہ کے تابندہ نقوش اقوام و ملل کی کامیابی و سرفرازی کے لئے بہترین نمونہ اور کامیاب اصول ہیں جن کے دوررس نتائج و ثمرات دانشوران ملت اسلامیہ پر پوشیدہ نہیں، مولانا مرحوم کے ارتحال پر ملال کے غم و اندوہ میں فقیر بھی برابر کا شریک ہے۔

سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت مخدوم سمنانی کچھوچھہ مقدسہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما میرے برادر محترم

مولانا حبیب رضا خاں برادر اصغر صدر العلما

برادر محترم مولٰنا تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان بچپن سے بڑا نیک طینت تھے۔ تحصیل علم کا شوق بچپن سے تھا۔ خوبی قسمت سے اساتذہ بھی ایسے ملے جوفن تدریس کے ماہر تھے۔ والد ماجد کی نگرانی سونے پر سہاگہ کا کام کرہی تھی جو خود بھی بہترین مدرس رہ چکے تھے اور بڑے بڑے علما کے اساتذہ میں سے تھے غرضکہ بچپن سے ہی وہ اس شعر کے مصداق تھے۔

بالائے سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی

ان کی مدح میں کیا کرسکتا ہوں جبکہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے انکی تعریف کی۔ ان کو بحیثیت مدرس کے سراہا بحیثیت شاعر کے سراہا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عرس کے موقعہ پر مجمع عام میں خلافت سے نوازا۔ سند خلافت میں "قرۃ عینی ودرۃ زینی" (میری آنکھ کی ٹھنڈک میری زینت کا موتی) جیسے پیار بھرے الفاظ ان کے نام سے پہلے تحریر فرمائے۔ ان کو گلِ سرسبد کہا۔ یعنی ایسا پھول جسکو مالی پھولوں کی ٹوکری میں سب پھولوں سے اوپر رکھتا ہے۔

محدث اعظم پاکستان کے وصال کے موقع پر جو نظم لکھی اس میں یہ محبت بھرا شعر تحریر فرمایا،

پیارے تحسین الرضا سے پوچھئے شغل تحسینِ رضا جاتا رہا

مختصر یہ ہے کہ اپنے شیخ کے پیارے، اپنے والدین کے پیارے، اپنے اساتذہ کے پیارے، اپنے خاندان کے پیارے، علماء اہل سنت کے پیارے، عام مسلمانوں کے پیارے اچانک ہم سے جدا ہو کر اپنے بزرگوں کے جوار میں پہنچے اور قوم کو اپنے غم میں روتا ہوا چھوڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولیٰ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

راقم آثم

حبیب رضا خاں غفرلہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما استاذ العلما

مجاہد ملت نائب محدث اعظم پاکستان

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ

محدث اعظم پاکستان کے تلمیذ ارشد اور میرے استاد بھائی صدر العلما مولانا علامہ محمد تحسین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی شریف سے لائل پور شریف تشریف لا کر بڑی محنت سے پڑھا اور پھر استاد العلما بن کر مسند تدریس پر فائز ہو کر عمر بھر علما و طلبا کو پڑھا کر دین اور علم دین کی خوب خدمات سرانجام دیں اور بمصداق۔

جو سیکھا ہے سب کو سکھاتے چلو دیئے سے دیئے کو جلاتے چلو

طلبا و علما کو علم و عمل سے فیضیاب فرما کر دنیا و آخرت کو سنوار دیا۔

مولیٰ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ﷺ آپ کی خدمات جلیلہ دینیہ کو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

بذریعہ:۔ مولانا محمد اجمل رضا قادری گوجرانوالہ پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما علم وفضل میں مفتی اعظم کے مظہر اتم

مفتی اعظم راجستھان محمد اشفاق حسین نعیمی

مظہر مفتی اعظم ہند، صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب قادری رضوی گلستانِ رضوی کے مہکتے پھول تھے، جس کی خوشبو اور مہک دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ علم وفضل میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے علم وفضل کا روح پرور منظر میں نے اس وقت دیکھا جب آپ دار العلوم اسحاقیہ کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت کے زریں موقع پر ختم بخاری شریف کراتے۔ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے احادیث کریمہ کے ایسے نکات علمیہ بیان کرتے جس سے پوری محفل جگمگا اٹھتی، اور ایک علمی، روحانی سماں بندھ جاتا، اور ہر طرف سے نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائے دلنواز بلند ہونے لگتی۔ معلوم ایسا ہوتا کہ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی فیضان کی بارش موسلا دھار ہو رہی ہے، اور ایسا محسوس ہوتا کہ انوار الٰہی کا نزول ہو رہا ہے، محفل ختم بخاری شریف ایسی معطر ومشکبار ہوتی کہ ہر چہار جانب سے بھینی بھینی خوشبو آنے لگتی۔ بلا شک وشبہ آپ علم وفضل میں حضور مفتی اعظم کے مظہر اتم تھے۔ اور تصوف وطریقت میں آپ کے خلیفۂ اجل تھے۔ صوفی منش تھے۔ اخلاق وکردار بہت بلند تھا۔ سیرت وصورت بھی اعلیٰ تھی۔ طبیعت میں سادگی تھی اور متانت وسنجیدگی بھی۔ عالمانہ وقار بھی تھا۔ میں نے جب بھی آپ کو دیکھا، ذکر وفکر اور مراقبہ میں پایا۔ ایک ولی میں جو اوصاف ہوتے ہیں، ان اوصاف وخصائل کو میں نے آپ کی ذات وبابرکات میں محسوس کیا، بلکہ میں کہتا ہوں کہ بارگاہ اقدس میں آپ محبوب ومقبول تھے۔

دار العلوم کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت میں چند مرتبہ تشریف لائے۔ جب جب دعوت نامہ پیش کیا، بطیب خاطر قبول کر کے ہر دو اجلاس میں شرکت فرماتے۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ کے صاحبزادگان کو آپ کا مظہر بنائے۔ اور آپ کے نقوش راہ پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوات واکمل التحیات۔

(مفتی) محمد اشفاق حسین نعیمی

(مفتی اعظم راجستھان وصدر المدرسین دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما......فقیہ عالم دین

تلمیذ وخلیفۂ محدث اعظم پاکستان وخلیفۂ مجاز حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا پیر سید مراتب علی شاہ صاحب گوجرانوالہ

شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے میرے ساتھ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔ میں نے اس دور میں بھی ان کو انتہائی متقی، پرہیزگار، صاحب مطالعہ اور فقیہ عالم دین پایا۔

مولانا تحسین رضا خاں صاحب کی وفات پر ہم ایک عظیم عالم دین سے محروم ہو گئے اللہ تعالی ان کی بخشش و مغفرت فرمائے اور نئے آنے والے علما کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ابوالحسن سید مراتب علی شاہ غفرلہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اخلاص میں اسلاف کی یادگار

علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

مجھے یہ معلوم کر کے دلی صدمہ ہوا کہ حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے پوتے حضرت مولانا تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ۳راگست ۲۰۰۷ء کو ایک ایکسیڈینٹ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند و بالا درجات عطا فرمائے! اور متعلقین کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔

وہ امام احمد رضا بریلوی کے خاندان کے چشم و چراغ، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔

راقم جب دوسری مرتبہ بریلی شریف حاضر ہوا تو جامعہ نوریہ رضویہ میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ نیز حدیث اور دوسرے علوم کی اجازت بھی حاصل کی وہ بلاشبہ علم و عمل و تقویٰ و طہارت و اخلاص اور سادگی میں اسلاف کی یادگار تھے۔

انہیں اگر گلشن بریلی کا دل نواز اور روح پرور گل تر کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ راقم ان کے تمام متعلقین صاحبزادگان اہل خانہ حضرت مولانا محمد اختر رضا خاں، حضرت مولانا منان رضا خاں، حضرت مولانا توصیف رضا خاں، حضرت مولانا محمد حنیف خاں اور زیب سجادۂ رضویہ حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات میں تعزیت پیش کرتا ہے اور بیمار ہے دعا کی درخواست کرتا ہے۔

والسلام۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

نوٹ: نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج جس وقت ہم اس مجموعہ کا پرنٹ نکال رہے ہیں اس سے چند گھنٹے پہلے یہ جاں کاہ خبر پاکستان سے موصول ہوئی کہ حضرت علامہ موصوف علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا، فون پر حضرت مولانا وجاہت رسول صاحب قادری مدظلہ العالی نے یہ خبر دی کہ آپ کے مجموعہ صدر العلما محدث بریلوی نمبر میں حضرت کا لکھا ہوا مضمون آپ کی حیات مبارکہ کا آخری مضمون ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت شرف ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اکابر کے صحیح جانشیں

خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی

آہ! زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

جن دنوں مرکز اہل سنت بریلی شریف میں پیر و مرشد حضور سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے زیر سایہ انہیں کے اشارۂ کرم سے تدریسی خدمت کے لئے دار العلوم مظہر اسلام میں مقرر ہوا انہیں دنوں تقریباً ایک سال پیشتر محب مکرم حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ بھی مدرس ہو چکے تھے۔ اس وقت دار العلوم مظہر اسلام دنیائے درس وتدریس کے نامور اساتذہ کی حسین آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ حضرت علامہ محدث ثناءاللہ صاحب شیخ الحدیث کی حیثیت سے مسند تدریس پر جلوہ گر تھے، شیخ الاساتذہ حضرت علا۔ معین الدین خاں صاحب اور شیخ العلما حضرت علامہ غلام جیلانی گھوسوی اور شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہم الرحمۃ والرضوان علمی وفکری موتیوں کے شہ پارے بکھیر رہے تھے، اس علم وفن کی انجمن مین علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اپنے زہد وورع، تواضع وانکساری اور اخلاقی رواداری کی وجہ سے سرکار مفتی اعظم ومفسر اعظم کے بعد خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں تمام وابستگان مرکز اہل سنت کی نظر میں ایک امتیازی حیثیت اور پسندیدہ شخصیت کے مالک بن چکے تھے۔ حضرت علیہ الرحمہ سے ہمارے دوستانہ مراسم نہایت گہرے تھے۔ ہم مزاج وہم مشرب اور ایک ہی مدرسہ میں ہم منصب ہونے کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی قرب تھا، خواہ درس وتدریس کا میدان ہو یا شعر وسخن کا، خواہ کھانے پینے کہ دسترخوان ہو یا ملی حالات پر تبصرہ وتنقید کا معاملہ، ہم ہر جگہ ایک دوسرے سے قریب ہی نظر آتے تھے۔ حضرت کے اچانک حادثاتی سانحۂ ارتحال سے دل کو جو گہرا صدمہ پہونچا وہ حیطۂ تحریر وضبط تعبیر سے باہر ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ ایک مرنجاں مرنج شخصیت کے حامل اور علمی سنجیدگی وفکری روش میں اکابر کے صحیح مظہر وجانشین تھے۔ ان کے حادثۂ رحلت سے قوم وملت کا جو خسارہ ہوا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور قبر انور کو بقعۂ نور بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ أفضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

خواجہ مظفر حسین رضوی

شیخ الحدیث دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک باکمال مدرس

مفکر اسلام لسان العصر حضرت علامہ قمر الزماں خاں اعظمی رضوی

حضرت علامہ محمد حنیف صاحب استاذ دار العلوم نوریہ رضویہ کے ٹیلیفون سے استاذ الاساتذہ حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندوہناک حادثے اور وصال کی اطلاع ملی۔ اور چند گھنٹوں میں پورے یورپ، افریقہ اور امریکہ کے ان تمام اداروں اور شخصیتوں تک پہونچ گئی جن کا تعلق اہل سنت و جماعت سے ہے۔ علمائے کرام نے ایک دوسرے کو تعزیت پیش کی اور متعدد مقامات پر جلسہائے تعزیت وایصال ثواب منعقد ہوئے۔

یقیناً حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ کی حادثانہ شہادت "موت العالم موت العالم" کی مصداق ہے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی علم دین کی خدمت میں گزاری۔ ان کی تدریسی خدمات کم وبیش نصف صدی پر محیط ہیں۔ انھوں نے مرکز اہل سنت بریلی شریف جامعہ نوریہ رضویہ منظر الاسلام اور جامعۃ الرضا میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ وہ ۲۳ سال تک جامعہ نوریہ رضویہ میں شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر فائز رہے، منظر اسلام میں بھی شیخ الحدیث رہے۔ اور اس سے قبل مظہر اسلام میں شیخ المعقولات کی حیثیت سے بے مثال خدمات انجام دیں۔ یہ وہ دور تھا جب علامہ مفتی ایوب مظہر صاحب اور مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب جیسی عظیم شخصیات وہاں زیر تعلیم تھیں۔ اور فی الحال جامعۃ الرضا میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے، انھوں نے کئی ہزار طالبان علوم نبوت کو علم دین سے آراستہ فرما کر اس قابل بنایا کہ وہ دنیا کے مختلف ملکوں میں اسلام اور علوم اسلامیہ کی خدمات انجام دیں۔

خاندان اعلحضرت کے اس عظیم فرزند کے وصال کے بعد ہمارا مرکز بریلی شریف ایک عظیم عالم دین اور نائب امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے محروم ہو گیا۔ یوں تو ان کے وصال سے پورا عالم اسلام غم والم میں ڈوبا ہوا ہے مگر وہ تمام علماء جو اُن سے شرف تلمذ رکھتے ہیں اور ان کی معنوی اولاد ہیں ان کے غم واندوہ کا تو ہم اندازہ نہیں کر سکتے، اس لئے ورلڈ اسلامک مشن کی جانب سے جملہ ارکان ورلڈ اسلامک مشن حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ کے پسماندگان، ان کے تلامذہ، تمام علمائے ملت اسلامیہ کو بالخصوص اور پوری ملت اسلامیہ کو بالعموم تعزیت پیش کرتے ہیں، اور خدائے واحد وقدوس کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ پروردگار عالم حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے مدارج کو بلند فرمائے، اور بریلی شریف میں ان کے مثل علما کو پیدا فرمائے جو اس عظیم خلا کو پر کر سکیں۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

شریک غم: محمد قمر الزماں اعظمی رضوی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن

مانچسٹر۔ انگلینڈ

Tel: 0161 7955126

www.muftiakhtarrazakhan.com

رحمۃ اللہ علیہ

صدر العلما شیخ الحدیث

استاذ العلما، مفسر اعظم پاکستان، صاحب تصانیف کثیرہ
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب

شیخ العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں کے وصال کی خبر مولانا محمد اجمل رضا صاحب کی زبانی معلوم ہوئی دلی صدمہ ہوا۔
حضرت والا مرتبت ایک بہترین عالم دین، کہنہ مشق شیخ الحدیث اور اہل سنت کا سرمایہ تھے۔
اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اور شاعت مسلک حق

علامہ رضاء المصطفیٰ اعظمی (پاکستان)

یہ روح فرسا خبر سن کر مجھے انتہائی رنج ہوا کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا خاں صاحب ناگپور کے ایک تبلیغی سفر پر جاتے ہوئے حادثے میں واصل بحق ہو گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

بہر حال مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ، جو آیا ہے اسے ایک دن ضرور جانا ہے، اعلیٰ حضرت نے اپنے بھائی شہنشاہ سخن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر اپنی تعزیت اور اپنے درد کا اظہار یوں کیا تھا کہ۔

آنکھیں رو رو کے سجانے والے جانے والے نہیں آنے والے
کیوں رضا آج گلی سونی ہے اٹھ ! مرے دھوم مچانے والے

حضرت قبلہ موصوف علیہ الرحمہ مظہر اسلام میں ۱۸ رسال، منظر اسلام میں سات سال، جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ۲۳ ر سال شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے، چونکہ آپ علم حدیث کے مرجع تھے: اس لئے ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تشنگان علم آپ کے خداداد علم سے سیراب ہوتے رہے اور اس وقت حال ہی میں مفتی اختر رضا خاں صاحب کے قائم کردہ مدرسہ جامعۃ الرضا میں عرصہ تین سال سے قال النبی وقال الرسول ﷺ کی صدائے دلبرانہ بلند کر رہے تھے۔ تو گویا کہ آپ نصف صدی تک اسلام کی ترویج واشاعت و مسلک حق اہلسنت و جماعت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے یہ آپ کی علم دوستی اور علم سے محبت کا بڑا واضح ثبوت ہے جسے ہمیشہ قدر و تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

آپ نے شرف تلمذ حضرت علامہ سردار احمد صاحب اور علامہ غلام جیلانی اعظمی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیا۔ اور ان کے علاوہ آپ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری و علامہ مفتی رقار الدین علیہما الرحمہ جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کے شاگرد رہے ہیں۔

حضرت علامہ شہید تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ انتہائی ذی استعداد، فاضل محدث، و نامور محنتی مدرس تھے، اور اس کے علاوہ آپ بہت ہی عظیم دینی روحانی شخصیت کے حامل تھے۔ اور ایک عرصہ تک اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں دینی خدمات انجام دیتے رہے، آپ نہ صرف مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے بلکہ صحیح معنوں میں علم و تقویٰ میں مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سچے جانشین و شبیہ تھے، حضرت علامہ موصوف کے انتقال سے عالم اسلام ایک بڑی علمی روحانی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے، اور آپ کے انتقال سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے اُسے واقعۃً پُر نہیں کیا جا سکتا، اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم کی موت عالم کی موت ہے۔

رب کریم سے دعا ہے کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہر لحظہ ہر آن ان کے مراتب میں درجہ بدرجہ ترقی عطا فرمائے۔ آمین

رضاء المصطفیٰ اعظمی خطیب نیو میمن مسجد، بولٹن مارکیٹ بندر روڈ۔ (کراچی پاکستان)
نائب: صدر: ورلڈ اسلامک مشن: ورلڈ اسلامک مشن پاکستان برانچ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما فکر و فن کے ماہ تاباں

نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ شاہ منان رضا خاں صاحب

صدر العلما، بدر العرفا، استاذ الاساتذہ، مظہر مفتی اعظم، مرجع فضلائے عالم میرے عم مکرم اور استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ جامع کمالات، شفقت و محبت کا برستا سحاب، گلشن سنیت و رضویت کی بہار، علوم و فنون کا بحر ذخار، تفسیر وفقہ کے خورشید، علم رجال اور فن حدیث میں فرد فرید تھے۔

آپ کی رحلت کا صرف مجھے یا میرے خاندان یا کسی ایک شہر والوں ہی کو نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت و رضویت کو غم ہے، ہر دل مغموم ہر آنکھ نم ہے، اور ہونا ہی چاہیئے کیونکہ آپ ایسا ابر کرم تھے جو سب پر برستا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بریلی شریف مرکز اہل سنت اور شہر اعلیٰ حضرت ہے اس لحاظ سے ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے اطراف و اکناف سے طالبان علوم اسلامیہ یہاں آتے رہے ہیں۔ مگر یہاں پر کوئی ایسا دار العلوم نہ ہونے کی وجہ سے جس میں ان کے تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ ان کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات کی سہولت کا انصرام ہو۔ انہیں، وطن واپسی یا بے پناہ پریشانی کا سامنا ہوتا تھا۔

میرے آقائے نعمت سرکار مفتی اعظم یہ دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوتے تھے اور دردمندانہ لہجے میں فرماتے تھے اے کاش اس شہر میں کوئی ایسا ادارہ ہوتا جو تشنگان علوم مصطفیٰ ﷺ کی جملہ سہولتوں کا کفیل ہوتا۔ میں آپ کی حیات ظاہری میں بہت سی تدبیر و ترکیب کے بعد بھی آپ کے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ کر سکا اور بعد وصال بھی فقیر کے لئے یہ کام ممکن نہ تھا اگر صدر العلما کا مجھے ساتھ نہ مل جاتا۔ آپ کی حمایت و معاونت سے بڑے کم وقت میں سرکار مفتی اعظم کا خواب جامعہ نوریہ رضویہ کی صورت میں شرمندۂ تعبیر ہو گیا جسکی اساس سے منزل ارتقا تک صدر العلما کا خون جگر شامل ہے۔ یہ بات بھی میرے لئے باعث افتخار ہے کہ آپ نے اپنی کل مدت تدریس کا تقریباً نصف حصہ جامعہ نوریہ رضویہ کے سرپرست، صدر المدرسین و شیخ الحدیث کی حیثیت سے گزارا۔

میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ صدر العلما اس ادارہ کے علاوہ کسی اور ادارہ کو زینت بخشیں گے لیکن برادر مکرم تاج الشریعہ عمت فیوضہ کی رضا پر راضی ہونا پڑا اور صدر العلما کا فیصلہ قبول کرنے کو تیار ہو گیا۔

فقیر عالم اسلام و سنیت نیز جملہ اہل عقیدت کو یہ باور کرا دینا چاہتا ہے کہ بیشک صدر العلما ہمارے درمیان نہ رہے مگر ان کا نقش پا اور ان کا اسوۂ حسنہ زندہ ہے اسے اپنائیں، دنیا و آخرت کو سنواریں۔

محمد منان رضا خاں منانی

درگاہ اعلیٰ حضرت سوداگران، بریلی شریف

مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما یگانہ روزگار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

وہی ہنساتا ہے، وہی رُلاتا ہے...... وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے...... جب چاہے عطا فرماتا ہے، جب چاہے لے لیتا ہے...... غم بھی اس کی طرف سے، خوشی بھی اس کی عطا ہے...... زندگی بھی اس کی عطا ہے، موت بھی اس کی عطا ہے۔

تیری مرضی جو دیکھ پاتی ہے ‏ ‏ ‏ خلشِ درد کی بن آتی ہے

ایک عظیم حادثہ گزر گیا۔ یہ حادثہ اہلِ سنت و جماعت کا ایک عظیم المیہ ہے۔

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو ‏ ‏ ‏ رونا ہے یہ کوئی ہنسی نہیں ہے

مخدومِ ملت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ علم و فضل، زہد و تقویٰ، تواضع، انکساری میں یگانہ روزگار تھے۔ سادہ لباس، سادہ مزاج، سادہ گفتار۔ ان کی اداؤں میں خود پسندی یا خود نمائی کا شائبہ تک نہ تھا۔ ان کے چہرے پر سلف صالحین کا نور نکھار تھا۔ جیسے حضرت صدر الافاضل کے چہرے پر، جیسے حضرت ابو البرکات سید احمد کے چہرے پر، جیسے حضرت برہانِ ملت کے چہرے پر، جیسے مفتی محمد مظہر اللہ شاہ علیہم الرحمہ کے چہرے پر...... اب ان نورانی چہروں کو آنکھیں ترستی ہیں۔

کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہونے تک ‏ ‏ ‏ عمر اِک چاہیے یہ عمر بسر ہونے تک

فقیر جب بھی بریلی شریف حاضر ہوتا، محبی ڈاکٹر سرتاج حسین رضوی کے ہاں قیام کرتا، حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ باوجود، خاندانی وجاہت اور علمی عظمت کے، ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور بڑا کرم فرماتے۔ جامعہ نوریہ رضویہ میں شیخ الحدیث تھے، ایک مرتبہ وہاں بھی شرف نیاز حاصل کیا۔ ۱۹؍ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ ۳؍ اگست ۲۰۰۷ء اچانک حادثے کی خبر سنی تو دل پر ایک بجلی سی گری۔ پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ حضرت علیہ الرحمہ کا آنا جانا، کرم فرمانا یاد آیا۔ دل سے مغفرت اور ترقی درجات کے لیے دعا نکلی۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا ‏ ‏ ‏ نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا! آمین

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما بحیثیت شیخ الحدیث

مفتی عبدالقدیر خاں ناگپوری

دوپہر کے تین بجے تھے اور ہم لوگ جامعہ عربیہ اسلامیہ رشید نگر ناگپور کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کچھ لوگوں نے آکر اطلاع دی کہ مظہر مفتی اعظم استاذ العلما حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب کا وصال ہوگیا۔ ہم لوگوں نے سمجھا کہ حضرت کا وصال بریلی شریف میں ہوا، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت کا وصال حادثہ میں ہوا، مگر پھر بھی یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ حادثہ کہاں ہوا، اور اس جانکاہ خبر پر اولاً تو اعتبار نہ ہوا، پھر بعد میں تصدیق ہوئی کہ حضرت علیہ الرحمہ ناگپور سے چندر پور کسی پروگرام پر تشریف لے جارہے تھے، کار نماز جمعہ میں شرکت کے لئے کافی تیز رفتار کے ساتھ میں چلائی جارہی تھی، جس میں یہ عظیم حادثہ پیش آیا، بعد میں یہ معلوم ہوا کہ حضرت علیہ الرحمہ نے ناگپور پہنچنے کے بعد فرمایا تھا کہ مجھے حضرت مفتی محمد عبدالقدیر صاحب سے ملنا ہے آپ لوگ مجھے جامعہ عربیہ لے چلئے اور مفتی صاحب کو میرے آنے کی اطلاع دے دیجئے، مگر افسوس! کہ حضرت کی اس بات پر کسی نے توجہ نہیں دی، اگر اطلاع ملتی تو ہم سب ضرور حضرت سے ملنے جاتے اور یہ بھی مشورہ دیتے کہ نماز جمعہ کو ڈھائی گھنٹہ باقی ہے اور راستہ ساڑھے تین گھنٹہ کا ہے، ایسی صورت میں آپ کا پہنچنا ناممکن ہے، جلسہ و پروگرام رات کا ہے، لہٰذا آپ تشریف نہ لے جائیں، مگر افسوس! کہ ہمیں یہ موقع ہی نہ مل سکا۔ استرجاع

صدر المحدثین حضرت علامہ مولانا شاہ تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ میرے بہنوئی صاحب امین شریعت ماحی شرک و بدعت پیر طریقت نبیرۂ اعلیٰ حضرت، ہم شبیہ مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا الحاج محمد سبطین رضا خاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم الجاریہ بانی دارالعلوم انوار مصطفیٰ سوداپارہ رائپور کے برادر صغیر تھے، پہلے آپ دارالعلوم مظہر مسجد بی بی جی بریلی شریف میں صدر المدرسین رہے، اس کے بعد حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کی خواہش پر آپ دارالعلوم منظر اسلام سوداگران بریلی شریف میں بہ حیثیت صدر مدرس کے فرائض انجام دینے لگے، کئی سال آپ نے بہ حیثیت صدر مدرس اپنی خدمات کو انجام دیا اور ہزاروں تشنگانِ علوم دینیہ کو سیراب فرمایا، اس کے بعد آپ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف میں بہ حیثیت شیخ الحدیث جلوہ افروز ہوئے وہاں بھی ہزاروں علما کو آپ نے درس سے فیضیاب فرمایا، جامعۃ الرضا کے قیام کے بعد بانی ادارہ حضرت تاج الشریعت جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے بارہا اصرار کے بعد آپ جامعۃ الرضا کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ موصوف کی طبیعت میں بڑی سادگی اور نفاست تھی، کئی مرتبہ آپ کے ہمراہ محلہ کانکرٹولہ سے کتب خانہ بذریعہ رکشہ آنے کا اتفاق ہوا، آپ ڈھلان والی سیٹ کے رکشہ میں نہیں بیٹھتے تھے، بلکہ ہمیشہ سیدھی سیٹ والے رکشہ پر ہی بیٹھتے تھے، آپ بہت نرم لہجہ میں گفتگو فرماتے تھے، اور مہمان نواز اور بلند اخلاق تھے، اور آپ کی ذات سراپا، کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن، کی مصداق تھی۔ آپ کے علم اور اخلاق کی وجہ سے بریلی شریف اور ہندوستان کے علما کی اکثریت آپ سے متاثر تھی۔

شروع میں آپ، چھ مینارہ مسجد کانکرٹولہ بریلی شریف میں نماز ادا فرماتے تھے، بعد میں محلہ کی مسجد میں نمازیوں کے اصرار پر آپ نے نماز پڑھانا شروع کی، مگر کبھی امامت کے پیسے قبول نہیں کئے، بعد میں اسی مسجد میں آپ نے دارالعلوم قائم فرمایا، جہاں سیکڑوں بیرونی طلبا تعلیم حاصل کر

www.muftiakhtarrazakhan.com

رہے ہیں۔ ابھی دو ماہ قبل وہیں حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی جو آخری ملاقات تھی۔

شروع میں آپ سفر اور مرید نہیں فرماتے تھے، مگر لوگوں کے بہت زیادہ اصرار پر آٹھ دس سالوں سے آپ نے ہندوستان میں، بمبئی، مہاراشٹر، احمد آباد، گجرات، جودھ پور، راجستھان وغیرہ کا سفر کیا، جشن مفتی اعظم راجستھان کے موقع پر جودھ پور میں تشریف لائے جس میں خادم بھی شریک تھا۔ جلسہ میں بارش ہونے اور علالت کے باوجود آپ نے جلسہ میں شرکت فرمائی۔۔

صدر المحدثین حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ کا انتقال پرملال بلاشبہ اہل سنت وجماعت کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے، جس پر ہر دل پُرغم اور ہر آنکھ پُرنم ہے، جنہوں نے اپنی تمام زندگی قوم مسلم اور اشاعت دین متین کے لئے وقف کردی تھی۔ ان کے انتقال سے دنیائے علوم دینیہ واسلامیہ میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا جس کا بظاہر پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ دعا ہے کہ رب قدیر جل شانہ، موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ فقط ۔شریک غم

احقر: مفتی محمد عبد القدیر عفی عنہ، مہتمم ومتولی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما مرشد راہ ہدایت

مفتی مجیب اشرف ناگپوری

۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست جمعہ کا دن دنیائے سنیت کے لئے سخت صبر آزما دن تھا، جبکہ تحسین ملت، وقار خاندان اعلیٰ حضرت، صدر العلما حضرت العلام مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کی خبر وحشت اثر ملک کے طول وعرض میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ہر شخص اس روح فرسا خبر کو سن کر اپنی جگہ دم بخود ہو کر رہ گیا، دل ودماغ سے سوچنے سمجھنے کی قوت گویا سلب ہو گئی، زبانیں خاموش، آنکھیں وا، یا اللہ یہ کیا ہو گیا؟ جو کانوں نے سنا کیا سچ ہے؟ کیا نمونہ ابرار وہم میں نہ رہا؟ کیا علم وفن کا تاجدار ہم سے رخصت ہو گیا؟ کیا کردار وعمل کا آبشار تھم گیا؟ کیا تواضع وانکساری کا ہرا بھرا گلزار مرجھا گیا؟ کیا مسلک اعلیٰ حضرت کا علمبردار ابدی نیند سو گیا؟ کیا مسند درس و تدریس کا سچا حقدار چلا گیا؟ ہاں، ہاں شرافت نفس کا اعلیٰ کردار، ہم سب کا مونس وغمخوار وہاں چلا گیا جہاں سے پھر کبھی واپس نہ آئے گا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

جانتے ہو یہ کون تھا؟ کیسا تھا؟ کیا تھا؟...... سنو! نمونہ سلف تھا...... دلیل خلف تھا...... یہ مرد خوش اوقات تھا...... یہ وہ تھا جس کے علم وعمل میں مکمل ہم آہنگی تھی...... یہ وہ تھا جس کا قول تضاد کی ناموزونیت سے پاک تھی...... وہ کیا تھا؟ شرافت نفس کا اعلیٰ کردار تھا...... تواضع وانکساری کا مہکتا گلزار تھا...... وہ کیسا تھا؟ کیا بتاؤں کیسا تھا...... وہ ایسا تھا کہ: ع جو کچھ کہا تو تیرا حسن: ہو گیا محدود

آہ! آہ! کہ وہی پیکر علم وعمل، مرشد راہ ہدایت، نازش بزم سنن، ماہر ہر علم وفن، مرے استاذ ذی وقار، ہم سے دور بہت دور ہو گئے، مگر دل کی دھڑکنوں سے قریب بہت قریب...... ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را آمین آمین

جمعہ کو نماز ہمیشہ میں امجدی مسجد ناگپور میں پڑھتا ہوں، مگر اتفاق سے احباب کے اصرار پر یہ جمعہ لوہار پورہ مسجد ناگپور میں ادا کی، بعد نماز حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب زید مجدہ محمد نے حضرت والا کے حادثہ جانکاہ کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ چندر پور والوں سے کہہ دیا ہے کہ حضرت کی نعش مبارک کو چندر پور لے جانے کے بجائے ناگپور مجیب اشرف کے مکان پر لایا جائے، یہ تجویز بہت اچھی تھی، اور میرے لئے یہ بات بڑی سعادت کی ہوگی کہ آخری وقت میں استاذ گرامی کی خدمت کی فیروز مندی میسر آئے۔ اس لئے میں نے بھی قطعی فیصلہ کر لیا کہ حضرت کا جسد پاک اپنے ہی مکان پر رکھا جائے اور آئندہ کی کارروائی جو ہو یہیں سے ہو۔

چنانچہ پروگرام کے مطابق جائے حادثہ وردہ ضلع چندر پور سے حضرت والا علیہ الرحمہ کی نعش مبارک جمعہ کو شب ۹ ربجے غریب خانہ پر لائی گئی، اپنے بزرگ اور قائد کا آخری دیدار کرنے کے لئے ہزاروں ہزار کی بھیڑ دیکھتے ہی دیکھتے میرے غریب خانہ رضا منزل شانتی نگر کے ارد گرد جمع ہو گئی، مکان کے بیرونی ہال میں حضرت والا اور حضرت مولانا ظہیر خاں صاحب علیہما الرحمہ کی لاشوں کو رکھ دیا گیا۔ اور آخری دیدار کی لوگوں کو اجازت دے دی گئی۔ پوری فضا پر غم واندوہ کی کیفیت طاری تھی۔ اسی پر غم ماحول میں لوگوں نے غمناک آنکھوں سے اپنے قائد کا دیدار کیا۔ ان میں شہر کے تمام علمائے کرام، ائمہ مساجد اور دیگر مقتدر ہستیاں شامل تھیں، بالخصوص حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب، حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب، حضرت مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب ابن حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ، حضرت مولانا مفتی محمد منصور صاحب، حضرت مولانا مفتی ابوالقیس صاحب، حضرت مولانا مفتی نذیر صاحب، حضرت مولانا عبدالرشید جبل پوری صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد حبیب یار خاں صاحب، مفتی اندور۔ حضرت مولانا حکیم عبدالمجیب صاحب رضوی، حضرت مولانا فخر الدین قادری صاحب، حضرت مولانا محمد شریف خاں صاحب، وغیرہم۔ میں کس کس کا نام لکھوں، سیکڑوں کی تعداد میں علماء، حفاظ، اور ائمہ مساجد موجود تھے اور سب نے حضور تحسین ملت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کیں۔

دیدار سے فراغت کے بعد فوراً غسل دیا گیا۔ رات میں دس بج کر پچاس منٹ پر جنازہ تیار ہو گیا فوراً گیارہ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ فقیر سراپا تقصیر نے نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

چونکہ نعش مبارک کو بذریعہ ہوائی جہاز دلی روانہ کرنا تھا جس کے لئے انجکشن لگوانا اور لاشوں کو تابوت میں پیک کرنا قانوناً ضروری تھا، اس لئے نماز جنازہ کے بعد دونوں لاشوں کو "میو" اسپتال لے جایا گیا اس پوری کارروائی میں دو گھنٹے لگ گئے۔ پھر وہاں سے ڈھائی بجے دونوں تابوت فقیر کے مکان لائے گئے اور یہیں رکھ دیئے گئے، بہت سے عقیدت مند حضرات نے تابوت کے ارد گرد بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کی۔ کلمہ طیبہ، اور درود شریف کا ورد صبح پانچ بجے تک کرتے رہے۔ بعد نماز فجر ساڑھے پانچ بجے دونوں تابوت میٹاڈور گاڑی میں رکھ کر ناگپور انٹرنیشنل ائرپورٹ روانہ کئے گئے۔ صبح ۹ر بجے کی فلائٹ سے دونوں تابوت دلی کے لئے روانہ ہو گئے، ساتھ ہی ناگپور اور چندر پور کے بیس یا تیس لوگ بھی اسی ہوائی جہاز سے گئے۔ الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ کی نمائندگی کرنے کے لئے حضرت مولانا سرفراز صاحب مدرس دار العلوم امجدیہ اور حضرت مولانا مجتبیٰ شریف صاحب مدرس دار العلوم امجدیہ ناگپور بھی ساتھ تشریف لے گئے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت کا نعم البدل اہل سنت کو عطا فرمائے۔ آمین! اور حضرت والا کے جملہ تلامذہ، مریدین، متوسلین، بالخصوص حضرت کے جملہ اہل خانہ و متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاه النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم . فقط

سوگوار: مولانا محمد مجیب اشرف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک حقیقت

مفتی محمد ایوب نعیمی

صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان میرے فہم وادراک میں ان کاملین سے تھے جنکی قرآن مقدس نے تحسین فرمائی رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ الآیۃ. وہ مرد جنھیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد سے۔علم وعمل، تقویٰ واخلاص کے پیکر اور آقائے نعمت، قطب زمانہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کے مظہر تھے۔ بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوا، میں نے کبھی بھی امور شرعیہ کے خلاف نہ پایا۔ طلبۂ جامعہ کے امتحان کیلئے تشریف فرما ہوتے اور کبھی میں دار العلوم مظہر اسلام ومنظر اسلام کے امتحان کے موقعہ پر حاضر ہوتا تو دوران گفتگو ایسا معلوم ہوتا کہ ان کا قلب مبارک درس نظامی کی کتابوں اور کتب فقہ وسیر واسفار کے رموز واشارات سے آشنا ہے جو زبان کے ذریعہ سامعین کے مشام جان کو معطر کر رہا ہے۔

یہ مولیٰ تعالیٰ کے انعامات ہیں جو سبھوں کو حاصل نہیں بلکہ انکے۔لئے بارگاہ قدیم کی جانب سے کچھ مخصوص بندے ہیں، جن سے نظام کائنات قائم ہے۔میری نگاہ عقیدت میں یہ فیضان امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ہے جو جھوم کر ان پر برسا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے لئے رب عزوجل سے ایسی برکات طلب کرتے رہیں اور زمین ایسی بنائیں کہ انواع نبات سے ہری بھری ہو آمین۔ مؤمن کے لئے علم پھر عمل واخلاص ہی ایسا سرمایہ ہے جس سے بندے کو نعمت رضا ملتی ہے۔ جس سے کوئی مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ بنکر دنیا کو مستفیض کرتا ہے تو کوئی مجمع برکات قدس سرہ ہو کر فقیروں کے کشکول کو رشک امارت وغنا بنا دیتا ہے۔ مبدأ فیاض ہمارا بھی انمیں شمول فرمائے آمین۔ ثم آمین۔ حضرت کی دعائیں۔ کانک تراہ کا منظر پیش کرتی ہیں، اور آخر میں "درود تنجینا" کا انداز ایسا پیارا ہوتا کہ گویا گنبد خضرا میں آرام فرما آقا روحی فداہ کو چشم بصیرت سے ملاحظہ فرما کر پیش کر رہے ہوں۔

ایک جلسۂ دستار کے موقعہ پر بعض نشست میں کسی بیوقوف کے پریشانیوں سے نکل آنے پر مزاحا میری زبان سے یہ نکلا" جان بچی تو لاکھوں پائے" تو حضرت نے فرمایا کہ ایسے ہی موقعہ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا تھا، خیر سے بدھو واپس آئے" یہ سنکر سبھوں کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی ہنسکا اثر کافی دیر تک رہا۔ اس حادثہ ہائلہ کی خبر جب مجھے ناگپور میں ملی، تو برجستہ میری زبان قلب پر یہ شعر جاری تھا۔

اذا مامات ذوعلم وتقوی "فقد وقعت فی الاسلام ثلمہ"

حضرت کے ارتحال پر ملال سے جو خلا پیدا ہوا، اس اکا اندمال مشکل ہے۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ اپنے محبوب ارفع واعلیٰ کے طفیل حضرت کے روضہ پر رحمت ونور برسائے، اور محب گرامی مولانا حسان رضا سلمہ ودیگر اخلاف واحباب کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم

امیدوار لطف وکرم فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما سے چند ملاقاتیں

علامہ محمد احمد مصباحی

روز جمعہ مبارکہ ۱۸ ؍ رجب ۱۴۲۸ھ؍۳ ؍ اگست ۲۰۰۷ء کو بے شان وگمان ان کی حادثاتی رحلت کی خبر سن کر دل کو صدمہ پہنچا، ہمیں اب بھی ان کی ضرورت تھی۔ ان سے علمی ودینی فیض حاصل کرنے والوں کی ایک اچھی تعداد تھی جوان کی آمد کے لئے نگاہیں فرش راہ رکھتے ہیں مگر جو مقدر ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

ان کی تاریخ ولادت غالباً ۱۴ ؍ شعبان ۱۳۴۷ھ ۱۵ ؍ جنوری ۱۹۳۰ء ہے۔ اس لحاظ سے بتاریخ ہجری ان کی عمر اسی سال اور بتاریخ عیسوی ساڑھے ستہتر سال ہوتی ہے، مولی تعالی ان پر اپنی رحمتوں کا سایہ دراز سے دراز تر فرمائے۔

یہ یاد نہیں کہ میں کب ان سے واقف ہوا۔ غالباً ۱۹۷۳ء سے بریلی شریف عرس رضوی میں حاضری ہو رہی ہے۔ ان کے والد ماجد کی زیارت انھی ایام میں ہوئی۔ اگر چہ کتابوں کے ذریعہ مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ سے میری آشنائی بہت پہلے سے تھی۔

اندازہ ہے کہ حضرت مولانا تحسین رضا خاں سے بھی ۱۹۷۴ء تک میں واقف ہو چکا تھا، اس کے کئی سال بعد ملاقات میں ان سے میرا تعارف ہوا، میں نے اپنا نام ''محمد احمد مصباحی'' بتایا تو وہ بولے ''ابن مفتی عبد المنان صاحب'' میں نے عرض کیا نہیں، میں مفتی صاحب کا شاگرد ہوں۔ ان کے فرزند میرے ہم نام ہیں۔ نام ونسبت اور ضلع وغیرہ کی مشارکت کی وجہ سے یہ اشتباہ آج بھی کچھ لوگوں کو ہو جاتا ہے۔ ابھی مولانا رحمت اللہ صدیقی نے اپنے سال نامہ ''پیغام رضا'' صفر ۱۴۲۸ھ ؍ مارچ ۲۰۰۷ء کے ص ۲۹۷ پر ''نوائے حق'' کے عنوان سے مولانا محمد احمد مصباحی مرحوم ابن بحر العلوم مدظلہ کا ایک کتاب پر لکھا ہوا تعارف میرے نام سے شائع کر ڈالا ہے، جب کہ نہ قلم میرا ہے نہ فکر میری'' نہ اہل سنت کو'' بریلوی کہنے کہلانے سے میری دل چسپی۔ غیروں نے ایک خاص مقصد اور منصوبے کے تحت اہل سنت کو'' بریلوی'' یا'' رضا خانی'' کہنا شروع کیا ہے۔ ہم ان کے معاون کیوں بنیں؟

صدر العلما سے ملاقاتیں تو بار بار ہوئیں مگر اطمینان سے بیٹھ کر باہم گفت وشنید کا موقع دو تین بار سے زیادہ میسر نہ آیا۔

شعبان ۱۴۰۳ھ ؍ اواخر مئی یا اوائل جون ۱۹۸۳ء میں جد الممتار جلد ثانی کی نقل کا اصل سے مقابلہ کرنے کے لئے غالباً دو ہفتے بریلی شریف میں میرا قیام رہا۔ مولانا نصر اللہ رضوی بھیروی بھی تھے۔ ان دنوں ایک بار بعد عصر کانکر ٹولہ حضرت کے مکان پر میری حاضری ہوئی، حاضری دو مقصد سے تھی ایک تو یہ کہ حضرت کا مکتبہ، مکتبہ مشرق کچھ دنوں قبل قائم ہو گیا تھا اور المجمع الاسلامی سے معاملت رہتی تھی، اس سلسلے میں مولانا عرفان الحق منیجر مکتبہ سے کچھ حساب کرنا تھا۔ دوسرے مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ اعلی حضرت قدس سرہ کے رسالہ'' فوز مبین در رد حرکت زمین'' کی اصل حضرت کے یہاں ہے، یہ رسالہ پہلے ماہنامہ الرضا میں قسط وار شائع ہوتا تھا اس کے مدیر حضرت کے والد گرامی مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ تھے، اعلی حضرت کی حیات میں فوز مبین کے صرف ۹۳ صفحات الرضا میں شائع ہو سکے پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلی حضرت قدس سرہ کے وصال کے کچھ قبل یا بعد میں ماہنامہ بند ہو گیا اور رسالہ فوز مبین حضرت مولانا حسنین رضا خاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

علیہ الرحمہ کے یہاں رہ گیا۔ وہ بعد میں بھی بقیہ صفحات کی الگ یا پورے رسالے کی یک جا اشاعت نہ کر سکے، حضرت صدر العلما سے گفتگو کے بعد یہ تحقیق ہوگئی کہ یہ رسالہ مکمل موجود ہے، البتہ بروقت تلاش کر کے نکالنا دشوار ہے۔ اس دن ہم لوگ بعد مغرب تک رہے اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔

پھر کئی سال بعد ایک موقع سے علامہ ازہری صاحب کے یہاں "مرآۃ النجدیۃ" دیکھنے کے لئے میرا قیام تھا غالبًا انہی دنوں کسی وقت اتفاقاً صدر العلما بھی تشریف لائے اور باتیں ہونے لگیں، شعر و سخن کا بھی تذکرہ آگیا انہوں نے اپنی ایک نعت سنائی جس کا مطلع ہے۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
در حقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

اس نعت کے اشعار میں اظہار و بیان کا بانکپن اور طرز ادا کا حسن جھلکتا نظر آیا مگر یہ شعر بڑا انوکھا اور رزوردار معلوم ہوا۔

آرہے ہیں وہ سر محشر شفاعت کے لئے
اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے

انہوں نے بتایا کہ یہ نعت حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی خدمت میں اصلاح کے لئے پیش کی تھی۔ حضرت نے ہر شعر پر صحیح کا ایک نشان لگایا ہے لیکن اس پر دو نشان لگائے اور فرمایا چچا میاں (استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی) کا انداز ہے۔

گزشتہ سال ماہ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ میں جسپور ضلع نینی تال میں حضرت سے ملاقات رہی جہاں مدرسہ بدر العلوم حضرت کی سرپرستی میں چل رہا ہے اور ہر سال حضرت وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان کی تدریسی خدمات کا دائرہ نصف صدی سے زیادہ عرصے کو محیط ہے۔ نہ معلوم کتنے تشنگان علوم ان کی بارگاہ فیض سے سیراب ہوئے اور آج مختلف دینی و علمی خدمات میں مصروف ہیں۔

سادگی، کم گوئی، تقوی و پرہیز گاری، علمی پختگی، فیض رسانی، خوش اخلاقی و انکساری وغیرہ ان کی وہ صفات ہیں جو ہمیشہ یاد کی جائیں گی۔ ان کی درسی تقریروں، علمی نکات، مجلسی افادات کو بھی قید تحریر میں لانے اور شائع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا ان کے کمالات سے کما حقہ آشنا ہو سکے۔ واللہ الموفق لکل خیر

محمد احمد مصباحی ۳ر شعبان ۱۴۲۸ھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما عظیم عالم دین

پیر طریقت حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

حضرت علامہ مولانا پیر محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سنی دلی صدمہ ہوا۔
آپ خاندان اعلی حضرت کے چشم و چراغ، عظیم عالم دین سرمایۂ اہل سنت اور اہل سنت کے دلوں کا سکون تھے۔

ضرورت جتنی جتنی بڑھ رہی ہے صبح دوراں کی
اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ حضرت کے علمی و روحانی فیضان کو صبح قیامت تک جاری و ساری فرمائے۔

فقط

شیخ القرآن والحدیث خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم ہند
پیر طریقت حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب
بانی و مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور و سابق صوبائی وزیر حکومت پاکستان

صدر العلما اسلاف کی بہترین یادگار

مبلغ اسلام حضرت علامہ مفتی رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

میں جب بریلی شریف میں قیام پذیر تھا تو مجھے حضور صدر العلما حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ آپ یقیناً اپنے اسلاف کی بہترین یادگار تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ہم سب کو آپ کے فیضان سے مستفیض فرمائے

احقر محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری عفی عنہ ۶ر شعبان، ۱۴۲۸ھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی خاص خوبیاں

علامہ یٰسین اختر مصباحی

صدر العلما، مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا قادری برکاتی، رضوی بریلوی (متولد ۱۳۴۸ متوفی ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء) یوں تو اپنی عمر طبعی کو پہنچ چکے تھے مگر آپ کی ناگہانی اور حادثاتی موت نے مسلمانان اہل سنت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور علما و طلبہ و مخلصین و معتقدین میں سے جس فرد نے جہاں بھی اس حادثۂ فاجعہ کی خبر سنی وہ وہیں دل گرفتہ اور ایک روحانی صدمہ سے دوچار ہو گیا اور بے ساختہ اس کی زبان سے کلمۂ ترجیع جاری ہو گیا۔

مجھے بریلی شریف میں کئی بار آپ کی زیارت کے مواقع میسر آئے مگر کچھ تفصیلی ملاقات و گفتگو سے محرومی رہی کیوں کہ یہ زیارت وملاقات عموماً کسی ایسے وقت میں ہوا کرتی تھی جب آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوا کرتا تھا۔ البتہ تقریباً ۱۹۸۰ء میں ایک بار آپ سے وقت لے کر آپ کے دولت کدہ کانکر ٹولہ بریلی شریف میں حاضر ہوا تھا اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک انٹرویو کی شکل میں اکابر علمائے اہل سنت کے حالات وواقعات اور ۱۹۴۷ء سے پہلے کی بعض اہم معلومات اور سرگرمیوں کے تعلق سے میں نے تفصیلی گفتگو کی تھی جس میں بہت سی قیمتی اور تاریخی معلومات سے آپ نے مجھے نوازا تھا۔

غالباً ۱۹۸۶ء میں آپ کے ایک قدیم مخلص دوست اور رفیق درس حضرت مولانا محمد ابراہیم صدیقی بریلی شریف حاضر ہوئے تھے۔ حضرت مولانا خوشتر صدیقی تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے تھے اور افریقہ ویورپ میں آپ پرچم سنیت بلند کرنے میں شب وروز مصروف رہا کرتے تھے۔ جب وہ ہندوستان سے واپس جانے لگے تو اپنے اس رفیق وہمدم دیرینہ کو الوداع کہنے کے لئے آپ نے دہلی تک کا سفر کیا اور مولانا اسرار الحق ایم، پی، کے گھر پر قیام فرمایا۔ میں چوں کہ اس وقت دہلی ہی میں تھا اس لئے ان حضرات کی آمد کی اطلاع پاتے ہی ملاقات کے لئے پہنچ گیا اور شرف زیارت وملاقات سے بہرہ یاب ہوا۔

بریلی شریف میں ایک بار آپ نے میری مترجم کتاب ''اصلاح فکر واعتقاد (ترجمۂ مفاہیم یجب ان تصحح مؤلفہ ''سید محمد بن علوی مالکی مکی) پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے اور دعاؤں سے نوازا۔

میں نے کبھی اور کسی وقت بھی آپ کے کسی قول وعمل کو طعن وتشنیع، غیبت وبدگوئی، توہین وتحقیر اور الزام واتہام سے آلودہ نہیں پایا نہ ہی میں نے آج تک کسی زبان سے آپ کی شان میں کوئی نازیبا بات سنی۔ اسی طرح کسی بھی متنازعہ معاملے میں فریق کی حیثیت سے آپ کا نام کبھی سننے میں نہیں آیا۔

یہ اعلیٰ ظرفی وبلند اخلاقی آج کے زمانے میں ایسی جنس نایاب ہے جو شہروں شہروں ڈھونڈنے سے بھی مشکل ہی سے کسی خوش نصیب کو میسر آسکتی ہے اور مردم آزاری سے پاک انسان کو دیکھنے کے لئے لوگوں کی آنکھیں ترستی رہتی ہیں۔

درس وتدریس سے زندگی بھر آپ کا واسطہ رہا اور شیخ الحدیث وصدر المدرسین کے منصب پر فائز رہ کر کبھی مظہر اسلام، کبھی منظر

www.muftiakhtarrazakhan.com

اسلام، کبھی جامعہ نوریہ رضویہ اور کبھی جامعۃ الرضا بریلی شریف کی درسگاہوں کو آپ رونق بخشتے رہے۔ آپ کی اچانک رحلت کی خبر سن کر مجھے سخت صدمہ پہنچا اور میں دہلی سے بریلی شریف پہنچا۔ سیدی مرشدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱) کی طرح آپ کی نماز جنازہ میں بھی لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ الحمد للہ کہ ان دونوں مواقع پر میں موجود اور شریک نماز رہا۔

رب کائنات اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ وطفیل میں حضرت صدر العلما کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کے اہل خانہ وصاحبزادگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

یٰسین اختر مصباحی بانی وصدر دار القلم، ذاکر نگر نئی دہلی/۲۵

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ ۲۸/اگست ۲۰۰۷ء موبائل نمبر 09350902937

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما پیکر تحسین و تبریک

مولانا محمد منشا تابش قصوری

۱۹۶۲ء کی بات ہے جب راقم الحروف مرکزی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ (پاکستان) میں پڑھ رہا تھا، میرا ایک جماعتی سید عبد اللہ شاہ جو دیو بندی جراثیم و جرائم سے خاصا متاثر تھا اس۔ نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات پر نوع بہ نوع اعتراضات کو معمول بنا رکھا تھا، ایک دن تو اس نے سوقیانہ انداز میں آپ کے حلیۂ مبارکہ کو موضوع سخن بناتے ہوئے چشمان مبارکہ پر نا قابل برداشت الفاظ اگل دیئے۔ جواباً جو کچھ مجھ سے ہوسکا کہا اور اسے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، مگر میں نے مجدد وقت فاضل بریلی علیہ الرحمہ کے حلیۂ مبارکہ کی تلاش شروع کی۔

حیات اعلیٰ حضرت، ماہنامہ پاسبان کا اعلیٰ حضرت نمبر اور سوانح امام احمد رضا کی ورق گردانی کی مگر حلیۂ مبارکہ نہ پاسکا، تشویش بڑھی تو حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں درد و سوز سے بھرپور عریضہ ارسال کیا، آپ ان دنوں بریلی شریف، تشریف نہیں رکھتے تھے پروگرام کے سلسلے میں ممبئی جاچکے تھے۔

حضرت ساجد میاں علیہ الرحمہ نے میرا عریضہ حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا جو ممدوح اکابر حضرت صدر العلما مولانا تحسین رضا خان علیہ الرحمۃ کے والد ماجد ہیں۔ انہوں نے کمال شفقت سے نوازتے ہوئے اپنے ایک تاریخی گرامی نامہ سے سرفراز فرمایا جس کے ذریعہ ناچیز کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا حلیۂ مبارکہ نصیب ہوا۔ جسے احقر نے حضرت علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں براؤں شریف بھیجا، مرحوم ان دنوں اعلیٰ حضرت پر اپنی تصنیف لطیف مجدد اسلام بریلوی طباعت کے لئے پریس پہنچا چکے تھے۔ جیسے ہی میرے خط کے ساتھ حضرت علامہ مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ کے سراپا کرامت قلم سے رقم فرمودہ حلیہ مبارکہ پہنچا، تو نہایت فرحت و مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے جواباً خوشخبری دی کہ ''اسے مجدد اسلام بریلوی میں شامل کرلیا ہے۔

راقم السطور نے حضرت ساجد میاں علیہ الرحمہ کی خواہش کے مدنظر اسے پاکستانی رسائل و جرائد میں شائع کرایا، مگر افسوس کہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کامل چہار جلد اور دیگر اس موضوع پر شائع شدہ کتابیں ''حلیہ مبارکہ اعلیٰ حضرت'' سے تاحال محروم ہیں۔ اہل علم و قلم اور محبان رضا مجدد اسلام بریلوی مطبوعہ پاک و ہند میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ حضرت طپش صدیقی نے ماہنامہ فیض الرسول میں تبصرہ کرتے ہوئے کتاب میں شامل دیگر مضامین سے صرف نظر کرتے ہوئے یوں رقم فرمایا:

کتاب میں ''مولانا تابش قصوری'' کا ایک خط درج ہے جس کے ذریعہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کا حلیہ مبارکہ پیش کیا ہے اس کا کتاب میں شامل کیا جانا نہایت ضروری تھا، اس نے کتاب کے وزن و وقار میں اضافہ کیا ہے ان، طویل تمہیدی کلمات کا درج کرنا اس لئے ضروری سمجھا کہ مجھے پیکر تحسین و تبریک صدر العلما، احد الاصفیا، عاشق حبیب کبریا، مجسمۂ اوصاف رضا حضرت علامہ مولانا الحاج تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ سے ان کے والد ماجد کے مکتوب گرامی کے توسل سے قریب کی نسبت حاصل ہے۔ (فللہ الحمد)

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے جن بلند مرتبت اکابر اساتذہ کرام سے علوم وفنون علمیہ روحانیہ کی بے پایاں دولت سمیٹی ہے بلاشبہ وہ اپنے وقت کی عظیم ترین ہستیاں تھیں، انہوں نے اپنی نگاہ کیمیا اثر سے نہ جانے کیسے کیسے عالم، فاضل، محقق، مدقق، مدرس، مبلغ، مناظر محدث اور مفسر بنانے کے ساتھ ساتھ منصب ولایت پر بھی فائز کیے، جن میں سب سے عدیم المثال حضرت صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات تھی۔

آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی ولادت باسعادت (۱۸۵۶ء/۱۲۷۲ھ) سے تقریباً 76 سال بعد اس دنیائے رنگ و بو میں جلوہ افروز ہوئے اور ان کے وصال مبارک (۱۹۲۱ء/) سے اتنے ہی سال بعد جام شہادت نوش فرما کے ان کے قرب میں جا پہنچے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"ومن یخرج من بیته مهاجرا الی اللّٰه ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی اللّٰه" اور جو (ایماندار) اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے نکلا پھر اسے موت نے آلیا تو بیشک اس کا اجر اللہ کے (ذمہ کرم) پر ہے۔

اس دور میں یقیناً درج شدہ آیت کریمہ کے مصداق حضرت صدر العلما علامہ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ ایسی عالی مرتبت شخصیت ہے جنہوں نے اپنے تبلیغی دورے میں گھر سے دور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی حاصل کرتے ہوئے شہادت کی دولت عظمیٰ حاصل کی اور حیات ابدی سے سرفراز ہو گئے۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کبھی نہیں مرتے وہ تو صرف نقل مکانی فرماتے ہیں، دار فنا سے مقام بقا میں ڈیرے جماتے ہیں، حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے بھی فنا سے بقا کی طرف روانہ ہوتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا اور دائمی زندگی کو گلے لگا کر محفل رضا جو عالم ارواح میں برپا ہے اسے جا سجایا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے | قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

محمد منشا تابش قصوری

۸، شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ۔ یکم ستمبر ۲۰۰۷ء

www.muftiakhtarrazakhan.com
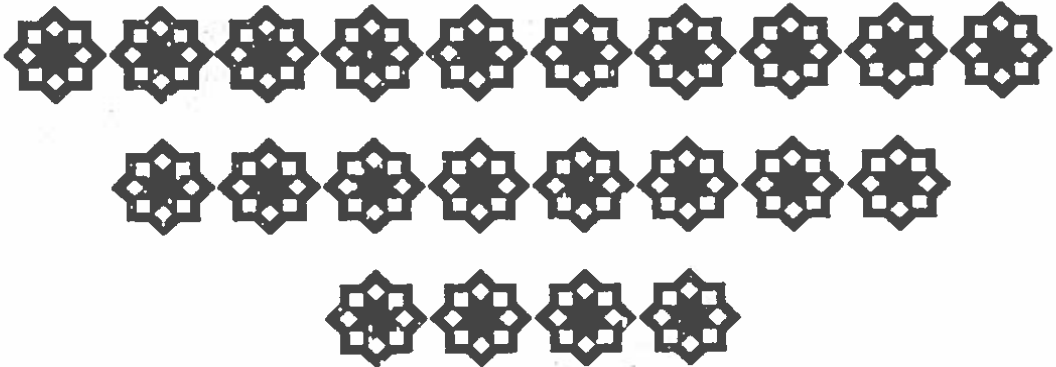
صدر العلما نمونۂ اسلاف

علامہ محمد حنیف صاحب رضوی (انگلینڈ)

اللہ عزوجل نے نظام کائنات چلانے کے لئے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور ان نفوس قدسیہ نے قانون خداوندی عزوجل کو نافذ فرمایا۔ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپکے بعد کوئی نبی نہیں۔ اسلئے اللہ تعالی نے ہمارے آقا ﷺ کے بعد دین اسلام کی اشاعت کے لئے علمائے ربانیین کو پیدا فرمایا، اور ان علماء نے دین متین کی ہر دور اور ہر زمانہ میں بھرپور اشاعت کی اور انہی کی مساعی جمیلہ سے ہم تک اسلام پہونچا۔

انہی علمار بانیین میں حضرت علامہ تحسین رضا نور اللہ مرقدہ کا شمار ہوتا ہے، جنھوں نے اپنے آپ کو دین متین کی خدمت کے لئے وقف کردیا تھا۔ تقریباً نصف صدی تک درس وتدریس اور وعظ ونصیحت سے امت مسلمہ کی قیادت کرتے رہے اور امت کو علماء اور فقہاء کی شکل میں خدام دین عطا کرتے رہے۔

میری حضرت سے بریلی شریف اور ماریشش میں کچھ ملاقاتیں رہیں۔ میں نے اس مختصری رفاقت میں حضرت کی ذات میں کئی خوبیاں محسوس کیں جن میں: ضرورت بھر گفتگو، حلم و بردباری، نام ونمود سے دوری، عجز وانکساری، اصاغر نوازی اور شریعت طاھرہ کی پابندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ آپکی ذات ستودہ صفات اسلاف کرام کا نمونہ تھی۔ یقیناً آپکی موت ایک عالم ربانی کی موت ہے جس کے لئے فرمایا گیا: عالم کی موت عالم کی موت ہے، آپکی موت سے ہماری جماعت میں ایک خلا پیدا ہوا ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالی اس خلا کو پر فرمائے اور حضرت کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے، تمام اہل خانہ اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

محمد حنیف رضوی۔ بولٹن۔ یو۔ کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما............پیکر علم وعمل

مولانا عبید اللہ خاں اعظمی (ایم۔پی)

صدر العلما حضرت علامہ مفتی مولانا تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی برگزیدہ شخصیت جماعت اہل سنت میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے، زہد وورع، علم وعمل، خاموشی واحتیاط اور مفتی اعظم کا تقدس۔ان تمام چیزوں کو کسی پیکر میں ڈھال دیا جائے تو وہ پیکر حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان صاحب کی شخصیت کا عکس بن کر ابھرے گا۔

آج اس دور پرفتن میں مولانا مرحوم نے اس قدر احتیاط دینی کے ساتھ اپنے قول وعمل کا اظہار کیا کہ اگر علمائے کرام اس کو نقش راہ بنا کر اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں تو نہ صرف یہ کہ علما کی دنیا میں عملی انقلاب آئے گا بلکہ عامۃ المسلمین میں بھی فلاح ونجات کا راستہ روشن ہوگا۔مولانا مرحوم کی شخصیت آپسی اختلافات نیز تعصب، عداوت سے یکسر پاک تھی۔

رب العزت سے دعا ہے کہ آپ کی سیرت سے ہم لوگوں کو سبق لینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

عبید اللہ خاں اعظمی

ممبر پارلیمنٹ، راجندر پرساد روڈ، نئی دہلی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

هوا لمنعم

صدر العلما صدر نشین درس و تدریس

پیر طریقت حضرت شمیم الدین منعمی سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ پٹنہ

گذشتہ دنوں جب حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی کے حادثۂ جانکاہ کی خبر ملی تو سارا خانوادۂ منعمیہ رنج و غم میں ڈوب گیا اور دعائے مغفرت منعقد ہوئی۔۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمت و مغفرت نثار فرمائے اور درجات بلند فرمائے نیز ان کے اہل و عیال کو صبر و اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دراصل حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے، حضرت قاضی عبدالوحید منعمی الفردوسی کی دعوت پر پٹنہ تشریف لانے سے خانوادۂ رضویہ اور خانوادۂ منعمیہ کے پرخلوص سررشتہ مودت کا آغاز ہوتا ہے۔ حضرت قطب العالم سیدنا مخدوم منعم پاکباز قدس سرہ (المتوفی ۱۱۸۵ھ) کے آستانۂ عالیہ پر فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے مختلف اسفار میں تین بار حاضر ہوئے اور اظہار عقیدت فرمایا۔ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے فاتحۂ چہلم کا دعوت نامہ بھی جو شامل ''حیات اعلیٰ حضرت ہے'' خانقاہ منعمیہ، متین گھاٹ پٹنہ سٹی کے فی زمانہ سجادہ نشین کے نام آیا تھا۔ حضرت امام فاضل بریلوی قدس سرہ نے جس عظیم اور مہم ترین مشن کا باضابطہ آغاز فرمایا اس کی کامیابی علمی، تبلیغی، تدریسی اور تنظیمی غرض کہ ہر لحاظ سے جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت موصوف کی یہ تخصیص و تفرید ہے کہ ان کے لئے بیک وقت پردہ اکیلے سرفہرست نظر آتے ہیں: " ذلك فضل اللہ "دوسروں کے لئے بیک وقت ان تمام محاذوں پر کامیاب ہو پانا مشکل ہے۔ کوئی اگر تنظیمی امور پر توجہ دیتا ہے تو قلم تصنیف رک جاتا ہے اور اگر کوئی تصنیف و تالیف میں منہمک ہوتا ہے تو تنظیمی و تقریری محاذ پر غائب و ندارد ہو جاتا ہے لیکن یہ بے حد ضروری ہے کہ ہر محاذ پر مناسب پختہ کار اور مشن و مقصد کے لئے وقف اشخاص کو معین کیا جائے اور جو مجموعی نتیجہ حاصل ہو وہ ہر محاذ پر متعین و مصروف اشخاص کی مجموعی مساعی کا نتیجہ مانا جائے۔

شاید یہی طریقۂ کار پیش نظر رہا ہوگا کہ دوربین اور مجرب نگاہوں نے حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو تدریس کے لئے سب سے زیادہ مناسب اور لائق خیال کرتے ہوئے انہیں ہی اس کام کا سالار بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ منظر اسلام ہو یا مظہر اسلام یا جامعہ نوریہ رضویہ ہو یا پھر الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا ہو، صدر نشین درس و تدریس، آپ ہی کی ذات نظر آتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ تصنیف و تالیف کی دنیا میں آپ کی باضابطہ حاضری ثبت نہیں ہو پائی لیکن کیا یہ غلط ہے کہ کم و بیش نصف صدی کی آپ کی تدریسی محنت و مشقت نے کتنے مصنف و مؤلف، محقق، حاشیہ نگار اور شارح پیدا کر دیئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔

میں علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پر حاضر ہو کر بطریقۂ سنت نبوی ﷺ تعزیت کر چکا ہوں لیکن آپ سے بھی گذارش ہے کہ میری جانب سے ان کے اہل و عیال، احباب اور رفقائے کار سے تعزیت فرمائیں اور میری اس دعا پر امین بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے تدریسی و تعلیمی محاذ پر علامہ تحسین رضا جیسا استقلال و استقامت کا ہمالہ عطا فرمائے اور بہتر سے بہتر نتیجہ پیدا فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی ﷺ۔

دعا گو شمیم الدین احمد منعمی ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلماء رہبر و رہنما

مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت، مجدّدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے بریلی شہر کی جہان بھر میں جو شہرت ہے، وہ کسی اور حوالہ سے نہیں، بلاشبہ تاجدار بریلی ہیں اور انہی کی وجہ سے اس شہر کو "بریلی شریف" کہا جاتا ہے۔

تاج دار بریلی کے گھرانے کا شرف "علوم و معارف" میں ممتاز ہوتا ہے۔ بریلی کے چھوٹے سے شہر سے دنیائے علم و عرفان کو بڑے بڑے اہلِ علم ملے ہیں۔

شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا نام بھی اس گھرانے کے حوالے سے محترم اور معتبر ہے۔ تاج دار بریلی سے نسبی قرابت کے علاوہ انہیں ان کی علمی وراثت بھی خوب حاصل تھی۔ ان کی شخصیت رہبر و رہنما شمار ہوئی۔ مسند تدریس ان پہ نازاں رہی۔ زندگی بھر وہ مسلک حق کی پاسبانی کرتے رہے، روشنی کرتے رہے۔

جمعۃ المبارک، ۳؍اگست ۲۰۰۷ء کی سہ پہر کو میرے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کے ۲۴ ویں سالانہ عرس مبارک کی آخری نشست ختم ہوئی ہی تھی کہ موبائل فون پر ایس۔ ایم۔ ایس کے ذریعے حضرت علامہ تحسین رضا کی شہادت کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان سے محرومی شدید سانحہ ہے۔ بریلی شریف میں ان کی موجودگی سے بہت سہارا تھا۔ وہ اپنے علم و عمل سے "رضا کی تحسین" کرواتے رہے اور اہلِ محبت انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ زبانِ خلق پر ان کی مدتوں تحسین ہوتی رہے گی۔ اللہ کریم جل مجدہٗ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

کوکب نورانی اوکاڑوی

پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک متواضع شخصیت

مفتی محمد مکرم احمد دہلی

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خاندان سے ہمارے اجداد کا قریبی اور قدیمی تعلق رہا ہے۔ ملک کی آزادی سے پہلے اکابر علماء اہل سنت کا اکثر مسجد فتحپوری میں آنا رہتا تھا جن میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی، حضرت محدث اعظم سید محمد صاحب کچھوچھوی، صدر العلما میرٹھی، اجمل العلما سنبھلی، مولانا رجب علی صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ میں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا کہ آزادی سے پہلے یہاں مفتی اعظم ہند بھی کل ہند سنی کانفرس میں تشریف لائے تھے تو فتح پوری مسجد تشریف لائے تھے، احقر کے والد ماجد امام العارفین مولانا مفتی شاہ محمد احمد صاحب نقشبندی (وفات ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء) اکثر پرانے واقعات سناتے اور کئی بزرگوں کا تذکرہ فرماتے تھے جن کے نام مجھے اس وقت یاد نہیں رہے۔ مسجد فتح پوری میں عید میلاد النبی ﷺ کی رونق قابل دید ہوتی تھی۔ ایک قدیم عرصہ سے فتح پوری اہل سنت کا مرکز رہی ہے، لہٰذا اکابر کا یہاں متوجہ ہونا فطری بات تھی، اور الحمد للہ آج بھی وہی رونقیں قائم ہیں۔

حضرت صدر الافاضل اور حضرت محدث اعظم اور مولانا رجب علی و حضرت اجمل العلما تو آزادی کے بعد بھی پابندی سے مسجد فتح پوری تشریف لاتے رہے انہیں احقر کے جد امجد مفتی محمد مظہر اللہ سے بہت محبت تھی اور حضرت بھی ان کا احترام و محبت فرماتے تھے۔

حضرت فاضل بریلوی کی کتابوں کے مطالعہ کا اشتیاق دوران طالب علمی ہی سے تھا، حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ وعظ و نصیحت فرماتے وقت بزرگوں کا تذکرہ ضرور فرماتے تھے، جن میں سرفہرست تذکرہ حضرت فاضل بریلوی کا ہوتا تھا، حضرت ہی کا نعتیہ کلام گنگناتے تھے، اور جب بھی کوئی نعت شریف کا ذکر ہوتا تو محاسن کلام کے طور پر فاضل بریلوی کے اشعار کی تشریح بھی فرماتے تھے۔ بزرگوں کی تعلیم و تربیت کا طریقہ ہی انوکھا ہوتا ہے، حضرت والد ماجد کی وفات احقر کی نوعمری میں ہوگئی تھی۔ لیکن بچپن کی بہت سی باتیں یاد آتی ہیں تو رہنمائی بخشتی ہیں آج بھی مسجد فتح پوری کی محفلوں میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا صلاۃ و سلام ضرور پڑھا جاتا ہے۔

حسن اتفاق یہ ہوا کہ اوائل ۱۹۷۷ء میں میری دوسری چھوٹی بہن کی شادی بریلی کے خاندان میں ہوئی۔ بہنوئی صاحب دہلی میں مقیم ہیں اور سرکاری سروس میں ہیں، لیکن اُن کے رشتہ دار آج بھی بریلی میں ہیں۔ اس رشتہ کی وجہ سے ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۰ء تک میرا کئی بار بریلی جانا ہوا اور محلہ سوداگران میں کافی کافی وقت گذارنے کا موقعہ ملا، اسی اثناء میں حضور مفتی اعظم ہند کے دربار گہربار میں بھی حاضری کی سعادت ملی، حضرت ریحان الملّت اور حضور تحسین الملّت و دیگر اکابر کے ساتھ بھی بیٹھنے اور تبادلۂ خیال کا موقع ملا، ان دنوں میں مجھے بھی قدرے فرصت تھی، لہٰذا اکابر اہل سنت سے ملاقات اور استفادہ کے اچھے مواقع میسر آئے ان پر مجھے فخر بھی ہے، اور خوشی بھی۔ ان ملاقاتوں میں میں زیادہ متاثر حضرت مفتی اعظم ہند سے ہوا اور ان کے بعد حضرت تحسین الملّت سے، حضرت جد امجد شاہ مفتی

www.muftiakhtarrazakhan.com

مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت والد ماجد شاہ مفتی محمد احمد صاحب کی نسبت سے یہ سب ہی حضرات احقر سے بہت محبت فرماتے تھے اور قرب عطا فرماتے تھے، شفقت بھی فرماتے تھے اور ملاقاتوں میں خصوصی عنایتیں فرماتے تھے۔ انہی ایام میں اعلیٰ حضرت کے مزار منور پر بھی بار بار حاضری کا موقعہ ملا، حضرت کے عرس شریف میں بھی حاضری ہوئی تو اس موقعہ پر بھی اکابر سے ملاقات ہوئی، جن میں قابل ذکر حضرات جانشین مفتی اعظم ازہری میاں صاحب قبلہ، حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین، حضرت تحسین میاں صاحب قبلہ، حضرت منانی میاں صاحب قبلہ، اور دیگر حضرات سے ملاقاتوں کا شرف ملا، سب سے محبت ملی، لیکن حضرت تحسین الملّت کی محبت احقر کو زیادہ ملی، اُن کا عالمانہ انداز اور فاضلانہ وقار قرب سے مانع نہ ہوتا تھا۔

۱۹۸۰ کے بعد سے میری مصروفیات دہلی میں زیادہ ہوتی گئیں تو بریلی شریف جانا کم ہو گیا تھا صرف عرس شریف کے موقعہ پر حاضری ہوتی تھی، اس کے علاوہ گاہے گاہے نجی سفر پر بریلی جانا ہوتا تو حضرت تحسین الملّت سے ملاقات کا اشتیاق رہتا تھا، دہلی میں احقر کے متعلقین میں بہت سے بریلی کے لوگ بھی ہیں، وہ اکثر و بیشتر بریلی جاتے رہتے ہیں، کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جن کی رشتہ داریاں اور سمدھیانے بریلی کے ہیں، ایسے ہی ایک صاحب محمد ادریس تھے جو حضرت مفتی اعظم ہند کے مرید اور عاشق تھے، جب بھی بریلی شریف جاتے تھے تو حضرت تحسین رضا صاحب سے ملاقات کرتے تھے، بلکہ انہیں میرے پاس حضرت نے ہی بھیجا تھا، چونکہ اکثر لوگوں کو جو دہلی سے وابستہ ہوتے تھے حضرت میرے پاس آنے کی تاکید فرماتے تھے۔

چار پانچ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک روز صبح سات آٹھ بجے کے وقت حضرت تحسین میاں صاحب قبلہ فتح پوری تشریف لائے، احقر اس وقت مسجد میں نہیں تھا، حجرہ میں تالہ لگا ہوا تھا، حضرت کے خادم نے مسجد کے دربان کو گھر بھیجا، اُس نے مجھے آکر خبر دی کہ بریلی شریف کے حضرت صاحب آئے ہیں، میں نے فوراً اُسے کمرہ کی چابی دی اور ہدایت کی کہ حضرت صاحب کو بہت ہی احترام کے ساتھ حجرہ میں بٹھاؤ اور پانی وغیرہ پوچھو میں ابھی آرہا ہوں، جب میں مسجد پہنچا تو حضرت صاحب حجرہ میں تشریف فرما تھے، ایک نو عمر لڑکا اور ایک خادم یا مرید ساتھ تھا، حضرت استراحت فرما رہے تھے، جیسے ہی میں حاضر ہوا حضرت نے بہت محبت سے سلام کا جواب دیا اور آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، میں نے بہت اصرار کیا کہ آپ آرام فرمائیں، لیکن آپ بیٹھے رہے، گفتگو شروع ہوئی، آپ نے اپنے بچپن کے ایک دو واقعات کا ذکر فرمایا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ نو عمری میں کئی بار یہاں تشریف لائے ہیں اور میرے جد امجد حضرت مفتی اعظم دہلی اور میرے والد ماجد حضرت امام العارفین مولانا مفتی محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقاتیں ہوئی ہیں، آپ نے مسجد فتح پوری کی مرکزی خدمات کو سراہا اور اس سے وابستہ اہل سنت علما کا بھی ذکر فرمایا جن میں حضرت مفتی اعظم ہند کے ساتھ ساتھ حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہم کا بھی ذکر فرمایا۔ احقر نے ناشتہ پیش کیا تو آپ نے اُسے قبول فرمایا اور حسب منشا تناول فرمایا، کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو زیادہ بڑا دکھانے کے لئے کسی کے سامنے کچھ کھاتے نہیں ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ حضرت تو دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں، لیکن ایسی کوئی بات میں نے حضرت تحسین میاں صاحب میں نہیں دیکھی۔

آپ نے ناشتہ لیا، چائے لی اور دوران گفتگو فرمایا کہ: اس بچہ کا داخلہ جامعہ ملیہ میں کرانا ہے، مجھے فتح پوری کو دیکھے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے، میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات بھی ہو جائے اور پرانی یاد بھی تازہ ہو جائے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں نے سوچا کہ اگر آپ سے ملاقات نہیں بھی ہوگی تو حضرت مفتی مظہر اللہ شاہ اور حضرت مفتی محمد احمد شاہ کے مزارات پر تو حاضری ہو ہی جائے گی" مجھے حضرت کی باتوں میں بہت لطف آرہا تھا، اور میرے شوق کو دیکھ کر آپ بھی گفتگو طویل فرمارہے تھے، آپ نے فرمایا کہ مجھے باہر جانا ہے، آپ اس بچہ کے داخلے میں مدد کریں، یہ آپ سے رابطہ میں رہیں گے، آپ نے احقر کے ساتھ مزارات منورہ پر حاضری دی اور تشریف لے گئے، آپ کی سادگی اور مشفقانہ انداز نے بہت متاثر کیا اور دل نے یہ گواہی دی جو عالم باعمل ہوتے ہیں اور علم کا دریا ہوتے ہیں وہی صحیح معنی میں سنتِ نبویہ ﷺ پر گامزن ہوتے ہیں، لیکن جو اپنے تقویٰ کا ڈھکوسلہ کرتے ہیں اور سادگی سے محروم ہوجاتے ہیں بظاہر وہ عالم یا شیخ طریقت نظر آتے ہیں لیکن ان پر درحقیقت شیطان سوار ہوتا ہے۔

حضرت کی یہ عادت تھی کہ بریلی شریف کے اُن لوگوں کو جو دہلی یا قرب وجوار میں رہتے تھے انہیں میرے پاس بھیجتے تھے، دعا تعویذ کے لئے یا بیعت وارشاد کے لئے، کئی مرتبہ لوگ آئے اور انہوں نے بتایا کہ تحسین میاں صاحب قبلہ کے پاس ہم گئے تھے انہوں نے آپ کو سلام کہا اور ہم کو آپ کے پاس آنے کی ہدایت کی ہے، اسی طرح ایک صاحب میرے پاس آئے اور حضرت تحسین میاں صاحب قبلہ کی تحریر لائے: ایک چھوٹی سی چٹ پر آپ کا نام اور شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ تحریر تھا، یہ اس بات کی گواہی تھی کہ ہمیں تحسین میاں صاحب ہی نے بھیجا ہے، وہ چٹ آج بھی میرے پاس محفوظ ہے اور میرے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

امین الملت حضرت امین میاں صاحب قبلہ نے بھی اس طرح کی نوازشات فرمائی ہیں، علامہ ارشد القادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر رحمہم اللہ کا بھی یہ طریقہ رہا کہ دہلی کے عقیدت مندوں کو وہ ہدایت فرماتے تھے کہ مسجد فتح پور میں آکر مجھ سے رجوع ہوں، حالانکہ میں تو ذرۂ کمتر مگر بزرگوں کی نظر کرم نے اس ذرہ کو کیا سے کیا بنادیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

حضرت کا وصال طبقۂ اہل سنت کے لئے عظیم نقصان ہے، خانوادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں آپ نمایاں اوصاف پر حامل تھے، عالمانہ انداز اور فاضلانہ وزاہدانہ کردار دونوں کا آپ سنگم تھے۔ انہوں نے ہزار ہا عقیدتمندوں کی علمی تشنگی کو سیرابی بخشی، انہوں نے کئی تعمیری کارنامے انجام دئے، جن میں جامعہ نوریہ رضویہ اور امام احمد رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) سرفہرست ہیں۔

رب العالمین مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

آپ کے وصال کے روز سے ہی مسجد فتح پوری سے منسلک اہل سنت عقدتمندوں کے دل رنج وغم میں ڈوبے ہوئے ہیں، اچانک حادثہ میں جام شہادت تو انہوں نے نوش فرمایا، اُن کے درجے بلند ہوئے، لیکن عقیدتمند تڑپتے رہ گئے۔

یہاں بعد نماز جمعہ بھی حضرت کے لئے ایصال ثواب کیا گیا، قرآن خوانی بھی ہوئی اور روحانی محفلوں میں اور صلاۃ وسلام کے بعد بھی دعائیں ہوئیں، انشاء اللہ اُن کا فیض جاری رہے گا اور اُن کے دیوانے ان کی نصیحتوں پر عمل کر کے راہِ نجات پاتے رہیں گے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

مفتی محمد مکرم احمد صاحب نقشبندی مجددی، شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی

www.muftiakhtarrazakhan.com

موت العالِم موت العالَم

مولانا محمد اقبال مصباحی (انگلینڈ)

اس دار فانی میں آئے دن لاکھوں اموات واقع ہوتی ہیں، اور بے شمار جنازے اٹھتے ہیں۔ مگر ان اموات میں کچھ موتیں وہ ہوتی ہیں جن پر زمانہ رشک کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے کہ اے کاش! ایسی ہی فضائل سے پر موت ہمیں عطا ہو۔

حضور شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ جو علم وحکمت کے آفتاب۔ تھے جو نصف صدی سے زائد علوم وفنون، حکمت ودانائی کے جواہر لٹاتے رہے۔

عالم باعمل کے جو جو فضائل قرآن واحادیث میں وارد ہوئے انکے آپ سچے مصداق تھے۔

ارشاد رسول ﷺ ہے: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اللہ تعالی جس سے بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اور فرمایا: ان اللہ یعطی الدنیا لمن یحبہ و لمن لا یحبہ و لا یعطی الدین الا لمن یحبہ اللہ تعالی دنیا اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ دونوں قسم کے لوگوں کو عطا فرماتا ہے لیکن دین صرف اپنے پسندیدہ ومحبوب بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

آپ نے پوری زندگی قرآن وحدیث کے درس وتدریس میں گزاری

بیشمار علمائے کرام نے آپ سے علمی پیاس بجھائی۔ اکابر علماء کرام نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

﴿ذلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم﴾

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حدیث شریف میں ہے: العلم حياة الاسلام

علم دین اسلام کی زندگی ہے پوری زندگی علم دین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہے۔ ایسے اللہ والے علمائے ربانیین مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں جن کی شان یہ ہے:

"لا یموتون و لکن ینتقلون من دار الی دار" اللہ والے مرتے نہیں لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔

زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ
امت مرحومہ سو سکتی ہے مر سکتی نہیں

اور مزید یہ کہ آپ کا وصال حالتِ سفر اور جمعہ کے دن واقع ہوا اور یہ سفر دین اسلام کی ترویج واشاعت میں تھا جو یقیناً ایک عظیم موت ہے۔ ایسی موت جس کی فضیلت اور اہمیت حدیثوں سے ثابت ہے۔

چنانچہ حالتِ سفر میں انتقال کے تعلق سے اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "ان الرجل اذا مات بغیر مولدہ قیس لہ من مولدہ الی منقطع أثرہ فی الجنة [رواہ النسائی وابن ماجة"

www.muftiakhtarrazakhan.com

بندہ جب غیر ولادت گاہ میں مرتا ہے تو اسکی ولادت گاہ سے آخری نقش قدم تک ناپ کر جنت سے دیا جاتا ہے۔

اور فرمایا: "موت غربة شهادة" [رواه ابن ماجة]

سفر کی موت شہادت ہے۔

اور جمعہ کے دن انتقال کے تعلق سے اللہ عزوجل کے حبیب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر" [رواه الترمذی]

جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکو قبر کے فتنہ سے بچاتا ہے۔

مذکارہ بالا احادیث کریمہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت کو اللہ تعالی نے حالت سفر اور جمعہ کے دن موت عطا کر کے یہ ظاہر فرمادیا کہ آپکو اللہ تعالی کی بارگاہ میں بہت ہی قرب، نزدیکی اور مقبولیت حاصل ہے کیونکہ اس طرح کی عظیم موت اللہ تعالی اپنے خاص مقرب بندے کو ہی عطا کرتا ہے۔

میں بریلی شریف حاضر ہوا، وہاں حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اس وقت حضرت جامعہ کے طلبہ کو درس دے رہے تھے۔

آپ کی موت سے ہماری جماعت ایک عظیم محدث بے بدل، عظیم مفسر، بے مثال اصولی معقولی سے محروم ہوگئی۔ یقیناً آپکی موت سے جماعت اہل سنت میں خلا پیدا ہوا۔

ہم تمام اہل خانہ، مریدین ومتوسلین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

دعاء ہے اللہ رب العزت آپکی تمام دینی خدمات قبول فرما کر انہیں اس کا اجر عظیم وجزائے جزیل عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت آپ کے مرقد انور پر انوار وبرکات کی برسات فرمائے: "طاب الله ثراه و جعل الجنة مثواه" اور آپکے وسیلہ سے ہماری مغفرت فرمائے اور ہمیں بھی خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ اللہ رب العزت آپکے لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اللہ تعالی حضرت کے روحانی فیوض وبرکات سے ہمیں فیضیاب فرمائے اور انکے صدقہ ہماری مغفرت فرمائے۔

شنید م کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

آمین بجاہ الرؤف الرحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم

محمد اقبال مصباحی [بولٹن۔ یو۔ کے]

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کا ایثار وخلوص

مولانا سلیم اللہ جندراں (پاکستان)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی (پاکستان) کی طرف سے صدر العلما علامہ مولٰنا تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ میں انتقال کی المناک خبر موصول ہوئی۔ نیز ادارہ کے توسل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرحوم ومغفور جلیل القدر علمی شخصیت تھی جن کے شاگردان عزیز کی تعداد بھی سیکڑوں پر محیط ہے ان میں سے بیشتر اعلیٰ علمی وتحقیقی منصب پر فائز ہیں۔

ادارہ منظر اسلام، مظہر اسلام نیز جامعہ نوریہ رضویہ میں موصوف کی دینی خدمات خصوصی اہمیت کی حامل ہیں، ایسے جلیل القدر عالم دین کا انتقال ملت اسلامیہ کے لئے سانحۂ شدیدہ سے کم نہیں، بہر حال ان کی لازوال اسلامی خدمات یقیناً ان کے لئے صدقۂ جاریہ ثابت ہوں گی۔ موصوف کا زہد وتقویٰ، علم وحلم، ایثار وخلوص، ان کی شخصیت کا خاصہ تھے۔ بالخصوص صدر العلما زندگی بھر تعلیم میں مقصدیت کے قائل رہے۔ تعلیم میں مقصدیت کا فروغ ان کے فلسفۂ تعلیم کا نمایاں پہلو تھا۔ موصوف زندگی بھر، تادم مرگ قرآن حدیث، فقہ کی تدریس واشاعت میں کمال یکسوئی سے شب وروز مصروف رہے۔ ہزاروں دلوں کو نور اسلام اور محبت رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار فرمایا۔ آج اسلام اور اس کے پیروکاران جن مشکلات سے دوچار ہیں ایسے میں صدر العلما جیسی ہستیوں کے وجود مسعود کی اشد ضرورت تھی بہر حال "انا للہ وانا الیہ راجعون" کے مصداق اللہ تعالیٰ سے مؤدبانہ التجا ہے کہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہو، اور مرحوم ومغفور کے نیک اسلامی مشن پر کاربند رہنے کے لئے استقامت عطا ہو!

تعلیمی، تحقیقی واشاعتی اداروں اور میڈیا کے نمائندگان سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ:۔ صدر العلما کی عظیم دینی خدمات پر سیمینارز، کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے اور ان کی خدمات کو شایان شان انداز میں خراج تحسین پیش کیا جائے۔

اخبارات، رسائل، وجرائد میں صدر العلما کی خدمات پر مبنی مضامین ومقالات آپ کے فیض یافتگان مؤثر انداز میں تیار کر کے بھجوائیں اور شائع کرائیں۔

جامعات وکلیات میں ایم، اے/ ایم فل کی سطح پر آپ کی دینی خدمات اور ان کے اثرات کے موضوع پر مقالات تحریر کروائے جائیں۔

الیکٹرانک میڈیا (نجی وسرکاری) سے خصوصی فیچر و پروگرام شائع کروائے جائیں۔

صدر العلما کے کے تعزیتی ریفرینسز کے موقع پر آپ کی جامع سوانح عمری مرتب کر کے تقسیم کی جائے اور نوجوان نسل کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں سے روشناس کراتے ہوئے موجودہ نسل کے جذبہ کو بیدار کیا جائے۔ عہد در عہد، نسل در نسل، یادگار اور نمایاں کارناموں کی ترسیل سے ہی تاریخ رہتی ہے، اس فریضہ کی ادائیگی نہایت مستحسن امر ہے اسے جاری رہنا چاہئے!

دعا گو: سلیم اللہ جندراں

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما محدث اعظم کی نشانی

مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی (پاکستان)

حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تدریس کا ڈنکا ان کے زمانہ کے چار دانگ ہند میں بج رہا تھا اور دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف طالبان علوم دینیہ اور تشنگان علوم احادیث کا مرجع اعظم بنا ہوا تھا، علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ نے یہاں چند کتابیں حضرت محدث اعظم سے پڑھیں جن سے آپ کے ذہن وقلب پر ایسا اثر ہوا کہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا اور حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ پاکستان تشریف لے آئے اور یادگار رضا دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام قائم کیا تو علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بھی تحصیل علم کے لئے یہاں تشریف لے آئے حالانکہ وہاں دار العلوم بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے بعض اکابر مدرسین جید اساتذہ موجود تھے۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے مکمل دورۂ حدیث شریف حضور محدث اعظم سے جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور میں پڑھا اور سند فراغت، ودستار فضیلت حاصل کی۔ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء کے جلسۂ دستار فضیلت میں آپ کے عظیم المرتبت والد گرامی خلیفہ وبرادر زادہ اعلیٰ حضرت علامہ حسنین رضا بریلوی اور حضرت علامہ حکیم حسین رضا خاں بریلوی ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا حسن بریلوی قدس سرہما، اور امام المتکلمین محدث اعظم ہند مولانا ابوالحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضویہ علیہما الرحمہ بھی جلوہ افروز تھے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب علیہ الرحمہ فارغ التحصیل ہوکر واپس بریلی شریف پہنچے اور دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ میں مدرس اور مفتی مقرر کردیئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام میں مدرس اور پھر صدر المدرسین وشیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، اور پھر آخر میں جامعہ نوریہ رضویہ عیدگاہ بریلی شریف میں صدر المدرسین وشیخ الحدیث کے طور پر تعینات ہوئے، آپ ایک ماہر استاذ اور عبقری مدرس اور استاذ الاساتذہ تھے۔ پورا درس نظامی مستحضر تھا، آپ کے نامور جلیل القدر طلبا ہندوستان بھر میں دینی، مسلکی اور تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، فقیر راقم الحروف (محمد حسن علی رضوی) کی چند بار حاضری کے موقعہ پر فقیر کے پاس افریقی رضوی دار الاقامہ کی بالائی منزل میں تشریف لاتے اور مجھ سے حضور محدث اعظم پاکستان کی باتیں سنتے رہتے اور بہت مسرور ہوتے اور مجھ فقیر کو حضور محدث اعظم کی یادگار باتیں سناتے اور دل پر چوٹ لگتی تھی، فقیر کو دوبار اپنی مسجد اور جامعہ نوریہ رضویہ عیدگاہ بریلی شریف بھی لے گئے اور اپنے دولتکدہ پر محلہ کانکر ٹولہ اکبری مسجد شہر کہنہ فقیر کی تقریر بھی کرائی اور زبردست پرتکلف استقبالیہ دیا، فقیر کے بیان سے بہت مسرور ہوئے۔ طلبا اور علما بھی کثیر تعداد میں موجود تھے، اپنے دولت کدہ پر دعوت بھی فرمائی اس اکبری مسجد جہاں حضور محدث اعظم اور مولوی منظور سنبھلی کا مناظرہ ہوا تھا جگہوں اور مقامات کی نشان دہی کرکے سب کچھ بتایا۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے جلیل القدر اسلاف کی علمی وروحانی امانتوں کے امین تھے، اسلاف کی یادگار تھے۔ مسلک سیدنا اعلیحضرت کے محافظ وپاسبان تھے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے لاؤڈ اسپیکر پر نماز، ویڈیو، مووی فوٹو تصاویر وغیرہ مسائل پر جب امیر دعوت اسلامی نے مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے عدول اور اکابر خلفاء اعلیٰ حضرت سے انحراف کیا تو صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

علیہ الرحمہ نے فقیر کی تحریری اور زبانی و قلمی تائید و حمایت فرمائی اور دعوت اسلامی کی اصلاح کے سلسلہ میں فقیر کے مضامین اور رسائل کو بہت پسند فرمایا، اس کی تصدیق مولانا اجمل رضا رضوی سلمہ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ سے بھی ہوئی۔ اسی طرح مسئلہ مغفرت ذنب کے سلسلہ میں جب بعض ننھے منے، اونے پونے، خودساختہ محققین نے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ترجمہ مبارکہ کنز الایمان کی بزعم جہالت تغلیط کرنا چاہی اور فقیر راقم الحروف (محمد حسن علی الرضوی غفرلہ) نے جوابات لکھنا چاہا ہے تو بعض نایاب تفسیری حوالوں کے لئے حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کو عریضہ لکھا، حضرت ممدوح نے فوراً مفصل جواب دیا اور نو دس تفاسیر معتبرہ کے مفصل حوالہ جات فراہم کئے اور فرمایا کہ بعض تفاسیر میرے کتب خانہ میں نہ تھیں، حضرت ازہری میاں سلمہ کے ہاں سے منگوا کر حوالجات ارسال کر رہا ہوں۔ ایک مرتبہ فقیر نے اکبری جامع مسجد شہر کہنہ بریلی شریف جہاں حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کا مولوی منظور سنبھلی سے مناظرہ ہوا تھا مسجد کی تصاویر منگوائیں تو حضرت ممدوح نے اندر باہر کی متعدد تصاویر ارسال فرمائیں۔ فقیر ایک مرتبہ ان کی دعوت پر ان کے دولت کدہ پر حاضر تھا تو ان سے معلوم کیا کہ آج کل کے جدت و بدعت پسند محققین یہ کہتے ہیں کہ مصر کے علما نے فتویٰ دیا ہے کہ کیمرہ سے لی گئی عکسی تصاویر ناجائز نہیں، قلمی یا مورتی کی صورت میں بنائی گئی تصاویر کی ممانعت کے احکام ہیں، فرمایا اس سلسلہ میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تین اہم رسائل ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم قدس سرہما کے پچاسوں فتاویٰ مبارکہ حرف آخر ہیں۔ جن لوگوں سے عمل نہیں ہوسکتا وہ ایسے ہی راستے اختیار کرتے ہیں۔ حال ہی میں بریلی شریف سے حضرت جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا ازہری میاں دامت برکاتہم کا جامع و محقق رسالہ ''ٹی وی، مووی'' کا آپریشن منظر عام پر آیا ہے۔ جس میں حضرت علامہ احسن میاں برکاتی مارہروی۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ اعظمی۔ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی کے ساتھ صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی بھی بھرپور تائید و تصدیق ہے۔ جب حضور محدث اعظم قدس سرہ کا وصال ہوا تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ روح پرور منظوم تاثرات ارقام فرمائے تھے۔ نظم کی صورت میں بعض تلامذہ کا تذکرہ بھی تھا۔ حضور مفتی اعظم قبلہ نے علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے لئے فرمایا تھا:

پیارے تحسین الرضا سے پوچھئے   شغل تحسین رضا جاتا رہا

علامہ تحسین رضا ایک قادر الکلام شاعر اور ادیب و اریب بھی تھے انہوں نے بکثرت روح پرور نعتیں اور منقبتیں لکھی ہیں۔ ایک نعت شریف کا مطلع یہ ہے:

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

حضرت مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ نے سماعت فرمائی تو گراں قدر انعام سے نوازا اور بہت مسرور ہوئے۔

حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کو اہل بریلی اور خانوادہ کے افراد 'صاحب'' کے عرف سے یاد کرتے ہیں، حضرت مفتی اعظم نے متعدد بار فرمایا:

''صاحب کے سبھی صاحبزادے ماشاء اللہ بہت خوب ہیں، ذی علم ہیں، مگر تحسین میاں سلمہ کا جواب نہیں ہے''

فقیر کی بریلی شریف حاضر کے دوران ایک دن فرمایا کہ میں جب جامعہ رضویہ لائل پور میں پڑھتا تھا تو مولانا ابوالانوار محمد مختار

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب دیال گڑھی سے کچھ کتابیں لی تھیں ان سے میرا سلام کہکر کہیں کہ وہ کتابیں مجھے معاف کردیں۔فقیر نے واپسی پر مولانا مفتی محمد مختار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا تو وہ کہنے لگے میں نے پہلے ہی معاف کردی ہیں۔

☆ایک باران کے دولت کدہ پر ہی فقیر نے کہا کہ حضرت استاذ زمن علیہ الرحمہ کے مزار شریف کی زیارت کرنی ہے۔فرمایا ہاں وہ حضرت امام العلما (مولانا رضا علی خاں صاحب) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت رئیس الاتقیاء (مولانا علامہ نقی علی خاں) علیہ الرحمہ کے قریب ہے۔اپنے برادر عزیز حضرت مولانا حبیب رضا خانصاحب مدظلہ سے فرمایا انہیں سٹی قبرستان میں دادا جان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر لے جائیں اس طرح فقیر ان تینوں بزرگوں کے مزارات سے فیضیاب ہوا۔

حضرت صدر العلما ایک جامع معقول ومنقول، متصلب سنی رضوی عالم دین، عبقری مدرس ومفتی تھے اور اصول وفروع کے جملہ مسائل میں سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مسلک حق پر سختی سے پابند تھے۔

حضرت ممدوح کا انتقال پر ملال دنیائے اہلسنت، خانوادہ اعلیٰحضرت اور علمی حلقوں کے لئے ایک عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی حادثہ ہے۔آپ کی اولاد امجاد میں:

(۱) مولانا صاحبزادہ حسان رضا خاں صاحب رضوی

(۲) مولانا رضوان رضا خاں صاحب

(۳) جناب صہیب رضا خاں صاحب رضوی اور ایک صاحبزادی عارفہ بیگم رضویہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔حضرت ممدوح محترم علیہ الرحمہ کا اپنے حسب حال ایک روح پرور شعر ہے۔

ساقی کوثر کا نام پاک ہے ورد زبان　　　کون کہتا ہے کہ تحسیں آج تشنہ کام ہے

الفقیر محمد حسن علی رضوی غفرلہ　　　مقام رضا مدینہ، ٹاؤن میلسی

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاندانی حالات

تاریخ بریلی، خانوادۂ رضویہ، صدر العلما کے جد مکرم، والد محترم، سیرت وسوانح، اساتذۂ کرام

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما کے شہر، بریلی کا تاریخی پس منظر

ڈاکٹر محمد حسن قادری

ہندوستان کے تہذیبی، تمدنی اور مذہبی سرمایہ میں شہر بریلی، دنیا میں منفرد و یکتا مقام رکھتا ہے۔

سرزمین بریلی پر خانقاہوں اور مزاروں کی کثرت، صوفیائے کرام و اولیائے کرام کی عظمت اور انکے مریدوں اور عقیدت مندوں کی عقیدت و محبت کی وجہ سے بریلی کو مدینۃ الاولیا بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت جلال الدین شاہ دانہ ولی کا مزار شریف، خانقاہ نیازیہ میں حضرت شاہ نیاز احمد (خواجہ قطب) نومحلہ میں حضرت سید معصوم ترمذی پیر و مرشد حافظ رحمت خاں، سید احمد عرف شاہ جی بابا اور آپ کی اولاد، شاہ ناصر میاں، حضرت مولانا شاہ محمد بشیر میاں (گلاب نگر)، سید شاہ حبیب میاں، سید نجم الدین (جھاڑ جھوڑا صاحب) بابا شاہ مستان صاحب، شاہ عبدالرزاق صاحب، وغیرہ کے مزارات نور رحمت، کا سرچشمہ ہیں ہی اس پر فخر بالائے فخر یہ کہ اس سرزمین کو تاجدار اہل سنت مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا کی آخری آرام گاہ ہونے کا بھی فخر حاصل ہے۔ آپکی وجہ سے ہی بریلی کو بریلی شریف اور سنیت کا مرکز کہا جاتا ہے۔ اس طرح بریلی تہذیب وتمدن کا گہوارہ ہی نہیں بلکہ علم وادب وسنیت کا مرکز بھی ہے جس کو وطن کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

ہندوستان کی قدیم تاریخ میں بریلی کا علاقہ پانچال کے نام سے موسوم تھا جس کا مہابھارت میں ذکر ہے جس کی وسعت ہمالیہ پہاڑ سے دریائے چنبل تک تھی۔ پانچال کا آہ چ ھ ن ہ. دارالسلطنت تھا جس کو آجکل مراد آباد کی حد سے چند میل کے فاصلہ پر پرگنہ سرولی ضلع بریلی میں رام نگر کہتے ہیں۔

۶۳۸ء میں ہوان سانگ چینی سیام نے اس علاقہ کا سفر کیا اسوقت اس ملک میں شیلا دتیہ کی حکومت تھی جو بودھ مذہب کا پیرو تھا، صدہا سال کی مدت کے بعد راجپوتوں کی زور آوری کے زمانہ میں اس کو کٹھیر کے نام سے پکارا جانے لگا۔ ۱۱۹۴ء تک کٹھیر میں ہندوؤں کی بلاشرکت غیرے حکومت رہی۔ سب سے پہلے کٹھیر یا ٹھاکر جگت سنگھ نے موجودہ بریلی سے پورب کی سمت ۱۵۰۰ء میں موضع جگت پور آباد کیا جو آج بھی بریلی کا معروف محلہ ہے، پھر اس کے سینتیس (۳۷) سال بعد ٹھاکر جگت سنگھ کے دو بیٹوں بانس دیو، برل دیو نے ۱۵۲۷ء میں موجودہ بریلی کی بنیاد ڈالی ان دونوں بھائیوں کی نسبت سے اس شہر کا نام بانس بریلی مشہور ہوا۔ اتفاق سے بریلی بانس کے جنگلوں کے لئے بھی مشہور ہوگیا تھا اس لئے اس کا نام بانس بریلی ہوگیا۔

۱۵۷۷ء میں بریلی صدر مقام ہوگیا۔ اکبر نے حکیم عبدالملک شیرازی کو بریلی کا پہلا ناظم مقرر کیا، مرزائی مسجد، مرزائی باغ، مرزائی محلہ عہد اکبری ونظامت عین الملک شیرازی کی یادگار ہیں۔ جن میں مرزائی مسجد محلہ گھیر جعفر خاں میں موجود ہے جو عین الملک کے اہتمام میں ۱۵۷۰ء میں تعمیر کی گئی یہ بریلی میں پہلی مسجد ہے۔ عہد اکبری کی ایک جلیل القدر شخصیت حضرت شاہ دانا ولی کی ہے جنہوں نے حمایت حق کا فریضہ انجام دیا۔ شہنشاہ اکبر کا دور الحاد و بے دینی کا دور تھا اس نے دین الٰہی مذہب ایجاد کیا۔ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی اور مجدد الف ثانی نے شہنشاہ اکبر کے ایجاد کردہ مذہب کے خلاف قلمی ولسانی جہاد کیا لیکن شاہ دانا ولی نے اکبر کی بے دینی کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

خلاف جہاد بالسیف کیا۔ اکبر کے گورنر عین الملک نے شاہ رانا کا مقابلہ کیا، شاہ دانا نے سنت حسینی پر عمل کیا اور اکبر کی باطل قوت سے مقابلہ کرتے ہوئے ۱۵۸۲ء کو جام شہادت نوش کیا۔ جہانگیر کے عہد میں شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے شیخ فرید بریلی کے گورنر مقرر ہوئے، ان کے زمانے میں رہپورہ کا نام فرید پور ہوا۔ فرید پور کا قلعہ انہوں نے ہی بنوایا تھا۔ شیخ فرید کے بعد سلطان علی خاں وقلی خاں حاکم بریلی مقرر ہوئے۔ جہانگیر کے زمانہ میں صوفی شاہ درویش شہر کہنہ میں جہاں سکونت رکھتے تھے وہ علاقہ صوفی ٹولہ محلہ ہوگیا۔ شاہ جہاں کے عہد میں پہلا ناظم عبد اللہ خاں اور راجہ نالک چند کھتری ساکن دہلی مقرر ہوا۔ ۱۶۵۷ء میں مکرند رائے گورنر ہوگیا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں مکرند رائے پھر سے گورنر مقرر ہوگیا اور بریلی کے مغرب کی جانب جنگل کٹوا کر شہر آباد کیا جو نیا شہر مشہور ہوا۔ مکرند رائے نے عالمگیر کے حکم سے بریلی کی جامع مسجد تعمیر کروائی، شاہ دانہ ولی کے مقبرہ کی تعمیر جدید کرائی۔ کنور پور، مکرند پور محلے اس کے بھائی بھتیجوں کے نام پر آباد ہیں۔

عالمگیر کے جانشینوں سے حکومت مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ اس علاقہ پر مرکزی حکومت کی گرفت کمزور پڑگئی اور کٹھیر پر روہیلوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ دہلی سلطنت نے روہیلکھنڈ کے باغیوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے جدامجد شجاعت جنگ سعد اللہ خاں کو روانہ کیا انجام کار جون ۱۷۴۵ء میں روہیلوں نے ہتھیار ڈال دیے اور نواب علی محمد خاں بادشاہ کے روبرو ہاتھ باندھکر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خوش ہوکر شجاعت جنگ سعد اللہ خاں کو بریلی کا صوبیدار بنانے کا حکم جاری کیا لیکن فرمان شاہی ایسے وقت ملا کہ آپ بستر مرگ پر تھے۔ اس لئے بریلی نہ صوبہ بن سکا اور نہ آپ صوبیدار۔ نواب علی محمد خاں نے اس کے بعد حکومت مغلیہ سے مصالحت کرلی تھی اور حکومت دہلی نے ان کی حکومت وریاست کو تسلیم کرلیا تھا۔

درحقیقت روہیلوں کا دور بہت خوش حالی کا دور تھا۔ روہیلوں کے دور اقتدار میں یہ علاقہ کٹھیر سے روہیلکھنڈ ہوگیا۔ خطہ روہیلکھنڈ میں بریلی، رامپور، مرادآباد، شاہجہاں پور، پیلی بھیت، اور بجنور کے اضلاع شامل تھے۔ بریلی روہیلکھنڈ کا دارالخلافہ قرار پایا۔ نواب علی محمد خاں روہیلکھنڈ کے بانی اور پہلے نواب تھے۔ نواب علی محمد خاں کے بعد حکومت کی باگ ڈور حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں کے ہاتھ میں آگئی۔ حافظ رحمت خاں کا دور حکومت روہیلکھنڈ کا سنہرا دور حکومت تھا، اگر یہ کہا جائے کہ حافظ رحمت خاں کی حکومت خالص اسلامی حکومت تھی تو بیجا نہ ہوگا حافظ رحمت خاں کا تعلق قبیلہ بڑھیچ سے تھا۔ امام احمد رضا خاں کے جدامجد حضرت سعید اللہ خاں کی چھٹی پشت سے حافظ الملک حافظ رحمت خاں اور امام احمد رضا کا سلسلہ نسب ایک ہوجاتا ہے۔ حافظ رحمت خاں نے تقریباً چالیس سال روہیلکھنڈ پر حکومت کی۔

حافظ رحمت خاں، اودھ کے نواب شجاع الدولہ اور انگریزوں کی سازش کا شکار ہوئے انگریزوں اور شجاع الدولہ کی مشترکہ فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے میران پور کٹرہ میں۔ ۱۷۷۴ء میں شہید ہوئے۔

آپ کا مقبرہ باقر گنج میں موجود ہے۔ حافظ رحمت خاں کو اگر ہندوستان کی جنگ آزادی کا پہلا مجاہد کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ حافظ رحمت خاں اور ان کی اولادیں جس جگہ کثرت سے آباد ہوئیں وہ جگہ گلی نوابان کہلاتی ہے۔ غالباً بزریا عنایت گنج حافظ رحمت خاں کے ولی عہد کے نام سے مشہور ہے۔ بازار صندل خاں حافظ رحمت خاں کے کوتوال صندل خاں کا قائم کیا ہوا ہے۔ محلہ ملوکپور حافظ رحمت خاں کے بھانجے میر خاں کے نام پر ہے۔ روہیلہ ایسر احمد علی خاں کا باغ احمد علی اور احمد علی کا تالاب آج تک مشہور ہیں۔ گڑھ مان

www.muftiakhtarrazakhan.com

رائے حافظ رحمت خاں کے وزیر راجہ مان رائے کی یادگار ہے۔ مان رائے کی یہ حویلی تھی جس میں شاہ عالم بادشاہ دہلی ۱۷۵۹ء میں بطور مہمان ٹھہرے تھے اور نواب عنایت خاں کی شادی اسی حویلی میں ہوئی تھی۔ بزریہ پورن مل کا تعلق حافظ رحمت خاں کے پورن مل کا تسھ سے ہے۔ بان خانہ وہ علاقہ ہے جہاں روہیلوں کے دور میں بان یعنی جنگی گولے بنائے جاتے تھے۔ قلعہ ندی کابل روہلہ حاکم راؤ پہاڑ سنگھ کا تحفہ ہے۔ سرکار اودھ کے زمانے میں لکھنؤ کے ایک شیخ صاحب چاند خاں بریلی تشریف لائے جن کے نام سے پرانے شہر کا کٹہرہ چاند خاں مشہور ہے، چاند خاں کی اولاد میں نواب مجاہد خاں اور نواب ایوب خاں موجود ہیں اور محلہ سیلانی بارہ دری میں قیام پزیر ہیں۔ بریلی کی مسجد گذری جو ساہوکارہ میں ہے عہد محمد شاہی کی تعمیر ہے۔

حافظ رحمت خاں کی شہادت کے بعد روہیلکھنڈ پوری طرح سے والی اودھ شجاع الدولہ کے زیر اقتدار آگیا۔ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ کو بری طرح پامال کیا رعایا کو خوب لوٹا گیا۔ حد یہ کہ اسلامی شعائر اور مساجد کی توہین کی گئی ۱۸۰۱ء میں انگریزوں نے بریلی (روہیلکھنڈ) پر اپنا اقتدار جمالیا اس طرح ۱۸۰۱ء سے انگریز روہیلکھنڈ پر پوری طرح قابض و داخل ہو گئے۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے عموماً اور علماو فضلا نے خصوصاً وطن عزیز کے تحفظ و بقا کے لئے جو عظیم قربانیاں دی ہیں اس کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ چنانچہ روہیلکھنڈ کی عوام نے والی اودھ اور انگریزوں کے اقتدار کو کبھی گوارا نہیں کیا اس لئے ۱۷۹۴ء میں دوجوڑا (فتح گنج پچھمی) کے مقام پر نواب آصف الدولہ اور اس کے حلیف انگریزوں سے روہیلوں کی جنگ ہوئی جس میں روہیلوں نے اپنی روایتی داد شجاعت دی لیکن قسمت نے یاوری نہ کی یہاں کے عوام اپنی شکست پر بے چین رہے اور یہ بے چینی بریلی کی عوام نے ۱۸۱۶ء میں مفتی محمد عیوض عثمانی کی قیادت میں ظاہر کی۔ مفتی محمد عیوض عثمانی حضرت مولانا عبد القادر بدایونی کے اجداد میں تھے، حافظ رحمت خاں کے عہد میں مفتی تھے اور مسند افتا پر فائز تھے۔ اپنی مذہبی ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنمائی بھی کی۔ انگریزوں کے خلاف سبز ہلالی پرچم حسین باغ میں لہرایا، یہ باغ آج بھی شہر بریلی کے مغرب میں واقع ہے۔ ہزاروں ہتھیار بند مسلمان مفتی محمد عیوض کے ارد گرد جمع ہو گئے اور پیلی بھیت رامپور شاہجہانپور جیسے دور دراز علاقوں کے عوام بھی اس جنگ میں شریک ہوئے، انگریزوں کے مقابلہ میں پہلی بار مجاہدین کو فتح حاصل ہوئی، مجاہدین نے بریلی میں پوری طرح قبضہ کرلیا۔ لیکن انگریزوں نے پھر قبضہ کرلیا اس شکست کے بعد بھی روہیلکھنڈ کے غیور عوام نے ہمت نہ ہاری اور اپنا کھویا ہوا سیاسی اقتدار و ملی وقار حاصل کرنے کے لئے برابر کوشش کرتے رہے، ان کی آخری کوشش ۱۸۵۷ء کا وہ معرکہ تھی جس میں انہوں نے امام العلما مولانا رضا علی خاں (دادا امام احمد رضا) کی سرپرستی اور نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خاں، جناب خان بہادر خاں کی قیادت میں انگریزوں سے جنگ کی، دراصل ۱۸۵۷ء میں پلان کے مطابق پورے ملک میں ایک ساتھ ایک وقت میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہونا تھی لیکن یہ بغاوت قبل از وقت شروع ہوگئی نتیجتاً یہ بغاوت ناکام ہوگئی لیکن بریلی میں یہ بغاوت امام العلما مولانا رضا علی کی سرپرستی اور خان بہادر خاں کی قیادت میں شروع ہوگئی اور کامیاب ہوئی، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ امام العلما کی ذات مقدسہ غیر متنازعہ اور عوام کے لئے معتبر و موثر تھی اور انکے دست راست جنرل بخت خاں امام العلما کے مشورہ اور منشاء کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرتے تھے چنانچہ تقریباً چودہ ماہ تک روہیلکھنڈ کے حریت پسند عوام نے انگریزوں کو آزاد حکومت کے حدود کے قریب بھٹکنے تک نہ دیا۔ یہ روہیلکھنڈ کا سنہرا دور تھا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں امام احمد رضا کے والد ماجد امام الاتقیا مفتی نقی علی خاں نے بھی بنفس نفیس حصہ لیا۔ ملک سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کے لئے ہند کے علما نے ایک جہاد کمیٹی بنائی۔ اس جہاد کمیٹی نے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جہاد کا فتوی صادر کیا۔اس جہاد کمیٹی میں امام العلما مولانا رضا علی خاں و دیگر علما کے علاوہ امام الاتقیا مفتی نقی علی خاں کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔مولانا نقی علی خاں انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے مجاہدین کو مناسب مقامات پر گھوڑے پہنچاتے تھے،آپنے انگریز مخالف تقریر سے مسلمانوں میں جوش و جہاد کا ولولہ پیدا کیا۔بریلی کا جہاد کامیاب ہوا۔انگریزوں کو مسلمانوں نے بریلی چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔افسوس! روہیلکھنڈ کی یہ فارغ البالی اور خوشحالی عارضی ثابت ہوئی،نواب رامپور نے انگریزوں کی غلامی کا قلادہ پہن رکھا تھا۔

مغلیہ خاندان کا آخری چشم و چراغ بہادر شاہ ظفر انگریزوں کی قید میں پہنچ چکا تھا۔اکیلا بریلی انگریزوں کی طاقت کو کہاں تک جھیلتا چنانچہ ۶ رمئی ۱۸۵۷ء کو انگریز روہیلہ نواب کے مقابلہ پر زبردست طاقت لیکر مقابلہ پر آگئے تلوار بندوق کا مقابلہ نہ کر سکی بریلی اور اس کے نواحی علاقوں پر ان کا قبضہ ہو گیا۔انگریز بلاشرکت غیر ہندوستان کے مالک بن گئے ۔نواب خاں بہادر خان کو نیپال سے گرفتار کیا گیا اور پرانی کوتوالی موجودہ شاستری مارکیٹ میں ان کو پھانسی دیدی گئی اور ان کو ضلع جیل بریلی میں بغیر کفن کے دفن کر دیا گیا۔

خان بہادر خاں کو ۱۳ ر ماہ کا مختصر زمانہ حکومت ملا تاہم آپ ۔نے چند ضروری کام انجام دیئے،سب سے پہلے اپنے نامور دادا حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے مقبرہ کی مرمت کرائی،اپنی قیامگاہ کے قریب محلہ بھوڑ میں سرراہ مسجد تعمیر کرائی جو اب تک موجود ہے،۱۸۵۷ء میں خان بہادر خاں کی کوٹھی لٹی تو یہ علاقہ خان بہادر خان کا کھیڑا کہلانے لگا۔۱۸۵۷ء میں پہلی جنگ آزادی کا آغاز ہوا اور ۱۸۵۶ء میں اعلی حضرت امام احمد رضا کی ولادت ہوئی ۔آپ کا خاندان انگریز دشمنی میں مشہور تھا،آپ فطرتاً حریت پسند تھے،آپنے تمام عمر انگریزوں کی مخالفت کی اور ان کے خلاف متعدد کتابیں تصنیف کیں ۔آپ انگریز دشمنی میں اتنے شدت پسند تھے کہ انگریزی طرز معاشرت کو حرام قرار دیتے تھے۔آپ نے مسلم معاشرے میں اسلام کو عملاً نافذ کرنے کی کوشش کی اس لئے اسلامیات کی زیادہ تر کتابیں اردو میں لکھیں۔آپ نے جہاں انگریزوں کی مخالفت کی وہیں دین اسلام سے بے رہ روی اور آزاد مزاجی اختیار کرنے والے علما اور لیڈروں کو بھی صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کی ۔اسلام کا نام لیکر اسلام کو نقصان پہنچانے والے باطل فرقوں کا بھی تعاقب کیا۔اسلامی تعلیم و تربیت اور مسلمانوں کا اسلامی ذہن بنانے کیلئے آپنے ۱۳۲۲ھ میں دار العلوم منظر اسلام قائم کیا،اگرچہ اس دار العلوم سے قبل مدرسہ مصباح التہذیب ۱۸۷۲ء میں مولوی احسن نانوتوی اور مدرسہ اشاعت العلوم مولوی یاسین نے قائم کئے تھے مگر یہ دونوں مدارس امام احمد رضا کے مسلک و مشرب اور عقیدے کے خلاف تھے،اس لئے دار العلوم منظر اسلام قائم کیا۔آج یہ دار العلوم بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔

جدید بریلی نے وطن عزیز کو نئے نئے تحفے دیئے ہیں،آئی وی آر آئی ایشیا کا سب سے بڑا ویٹری....کا تحقیقی مرکز۔آنولہ میں افکو کا کھاد کا کارخانہ ملک کا سب سے بڑا کھاد کا کارخانہ ہے۔بریلی کا بید کا کام،بریلی کا سرمہ،بیڑی،فرنیچر کا کام زردوزی کا کام ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔

بریلی کالج بریلی کی ایک تاریخی یادگار ہے یہ روہیلکھنڈ کا سب سے بڑا کالج ہے جہاں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی جیسے رہنماؤں نے تعلیم حاصل کی۔بریلی کا فوجی ہوائی اڈہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا منفرد نمونہ ہے۔اسلامیہ انٹر کالج اور اسلامیہ گرلز انٹر کالج مسلم تعلیمی ادارے ہیں جو سادات مارہرہ کی آراضی پر تعمیر ہیں۔

اس بریلی شہر کا یہ قصہ یہ افسانہ ہے ایک ایسی شمع جسکا ہر کوئی پروانہ ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کے خاندانی حالات

ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی

انیسویں صدی کا ابتدائی دور ہندوستانیوں اور خصوصا مسلمانوں کے لئے انتہائی پر آشوب دور تھا۔ مسلمانوں میں نئی نئی تحریکیں جنم لے رہی تھیں جو مسلمانوں کو کافر، مشرک اور بدعتی بنانے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ مسلمان زبردست کشمکش کا شکار تھے۔ ایک طرف پوری ملت اسلامیہ مذہبی خانہ جنگی کا شکار تھی، کفر وشرک وبدعت کے شور وغوغا سے پورا مذہبی ماحول گرد آلود تھا۔ دوسری جانب انگریز مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے اقتدار کے مواقع بڑھا رہے تھے۔ یہ ماحول مسلمانوں کے لئے انتہائی کس مپرسی کا تھا۔ مسلمانوں کے جو نامور علما اور دانشور تھے ان میں بیشتر جہاد آزادی میں کام آگئے تھے اور جو باقی بچے وہ اس مذہبی اور سیاسی بحران سے ملت اسلامیہ کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔

اس مسلم مخالف طوفان کو روکنے کے لئے ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جسے علوم عقلیہ ونقلیہ دونوں میں پوری دستگاہ حاصل ہو اور تمام علوم وفنون میں ممتاز مقام رکھتا ہو۔ جو ایک جانب توحید کی شمع روشن کرے تو دوسری جانب فخر کون ومکان ﷺ کی محبت ووارفتگی کا پرچم لہرائے اور نئی نئی مسلم کش تحریکوں کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ انیسویں صدی کی تیسری دہائی کے آخری سال میں ایک ایسی ہی گراں مایہ اور عبقری شخصیت نے اس دنیائے آب وگل میں قدم رکھا جسے عالم اسلام مولانا مولوی مفتی نقی علی خاں کے نام سے جانتا ہے۔

امام العلما مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں کے فرزند امام الاتقیا مفتی نقی علی خاں کی ولادت سلخ جمادی الآخرہ یا غرۂ رجب ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء کو بریلی کے محلہ ذخیرہ میں ہوئی۔ آپ نے جملہ علوم وفنون کی تعلیم اپنے والد ماجد امام العلما مولانا رضا علی خاں سے حاصل کی۔ مفتی نقی علی خاں علم وعمل کے بحر ذخار تھے۔ آپ کی ذات مرجع خلائق وعلما تھی۔ آپ کی آرا واقوال کو علمائے عصر ترجیح دیتے تھے۔ آپ کو تینتالیس علوم وفنون پر کامل دسترس حاصل تھی۔ کثیر علوم میں آپ کی تصنیفات مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کے علم وفضل کی شاہد ہیں۔ آپ کا مطالعہ انتہائی وسیع تھا۔ آپ کے تبحر علمی کا اعتراف آپ کے ہم عصر علمانے بھی کیا۔ آپ عالم اسلام کی ان مقدس ترین شخصیتوں میں ہیں جنہوں نے تاحیات علم وعرفان کے دریا بہائے۔ آپ نے زبان وقلم کے ذریعہ اشاعت دین اور ناموس رسالت کے لئے جہاد پیہم کیا۔ آپ نے دین مبین کے لئے جو کارنامے انجام دیئے وہ رہتی دنیا تک آپ کے علم وفضل کی شہادت دیتے رہیں گے۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی کا خونی اسہال کے عارضہ میں ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء کو وصال ہوا علمانے اس کو شہادت سے تعبیر کیا۔ آپ اپنے والد ماجد امام العلما مولانا رضا علی خاں کے پہلو میں محو استراحت ہوئے۔

شجرہ آباء واجداد

امام الاتقیاء مفتی نقی علی خاں کا تعلق قبیلہ بڑھیچ سے تھا جس میں بڑے بڑے علما، صوفیہ مشائخ ہوئے ہیں ان کے مزارات افغانستان وہندوستان میں آج بھی مرجع خلائق ہیں۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں روہیلکھنڈ کے حکمراں حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں کا تعلق بھی قبیلہ بڑھیچ سے ہے۔ نواب حافظ رحمت خاں اور مفتی نقی علی خاں کا شجرہ نسب مفتی نقی علی خاں کے جد امجد شجاعت جنگ سعد

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ خاں کی چھٹی پشت میں ایک ہو جاتا ہے۔

شجاعت جنگ سعد اللہ خاں

آپ قبیلہ بڑیچ کے معزز سردار تھے۔ نادر شاہ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ نادر شاہ نے ہندوستان میں ۱۷۲۹ء میں حملہ کیا اور ہندوستان کو تہس نہس کر کے واپس چلا گیا لیکن شجاعت جنگ محمد سعد اللہ خاں نے ہندوستان میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ شاہ نے آپ کو لاہور کا شیش محل بطور جاگیر عطا کیا جس میں آپ قیام فرما ہوئے۔ محمد شاہ بادشاہ نے آپ کو دہلی بلا کر منصب شش ہزاری عطا کیا اور شجاعت جنگ کے خطاب سے نوازا اور ریاست رامپور کے بہت سے مواضعات معافی ودوامی عطا فرمائے۔ آپ کے فرزند سعادت یار خاں سعادت مند تھے جن کے سن بلوغ کو پہنچنے پر حضرت شجاعت جنگ محمد سعد اللہ خاں نے دربار شاہی سے علیحدگی اختیار کر کے آخری عمر یاد الٰہی میں متوکلانہ زندگی بسر کی۔ آپ ہی مولینا نقی علی خاں کے جد امجد ہیں جو اس خاندان کو ہندوستان لائے اور آباد کرنے کے بانی ہیں۔

سعادت یار خاں

شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں کے سعادت مند فرزند سعادت یار خاں محمد شاہ کے دربار سے وابستہ ہو کر وزیر مال کے منصب فائز کیے گئے۔ بادشاہ ہندوستان محمد شاہ نے کچھ مواضعات ضلع رامپور میں آپ کو عطا فرمائے تھے ۱۸۵۷ء کی شکست کے بعد انگریزوں نے اس جاگیر کو ضبط کر لیا اور ریاست رامپور میں ضم کر دیا۔ علاقہ کٹھیر جو بعد کو روہیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہوا، سلطنت دہلی کی گرفت اس پر ڈھیلی پڑھ گئی تو سلطنت دہلی نے روہیلکھنڈ کے باغیوں کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کے لئے فوج کشی کا ارادہ کیا۔ اس مہم کو سر کرنے کیلئے قرعۂ فال سعادت یار خاں کے نام نکلا۔ اس مہم کو سر کرنے کیلئے سعادت یار خاں نے جبلی شجاعت اور جنگی مہارت کے خوب جوہر دکھائے۔ انجام کار ۲ جون ۱۷۴۵ء روہیلوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نواب علی محمد خاں بادشاہ کے روبرو ہاتھ باندھ کر حاضر ہوا، اس طرح فتح بریلی کا سہرا انہیں کے سر رہا، شاہ نے مسرور ہو کر بریلی کا صوبیدار بنانے کے لئے آپ کے نام فرمان جاری کیا، لیکن فرمان شاہی ایسے وقت جاری ہوا کہ آپ بستر مرگ پر تھے اس وقت موت نے مہلت نہ دی، نہ بریلی صوبہ بن پایا اور نہ آپ بریلی کے صوبیدار ہوئے۔ سعادت یار خاں نے اپنے دور وزارت کی دہلی میں دو نشانیاں چھوڑ دیں (۱) بازار سعادت گنج (۲) سعادت نہر۔ حوادث روزگار کے دست ستم سے ان میں سے کوئی نشانی نہ بچ سکی۔ مولنا نقی علی خاں کے پوتے مولنا حسنین رضا خاں کا قول ہے کہ "سعادت یار خاں کی مہر وزارت ان کی جوانی کی عمر تک خاندان میں موجود تھی اور انھوں نے اس مہر کو دیکھا بھی تھا"

مولنا حسنین رضا خاں ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی جوانی کی عمر چالیس سال مان لی جائے تو اس طرح ۱۹۳۲ء تک سعادت یار خاں کی مہر وزارت آپ کے خاندان میں محفوظ تھی۔ اسی دور میں عبد العزیز خاں عاصی تاریخ روہیلکھنڈ مرتب کر رہے تھے انہوں نے حضور مفتی اعظم سے اس تاریخ کی ترتیب میں معاونت کی استدعا کی تھی۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے اپنے خاندان میں موجود شاہی دور کے سکے اور مہریں ان کو دیں تھیں، ان میں سے کچھ سکوں کے عکس کو عاصی بریلوی نے تاریخ روہیل کھنڈ میں حضرت مفتی اعظم ہند کے حوالے سے شائع کیا، وہ سکے اور مہر عبد العزیز خاں عاصی نے واپس نہیں کیے اور بر بنائے وضعداری حضور مفتی اعظم ہند نے واپس نہیں مانگے۔ آخر عمر میں عاصی مفلوک الحال ہو گئے تھے اور بریلی کے محلہ ککگھر میں لب سڑک ایک جھونپڑی میں ان کا انتقال ہوا۔ غالبا یہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

سکے اور مہریں عبد العزیز خاں عاصی کے دور مفلسی میں مفلوک الحالی کی بھینٹ چڑھ کر کسی سونار کی بھٹی کی ستم گاری کا شکار بن گئے۔
سعادت یار خاں کے تین فرزند شہزادہ محمد اعظم خاں شہزادہ محمد معظم خاں اور شہزادہ محمد مکرم خاں تھے۔

مولانا محمد اعظم خاں

سلطان محمد شاہ کے وزیر دولت سعادت یار خاں کے فرزند اکبر محمد اعظم خاں تھے، آپ بھی دربار شاہی سے وابستہ تھے۔ آپ کو بھی دربار شاہی سے منصب ملا تھا لیکن آپ کا میلان طبع دربار شاہی سے مطابقت، نہ رکھتا تھا، اس لئے آپ نے جلد ہی درباری مراعات ومنصب سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ چونکہ آپ کی طبیعت مائل بہ زہد تھی اس لئے آپ نے امور دنیا سے سبکدوش ہوکر زہد وریاضت کی راہ لی۔ ساری عمر یاد الٰہی میں گذاری۔ محمد اعظم خاں نے دو شادیاں کی تھیں۔ زوجۂ اولی سے حافظ کاظم علی خاں اور زوجۂ ثانیہ سے چار صاحبزادیاں تھیں۔ جن میں ایک کا نام فہمیدہ بیگم تھا، جن کا عقد ولی محمد خاں رفیع کے ہمراہ ہوا تھا۔ فہیدہ بیگم کا انتقال ۱۹۳۸ء میں ہوا۔ محمد اعظم خاں کی رفیقہ حیات سلطان خانم تھیں جن کے نام سے اعظم خاں نے دہلی میں ۲۹ رجمادی الاولی ۱۱۶۸ھ کو کٹہرہ خریدا تھا۔ یہ کٹہرہ چھتہ جاں نثار خاں لاہوری دروازہ میں واقع تھا۔ اعظم خاں کا انتقال ۱۸۱۵ء کے آس پاس ہوا۔

اعظم خاں نے تارک الدنیا ہونے کے بعد دہلی کی سکونت ترک کردی اور بریلی کے محلہ معماران کو اپنا مسکن بنایا۔ جس جگہ آپ نے قیام کیا وہ ''شہزادہ کا تکیہ'' کے نام سے مشہور ہوا اور آپ اسی تکیہ کے گوشہ میں مدفون ہوئے۔

مولانا حافظ کاظم علی خاں

سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا جسکی وجہ سے حافظ کاظم علی خاں اودھ کی سلطنت سے وابستہ ہو گئے فرض منصبی کی ادائیگی میں اعظم خاں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کے صلہ میں آپ کو سلطنت اودھ سے بدایوں میں جاگیر عطا کی گئی، اور بدایوں کا نظم ونسق آپ کے سپرد کیا گیا، دو سو سواروں کی بٹالین کی آپ خدمت میں رہتی تھی۔ آٹھ گاؤں آپ کو ملے تھے جس میں دو گاؤں آپ نے اپنے متعلقین کو عطا کردیئے۔ بقیہ چھ گاؤں آپ کی جاگیر میں رہے، آپ کی جاگیر مندرجہ ذیل گاؤوں میں تھی۔

(۱) اُسہیت (۲) نبھطور (۳) نقی پور (۴) کرتولی (۵) مرزا پور (۶) نگلا۔ یہ گاؤں معافی دوامی تھے اور نسلاً بعد نسلٍ آپ کے خاندان کے پاس رہے۔ قانون خاتمۂ زمین داری ۱۹۵۲ء کے نفاذ کے بعد ضبط کیے گئے، سیر کاشت اب تک مذکورہ بالا آپ کے ورثہ کے پاس موجود ہیں۔

مولانا کاظم علی خاں دیندار صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت تھے، آپ اعلی حضرت امام احمد رضا کے پیر طریقت حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی کے استاذ حضرت مولانا انوار الحق فرنگی محلی سے سلسلۂ رزاقیہ میں بیعت تھے اور آپ کو اپنے پیر مرشد سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی، آپ بڑے عاشق رسول تھے۔ ۱۲؍ربیع الاول کو محفل میلاد بڑے تزک واحتشام سے منعقد کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آج بھی آپ کی نسل میں برقرار ہے۔

سلطنت مغلیہ کی۔ کے بعد انگریزوں نے تمام اصول وضابطے اور قانون بالائے طاق رکھ کر اہل ہند پر ظلم وزیادتی کی تو دربار دہلی اور انگریزوں کے درمیان خلیج وسیع ہوگئی۔ آپ بادشاہ دہلی کی وکالت کرنے وائسرائے کے پاس کلکتہ گئے انجام کیا نکلا اس کا حال دریافت نہ ہوسکا۔ قیاس کہتا ہے کہ انگریزوں نے دربار دہلی کے موقف کو تسلیم نہیں کیا شاید اسی لیے آپ اور آپ کے صاحبزادے امام العلما

www.muftiakhtarrazakhan.com

انگریزوں کے خلاف تھے اور پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کی زبردست مخالفت کی تھی۔
مولانا کاظم علی خاں کی زوجہ اولیٰ سے دو فرزند مولانا رضا علی خاں اور حکیم تقی علی خاں تھے اور ایک دختر زینت بیگم عرف موتی بیگم تھیں۔ زوجہ ثانیہ سے تین دختران تھیں، زوجۂ ثالثہ کا نام سلونی بیگم تھا جن کے بطن سے جعفر علی خاں پیدا ہوئے اور لا ولد فوت ہوئے۔
حافظ کاظم علی خاں کی نسل آپ کے دونوں فرزندوں امام العلما مولانا رضا علی خاں اور حکیم تقی علی خاں سے چلی، امام العلما مولانا رضا علی خاں کے ایک ہی فرزند امام الاتقیا مولوی مفتی نقی علی خاں ہیں، امام العلما کے برادر اصغر حکیم تقی خاں کے فرزند حکیم ہادی علی خاں تھے۔ حکیم ہادی علی خاں کے فرزند مولانا سردار ولی خاں تھے۔ اور سردار ولی خاں کے چار فرزند مولوی تقدس علی خاں اعجاز ولی خاں عبد العلی خاں اور مقدس علی خاں ہوئے۔
حافظ کاظم علی خاں کی دختر زینت بیگم کی شادی بندے علی خاں سے ہوئی تھی۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا یہ قول کہ ان کی شادی محمد حیات خاں سے ہوئی تھی یہ یوسف زئی تھے بے بنیاد ہے، زینت بیگم عرف موتی بیگم کی شادی بندے علیخاں سے ہوئی تھی۔ ۱۹ مئی ۱۸۳۲ء کو ورثا کے درمیان جائیداد کی تقسیم عمل میں آئی۔ تقسیم نامہ میں موتی بیگم کے شوہر کا نام بندے علی خاں ہے۔ اس تقسیم نامہ پر بندے علی خاں کے دستخط و مہر ہے۔ اور موتی بیگم کے کارمختار کی حیثیت سے کوچک علی خاں کے دستخط ہیں، کچھ اور لوگوں کے علاوہ اردو کے معروف نعت گو شاعر لطف علی خاں بریلوی کے بھی دستخط ہیں۔ ایک اور بیعنامہ ۱۷ مارچ ۱۸۳۹ء کا ہے، بیعنامہ موتی بیگم نے اپنے بیٹے کوچک علی خاں ولد بندے علی خاں کی بیوی بیگم جاں کے حق میں موضع اُسہیت و موضع کرتولی کی زمینداری بیع کی ہے، اس بیعنامہ کی سطر اول اس طرح ہے۔

من کہ مساۃ موتی بیگم بنت کاظم علی خاں زوجہ بندے علی خاں مرحوم ساکن شہر بریلی

یہ بیعنامہ فارسی زبان میں ہے، اس بیع نامہ پر موتی بیگم، بزرگ علی، کبیر النسا کے علاوہ امام العلما مولنا رضا علی خاں کے بھی دستخط ہیں جو موتی بیگم کے حقیقی بھائی ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موتی بیگم کی شادی بندے علی خان سے ہوئی تھی۔ موتی بیگم کے دو فرزند نعمت علی خان عرف بزرگ علی خان و کوچک علی خاں تھے۔ نعمت علی خاں کے بیٹے حاجی وارث علی خاں تھے جن سے مولانا نقی علی خاں کی بڑی صاحبزادی حجاب بیگم کا عقد ہوا تھا۔ ان کی نسل آج بھی سرسبز و شاداب ہے۔

امام العلما مولانا رضا علی خاں

حافظ کاظم علی خاں کے فرزند اکبر امام العلما مولانا رضا علی خاں تھے۔ آپ کی ولادت بریلی میں ۱۲۲۴ھ میں ہوئی اور بعمر باسٹھ سال چھ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۶ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ نزد سٹی اسٹیشن بریلی واقع قبرستان بہاری پور سول لائن آپ کی آخری آرام گاہ ہے، آپ نے جملہ علوم و فنون کی تکمیل ۱۲۴۷ھ میں مولانا خلیل الرحمٰن صاحب رامپوری ابن ملا عرفان ولایتی رامپوری سے رامپور اور ٹونک میں کی۔ علمائے اہل سنت، میں آپ کی سن ولادت ۱۲۶۴ھ لکھی ہے جو صحیح نہیں ہے۔
فقہ میں آپ کو دسترس خاص حاصل تھی، روہیلہ دور کے شاہی خاندان کے آخری چشم و چراغ مفتی محمد عیوض صاحب کے ۱۸۱۶ء میں انگریزوں سے شکست کھانے کے بعد مسند افتا خالی تھی ۱۸۱۶ء میں مفتی محمد عیوض بریلی سے ٹونک تشریف لے گئے اور ۱۸۱۸ء میں وہیں فوت ہوئے۔ ایسے نازک دور میں امام العلما مولانا رضا علی خاں نے مسند افتا کو رونق بخشی، آپ اپنے دور میں مرجع فتویٰ تھے آپ کی تقریر انتہائی مؤثر ہوتی تھی۔ محفل خوف خدا اور خشیت الٰہی سے آہ و بکا کرا اٹھتی تھی۔ چونکہ خود بڑے تقویٰ شعار تھے، اسی لئے آپ

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی نصیحت کا بڑا اثر ہوتا تھا۔ انتہائی منکسر المزاج تھے سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے۔ دنیا سے استغنا آپ کا شیوہ تھا۔ زہد و قناعت اور تجرید جیسے اوصافِ حمیدہ میں آپ ممتاز تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشق نبوی کی دولت سے نوازا تھا، اس لئے آپ ناموس رسالت کے دشمنوں سے انتہائی متنفر رہتے تھے۔

امام العلما کو اجازت وخلافت اور سند حدیث مولانا خلیل الرحمن سے اور ان کو فاضل محمد سنڈیلوی سے اور ان کو ملک العلما بحر العلوم ابو العیاش محمد عبد العلی لکھنوی سے

امام العلما نے جمعہ اور عیدین کے لئے عربی زبان میں خطبات تصنیف کئے، جن کو آپ کے شاگرد اور مرید مولانا محمد حسن علمی بریلوی نے ترتیب دے کر خطبات علمی کے نام سے شائع کیا، یہ خطبات برصغیر ہندو پاک و بنگلہ دیش میں آج بھی پڑھے جاتے ہیں۔ ان خطبات میں اردو کے منظوم خطبات مولانا محمد حسن علمی کے ہیں اسی لئے خطبات علمی پر مولانا محمد حسن علمی کا نام بحیثیت مؤلف لکھا جاتا ہے۔

امام العلما مولانا رضا علی خاں جید عالم باعمل اور معروف مفتی وقت ہونے کے ساتھ جلیل القدر مجاہد آزادی بھی تھے، امام العلما نے عملاً خود جنگ آزادی میں حصہ لیا اور اپنی تحریر و تقریر سے عوام اور بالخصوص مسلمانوں کے جذبۂ حریت کو بیدار کیا، انگریزوں کی بیخ کنی کے لئے جہاد کمیٹی بنائی گئی اس میں امام العلما سرفہرست تھے۔ علما کے فتوائے جہاد کا پورے ہندوستان میں زبردست اثر ہوا اور مسلمان جذبہ شہادت سے سرشار ہو کر میدان جہاد میں کود پڑے۔

امام الاتقیا مفتی نقی علی خاں کا عقد و اولاد

مولانا نقی علی خاں کی شادی مرزا اسفندیار بیگ لکھنوی کی دختر حسینی خانم کے ساتھ ہوئی تھی۔ مرزا اسفندیار بیگ کا آبائی مکان لکھنؤ میں تھا مگر انہوں نے مع اہل و عیال بریلی میں سکونت اختیار کر لی اور وہ مسلکاً سنی تھے۔ مندرجہ ذیل اولادیں مولانا نقی علی خاں کی یادگار تھیں۔

(۱) احمدی بیگم زوجۂ غلام دستگیر خاں عرف محمد شیر خاں خلف محمد عمران خاں

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

(۳) مولانا حسن رضا خاں

(۴) حجاب بیگم زوجۂ وارث علی خاں

(۵) مولانا محمد رضا خاں

(۶) محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خاں خلف عطاء اللہ خاں

(۱) احمدی بیگم امام احمد رضا فاضل بریلوی سے عمر میں، بڑی تھیں جن کے دو فرزند مولوی احمد علی خاں اور مولوی علی محمد خاں تھے، اور ایک دختر محمودی جان تھیں جن کا عقد مولوی حشمت اللہ خاں تلمیذ مولانا نقی علی خاں کے ہمراہ ہوا تھا۔ مولوی حشمت اللہ خاں علیگڑھ میں ڈپٹی کلکٹر تھے اور رٹائر ہونے کے بعد بریلی ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ محمودی جان کے ایک فرزند محمد اسحق اللہ خاں عرف پیارے میاں بیرسٹر پروفیسر علیگڑھ مسلم یونیورسٹی تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۲) مولانا نقی علی خاں کے فرزند اکبر امام احمد رضا فاضل بریلوی تھے جن کا نکاح شیخ فضل حسین عثمانی کی دختر ارشاد بیگم کے ہمراہ ہوا تھا، شیخ فضل حسین عثمانی کی زوجہ یعقوتی جان تھیں جو غلام فرید خاں کی دختر تھیں، غلام فرید خاں غلام دستگیر خاں کے بیٹے تھے اور غلام دستگیر خاں شہزادہ مکرم خاں کے بیٹے تھے۔ شہزادہ مکرم خاں حضرت محمد اعظم خاں کے برادر اصغر تھے۔

امام احمد رضا خاں کے دو فرزند حضرت مولانا حامد رضا خاں جو حجۃ الاسلام کے نام سے معروف ہوئے اور دوسرے فرزند حضور مفتی اعظم حضرت مصطفےٰ رضا خاں جو مفتی اعظم کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا حامد رضا خاں کی شادی کنیز عائشہ سے ہوئی تھی جو مولانا نقی علی خاں کی دختر حجاب بیگم کی بیٹی تھیں۔ مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خاں کا عقد اپنے چچا مولانا محمد رضا خاں کی دختر فاطمہ بیگم سے ہوا تھا جن کے ایک فرزند انوار رضا خاں ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ ہفتہ کے دن ظہر کے آخر وقت میں پیدا ہوئے ایک سال آٹھ ماہ تین دن کی عمر میں ۹ محرم ۱۳۵۲ھ کی شب میں وصال ہوا اور اپنے دادا مفتی نقی علی خاں کی پائنتی دفن کئے گئے، مولانا مصطفےٰ رضا کی سات دختر تھیں جن میں سے ایک صفیہ بیگم یکم ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ کو پیدا ہوئیں اور سات محرم ۱۳۵۲ھ بروز بدھ بوقت ساڑھے بارہ بجے دن میں فوت ہوئیں اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن کی گئیں۔ بقیہ چھ دختران (۱) نگار فاطمہ (۲) انوار فاطمہ (۳) برکاتی بیگم (۴) رابعہ بیگم (۵) ہاجرہ بیگم (۶) شاکرہ بیگم ہیں

امام احمد رضا کی پانچ دختران تھیں (۱) مصطفائی بیگم (۲) کنیز حسن (۳) کنیز حسین (۴) کنیز حسنین (۵) مرتضائی بیگم

(۱) مصطفائی بیگم کا عقد حاجی شاہد علی سے ہوا تھا جن کے بطن سے عزو بی بی تھیں جن کا عقد مولوی سردار علی خاں عرف عزو میاں سے ہوا تھا، مصطفائی بیگم امام احمد رضا کی حیات میں فوت ہوگئی تھیں۔

(۲) دوسری دختر کنیز حسن کا عقد حمید اللہ خاں بن احمد اللہ خاں بن حاجی کفایت اللہ خاں رئیس اعظم شہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ بریلی کے ساتھ ہوا تھا۔ کنیز حسن کی دو اولادیں تھیں، جن میں ایک فرزند عتیق اللہ خاں امید لاولد فوت ہوئے، دختر رفعت بیگم کا عقد خورشید علی خاں ولد جمشید علی خاں ولد نواب احمد اللہ خاں بن حاجی کفایت اللہ خاں سے ہوا تھا۔ رفعت بیگم کی ایک دختر شفقت بیگم بقید حیات ہیں۔

(۳) امام احمد رضا کی تیسری دختر کنیز حسین کا عقد حکیم حسین رضا خاں ابن مولانا حسن رضا خاں سے ہوا تھا۔ حکیم حسین رضا خاں کی زندگی کا بیشتر وقت اپنی خاندانی جائداد کی دیکھ بھال میں گزرا آپ انتہائی حسین وجمیل شخصیت کے مالک تھے۔ حکیم حسین رضا کے تین فرزند مرتضیٰ رضا خاں، ادریس رضا خاں، جرجیس رضا خاں پیدا ہوئے اور سب صاحب اولاد ہیں۔ کنیز حسین کا انتقال امام احمد رضا کے وصال کے اکیس دن بعد ہوا۔

(۴) چوتھی دختر کنیز حسنین کا عقد مولوی حسنین رضا خاں بن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ کے ہمراہ ہوا تھا جن سے ایک دختر شمیم بانو پیدا ہوئیں جن کا عقد جرجیس رضا خاں ابن حکیم حسین رضا خاں کے ہمراہ ہوا تھا۔

(۵) پانچویں دختر مرتضائی بیگم کا عقد مجید اللہ خاں ابن احمد اللہ خاں ابن حاجی کفایت اللہ خاں رئیس اعظم شہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ کے ہمراہ ہوا جن کے بطن سے تین فرزند رئیس میاں، سعید میاں، فرید میاں اور دو دختران مجتبائی بیگم اور مقتدائی بیگم پیدا ہوئیں جو صاحب اولاد ہیں۔

(۳) مولانا نقی علی خاں کے فرزند اوسط حضرت مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی کی شادی اصغری بیگم دختر علیم اللہ خاں بن شاہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعظم خاں بن معظم خاں بن سعادت یار خاں، بن شجاعت جنگ محمد سعد اللہ خاں کے ہمراہ ہوئی تھی۔ آپ کے بطن سے تین فرزند (۱) مولانا حکیم حسین رضا خاں (۲) مولانا حسنین رضا خاں اور (۳) فاروق رضا خاں پیدا ہوئے، فاروق رضا خاں لاولد فوت ہوئے۔

حکیم حسین رضا خاں نے دو شادیاں کی تھیں، پہلی شادی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی دختر کنیز حسین سے ہوئی جن سے تین فرزند مرتضیٰ رضا خاں، جرجیس رضا خاں، اور ادریس رضا خاں پیدا ہوئے۔ زوجۂ ثانیہ ام کلثوم دختر حامد رضا خاں تھیں جن کے بطن سے ایک دختر غوثیہ بیگم اور فرزند یونس رضا خاں پیدا ہوئے۔

مولانا حسنین رضا خاں کی پہلی شادی امام احمد رضا کی دختر کنیز حسنین سے ہوئی جن سے ایک دختر شمیم بانو پیدا ہوئیں، زوجہ اولی کی وفات کے بعد مولانا حسنین رضا خاں کی شادی زوجہ ثانیہ منوری بیگم بنت عبدالغنی خاں بن غریب شاہ خاں کے ساتھ ہوئی جن کے بطن سے تین فرزند اور ایک دختر پیدا ہوئے، فرزند اکبر حضرت مولانا حکیم سبطین رضا خاں صاحب ہیں، صاحب اولاد ہیں اور دعوت رشد و ہدایت کے سلسلہ میں چھتیس گڑھ میں مقیم ہیں، اہل تقویٰ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مولانا حسنین رضا خاں کے فرزند اوسط حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں تھے، صاحب اولاد تھے اپنی خاندانی روایات کے امین و وارث تھے، علم و فضل میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ حضور مفتی اعظم حضرت مصطفیٰ رضا خاں نے اہل خاندان میں سب سے پہلے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ آپ کے تلامذہ کا سلسلہ دراز ہے، تبلیغی دورہ پرنا گپور تشریف لے گئے تھے اور وہاں سے نماز جمعہ پڑھانے کے لئے چندر پور تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک ۱۸/رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳/اگست بروز جمعہ حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ ''تجلیات رضا'' کا یہ خصوصی شمارہ آپ کی دینی، ملی، مذہبی و ادبی خدمات پر مشتمل ہے۔

تیسرے فرزند حضرت مولانا حبیب رضا خاں ہائی اسکول پاس ہیں، ضروری دینی تعلیم گھر میں حاصل کی، روزمرہ کے ضروری دینی مسائل پر دسترس رکھتے ہیں، صلاح و خیر کے زیور سے آراستہ ہیں، خدمت دینی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ صاحب اولاد ہیں مرکزی دارالافتاء محلہ سوداگران میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مولانا حسنین رضا کی دختر کا عقد مولانا اختر رضا خاں ازہری میاں بن مولانا ابراہیم رضا خاں کے ہمراہ ہوا تھا وہ صاحب اولاد ہیں۔

(۴) حجاب بیگم زوجہ وارث علی خان کے دو فرزند اور تین دختران تھیں۔ فرزند اکبر واحد علی خاں تھے جنکی دختر کنیز رسول کا عقد مظفر حسین بدایونی سے ہوا تھا۔ دوسرے فرزند سردار علی خاں عرف عزو میاں کی چھ اولادیں ہوئیں۔ افتخار علی خاں، سرشار علی خاں، رئیسہ بیگم، زاہدہ بیگم، اور نجمہ بیگم۔ واحد علی خاں کے فرزند ماجد علی خاں تھے جو بریلی کالج بریلی میں آفس سپرنٹنڈنٹ تھے۔

حجاب بیگم کی دختر اول کنیز خدیجہ تھیں، جن کا عقد علی احمد خاں ابن غلام دستگیر خاں عرف شیر خاں کے ہمراہ ہوا تھا لاولد فوت ہوئیں، دوسری بیٹی کنیز عائشہ کا عقد مولانا حامد رضا خاں خلف امام احمد رضا خاں سے ہوا تھا، کنیز عائشہ کے دولڑکے مولانا ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں اور حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں، یہ پاکستان چلے گئے۔

نعمانی میاں کے دو فرزند اور دو دختران نصرت بی بی اور مسرت بی بی ہیں، مولانا ابراہیم رضا خاں کے پانچ فرزند اور تین دختران تھیں فرزند اکبر مولانا ریحان رضا خاں صاحب اولاد تھے۔ ان کے بڑے صاحبزادے حضرت سبحان رضا خاں دارالعلوم منظر اسلام

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے مہتمم، خانقاہ عالیہ رضویہ کے متولی اور سجادہ نشین ہیں، حضرت ابراھیم رضا خاں، کے دوسرے بیٹے تنویر رضا خاں مفقود الخبر ہیں، تیسرے فرزند مولانا اختر رضا خاں آبائی مسند افتا پر فائز ہیں، چوتھے بیٹے قمر رضا خاں دینی واجبی تعلیم کے علاوہ علوم جدیدہ سے بھی واقف ہیں، فرزند اصغر مولانا منان رضا خاں جامعہ نوریہ رضویہ کے مہتمم ہیں اور مولانا حسن رضا خاں کے قدیمی مکان کی بازیافت کے بعد اس میں مقیم ہیں۔ مولانا ابراھیم رضا خاں کی دختران سرفراز بیگم، سرتاج بیگم اور دل شاد بیگم صاحب اولاد ہیں۔

حجاب بیگم کی تیسری دختر کنیز فاطمہ کا عقد سردار ولی خاں ابن حکیم ہادی علی خاں ابن تقی علی خاں برادر اصغر امام العلما مولانا رضا علی خاں کے ہمراہ ہوا تھا۔ کنیز فاطمہ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، فرزند اکبر مولانا تقدس علی خاں تھے جن کی شادی مولانا حامد رضا خاں کی دختر سے ہوئی تھی۔ مولانا تقدس علی خاں دار العلوم منظر اسلام کے مہتمم تھے۔ تقسیم وطن کے بعد پاکستان چلے گئے، پیر کوٹ سندھ میں قیام کیا اور پیر پگاڑا کے اتالیق مقرر ہوئے، کافی عرصہ پیر کوٹ کے چیر مین رہے، اور فروری ۱۹۸۹ء میں انتقال ہوا اور وہیں دفن کئے گئے، دوسرے فرزند مفتی اعجاز ولی خاں تھے، آپ بھی تقسیم وطن کے بعد پاکستان چلے گئے، جید عالم اور صاحب فکر وبصیرت مفتی تھے کافی عرصہ ریڈیو پاکستان پر تفسیر قرآن بیان کی، صاحب اولاد تھے، لاہور میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے، تیسرے فرزند عبد العلی خاں اور چوتھے فرزند مقدس علی خاں تھے، صاحب اولاد تھے پاکستان میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے۔ کنیز فاطمہ کی دو دختر محبوب فاطمہ اور حبیب فاطمہ تھیں۔

مولانا نقی علی خاں کے فرزند اصغر مولانا محمد رضا خاں عرف ننھے میاں تھے جن کی کم سنی میں ہی مولانا نقی علی خاں کا انتقال ہو گیا تھا اور مولانا محمد رضا خاں عرف ننھے میاں کی پرورش اور تعلیم وتربیت امام احمد رضا نے کی۔ مولوی محمد رضا خاں کی شادی سکینہ بیگم دختر غلام علی خاں ساکن خواجہ قطب بریلی سے ہوئی، مولانا محمد رضا خاں کی ایک دختر فاطمہ بیگم تھیں جن کا عقد مفتی اعظم حضرت مصطفے رضا خاں سے ہوا۔ آپ کا وصال ۱۵/اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ہوا۔

(۶) مولانا نقی علی خاں کی سب سے چھوٹی بیٹی محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خلف عطاء اللہ خاں تھیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کے والد ماجد

مولانا محمد عزیز الرحمٰن قادری

نبیرۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلما، حضرت علامہ مفتی محمد حسنین رضا خاں بن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بن مولانا مفتی نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بریلی شریف کے مشہور و معروف محلہ سوداگران میں پیدا ہوئے۔

ولادت:۔ ۱۳۱۰/۱۸۹۳ء وفات ۱۴۰۱/۱۹۸۰ء

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر اوسط استاذ زمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسنؔ بریلوی کا دولت کدہ آپ کی جائے ولادت ہے اور یہی وہ مقدس و متبرک جگہ ہے جہاں حضرت عظیم البرکت ولی ابن ولی مجدد ابن مجدد آل الرحمٰن حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں نور اللہ مرقدہ چھ مہینے بعد ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۷ جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ موجودہ وقت میں اس مکان کے مالک نبیرۂ اعلیٰ حضرت نواسۂ سیدنا سرکار مفتی اعظم حضرت مولانا محمد منان رضا خاں منانی میاں ہیں، آپ دین متین کی عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مولا تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ آمین

نباض قوم وملت حضرت مولانا محمد حسنین رضا خاں مرحوم و مغفور نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی بعدہٗ مرکز اہلسنت دار العلوم منظر اسلام بریلی میں والد ماجد نے داخلہ کرایا۔ مدرسہ منظر اسلام کے ذی استعداد اور جید علمائے ذوی الاحترام سے علوم نبویہ حاصل کئے۔ جن علما اور اساتذہ کے سامنے آپ نے زانوئے ادب تہ کئے ان میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	(۲) مولانا رحم الٰہی منگلوری
(۳) مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی	(۴) مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری
(۵) مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی	(۶) مولانا ظہور الحسین فاروقی رامپوری
(۷) مولانا عبد العزیز تلمیذ مولانا عبد الحق خیر آبادی	(۸) مولانا نور الحسین مجددی فاروقی رامپوری

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب قبلہ سیدنا سرکار مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے ہم سبق تھے اور عمر میں ان سے صرف چھ ماہ بڑے تھے آپ نے معقولات کی چند کتابیں رام پور جا کر مدرسہ ارشاد العلوم میں بھی پڑھیں۔

حضرت مولانا موصوف کا قوت حافظہ بہت زبردست تھا ساتھ ساتھ بہت محنتی بھی تھے یہی وجہ تھی کہ تمام اساتذۂ کرام آپ پر بھر پور توجہ فرماتے اور پوری لگن کے ساتھ آپ کو درس دیتے اسی کا نتیجہ تھا کہ امتحان میں ہمیشہ اول پوزیشن حاصل ہوتی اور ممتحن حضرات آپ کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے، نیز اپنی مخصوص دعاؤں سے نوازتے ممتحن حضرات میں چند نام قابل ذکر اور نمایاں ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۱) شیخ الحدیث علامہ وصی احمد محدث سورتی (۲) مفتی عبد السلام جبل پوری

(۳) مفتی سلامت اللہ مجددی رامپوری (۴) مولانا ارشد علی رام پوری

(۵) مولانا حکیم شفیق الرحمٰن رام پوری اور حافظ وقاری بشیر الدین جبل پوری۔

(اللہ تعالیٰ سب کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین)

ممتحن حضرات جامعہ منظر اسلام کے معائنہ رجسٹر میں ہر سال اپنی رپورٹ درج فرماتے، مدرسہ کی ترقی اور طلبہ کی لیاقت کا اندازہ ان کی رپورٹوں سے واضح ہے اس مختصر مضمون میں نہ تو سب رپورٹوں کی گنجائش اور نہ ہی ان کی ضرورت، صرف ایک رپورٹ جو مولانا مفتی عبد السلام صاحب جبل پوری خلیفۂ اعلیٰ حضرت کی بشکل خط مولانا حسن رضا بریلوی کے نام ہے اسے درج کررہا ہوں تاکہ ممدوح مکرم کی درس نظامیہ میں مہارت کاملہ کا ایک بین ثبوت تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہوجائے۔

بعد حمد وسلام

طلبہ نے امتحان بہتر عمدہ اعلیٰ درجہ کا دیا، کل نظم ونسق اور طرز تعلیم وطریقۂ تدریس نہایت فائق وشائستہ ہے۔ اور مدرسین وطلبہ ہر طرح پر قابل آفریں وتحسیں ہیں۔ فارسی کتب درسیہ، اور ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، ایساغوجی، شرح تہذیب، قطبی، ملاحسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ھدایہ، نور الانوار، شفا شریف وغیرہا کتب زیر درس کے جو مقام طلبہ کے سامنے امتحاناً پیش کیے گئے عبارتیں صحیح پڑھ کر مقاصد کتاب ومطالب عبارات کو بعض طلبہ نے معاً، بعض نے تاملاً معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا خصوصاً میاں مولوی مصطفےٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی، اور خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید وباید محققانہ جواب دیا حق تو یہ ہے کہ وہ انہیں کا حصہ تھا "بارك الله فی علمهما وفهمهما"

حضرت مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی فراغت ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں دار العلوم منظر اسلام سے ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف تقریباً ۱۸ رسال تھی امام احمد رضا فاضل بریلوی ودیگر اساتذۂ کرام کی محبت نے آپ کو اپنے وقت کا ایک عظیم انسان بنادیا۔

فراغت کے بعد مولانا حسنین رضا خاں نے اپنے مادر علمی دار العلوم منظر اسلام میں مسند درس وتدریس کو زینت بخشی اور ایک زمانے تک طالبان علوم دینیہ کو فیضیاب فرماتے رہے۔ آپ سے اکتساب علم کرنے والوں میں اپنے دور کے نامور علما مشائخ اور مناظر ہیں، تلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے تاہم چند مشہور تلامذہ کے اسماء یہ ہیں:

(۱) مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی لاہور

(۲) مولانا مفتی تقدس علی خاں بریلوی داماد حضرت حجۃ الاسلام

(۳) مناظر اہل سنت شیر بیشۂ سنت مولانا مفتی حشمت علی خاں پیلی بھیتی

(۴) مولانا غلام جیلانی اعظمی شیخ الادب دار العلوم مظہر اسلام

(۵) محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری

(۶) مولانا مفتی ابرار حسن حامدی ایڈیٹر ماہنامہ یادگار رضا بریلی شریف

(۷) مولانا ادریس رضا خاں عرف لالہ میاں داماد سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جو اپنے عہد میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکیں، مولانا موصوف نے درس و تدریس کے زمانے ہی میں صحافتی خدمات بھی انجام دیں، چنانچہ اسی دوران آپ نے ماہنامہ الرضا بریلی کا اجرا کیا در حقیقت اس زمانے میں اس کی سخت ضرورت بھی تھی لیکن تدریسی خدمات کی وجہ سے ماہنامہ الرضا کے لئے جتنے وقت کی ضرورت ہوتی تھی آپ اس کو نہیں دے پاتے تھے یہی وجہ تھی کہ ماہنامہ کو وقت پر آنے میں تاخیر ہو جاتی تھی، ماہنامہ الرضا کی اشاعت کی خاطر آپ نے دار العلوم کی تدریسی خدمات سے اپنے آپ کو مستعفی کرلیا اور اپنا کامل وقت اب صرف ماہنامہ الرضا و حسنی پریس اور دیگر اشاعت کتب میں صرف کرنے کا عزم مصمم کرلیا تھا پھر چند تیرہ آئی میں لگ گئے۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب میں خاندانی شرافت و نجابت، علمی قابلیت کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات پائی جاتی تھیں، خداداد ذہانت، زور قلم، حق گوئی و بیباکی، شگفتگی مزاج، حسن اخلاق، فیاضی طبع، سادگی، ایثار و قربانی اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبۂ بیکراں یہ وہ خصوصیات ہیں جو ان میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں۔

حسنی پریس کے نام سے آپ نے ایک پریس بھی قائم کیا تھا جو ایک زمانے تک کام کرتا رہا اور کتب دینیہ بالخصوص امام اہل سنت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل کی اشاعت کا کام اس سے بڑے پیمانے پر ہوتا رہا بہت سے رسائل تو آپ نے صرف اپنے صرفہ سے چھاپے اور مفت تقسیم کرائے اس دور کو ان کی زندگی کا شاندار دور کہا جاسکتا ہے۔ اس وقت صحت بھی اچھی تھی اور فارغ البالی بھی تھی۔ شہر کے رؤسا میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اسی زمانے میں خلافت کمیٹی، ندوہ تحریک، فتنۂ وہابیت اور دوسرے اٹھنے والے فتنوں کے سدّ باب کے لئے حضرت حجۃ الاسلام و مفتی اعظم ہند شاہزادگان اعلیٰ حضرت و دیگر علمائے کرام کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کا دست راست بنکر کام کرتے رہے۔ جماعت رضائے مصطفی بریلی کی شاندار خدمات میں آپ کا نمایاں حصہ تھا۔

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی شیخ الاسلام امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد، خلیفہ، بھتیجے اور داماد تھے۔ اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم آپ کو منسوب ہوئیں، خود اعلیٰ حضرت نے نکاح پڑھایا جن سے صرف ایک لڑکی شمیم بانو پیدا ہوئیں۔ شمیم بانو جناب جرجیس رضا خاں کو منسوب ہوئیں۔ چھوٹی بیگم کے انتقال ہو جانے پر آپ کی دوسری شادی منوری بیگم دختر عبد الغنی خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس کانکر ٹولہ بریلی سے ہوئی جن سے چار اولادیں ہوئیں تین لڑکے اور ایک لڑکی جن کے نام بالترتیب یہ ہیں:

(۱) امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ

(۲) صدر العلما محدث بریلی مفتی تحسین رضا خان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

(۳) صوفی ملت مولانا حبیب رضا خاں صاحب قبلہ

(۴) محترمہ سلیم فاطمہ زوجۂ حضرت تاج الاسلام مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ

حضرت مولانا حسنین رضا خاں کی مجلس علم ہمہ وقت گرم رہتی تھی مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی لیکن کبھی غیر مہذب اور ناشائستہ گفتگو نہ فرماتے، انداز گفتگو پیارا اور دل پذیر ہوتا اور بات اتنی ٹھوس فرماتے کہ مخاطب کے دل میں اتر جاتی اور وہ مطمئن ہو جاتا۔ طبیعت اتنی مرنجاں مرنج اور شگفتہ پائی تھی کہ کیسا ہی مغموم و متفکر انسان آپ کے پاس آتا لیکن تھوڑی ہی دیر میں سارا رنج و غم بھول جاتا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ بہت ہی ذہین وفطین تھے آپ کا سینہ علوم وفنون کا گنجینہ تھا۔ بقول حضرت امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں صاحب ''شیخ الادب حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ نے کہ انہیں بھی حضرت سے شرف تلمذ تھا والد ماجد کی ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا: کہ جس زمانے میں حضرت درس دیتے تھے معقولات کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے پاس رہا کرتی تھیں کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا کہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے جاتے ہفتہ عشرہ بعد شب میں واپس ہوتے اور صبح کو بغیر مطالعہ کئے ہوئے درس میں تشریف لے آتے اور پڑھانا شروع کر دیتے مشکل سے مشکل سبق ہوتا طلبا جو اس وقت محنتی اور ذہین ہوتے تھے ہر طرف سے اعتراض کی بوچھار کرتے اور آپ سب کو یکے بعد دیگرے مسکت اور تسلی بخش جوابات دیتے جاتے اور دوران سبق محسوس نہ ہونے دیتے کہ بغیر مطالعہ پڑھا رہے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت مقدسہ آپ کے اخلاق حسنہ، اولیا کرام کے حالات زندگی اور تاریخی واقعات کو اس خوبی سے بیان فرماتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے جن میں وکلاء اور بیرسٹران بھی ہوتے تھے وہ بھی آپ کی گفتگو پورے انہماک اور توجہ سے سنتے اور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے''۔

تحریک وہابیت کے خلاف آپ نے بے شمار مضامین تحریر فرمائے۔ نجی محفلوں اور جلسوں میں تقاریر بھی فرمائیں۔ آپ نے جمعیۃ العلما ہند، خلافت کمیٹی، تحریک ترک موالات، تحریک ہجرت، ہندو مسلم اتحاد جیسی تمام تحریکات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان تنظیموں کے مکروہ پروپیگنڈے سے بے پرواہ ہو کر مردانہ وار میدان مقابلہ میں جمے رہے۔ جمعیۃ العلما انگریز نواز جماعت تھی۔ دوسری طرف امام احمد رضا بریلوی اور ان کے خلفا، تلامذہ انگریزوں کے شدید ترین مخالف تھے۔

۱۴ر رجب ۱۳۳۹ھ/۲۲ر مارچ ۱۹۲۱ء میں جمعیۃ العلما کی طرف سے بریلی شریف میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر ابوالکلام آزاد خصوصی طور پر مدعو تھے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے مسٹر آزاد کا تعاقب کیا گیا، اور اتمام حجت تامہ کے نام سے (۷۰) سوالات کئے گئے اور عین جلسہ گاہ میں جا کر اسٹیج پر مسٹر آزاد، مولوی عبد الماجد بدایونی، مسٹر گاندھی و دیگر لیڈران کے خلاف تقریریں اور احتجاج کیا۔ اس وفد میں مولانا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی بھی شامل تھے، انہوں نے خصوصیت سے لیڈران قوم پر وار کئے جس کا وہ لوگ کوئی جواب نہ دے سکے۔

اتباع شریعت اور رحمت دو عالم ﷺ کی سچی محبت جو آپ کے والد ماجد اور سیدنا الامام سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حیات مبارکہ کا بہترین سرمایہ تھا اس سے بفضلہ تعالیٰ آپ نے بھی وافر حصہ پایا تھا۔ آپ کو بے شمار احادیث طیبہ زبانی یاد تھیں، دیکھنے والوں نے یہ بھی بتایا کہ احادیث مبارکہ ذکر کرتے وقت آپ کے قلب پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھیں آنسوؤں سے پرنم ہو جاتیں۔

احباب کے لئے دل کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی نے کوئی چیز آپ سے طلب کی اور وہ چیز آپ کے بس میں ہے تو آپ اس کو وہ چیز عطا فرما دیتے، ورنہ معذرت کر لیتے، عالم یہ تھا کہ اگر کسی نے بطور عاریت کوئی قیمتی چیز طلب کی تب بھی اس کو دینے میں پس و پیش نہیں کرتے، لینے والا اگر اپنی مرضی سے واپس کر گیا تو ٹھیک، ورنہ آپ اس سے طلب نہیں کرتے، یہ ایسی قربانی ہے جو اس دور میں شاید و باید ہی کسی میں نظر آئے۔ امین شریعت حضرت مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ نے آپ کے متعلق لکھا ہے:

''ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری اہلیہ ایک بڑے گھرانے کی شادی میں شرکت کے لئے جا رہی ہیں اور ان کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

پاس فلاں زیور کی کمی ہے، آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ سے وہ زیور لیجا کر انہیں دے دیا، پھر تازندگی انہوں نے واپس نہ کیا اور آپ نے بھی واپسی کا مطالبہ نہ کیا۔

خیالِ خاطرِ احباب چاہئے ہر دم ☆☆☆☆ انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

آپ کو مسلمانوں بالخصوص غریب مسلمانوں سے ہمیشہ دلی تعلق اور گہرا لگاؤ رہا آپ کی مجلس میں امراء، رؤسا، اور غربا، سب ہی حاضر ہوتے اور ہر ایک سے اس کے مناسب گفتگو فرماتے، ضرورت مند غریب بھی آپ کے دولت خانہ پر اپنی ضرورتوں کو لے کر آتے اور آپ اپنے طور پر سب کی ضرورتیں پوری فرماتے یہاں تک کہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل میں کبھی کبھی کئی کئی دن بھی لگ جاتے۔ اس سے ان کی طبیعت کی قناعت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مولانا حسنین رضا خاں کی زندگی دوسروں کے لئے وقف تھی اور (خير الناس من ينفع الناس) کی آئینہ دار۔

اتنی ساری خوبیوں کے باوجود آپ نے کبھی شہرت پسند نہیں کی بلکہ پوری کی پوری زندگی سادگی کے ساتھ گزار دی۔ کوئی اجنبی دیکھنے والا یہ فیصلہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ کوئی بڑے عالم ہونگے۔ شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے عرس چہلم کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا تھا اور حق کہا تھا" کہ ان کا علم وفضل اور ساری خوبیاں، ان کی سادگی میں پوشیدہ تھیں شہرت ونام ونمود سے ہمیشہ دور ونفور رہے"۔ زندگی کے آخری سالوں میں بہت ضعیف ہو گئے تھے اور زندگی کے تمام ہنگاموں سے دوررہ کر اپنے اوقات عزیز کو خداوند قدوس کی یاد میں گزار گئے۔ معمول کے مطابق نمازوں کی پابندی اور اوراد و وظائف، صبح وشام تلاوت قرآن پاک کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے ۵ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۰ء بروز یکشنبہ اللہ کو پیارے ہوگئے"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

حضرت مولانا حسنین رضا خانصاحب مرحوم ومغفور کے چند انمول اقوال۔

(۱) حرام کا مال رہتا نہیں بہتا ہے۔

(۲) ہر مصیبت درس عبرت ہے۔

(۳) مصیبت پر رونا دوہری مصیبت ہے۔

(۴) صبر اور چارۂ کار کی تلاش بہتر ہے۔

(۵) خدا کا دوست سب کا دوست ہے اور اس کا نافرمان کسی کا دوست نہیں۔

(۶) جس نے خدا سے عہد شکنی کی دنیا کو اس سے امید وفا کیسی۔

نوٹ: اس مضمون میں سیرت اعلیٰ حضرت اور مولانا حسنین رضا خاں حیات وخدمات سے مدد لی گئی ہے۔

محمد عزیز الرحمٰن قادری، شاہی امام وخطیب جامع مسجد بریلی شریف
وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

سیرت وسوانح حضرت صدر العلما

مولانا محمد اجمل رضا رضوی

ولادت باسعادت اور ابتدائی تعلیم

حضرت صدر العلماء کی ولادت باسعادت محلہ سوداگران، بریلی شریف میں بتاریخ ۱۴ رشعبان المعظم (۱۳۴۸ھ) ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ خاندان کی بزرگ شخصیات کے زیر سایہ تربیت ہوئی، قدرت نے ذہانت وفطانت اور فہم وفراست کی دولت سے نوازا تھا، ابتدائی تعلیم تو مقامی مکتب ومدرسہ میں حاصل کی البتہ عربی وفارسی تعلیم کے لئے دار العلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے۔ حضور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب قبلہ اور دیگر اساتذہ کی خصوصی عنایت سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ دار العلوم مظہر اسلام میں داخلہ لیا۔ حضرت محدث اعظم کی صحبت فیض بخش میں تعلیمی شوق مزید پختہ ہوتا رہا۔

مگر تقسیم ہند کے وقت محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد پاکستان تشریف لے گئے اور وہاں ایک عظیم درسگاہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام (فیصل آباد پاکستان) کے نام سے قائم فرمائی تو آپ کا بھی شوق مچلا، لہٰذا والد صاحب کی اجازت ملتے ہی آپ بھی پاکستان تشریف لے گئے۔ یہاں رہ کر چھ ماہ کی مختصر سی مدت میں دورۂ حدیث مکمل کیا، آپ نے خداداد صلاحیت اور اپنی علمی لیاقت کی وجہ سے اساتذۂ کرام خصوصاً محدث اعظم کی نگاہ میں مکمل اعتماد حاصل کر لیا جسکا اعتراف خود حضرت محدث اعظم نے حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں تحریر کردہ اپنے ایک گرامی نامہ میں یوں فرمایا:

عزیزم مولانا تحسین رضا خاں صاحب سلمہ کی دستار بندی حضور والا کو مبارک ہو دار العلوم (مظہر اسلام بریلی شریف) میں جو اسباق ان کے سپرد کئے جائیں ان میں مشکوٰۃ شریف ان کے پاس ضرور رکھی جائے اور آئندہ سال نسائی شریف، اس کے بعد ابن ماجہ پھر مسلم شریف پھر ترمذی شریف۔ جب ہر سال حدیث کی ایک کتاب پڑھالیں تو بعد میں بخاری شریف۔ خدا چاہے تو اس طرح تدریجاً یہ دورۂ حدیث کے اسباق پڑھالیں گے۔ حدیث کے سبق کے علاوہ جو اسباق ان کے مناسب ہوں دئے جائیں۔ کل چھ ماہ اس جگہ انہوں نے قیام کیا ہے اگر دو سال یہاں قیام ہو جاتا تو خدا چاہے مزید استعداد اور قابلیت ہو جاتی۔ ماشاء اللہ سمجھدار ہیں ہوشیار ہیں۔

دیکھئے کس وثوق اور اعتماد سے صلاح پیش کر رہے ہیں اپنے دور کے محدث اعظم، انداز تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو حدیث میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔

یقیناً حضور محدث اعظم پاکستان کی یہ پُر اعتماد سفارش آپ کی اعلیٰ استعداد وصلاحیت اور انتہائی ذہانت وفطانت کے اعتراف کا کھلا ثبوت ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اساتذۂ کرام

آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے آپ نے تفسیر جلالین شریف پڑھی، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے آپ نے بھرپور علمی اور روحانی استفادہ کیا بالخصوص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے آپ نے فتویٰ نویسی جیسا اہم علم حاصل کیا، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد رضوی علیہ الرحمہ سے علم حدیث کی تکمیل کی، ان کے علاوہ شمس العلماء مفتی قاضی شمس الدین احمد رضوی جعفری جونپوری، شیخ المعقولات مولانا سردار علی خاں رضوی بریلوی، حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب رضوی پورنوی، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی وقار الدین قادری رضوی، شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی علیہم الرحمۃ والرضوان جیسی گرانقدر شخصیات سے اکتساب علم کیا ہے۔

سلسلۂ حدیث

محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان تینوں بزرگوں سے اجازت حدیث حاصل تھی اور ان تینوں کو اعلیٰ حضرت سے۔ لہٰذا حضرت صدر العلماء کو حضرت محدث اعظم کے واسطے سے مذکورہ تینوں بزرگوں سے اجازت حدیث حاصل رہی، علاوہ ازیں حضرت مفتی اعظم نے خود بھی اجازت مرحمت فرمائی، اس طرح حضرت صدر العلماء کو امام احمد رضا محدث بریلوی سے صرف ایک واسطہ سے بھی اجازت حدیث شریف حاصل ہے اور دو واسطوں سے بھی۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کا سلسلہ حدیث مشہور و معروف ہے۔

آغاز تدریس

حضرت صدر العلماء نے فراغت سے قبل ہی حضور مفتی اعظم ہند کے حکم پر دار العلوم مظہر اسلام (مسجد بی بی والی بریلی شریف) میں تدریس کا آغاز فرما دیا تھا۔

پھر اگست ۱۹۵۸ء میں حضور محدث اعظم پاکستان کی بارگاہ میں فیصل آباد تشریف لے گئے جہاں چھ ماہ رہ کر دورۂ حدیث شریف مکمل کیا اور واپسی پر دوبارہ پھر دار العلوم مظہر اسلام میں تعلیم دینے میں مشغول ہو گئے۔ یہاں آپ نے اٹھارہ سال تک تدریس فرمائی اس دوران ہزاروں لوگوں نے آپ سے اکتساب علم کیا۔

۱۹۷۵ء میں بعض وجوہات کی بنا پر دار العلوم مظہر اسلام سے استعفیٰ دے کر آپ یادگار اعلیٰ حضرت دار العلوم منظر اسلام میں تشریف لے آئے جہاں آپ نے بحیثیت صدر المدرسین سات سال تک تعلیمی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کا قیام عمل میں آیا جس کی تعلیمی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی گئی آپ تقریباً ۲۳ رسال تک بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ میں درس دیتے رہے۔

جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں دامت برکاتہ العالیہ نے بریلی شریف میں ایک بہت بڑے رقبہ پر عظیم ادارہ "مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا" قائم فرما کر حضرت صدر العلماء کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس میں بحیثیت شیخ الحدیث وصدر المدرسین خدمات انجام دینے کی دعوت دی تو جامعۃ الرضا تشریف لے آئے جہاں آپ گزشتہ دو سال سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔اس طرح بریلی شریف کے چاروں علمی مراکز کو آپکی علمی خدمات کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے تلامذہ

کم وبیش پچپن سال سے آپ تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں میرے خیال میں ہر ذی شعور اندازہ کرسکتا ہے کہ آپ کے تلامذہ کی تعداد کیا رہی ہوگی۔اگرچہ آپکے دامن کرم سے وابستہ ہوکر سیراب ہونے والے ہزاروں علماء کا شمار مشکل ہے جن میں محقق، مصنف، شیخ الحدیث، مفتی، مدرس اور مقرر بھی شامل ہیں جو پوری دنیا میں پھیل کر تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔مگر پھر بھی چند ماہر فن تلامذہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نواسۂ مفتی اعظم ہند مولانا خالد علی خاں صاحب، مہتمم مظہر اسلام بریلی شریف

(۲) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں منانی مہتمم جامعہ نوریہ بریلی شریف

(۳) مولانا محمد حنیف خاں رضوی مرتب جامع الاحادیث، صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ

(۴) مولانا مفتی محمد صالح صاحب مدرس دار العلوم منظر اسلام

(۵) علامہ مولانا محمد ہاشم نعیمی مدرس جامعہ نعیمیہ، مرادآباد

(۶) مفتی مجیب اشرف رضوی دار العلوم امجدیہ ناگپور

(۷) مولانا صغیر احمد صاحب جوکھن پوری، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ، رچھا، بریلی

(۸) مولانا تطہیر احمد رضوی دھونرہ، بریلی شریف

(۹) مولانا محمد انور علی رضوی بہرائچی مدرس دار العلوم منظر اسلام

(۱۰) مولانا محمد یامین مرادآبادی مدرس ومفتی جامعہ حمیدیہ بنارس (یوپی)

(۱۱) مولانا عبد السلام رضوی مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

(۱۲) مولانا مفتی مطیع الرحمٰن رضوی پورنوی

(۱۳) شہزادۂ حضور تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خاں قبلہ

(۱۴) مولانا محمد حسین رضوی بہاری ابو الحقانی

(۱۵) مولانا صغیر اختر مصباحی مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

(۱۶) مولانا عبد الرشید رضوی کارنجوی

(۱۷) مولانا جید القادری مظفر پوری

(۱۸) مولانا سعید اختر نعیمی مرادآباد

(۱۹) مولانا ایوب عالم مظہر پورنوی

(۲۰) مولانا امام الدین دیوریاوی

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۲۱) مولانا نظام الدین صاحب دیوریاوی

(۲۲) مولانا کاظم رضا رضوی سابق مدرس جامعہ نوریہ بریلی شریف

(۲۳) مولانا شرف عالم رضوی سیتامڑھی، بہار

حضور صدر العلماء بارگاہ مرشد میں

آپ کے والد ماجد حکیم مولانا محمد حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل ہونے کے باوجود کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے بلکہ جو بھی ان سے بیعت کی درخواست کرتا اسے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت ہو جانے کا مشورہ دیتے یہاں تک کہ آپ نے اپنے تینوں صاحبزادوں کو بھی حضور مفتی اعظم قبلہ سے بیعت کروایا۔

یادگار سلف علامہ محمد حبیب رضا خاں صاحب قبلہ نے خود راقم الحروف سے بیان کیا کہ جب والد محترم نے ہم تینوں بھائیوں کو حضرت سے بیعت کرایا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور آپ نے اپنے شہزادوں کے لئے حضور مفتی اعظم ہند ہی کا انتخاب کیوں فرمایا تو آپ ارشاد فرمانے لگے میں نے حضور مفتی اعظم کا بچپن دیکھا پھر جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں میں نے انہیں ہمیشہ عالم باعمل (اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے) پایا۔ لہذا اپنے بیٹوں کی بیعت کے لئے انہیں کا انتخاب کیا ہے۔

چنانچہ اپنے والد ماجد کے ارشاد پر حضور صدر العلماً (تقریباً تیرہ سال کی عمر میں) ۱۹۴۳ء میں عرس رضوی کے خوبصورت اور پر بہار موقع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

یہ مرشد گرامی کا غایت درجہ کرم تھا کہ ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو عرس رضوی کے حسین موقع پر اکابر علماؤ مشائخ کی موجودگی میں برسر منبر آپ کو خرقۂ خلافت و اجازت عطا فرمایا۔ سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ مارہروی، برہان الملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن رضوی، حافظ ملت حافظ عبد العزیز مرادآبادی علیہم الرحمہ جیسے اکابر علماء و مشائخ نے خرقہ پوشی فرمائی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے اپنا عمامہ آپ کے سر پر باندھا اور سند اجازت پر بقلم خود اس عبارت کا اضافہ فرمایا "عممته بعمامتی و البسته جبتی" یعنی میں نے انہیں اپنا عمامہ عطا کیا اور اپنا جبہ پہنایا۔

علاوہ ازیں آپ کو حضور مفتی اعظم نے تمام اوراد و وظائف اور تعویذات و عملیات کی اجازت بھی عطا فرمائی تو اس پر تحریر فرمایا: "قرۃ عینی و درۃ زینی محمد تحسین رضا خان" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری تزئین و آرائش کے موتی محمد تحسین رضا خان۔ چنانچہ یہی وہ فیضان ہے جس نے آپ کو حقیقت و معرفت اور علم و عمل کا گنجینہ بنا دیا۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے کئی موقعوں پر حضرت صدر العلماء کے بارے میں تعریف و توصیف پر مبنی کلمات ارشاد فرمائے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"صاحب (یعنی مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ) کے جتنے لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں باصلاحیت و بالیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں"۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں" (حضور ازہری میاں صاحب قبلہ)

www.muftiakhtarrazakhan.com

ایک مرتبہ حضور مفتی اعظم رکشہ پہ بیٹھکر کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ساتھ میں حضرت حبیب میاں صاحب بھی تھے، حضور مفتی اعظم نے فرمایا: تحسین رضا ''گلِ سرسبد'' ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: جانتے ہو گلِ سرسبد کیا ہے؟ باغباں پھولوں کی ٹوکری میں سب سے خوبصورت اور پسندیدہ پھول نمایاں طور پر اوپر رکھتا ہے اس پھول کو ''گل سرسبد'' کہتے ہیں۔

سبحان اللہ! ذرا دیکھئے تو حضور مفتی اعظم اپنے چمن کے اس ''گل سرسبد'' کی علمی لیاقت، اطاعت وفرمانبرداری پر کتنے خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں، کتنی اپنائیت ہے ان جملوں میں اور کتنا پیار ہے ان لفظوں میں۔ جبکہ حضور مفتی اعظم کی بارگاہ کے حاضر باش لوگ آج بھی گواہ ہیں کہ آپ صرف باعمل، نیکوکار اور پرہیزگار ہی سے پیار و محبت فرماتے تھے لہٰذا حضور مفتی اعظم قبلہ کی آپ سے یہ بے پناہ محبت وشفقت آپ کے عالم باعمل اور صاحب تقویٰ وطہارت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین مذکورہ ارشادات کی روشنی میں حضرت صدر العلماء کی گرانقدر شخصیت کا اندازہ بخوبی لگالیں گے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کا اپنے اساتذۂ کرام سے اکتساب فیض

مفتی سید شاہد علی رضوی

بحرِ رضا سے چاہو جو تم اکتساب فیض ☆ تحسین رضا اس کے گہر بانٹ رہے ہیں

وطن عزیز:

اتر پردیش آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ جو اپنی گونا گوں خوبیوں اور خصوصیات کی بنا پر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی صوبہ اتر پردیش (یوپی) کے اہم ترین اضلاع میں ایک خوبصورت، ترقی پذیر اور نہایت پرکشش شہر "بریلی" ہے۔ جسے بانس بریلی بھی کہا جاتا ہے۔ اسلامی شان وشوکت اور شعائر مذہب اہل سنت و جماعت اس کے در ودیوار سے نمایاں ہیں۔ یہ وہی بریلی ہے جہاں سے عشقِ مصطفیٰ کی لو پھوٹ رہی ہے۔ جو انگشتری قادریت کا نگینہ ہے۔ جس کی روشنی سے قلب انسانیت کو ایسی تابنا کی ملی کہ ہر دل محبتِ رسول کا مدینہ بن گیا۔ اور بریلی اہل سنت و جماعت کا مرکز عقیدت ہو گیا۔

اس زمانہ میں جو لوگ رسول اکرم، نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت۔ صحابہ کرام کی عظمت۔ اہل بیت نبوت کی قدر ومنزلت۔ ائمۂ کرام اور مشائخ عظام کی نسبت کا دم بھرتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں، وہ بریلوی کہلاتے ہیں۔ اسی شہر بریلی کا ایک محلہ ہے "سوداگران" جو رب کریم کے خاص لطف وکرم کا مورد ہے۔ جہاں سے علم ومعرفت کے چشمے جاری ہیں۔ اور پوری دنیائے سنیت فیضیاب ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ولادت باسعادت:

امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں محقق بریلوی کے خانوادے کے چشم وچراغ۔ اعلیٰ حضرت کے برادر اوسط استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں قادری برکاتی کے پوتے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خاں قادری برکاتی کے فرزند ارجمند صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری برکاتی نوری رضوی قدس سرہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ محمد نام تجویز ہوا۔ تحسین رضا عرف قرار پایا۔ شاعری میں تخلص تحسین اختیار فرمایا۔ علماء کرام، مشائخ عظام اور دانشورانِ قوم وملت نے بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، خیر الاذکیاء، زبدۃ الاتقیاء، مظہر مفتی اعظم، پیکر علم وعمل، شیخ الحدیث، محدث بریلوی، استاذ الاساتذہ اور صدر العلماء جیسے بھاری بھرکم اور عظیم القاب سے نوازا اور یاد کیا۔

تعلیم وتربیت:

صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں قادری کے والد ماجد استاذ العلماء علامہ حکیم حسنین رضا خاں قادری نے اپنی خسرال محلّہ کانکر ٹولہ، پرانہ شہر بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ صدر العلماء نے اپنی ننہال ہی میں بچپن اور جوانی کا زمانہ گذارا اور اب بھی وہیں قیام پذیر تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت صدر العلماء نے سید شبیر علی بریلوی سے قاعدہ بغدادی پڑھا۔ محلّہ کے ایک مکتب میں قرآن کریم، اردو اور حساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں "مدرسہ اکبری" واقع اکبری مسجد معروف بہ مرزائی مسجد محلّہ گھیر جعفر خاں بریلی میں پڑھیں۔

مظہر اسلام میں داخلہ:

غالباً ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں والد ماجد استاذ العلماء نے حضرت صدر العلماء کو عربی کی تعلیم کیلئے مدرسہ اہل سنت "مظہر اسلام" مسجد بی بی صاحبہ بریلی میں داخل کیا۔ صدر العلماء کی عمر شریف اس وقت تقریباً بارہ سال تھی۔ پوری توجہ، انہماک اور یکسوئی کیساتھ حصول علم میں مشغول ہو گئے کثرتِ مطالعہ۔ ہم سبق طلبہ سے تکرار اور آموختہ محفوظ کرنا اپنا معمول بنالیا۔ آپ نے مدرسہ اہل سنت "مظہر اسلام" کے ماہرینِ علوم وفنون اساتذہ کرام سے درس نظامی کی ابتدائی کتابوں سے متوسطات تک ساری کتابیں درس گاہ میں حاضر رہکر کمال غور وخوض اور انہماک وتوجہ سے پڑھیں۔

صدر الشریعہ سے اکتساب فیض:

شوال المکرم ۱۳۶۴ھ/اکتوبر ۱۹۴۵ء میں محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رضوی لائل پوری صدر المدرسین مدرسہ اہل سنت "مظہر اسلام" مسجد بی بی صاحبہ بریلی اپنے استاذ ومرشد مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی فرزند وجانشین اعلیٰ حضرت قدس سرہما کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم نے مرکز علم وعرفان بریلی سے اپنی عارضی غیر حاضری میں صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی کو اپنا نائب وقائم مقام مقرر فرمایا۔ رضوی سلسلہ کے علماء میں آپ کا یہ انتخاب اس امر کا بین ثبوت ہے کہ علماء حقانی میں آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے۔

حضرت مفتی اعظم نے بریلی سے الوداع کہتے وقت جو پند ونصائح ارشاد فرمائے اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

> "آستانہ عالیہ رضویہ بریلی سے شرعی احکام پہنچانے کی خدمت فقیر اپنے برادر طریقت صدر الشریعہ حضرت مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی زیدت کرمہ کے سپرد کرتا ہے۔ موصوف آستانہ عالیہ مقدسہ پر ہی قیام فرما رہیں گے۔ آپ کی ذاتِ گرامی محتاج تعارف نہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ اور اکابر خلفاء میں سے ہیں۔ ۱۰، ۱۲ سال تک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی صحبت میں رہ کر علم ومعرفت سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ کے پہنچائے ہوئے شرعی احکام "اعلیٰ حضرت" قدس سرہٗ کے مسلک پر مبنی ہونگے۔ "موصوف" مدرسہ اہل سنت "مظہر اسلام" مسجد بی بی صاحبہ کے صدر المدرسین کی حیثیت سے ہر طرح کی سرپرستی فرمائیں گے اور جملہ اختیارات جو اس آستانہ کے عقیدت کیشاں کی جانب سے اس فقیر کو حاصل ہیں۔ وہ سب فقیر اپنی طرف سے "صدر الشریعہ" کو تفویض کرتا ہے"۔[1]

حضرت صدر العلما فرماتے ہیں:

> "اس عارضی قیام کے دوران علم تفسیر میں درس نظامی کی اہم ترین کتاب "تفسیر جلالین شریف حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی قدس سرہٗ سے پڑھی۔ موصوف ہر فن خوب پڑھاتے تھے۔ اور بہت شفقت فرماتے تھے"۔[2]

www.muftiakhtarrazakhan.com

محدث اعظم سے اکتساب فیض:

رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ رجولائی، اگست ۱۹۴۷ء کے موقع پر دار العلوم ''مظہر اسلام'' بریلی کے شیخ الحدیث، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رضوی اپنے وطن عزیز ''دیال گڑھ'' ضلع گرداس پور تشریف لے گئے۔ ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے اعلان سے فسادات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آپ اپنے اہل وعیال اور اعزا و اقربا کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے ''بھیؔ'' تشریف لے گئے۔ جہاں کچھ عرصہ کے لئے عارضی قیام کرنا پڑا۔ اس کے بعد ''ساروکی'' تشریف لے گئے پھر وہیں مستقل قیام فرمایا: ''ساروکی'' کے قیام کے ساتھ ہی آپ نے درس وتدریس اور تبلیغ وارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لیکن بریلی شریف کی یاد نے آپ کو بے چین کر رکھا تھا۔ ان دنوں بغیر پاسپورٹ کے پاکستان اور ہندوستان کی سرحد پار کرنا ممکن تھا چنانچہ آپ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ کے اواخر میں براستۂ سندھ، بونی جنکشن ہوتے ہوئے عازم بریلی شریف ہوئے۔ چونکہ ان دنوں اجمیر مقدس میں سیدنا سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا سالانہ عرس مبارک (۴۔۵۔۶ رجب کا وقت) بھی قریب تھا اس لئے آپ نے پہلے اجمیر مقدس میں حاضری دی اور عرس میں شرکت فرمائی۔ صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی نے اپنے ایک مکتوب میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بانی وسربراہ اعلیٰ دار العلوم ''مظہر اسلام'' بریلی کو لکھا:

> ''عزیزم مولوی سردار احمد صاحب سلمہ کا بھی کل ہی ایک خط آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ غالباً کل ہی بریلی کے ارادہ سے روانہ ہوگئے ہونگے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ سندھ کے راستے سے بونی جنکشن ہوتا ہوا آؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اجمیر شریف اتریں گے اور عرس کر کے وہاں سے بریلی آئیں گے۔ میرا یہ خط محفوظ رکھیں وہ آجائیں تو انہیں دکھایا جائے۔ [۳]

حضرت محدث اعظم نے ''دار الخیر اجمیر'' پہنچ کر اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ کو خط لکھا جس میں اپنے آئندہ بریلی آنے کے پروگرام کا لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی رضوی اعظمی نے غالباً ۱۳ رجب المرجب ۱۳۶۷ھ/ ۲۲ رمئی ۱۹۴۸ء کو بریلی شریف کے پتہ پر آپ کو خط لکھا۔

متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے وقت جو فسادات شروع ہوئے انہوں نے پورے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ بالخصوص وہ علاقے فسادیوں کے زیر عتاب تھے، جن کے رہنے والوں نے قیام پاکستان کی کھل کر حمایت کی تھی چنانچہ بریلی بھی ان فسادزدہ علاقوں میں سرفہرست تھا۔ ان خونی فسادات کے نتیجے میں یہاں سے دینی درسگاہوں کے طلبہ اور مدرسین اپنے اپنے وطن کو تشریف لے جاچکے تھے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی نے بریلی پہنچ کر دار العلوم ''مظہر اسلام'' میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چند ہی دنوں میں آپ کی تدریس کی خبر ملک بھر میں پھیل گئی۔ طلبہ دوبارہ جمع ہونا شروع ہوگئے۔

صدر العلماء حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں بریلوی اپنے ایک مضمون میں رقم طراز ہیں:

> ابتدائی دور میں دونوں ملکوں کے درمیان پاسپورٹ کی پابندی نہ تھی آپ اپنے اہل وعیال کو (پاکستان) چھوڑ کر پھر ایک مرتبہ بریلی آئے۔ آپ کے آتے ہی طلبہ بھی جمع ہوگئے اور تعلیم شروع ہوگئی۔ اسی زمانہ میں، میں نے آپ

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے ''شرح عقائد'' کے کچھ اسباق بھی پڑھے تھے۔ مگر یہ سلسلہ زیادہ دنوں نہ چل سکا۔ جلد ہی آپ کو پاکستان جانا پڑا۔ آپ کو گئے ہوئے کچھ عرصہ گزرا ہوگا کہ حکومت نے پرمٹ کی پابندی لگادی جو بعد میں پاسپورٹ کی شکل میں باقی رکھی گئی۔ آپ نے جب بریلی آنے میں دشواریاں دیکھیں تو وہیں تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ ؏

منظر اسلام کے اساتذہ سے اکتساب فیض:

۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رضوی دونوں ملکوں کے حالات اور اس میں پیش آنے والی پریشانیوں اور مجبوریوں کے سبب جب واپس پاکستان چلے گئے تو استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلوی نے اپنے نور نظر لخت جگر کو غالباً ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں مرکز علم وعرفان دارالعلوم ''منظر اسلام'' رضا نگر سوداگران بریلی میں منتہی کتابوں کی تعلیم کیلئے داخل کردیا۔ آپ نے والد ماجد استاذ العلماء کی خواہش وہدایت کے مطابق ''منظر اسلام'' کے نابغہ روزگار، درس گاہی علوم وفنون کے فن کار، علماء متبحرین وماہرین اساتذۂ کرام سے کمال ذوق، جذبے اور لگن کے ساتھ پڑھا اور ہمیشہ اپنے ہم سبق ساتھیوں سے امتحانات میں سبقت لے کر فائق وفائز المرام ہوئے۔ ''منظر اسلام'' میں حصول علم کے دوران آپ نے الہ آباد بورڈ سے امتحانات دیکر کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۴۹ء میں مولوی۔ ۱۹۵۰ء میں عالم۔ ۱۹۵۱ء میں منشی اور ادیب ماہر۔ ۱۹۵۲ء میں فاضل ادب اور ۱۹۵۴ء میں کامل کے امتحانات دیئے اور کامیاب ہوئے۔

آپ کی جدوجہد، ذوق مطالعہ، پابندی اوقات، اساتذۂ کرام کی عزت وتوقیر اور کمال ادب واحترام کی وجہ سے مشفق ومہربان اساتذۂ کرام نے کمال توجہ اور اخلاص ومحبت سے نہ صرف پڑھایا بلکہ زیور علم وعمل سے آراستہ وپیراستہ کر کے نابغۂ روزگار، فرید دہر، وحید عصر اور ماہر علوم وفنون، مدرس ومحقق، مفسر ومحدث، فقیہ ومتکلم اور مفتی ومناظر بنادیا۔ ان کی اعلیٰ تعلیم وتربیت نے صوفی باصفا وعاشق مصطفیٰ بھی بنادیا۔

مظہر اسلام فیصل آباد پاکستان کے لئے سفر:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے السفر قطعة من العذاب سفر عذاب کا ایک حصہ ہے۔ مگر یہی سفر علم ومعرفت کے حصول کیلئے ہو تو برکت ورحمت اور مغفرت وغفران کا باعث ہے۔ وہ راستہ بھی جنت کا راستہ ہوجاتا ہے جس پر چل کر علم ومعرفت کو حاصل کیا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من سلک طریقاً یلتمس فیہ علماً سھل اللہ لہ طریقاً الی الجنة جو شخص طلب علم میں کوئی راہ چلے گا خدا اس کے لئے بہشت کی راہ آسان کردیگا (صحیح مسلم شریف)۔

ہمارے بزرگوں نے ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے طویل اور دور دراز سفر کئے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلوی نے اپنے چہیتے فرزند صاحب ہمت بلند صدر العلماء حضرت مولانا محمد تحسین رضا خاں قادری کو فرمان رسول پر عمل کرنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا:

> ''تحسین رضا درس حدیث اور صحاح ستہ کی تکمیل کیلئے تمہیں لائل پور (فیصل آباد) پاکستان محدث اعظم شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی مدظلہ العالی کی خدمت میں جانا ہے اور درس حدیث انہیں سے لینا ہے۔ ان کے درس کا جواب نہیں۔'' ۵؎

www.muftiakhtarrazakhan.com

محدث اعظم سے دورۂ حدیث شریف:

صدرالعلماء علامہ محمد تحسین رضا خاں بریلوی والد ماجد کے ارشاد و ہدایت پر سفری صعوبتیں برداشت کرنے کیلئے تیار ہو گئے ہر طرح کی مشقت و تکلیف جھیل کر محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دارالعلوم ''مظہر اسلام'' لائل پور (فیصل آباد) میں داخلہ لیکر دورۂ حدیث شریف میں مشغول و مصروف ہو گئے۔

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رضوی لائل پوری نے تیس سال سے زائد عرصہ تک درس حدیث کی خدمت انجام دی اور مسند حدیث کی زینت رہے۔ آپ کے درس کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، کلام، معانی، منطق و فلسفہ وغیرہ کی تدریس کا پورا ملکہ حاصل تھا۔ جو فن بھی پڑھاتے اسی کے امام معلوم ہوتے۔ آپ کی خصوصیت کو شارح بخاری مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی کی زبانی سنئے:

''حضرت محدث اعظم پاکستان کی ایک خصوصیت یہ بہت اہم تھی کہ آپ جملہ فنون میں پورا پورا ادراک رکھتے تھے۔ جو فن پڑھاتے۔ معلوم ہوتا تھا کہ سب سے زیادہ اسی کے ماہر ہیں۔ اپنی ساری عمر اسی کی تحصیل میں صرف کی ہے۔ ۶''

حضرت محدث اعظم پاکستان کا عام حالات میں انداز تدریس اس قدر جامعیت کا حامل ہوتا کہ طالب علم کے ذہن میں پیدا ہونے والے ہر قسم کے اعتراضات کا جواب اس میں موجود ہوتا۔

جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ آپ کی شان تدریس یوں بیان کرتے ہیں:

''انداز بیان اتنا سلجھا ہوا اور جامعیت متن و شروح کا حامل ہوتا کہ پیچیدہ مسائل کو بڑی سادگی، بے تکلفی اور نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان فرماتے تھے۔ طالب علم کی تسکین ہو جاتی تھی۔ نفس مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا تھا اور انکی تقریر سننے کے بعد سوچے سمجھے اعتراضات خود بخود دفع ہو جاتے تھے۔ ۷''

مولانا مجیب الاسلام رضوی اعظمی نے حضرت محدث اعظم پاکستان کی تدریس کا نقشہ یوں کھینچا ہے

''حضرت جب کسی حدیث پر نقد و نظر، جرح و تعدیل، شرح و بسط فرماتے قلب کا ایک ایک گوشہ، دماغ کا ایک ایک کونہ سراپا توجہ بن جاتا۔ اختلاف مذاہب کی تشریح کے بعد مذہب حنفی کے استدلالات و براہین کی تشریح اس انداز سے فرماتے کہ مسئلہ کا کوئی گوشہ تاریک نہ رہ جاتا۔ ۸''

صدرالعلماء علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں بریلوی اپنے مشفق استاذ محدث اعظم پاکستان کی سیرت و کردار اور درس حدیث کی شان کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''حدیث کا احترام اس درجہ تھا کہ دوران درس کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی معزز و محترم ہو، آتا سلام کرتا تو سلام کا جواب تو ضرور دے دیتے اور ہاتھ سے بیٹھنے کیلئے اشارہ فرماتے مگر اس وقت تک کلام نہ فرماتے جب تک کہ سبق پورا نہ ہو جائے۔ پھر آنے والے کے پاس اتنا وقت ہوتو وہ بیٹھا رہے۔ ورنہ اٹھ کر چلا جائے۔ آپ مطلقاً پرواہ نہ فرماتے۔ دوسرے وقت ملاقات ہوتی، تو فرمادیتے کہ آپ فلاں وقت تشریف لائے تھے، میں حدیث شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

رہا تھا، اس لئے بات نہ کرسکا۔ جو طالب علم عبارت پڑھتا اسے تاکید ہوتی کہ حضور کے نام نامی کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ضرور کہے اور صحابی کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' ضرور کہے اور خود بھی اس کا التزام رکھتے تھے، جیسے ہی نامِ نامی سنتے باآواز بلند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے تاکہ دوسرے طلبہ جو غافل ہوں، انہیں سن کر یاد ہوجائے۔ اگر کہیں حدیث میں آجاتا کہ ضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو خود بھی مسکراتے اور طلبہ سے بھی کہتے کہ ہنسو۔ ہنسنا بھی ہمارے نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۹ ضرورتِ زمانہ کے لحاظ سے ردّ وہابیہ پر زیادہ زور دیتے تھے ورنہ عام طور پر سب ہی باطل فرقوں کا ردّ فرماتے تھے '' ۱۰

جامعہ رضویہ '' مظہر اسلام'' فیصل آباد پاکستان میں رہ کر چھ ماہ کی مدت میں حضرت محدث اعظم پاکستان سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔ حضرت محدث اعظم صحاح ستہ، مؤطا امام محمد اور طحاوی شریف خود پڑھاتے تھے نیز تفسیر وغیرہ کی کتابیں بھی زیر درس رہتی تھیں۔ حضرت صدر العلماء کے دورۂ حدیث شریف کے ساتھیوں میں مندرجہ ذیل نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۱) صاحب زادہ حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی خلف اکبر و جانشین محدث اعظم پاکستان (۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی بانی و سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل ڈربن افریقہ (۳) حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ رضوی عارف والا ضلع ساہیوال (۴) حضرت مولانا شریف احمد رضوی شیخ الحدیث '' مظہر اسلام'' فیصل آباد (۵) حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی مفتی دار الافتاء '' مظہر اسلام'' فیصل آباد (۶) حضرت مولانا حفیظ الرحمن ضلع جج مظفر آباد پاکستان (۷) صاحب زادہ حضرت مولانا محمد غلام جان ہزاروی۔ ۱۱

مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی حضرت صدر العلماء کے ساتھ دورۂ حدیث کرنے اور معقول و منقول کی دیگر کتابیں ساتھ پڑھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے منجھلے صاحبزادے جامع معقول و منقول، کامیاب مدرس، بیدار مغز عالم باعمل، خلیفۂ مفتی اعظم ہند، بڑی دلنواز شخصیت کے مالک ہیں۔ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی کی تکمیل دار العلوم مظہر اسلام و منظر اسلام بریلی میں کی۔ دورۂ حدیث محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد سے لائل پور پاکستان میں پڑھا۔ الہ شرقیہ کے امتحانات الہ آباد بورڈ سے امتیازی حیثیت سے پاس کیے۔ پڑھنے کے زمانہ ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ جتنا پڑھا اس سے کہیں زیادہ پڑھایا۔ مگر پھر بھی نام و نمود سے دور۔ شہرت سے نفور۔ اپنوں اور بیگانوں کے مشکور اور عند اللہ ماجور ہیں۔ باقیات میں تین صاحبزادے (مولانا) حسان رضا خاں، رضوان رضا خاں، صہیب رضا خاں اور ایک صاحبزادی ہیں

راقم الحروف کے لئے یہ باعث شرف ہے کہ وہ محب موصوف کا ہم عمر، ہم مزاج، ہم پیالہ و ہم نوالہ اور دورۂ حدیث کے علاوہ قاضی مبارک وغیرہ بعض کتابوں میں ہم درس رہا ہے۔ آپ سے مؤدت و رفاقت کا سلسلہ اس صدی عیسویں کے پانچویں عشرے سے اب تک جاری ہے تقریباً یہ کہنا صحیح ہوگا ع

www.muftiakhtarrazakhan.com

"یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار گھڑی کی بات نہیں"

الارواح جنود مجندہ کے حدیثی ارشاد کے مطابق اس جہان میں تو اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور رفیق مذکور کی طبع یک گیر محکم گیر سے یہی امید ہے کہ دوسرے جہاں میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

یہ کیفیت اسے ملتی ہے ہو جس کے مقدر میں
مۓ الفت نہ خم میں ہے نہ شیشے میں نہ ساغر میں

❀❀❀

مندرجہ بالا سطور محب گرامی قدر کیلئے صرف واقعاتی ہیں ان میں تعلقات کا کوئی دخل نہیں۔ [۱۲]

مولانا مراتب علی شاہ صاحب کے بارے میں خود صدر العلماء نے ایک موقع پر فقیر نوری کو یادداشت میں لکھایا کہ:

"حضرت مولانا مراتب علی شاہ صاحب میرے بخاری شریف کے ہم سبق ہیں میں نے اور مولانا مراتب علی شاہ صاحب نے حضرت محدث اعظم پاکستان سے بخاری شریف ایک ساتھ پڑھی" [۱۳]

حضرت صدر العلماء نے خداداد ذہانت وصلاحیت اور اپنی علمی لیاقت کی وجہ سے اساتذۂ کرام خصوصاً محدث اعظم پاکستان کی نگاہ میں مکمل اعتماد حاصل کر لیا۔ جس کا اعتراف واقرار خود حضرت محدث اعظم نے اپنے استاذ ومرشد حضور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی کی بارگاہ میں تحریر کردہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں یوں فرمایا:

"عزیزم مولانا تحسین رضا خاں صاحب سلمہٗ کی دستار بندی حضور والا کو مبارک ہو۔ دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں اسباق جوان کے سپرد کیے جائیں ان میں "مشکوٰۃ شریف" ان کے پاس ضرور رکھی جائے اور آئندہ سال "نسائی شریف" اس کے بعد "ابن ماجہ شریف" پھر "مسلم شریف" پھر "ترمذی شریف"۔ جب ہر سال، حدیث کی ایک کتاب پڑھا لیں تو بعد میں "بخاری شریف"۔ خدا چاہے تو اس طرح تدریجاً یہ دورۂ حدیث کے اسباق پڑھا لیں گے۔ حدیث کے سبق کے علاوہ جو اسباق ان کے مناسب ہوں دئے جائیں کل چھ ماہ اس جگہ انہوں نے قیام کیا ہے۔ اگر دو سال یہاں قیام ہو جاتا۔ تو خدا چاہے مزید استعداد اور قابلیت ہو جاتی۔ ماشاءاللہ سمجھ دار ہیں۔ ہوشیار ہیں۔" [۱۴]

اپنے دور کے محدث اعظم کس وثوق واعتماد سے صلاح ومشورہ اپنے استاد ومربی اور شیخ ومرشد کی بارگاہ میں حضرت صدر العلما کے سلسلہ میں پیش کر رہے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو فن حدیث میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ یقیناً حضرت محدث اعظم پاکستان کی پر اعتماد سفارش آپ کی اعلیٰ استعداد وصلاحیت اور انتہائی ذہانت وفطانت کے اعتراف کا کھلا ثبوت ہے۔

مفتی اعظم سے اکتساب فیض:

شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہٗ علم ومعرفت کا سمندر تھے۔ درس نظامی کے جملہ علوم وفنون کے ماہر اور بہتا دریا تھے ع

www.muftiakhtarrazakhan.com

بہتے ہوئے دریا میں ہر ایک کا حصہ ہے:

اس بحر رواں سے ہر ایک بقدر ظرف حصہ پاتا تھا۔ متلاشیان حق اور طالبان علم و معرفت حضرت مفتی اعظم کو جہاں پاتے وہیں اکتساب فیض کرتے خواہ سفر ہو یا حضر، جلسہ ہو یا کانفرنس، محفل عرس ہو یا نذر و نیاز، بزم مسرت و شادمانی ہو یا غم والم کی مجلس۔ گویا آپ ایک چلتی پھرتی درسگاہ و خانقاہ تھے۔ آپ وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس کے لئے کسی مخصوص عمارت و بلڈنگ اور مسند و اسٹیج کے پابند نہ تھے۔ کسی دار العلوم، جامعہ اور مدرسہ کی انتظامیہ یا نواب و راجہ اور رئیس وقت کے ملازم و تبع نہ تھے اللہ نے انھیں خود رئیس بنایا تھا وہ صاحب ثروت اور صاحب علم و فضل، شرف و کرم، جود و سخا، زہد و تقوی، فقہ و افتاء دونوں میں وہ خاندانی وراثتوں کے مالک تھے۔ ان کے والد ماجد امام احمد رضا سے جب رؤسائے نان پارہ نے اپنی مدح میں ایک قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اور اس پر اتنی نذر دینے کی پیش کش کی کہ نسلوں کو کافی ہو تو ارشاد فرمایا:

"کروں مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں"

حضرت مفتی اعظم اپنے والد ماجد کے علوم و فنون کے سچے وارث اور خاندانی وراثتوں کے امین و محافظ تھے بلکہ فکر رضا، عشق رضا اور اعمال و افعال رضا کے پاسبان و ترجمان اور داعی و مبلغ تھے۔ انھوں نے تبلیغ و ارشاد، پند و نصائح، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور درس و تدریس کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ منظر اسلام اور مظہر اسلام کی درس گاہیں ہوں یا فیض الرسول براؤں شریف اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی مسند حدیث —— ہر جگہ فیض بار اور علم و عرفان کے گوہر لٹاتے نظر آتے ہیں۔

"حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را"

(ترجمہ) حسین کو کسی سنگار بناؤ کی ضرورت نہیں وہ جہاں جس حال میں ہو حسین ہے۔

"صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست"

(ترجمہ) صدر جہاں بیٹھے صدر ہی ہے۔

جب دنیا بھر کے طالبان علم و معرفت اس بحر رواں کی فیاض موجوں سے فیضیاب ہو رہے تھے اور بہتے دریا میں غوطہ زن ہو کر گوہر آبدار حاصل کرر ہے تھے تو خاندان رضا کے وہ دور بیں حضرات جو یہ سب کچھ بچشم سر ملاحظہ کرر ہے تھے اور صبح و شام انوار و تجلیات کی بارش دیکھ رہے تھے کیونکر محروم رہتے۔ انھوں نے اس بحر ناپیدا کنار سے خوب خوب گوہر لوٹے، انوار و تجلیات کی بارش میں خوب نہائے اور اپنے کو زیور علم و عمل سے آراستہ و پیراستہ کر کے خوب مالا مال کیا۔

حضرت مفتی اعظم کے بحر علم و معرفت کی فیاض موجوں سے گوہر آبدار حاصل کرنے والوں میں۔ علم و فن کے چڑھتے سورج کی شعاؤں سے اقتباس نور کرنے والوں میں، خاندان رضا کے افراد میں ایک نمایاں نام حضرت صدر العلماء کا بھی ہے۔ پاکستان جانے سے پہلے بھی اور پاکستان سے آنے کے بعد بھی شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے خوب خوب اکتساب فیض کیا۔ اپنے مرشد و مربی اور مشفق و مہربان استاذ سے وہ فیض جلی و خفی پایا کہ دنیا انھیں 'مظہر مفتی اعظم' کے لقب عظیم سے یاد کرنے لگی۔ وہ بے شک و شبہ حضرت مفتی اعظم کے علم و عمل، فکر و عشق، فیضان و عرفان، زہد و تقوی، صبر و توکل، قناعت و استقامت، حق گوئی اور بے باکی، امر بالمعروف، نہی

www.muftiakhtarrazakhan.com

عن المنکر ، درس وتدریس، فقہ وافتاء اور کشف وکرامت میں مظہراتم تھے۔ وہ پیکر علم وعمل، مقبول بارگاہِ الٰہی، محبوب خدا، سچے عاشق رسول اور اللہ کے ولی تھے۔ فکرِ رضا، عشقِ رضا کے پاسبان اور اعمال وافعالِ رضا کے ترجمان تھے انھوں نے پوری زندگی مذہب ومسلک کی حفاظت کی اور دنیا سے بظاہر جاتے جاتے بھی اپنے جلوس جنازہ کے ذریعہ حفاظت کا سامان کر گئے وہ اپنے استاذ ومربی ومرشد حضرت مفتی اعظم سے اکتساب فیض کے سلسلہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) حضرت جبریل امین علیہ السلام کے سلسلہ میں ایک مسئلہ پر غزالی دوراں حضرت علامہ شاہ احمد سعید صاحب کاظمی اور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب علیہما الرحمۃ والرضوان کے درمیان اختلاف ہوا۔ طرفین نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے مگر مسئلہ طے نہ ہوسکا دونوں حضرات نے اپنے اپنے دلائل تحریر کر کے حضرت مولانا مراتب علی شاہ صاحب تلمیذ رشید حضرت محدث اعظم پاکستان کے توسط سے تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی بارگاہ میں بریلی شریف پیش کئے۔ بریلی شریف اس زمانہ میں حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین رضوی دارالافتاء میں کام کرتے تھے۔ وہ تشریف فرما تھے۔

حضرت مولانا مراتب علی شاہ صاحب نے جب طرفین کے دلائل پڑھ کر سنائے تو حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب نے غزالی دوراں کے موقف کی تائید کی۔ ان کی تائید پر حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب نے حضرت محدث اعظم پاکستان کے موقف کی بھرپور ترجمانی کی۔

حضرت مفتی اعظم دونوں کی بحث اور دلائل سنتے رہے مختلف اوقات میں یہ سلسلہ گفتگو تین روز جاری رہا۔ اس کے بعد حضرت مفتی اعظم نے اپنا مفصل جواب تحریر فرما کر حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب کو دیا۔ وہ پاکستان روانہ ہوئے۔ حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب میرے بخاری شریف کے ہم درس ہیں۔ میں نے اور مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب نے حضرت محدث اعظم پاکستان سے ''بخاری شریف'' ایک ساتھ پڑھی ہے۔

(۲) میں نے ''منظر اسلام'' سے فاضل ادب الہ آباد بورڈ کا فارم بھی بھرا تھا۔ فاضل ادب کے امتحانات کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ ایک روز میرے ہاتھ میں فقہ اللغت تھی۔

میں حضرت مفتی اعظم کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ حضرت بالا خانہ پر تشریف فرما تھے میں زینہ سے حضرت مفتی اعظم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت مفتی اعظم زینہ کے کنارے ہی کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت مفتی اعظم نے فرمایا کہ:

> ہاتھ میں کون سی کتاب ہے۔ میں نے عرض کیا حضور فقہ اللغت ہے۔ میں نے زینہ ہی سے کتاب پڑھنا شروع کردی۔ حضرت سے تقریباً ڈیڑھ صفحہ میں نے پڑھا ہوگا کہ مفتی اعظم نے فرمایا:
>
> ''آدمی تو لکھاڑ معلوم ہوتا ہے''

(۳) فتاویٰ عزیزیہ مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان میں اوتار ہنود کے بیان میں ایک عبارت میں نے دیکھی تھی وہ لکھتے ہیں:

''فی الجملہ اوتار ہنود مظاہر حق گشتہ اند''

مجھ سے ملاقات کے لئے حسن اتفاق سے حضرت مفتی اعظم پرانا شہر تشریف لے آئے، میں نے حضرت مفتی اعظم سے حضرت

www.muftiakhtarrazakhan.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت سمجھنے کیلئے کہا کہ انہوں نے فرمایا کہ:

''فی الجملہ اوتار ہنود مظاہر حق گشتہ اند''۔ حضرت مفتی اعظم نے فرمایا: ''خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عبارت میں یہ بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہر چیز مظہر حق ہے''۔[۱۵]

حضرت صدر العلماء قدس سرہٗ کی مذکورہ بالا قلمی یادداشتیں اور ان کے علاوہ بہت سے ملفوظات وارشادات فقیر نوری کے پاس دستخط شدہ مع تاریخ وسن بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ ہیں جن کو حضرت کی مفصل سوانح میں حسب موقع بشرط زیست وصحت وسلامتی آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ صدر العلما سے بے پناہ محبت وشفقت فرماتے تھے۔ صدر العلما کے بارے میں کئی مواقع پر تعریف وتوصیف پرمبنی کلمات ارشاد فرمائے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ: صاحب (استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کا لقب) کے جتنے لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں، باصلاحیت وبالیاقت ہیں، مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں (تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فقیہ اسلام حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہٗ العالی)

ایک مرتبہ حضور مفتی اعظم رکشہ پر بیٹھ کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے ساتھ میں حضرت مولانا حبیب رضا خاں قادری بھی تھے۔ حضرت مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا:

تحسین رضا ''گلِ سرسبد'' ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: جانتے ہو ''گلِ سرسبد'' کیا ہے؟ باغباں پھولوں کی ٹوکری میں سب سے خوبصورت اور پسندیدہ پھول نمایاں طور پر اوپر رکھتا ہے اس پھول کو ''گلِ سرسبد'' کہتے ہیں۔[۱۶]

سبحان اللہ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ: حضرت مفتی اعظم اپنے چمن کے اس ''گلِ سرسبد'' کی علمی لیاقت، اطاعت وفرمانبرداری پر کتنے خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں، کتنی اپنائیت ہے ان جملوں میں اور کتنا پیار ہے ان لفظوں میں، جب کہ مفتی اعظم کی بارگاہ کے حاضر باش افراد آج بھی گواہ ہیں کہ آپ صرف باعمل نیکوکار اور پرہیزگار سے ہی پیار ومحبت فرماتے تھے۔

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی

مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ، پرانا گنج، رامپور۔

---

[۱] ''مدرسہ اکبری'' اکبر حسین خاں بریلوی کی بیوی نے قائم کیا۔ اکبر حسین خاں مالدار، صاحب حیثیت اور ایک چھوٹی ریاست کے نواب تھے۔ ان کی کئی علمی اور ثواب جاری کی یادگاریں باقی ہیں۔ پرانا شہر بریلی میں ایک مسجد تعمیر کرائی۔ جس کا نام اکبری مسجد ہے۔ جو آج کل مرزائی مسجد کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

''مدرسہ اکبری کا'' ثواب جاری آپ کی اہلیہ کی سعی سے ہوا۔ وہ تنہا مدرسہ اکبری کی کفیل تھیں۔ وہ خود بھی دیندار تھیں اور مسلم بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ دیکھنا چاہتی تھیں۔ بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ زوجہ اکبر حسین خاں کی دینداری کے متعلق مفتی حافظ بخش آنولوی لکھتے ہیں۔ مدرسہ اکبری جو اہل خانہ اکبر حسین خاں صاحب مرحوم نے خاص اپنے صرفہ سے جاری کیا ہے۔ اس مدرسہ سے مقدم ہے۔ اگر اور لوگ ان کے حوصلہ عالی کو باوجودیکہ تھوڑی ریاست کی تنہا کفیل تھیں۔ اس کار خیر کا باعث ہوئیں۔ اور دیندار اور

www.muftiakhtarrazakhan.com

بلند ہمتی میں بڑے بڑے رئیسوں اور مردوں سے فائق ہو گئیں۔ اور ان کے شوق اور رغبت کا باعث کہا جائے نہایت بجا ہے۔

(مفتی حافظ بخش آنولوی تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ص ۳۸)

مدرسہ اکبری میں مولانا یعقوب علی بریلوی نے بھی درس و تدریس کا کام انجام دیا ہے مولانا یعقوب علی پرانا شہر بریلی کے رئیس تھے۔ امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں قادری کے ہم عصر تھے۔ عالم و فاضل، حنفی المذھب فقیہ و مفتی تھے۔ فتویٰ نویسی میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اپنے عہد کی مشہور شخصیت تھے۔ مولانا نقی علی بریلوی اور مولانا احسن نانوتوی کے مابین متنازعہ عبارت کی بحث میں غیر جانب دار رہے مگر جھکاؤ مولانا نقی علی خاں بریلوی کی طرف تھا۔ امام احمد رضا محقق بریلوی کے ایک فتویٰ پر آپ کی تصدیق بھی ملتی ہے۔

(مولانا شہاب الدین رضوی۔ مولانا نقی علی بریلوی۔ مطبوعہ ممبئی ص ۷۲۔ ۷۳)۔

۲ محمد مصطفےٰ رضا قادری، مفتی اعظم ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر ۲۸۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۰۔ ۳ قلمی یادداشت فقیر نوری غفرلہٗ

۴ مکتوب صدر الشریعہ بنام مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا بریلوی محررہ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ

۵ محمد تحسین رضا خاں قادری، مولانا، ماہنامہ نوری کرن (محدث اعظم نمبر) مارچ و اپریل، ۱۹۶۳ء، ص ۴۲۔

۶ قلمی یادداشت فقیر نوری غفرلہٗ۔

۷ محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۱، ص ۳۸۸، بحوالہ ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ و اپریل، ۱۹۶۳ء، ص ۳۸۔

۸ محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۱، ص ۳۸۹، بحوالہ ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ و اپریل، ۱۹۶۳ء، ص ۲۸۔ ۹ ایضاً ص ۲۲۔

۱۰ مسرت کے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ انور پر صرف تبسم اور مسکراہٹ آجاتی تھی۔ آپ کا تبسم کھلکھلا کر ہنسنے کی طرح نہ ہوتا تھا صرف دندانِ مبارک کی چمک ظاہر ہوتی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ بھی اسی موقع پر صرف تبسم اور مسکراہٹ کی تاکید فرماتے تھے۔

۱۱ محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۱، ص ۴۰۱، ۴۰۲، بحوالہ ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ و اپریل، ۱۹۶۳ء، ص ۴۲۔

۱۲ مولانا محمد شہاب الدین رضوی جولائی ۲۰۰۵ء میں جب پاکستان گئے تو صدر العلماء کے ہم درس اور ہم سبق علماء کے مذکورہ اسماء معلوم ہوئے۔ یہ تفصیل موصوف نے فقیر نوری سے ۲۰ راگست ۲۰۰۷ء کو بریلی شریف میں ایک ملاقات میں ذکر فرمائی۔

۱۳ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، مولانا، حاشیہ۔ تذکرہ جمیل ص ۲۳۶، ۲۳۷ مطبوعہ بریلی۔

۱۴ قلمی یادداشت فقیر نوری غفرلہٗ۔

۱۵ محمد اجمل رضا قادری، مولانا: حیات صدر العلماء ص ۳۰۔ ۳۱ مطبوعہ ممبئی۔

۱۶ قلمی یادداشت فقیر نوری غفرلہٗ۔ ۱۷ محمد اجمل رضا قادری، مولانا، حیات صدر العلماء، ص ۳۶۔ ملخصاً، مطبوعہ ممبئی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کے اساتذۂ کرام

مولانا محمد رفیق عالم رضوی مصباحی

اس فرش گیتی پر کچھ ایسی ہستیاں بھی جنم لیتی ہیں، جو اپنے تزکیۂ نفس، پاکیزہ سیرت واطوار اور صالح نظریات وافکار کی وجہ سے مرجع خلائق اور مقبول انام ہو جاتی ہیں۔ جن کی کتاب زندگی کا ہر ورق بے داغ اور حیات کا ہر ہر باب تکلف وتصنع سے پاک وصاف ہوتا ہے۔ جن کی عظمت ورفعت دیکھ کر سلاطین زمانہ اور حکام وقت کو بھی رشک آیا کرتا ہے۔ ان کی اتباع واطاعت سعادت دارین کی ضمانت ہوتی ہے۔ ایسی ہی باکمال اور تاریخ ساز شخصیات میں مظہر مفتیٔ اعظم ہند، صدر العلما حضرت تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات والا ہے۔ صدر العلما استاذ زمن حضرت مولانا محمد حسن بریلوی کے پوتے اور حضرت مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کے منجھلے شہزادے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۴ ؍شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۳۰ء محلہ سوداگران میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کرنے کے بعد منظر اسلام میں داخلہ لیا۔ خدا نے آپ کو ذہن ثاقب اور فکر صائب عطا فرمایا تھا۔ ذہانت وفطانت اور افہام وتفہیم میں اپنے ہم سبق ساتھیوں کے مابین ممتاز ومشہور تھے خاندانی فضل وکمال اس پر مستزاد تھا۔ پاکیزہ طبیعت اور حسن سیرت کے حامل تھے۔ غالباً اسی لئے حضور مفتی اعظم نے آپ کی دستار بندی کے موقعہ پر آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور ''عـمـمـتـه بـعـمـامـتـي والبسته بجبتي'' فرما کر آپ نے اپنے ''مظہر اتم'' ہونے کا علما ومشائخ کے درمیان گویا اعلان فرما دیا۔

شخصیت کی تعمیر وتشکیل میں اساتذۂ کرام کی ایک بنیادی حیثیت ہوتی ہے۔ غنچہ وگل کی رعنائی وشادابی باغباں کے حسن عمل کی مرہون منت ہوتی ہے۔ اس زاویے سے صدر العلما کی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ تو آپ کو علم وفن، فضل وکمال، تقویٰ وطہارت اور زہد واتقاء جیسی صفات جمیلہ سے سنوارنے، نکھارنے، والی ایسی ایسی قد آور اور باکمال ہستیاں نظر آتی ہیں، جن کے روحانی فیض اور علمی جلالت کا ایک جہاں معترف ہے۔ آپ کے اساتذہ ذوی الاحترام آسمان علم وفن کے ایسے آفتاب وماہتاب تھے جن کی ضیا بار کرنوں نے شرق وغرب کی وسعتوں کو اجالا کر دیا۔

راقم الحروف کو چوں کہ عنوان ،،صدر العلما کے اساتذۂ کرام،، دیا گیا ہے اس لئے زیر نظر عنوان میں آپ کے اساتذہ کرام کی حیات اور خدمات کے چند گوشے قلم بند کئے جا رہے ہیں۔

حضور مفتی اعظم

صدر العلما کے اساتذہ میں حضور مفتی اعظم ایسے ہی ہیں جیسا کہ ستاروں کے درمیان بدر منیر، آپ کی ذات دنیائے اسلام میں متعارف ومشہور ہے۔ مفتی اعظم کا لفظ دیکھتے، بولتے اور سنتے ہی سطح ذہن میں ایک ایسی ذات کا تصور ابھرتا ہے جو علم وعمل، اخلاص وللّٰہیت، تفقہ وتصوف، تقدس وطہارت، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، انابت واصابت، مروت واخلاق ودیگر گوناگوں خوبیوں کی جامع ہے۔ حضور مفتی اعظم ایسی اعلیٰ مرتبت اور وسیع منزلت ذات کے بیٹھے ہیں جس کا نام جہان عشق ومحبت میں دلوں کی دھڑکن ہے۔ علم وحکمت کے میناروں میں جن کے پھریرے لہرا رہے ہیں، جن کی پاکیزہ اور روح پرور نغموں سے حرم وطیبہ وبغداد بھی گونج گونج اٹھے۔ جن

www.muftiakhtarrazakhan.com

کو دنیا امام احمد رضا کے نام سے جانتی پہچانتی اور مانتی ہے۔

ولادت وخلافت تعلیم وتربیت :۔۲۲ رذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کی صبح بہاراں تھی اور امام احمد رضا اپنے پیر ومرشد سیدنا آل رسول علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عقیدتوں کی سوغات لئے حاضر تھے کہ قطب مارہرہ حضرت نوری میاں نے مسکراتے ہوئے یہ بشارت دی کہ مولانا تمہارے یہاں لڑکا تولد ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت کر کے ساری اجازتیں اور خلافتیں عطا کر دیں۔ اور اس کا نام آل رحمٰن مصطفےٰ رضا رکھا۔ پھر جب بریلی شریف تشریف لائے تو دیکھ کر دعائیں دیں اور آپ کو خاندان برکات کا چشم وچراغ بنالیا۔

اپنے برادر اکبر حجۃ الاسلام اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور علوم عقلیہ ونقلیہ اپنے والد گرامی سے حاصل کئے۔ آپ کے مرشد ربانی اور والد بزرگوار کی نگاہ فیض کا اثر تھا کہ صرف ۱۸ ر سال کی عمر میں آپ کو تمام علوم میں مہارت حاصل ہوگئی اور پھر منظر اسلام میں درس وتدریس کا آغاز فرمایا اور غالباً ۱۳۲۴ھ تک تشنگان علوم کو اپنے دریائے علم وادب اور عرفان وایقان سے سیراب کرتے رہے اور شعور وآگہی، فکر ونظر کے ایسے آبدار موتی لٹاتے رہے کہ جس کی وجہ سے اپنے معاصرین ہی کے نہیں بلکہ عالم اسلام کے مرجع ومقتدا اور معتمد ومستند بن گئے۔

فتویٰ وتقویٰ

مفتی اعظم نے فتویٰ نویسی کا فن امام احمد رضا سے سیکھا۔ اور ۱۸ ر سال کی عمر سے ہی فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ امام احمد رضا نے جب آپ کی ذات میں فتویٰ دینے کی صلاحیت وقابلیت دیکھی تو آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت عطا فرمادی اور ساتھ ہی مہر بنا کر عطا فرمائی۔

صاحب تذکرۂ علمائے اہلسنت رقم طراز ہیں۔ ''۱۸ ر سال کی عمر ہے عنفوان شباب کا زمانہ، کسی کام سے دار الافتاء پہونچے تو دیکھا ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری رضا عت کے ایک اہم استفتا کے جواب کے لئے فتاویٰ رضویہ کی طرف مراجعت کر رہے ہیں بے ساختہ زبان پر آگیا، فتاویٰ رضویہ دیکھ کر جواب لکھتے ہیں؟ ملک العلما نے فرمایا! آپ بغیر فتاویٰ رضویہ دیکھے لکھ دیں تو جانوں؟ یہ سن کر فقاہت نفس موجزن ہو جاتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ دیکھنا تو دور کی بات کسی بھی فتاویٰ کی کتاب کو دیکھے بغیر جواب لکھ دیا۔ اصلاح کے لئے امام احمد رضا کی بارگاہ میں پیش ہوا وہ امام احمد رضا جن کے متعلق علماء عرب کا فیصلہ ہے: ''لو راٰہ الامام ابو حنیفۃ لجعلہ فی اصحابہ''۔ امام احمد رضا اس میں اصلاح کی گنجائش نہیں پاتے ہیں صح الجواب بعون اللہ العزیز الوہاب لکھ کر تصدیق فرماتے ہیں اور خوش ہو کر پانچ روپے انعام دیتے ہیں پھر ابو البرکات محی الدین جیلانی محمد عرف مصطفےٰ رضا کی مہر بنوا کر عطا فرماتے ہیں،،

فقہ میں مفتی اعظم کا درجہ بلند تھا اور خدا نے آپ کو تفقہ فی الدین سے حظ وافر عطا فرمایا تھا۔

قاضی شمس الدین مصنف قانون شریعت لکھتے ہیں۔ ''فقہ کا اتنا بڑا ماہر اس زمانے میں کوئی دوسرا نہیں''

علمائے کرام نے افتا کے لئے جن خصوصیات وشرائط کا ہونا ضروری قرار دیا ہے بلاشبہ مفتی اعظم میں وہ ساری خصوصیات بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ اسی لئے محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے ایک فتویٰ کی تصدیق میں برجستہ تحریر فرمایا۔ ''ھذا قول العالم المطاع وما علینا الا الاتباع'' آپ کے فتاویٰ میں تحقیق وتدقیق ومقصود ومطلوب کو دلائل اور براہین ساطعہ سے اثبات، آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ سے استنباط مسائل کا حسن اسلوب یہ سب کچھ ''الولد سر لابیہ'' کا منظر پیش

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرتا ہے۔آپ کے فتاوی کے دلائل، طرز استدلال اور اسلوب بیان پر حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مصنف قانون شریعت نے یوں تبصرہ فرمایا ہے۔

"فتاوی مصطفویہ کا بنظر غائر جائزہ لیجئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا تبحر علمی فقیہانہ بالغ نگاہی طرز استدلال اور طرق استنباط کی داد دینی پڑتی ہے آپ جزئیات کے استنباط اور طرق استدلال میں ان تمام جہات اور اصول کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک بالغ نگاہ فقیہ کے لئے ضروری ہے اور یہ بلند مقام آپ کو اپنے والد محترم امام احمد رضا قدس سرہ کے فیض محبت سے حاصل ہوا۔

بلاشبہ مفتی اعظم ہند مفتی اعظم عالم تھے۔ان کا فتوی دوسرے مفتیوں کے فتاوی کی دلیل ہوتا تھا ان کا قول دوسرے اقوال میں حرف آخر اور سند قوی ہوتا تھا۔

حضور مفتی اعظم کی ذات علم و عمل، اخلاص وللہیت، تقوی وطہارت، تزکیۂ ونفاست اور گوناگوں صفات حمیدہ کی جامع تھی، لیکن ان میں تقوئی اور فتاوی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔۔ان کا تقوی ضرب المثل اور فتوی دلیل فقہ بن گیا ہے ان کی حیات کا ہر ہر لمحہ سنت رسول کا آئینہ دار تھا۔

حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب دامت برکاتہم القدسیہ فرماتے ہیں: میں نے مفتی اعظم ہند کو زندگی کے تمام شعبوں میں دیکھا ہے۔مگر ہر جگہ ہر وقت سنت رسول ﷺ کے مطابق پایا۔

حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کے فتوی وتقوی کی نرالی شان پر کیا ہی خوب تبصرہ فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

"آجکل دنیا میں جن کا فتوی سے بڑھ کر تقوی ہے ایک شخصیت مجدد مأتہ حاضرہ کے فرزند دلبند کا پیارا نام مصطفےٰ رضا ہے جو بے ساختہ زبان پر آتا ہے اور زبان اس سے بے شمار برکتیں لیتی ہے"

سادات کچھوچھہ ہی کی ایک عبقری شخصیت منفرد المثال ذات حضرت علامہ سید مدنی میاں دامت برکاتہم القدسیہ نے آپ کے حزم واتقا، طہارت و پاکیزگی، بلندی کردار اور حسن سیرت کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

"بخاری ومسلم کا سننے والا جس یقین واذعان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے رسول کریم علیہ السلام کے اقوال سنے، اسی یقین و اذعان کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ کہے ہم نے رسول کریم ﷺ کی چلتی پھرتی سچی تصویر دیکھی"۔

بلاشبہ حضور مفتی اعظم اپنے وقت کے مفتی اعظم عالم تھے۔

مفتی اعظم کا عشق رسول

یوں تو ہر مومن کو اپنے نبی سے محبت اور عشق ہوتا ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر ایمان کا وجود متصور نہیں ہوتا، عشق رسول ایمان کا جز ہے بلکہ ایمان کی جان ہے۔امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان نے فرمایا تھا۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ — انسا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

مفتی اعظم کا عشق رسول مثالی تھا ان کا عشق فنافی الرسول کے درجہ تک پہونچ گیا تھا۔ان کی صبح وشام اور کتاب زندگی کا ورق ورق عشق رسول کا آئینہ تھا۔ان کا عشق تو یہ کہتا تھا کہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

حبیب خدا کا نظارا کروں میں	دل و جان ان پر نثارا کروں میں
تری کفش پا یوں سنوارا کروں میں	کہ پلکوں سے اس کو بہارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروروں	ترے نام پر سب کو وارا کروں میں
خدا ایک پر ہو تو ایک پر محمد	اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں
ترا ذکر لب پر خدا دل کے اندر	یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں
میرا دین وایماں فرشتے جو پوچھیں	تمہاری ہی جانب اشارا کروں میں

وہ مجسم عشق مصطفیٰ تھے۔ان کی نشست و برخاست، رفتار و گفتار، چلنا پھرنا سونا جاگنا ان کے ہر ہر قول وفعل سے عشق مصطفیٰ ہی ظاہر ہوتا تھا۔وہ عشق مصطفیٰ میں ایسا دیوانہ تھے کہ ہزار ہا فرزانگیاں اس پر قربان ہو جائیں،آل رسول نے خود ان کے عشق کا اعتراف کیا اور انہیں مجسم عشق مصطفیٰ کہا۔حضرت سید اظہار اشرف صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔

''حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف کے نگار خانۂ عشق مصطفیٰ کی ایک نورانی تصویر تھے،اس پیکر نوری کو دیکھنے والوں کو ان کی خوش بختی مبارک ہو۔جنہوں نے عشق مصطفیٰ کو مصطفیٰ رضا کے جسد اطہر کی صورت میں چلتے پھرتے دیکھ لیا،عشق مصطفیٰ مجسم ہو کر مصطفیٰ رضا ہو جائے،اس میں حیرت کی کیا بات ہے،یہ اس درسگاہ عشق ومحبت کے تربیت یافتہ تھے جہاں کا ذرہ ذرہ نشۂ عشق میں سرشار مخمور رہا،جب ذروں کا یہ حال ہے تو اس ساقی میکدۂ حب رسول کے نورالعین کا کیا عالم ہوگا جس ساقی کو آج پورا عالم اسلام امام احمد رضا کے نام سے جانتا پہچانتا ہے''

سادات کرام سے بے پناہ عقیدت ومحبت اور ادب واحترام کے واقعات مفتی اعظم کے عشق مصطفیٰ اور فنافی الرسول ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔

حضرت سید شاہ اجملی نے آپ کے عشق نبوی پر یوں اظہار خیال فرمایا ہے''سادات کرام کا وہ جس جذبہ سے استقبال کرتے تھے،جس محبت سے ملتے تھے اب شاید اسکی نظیر نہ مل سکے،عشق نے ہی حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کو بریلی کی سرزمین سے اٹھا کر شہرت کے آسمان پر چمکا دیا۔اور عشق رسول واولاد رسول ہی نے حضرت مولانا مصطفےٰ رضا علیہ الرحمہ کو وہ شہرت دوام عطا کی جو مشکل سے ہی کسی کو ملتی ہے''

یقیناً میرے مرشد گرامی اور صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے شہرۂ آفاق استاد مفتی اعظم ہند مصطفےٰ جان رحمت کے عاشق اعظم تھے۔ایسے لائق وفائق استاد نے اپنے تلمیذ ارشد کو نہ جانے کیا کیا عطا کیا ہوگا۔یقیناً مفتی اعظم نے صدر العلما علیہ الرحمہ کو علم وعمل،زہد وتقوی،مروت واخلاق،تقدس وپاکیزگی،متانت وسنجیدگی،جرأت ودلیری،حق گوئی وحق شناسی،حسن صورت وسیرت،حب نبوی،عشق مصطفوی سب کچھ عطا کیا اس لئے آج عوام وخواص ان کو''مظہر مفتی اعظم''کے نام سے جانتے اور مانتے ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

تصانیف و حواشی

حضور مفتی اعظم کی زندگی کا بیشتر حصہ خلق خدا کی خدمت ،فتویٰ نویسی، سلسلۂ ارادت وبیعت ودیگر دینی امور میں صرف ہوا،اس کے باوجود ملت اسلامیہ کو اپنی تصنیفات وحواشی کا گرانقدر ذخیرہ بھی عطا فرمایا ہے۔ان میں کچھ زیور طباعت سے آراستہ ہیں اور کچھ تشنۂ طباعت ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱)اشد الباس علی عابدالخناس (۲)وقعات السنان فی حلق المسماة بسط البنان (۳)الکاوی فی العادی و الغاوی(۴)القشم القاصم للداسم القاسم(۵)نور الفرقان بین جندالاله و احزاب الشیطان (۶)الرمح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی(۷)وقایة اهل السنة عن مکر دیوبند والفتنة (۸)الهی ضرب به اهل الحرب (۹)ادخال السنان الی الحنک الحلق بسط البنان (۱۰)نهایة السنان(۱۱)صیلم الدیان لتقطیع حبالة الشیطان(۱۲)سیف القهار علی عبدة الکفار(۱۳)نفی العار من معائب المولوی عبدالغفار(۱۴)النکتة علی مراة کلکتة(۱۵)مقتل کذب وکید (۱۶)مقتل ؛کذب واجهل(۱۷)الموت الاحمر علی کل النجس الاکفر (۱۸)الملفوظ (۱۹)الطاری الداری لهفوات عبد الباری(۲۰)القول العجیب فی جواب التثویب(۲۱)طرف الهدی والارشاد الی احکام الامارة و الجهاد (۲۲)حجة واهرة بوجوب الحجة الحاضرة(۲۳)القسورةعلی ادوار الحمر الکفرة(۲۴)سامان بخشش (۲۵)فتاوی مصطفویه(۲۶)شفاء العی فی جواب سوال بمبئی(۲۷)تنویر الحجة بالتواء الحجة(۲۸)وهابیه کی تقیه بازی (۲۹)مسائل سماع(۳۰)الحجة الباهرة (۳۱)نور العرفان(۳۲)داڑھی کا مسئلہ (۳۳) هشتادبید و بندبر مکائدديوبند(۳۴)طردالشیطان(۳۵)مسلک مرادآباد پر معترضانہ ریمارک(۳۶)کانگریسیوں کارد(۳۷)کشف ضلال دیوبند(۳۸)حاشیه فتاوی رضویه جلداول (۳۹)حاشیه فتاوی رضویه جلد سوم (۴۰)حاشیه فتاوی رضویه جلدچهارم (۴۱)حاشیه تفسیرات احمدی(۴۲)حاشیه فتاوی عزیزیه .

وصال

آپ کا وصال ۱۴؍محرم ۱۴۰۲ کو ہوا۔اور مندرجہ شعر کے مصرع اول۔سے اپنی وصال نکالی۔

کہ ہوا ہے خاتمہ ایمان پر ترانوری (۱۴۰۲ھ) جبھی ہیں خلد کے حور وقصور آنکھوں میں

حضرت صدرالشریعه

حضرت صدرالعلما علیہ الرحمہ کے شہرۂ آفاق اساتذہ کرام میں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی بھی ہے شاگرد جب طباع وذہین ہوتا ہے تو بلا اختیار استاذ کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔اوران کی نظر میں محبوب بن جاتا ہے۔صدرالعلما علیہ الرحمہ بھی ذہین وطباع تھے خدا نے آپ کو ذہن ثاقب اورنظر صائب عطا فرمایا تھااس پر مستزادیہ کہ آپ خاندان اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھے۔اس لئے صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمہ آپ کی طرف زیادہ توجہ دیتے اور آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔

ولادت وتعلیم

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کے اندازے کے مطابق آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ کو گھوسی اعظم گڑھ کے ایک دینی گھرانہ میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے دادا مولانا میاں جی خدا بخش صاحب اور مدرسہ ناصر العلوم میں مولوی الہی بخش سے حاصل کی۔۲رشوال ۱۳۱۴ھ کو جون پور تشریف لائے اور مولانا ہادی حسن صاحب اور مولانا صدیق کی خدمت میں چند دنوں تعلیم حاصل کی لیکن استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب نے آپ کی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اپنے حلقۂ درس میں شامل کرلیا۔

حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی رقم طراز ہیں۔

حضرت استاذ الاساتذہ کی نکتہ شناس نگاہوں نے اس گوہر نایاب اور گدڑی کے لعل کی فطری صلاحیتوں کو بہت جلد بھانپ لیا اور خلاف عادت شرح تہذیب وقطبی ہی سے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنے حلقۂ درس میں شامل کرلیا اور خصوصی توجہ مبذول فرمانے لگے،حضرت مولانا سلیمان اشرف بہاری مرحوم (پروفیسر دینیات علی گڑھ یونیورسٹی) کا بیان ہے کہ حضرت استاذ الاساتذہ یوں تو عام طلبہ پر عنایت فرماتے تھے،لیکن تین اشخاص مولانا محمد صدیق مولانا محمد امجد علی،سلیمان اشرف پر خاص الخاص نظر کرم تھی،چاہتے تھے جو کچھ میرے سینے میں ہے نکال کر ان تینوں کو بخش دوں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو مدرسہ حنفیہ کے تمام طلبہ میں ایک خصوصی امتیاز یہ بھی حاصل تھا کہ ملاحسن وغیرہ متوسطات کتب کے بہت سے اسباق حضرت استاذ الاساتذہ نے آپ کے سپرد فرمادئے تھے۔

استاذ الاساتذہ سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے اس تلمیذ ارشد کو پیلی بھیت حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھیجا،اور آپ کا شاندار تعارف کراتے ہوئے تحریر فرمایا۔

،،میں اپنا ایک مخصوص طالب علم آپ کے پاس بھیجتا ہوں،اس کی تعلیم وغیرہ میں آپ پوری توجہ فرمائیں،،

حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کے ایک ماہر استاذ تھے خصوصاً فن حدیث میں اپنے وقت کے امام تھے،صحاح ستہ اور دوسری کتب حدیث پر آپ کی تعلیقات وحواشی بھی ہیں۔

صدر الشریعہ اپنی بے پناہ استعداد وصلاحیت کی وجہ سے آپ کی توجہات کے مرکز بن گئے۔محدث سورتی نے آپ کو شب وروز پڑھایا یہاں تک کہ سفر وحضر میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔آپ نے اپنے اس لائق وفائق تلمیذ کی قابلیت وصلاحیت کا اس طرح اظہار فرمایا۔

،،مجھ کو ساری عمر میں ایک ہی طالب علم ملا ہے جو محنتی بھی ہے اور سمجھدار بھی۔اور علم سے شوق اور دلچسپی رکھتا ہے،۔

صدر الشریعہ پیلی بھیت میں صحاح ستہ،موطاء امام محمد،کتاب الاثار،شرح معانی الاثار،مسند امام اعظم وغیرہا کتابیں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

درس وتدریس

مدرسہ اہل سنت پٹنہ جو اس وقت اہل سنت وجماعت کی عظیم درسگاہ تھی۔اور بڑے بڑے ذی استعداد علما اس میں پڑھا رہے تھے۔وہاں کے عہدۂ صدارت کے لئے حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ نے آپ کا انتخاب فرمایا،اور وہاں تشنگان علوم کو اپنے دریائے علم وفن سے

www.muftiakhtarrazakhan.com

سیراب کرتے رہے۔اور دیکھتے ہی دیکھتے ارباب علم ودانش اور صاحبان شعور وآگہی کے معتمد و مستند بن گئے۔

امام احمد رضا سے ملاقات:: مدرسہ اہل سنت پٹنہ کے مہتمم وسربراہ مولانا قاضی عبدالوحید سے اعلیٰ حضرت کو بہت محبت تھی۔جب آپ بیمار ہو گئے تو اعلیٰ حضرت اور محدث سورتی علیہما الرحمہ آپ کی عیادت کے لئے پٹنہ تشریف لے گئے۔حضرت مولانا قاضی عبدالوحید صاحب کی یہ خوش نصیبی اور قسمت کی بلندی تھی کہ ان کا انتقال اعلیٰ حضرت محدث سورتی کے سامنے ہوا۔اعلیٰ حضرت نے ہی نماز جنازہ پڑھائی اور محدث سورتی نے قبر میں اتارا۔اسی موقع پر حضرت صدر الشریعہ کی ملاقات اعلیٰ حضرت سے ہوئی۔

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی تحریر فرماتے ہیں:"چنانچہ ان دونوں بزرگوں ہی کی موجودگی میں قاضی صاحب مرحوم نے وفات پائی اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی اور محدث سورتی علیہ الرحمہ نے قبر میں اتارا اور ایک مشہور بزرگ کے آستانہ کے قریب مدفن کی جگہ ملی اسی موقع پر صدر الشریعہ کو پہلی بار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔اور اعلی حضرت قدس سرہ العزیز کی نظر کیمیا اثر پہلی ہی نگاہ میں اپنا کام کر گئی اور دینی وروحانی مودت ومحبت کے اس شجر کی جس کا تناور وبار آور ہونا ازل سے مقدر تھا،داغ بیل پڑ گئی ایک کشش پیدا ہوئی اور بے اختیار حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا قلب مائل ہو گیا اور اپنے استاذ محترم حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مشورہ سے سلسلہ قادریہ میں اعلی حضرت قدس سرہ العزیز کے حلقہ بگوش بن گئے"

مدرسہ اہل سنت پٹنہ کے علاوہ اجمیر اور بریلی اور دوسرے مدرسوں میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔اور ان میں صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہے۔

بارگاہ مرشد میں حاضری

مدرسہ اہل سنت پٹنہ سے مستعفی ہوکر دوسال لکھنؤ میں آپ نے قیام فرمایا،اور علم طب حاصل کیا،اور مطب میں مشغول ہو گئے۔آپ کے شہرۂ آفاق استاذ حضرت محدث سورتی کو اس سے بڑا قلق ہوا۔اور جب ۱۹۲۳ء میں صدر الشریعہ بریلی شریف اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے روانہ ہوئے۔تو محدث سورتی علیہ الرحمہ نے اعلی حضرت علیہ الرحمہ کو خط لکھا اور تحریر فرمایا۔

جس طرح ممکن ہو آپ اس شخص کو خدمت دین وعلم کی طرف متوجہ کیجئے۔اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے حضور صدر الشریعہ سے ارشاد فرمایا"آپ یہاں قیام کیجئے اور جب تک کہ میں نہ کہوں یہاں سے نہ جایئے" تقریبا تین مہینے آپ نے یہاں قیام فرمایا اور اس دوران اعلی حضرت سے علمی استفادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ رمضان المبارک قریب آگیا اور اجازت لیکر آپ گھوسی تشریف لائے۔وقت رخصت اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:"جایئے۔لیکن جب کبھی میں بلاؤں تو فوراً چلے آئیگا"۔

وطن مالوف واپس آکر مطب میں مشغول ہو گئے کہ اس درمیان اعلی حضرت نے آپ کو بریلی شریف بلا لیا۔تعلیمی خدمات کی ذمہ داری آپ کو سونپ دی آپ نے بریلی شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور اعلی حضرت کے معتمد بن گئے اور جب تک بریلی شریف میں آپ کا قیام رہا۔دینی وتعلیمی خدمات میں مصروف رہے۔حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ آپ سے بہت متأثر تھے۔اور فرمایا کرتے تھے کہ صدر الشریعہ نے بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا۔

علامہ غلام جیلانی اعظمی فرماتے ہیں:"۱۳۷۶ھ کا زمانہ تھا جب کہ میں دارالعلوم مظہر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیتا تھا اتفاقاً ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی خدمت میں مجھے حضوری کا شرف حاصل ہوا،اس مجلس میں ایک صاحب نے حضرت

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا تذکرہ فرمایا اتنے میں مفتی اعظم صاحب قبلہ چشم پر آب ہو گئے اور فرمانے لگے "صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنا کوئی گھر نہیں بنایا بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا، وہ صاحب اثر بھی تھے اور کثیر التعداد طلبہ کے استاذ بھی وہ چاہتے تو باسانی کوئی ذاتی دار العلوم ایسا کھول لیتے جس پر وہ تنہا قابض رہتے مگر ان کے خلوص نے ایسا نہیں کرنے دیا"

فقہ میں آپ کا ممتاز مقام: صدر الشریعہ علیہ الرحمہ یوں تو تمام علوم وفنون میں ماہر تھے لیکن فقہ میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا بہار شریعت اس پر واضح دلیل ہے یقیناً امام احمد رضا خاں کی چشم عنایت نے آپ کو فقہ وافتاء کا ماہر و کامل بنا دیا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: "آپ موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پائیگا"

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں امجد علی کو تمام فنون میں کافی دسترس حاصل ہے اور فقہ میں تو ان کا پایہ بہت بلند ہے"۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ان تاثرات کی روشنی میں آپ کے فقہ و تفقہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے یقیناً وہ کامل فقیہ تھے اور فقہ میں انہوں نے بام عروج کی منزلیں طے کر لیں تھیں۔

مشائخ و اکابر اہل سنت کے تأثرات و اعترافات

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی علمی جلالت اور فقہی بصیرت پر اہل سنت و جماعت کے مشائخ واکابر نے اس طرح تأثر پیش فرمایا۔

محدث سورتی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔"مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے"

علامہ ہدایت اللہ رامپوری فرماتے ہیں "شاگرد ایک ہی ملا وہ بھی بڑھاپے میں"

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "مولانا امجد علی صاحب جوابات دے رہے تھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک دریائے ذخار ہے جو موجیں مار رہا ہے"

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"یہ اعلیٰ حضرت کے احب الخلفاء ہیں"

ملک العلما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب پھر حضرت صدر الافاضل کا ارتحال سنی دنیا میں غم کی بات ہے"

حضرت مبلغ اسلام فرماتے ہیں: "بہار شریعت جیسی جامع کتاب تالیف فرما کر مسلمانان ہند پر احسان فرمایا۔

حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "حضرت مولانا امجد علی قادری مدظلہ نے خوب تحقیق انیق فرمائی ہے"

حضور تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "اگر یہ یہاں سے چلے گئے تو علم کی بہت بڑی دولت ہم لوگوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی۔

مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی فرماتے ہیں: "جس کو مدرس کہتے ہیں وہ ہندوستان میں چار پانچ سے زائد نہیں، ان میں سے ایک مولوی امجد علی صاحب ہیں۔

سید احمد ابن اشرفی میاں فرماتے ہیں: "یہ علمی کی لائبریری ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر الشریعہ کی قلمی خدمات

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی درس وتدریس فتویٰ نویسی و دیگر امور دینیہ کی خدمات کے علاوہ چند ایسی اہم قلمی خدمات بھی ہیں جو آپ کی فقاہت وافتاء اور جملہ علوم وفنون پر ماہر ہونے کی بین دلیل ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱) بہار شریعت

(۲) فتاویٰ امجدیہ

(۳) شرح معانی الآثار پر عربی حاشیہ

(۴) ترجمۂ کنز الایمان کی کتابت

ان میں بہار شریعت اسلامیات کا ایک انسائکلو پیڈیا ہے بظاہر وہ ایک کتاب ہے حقیقت میں وہ سیکڑوں کتابوں کا مجموعہ ہے، اردو میں فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف ہے جو آپ کی فقہی بصیرت اور علمی جلالت کا کھلم کھلا ثبوت ہے، انہیں گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے اعلیٰ حضرت نے آپ کو صدر الشریعہ کا عظیم لقب عطا فرمایا اور بریلی شریف کے دار القضا کا قاضی اور اپنا وکیل بالبیعت مقرر فرمایا۔

بالآخر علم وفن کا یہ آفتاب ۲ رذی القعدہ ۱۳۶۷ھ کو غروب ہوگیا لیکن اس کی ضیا بار کرنوں سے آج بھی عالم اسلام منور وتاباں ہے۔

محدث اعظم پاکستان

صدر العلماء کے شہرہ آفاق اساتذہ میں حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد چشتی قادری محدث اعظم پاکستان کی ذات گرامی ہے۔۲۲ رتمبر ۱۹۰۳ء میں پنجاب میں ضلع گورداسپور کے ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو شرافت ودیانت، پرہیز گاری وتقوی اور عبادت وریاضت میں اپنے علاقے میں مشہور تھے۔

تعلیم وتدریس خلافت واجازت

آپ نے میٹرک تک کی تعلیم مکمل کر لی تھی اور 'F'A' کے امتحان کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے اسی درمیان انجمن حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تشریف آوری ہوئی۔ محدث اعظم پاکستان نے آپ کے چہرۂ نور بار کو دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گئے۔ اور پھر آپ کا نورانی خطاب سن کر فریفتہ ہوگئے بعد اختتام جلسہ ملاقات کی اور بیتابی شوق میں عرض کیا۔ حضور میں آپ کے ساتھ بریلی شریف جانا چاہتا ہوں اور دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضور حجۃ الاسلام نے خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کا عریضہ شوق قبول فرمالیا اور آپ بریلی شریف آکر حصول تعلیم میں مشغول ہوگئے۔ حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم جیسی عبقری شخصیتوں کے گلستاں علم وفن سے گل چینی کرتے رہے اور پھر جامعہ معینیہ اجمیر شریف میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے تقریباً آٹھ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ان جلیل القدر اور شہرہ آفاق اساتذہ کرام کی نگاہ لطف ناز نے آپ کو علوم عقلیہ ونقلیہ کا تاجدار بنادیا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''پھر تو بحر العلوم کے پاس گئے اور خود بحر العلوم ہوگئے''

مولانا فضل حق رام پوری نے جب طلبۂ مدرسہ معینیہ کا سالانہ امتحان لیا تو نتائج کا اعلان کرتے ہوئے اپنا یہ تاثر تحریر فرمایا۔

''جیسے طلبہ یہاں موجود ہیں پورے ہندوستان کے مدارس میں ایسے طلبہ موجود نہیں'' اس امتحان میں آپ نے امتیازی پوزیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

حاصل کی تھا۔اور خود حضرت صدر الشریعہ نے آپ کے علم وفضل کا بایں الفاظ اعتراف فرمایا۔

''میری زندگی میں دو ہی با ذوق پڑھنے والے ملے ۔ایک مولوی سردار احمد تھے اور دوسرے حافظ ملت'' حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جن کی جلالت علمی اور کمال تقوی کا ایک زمانہ معترف ہے اپنے اس شاگرد رشید کے علمی کمال پر اس طرح تاثر کا اظہار فرمایا۔

اگر چہ مولانا سردار احمد صاحب کو میں نے پڑھایا مگر آج وہ اس قابل تھے کہ مجھے پڑھاتے ۔مفتی اعظم کا یہ قول اگر چہ کمال انکساری کا نمونہ ہے تاہم محدث اعظم پاکستان کے تبحر علمی پر پختہ اور بین ثبوت ہے۔

محدث اعظم پاکستان نے منظر اسلام بریلی شریف میں تقریباً پانچ سالوں تک تدریسی خدمات انجام دیں ۱۳۵۲ھ میں منظر اسلام میں مدرس دوم کے عہدے پر آپ کا تقرر ہوا تھا اس زمانہ میں حضرت صدر الشریعہ یہاں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے حضرت صدر الشریعہ کے یہاں سے چلے جانے کے بعد آپ ہی کو یہ عہدہ جلیلہ عطا کیا گیا۔اور جب ۱۹۳۷ء کو مظہر اسلام قائم ہوا تو یہاں ۱۹۴۷ء تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور ہزاروں تشنگان علوم کو اپنے علم وفن کے دریا سے سیراب کرتے رہے۔جب پاکستان کا وجود ہوا تو ۱۹۶۲ء تک جامعہ رضویہ فیصل آباد میں درس حدیث میں ہمہ تن مصروف رہے ہند و پاک میں آپ کے کثیر تلامذہ ہیں ان میں فضل وکمال کے آفتاب و ماہتاب بھی ہیں، ارباب خانقاہ وتصوف بھی ہیں اصحاب درس وتدریس بھی ہیں، فقہ وافتاء کے تاجدار بھی ہیں میدان مناظرہ کے شہسوار بھی ہیں، ارباب قلم وصحافت بھی ہیں اور صاحبان فکر وخطابت بھی ، اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے خزاں رسیدہ ماحول میں بھی علم وفضل کا گلستاں آباد کر دیا۔

۱۹۴۷ء میں تعطیل کلاں گذارنے کے لئے گورداس پور جب تشریف لے گئے تو ملک کی تقسیم ہوگئی فسادات کا سلسلہ چل پڑا جب حالات کچھ سنبھلے تو بریلی شریف آکر درس حدیث میں مشغول ہو گئے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہ چل سکا۔

مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما حضرت تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''ابتدائی دور میں دونوں ملکوں کے درمیان پاسپورٹ کی پابندی نہ تھی اہل وعیال کو پاکستان چھوڑ کر پھر ایک مرتبہ بریلی شریف آئے آپ کے آتے ہی طلبہ بھی جمع ہو گئے اور تعلیم شروع ہوگئی اسی زمانہ میں میں نے آپ سے شرح عقائد کے کچھ اسباق پڑھے تھے مگر یہ سلسلہ زیادہ نہ چل سکا جلد ہی آپ کو پاکستان جانا پڑا، آپ کو گئے ہوئے کچھ عرصہ گذرا ہوگا کہ حکومت نے پرمٹ کی پابندی لگا دی جو بعد میں پاسپورٹ کی شکل میں باقی رکھی گئی آپ نے جب اپنے آنے میں دشوریاں دیکھیں تو وہیں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

محدث اعظم پاکستان کو جملہ علوم وفنون میں مہارت تھی حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ جملہ علوم وفنون میں پورا پورا درک رکھتے تھے جو فن پڑھاتے معلوم ہوتا تھا کہ سب سے زیادہ اسی کے ماہر ہیں، اپنی ساری عمر اسی کی تحصیل میں صرف کی ہے۔

تدریس حدیث میں آپ کا انفرادی مقام: یوں تو آپ کو تمام علوم عقلیہ ونقلیہ پر دسترس حاصل تھی، لیکن فن حدیث میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔درس حدیث کا انداز آپ کا نرالا تھا۔

مولانا سید زاہد علی خطیب جامع مسجد فیصل آباد لکھتے ہیں:'' جب آپ حدیث کا درس دیتے تو رسول اکرم ﷺ کی مجلس یاد آجاتی

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ فنافی الرسول تھے اور یہ مقام آپ کو حاصل تھا"

اسی طرح مولانا معراج الاسلام پرنسپل جامعہ غوثیہ لکھتے ہیں:

"آپ کے طالب علم کے اندر یہ خصوصیت پیدا ہو جاتی تھی کہ وہ یوں محسوس کرتا جیسے عشق و محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس کے سینے میں سما گیا ہے اور وہ جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر علم و فضل کے عرش کمال تک پہنچ گیا ہے۔

حضرت مفتی شریف الحق صاحب فرماتے ہیں۔

"میں نے ۶۲۔۱۳۶۱ھ میں دورۂ حدیث پڑھا میرے ساتھ بیس طلبہ اور تھے جن میں افغانی طالب علم دو تھے جو دیوبند سہارن پور اور دہلی وغیرہ سے دورۂ حدیث پڑھ کر آئے تھے ان ہی میں ایک طالب علم عبدالوہاب نام کے تھے یہ پانچ جگہ دورۂ حدیث پڑھ کر سندیں لیکر آئے تھے، یہ قدرے ذہین اور سمجھدار تھے اکثر وہابیوں میں پڑھنے کیوجہ سے تو ھب بھی تھا بہت قادر الکلام تھے، اسباق شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد میں نے دریافت کیا آپ تو گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکے ہیں بتایئے یہاں اور دوسری جگہوں میں کیا فرق ہے۔ جواب دیا شروع شروع میں ہر جگہ جوش وخروش ہوتا ہے وہ یہاں بھی ہے لیکن دوسری جگہ خاص خاص جگہ جوش وخروش ہوتا ہے اور یہاں نقطہ نقطہ پر علم کا دریا بہار ہے ہیں اب تک ہم اندھیرے میں تھے اب آنکھیں کھلیں وہابیت سے بالکل بیزار ہو گئے فن حدیث میں تبحر کمال دیکھ کر علما کرام نے آپ کو محدث اعظم کا لقب دیا۔

کتب احادیث پر تعلیقات وحواشی اور تصنیفات:۔ متعدد کتب حدیث میں آپ کی تعلیقات وحواشی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک اقتباس زینت قرطاس کیا جاتا ہے۔

نوافل کی ادائے گی اوقات مکروہہ کے علاوہ جو وقت بھی ہو ادا کی جا سکتی ہے۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۱۵۹) کی حدیث کے آخری کلمات نبویہ اس طرح ہیں "لا امنع احدا ان صلی فی ایّ ساعة شاء من لیل او نہا ر غیر ان یتحیر واطلوع الشمس ولا غربھا" محدث اعظم پاکستان خط کشیدہ حدیث پاک کے اس جملے سے تیجہ، دسواں، چہلم، گیارہویں، جلسہ میلاد نبوی ودیگر امور مستحبہ کے لئے تعیین اوقات کا جواز ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"فالحاصل ان تعیین الوقت للامر المستحب جائز کتعین وقت صلوة النفل یو م الفاتحہ لا یصال الثواب والاعراس ومجالس المیلاد وغیرھا من الامور المستحبة" (سردار احمد غفرلہ)

آپ کی تصنیفات تقریباً بیس ہیں جو آپ کی صلاحیت واستعداد پر بین دلیل ہیں۔ آپ شاہ محمد سراج الحق گورداس پوری سے مرید ہوئے اور حجۃ الاسلام نے آپ کو جملہ سلاسل کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔

صدر العلما محدث اعظم پاکستان کی بارگاہ میں

"محدث اعظم پاکستان کو حضور صدر العلما سے کافی محبت تھی۔ ایک تو آپ خاندان رضا کے چشم وچراغ تھے دوسرے یہ کہ آپ میں علم وعمل کا جذبہ تھا۔ ان دو چیزوں کی وجہ سے آپ اپنے شہرۂ آفاق استاد محدث اعظم پاکستان کی نگاہوں میں ممتاز ومحبوب تھے۔ آپ کی نگاہ ناز اور لطف وکرم نے صدر العلما کو حدیث میں ممتاز کر دیا تھا۔ جب صدر العلما تعلیم حاصل کر کے لاہور سے بریلی شریف واپس تشریف لائے تو آپ کے استاد محترم نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو ایک عریضہ لکھا جس میں آپ نے اس شاگرد رشید کے فن حدیث

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں کمال اور ید طولیٰ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

آپ مرکز اہلسنت بریلی شریف کے اس گوہر نایاب کو اپنی نگاہ آبدار سے مزید تابدار بنائیں اور اپنی سرپرستی میں رکھ کرانہیں علم حدیث کی خدمت پر مامور فرمائیں، آپ حدیث شریف کی جس کتاب کی تدریس ان کے ذمہ لگائیں گے۔ بحمد اللہ آپ اپنے اس شاہزادۂ ذی وقار کو محققانہ انداز میں اسے پڑھانے کا اہل پائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ان شاءاللہ یہ عزت مآب طالب علم حدیث آپ کی مسند عمل کا سچا جانشین اور بریلی شریف کا محدث کبیر ہوگا۔

محدث اعظم پاکستان کا وصال یکم شعبان ۱۳۸۲ھ کو ہوا، اور سنی رضوی جامع مسجد لائل پور کے پہلوئے نور میں آپ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی۔

مفتی اعظم پاکستان

جامع معقول ومنقول، یعسوب العلما، پیر طریقت، رہبر شریعت، مفتی اعظم پاکستان حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عہد کے نابغہ روزگار ہستی کے مالک تھے۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کسی تعریف کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ الفاظ تعریف اس کے محتاج ہوتے ہیں کہ وہ ان پاکباز لوگوں کی شان میں تحریر کئے جائیں۔

حسن کامل بے نیاز از منت مشاطگاں ۔۔۔ کاملاں را احتیاج جبہ و دستار نیست

عالم ربانی حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بھی ایسی ہی تھی۔ تحدیث نعمت کے طور پر آپ کے حالات زندگی تحریر کئے جارہے ہیں تاکہ علما، طلبا اور اہل علم آپ کی زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنائیں۔

ولادت وتعلیم

یکم جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ پیلی بھیت (ہندوستان) میں آپ پیدا ہوئے۔ اور آپ کا نام محمد وقار الدین رکھا گیا۔

آپ کے آباء واجداد زمیندار تھے، اور مشرقی پنجاب سے پیلی بھیت منتقل ہوئے تھے۔ آپ کا خاندان صوم وصلاۃ کا پابند تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام حافظ حمید الدین اور والدہ ماجدہ کا نام امتیاز النساء تھا۔ والد صاحب کے علاوہ آپ کے چچا اور خاندان کے دیگر کئی افراد بھی حافظ قرآن تھے۔ اس لحاظ سے آپ کا خاندان ایک مکمل مذہبی خاندان تھا۔

اسکول کی ابتدائی تعلیم چوتھی کلاس تک آپ نے اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ حضرت نے خود فرمایا:

"۱۹۲۸ء میں ایک مولانا ہمارے گاؤں میں تقریر کرنے کے لئے آئے، جمعہ کا دن تھا۔ ہمارے والد صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ ہمیں ساتھ لیکر مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان عالم کی تقریر نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ گھر آکر میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ میں بھی وہی تعلیم حاصل کرونگا جو ان عالم صاحب کے پاس ہے۔ والد ماجد نے فرمایا کہ "عربی پڑھنا بہت مشکل ہے تم نہیں پڑھ سکوگے۔ میرے دونوں بڑے بھائی انگریزی تعلیم حاصل کررہے تھے اور بریلی شریف ہاسٹل میں قیام تھا جو کہ ایک

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہائی اسکول کی عمارت تھی۔ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ آپ مجھے چوتھی کلاس، کے بعد پانچویں کے لئے بھائیوں کے پاس بریلی بھیج دیجئے۔ اس طرح میں بریلی شریف بھائیوں کے پاس چلا گیا اور پانچویں کلاس میں داخلہ لے لیا۔ اس وقت تمام امتحان بورڈ کے زیر انتظام ہوتے تھے۔ جب پانچویں کلاس کا امتحان ہرا تو اللہ کے فضل وکرم سے میں نے ضلع بھر میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی اور مجھے انعام بھی ملا۔ لیکن میرا دینی تعلیم کا شوق کم نہ ہوا اور میں نے پھر والد صاحب سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں وہی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں جو ان عالم صاحب کے پاس ہے چنانچہ مجھے والد صاحب نے پیلی بھیت ہی میں ایک مدرسہ ''آستانہ شیریہ'' میں دینی تعلیم کے لئے داخل فرمادیا۔ اسی محلہ میں محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مدرسہ بھی ''مدرسۃ الحدیث'' کے نام سے قائم تھا۔ میری والدہ ماجدہ کے ماموں مولانا عبدالحق صاحب پیلی بھیت میں قیام پزیر تھے اور اعلیٰ حضرت کے خلیفہ تھے۔ اعلیٰ حضرت جب بھی پیلی بھیت تشریف لاتے تو ان کے یہاں ہی قیام فرماتے۔

مدرسہ آستانہ شیریہ میں آپ کے اساتذہ کرام

اس مدرسہ میں آپ کے اساتذہ میں ایک مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ہیں جو کہ مولانا وصی احمد محدث سورتی کے خاص شاگردوں میں سے تھے اور دوسرے مولانا عبدالحق تھے، یہ انتہائی قابل استاد تھے اور اکثر کتابوں کی عبارت آپ کو زبانی یاد تھیں۔ حضرت نے چار سال اس مدرسہ میں تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ کے استاد محترم مولانا حبیب الرحمٰن نے آپ کو مشورہ دیا کہ اب آپ مزید تعلیم کے لئے بریلی شریف چلے جائیں۔ چنانچہ مولانا حبیب الرحمٰن۔ نے ہی آپ کو بریلی شریف کے دار العلوم ''منظر اسلام'' میں داخلہ دلوایا۔

منظر اسلام بریلی شریف میں آپ کے اساتذہ کرام

بریلی شریف میں اس وقت صدر مدرس، صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی علیہ الرحمہ مصنف ''بہار شریعت'' تھے اور دیگر مدرسین میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مولانا احسان الٰہی، حضرت مولانا سردار علی خاں جو کہ اعلیٰ حضرت کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مہتمم مولانا تقدس میاں تھے۔

مدرسہ سعدیہ میں حصول علم

حضرت نے خود بیان فرمایا کہ ''صدر الشریعہ بریلی شریف سے ضلع علی گڑھ کے ایک گاؤں ''دادوں'' چلے گئے تو میں بھی کچھ عرصہ کے بعد مزید تعلیم کے لئے صدر الشریعہ کی خدمت میں دادوں حاضر ہو گیا اور مزید تین سال تک صدر الشریعہ کے پاس تعلیم حاصل کرتا رہا۔ دورۂ حدیث میں میرے ساتھ تعلیم حاصل کرنے والوں میں علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا مصطفیٰ علی، اور مولانا خلیل صاحب تھے۔

دستار بندی

۱۹۳۸ء میں آپ نے دورۂ حدیث مکمل کیا اور اسی سال آپ کی دستار بندی ہوئی۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا حکیم امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سند فراغت عطا فرمائی۔

ذہانت ومحنت: اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا کیا تھا۔ ہر امتحان میں کامیابی حاصل فرماتے۔ حضرت خود فرماتے ہیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

کہ ''ہدایہ'' کا انتہائی مشکل پرچہ تیار کیا گیا تھا۔ زیادہ تر سوالات زراعت کے متعلق تھے اور تمام سوالات میں اختلاف ائمہ کو بھی تحریر کرنا تھا۔ فرماتے ہیں ''جب میں نے امتحان کی کاپی نگراں صاحب کو دی تو انہوں نے کچھ دیر اس کے صفحات دیکھے۔ اور پھر یہ کاپی لیکر ''صدر الشریعہ'' کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ اس طالب علم نے نقل کی ہے، بغیر نقل کئے اس طرح پرچہ حل کرنا مشکل تھا۔ صدر الشریعہ نے فرمایا کیا آپ نے نقل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ انہوں نے نفی مین جواب دیا۔ تو فرمایا: پھر اس پر الزام کیوں لگا رہے ہو۔ ہدایہ کے پرچہ میں مجھے ۹۸ فیصد نمبر ملے اور چیکر نے کہا کہ دو نمبر میں نے زبردستی کاٹ لئے ہیں۔

مسائل فقہ اور دیگر فنون کی کتب میں کئی مرتبہ آپ کا اساتذہ کرام سے اختلاف بھی ہوا۔ فیصلہ کے لئے جب صدر الشریعہ کی طرف رجوع کیا جاتا تو کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کی رائے کی تصدیق ہوئی۔

دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں جو بغیر محنت کے ہو جائے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ''محنت میں عظمت ہے۔'' درس نظامی میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ شاگرد کو جو کچھ پڑھنا ہے رات کو اس کا مطالعہ کرنا ہے۔ اور جب استاذ سے سبق پڑھ لیا تو اس کو ساتھیوں سے مل کر دہرانا ہوتا ہے۔ اسی طرح استاذ محترم کو جو سبق دوسرے دن پڑھانا ہے رات کو مطالعہ کر کے سونا ہے۔ اور شاگرد کو کتاب کی عبارت استاذ اور ساتھیوں کے سامنے پڑھنا ہوتی تھی اور ڈر یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کی گرامر کی غلطی نہ ہو جائے کیونکہ درس نظامی کی تقریباً تمام کتابیں اعراب کے بغیر ہیں۔

حضرت نے خود بیان کیا کہ: صدر الشریعہ فرماتے تھے کہ ''اساتذہ سے پوچھا کرو، آج اگر شرم کرو گے تو پھر کب سیکھو گے۔'' اسلئے سب سے زیادہ سوالات میں ہی کیا کرتا تھا۔ بعض دوسرے ساتھی جو صدر الشریعہ کے رعب کی وجہ سے سوال کرنے سے گھبراتے تھے وہ بھی مجھ ہی سے کہتے تھے کہ ہمارا سوال حضرت سے پوچھو، چنانچہ میں پوچھ لیا کرتا تھا۔ ہدایہ آخرین میں بہت زیادہ حجت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ صدر الشریعہ ہدایہ کی ''شرح فتح القدیر'' منگوا کر سمجھایا کرتے تھے۔

رات بھر مطالعہ کرنا: حضرت اکثر پوری رات مطالعہ میں گزار دیتے تھے۔ بخاری شریف پڑھنے کے لئے ''عینی'' کا مطالعہ کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ جو کہ پچیس (۲۵) جلدوں پر مشتمل ہے۔ روزانہ بخاری شریف کے آٹھ (۸) صفحات پڑھنے ہوتے تھے اور بخاری شریف کے ایک صفحہ کی تشریح عینی کے کئی صفحات بن جاتے ہیں اور یہ طے تھا کہ کل کے سبق کے لئے عینی کا مطالعہ کر کے سونا ہے۔ فرمایا ''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ استاذ محترم نے کوئی سوال کیا ہو اور اس کا جواب میں نے نہیں دیا ہو۔ اسی طرح ہر کتاب کا مطالعہ کر کے ہم سوتے تھے۔ دن کو سبق پڑھ کر نماز ظہر کے بعد ہم سو جایا کرتے تھے۔'' اس کے علاوہ آپ بہت بڑے مناظر بھی تھے اور دوران طالب علمی آپ نے ایک مناظرہ کیا اور فرضی مناظرے کیا کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ دلائل جمع کئے جا سکیں۔

آغاز تدریس: حضرت قبلہ مفتی وقار الملت والدین نے تقریباً دس سال تک عظیم مادر علمی مدرسہ منظر الاسلام میں تعلیم حاصل کی اور اسی دار العلوم سے آپ نے تشنگان علوم کی علمی تشنگی بجھانے کا آغاز کیا اس وقت حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمھما اللہ تعالیٰ بھی ''منظر اسلام'' میں تدریسی فرائض سر انجام دے رہے تھے۔

منظر اسلام میں بحیثیت ناظم تعلیمات: مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، میں آپ نے تدریس کے ساتھ ''ناظم تعلیمات'' کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیے۔ مدرسہ کے لئے کتب کی خریداری اور تقسیم کتب کا نظام بھی آپ کی نگرانی میں تھا مفتی اعظم ہند مولانا

www.muftiakhtarrazakhan.com

مفتی مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو سند عطا فرمائی تو انہوں نے اس پر جو تحریر لکھی وہ آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے لکھتے ہیں: "جعلته نائب رئیس المدرسین لکن یلیق رئیس المدرسین"

یعنی میں نے ان کو نائب صدالمدرسین بنایا ہے لیکن یہ صدر المدرسین کے عہدہ کے لائق ہیں۔

بریلی کے مناظرہ میں عظیم کامیابی

ضلع بریلی میں ایک تحصیل "سیتھل" کے نام سے ہے۔اس تحصیل میں "ٹانڈہ" نام سے ایک گاؤں ہے۔وہاں کے سنی عوام نے آکر حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند سے کہا کہ غیر مقلد ہمیں بہت پریشان کرتے ہیں۔لہٰذا آپ کسی عالم کو بھیج دیجئے جو ان کو علمی اعتبار سے جواب دے سکے۔چنانچہ مفتی اعظم نے وقار الملت والدین حضرت قبلہ مفتی محمد وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ جائیں اور غیر مقلدین سے گفتگو کریں۔حضرت خود فرماتے ہیں: "میں گیا اور دو تین دن اس گاؤں میں رکا لوگوں کو مسائل وغیرہ بتائے اور واپس بریلی شریف آگیا۔جب دوسری مرتبہ گیا تو سنی عوام نے کہا کہ آپ ان سے مناظرہ بھی کریں۔چنانچہ دونوں طرف سے مناظرہ کے لئے شرائط وغیرہ طے ہوگئیں، مناظرہ سے پہلے لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس کی (یعنی میرے مخالف مناظر کی) تین باتیں بتاتے ہیں جو یہ خود بیان کرتا ہے۔یہ کہتا ہے کہ:

(۱) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت ہے۔

(۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنواتا ہے۔

(۳) ایک دن یہ مسجد میں سویا ہوا تھا اور اس کے سر کے نیچے قرآن رکھا ہوا تھا۔

چنانچہ مقررہ وقت پر اس کی کہی ہوئی ان تین باتوں پر گفتگو شروع ہوئی۔میں نے اس سے سوال کیا کہ آپ کے گاؤں والے آپ کی طرف جو تین باتیں منسوب کرتے ہیں کیا یہ درست ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں

پہلی بات

میں نے پوچھا کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ کہنے لگا بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے۔میں نے اس سے کہا صحاح ستہ میں ہی ایک دوسری جگہ حدیث ہے کہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

جو تم سے یہ کہے کہ "حضور ﷺ" نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

میں نے کہا بقول ام المؤمنین! آپ جھوٹے ہیں۔اس نے کہا میں نے آپ کے سامنے بخاری کی حدیث پیش کی ہے۔پھر میں نے کہا کہ اگر تمہیں عقل ہوتی تو دونوں حدیثوں کو جمع کرتے اور ان میں تطبیق دیتے۔میں نے کہا تم لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہو۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم حدیث پر عمل کرتے ہو بلکہ تمہارے اہل حدیث ہونے کا مطلب کچھ اور ہے۔وہ صاحب بولے وہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ اہل حدیث اس لئے ہیں کہ آپ کا تذکرہ حدیث میں آیا ہے، بولے وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک قوم پیدا ہوگی جو "سفیہ" یعنی بیوقوف ہوگی اور بچوں کی سی باتیں کرے گی۔میں نے کہا کہ تم نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ حدیث جس میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم آیا ہے اس میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں:

www.muftiakhtarrazakhan.com

"اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباطۃ قوم فبال قائماً"

(بخاری، جلد اول، کتاب الوضوء، باب البول عند سباطۃ قوم)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم کے کوڑا پھینکنے کی جگہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

وہاں بیٹھنے کی جگہ ہی نہیں تھی اگر بیٹھتے تو کپڑے گندے ہونے کا خطرہ تھا اور یہ واقعہ ایک ہی دفعہ کا ہے وہ بھی عذر سے۔ تم نے اس کو سنت قرار دیا اور جو عمر بھر کا فعل عادی تھا اور جسے کبھی ترک نہیں فرمایا اس کو تم نے چھوڑ دیا۔ لھذا یہ تمھارے بیوقوف ہونے کی مضبوط دلیل ہے۔ یہ جواب سن کر وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری بات:۔ دوسرا یہ کہ تم مسجد میں حجامت بنواتے ہو؟ اس نے کہا ہاں حجامت بنواتا ہوں، اس میں حرج کیا ہے؟ میں نے کہا اس میں حرج یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔ نیکیوں کو اس طرح برباد کر دیتی ہیں جیسے آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ اور یہ تو گندگی ہے کہ تم مسجد میں بال پھیلاتے ہو۔ فوراً جواب دیا کہ حدیث میں بات کرنے کی ممانعت ہے حجامت بنوانے کی کہاں ہے؟ میں نے کہا پھر وہی بیوقوفی کرتے ہو۔ قرآن میں ارشاد ہوا کہ "والدین کو اُف نہ کہو" کوئی شخص والدین کو مارنا شروع کر دے تو اسے کوئی والدین کے آداب واحترام سے آگاہ کرے اور بتائے کہ قرآن میں والدین کے سامنے "اُف" تک کہنے سے منع کیا گیا ہے تو وہ جواب دے کہ اف سے منع کیا گیا ہے مارنے سے تو منع نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

تیسری بات:۔ پھر اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم قرآن کا تکیہ بناتے ہو؟ اس نے کہا میں قرآن کو تکیہ نہیں بناتا۔ اس طرح آپ نے اس کو لاجواب کر دیا۔

اس کے علاوہ آپ نے چند مناظرے اور بھی کیے اور ہر مناظرہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کو کامیاب فرمایا۔ چنانچہ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے شہر کے معززین کا ایک اجتماع منعقد کر کے آپ کو جبہ و دستار سے سرفراز فرمایا۔

منظر اسلام میں مدت تدریس

۱۹۳۸ء میں آپ کی دستار بندی ہوئی اور سند فراغ عطا کی گئی اس کے ساتھ ہی آپ نے "منظر اسلام" میں تدریس کے فرائض انجام دینے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی آپ کو ناظم تعلیمات کا عہدہ بھی سونپا گیا۔ اس طرح آپ تقریباً دس سال تک یعنی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۸ء "دارالعلوم منظر الاسلام بریلی" میں تدریسی وانتظامی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس عرصہ میں سینکڑوں تشنگان علوم نے آپ سے اکتساب فیض کیا، جو کہ آپ کے لیے "صدقہ جاریہ" ہے۔

شادی اور گھریلو زندگی

آپ کی شادی مبارک بھی ایک مذہبی گھرانے میں ۱۹۴۵ء میں ہوئی، آپ کی اہلیہ کے نانا اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ اس طرح آپ کا سسرال بھی ایک مذہبی گھرانہ تھا۔ جس طرح آپ متقی و پرہیزگار تھے اسی طرح آپ کی شریکۂ حیات بھی متقیہ و پرہیزگارہ ہیں۔

آپ اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔

(۱) اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو کر پہنتے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۲) پانی خود لے کر پیتے۔
(۳) اہلیہ اگر آرام کر رہی ہوتیں تو کھانا بھی خود گرم کر کے کھا لیتے۔
(۴) نمازِ تہجد کے لئے پانی خود گرم کرتے نیز اپنی زوجہ کے لیے بھی پانی رکھ دیتے اور نماز تہجد کے لیے اٹھاتے۔
(۵) کبھی اپنی اہلیہ اور بچوں پر سختی نہیں کی
(۶) ہر روز بعد نمازِ عصر تا مغرب عام ملاقات فرماتے۔ دور دور سے لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ تو گویا اس طرح آپ کا گھر بھی ایک دار الافتاء تھا۔

اولاد

آپ کے چار صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔
جمیل وقار ، مظہر وقار ، نیّر وقار ، اور سرور وقار
آپ کے تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں شادی شدہ ہیں۔

فقہ میں آپ کا مقام

آپ کو فقہ میں کافی عبور حاصل تھا منظر اسلام میں درس وتدریس کے علاوہ آپ نے فتویٰ نویسی کی خدمات بھی انجام دیں، ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے سیکڑوں سوالات کے جوابات لکھے، آپ کے فتاویٰ قرآن وحدیث کی عبارتوں، اور فقہ کی اعلیٰ کتابوں کے حوالوں سے مزین ہیں، آپ کے فتوؤں کا مجموعہ "وقار الفتاویٰ" کے نام سے چار جلدوں پر مشتمل ہے، اور پاکستان سے چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے جو آپ کی فقہی بصیرت اور علمی جلالت پر بین شاہد ہے۔

صدر العلما حضرت تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کو ان جیسے علم وفن کے تاجدار اساتذہ نے علم وفن کی ہر محفل وانجمن کا صدر بنا دیا، بریلی شریف کے چاروں مرکزی اداروں میں (منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ، جامعۃ الرضا) آپ منصب صدارت پر ہی فائز رہے، اور لفظ صدر" آپ کے لئے مثل علم بن گیا، آج بھی آپ کے تلامذہ بلکہ بریلی شریف کے خواص وعوام لفظ صدر سے حضرت تحسین میاں ہی کو مراد لیتے ہیں، سچ کہا ہے کسی نے۔

"صدر ہر جا کہ نشیند صدر است"

اللہ تعالیٰ ان کے فیض روحانی سے اہل سنت کو ہمیشہ فیضیاب کرتا رہے، اور ان کے مراتب میں بلندی عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

(بشکریہ مولانا وجاہت رسول صاحب مدیر اعلیٰ معارف رضا، کراچی پاکستان مع حذف واضافہ)

شمس العلما مصنف قانون شریعت

۲۸ فروری ۱۳۲۲ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۰۵ء بروز دوشنبہ شیراز ہند شہر جونپور کے ایک معزز اور مشہور علمی خاندان میں آپ کا تولد ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ جونپور شاہان مشرق کا تقریباً ایک صدی تک پائے تخت رہا۔ اور یہیں سے مشرقی بادشاہوں نے اپنی حکومت

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا آغاز کیا اور اس کو اپنا مرکز بنایا اصحاب علم وفن کی آماجگاہ ہونے کی وجہ سے اس شہر کو ''شیراز ہند'' کے دلکش اور دلنواز خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت سید جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اس لئے آپ کے اہل خاندان اپنے نام کے ساتھ ''جعفری''، لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو جعفری کہتے ہیں۔ جب کہ آپ کا اسم گرامی شمس الدین احمد ہے۔ آپ کے جد امجد اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور انگریزی زبان میں کافی درک رکھتے تھے حکومت کے محکمۂ پولس میں افسر تھے اور ان میں امتیازی خوبیوں کے حامل تھے جونپور کا پورا علاقہ آپ کو جانتا تھا اور چونکہ نرم دل اور منکسر المزاج تھے لوگوں کی تکلیف ومصیبت میں ان کا تعاون کرتے تھے اس لئے جونپور اور ان کے مضافات کے لوگوں میں کافی عزت تھی محکمۂ پولس کا عوام الناس میں جو ایک خاکہ ہے کہ بد طینت، بدچلن سرشت وسخت گالی گلوج کرنے والے ہوتے ہیں، ان افعال قبیحہ سے آپ کو دور دور تک کوئی تعلق نہ تھا۔ آپ کے والد گرامی عالیجناب نظیر الدین صاحب مرحوم بھی تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ صاحب قلم وقرطاس تھے دیندار اور امانت دار تھے۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کا کافی احترام تھا اپنے والد گرامی کی طرح آپ بھی قوم کے ہمدرد اور خلوص ووفا کے پیکر تھے۔

تعلیم و تعلم

اپنے والد گرامی سے آپ نے اردو، فارسی اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۱۶ء میں جونپور کے مشہور ہائی اسکول ''مشن ہائی اسکول'' میں داخلہ لیا اور تقریباً پانچ سالوں تک آپ نے وہیں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۲۳ء میں ہائی اسکول چھوڑ کر مدارس نظامی کی تعلیم کے لئے مدرسہ فاروقیہ جونپور میں داخلہ لیا۔ دو سال تک درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھتے رہے اور طلبہ میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا۔ اعلیٰ تعلیم کی حصولیابی کے لئے مراد آباد کا رخت سفر باندھا اور ۱۹۲۵ء کو مفسر قرآن، صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم علیہ الرحمہ جیسی عبقری شخصیت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تقریباً ایک سال تک حضرت کے علمی فیضان سے فیضیاب ہوتے رہے ۱۹۲۶ میں عطائے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کے نورانی دیار میں مدرسہ معینیہ اجمیر شریف تشریف لائے۔ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ جیسی شہرۂ آفاق شخصیت سے تعلیم حاصل کی، حضرت صدر الشریعہ نے اپنے اس تلمیذ ارشد کو علوم وفنون کے مدارج عالیہ تک پہنچا دیا۔ فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، تفسیر، اصول تفسیر اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کی منتہی کتابیں آپ نے ہی پڑھائیں اور جب صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دوبارہ بریلی شریف منظر اسلام میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے عہدے عالیہ پر فائز ہوئے تو آپ بھی اپنے مشفق وکرم فرما اور ہمہ جہت استاذ گرامی کے ساتھ بریلی شریف آئے اور منظر اسلام میں داخل ہو کر تقریباً ایک سال تک اپنے استاذ گرامی کے گلستان علم وادب سے گل چینی کرتے رہے۔ اور شہزادگان اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ سے روحانی فیضان حاصل کرتے رہے۔

بیعت و خلافت

آپ کو ایک ایسی ذات فیض مآب سے شرف بیعت حاصل ہے جن کی جلالت علمی اور رفعت روحانی ہر کہ ومہ پر واضح ہے جن کے فضل وکمال کا ایک جہان معترف ہے اور آج بھی جن کا نام حق وباطل کے درمیان خط امتیاز ہے۔

۱۴ سال کی عمر میں اپنے عم محترم کے ساتھ بریلی شریف حاضر ہو کر امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست میں ہاتھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیگر سلسلۂ قادریہ میں داخل ہو گئے اور آپ جب منظر اسلام سے فارغ ہوئے اور مشائخ کرام نے آپ کو وراثت نبوی کا حسین ومزین تاج عنایت فرمایا تو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔

درس و تدریس

دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، جامعہ منظر حق ٹانڈہ، مدرسہ حنفیہ جونپور، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، اور جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس جیسی ملک کی عظیم اور شہرۂ آفاق درسگاہیں آپ کے درس وتدریس کی زینت بنیں۔ اور آپ نے ان درسگاہوں میں جلوہ بار ہو کر اپنے علوم وفنون کے بحر بیکراں سے تشنگان علوم وفنون کو سیراب کیا۔ بہت سے دیگر مدارس سے سند فراغت حاصل کرنے والوں نے بھی آپ کے خرمن علم وادب سے خوشہ چینی کی ہے۔ آپ کی تدریس کا انداز بہت موثر ہوتا۔ سراپا سپاس ہماتن عقیدت اور ہر پہلو جمال وکمال ان کے تدریسی انداز کے عمومی مظاہر تھے۔ موضوع ومتن کی وضاحت میں استشہادات کا ایک طویل سلسلہ اور معانی ومطالب کی صداقت وتائید کے لئے نظائر وامثلہ کا بے تکان بیان آپ کے درس وتدریس کی خصوصیات تھیں۔ بتایا جاتا ہے کہ نظر اتنی مردم شناس تھی کہ طالب علم کے ذوق وشوق اور سطح ذہن کا خیال رہتا چیدہ وسلیس الفاظ۔ ان میں وضاحت فصاحت کلام کے مطابق ہوتی۔ طالب علم جب عبارت پڑھتا اس پر پوری توجہ مرکوز رکھتے۔ انداز قرأت، اسلوب تکلم، حرکات واعراب پر گہری نگاہ ہوتی ور پھر اس کے بعد تشریحات وتوضیحات کا لمحہ آتا ترجمہ وتفہیم کا حق ہوتا، صراحۃ النص سے مسائل اخذ کئے جاتے اور پھر اشارات وکنایات کی بنیاد پر مطالب کا بے پایاں دفتر کھل جاتا، علوم عقلیہ ونقلیہ پر آپ کو عبور حاصل تھا، ہمہ جہت آپ کی شخصیت ہمہ جہت تھی۔

مولانا خالد علی رضوی نے آپ کے کمالات علمیہ کا اس طرح اظہار کیا ہے:

''خلاق کائنات نے آپ کو علوم عربیہ کی تابش بھی دی، سوز رومی بھی، عشق جامی بھی، فلسفہ رازی بھی حکمت غزالی بھی، فقیہانہ عظمت بھی، عالمگیر وقار بھی، شاہانہ طمطراق بھی، فقیرانہ سادگی بھی، عالمانہ رعب ودبدبہ بھی، فاضلانہ فضل وبرتری بھی، اور قلندرانہ مزاجی بھی۔

''بلاشبہ حضرت قاضی شمس الدین صاحب کی ذات گوناگوں خصائل واوصاف میں ممتاز ومنفرد ہے جہان سنیت میں آپ کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے۔ مولانا خالد علی رضوی قمطراز ہیں:

آپ دنیائے علم وفضل کے وہ تاجور تھے جن کی دہلیز پر علم وفن پہرا دیتے تھے، اور جہان دانش وبینش کے وہ شہنشاہ تھے جن کی چوکھٹ پر تحقیق وتدقیق کی ایک فوج کھڑی رہتی تھی، زبان ہو یا قلم جس کو بھی جنبش ہوئی علم وحکمت کے موتی لفظوں کے پیکر میں ڈھلنے لگے، توجہ فرماتے تو خفتہ مضامین ومعانی بیدار ہو کر صف بصف کھڑے ہو جاتے، آپ مسلک اہل سنت کے ایسے نکتہ داں، نکتہ رس، نکتہ سنج، نکتہ شناس، نکتہ نواز، نکتہ بیں، ونکتہ آفریں عالم تھے، جن کی فکر کی پرواز فلک بوس اور علم کا اعجاز ہمہ گیر تھا، دقائق لطیفہ ہوں کہ اشارات بلیغہ، نکات دقیقہ ہوں کہ لطائف نفسیہ، کنایات فرقانیہ ہوں کہ اسرار علمیہ، دلائل کافیہ ہوں کہ براہین شافعہ، مضامین عالیہ ہوں کہ معانی نادرہ، گل افشانی افکار ہو کہ درافشانی گفتار، رعنائی تقریر ہو کہ زیبائی تحریر، عالمانہ اعتراضات ہو کہ فاضلانہ جوابات، شان افہام ہو کہ عظمت تفہیم، متکلمانہ طریقۂ استدلال ہو کہ مناظرانہ انداز خطاب، ان سب کی ناظورۂ زیبا آپ کی عظمت مآب بارگاہ میں دست بستہ باادب باقرینہ سلامی کے لئے برافگندہ نقاب حاضر رہا کرتی تھیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

تحدیث نعمت کے بطور آپ نے ایک بار ارشاد فرمایا، جس جگہ بیٹھا یا گیا ہوں وہ رازی غزالی کی جگہ ہے اگر چہ میں ان کی نیابت کا اہل نہیں تاہم اسلام اور سنت سے متعلق جس دن کسی اعتراض کا جواب نہیں دے سکوں گا مسند چھوڑ دوں گا۔

یقیناً آپ علوم وفنون کے بحر ذخار تھے آپ سے اکتساب فیض علمی ورحانی کرنے والوں کی ایک خاص تعداد ہے جو آج دین ملت کی خدمات میں لگی ہوئی ہے۔آپ کے تلامذہ میں کچھ ماہرین درسگاہ ہیں تو کچھ صاحبان خانقاہ بھی، کچھ وسیع النظر مفتیان کرام ہیں تو بالغ نظر مفکرین عظام بھی، کچھ ارباب قلم وصحافت ہیں تو کچھ شہسوار خطابت بھی۔

آپ کے کچھ نامور تلامذہ

علامہ سبطین رضا خاں۔مفتی محمد اعظم صاحب۔شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی شریف۔شیخ الاسلام سید مدنی میاں زیب سجادہ خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف۔علامہ مفتی زین العابدین۔مولانا نجم الدین صاحب پرنسپل جامعہ حمیدیہ بنارس۔مولانا شمس الدین احمد بہرائچ۔مولانا انور علی صدیقی گورکھپور۔

آپ کے اساتذہ کرام:۔آپ کے جد امجد مولانا قمر الدین صاحب۔آپ کے والد گرامی حضرت شیخ نظر الدین صاحب۔آپ کے منجھلے ماموں عالیجناب شیخ نورالحسن صاحب۔مولانا عبدالعزیز صاحب فتحپوری۔مولانا سید وسیع احمد صاحب سہسرامی مولانا عبد اللہ صاحب قندھاری۔صدرالا فاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب۔ملک العلما حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری۔حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی صاحب علیہم الرحمہ۔

تصانیف

تصنیف کے تعلق سے آپ کو اپنی قوم کی بے رغبتی اور عدم توجہی کا شکوہ تھا، جب کوئی آپ سے کسی کتاب کی تصنیف کی درخواست کرتا تو آپ اظہار افسوس کے ساتھ فرماتے۔

میں نے تقریباً بیس سال سے کتاب لکھنا چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ تم نے اعلیٰ حضرت کی کتابوں کی کیا قدر کی جب ان کے ساتھ تمہارا یہ برتاؤ ہے تو میں اپنی کتابوں کے بارے میں تم سے کیا امید رکھوں، تاہم آپ کی تین تصنیفات منصۂ شہود پر آکر عوام وخواص سے خراج لے چکی ہیں، ان کتابوں کو آپ نے مدارس اسلامیہ کے طلبہ اور عوام وخواص کو دینی مسائل سے روشناس کرانے کے لئے تصنیف کی تھی اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قانون شریعت حصہ اول ودوم: دو متوسط حصوں پر مشتمل قوانین اسلام کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ہزاروں دینی مسائل اس کی صفحات کی زینت ہیں۔عوام ہوں یا خواص، طلبہ ہوں یا علما، ہر ایک کے لئے مفید ہے اکثر مسائل حدیث وفقہ کی معتبر ومستند کتب کے حوالوں سے مزین ہیں جو آپ کی اسلامیات پر وسیع معلومات اور بالغ نظری پر واضح اور بین دلیل ہے زیادہ تر قوانین شرعیہ کی تائید وثبوت میں دو معتبر ومستند کتابوں کے نام پیش کئے گئے ہیں اور کہیں تین اور کہیں چار پانچ عظیم کتابوں کے اسما درج کئے گئے ہیں حوالجات میں صرف کتابوں کے نام پر اکتفا کیا گیا ہے ان کی عبارتیں نہیں لکھی گئی ہیں تا کہ عام قارئین کے اذہان منتشر نہ ہو جائیں اور مسائل کے سمجھنے میں دقت نہ آئے، نہایت شستہ زبان اور سہل انداز اختیار کیا گیا ہے۔قانون شریعت کے جامع اور مختصر مقدمے میں آپ خود رقم طراز ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس کتاب قانون شریعت میں اختلافات وادلہ سے اصلاتعرض نہ ہوگا کہ شان مختصرات کے خلاف ہے۔اور مبتدیوں وکم علموں کے لئے باعث تحیروا شکال بھی، نیز اس کتاب میں صرف بہت ضروری ضروری کثرت سے پیش آنے والے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔اور ہر مسئلہ کا ماخذ سنی حنفی دینیات کی نہایت معتبر ومستند کتابیں ہیں جیسا کہ حوالوں سے ظاہر ہیں۔ جہاں تک ہوسکا ہے۔ پیرایہ زبان میں بیان کو بھی بہت سہل کرنے کی کوشش کی گئی۔اوراس کوشش میں فصاحت زبان کی بھی پروانہیں کی گئی۔

(۲) قواعد النظر فی مجانی الفکر:۔ فن منطق کی اصطلاحات کی تعریفات حفظ کر لینے کے بعد اوراس فن کی اعلیٰ واہم بحثوں کی تفہیم وانفہام آسان وسہل ہوجاتا ہے۔اس فن کی منتھی کتابوں سے تعریفات اخذ کی گئی ہیں۔جس سے معقولات پر آپ کی گہری نگاہ ہونے کا بین ثبوت ہے۔

(۳) قواعد الاعراب:۔ اکثر طلبہ کو مدارس اسلامیہ شرح جامی پڑھنے کے بعد بھی نحوی قوانین کی روشنی میں عبارت خوانی نہیں آتی ۔یہ کتاب اگر چہ چھوٹی ہے مگر نحو کے اکثر مسائل اور اعراب کے قواعد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بڑی ہے۔اس سے عبارت خوانی کی پریشانیوں سے طلبہ کو نجات ملتی ہے۔نصف صدی تک آپ منصب تدریس پر فائز رہے اور تشنگان علم وادب کو علوم وفنون سے سیراب کرتے رہے۔علماوفضلا کی ایک عظیم فوج قوم کے سپرد فرمایا اور انہیں استعداد وصلاحیت بخشی کہ وہ ہر میدان میں نمایاں حیثیت سے علم ودین کی خدمات انجام دے سکیں،اور آپ اس مقصد عظیم میں کامیاب ہوگئے اور آج آپ کے بہت سے تلامذہ دین متین کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بالآخر علم وحکمت کا یہ نیر تاباں علوم وفنون کی کرنیں بکھیرتے ہوئے یکم محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۰ راکتوبر ۱۹۸۲ء شب جمعہ کو ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا۔جونپور اپنے آبائی وطن میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا مزار مبارک زیارت گاہ عوام خواص ہے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

شیخ العلما مولانا غلام جیلانی اعظمی

قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ اپنے وطن میں ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے والد کا نام محمد صدیق دادا کا نام مولانا یار محمد مولانا محمد صدیق صاحب استاذ العلما حضرت علامہ محمد ہدایت اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے۔مولانا غلام جیلانی صاحب نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی چند دنوں مبارک پور میں رہے جہاں آپ کے والد ماجد مدرس تھے یہاں آپ اپنے والد کے ابتدائی شاگرد حجۃ العصر حضرت صدرالشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی قدس سرہ کے ہمراہ بریلی جاکر مدرسہ منظر اسلام مین داخل ہوئے،منیۃ المصلی سے لے کر تفسیر جلالین، نورالانوار، ہدایہ آخرین، بیضاوی شریف،اور رسالہ میر زاہد تک کی تعلیم حاصل کر کے حضرت صدرالشریعہ کی معیت میں ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء دارالخیر اجمیر شریف کے جامعہ عثمانیہ میں پہونچے۔یہاں سے ایک سال بعد آپ فرنگی محل مدرسہ نظامیہ گئے،مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے خاص شفقت فرمائی، کھانے کے علاوہ ۹ رروپیہ وظیفہ مقرر کیا،مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی،مولانا عبدالقادر فرنگی محلی اور مولانا قطب میاں سے تفسیر مدارک، مسلم الثبوت، ملاحسن، ملا جلال، میبذی،شرح عقائد،صدرا،حمد اللہ اور عربی ادبیات کی تحصیل کی،امتحان میں نمایاں کامیابی کی وجہ سے خوش ہوکر مولانا عبدالباری علیہ الرحمہ نے تکمیل سے پہلے مولانا کو سند مرحمت فرمائی،دوبارہ ۱۳۴۳ھ میں منظر اسلام میں داخلہ لے کر حضرت مولانا شاہ محمد رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری،صدر المدرسین حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قدس سرہما سے صحاح

www.muftiakhtarrazakhan.com

ستہ کا دورہ کیا اور جلسہ عام میں دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔ فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امروہہ، دار العلوم اشرفیہ مبارکپور، مدرسہ مظہر اسلام بریلی، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور، مدرسہ خانوادۂ مارہرہ شریف میں، تدریسی فرائض انجام دیئے، نیز دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی میں صدر اساتذہ رہے، آپ کو درس نظامی کے نصاب کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس حاصل تھی، عربی ادب سے خصوصی شغف تھا، متورع اور متقی اور عابد وزاہد تھے۔ (تذکرۂ علمائے اہل سنت مع حذف واضافہ)

صدر العلما کے ان اساتذۂ کرام کے علاوہ مولانا غلام یٰسین مفتی اعظم بہار علیہ الرحمہ ودیگر اساتذہ بھی ہیں، ان کے حالات پر راقم الحروف مطلع نہ ہوسکا۔

مصادر ومراجع

محدث اعظم پاکستان — تذکرۂ اکابر اہل سنت — صدر الشریعہ نمبر

تذکرۂ علماء اہل سنت — قانون شریعت — ماہنامہ اعلیٰ حضرت مئی ۱۹۹۵ء

حیات صدر العلما — تین برگزیدہ شخصیتیں — پیغام عمل

تاریخ مشائخ قادریہ — پیغام رضا کا مفتی اعظم نمبر — استقامت کا مفتی اعظم نمبر

رفیق عالم رضوی مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما...... میدان علم وتدریس میں

مولانا مفتی محمد صالح صاحب رضوی

وہ صدر العلما جو ہمارے بڑی شان وقدر والے پیشوا تھے۔ جو عالم باعمل تھے عظیم المقام ربانی عالم۔

وہ صدر العلما جو زمانہ تعلیم ہی میں پڑھانے لگے تھے۔ یعنی عم محترم حضور مفتی اعظم ہند کے حکم سے، ابتدائی درجات کی بعض بعض کتابیں وقت کی پابندی کے ساتھ باقاعدہ پڑھاتے تھے۔ اور اپنے اسباق کے اوقات میں اپنے اسباق بھی پڑھتے تھے۔ اور صلہ میں یا ہمت افزائی کے طور وظیفہ یا انعام پاتے تھے۔ اطلاعاً عرض کروں کہ یہ صلہ وانعام والی بات میں نے (محمد صالح غفرلہ نے) خود استاذ محترم صدر صاحب قبلہ سے براہ راست سنی تھی۔ (والروایۃ بالمعنی لابعین الالفاظ)

تقررات برائے تدریس

پہلا تقرر مظہر اسلام بریلی شریف میں:

وہ صدر العلما جو تدریس پر، ۱۹۵۶ء میں مامور ہوئے تھے۔ پاکستان سے واپس آنے کے بعد، حضور مفتی اعظم ہند نے مظہر اسلام میں تدریس کے لئے آپ کا تقرر فرمالیا تھا۔ سن تقرر اسلامی غالباً ۱۳۷۶ھ ہے۔ آپ نے وہاں مستقل مزاجی اور بڑی لگن اور مستعدی کے ساتھ پڑھانا شروع کردیا۔ طلبہ آپ کے طریقہ تعلیم سے بہت مانوس اور خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ طلبہ کی تعداد آپ کے پاس بڑھنے لگی۔ حسن تفہیم سے طلبہ اور اہتمام دونوں فریق اتنے متاثر ہونے لگے کہ ضابطۂ مدرسہ سے زیادہ کتابیں آپ کو پڑھانے کے لئے دی گئیں۔ راقم کو یاد پڑتا ہے (وحفظی ناقص) کہ حضرت نے بہت بار اثنائے سبق یا اور مجالس میں ہم لوگوں کو خبر دی کہ جب میرے ذمہ، اصل ذمہ داری سے زیادہ کتابیں ہوگئیں تو میں تھک جاتا اور کبھی کبھی میرا سر چکرانے لگتا تو ایک بار ہمت کر کے میں نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے شکایۃً عرض کیا تھا تو حضرت نے دس روپے کا نوٹ جیب خاص سے نکال کر بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیجئے ان پیسوں سے مغزیات ومقویات خرید کر کھایئے۔ اور کتاب کوئی کم نہیں کی۔ یعنی حضرت نے صدر صاحب قبلہ کی ہمت بڑھائی، ہمت گھٹائی نہیں۔ کیونکہ جیب خاص سے دس کا نوٹ (جو آج کل کی کرنسی کے حساب سے ۵۰۰ سے کم نہیں ہوگا) عطا فرمانا حوصلہ افزائی کے قبیل سے ہی ہے۔ پھر اس نوٹ کی برکات کا کیا کہنا۔ ایک ولی کامل کا عطیہ کس قدر برکت لایا ہوگا۔ کیا خوش بختی تھی ہمارے اس پیارے استاذ کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور کو نور ورحمت سے بھر رکھے اور آخرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مسجد بی بی جی میں کتنے عرصہ تک خدمت تدریس انجام دی:۔ حضرت استاذ گرامی القاب صدر صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے روز تقرر سے لیکر ۱۹۷۵ء کے اوائل تک مسلسل، نہایت خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ فرائض پورے فرمائے اور تقرر حضرت کا ۱۹۵۷ء میں ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ مظہر اسلام (مجد بی بی جی بریلی) میں خدمت تدریس کی پوری مدت مع صدارت ۱۹ر سال (کم وبیش) ہے۔ کیونکہ ۷۵ر میں سے ۵۷ر نفی کیجئے، ۱۸ر بچا۔ اور احتمال ہے ۱۹۵۶ر کے تقرر کا بھی۔ اور وہاں بہت برسوں مسند صدارت کو بھی زینت بخشی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

(کماسیاتی فی محلہ ان شاء اللہ تعالیٰ)

اطلاع:۔ چونکہ صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ نے تعلیمی سال کے اختتام پر یعنی شعبان ۱۹۷۵ء (غالباً ماہ اپریل) میں مدرسہ مظہر اسلام کی ملازمت سے مستعفی ہونے کا عزم کرلیا تھا اور ذہن بنالیا تھا کہ آئندہ سال نو کے آغاز، شوال سے یہاں کام نہیں کرنا ہے اس لئے آپ نے تعطیلات کلاں گزر جانے کا انتظار نہیں کیا بلکہ اپنا استعفا نامہ، اس وقت کے مہتمم صاحب ساجد میاں مرحوم کو شعبان ہی میں سونپ دیا تھا۔ حضرت کا قبل تعطیلات استعفا دینا مجھے خوب اچھی طرح بحمدہ تعالیٰ یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ شمسی سال ۱۹۷۵ء تھا۔ شمسی مہینہ کیا تھا خوب یاد نہیں شاید اپریل تھا۔

حضرت کی احتیاط روی، تقوی شعاری کی ایک نظیر:۔ یہاں کچھ ذہنوں میں یہ سوال ابھرے گا کہ حضرت کو استعفا دینا ہی تھا تو آپ تعطیلات رمضان شریف کے بعد دیتے تاکہ تعطیلات کے مشاہرہ کا استحقاق باقی رہتا۔ کیونکہ مدرس تعطیل کی تنخواہ پانے کا مستحق ہوتا ہے شرعاً بھی اور عرفاً بھی۔ جیسا کہ مدرسین واہل اہتمام سب جانتے ہیں۔ اور اس کے جواز میں کسی کو کلام بھی نہیں۔ تو پھر حضرت نے اپنا نقصان بلاوجہ کیوں کرلیا؟ یہ جدت آپنے کیوں اختیار فرمائی؟ تو ہم حضرت کے عمل کی توجیہ یہ کرسکتے ہیں کہ چونکہ اس طرز استعفا پر کچھ سرپھروں کو اعتراض ہوتا ہے وہ ایسا کرنے کو مدرس کی خود غرضی اور چالاکی پر محمول کرتے ہیں۔ جبھی تو بعض اہل اہتمام کو یہ کھلتا (بہت ناگوار ہوتا ہے) اسی لئے مستعفی مدرس کی تعطیلات کی تنخواہ نہیں دیتے اور جھگڑے پر اتارو ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا حضرت نے اس بے جا اعتراض واتہام سے اپنے کو بچالیا یہ توجیہ اگر چہ وجیہ ہے۔ جواب بے شک درست ہے کیونکہ شرع مطہر کو بھی مطلوب ہے کہ آدمی اپنے کو تہمت کی جگہوں، بدنامی کی صورتوں سے دور رکھے۔ ان سے خوب بچے۔ "اتقوا مواضع التهم" لیکن میری نظر میں حضرت کے استعجال کی اصل وجہ یہ نہیں بلکہ آپ کا تقویٰ وورع ہے۔ یہ کمال احتیاط اور ترک شح نفس ہے۔ "دع ما يريبك الىٰ ما لا يريبك"

تدریس وصدارت کی ابتدا وانتہا:۔ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے جب مدرسہ مظہر اسلام سے سبک دوشی لے لی اور توکلاً علی اللہ گھر بیٹھ گئے، صبر وقناعت اور رضا بالقضا کا دامن تھامے رہے تاہم دل اندر سے بوجھل تھا، چہرہ ابھی درد دل کی غمازی کردیتا اگر چہ زبان سے حرف شکایت نہ نکلتا۔ بات یہ تھی کہ مدرسہ مظہر اسلام چھوٹ گیا جسے خون پسینہ سے سینچا تھا۔ ایک طویل مدت تک جس کی خدمت میں آپ لگے رہے۔ جو آپ کا مادر علمی ہے، جو پیر ومرشد کا مدرسہ ہے۔ جو استاذ ذیشان کی یادگار ہے۔ جب حوادث کے پانی نے ناک میں دم کردیا اور استعفا کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا تو مجبورانہ معذورانہ حیثیت میں مدرسہ کو الوداع کہا۔ مگر صبر کا پھل میٹھا۔ "عون ونصرت الٰہی صابر کے ساتھ" اللہ، نعم المولیٰ ہے نعم الوکیل ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر الرازقین ہے۔ اس نے دوسرا دروازہ کھول دیا جو کئی لحاظ سے پہلے والے سے بدرجہا بہتر رہا۔ ہوا یہ کہ ادھر مظہر اسلام سے آپ دلبرداشتہ ہو کر ہٹے ادھر منظر اسلام میں اسی اثنا یا کچھ آگے پیچھے صدارت کی جگہ خالی ہوئی۔ تو حضرت ریحان ملت رحمانی میاں علیہ الرحمہ نے موقع غنیمت جانا۔ حضرت صدر صاحب سے گزارش کی کہ چچا جان! آپ منظر اسلام تشریف لے آئیں منصب صدارت قبول فرمالیں تو حضرت نے سوچ سمجھ کر ریحان ملت علیہ الرحمہ رحمانی میاں کی درخواست منظور فرمالی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہاں سے یہاں پہنچایا۔

آپ کا تقرر منظر اسلام میں کب ہوا؟ اس سوال کے جواب میں جامعہ رکارڈ، بزبان فصیح بول رہا ہے کہ جون ۱۹۷۵ء میں ہوا تھا۔ یہاں مسند صدارت اپریل ۱۹۷۵ء میں خالی ہوئی تھی۔ حضرت علامہ مولانا تحسین میاں صاحب نے روز تقرر سے کام شروع فرما

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیا۔اور تقریباً سات سال آپ نے وہاں بحیثیت صدر المدرسین ،فرائض صدارت و دراسات ،بالتسلسل خیر وخوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیئے۔اور بالآخر ۱۹۸۲ تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر امتحان میں مبتلا فرمایا۔اور آپ نے بتوفیقہ عزوجل اسی پرانے نسخہ پرعمل کیا۔صبر و رضا کا دامن مضبوطی سے پکڑلیا۔یعنی آپ نے حالات سے سمجھوتا کرلیا اور بلا جدال ونظار خاموشی اور خوبصورتی کے ساتھ الوداع کہہ کر گھر جا بیٹھے۔

حضرت کی یہ آزمائش ،پہلی سے سخت تر تھی (یعنی من وجہ)ورنہ پہلی اپنی نوعیت میں سخت تر تھی۔خیر۔حضرت نے بڑے صبر وتحمل کا مظاہرہ فرمایا۔ان ہی ایام میں میں (راقم السطور محمد صالح) تعزیۃً زیارت۔کے لئے حضرت کے گھر گیا۔حضرت باہر تشریف لائے۔معمول کے مطابق سلام ومصافحہ اور دست بوسی میں نے کی۔میری زبان سے تعزیت (تسلی وصبر دلانے)والی کوئی بات ،مارے رعب کے نہیں نکلی تھی۔یاد ہے کہ حضرت نے مجھ سے (جب میں واپسی کی اجازت لیکر واپس ہونے لگا) فرمایا تھا دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے صبر جمیل کی توفیق دے۔مری آنکھیں حضرت کے غم کا احساس کر کے نم ہوگئی تھیں ۔میں اسی حالت میں ،چپکے چپکے دعا کرتے ہوئے واپس ہوا (اس بیان میں کمی بیشی اللہ تعالیٰ مجھ سے معاف فرمائے)۔ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

بالجملہ۔حضرت منظر اسلام میں خدمت صدارت اور فرائض تدریس سات سال انجام دے کر ۱۹۸۲ء میں (مہینہ اس وقت ذہن میں محفوظ نہیں۔اور ریکارڈ دور ہے)مدرسہ کو الوداع کہکر رخصت ہوئے۔

تیسرا تقرر جامعہ نوریہ میں۔مدرسہ منظر اسلام سے ہٹنے کے بعد ،اہل خاندان واہل قرابت کے اصرار پر بحیثیت صدر مدرس، ایک ایسے مدرسہ میں کام کرنے پر حضرت صدر العلماء رضامندی دیدی جو برسوں سے ٹھپ سا پڑھا تھا۔جس کا نام ،بتایا جاتا ہے کہ جامعہ نوریہ رضویہ تھا۔اور وہ پرانے شہر کی اکبری مسجد میں واقع تھا۔گویا حضرت صدر صاحب ،قبلہ کے دم قدم سے ایک مدرسۂ میتہ کا احیا ہوا۔وہاں ایک سال یا اس سے زائد آپ نے تعلیم دی۔دورہ حدیث بھی وہاں ہوا تھا۔

پھر یہی مدرسہ اسی نام کیساتھ محلہ باقر گنج بریلی میں منتقل کرلیا گیا۔حضرت کے ساتھ وہاں کا موجودہ اسٹاف (جو بھی رہا ہو) باقر گنج والے جامعہ نوریہ پہنچ گیا۔نئے نئے وجود میں آئے ہوئے اداروں کے سامنے ابتدائی مراحل میں جو دشواریاں سامنے آتی ہیں وہ جامعہ نوریہ کو بھی درپیش آئیں۔مگر آپ نے ،آپ کے رفقائے کار نے اور مہتمم نے ہمت نہیں ہاری اور صبر و رضا کے ساتھ بلند ہمتی وحوصلہ مندی سے کام لیتے ہوئے برابر آگے بڑھتے رہے۔بالآخر مدرسہ کو بفضلہ تعالیٰ ایک ہونہار ،باصلاحیت ،محنتی صابر وقانع اسٹاف میسر آ گیا۔اللہ تعالیٰ نے اہتمام وصدارت اور اسٹاف کی ملی جلی سعی بارآوری کی حتیٰ کہ مدرسہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔آگے چل کر یو۔پی تعلیمی بورڈ سے وابستہ ہوا اور منظوری مل گئی ،خانہ صدارت میں ،صدر المدرسین حضرت تحسین میاں علیہ الرحمہ ہی کا نام دیا گیا اور وہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک امداد کی منظوری نہ ہوئی تھی۔پھر حضرت عمر رسیدہ ہوگئے۔آپ کا نام خانہ صدارت سے قانونی طور پر ہٹا دیا گیا اور خانہ صدارت میں ان مدرس صاحب (نائب عالیہ) کا نام لکھوا دیا گیا جن کا نام حضرت کے پیچھے تھا اور وہ اس وقت کے موجودہ اسٹاف میں سب سے قدیم اور ہر لحاظ سے لائق ترجیح تھے۔یعنی صدر صاحب کے بڑے لائق وفائق ،ومعتمد علیہ ،محنتی ،فعال شاگرد رشید جناب علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب فاضل منظر اسلام بریلی شریف۔موجودہ صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ نوریہ بریلی شریف۔حفظہ اللہ تعالیٰ کا نام بورڈ کے کاغذات میں خانہ صدارت میں مندرج ہوا۔مولانا صاحب سرف گورنمنٹی کاغذات پر دستخط کرنے کے لئے صدر

www.muftiakhtarrazakhan.com

مدرس بنے ہوئے تھے حضرت صدر العلما ہی بدستور باقاعدہ صدر تھے۔ حکم واذن آپ ہی کا چلتا تھا۔ ''کاغذی صدر صاحب'' حضرت علیہ الرحمہ کا وزن صدارت اپنے کاندھے پر حضرت کے حکم سے بسروچشم اٹھاتے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت کی موجودگی میں (یعنی جب تک حضرت جامعہ نوریہ سے منتقل نہیں ہوئے) اپنے کو کبھی صدر متصور نہیں کیا۔ جو کام کرنے کے ہوتے حضرت کے زیر صدارت کرتے تھے۔ بالجملہ انہوں نے اور سبھی مدرسین وملازمین نے ہمیشہ حضرت ہی کو صدر المدرسین قولاً وعملاً مانا۔ ان سب نے حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت عزت دی، راحت پہونچائی حتیٰ کہ حضرت کی دعائیں عنایتیں ان خوش نصیبوں نے خوب بٹوریں....'' ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء''

جامعہ نوریہ میں مدت صدارت ودراسات

حضرت جامعہ نوریہ بریلی میں روز اول سے صدر المدرسین تھے اور جامعۃ الرضا بریلی کو منتقل ہونے تک ہمیشہ مسند صدارت پر رہے۔ اصل صدر آپ کے علاوہ اور کوئی وہاں نہیں تھا۔ جامعہ نوریہ سے حضرت ۲۰۰۵ میں تشریف لے گئے تھے۔ تو جامعہ نوریہ میں حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے بحیثیت صدر المدرسین اور شیخ الحدیث ۲۲ رسال خدمت دین انجام دی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔

چوتھا تقرر جامعۃ الرضا میں

کہا جاتا ہے کہ حضرت صدر العلما علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں تحسینؔ بریلوی علیہ الرحمہ سے، فقیہ ملت آبروئے اہلسنت حضرت علامہ مولانا الشیخ مفتی محمد اختر رضا خاں (ازہری میاں) مدظلہ العالی نے جامعۃ الرضا کی ضرورت کا اظہار کرکے گزارش کی کہ حضرت صدر صاحب اگر آپ جامعۃ الرضا تشریف لے آتے تو اچھا ہوتا۔ جامعہ نوریہ کا تو کام چل ہی جائے گا۔ جامعۃ الرضا کی احتیاج کا خیال فرمائیے'' تو حضرت صدر صاحب نے ازہری میاں کی بات منظور فرمالی۔ اور وہاں سال نو (تعلیمی سال) کے آغاز یعنی ماہ شوال سے کہ ۲۰۰۵ء میں تھا آپ کا تقرر ہوا بحیثیت صدر المدرسین وشیخ الجامعہ اور تادم بصال دونوں منصبوں پر فائز رہے۔

جامعۃ الرضا میں آپ کی کارکردگی کی ابتداء وانتہا:

جب ۲۰۰۵ء کے شوال سے جامعۃ الرضا میں آپ کی کارکردگی کی ابتدا ہے اور ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ میں انتہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تقریباً دوڈھائی سال ہی وہاں آپ خدمت دراسات وفرائض صدارت انجام دے سکے۔

انتہائے حیات پر انتہائے دراسات

پھر اسی رجب و۳ راگست میں ایک سڑک حادثہ کی المناک صورت میں، علاقہ ناگپور میں واصل بحق ہوگئے اور ہم شاگردان محزونین کو، اولاد واہل خانہ، کو اعزاء واقارب اور لاکھوں مریدوں، عقیدتمندوں کو محزون کرکے روتا چھوڑ کر چلے گئے۔ بلکہ ایک عالم سنیت کو بے روح یا نیم جان کرکے چلے گئے۔ ادھر جانے والا اُدھر رہ جانے والوں سے روٹھ گیا نہ اپنی کہی نہ ہماری سنی اچانک داغ مفارقت دے گیا۔

''انا للہ وانا الیہ راجعون'' غفر اللہ تعالیٰ لنا ولہ ولجمیع المومنین واد خلہ الجنۃ ایاہ وایانا مع الابرار المرزوقین بلا حساب وبلا عذاب۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

www.muftiakhtarrazakhan.com

زیب مسند صدارت:

وہ صدر العلما جو یہاں کے چاروں مدرسوں میں صدر المدرسین رہے۔یعنی اہل سنت کے نزدیک برصغیر میں مرکزی حیثیت کے حامل شہر بریلی شریف کی چاروں عظیم درسگاہوں میں یکے بعد دیگر مسند صدارت کو زینت بخشی۔

آپ سب سے پہلے مظہر اسلام میں صدر ہوئے

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ اپنے مادر علمی جامعہ رضویہ مظہر اسلام (واقع مسجد بی بی جی) بریلی شریف میں ہی سب سے پہلے صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہوئے، وہاں آپ نے سال، دوسال، چارسال نہیں، برسوں فرائض صدارت انجام دیے ہیں۔

مظہر اسلام میں صدارت:

میں (محمد صالح بریلوی) اس مدرسہ کے ابنائے قدیم سے ہوں۔میں نے استاذ محترم صدر صاحب قبلہ کو۱۹۶۴ سے ۱۹۶۸ تک، اور پھر ۶۸ سے کئی سال بعد تک (جن کی تعداد صحیح ذہن میں محفوظ نہیں ہے) مسلسل زیب مسند صدارت دیکھا ہے۔یہ کم از کم ۸، ۹ سال کی مدت لامحالہ ہے۔کیونکہ وہاں میں اوائل ۱۹۶۴ میں داخل ہوا تھا اور ۱۹۶۷ء تک مسلسل میں نے وہاں پڑھائی کی۔۱۹۶۷ میں ہماری فراغت ہوئی۔بعد فراغت بلا فصل وہاں چند سال میں نے پڑھایا۔(غالباً ۱۹۷۱ تک) اس پوری مدت میں میری آنکھوں نے وہاں صدر العلما ہی کو صدارت کی مسند پر متمکن دیکھا تھا حضرت موصوف کی صدارت مبارکہ کے زیر سایہ ہی رہ کر ۱۹۶۸ سے ۷۱ تک فرائض تدریس میں نے انجام دیئے تھے۔پھر تین سال میں وہاں نہیں رہا کہ جلب غنیٰ کے چکر میں شوق تجارت اور نفس کی شرارت نے اس مبارک خدمت اور اساتذہ کرام کی مصاحبت سے مجھے محروم کرا دیا تھا آخر ہار کر جھک مار کر پھر مادر علمی کی طرف بفضلہ تعالیٰ لوٹا۔نہیں یاد ہے کہ میرے اس تین سالہ وقفہ میں صدر العلما ہی صدر تھے یا صدارت کا بوجھ اپنے کاندھے سے اتار دیا تھا؟

ضروری انتباہ واصلاح:

مطلب کہنے کا یہ ہے کہ وہاں کی مدت صدارت کی میں تعین نہیں کر سکتا کہ مجھے صحیح صحیح معلوم نہیں ہے جب آپ کو اجمالی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ صدر العلما علیہ الرحمۃ مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں برسوں صدر رہے تو آپ کو اس خبر سے یقیناً تعجب ہوگا کہ کوئی کہے آپ وہاں ''صرف دو سال صدر رہے''۔میں نے سنا ہے کہ بعض معروف اہل قلم نے دو سال والی خبر کسی نگارش میں نقل کی ہے وہ خبر یقیناً غلط ہے خلاف حقیقت ہے۔صحیح بات وہ ہے جو میں نے اوپر بیان کی۔

شیخ الحدیث:

وہ صدر العلما جو مذکورہ بالا چاروں مرکزی دانش گاہوں میں یکے بعد دیگرے شیخ الحدیث بھی رہے۔مدرسہ مظہر اسلام میں، پہلی بار (میری دانست کے مطابق) بخاری شریف اس وقت پڑھانی شروع فرمائی جب، اس وقت کے موجودہ شیخ الحدیث، عالم ربانی، ماہر درسیات استاذ گرامی حضرت علامہ مولانا قاری حافظ مفتی الحاج مبین الدین صاحب محدث امروہی رحمہ اللہ تعالیٰ عرف حاجی صاحب طویل علالت کی وجہ سے کئی ماہ مدرسہ نہیں آسکے تھے تو حاجی صاحب کے اذن و رضا سے اور مہتمم صاحب کے حکم سے آپ نے بخاری شریف پڑھانی شروع کی اور وہیں سے پڑھائی جہاں سے سبق موقوف تھا۔اور جس جماعت نے صدر العلما محدث بریلوی سے صحیح البخاری پڑھنی شروع کی تھی وہ ہماری جماعت تھی یہ ۱۹۶۶ و ۶۷ کی بات ہے۔جس انداز سے حاجی صاحب پڑھاتے تھے تقریباً وہی انداز

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کے پڑھانے کا تھا۔ قریب ختم تک (غالباً) پڑھائی تھی پھر آخر سال میں حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے آکر تتمیم فرمائی تھی۔

گویا ۶۷ء میں صدر العلما، شیخ الحدیث ہوئے پھر حاجی صاحب بدستور بخاری شریف آئندہ سالوں میں پڑھاتے رہے۔ مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ مظہر اسلام سے حاجی صاحب کب مستعفی ہوئے اور وہاں صدر العلما آپ کے بعد کب سے کب تک شیخ الحدیث رہے۔ اتنا مظنون ہے کہ ایک سے زیادہ سال بخاری شریف آپ نے مظہر اسلام میں پڑھائی تھی۔ غرض آپ کا شیخ الحدیث ہونا مظہر اسلام۔ بریلی سے شروع ہوا اور ہماری جماعت سے شروع ہوا۔ اور اسی سال حضرت کی شادی ہوئی تھی۔ مجھے حضرت کے ولیمہ میں جانا، کھانا کھانا اور کھلوانا یاد ہے اور بعض رفقاء درس بھی تھے جیسے حضرت مولانا تفسیر القادری بستوی وغیرہ۔

پھر منظر اسلام میں بھی کچھ عرصے آپ شیخ الحدیث رہے۔ اور جامعہ نوریہ میں تو آپ شروع سے ہی صدر المدرسین ہونے کے ساتھ شیخ الحدیث بھی برابر رہے۔ اسی طرح جامعۃ الرضا میں بھی دونوں منصب آپ ہی کے پاس تھے۔

وہ صدر العلما۔ جو بڑے عالم ہی نہیں بلکہ عالم گر ہیں۔ ایک قابل و ماہر و مقتدر مدرس ہی نہیں بلکہ مدرس گر ہیں۔ جنہوں نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں بے علموں کو عالم بنا دیا۔ آج آپ کے تلامذہ میں کثیر تعداد ان بڑے عالموں کی ہے جو اب خود مخدوم العلما اور استاذ الاساتذہ بن گئے ہیں۔ حضرت، نے اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق و عنایت سے، حضور سید الانبیا آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم و بارک و سلم کی پھر سرکار بغداد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مدد سے ایسی خدمت دین کی جو آپ کے لئے عظیم صدقۂ جاریہ ہے۔ "ملتبس ما فقد مواد آثارہم"

اگر اکیاون سالہ خدمت تدریس کا ثمرہ یعنی آپ کے بلاواسطہ شاگردوں کی تعداد جوڑی جائے تو ان کے ناموں سے ایک بڑی ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی۔

بیشک آپ استاذ العلما ہیں۔ استاذ الفقہا ہیں۔ استاذ المدرسین ہیں۔ استاذ المناظرین ہیں۔ استاذ خدام الحدیث ہیں۔ مفتیوں کے مفتی ہیں۔ اور اس کے باوجود سادگی و انکساری کا یہ عالم کہ دیکھنے والوں کی نظر میں آپ اتنے بڑے، بزرگ عالم نہیں جچتے تھے۔

فیضان علمی کی جھلک:

آج ہمارے معاصرین میں جن علمائے کرام کو استاذ محترم حضرت صدر العلما علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے: براہ راست شرف تلمیذ حاصل ہے ان میں بحمدہ تعالیٰ بہت حضرات شیخ الحدیث کے منصب پر خدمت حدیث شریف مدارس اہل سنت میں انجام دے رہے ہیں۔ بہت حضرات صدر المدرسین ہیں۔ خدمت صدارت بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ بہت حضرات مایہ ناز، لائق افتخار خطیب و مناظر ہیں۔ اور بہت حضرات خدمت افتاء اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں اور وہ ایک سے ایک بڑھ کر مفتی ہیں۔ جن کے فتاویٰ پر عوام و خواص کو اعتماد و وثوق ہے۔

بالجملہ "صدر صاحب" علیہ الرحمہ کا علمی فیضان نوع بنوع ملک بھر میں دور دور تک جاری و ساری ہے۔ ہند و پاک میں۔ بنگلہ لنکا میں اور یورپ و افریقہ کے بہت سے ممالک میں اہل سنت کے مکاتب و مدارس، چھوٹی بڑی دانش گاہیں، درسگاہیں آپ کے علمی فیضان سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کچھ نہ کچھ ضرور فیضیاب ہیں۔ اور آباد و شاداب ہیں۔ کیونکہ آپ بالواسطہ لاکھوں علما و مدرسین کے استاذ ہیں جو دنیا بھر میں تقریباً پھیلے ہوئے ہیں خصوصاً برصغیر میں۔ جو اپنے حلقوں، علاقوں میں دین کا کام کر رہے ہیں۔ مسلک اہل سنت کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

خدمت میں مصروف ہیں۔ خلق خدا کی خیر خواہی و نفع رسانی میں لگے ہوئے ہیں۔

صدر العلما کا طلبہ کے ساتھ رویہ:

وہ صدر العلما جو طلبہ پر باپ کی سی شفقت فرماتے۔ جہاں تک ہوتا مہربانی و خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ سنا ہے کہ بعض نادار طلبہ کی چپکے چپکے مالی امداد فرماتے۔ بہر حال آپ اپنے شاگردوں کے لئے خیر خواہ، بڑے اچھے، شفیق و کریم، مہربان استاذ تھے، سبق میں یا بیرون سبق میں طلبہ پر غصہ نہیں کرتے یعنی بہت زیادہ غیظ و غضب کا مظاہرہ نہیں کرتے میں نے حضرت کو نہیں دیکھا۔ غصہ کی بات پر بھی حلم بردباری سے پیش آتے۔ میں نے پہلی ہی ملاقات کے موقع پر حضرت کی یہ خصلت حمیدہ نوٹ کی، پھر اس صفت میں برابر اضافہ دیکھا۔ حتیٰ کہ یہ صفت حضرت کی میرے دل میں اب بھی منقش ہے۔ ہاں شرعی امور کی خلاف ورزی پر ضرور غصہ ظاہر فرماتے لیکن وہ بھی شائستگی کے دائرہ میں ہوتا۔ طلبہ کی ان خطاؤں پر کبھی کبھی سزا بھی دیتے یا عتاب فرماتے۔

تدریسی شان و صلاحیت:

وہ صدر العلما جو مدرسوں میں مروج ہر علم و فن پڑھانے، اچھی طرح سمجھا دینے پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ تفسیر و حدیث و فقہ و عقائد (علم کلام) اور فنون عربیہ ادبیہ، فنون عقلیہ منطق فلسفہ۔ علم ہیئت وغیرہا میں (جو مدارس دینیہ میں پڑھے پڑھائے جاتے ہیں) آپ کو پورا عبور حاصل تھا۔ جو کتاب بھی آپکو فنون مذکورہ میں سے پڑھانے کیلئے ملتی برغبت پڑھاتے، اچھی طرح سمجھاتے۔ حتیٰ کہ کسی فن کی کسی کتاب پڑھانے سے گریزاں ہوتے، بے رغبتی دکھاتے میں نے نہیں دیکھا۔ نہ سنا۔ مسموع ہے کہ حضرت صدر صاحب نے خود بہت مرتبہ ظاہر فرمایا کہ مدرسہ مظہر اسلام بریلی کے زمانہ تدریس میں ایک دور ایسا آیا کہ مجھے شیخ المعقولات بنایا گیا تھا یعنی فنون عقلیہ منطق و فلسفہ وغیرہ کی سب کتابیں حضرت ہی کے ذمہ تھیں۔ آپ ہی انہیں پڑھاتے تھے۔ اور یہ ذمہ داری کئی سال تک حضرت کو نبھانی پڑی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کو منقولات (شرعیات و ادبیات) کی طرح معقولات میں بھی مہارت حاصل تھی۔ ورنہ ذمہ داران مدرسہ حضور مفتی اعظم ہند وغیرہ بزرگوں نے آپ کو منصب مذکور نہ دیا ہوتا۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ حضرت کا مزاج دینیات یا اس کے معاون علوم (نحو و صرف و بلاغت وغیرہ) کے پڑھانے کی طرف زیادہ راغب و شاغف رہتا تھا۔ جیسا کہ اس خانوادے کے علما کا نیز جملہ متدین علمائے کرام کا مزاج تھا اور ہے کیوں کہ فقہا کرام و دیگر علما دین۔ کے نزدیک، محض علوم عقلیہ میں پورا اشتغال و شغف پسندیدہ چیز نہیں کہ مفید کم اور مضر و خطرناک زیادہ ہے۔ لیکن ان سے بالکل اجتناب و استغنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ علوم دینیہ کی تحصیل و تفہیم میں علوم عقلیہ سے، خصوصاً منطق سے کام لینا پڑتا ہے وہ ان کے لئے معین و مددگار رہتے ہیں جیسے اہل صنعت کے لئے ان کے آلات و اوزار۔

ذہانت و فطانت، اسلوب تفہیم و انداز تدریس

وہ صدر العلما جو بچپن ہی سے بڑے ذہین، فطین و زیرک تھے، سب جانتے ہیں کہ حصول علم میں ذہانت و فطانت قوت حافظہ کو بڑا دخل ہے پھر محنت اور لگن بھی ضروری۔ اگر اسباب مذکورہ نصیب ہوں اور توفیق الٰہی مساعدت کرے تو تحصیل علم میں آدمی کی کامیابی یقینی ہے۔ (اور اس خاندان کا تو بچہ بچہ بفضلہ تعالیٰ ذہین معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ میرے دعوے پر شاہد ہے)۔ صدر صاحب کو یہ سب آلات و اسباب میسر تھے تو کیوں نہ جلدی منزل مقصود پاتے۔ بآسانی جلدی آپ عالم دین ہو گئے اور پھر عالم گر۔ حضرت صدر صاحب

www.muftiakhtarrazakhan.com

قبلہ قابل، لائق وفائق اور بڑے قادر التفہیم کامیاب مدرس تھے۔ زود فہم ہونے کے ساتھ ساتھ سریع التفہیم بھی تھے۔ اسلوب تفہیم بہت اچھا تھا پیارا تھا۔ آپ اپنی خداداد صلاحیت سے سمجھا لینے میں جلدی کامیاب ہو جاتے تھے، تھوڑے وقت میں، مختصر مختصر تقریرات سے سبق کی الجھی ہوئی گتھی ایسی سلجھا دیتے کہ گویا الجھی ہی نہیں تھی، حتی کہ کم فہم یا دیر فہم طلبہ بھی مطمئن ہو جاتے۔ امین و متدین مدرس کی طرح حضرت صدر صاحب قبلہ، اثنائے سبق بے فائدہ، غیر متعلق گفتگو سے اور طلبہ پر دھونس جمانے، اپنا علمی دبدبہ قائم کرنے کیلئے تک بے تک لمبی چوڑی تقریرات سے بالالتزام پرہیز فرماتے، عموماً پوری توجہ آپ کی نفس کتاب سمجھانے کی طرف مرکوز رہتی (کما هو حق التدریس وحسن الاسلوب فی التعلیم)۔ ہاں ضروری اور مفید مفید باتوں سے محروم بھی نہیں رکھتے تھے۔ ضمنی کارآمد باتیں ضرور بیان فرما دیا کرتے تھے، غرض ''مالنا وماعلینا'' کا دھیان حضرت کو خوب رہتا تھا۔

چونکہ حضرت شاعر بھی تھے، ایک اچھے شاعر، اور حافظہ صحیح وقوی تھا، حتی کہ دوسروں کے اشعار بھی آپ کو بکثرت یاد تھے اس لئے دوران درس، برمحل، مناسب مناسب اشعار زبان مبارک پر مچلنے لگتے، اور طلبہ کو سناتے۔ طلبہ ایسے محظوظ ہوتے کہ اشعار یاد کرنے یا لکھنے میں لگ جاتے اور سبق رک جاتا۔ جب حضرت نے، سبق کا یہ حرج ملاحظہ فرمایا تو اشعار اثنائے سبق پڑھنے سے عموماً احتراز فرمانے لگے تھے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں حضرت کی زبان فیض سے مدرسہ کی بعض نشستوں میں خود آپکی تصنیف کردہ نعت شریف ہم نے بہت بار سنی تھی۔ گو بہت اصرار کے بعد سناتے تھے۔

شاگردوں میں اچھے برے سب طرح کے ہوتے ہیں، اچھوں کو تو سب اپنا لیتے ہیں اور آپ اچھوں کے ساتھ ''بروں'' کو بھی اچھی طرح نبھا لیتے، اور بالآخروہ ''برا'' بھی اچھا بن جاتا، بعون اللہ۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

بالجملہ آپ کوئی عامی استاذ یا معمولی مدرس نہیں تھے۔ بلکہ اس میدان میں صدر العلما کی شان بڑی عالی ہے بہت اونچی ہے۔ بزم تعلیم و تدریس میں نمایاں مقام آپ نے پایا تھا۔ آپ تدریس کی دوڑ میں شہسواران سباق بالفوز المبین میں سے ہیں۔ فللّٰہ الحمد۔

اکمل پیر کیے، کامل مرید، ممتاز خلیفہ

وہ صدر العلما جو شیخ المشائخ، پیر کامل و اکمل کے، لائق و ممتاز مرید مایۂ ناز خلیفہ اور علی الاطلاق اجازت یافتہ ہیں یعنی آپ میرے مرشد برحق کے میرے ہی کیا بلکہ ایک عالم سنیت کے پیر و مرشد اہل سنت کے تاجدار اپنے دور کے معروف ولی کامل، منصب قطبیت پر فائز جامع شریعت و طریقت، نافع خلق خدا، ایمرجنسی جیسے تاریک و خطرناک پر ہول پرفتن پر تشدد دور میں کانگریس گورمنٹ کے ظلم واستبداد کے طاقتور، مضبوط تر ہاتھ کو یک وتنہا، اپنے فتوی کے تیغ سے بے دریغ قلم کر دینے والے مجاہد فاتح، مجددانہ شان کے عالم ربانی، مجاہدانہ شان کے پیشوا حکیمانہ انداز کے ناصح کشتی ملت کے ناخدا علامہ مفتی الشیخ محمد عرف مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے چہیتے خاص فیض یافتہ، منظور نظر، عالی قدر، لائق افتخار مرید صادق ہیں نیک نام نیک کام خلیفہ ہیں اور تلمیذ رشید بھی ہیں نیز بھتیجے ہیں۔

علم وفضیلت وتقوی اور حیا و سخا کی صفات سے متصف ہوتے ہوئے ایسے پیر کامل کی غلامی نصیب، کیا سعادت حصہ میں آئی۔

سبحان اللہ۔ نور علی نور۔ سونے پر سہاگہ ﴿ذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء﴾

www.muftiakhtarrazakhan.com

مظہر مفتی اعظم

وہ صدر العلما جو پیر و مرشد کی توجہ خاص اور علم و عمل کی برکت سے بفضلہ تعالی بہت سی نیک عادتوں اور خصلتوں میں بے شک ''مظہر مفتی'' اعظم ہیں کہ اللہ کے جاری کرنے سے برزبان خلق یہ لقب جاری ہے اور ''زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو'' تو بیشک آپ کا یہ لقب سچا ہے ہرگز جھوٹا نہیں آپ پر بالکل صادق و چسپاں ہے۔ جن خصائل میں آپ اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ کے مظہر ہیں بطور نمونہ ان میں سے چند پیش کروں ملاحظہ ہو۔

(۱) نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام (الا بعذر شرعی) (۲) کم گوئی، کم خوری، کم خوابی، نرم روی، میانہ روی، (۳) تحمل و بردباری۔ صبر و رضا۔ درگزر کرنا (۴) تعفف و استغناء (۵) حیاء و سخا (۶) اخفائے حسنات کی کوشش (۷) غض بصر (نیچی نگاہیں) (۸) غیبت کرنے اور سننے سے اجتناب کی کوشش۔ (۹) عیادت۔ تعزیت اور جنازے میں شرکت کی کوشش۔ (۱۰) تعلی وتفوق سے تنفر۔ (۱۱) صالحین و مساکین سے محبت (۱۲) حصول شہرت کی تدابیر سے فرار (۱۳) تواضع و انکسار (۱۴) دعا تعویذ وغیرہ سے نفع خلق (۱۵) مرید کرنے میں ٹال مٹول نہ کرنا (۱۶) نیک کاموں میں للّٰہیت (۱۷) بڑوں کی توقیر۔ چھوٹوں پر شفقت (۱۸) خلاف شرع بات پر ناراضی ناگواری (۱۹) صلہ رحمی وغیرہ وغیرہ

محمد صالح قادری بریلوی، شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

مولانا ظہیر احمد خاں کا اجمالی تعارف

معین احمد خاں۔ایم۔اے

حضرت مولانا حافظ ظہیر احمد خاں علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۹۶۵ء میں شہر بریلی کے ایک چھوٹے سے گاؤں ترساپٹی (شاہی) ضلع بریلی میں ہوئی تھی۔ان کے والد محترم خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ ایک باعمل عالم دین و متقی انسان تھے۔حضور حجۃ الاسلام سرکار حامد رضا خاں رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت حاصل تھا،عرصہ دراز تک مسجد بی بی جی بہاری پور بحیثیت خطیب و دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے،عالم باعمل صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف آپ کے شاگردوں کی فہرست میں شامل ہیں۔

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خاندانی پس منظر قدرے بیان کردیا جائے علامہ مولانا رئیس احمد خاں صاحب کے آباو اجداد کا تعلق افغانستان کے شہر کابل سے تھا مغلیہ دور حکومت میں اس خاندان کے بزرگ معروف اعلیٰ عالی جناب محمد نور خان دہلیت شہر کابل سے ہندوستان تشریف لائے اور کشمیر میں آکر آباد ہوئے۔یہاں فوج کے ایک دستہ کے حاکم تھے۔نوجوانی کے عالم میں بھی تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ شہزادیوں کے نگراں دستہ کے حاکم تھے۔ان کے تعلق سے ایک واقعہ خاندان کے بزرگوں دیگر اہل علاقہ سے منقول ہے کہ ایک بار کسی شہزادی کا ہاتھ پردے سے باہر آگیا۔جس پر عالی جناب نور خاں صاحب نے اپنی چھڑی غصہ سے ہاتھ پر ماری جس کی شکایت بادشاہ یا کسی حاکم سے کی گئی جس کے عوض میں بجائے غصہ کے زمینداری کے (۲۲) گاؤں عطا ہوئے جس میں قصبہ بہیڑی (بریلی) سے ملحق گاؤں ڈنڈیا و نرائن نگلہ سے لے کر قصبہ دیورنیاں کے گاؤں بھیکم پور، کمال پور ترساپٹی و دیگر گاؤں شامل ہیں آخر میں خاندان کے مورثین ترساپٹی و بھیکم پور میں آکر آباد ہوئے نور خاں صاحب کے کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ان کے بھائی مکرب خاں صاحب کے صاحبزادے اشرف خاں صاحب سے ان کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی ان کے بیٹے عالی جناب الیار خاں یا علی یار کے بیٹے عالی جناب مولانا مولوی کرامت خاں صاحب تھے اور ان کے بیٹے عالی جناب مولانا شرافت علی خاں صاحب تھے جو کہ فارغ التحصیل عالم تھے اور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھے اعلیٰ حضرت کی شان میں ان کی ایک دو منقبتیں بھی ہیں اس کے علاوہ ان کے ہاتھ کا قرآن کریم جو فن خطاطی کا نمونہ ہے جو ابھی ہمارے پاس موجود ہے۔ان کے بیٹے احمد نبیہ خاں احقر بریلوی ایک متقی و پرہیزگار صوفی انسان تھے فارغ شدہ عالم تو نہ تھے لیکن عربی و فارسی زبان کے ماہر تھے حضور قبلہ بشیر میاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور آخر عمر یہ تارک الدنیا ہو کر رہ گئے تھے انہیں احقر بریلوی کے بیٹے حضرت علامہ مولانا رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ تھے جو کہ فنافی المرشد کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے سیدنا سرکار حجۃ الاسلام کے ذکر پر اور ان کے واقعات و حسن بیان کرنے پر بے ساختہ آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے اپنے مرشد کے وصال کے بعد زندگی بھر سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا مرشد و مربی خیال فرمایا اور زندگی کی آخری سانسیں بھی ان کی یادو خیال میں بسر فرمائیں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال یعنی ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کے ٹھیک ایک ماہ بعد یعنی ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ کو پلیا کلاں ضلع کھیری لکھیم پور کے مدرسہ جس کے بانی و ناظم اعلیٰ عاشق علیٰ حضرت عالی جناب ڈاکٹر آفتاب احمد

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاں رئیس اعظم پلیا تھے اور حضرت اس مدرسہ کے صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے، وہاں مدرسہ ایک عظیم الشان عرس چہلم کر رہے تھے، اسی موقع پر دوران جلسہ حضرت کو دل کا دورہ پڑا۔ بالآخر صبح نماز فجر سے پیشتر لگاتار تین دورے قلب کے پڑے اور صبح ۱۵ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ کو عین ساڑھے چار بجے صبح مالک حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مولانا رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ کی چھ اولادیں تھیں جن میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے تھے بڑے بیٹے یعنی حضرت مولانا ظہیر احمد خاں صاحب اپنے والد ہی سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور غالباً جماعت ثالثہ میں تھے اس سے قبل ۱۹۷۵ء میں دار العلوم منظر اسلام سے حفظ کی دستار ہو چکی تھی، والد موصوف کے وصال کے بعد مولانا ظہیر صاحب نے جماعت رابعہ کی تعلیم حضور صدر العلما علیہ الرحمہ (۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۵ء) کے زیر سایہ کرم نو قائم شدہ جامعہ نوریہ رضویہ میں حاصل کی رابعہ، خامسہ، سادسہ، سابعہ کی لگاتار چار سال کی تعلیم جامعہ نوریہ رضویہ میں حاصل کی اس کے بعد جماعت ثامنہ دورہ حدیث کی تعلیم کے لئے مدرسہ منظر اسلام میں داخلہ لیا اور ۱۹۸۶ء میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی فراغت کے بعد ۱۹۸۶ء سے مولانا ظہیر قصبہ کچھا ضلع نینی تال کے مدرسہ رضویہ اشاعت العلوم میں تدریس اور ایک اہم مسجد بازار والی (مزار والی) مسجد میں خطیب رہے، لگاتار دس سال کچھا میں دین وسنیت کی ترویج واشاعت کے بعد ۱۹۹۶ء میں حضرت کی شادی نواسی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ یعنی نبیرۂ استاذ زمن حضرت سراج رضا خاں صاحب کی چھوٹی بہن کی ساتھ ہوئی۔

غالباً ۱۹۹۶ء کے اواخر میں یا پھر ۱۹۹۷ء کے شروع میں حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ امام الفقہا حضور ازہری میاں ۔مدظلہ العالی کے حکم پر صوبہ مہاراشٹر کے شہر چندر پور کو حضرت تشریف لے گئے اور جامع مسجد چندر پور میں خطیب وامام رہے، محض ۲۴ر ماہ یعنی پورے دو سال کے عرصے میں ہی شہر چندر پور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کے عظیم کارنامے انجام دئے ہزاروں گمراہ وبدعقیدہ لوگ حضرت کے دامن سے وابستہ ہو گئے، پھر حضرت تاج الشریعہ نے مولانا ظہیر کو مسقط وعمان و دوبئی بھیجا، سرزمین دوبئی میں حضرت نے تقریباً ۱۸ر ماہ رہ کر مسلک کی وہ خدمات انجام دیں کہ لوگ حیران وششدر رہ گئے، حضرت کی مسجد دوبئی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی عظیم مسجد بن گئی، بعد رمضان حضرت نے اپنی مسجد میں دوبئی جیسے شہر میں سرکار حضور مفتی اعظم ہند کے فتوے کے مطابق ''کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز درست نہیں ہے'' بغیر مائک کے جماعت شروع کروائی، اور پھر ابوظبی کی ایک مسجد میں بھی بغیر مائک کے جماعت شروع ہوئی جس کا افتتاح مولانا ظہیر نے ہی کیا، اس کے علاوہ دوبئی میں رہ کر حضرت نے شارجا ہر اس نجمہ اجمان وغیرہ ممالک کا دورہ کیا۔

شہر چندر پور واطراف کے لوگ حضرت سے بے پناہ محبت کرتے تھے ان کی اس محبت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور والدہ ماجدہ کے حکم پر مولانا ظہیر ہندوستان واپس آ گئے اور بعدہ اپریل ۲۰۰۲ء سے شہر چندر پور کی مسجد غریب نواز میں امام وخطیب و دار العلوم غوثیہ رضویہ میں شعبہ درس نظامی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے جو کہ آخر (یعنی ۱۲ر اگست ۲۰۰۷ء) تک جاری رہا۔

حضرت کے اساتذہ کی فہرست میں سر فہرست والد محترم علامہ رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ وصدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ حضرت علامہ سید عارف صاحب قبلہ حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ حضرت علامہ مولانا مفتی صالح صاحب قبلہ حضرت علامہ مولانا محمد ایوب صاحب۔ قبلہ وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا ظہیر صاحب کو شرف بیعت ہم شبیہ غوث اعظم وارث علوم امام اعظم سیدی ومرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حاصل

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے بیعت ہونے کی تاریخ شجرہ میں جو درج ہے (یعنی شجرہ حاصل ہوا وہ ۱۷ رفروری ۱۹۷۷ء ہے۔ مولانا ظہیر کو خلافت و جملہ سلاسل کی اجازت حضور تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ حضور ازہری میاں مدظلہ العالی سے حاصل تھی۔ نیز سال گزشتہ یا غالباً دو سال قبل مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے بھی خلافت سے نوازا تھا۔

حضرت کے چندر پور کے معمولات یہ تھے کہ بعد نماز فجر عموماً مطالعہ کرتے تھے بعدہ ساڑھے سات یا آٹھ بجے مدرسے تشریف لے جایا کرتے تھے جو کہ تقریباً ایک بجے دوپہر میں واپس آتے تھے، نماز ظہر سے عصر تک آرام فرماتے تھے اور بعد عصر تعویز کے لئے لوگ آتے تھے جن میں کم وبیش پچاس ساٹھ لوگ مسلم وغیر مسلم آتے اور مغرب تک یہ سلسلہ جاری رہتا، بعد مغرب عموماً دعوت میں جاتے اور عشا کے بعد بھی عموماً دعوت یا کسی چھوٹے یا بڑے پروگرام میں جاتے اور بالعموم رات کے بارہ یا ایک بجے واپس آتے تھے اکثر بیشتر رات کو بھی لوگ آتے اور دیر تک تشریف رکھتے اس کے علاوہ دن ورات کے کسی وقت چندر پور کے اطراف اور کبھی کبھی بلکہ اکثر وبیشتر دو سو یا چار سو کلومیٹر سے لوگ آتے تو ان کے لئے ہر وقت دروازہ کھلا رہتا۔ حضرت کی یہی وہ خدمات تھیں جسے دیکھ کر اپنے اغیار بھی حضرت کے گرویدہ ہو کر مسلک اہل سنت سے جڑنے لگے تھے۔

از قلم:

معین احمد خاں (ایم اے۔ (انگلش اردو)

نیٹ ریسرچ اسکالر (تقابلی ادب)

برادر اصغر حضرت مولانا ظہیر احمد خاں علیہ الرحمہ

روہیلکھنڈ یونیورسٹی خادم شعبہ عصریات جامعۃ الرضا۔ متھرا پور بریلی شریف۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

وصال

بریلی شریف سے روانگی۔ ناگپور اور چندر پور کے درمیان حادثہ۔ جنازہ کی بریلی شریف واپسی۔ جلوس جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال۔ نماز جنازہ۔ تدفین

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما کا آخری سفر

زاہد علی نوری

میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ اپنے نورانی پیرو مرشد حضرت علامہ مولانا الشاہ سیدنا تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں ان کے بریلی شریف سے آخری سفر کا قصہ بیان کر رہا ہوں۔

تقریبا ماہ جولائی ۲۰۰۷ء کے آخری ایام میں میرے پاس قاری عرفان صاحب نے فون کر کے بتایا کہ حضرت ۲راگست کو ناگپور جائیں گے اور صبح کو ٹرین میں بٹھانے کے لئے آپ کو اپنی گاڑی لے کر آنا ہے، میں بہت خوش ہوا کہ مجھ کم نصیب کو حضرت کی خدمت کا موقع عطا کیا گیا۔۳۱ر جولائی اور ۱راگست کو قاری عرفان الحق صاحب نے مجھے فون کر کے ۲راگست کے سفر کے بارے میں یاد دلایا میں نے کہا کہ میں صبح پانچ بجے تک حضرت کے دولت خانہ تک پہنچ جاؤں گا، لہذا میں نے اپنے ڈرائیور منصوب علی کو ۱راگست کی شام کو بلا کر اپنے گھر روک لیا۔

۲راگست کی صبح تین بجکر ۴۰ منٹ پر قاری صاحب کا فون آیا میں جاگ رہا تھا قاری صاحب نے فون پر کہا کہ آپ ساڑھے چار بجے تک گاڑی لے کر آجائیں۔میں نے کہا کہ ڈرائیور کو بھیج رہا ہوں اس پر قاری صاحب نے کہا کہ آپ گاڑی لے کر خود آئیں حضرت سے ملاقات کا موقع اس سے اچھا نہیں ملے گا۔

میں صبح ٹھیک پانچ بجے حضرت کی خدمت میں اپنی گاڑی لے کر ڈرائیور کے ساتھ حضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہو گیا۔میں قاری صاحب سے باتوں میں مشغول تھا کہ حضرت گھر سے نکل آئے، مجھ سے قاری صاحب نے کہا کہ دیکھو حضرت تشریف لے آئے میں دوڑ کر حضرت کے پاس پہونچا، میں نے سلام کے بعد حضرت کے دست مبارک کا بوسہ لیا پھر اپنی آنکھوں سے لگایا، حضرت نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعائیں دیں میں حضرت کو اپنی کار کے پاس لے کر آیا راستے میں حضرت سے عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں میرے لئے دعا کیجئے حضرت نے کہا اللہ مددگار ہے۔

میں حضرت کو لے کر ریلوے اسٹیشن پہنچا، راستے میں بارش شروع ہو چکی تھی، ریلوے اسٹیشن پر جب حضرت کو کار سے اتارا گیا تو حضرت بارش میں بھیگ گئے، میں نے دیکھا کہ ریلوے اسٹیشن پر اچانک کافی تعداد میں لوگ حضرت کے دیدار کے لئے جمع تھے حضرت سے سبھی نے مصافحہ اور دست بوسی کی، اس کے بعد میں حضرت کو لے کر پلیٹ فارم نمبر ا پر پہونچا میں نے دیکھا کہ حضرت ویٹنگ روم کے باہر بچھی ہوئی بینچ پر بیٹھنے لگے میں نے حضرت کو روکا اور کہا کہ گاڑی ۲ نمبر پلیٹ فارم سے جائے گی۔

حضرت پل سے چڑھ کر پلیٹ فارم نمبر ۲ پر پہونچے وہاں پر میں نے حضرت کو بینچ پر بٹھا دیا، تبھی قاری عرفان الحق صاحب نے کہا کہ گاڑی ۲ نمبر سے نہ جا کر ۴ نمبر سے جائے گی، لہذا میں حضرت کو پلیٹ فارم نمبر ۳ کے پل پر چڑھا کر پلیٹ فارم نمبر ۴ پر لے گیا، راستے میں بارش کی وجہ سے حضرت بالکل بھیگ گئے تھے۔میں نے حضرت کا ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت کہیں پھسل نہ جائیں اور پل سے اترتے

www.muftiakhtarrazakhan.com

وقت میں نے اپنی داہنی بانہہ حضرت کی بائیں بانہہ میں ڈال دی۔ اور انکو آہستہ آہستہ ریل کے A,C TWO تک لے گیا۔ راستہ میں حضرت بہت تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔ حضرت کو ٹرین کی A.C.TWO برتھ نمبر ۳۱ پر بٹھایا اور میں حضرت کے سامنے برتھ نمبر ۳۲ پر بیٹھ گیا۔ میں نے بہت غور سے حضرت کے چہرۂ مبارک پر نظر ڈالی حضرت مجھے کھوئے کھوئے سے دکھے۔ قاری صاحب نے حضرت کے موزے دیکھے جو پانی کی وجہ سے نیچے سے کالے ہو چکے تھے۔ حضرت کے پاس میں تقریباً دس پندرہ منٹ تک بیٹھا پھر حضرت نے کہا کہ اب ٹرین چلنے والی ہے تم چلے جاؤ۔ میں نے حضرت کے دست مبارک کا بوسہ لیکر آنکھوں سے لگایا اور حضرت نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔

مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ میری اور ان کی آخری ملاقات ہے، مجھے آج بھی انکا پیارا پیارا چہرہ یاد ہے، جسے میں زندگی بھر نہیں بھول پاؤں گا۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ہی وہ خوش نصیب مرید ہوں جسے بریلی شریف میں آخری خدمت اور آخری دیدار کا موقعہ ملا۔ کیوں نہ ہو۔ میں اپنے پیر و مرشد سے بہت پیار کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ کرتا رہوں گا۔ ایک واقعہ اور سنانا چاہتا ہوں۔

میں ایک سرکاری ملازم ہوں۔ سال ۲۰۰۲ء میں مجھے Dabatation سے واپس کر دیا گیا تھا۔ میں ایک سال تک گھر پر رہا۔ میں کافی پریشان تھا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت کے پاس گیا ہوں۔ حضرت کے پاس ایک کافی موٹا اور کالے رنگ کا آدمی بیٹھا ہے، میں نے حضرت کو سلام کر کے حضرت کے دست مبارک کا بوسہ لیا اور پھر آنکھوں سے لگایا۔ پھر میں رو پڑا۔ اور کہا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں، میرے لئے دعا کیجئے۔ حضرت نے مجھے چپ کرایا اور کہا کہ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ آپ یقین مانئے کہ کچھ دنوں بعد اسی عہدہ پر دوبارہ فائز ہوا اور آج بھی ضلع پیلی بھیت میں اے، پی، او کے عہدے پر فائز ہوں۔ یہ سب میرے پیر و مرشد اور ماں باپ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں تبھی تو میرے اوپر اللہ کا لاکھ لاکھ کرم ہے اور میرے پیارے آقا کی محبت میرے دل میں سمائی ہوئی ہے ورنہ میں نہایت ہی گنہگار، بدکار سیاہ کار انسان ہوں۔

زاہد علی خاں نوری تحسینی بقلم خود

فائق انکلیو پیلی بھیت بائی پاس روڈ (بریلی شریف)

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما کا سفر آخرت

مولانا مفتی حبیب یار خاں (اندور)

۴/اگست ۲۰۰۷ء کو دار العلوم غوثیہ چندر پور مہاراشٹر کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں مہتمم ادارہ حضرت مولانا غلام نبی صاحب رضوی امجدی کی دعوت اور حضرت مولانا قاری ظہیر رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کی سفارش پر حضرت تحسین میاں صاحب نے رخت سفر باندھا۔

چونکہ چندر پور کے احباب طریقت اور مخلص مریدین کا اصرار تھا کہ حضرت ۳/اگست ۲۰۰۷ء کو جمعہ کی نماز چندر پور میں ادا فرمائیں اس لئے حضرت ۲/اگست جمعرات کو صبح بریلی شریف سے دہلی تشریف لائے اور شام کی فلائٹ سے ناگپور تشریف لے آئے۔

ناگپور ایئر پورٹ پر مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب، مولانا قاری ظہیر صاحب اور مولانا غلام نبی صاحب نے اپنے احباب کے ہمراہ آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ حضرت اپنے معتمد خاص جناب قاری عرفان صاحب کے ہمراہ ناگپور تشریف لائے تھے۔ ایئر پورٹ پر طے پایا کہ رات کو چندر پور جانے کے بجائے ناگپور میں ہی قیام کرنا بہتر ہے۔

حضرت مولانا محمد شریف خاں صاحب کے نور نظر اور فخر اماثل حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب علیہ الرحمہ کے نواسہ مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب کی درخواست پر حضرت تحسین میاں علیہ الرحمہ نے رات میں ان کے مکان پر قیام فرمایا۔ جب حضرت کو بتایا گیا کہ آپ حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب علیہ الرحمہ کی بڑی صاحبزادی کے مکان پر قیام فرما ہیں تو حضرت بہت خوش ہوئے، فرمایا: پھر تو ہم اپنے ہی گھر میں ہیں، رات کا کھانا بھی بہت طبیعت اور چاہت کے ساتھ تناول فرمایا۔ ناگپور کے علماء واحباب اہلسنت حضرت کی زیارت وملاقات کے لئے آتے رہے اور حضرت رات میں ایک بجے تک تشریف فرما رہے۔

چونکہ اس فقیر کو بھی مولانا غلام نبی صاحب نے دار العلوم غوثیہ کے جلسہ میں شرکت کے لئے پابند فرمایا تھا اور اسی مناسبت سے مولانا محمد نصیب خاں صاحب نے مولانا غلام نبی صاحب کی معرفت مجھے بھی جل گاؤں میں جمعہ ادا کرنے کے لئے پابند فرمایا تھا کہ وہاں مسجد کی تعمیر و توسیع کا افتتاح کرنا ہے اس لئے ۲/اگست ۲۰۰۷ء کو یہ فقیر بھی اندور ناگپور بس سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں عشاء کے بعد ناگپور سے فقیر زادہ حافظ احمد یار خاں نوری کا فون آیا، اس نے خوش خبری سنائی کہ ابو! بریلی شریف سے حضرت تحسین میاں صاحب ناگپور تشریف لے آئے ہیں اور ان کا قیام باجی کے گھر پر ہی ہے۔

دراصل فقیر زادی جو مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کی نواسی ہے وہ اور ان کی پوتی دونوں اسی گھر بیاہی گئی ہیں اور دونوں کی دو دو پیاری پیاری بچیاں ہیں۔ فقیر نے احمد میاں کو حضرت کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے پابند کیا اور تاکید کی کہ تم اپنے علم کی ترقی کے لئے حضرت سے ضرور دعائیں کرانا۔ احمد میاں نے سلام عرض کیا تو خوب دعائیں دیں اور دریافت فرمایا۔ مولانا حبیب یار خاں، مفتی رضوان

www.muftiakhtarrazakhan.com

الرحمن صاحب علیہ الرحمہ کے صاحبزادے ہیں؟ مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب، نے عرض کیا نہیں بلکہ حضرت کے بڑے داماد ہیں۔ فرمایا؛ اچھا اچھا میری ان سے ملاقات ہے۔

رات میں عرض کیا گیا کہ حضور ان چاروں بچیوں کو مرید فرمالیں، تو فرمایا بہت اچھا میں ذرا وضو کرلوں۔ تو مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب نے عرض کیا۔ حضرت اس وقت رہنے دیں۔ بچیاں یہیں ہیں صبح فجر کے بعد انہیں داخل سلسلہ فرمالیجئے گا۔ صبح مسجد میں نماز فجر جماعت سے ادا فرمائی بلکہ امامت فرمائی بعد نماز فجر صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا۔ آپ نے دعا فرمائی، پھر گھر تشریف لائے بچیوں کو اٹھایا گیا۔ جب خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت بہت خوش ہوئے۔ بڑی شفقت اور محبت سے چاروں کو اپنے قریب بٹھایا، سروں پر ہاتھ پھیرا پھر داخل سلسلہ فرمایا تو باقاعدہ بیعت وارشاد کے کلمات آہستہ آہستہ دہرا دہرا کر بچیوں سے ادا کرائے۔ یہ بچیاں واقعی بڑی خوش نصیب اور بخت آور ہیں کہ حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کی سب سے آخری مریدہ ہیں۔ سبحان اللہ!

بہرحال مولانا غلام نبی صاحب اور مولانا قاری ظہیر صاحب رات کو ہی چندر پور سے سید عمیر صاحب کی نئی کار اسکارپیو سے ناگپور تشریف لاچکے تھے۔ صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد روانگی سے قبل دعائے خیر وبرکت فرمائی اور تمام گھر والوں کو خوب دعاؤں سے نوازا۔

وہاں سے انت نگر خان نائیڈو صاحب کے یہاں تشریف لے گئے۔ وہاں سے حضرت صدر الشریعہ کے مرید خاص حاجی عبدالستار صاحب جنتا گلاس والوں کی مزاج پرسی کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے، وہاں سے میٹھا نیم شریف حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دی۔ وہاں سے تاج الاولیا، حضرت بابا سید تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دی۔

اس کے بعد ناگپور سے روانہ ہوکر سیدھے بوتھلی دارالعلوم امجدیہ کی عظیم الشان عمارت سے متصل فخر اماثل خلیفہ ارشد حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب علیہ الرحمہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ کے مزار پاک پر حاضری دی۔ وہاں تقریباً ۲۵/منٹ تشریف فرمارہے پھر امجدیہ کی عمارت کا معائنہ کیا تو فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب (مفتی غلام محمد خاں صاحب) نے بہت محنت فرمائی ہے، ماشاء اللہ! سبحان اللہ!

کچھ دیر کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے تو کچھ دور جاکر کار پنکچر ہوگئی۔ پہیا تبدیل کیا گیا، آگے مقام جام پر پنکچر بنانے کے لئے رکنا پڑا۔ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کی تازہ ترین نعت پاک کا ذکر ہوا اس پر حضرت نے قاری عرفان صاحب کو اسی نعت پاک کو سنانے کے لئے فرمایا۔ قاری عرفان بہت نفیس انداز میں نعت شریف پڑھ رہے تھے شرکاء سفر محظوظ ہورہے تھے۔ کار ستر اسی کلومیٹر کی رفتار سے چل رہی تھی۔ بہت اچھے ماحول میں سفر طے ہورہا تھا کہ اچانک سڑک کنارے ایک معمولی گڑھے پر سے کار گزری تو ایک جھٹکا لگا۔ سید عمیر صاحب جن کو حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ سے ہی شرف بیعت حاصل ہے وہی اپنی کار ڈرائیو کررہے تھے۔ انہوں نے کار کی رفتار کو کم کرنا چاہا مگر بجائے بریک کے ایکسلیٹر دب گیا بس غضب ہوگیا اس گڑھے کی وجہ سے کار نے جو جھول کھایا تھا کار کی رفتار کے ساتھ وہ اور بھی بڑھ گیا اور کار ڈولنے لگی۔ سید صاحب نے بہت کوشش کی مگر کار لہریں کھاتی رہی تو بریک کے ذریعہ کار کنٹرول کرنا چاہا مگر پھر غضب ہوگیا۔ بریک لگتے ہی پہلے کار منہ کے بل آگے کی طرف الٹی پھر بائیں طرف کئی پلٹیاں کھاتی چلی گئی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اب وہاں ایک قیامت صغریٰ برپا تھی۔کل چھ افراد کار میں سوار تھے مگر اس الٹ پلٹ میں چار افراد کار کے باہر جا پڑے صرف مولانا غلام نبی اور محمد اسماعیل صاحب ہی کار میں الجھ کر رہ گئے تھے مگر دونوں حضرات چوٹ لگنے کے باوجود ہوش میں تھے۔کوشش کر کے کار سے باہر نکلے کہ باہر والوں کی خیریت معلوم کریں مگر باہر والوں کو انہوں نے اپنے سے بہت زیادہ زخمی پایا۔مولانا غلام نبی فوراً حضرت تحسین میاں صاحب کے پاس گئے ان کے سر، منہ ہاتھ اور پسلیوں میں شدید چوٹیں اور زخم لگے تھے۔تقریباً یہی حال قاری ظہیر صاحب اور قاری عرفان صاحب کا تھا۔

یہاں ایک اہم بات جس کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہیکہ یہ حضرات سڑک کنارے جہاں گرے تھے وہاں زمین تو کچی تھی مگر وہاں دو معمولی پتھر پڑے تھے۔دونوں میں تھوڑا فاصلہ تھا دونوں پتھر زیادہ بڑے بھی نہیں تھے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں پتھر ایک حضرت تحسین میاں صاحب اور دوسرا قاری ظہیر صاحب کے لئے مختص تھا۔بقول مولانا غلام نبی صاحب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں پتھروں پر ان دونوں حضرات ہی کے نام لکھے ہوئے تھے۔ایک پر حضرت تحسین میاں صاحب اور دوسرے پر قاری ظہیر صاحب دونوں کے سر جا پڑے اور ان کی چوٹ، سے دونوں کے سر پھٹ گئے اور غالباً موت کا ظاہری سبب بھی یہی دونوں پتھر ثابت ہوئے۔

یعنی اگر وہ پتھر نہ ہوتے یا ان پر سر نہ پڑتے تو از روئے قیاس بچنے کی امید کی جاسکتی تھی مگر خدا کی قدرت ان دونوں پتھروں کو ان حضرات کے سروں کے لئے یا ان حضرات کے سروں کو ان پتھروں سے چوٹ کھانے کے لئے وہاں جمع ہونا ضروری تھا کہ یہی قضائے مُبرم تھی جو ٹل نہ سکی۔

حضرت تحسین میاں صاحب کو مولانا غلام نبی صاحب نے سیدھا کیا اور اپنی گود اور سینے پر لگا لیا حضرت چوٹوں اور زخموں اور ان کے درد سے نڈھال تھے خاص طور پر پشت سر سے کافی خون بہہ رہا تھا۔حضرت نے اسی نقاہت میں آنکھیں کھولیں گرد و پیش کا جائزہ لیا۔مولانا غلام نبی صاحب کی طرف دیکھا مگر زبان سے کچھ بول نہ سکے۔البتہ قاری ظہیر صاحب کی طرف اشارہ فرمایا کہ انہیں پانی پلاؤ۔سبحان اللہ اس ایثار کے قربان۔مولانا تحسین میاں زندہ باد۔

چونکہ یہ حادثہ نیشنل ہائی وے۔۷، ناگپور حیدر آباد روڈ پر ہوا تھا۔آنے جانے والی کئی گاڑیاں اور کاریں رک گئیں اور کافی لوگ دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے ان میں سے کچھ ہمدرد لوگ آگے آئے اور مدد کرنا چاہی تو مولانا غلام نبی نے زخمیوں کو ورورہ سول اسپتال پہنچانے کے لئے ان سے کہا۔فوراً قاری ظہیر صاحب کو ایک کار میں اور قاری عرفان، صاحب کو دوسری کار میں اور سید عمیر صاحب کو تیسری کار میں یکے بعد دیگرے اسپتال لے جایا گیا۔

اسی وقت مولانا غلام نبی صاحب نے اپنی جیب سے ڈائری نکال کر دی اور موبائل دیکھ کر چند مخصوص نمبروں پر فون لگوائے اسی اثناء میں حضرت کے جسم پاک کو ہلکی سی حرکت ہوئی دو تین لمبی لمبی سانسیں لیں اور ایک دم سر مبارک ایک طرف ڈھلک گیا۔آہ! حضرت رخصت ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ساقی کوثر کا نام پاک ہے ورد زباں ☆☆☆ کون کہتا ہے کہ تحسین آج تشنہ کام ہے

اس طرح حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کا ناگپور چندر پور سفر جو زندگی کا آخری سفر تھا وہی ان کا سفر آخرت ثابت ہوا فوراً مولانا غلام نبی صاحب نے چندر پور، ناگپور اور مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب وغیرہ کو فون لگوائے اور حضرت کے وصال

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی خبر دی۔اب تک مولانا غلام نبی صاحب بڑے حوصلہ اور ہمت سے کام لیتے رہے مگر اس کے بعد وہ ہمت ہار گئے اور اس عظیم جانکاہ صدمہ اور خود اپنی چوٹوں کی تکلیف کی تاب نہ لا سکے، بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر میں ہوش آیا مگر پھر بیہوش ہو گئے اس حال میں انہیں اور حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کو بھی اسپتال لا گیا۔وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ اسپتال لانے کے بعد قاری ظہیر صاحب بھی جاں بحق ہو چکے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تھوڑی دیر میں فون وموبائل اور ریڈیو وٹیلیویژن کے ذریعہ چاروں طرف پورے ملک بلکہ بیرون ملک یہ افسوسناک خبر پہونچ گئی کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب کا ناگپور سے چندر پور کے راستہ میں ایک حادثہ میں وصال ہو گیا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رضا اکیڈمی بمبئی نے بھی پیغامات کے ذریعہ ملک وبیرون ملک یہ اطلاع بہم پہنچائی۔

اطلاع ملتے ہی چندر پور اور ناگپور سے ذمہ دار لوگ پہنچ گئے اور ورورہ اسپتال میں قاری عرفان صاحب کو داخل کرایا گیا اور دونوں حضرات کے ڈیڈ سرٹیفکیٹ بنوا کر دونوں کو دو الگ الگ ایمبولنس میں اسٹریچر اور برف پر رکھا گیا۔پھر ورورہ، چندر پور اور اطراف کے ہزاروں سوگوار معتقدین ومریدین کو ان حضرات کا آخری دیدار کرایا گیا۔ان تمام مرحلوں میں شام ہو گئی اور تقریباً ۶ ربجے ناگپور کیلئے روانہ ہوئے۔

فقیر راقم الحروف بھی جل گاؤں سے بذریعہ کار مولانا نجیبی شریف خاں صاحب کے ہمراہ سیدھے ناگپور پہنچ گیا اور یہ حسرت دل میں ہی رہ گئی کہ پہلی مرتبہ جلسہ میں حضرت تحسین میاں صاحب کی صحبت اور تفصیلی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔اور حضرت کی موجودگی میں اگر کچھ بولنے کا موقع ملا تو اپنے پیر کا نام لیکر ضرور بولونگا تاکہ اپنی عادت کریمہ کے مطابق حضرت خوب دعاؤں سے نوازیں گے جو مجھ بے بضاعت کیلئے بہترین سرمایہ ہوگا۔مگر، وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

بہر حال چونکہ بریلی، دہلی اور ناگپور سے موبائل پر رابطہ قائم تھا اسلئے یہ طے پایا کہ ان حضرات کو ناگپور لایا جائے وہاں میو اسپتال میں ضابطہ کی کاروائی ہو اور ادویات انجکشن لگانے کے بعد دونوں حضرات کے تابوت پیک کر کے صبح کی فلائٹ سے دہلی اور وہاں سے بذریعہ ایمبولینس بریلی شریف پہنچایا جائے چونکہ بریلی شریف پہنچتے پہنچتے رات ہو جائیگی اس لئے دوسرے دن یعنی ۲۰ر رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۵ راگست ۲۰۰۷ء بروز اتوار بعد نماز ظہر اسلامیہ انٹر کالج کے گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور پرانے شہر بریلی شریف میں انشاء اللہ تدفین عمل میں آئیگی۔

فقیر کو ناگپور پہنچنے کے بعد فون سے معلوم ہوا کہ چندر پور اور ورورہ کے لوگ ان حضرات کی نماز جنازہ پڑھنا چاہ رہے تھے مگر ان کو سمجھا دیا گیا کہ غسل وکفن کے بغیر نماز جنازہ کیسے پڑھی جائیگی۔

معاً اس فقیر کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ کام ناگپور میں ہو سکتا ہے۔فوراً استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ سے فون پر رابطہ قائم کیا اور عرض کیا کہ! حضور بڑا اچھا ہوتا کہ اسپتال کی کاروائی سے پہلے ان حضرات کو غسل وکفن دیدیا جائے ورنہ ڈاکٹر صاحبان تو بغیر غسل وکفن اپنی کاروائی کر دیں گے اس میں زحمت یہ ہوگی کہ بغیر غسل وکفن ہی یہ حضرات ناگپور سے دہلی وہاں سے بریلی تک پہنچیں گے۔اس طرح غسل وکفن میں غیر معمولی تاخیر ہو جائیگی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت نے فرمایا! تمہاری بات تو صحیح ہے مگر اتنی دیر تک ڈاکٹر نہیں رک سکیں گے اور بڑی زحمت ہو جائیگی۔ فقیر نے پھر عرض کیا! حضور! کوشش تو کیجائے اگر ایسا ہو جائے تو مجھ جیسے ہزاروں افراد کو آپکی اقتداء میں آپکے استاذ گرامی کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہو جائیگی۔ حضرت نے اس مشورہ کو قبول کیا اور فرمایا۔ اچھا میں دیکھتا ہوں میں نے مولانا عبدالحبیب صاحب رضوی سے بھی فون پر یہی بات کہی اور مشورہ دیا کہ آپ بھی حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب قبلہ سے یہی گزارش فرمائیں۔ انہوں نے حضرت سے کہا اور اپنے طور پر بھی کوشش کی۔

دراصل ناگپور اور چندر پور کے احباب اہلسنت خاص طور پر علماء کرام اس خیال سے بہت بے چین تھے کہ کہیں ان حضرات کا پوسٹ مارٹم نہ کر دیا جائے۔ اسے ہر حال میں روکا جائے۔ جس کی کوشش کرنے کیلئے مہاراشٹر کے وزیر اوقاف انیس احمد سے کہا گیا تو انہوں نے عادت کے مطابق کہا کہ میں دیکھتا ہوں مگر جب وہ دیکھنے گئے تو معلوم ہوا کہ ان حضرات کے لئے تو اوپر، بہت اوپر سے پہلے ہی کاروائی ہو چکی ہے کہ یہ ملک کے کروڑوں مسلمانوں کے علمی و روحانی مرکز بریلی شریف کی مرکزی شخصیت ہیں۔ انہیں ہر طرح سہولت فراہم کیجائے بغیر کسی پریشانی کے انہیں بریلی پہنچانے میں ہر طرح تعاون کیا جائے۔ سبحان اللہ۔

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحبان بھی راضی ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ رات میں جتنی دیر بعد بھی آپ ڈیڈ باڈیاں لائیں گے ہم موجود رہیں گے۔ آپ اپنی مذہبی رسومات ضرور ادا کرلیں۔

اس طرح تمام مسئلے اور مرحلے آسانی سے حل ہوتے چلے گئے۔

اس موقع پر حضرت مولانا محمد شریف خاں صاحب نے ضرور اصرار فرمایا کہ چونکہ رات کو حضرت کا قیام میرے یہاں تھا اور آج صبح ہی تو حضرت گھر سے روانہ ہوئے تھے اسلئے حضرت میرے، مہمان تھے اور اب بھی میرے مہمان ہیں انہیں میرے گھر لایا جائے۔ حضرت مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب نے فرمایا: مولانا: حضرت کو میرے گھر لانے دیجئے، حضرت میرے استاذ ہیں اور میں آپ کا استاذ ہوں۔ کیا میرے لئے آپ ایثار نہیں کر سکتے؟ مولانا محمد شریف خاں صاحب راضی ہو گئے اور کاروں پر جلوس جنازہ رات ساڑھے آٹھ بجے سیدھا حضرت کے دولت کدہ واقع شانتی نگر، رضا منزل پہنچا۔ وہاں پہلے سے سینکڑوں لوگ موجود تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تعداد ہزاروں میں ہو گئی۔

بہر حال جب اسپتال کی طرف سے اطمنان ہو گیا تو فوراً زیارت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا کہ اس سے فارغ ہو کر غسل دیا جائے مگر لوگوں کا تانتا بندھا رہا اور رات کے تقریباً ساڑھے دس بج گئے، بڑی مشکل سے لوگوں کو روکا گیا پھر حضرت کے مکان پر ہی یکے بعد دیگرے دونوں حضرات کو غسل دیا گیا اور تجہیز و تکفین کی گئی۔ ان تمام موقعوں پر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب برابر موجود رہے اور ان کی نگرانی میں ہی یہ امور انجام پائے۔

پھر یکے بعد دیگرے دونوں حضرات کی نماز جنازہ ادا کی گئی فقیر کے استاذ گرامی نے پہلے اپنے استاذ گرامی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا اور کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پر کروروں درود الخ تمام حاضرین نے مل کر پڑھی۔ اور انہیں اسپتال روانہ کیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد قاری ظہیر صاحب کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور کافی دیر تک صلوٰۃ وسلام اور نعت خوانی ہوتی رہی۔ پھر جب ایمبولینس واپس آئی تو قاری ظہیر صاحب کو اسپتال روانہ کیا گیا۔ میوراہاسپٹل میں میڈیکل کاروائیوں کے بعد دونوں حضرات کے تابوت

www.muftiakhtarrazakhan.com

۳ر بجے شب واپس حضرت اشرف العلما کے گھر لائے گئے اور صبح پانچ بجے ائیر پورٹ روانہ کئے گئے۔ صبح ساڑھے ۹ر بجے کی فلائٹ سے ان حضرات کے ساتھ مولانا قاری ظہیر صاحب کی اہل خانہ، بچے اور مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب ومولانا سرفراز احمد صاحب وغیرہم بھی دہلی و بریلی تشریف لے آگئے۔

قاری عرفان صاحب کی حالت نازک ہونےکی وجہ سے وردورہ سے ناگپور کے ایک بڑے اسپتال میں منتقل کیا گیا۔ ڈاکٹر نے معائنہ کیا، جانچیں کرائیں اور آپریشن ضروری قرار دیا اس کے مصارف ڈیڑھ لاکھ روپئے بتائے۔ بہر حال بریلی شریف سے ان کے بھائی صاحب کو بلایا گیا اور ان کی رضامندی سے ناگپور میں ہی آپریشن کئے گئے۔ تمام مصارف احباب اہلسنت و برادران طریقت ناگپور نے ہی برداشت فرمائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان معاونین کو دارین کی برکتوں سے سرفراز فرمائے بعد میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کی اجازت سے انہیں دہلی ہاسپٹل میں منتقل کر دیا گیا۔ مولیٰ تعالیٰ قاری عرفان صاحب، مولانا غلام نبی صاحب اور سید صاحب کو صحت و شفاء عطا فرمائے اور ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آہ مظہر مفتی اعظم صدر العلما

مولانا سید محمد حسینی اشرفی

اس امت محمد یہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں علما جو نائبین رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، ان کی دوقسمیں ہیں، علمائے شریعت اور علمائے طریقت، علمائے شریعت انسان کے ہر شعبۂ حیات میں دین کے احکام نافذ کرتے ہیں، اسلامی احکام کا نفاذ انہیں علمائے شریعت کے ذمہ ہے، علمائے شریعت نے اسلامی تعلیمات کی اشاعت کی، اور اسلامی تعلیمات واحکام کے نفاذ میں کافی محنتیں کیں، انہیں کی جانفشانی کی وجہ سے آج ہم اسلام کو پہچانتے اور مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، کما حقہ اس جماعت نے اللہ ورسول جل جلالہ و ﷺ کی اتباع کی۔ پھر اتباع کی دوقسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں رحمت عالم ﷺ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اتباع اور خدائے تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری شامل ہے، جیسے ایمان کے بعد، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اوران کے احکام داخل ہیں، اسی طرح زندگی کا ہر عمل، جیسے چلنا پھرنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، ازدواجی زندگی، بچوں کی پرورش اوران کی تربیت، حکومت، عدل وانصاف، برائیوں سے بچنا، نیکیوں پر عمل پیرا ہونا اور نواہی سے بچنا، تمام اسلامی احکام پر کھنے اور احکام بتانے کی ذمہ داری علمائے صوری یعنی علمائے ظاہری کے ذمہ رکھی گئی ہے پھر اللہ ورسول جل جلالہ و ﷺ اور تمام انبیا ومرسلین وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان، حشر ونشر، قیامت، جنت ودوزخ، سے متعلق علوم اور عقائد کی حفاظت اور تشریح انہیں علمائے صوری کے ذمہ رکھی گئی ہے، میری حقیر وکم تر معلومات کے مطابق علمائے ظواہر یعنی علمائے صوری نے جو علوم اس کے لئے وضع کئے ہیں، ان میں علوم قرآن وحدیث کے بعد تفسیر، اصول تفسیر، تجوید، قرأت، حدیث واصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، فرائض، حکم الشرائع، علم الاشباہ والنظائر، علم الفتاویٰ، علم کلام یا عقائد، علم ادب، صرف، نحو، علم معانی علم بیان، علم بدیع، علم منطق وفلسفہ، علم مناظرہ، علم ہئیت، علم حساب، علم ہندسہ، علم طب، (بقدر ضرورت لازمی) علم تاریخ، علم جفر، علم الاراضی، وغیرہ علوم کے ماہرین اور جاننے والوں کو عالم کہا جاتا ہے، ان میں سے بعض علوم فرض، واجب ہیں، ان علوم کے ماہرین کو علمائے ظواہر کہا جاتا ہے، جہاں علمائے ظواہر کے علوم وعرفان کی منزل تمام ہوتی ہے، وہاں سے،، مجدد،، کے علوم کی ابتدا ہوتی ہے، اس وقت میرا موضوع مجدد دین کے علوم وعرفان اوران کے مراتب علیا کا نہیں ہے۔ اس لئے یہاں صرف اشارہ کرکے آگے بڑھتا ہوں، انہیں علمائے صوری یعنی علمائے ظواہر کی فضیلت میں قرآن پاک کی آیات اور بے شمار احادیث کریمہ شاہد ہیں، مجھے اس وقت ان علمائے کرام کے مراتب اوران کے مقام تعظیم سے بحث مقصود نہیں ہے، ان علمائے کرام کی تعظیم وتکریم اوران کے احکام مسلم ہیں، ان سے انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ فضل کلی کے حامل ہیں، کل جز پر حاوی ہے اور یہ نائبین رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان حضرات کی فضیلت پر کبھی بحث کی جاسکتی ہے، میں نے اپنے رسائل وتالیفات بالخصوص ماہنامہ سنی آواز ناگپور میں کافی سیر حاصل بحث کی ہے۔

دوسری قسم علمائے باطنی کی ہے جنھیں صوفیا کہا جاتا ہے یعنی عرف عام میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اولیائے کرام کہا جاتا ہے، بنیادی طور پر یہ بات ذہن میں رہے، جو علوم ومعارف علمائے ظواہر کے لئے ضروری ہیں، ان کی انتہا پر ولایت کی ابتدا ہوتی ہے جو علوم

www.muftiakhtarrazakhan.com

ومعارف بظاہر کسی استاد کے ذریعہ تدریجا حاصل ہوں یا فضل خداوندی سے بیک وقت یا مختصر وقت میں علم وعرفان کا فیضان ان کے قلوب میں انڈیل دیا جائے۔ اور شریعت میں، اور زہد وتقوی میں کامل ہوں، فضل خداوندی سے درجہ ولایت پر فائز کیا جا سکتا ہے، ان عظیم الشان افراد کو تمام علم ظواہر کے بعد علم تصوف میں قدم رکھنا ہوتا ہے۔ کوئی جاہل علم تصوف یعنی علوم باطنی میں قدم نہیں رکھ سکتا ہے، ورنہ شیطان اسے گمراہ کر کے وادی ضلالت میں ہلاک کر دے گا، اللہ تبارک وتعالی کسی عالم دین پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرماتا ہے، اس عالم دین کو اگر وہ چاہے تو درجۂ ولایت پر فائز فرمادے۔ عالم دین کا ابتدائی درجہ ولایت یہی ہے کہ وہ شریعت مطہرہ پر کامل طریقے سے عمل پیرا ہو، اور زہد وتقوی میں کامل ہو، کفر والحاد وبے دینی سے سخت نفرت ہو۔ یقیناً وہ عالم باعمل ولایت کے ابتدائی درجے پر فائز ہے، اگر چہ اس عالم دین کو اس کی خبر نہ ہو لیکن خدا کا محبوب ہے، اگر کوئی عالم دین ابھی تک درجۂ ولایت پر فائز نہیں ہے، لیکن زہد وتقوی میں کامل ہے، تمام علوم ظواہر سے سرفراز ہے اس عالم دین کا خاتمہ یقیناً ولایت پر ہوتا ہے، خواہ اس عالم کامل کو یہ ساعتیں چند لمحات یا چند ساعت یا چند ایام ہی نصیب ہوں، اس عالم دین پر حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں لیکن علم دین اور زہد وتقوی میں کاملیت کی وجہ سے وہ مقامات جو اس عالم دین پر منکشف ہوتے ہیں وہ کسی پر ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اس دنیا سے رخصت ہونے کے وقت اللہ تبارک وتعالی اپنے قرب خاص میں قبول فرما لیتا ہے جس پر عوام وخواص کی نظریں نہیں پڑتیں، موت کے وقت وہ مناظر ہوتے ہیں جسے وہ دیکھ نہیں سکا، اب اس عالم کامل کی روح مطمئن ہو کر رب کی رضا چاہتی ہوئی رخصت ہوتی ہے تو اس کو فرشتے اس تعظیم وتکریم سے عالم بالا کی طرف لے جاتے ہیں جسے مقام قرب کہا جاتا ہے، اس لئے اس عالم کامل کے لئے بعد وصال وہ مراسم انجام دیئے ہیں جو خاص اولیائے کرام کے لئے آئے ہیں۔ اصطلاح اہل سنت میں اولیائے کرام کے سالانہ فاتحہ کو عرس کہا جاتا ہے، چونکہ اس عالم کامل کی روح کا انتقال درجۂ ولایت پر فائز ہونے کے بعد ہوا ہے، اس عالم کامل کی روح کو بھی اولیائے کرام کی روحوں کی طرح سنوارتے ہیں۔ اولیا وعلمائے کاملین کی روح کا علاقہ جسم سے باقی ہے، اس لئے ان کی قبور کو صندل اور گلاب اور دیگر خوشبوؤں سے معطر کرتے ہیں، اور قیمتی کپڑے کی چادر ڈالتے ہیں، اور ادب وتعظیم بجالاتے ہیں، ذکر ووعظ ونعت وحمد کی محفلیں آراستہ کرتے ہیں، یہ تمام امور عروسی کا مظہر ہیں۔ اب اسی تناظر میں میرے ممدوح، مظہر مفتی اعظم ہند، صدر العلما افتخار الفضلا، رئیس الاتقیاء، کامل فی العلوم الظاہر والباطن، رئیس المحدثین حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ذکر جمیل کی طرف آتا ہوں۔

آپ کی پوری زندگی، تقوی اور پرہیزگاری، شریعت مصطفی وسنت مجتبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پابندی سے آراستہ وپیراستہ تھی، آپ کے تقوی وپرہیزگاری کی شان بڑی بلند وبالا ہے، ان کا باطن خوف خداوندی، خشیت ربانی وپرہیزگاری کا حسن وجمال لیئے ہوئے تھا۔ آپ کے زمانے میں بے شمار ماہرین فکر وفن پیدا ہوئے جو مختلف علوم وفنون میں ید طولی رکھتے تھے۔ آپ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور فکر وفن کا کوہ ہمالہ تھے، آپ نے اپنی تدریس وتبلیغ کے ذریعہ ایک عالم کو مستفیض فرمایا، اور علم وآگہی کا اجالا پھیلا کر جہالت وتاریکی کو دور فرمایا۔

آپ کے کمالات تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے، کیونکہ وہ ایسے جید عالم دین تھے جس کی بارگاہ میں صاحبان علم وفن کی بلند پیشانیاں خمیدہ نظر آتی تھیں، سواد اعظم اہل سنت میں موجودہ دور میں آپ ایک زبردست فقیہ اور مایۂ ناز محدث تھے، آپ اس کے ساتھ ساتھ، اہل دل صوفی اور باکمال بزرگ تھے بلکہ معمولات وذکر وفکر میں ممتاز شان رکھتے تھے، وعظ وتقریر کو بطور فن کبھی استعمال نہیں فرمایا، اس کے باوجود آپ جس جلسے میں تشریف لے جاتے علما وعوام وخواص کے مرکز توجہ ہوتے، آپ کے نپے تلے علم وعرفان سے

www.muftiakhtarrazakhan.com

معمور چند جملے رشد و ہدایت کے لئے کافی تھے، اور آپ کے چند جملے لبی چوڑی تقریر پر بھاری تھے، داد و دہش بذل عطا میں شاہانہ انداز تھا۔
کہنے کو تو وہ ایک عالم دین تھے مگر حقیقت میں وہ محدث اعظم بھی تھے، مفسر اعظم بھی تھے، وہ مورخ اعظم بھی تھے، آپ بے شمار خوبیوں اور اعلیٰ اوصاف کے حامل تھے، حق تو یہ ہے کہ علم وفضل کے آفتاب عالم تاب تھے، علما وخواص اور عوام نے آپ کی زندگی کو شریعت مطہرہ کے مطابق پایا، آپ کے قول وعمل، حرکات وسکنات کو سنت رسول ﷺ کے مطابق دیکھا، آپ نے تلامذہ کی عظیم جماعت تیار کی، جس کے اکثر افراد اس دور کے علوم وفنون متداولہ میں علم وفن کے امام ہیں، یقیناً آپ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مظہر اتم تھے، بلکہ حقیقی طور پر آپ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مظہر ہونے کے ساتھ آپ کے علم وتقوی، غیرت دینی، جلالت شان اور منصب عشق رسول علیہ السلام کے صحیح جانشین تھے، آپ ایک عظیم فقیہ، عظیم محدث عظیم، متکلم، اور عظیم مرشد طریقت تھے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ حضرت مولانا ظہیر الدین رضا خاں بریلوی اور مولانا غلام نبی صاحب رضوی کی دعوت پر مورخہ ۱۷ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق یکم اگست ۲۰۰۷ بذریعہ طیارہ رات تاخیر سے (۹:۳۰) ساڑھ نو بجے ناگپور ہوائی اڈے پہنچے، ہوائی اڈے پر مولانا ظہیر الدین خاں صاحب اور مولانا غلام نبی رضوی اور ان کے ساتھ دیگر احباب اہل سنت بھی پہنچے تھے، چونکہ طیارہ ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے پہنچا تھا، رات کافی ہو چکی تھی، چندر پور لے جانے کا سوال ہی نہیں تھا، اس لئے ناگپور ہی میں کسی کے یہاں قیام کروانے پر اتفاق ہو گیا، آخر کار یہ طے ہوا کہ رات مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب رضوی فاضل بغداد مدظلہ کے گھر قیام کروالیا جائے، چنانچہ ناگپور ہوائی اڈے سے سیدھے محلہ ببول مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب کے مکان لے جایا گیا، وہیں حضرت نے قیام فرمایا، رات میں حضرت کے مریدین ومعتقدین کثیر تعداد میں آتے رہے، گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، حضرت اس رات نہایت خوش نظر آرہے تھے، چہرہ پر نور جھلک رہا تھا، تھوڑی دیر کے بعد عشا کی نماز ادا فرما کر حضرت کو آرام کرایا گیا، صبح ہوتے ہی حضرت بیدار ہو گئے، اذان کے بعد مسجد ببول بن تشریف لے گئے، حضرت کے ساتھ مولانا ظہیر الدین رضا خاں صاحب بریلوی مولانا غلام نبی رضوی اور حضرت کے خادم قاری عرفان الحق صاحب بریلوی اور دیگر احباب اہل سنت بھی مسجد میں پہنچے، حضرت نے ہی نماز فجر پڑھائی، پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور دوسری رکعت میں کوئی دوسری سورت تلاوت فرمائی۔ حضرت نے جو قرأت فرمائی عجیب قسم کی والہانہ رقت تھی، نماز سے فارغ ہو کر حضرت قیام گاہ تشریف لائے، پھر عقیدت مندوں کا ہجوم لگ گیا، حضرت سب سے خندہ پیشانی اور بشاشت سے ملتے رہے، ناشتہ کروایا گیا، اس کے بعد چندر پور چلنے کی تیاری ہونے لگی، حضرت نے فرمایا کہ میں حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے جاؤں گا، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی تشریف لے جایا کرتے تھے، حضرت اکثر آپ کے کشف وکرامت کا ذکر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے، وہاں حضرت پر رقت کا عالم طاری تھا، وہاں سے نکل کر کچھ احباب نے اپنے گھر پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی، لیکن سب کو رد کر دیا گیا، صرف حاجی طیب بھائی رضوی بوردیل والے کی خواہش پر محلہ جعفر نگر میں ایک صاحب کے یہاں تشریف۔ لے گئے وہاں حضرت نے تھوڑی دیر قیام فرمایا، پھر وہاں سے حضرت جناب الحاج غلام یٰسین بھائی "جنتا گلاس اسٹور" والے کے یہاں تشریف لے گئے، وہاں صرف چند منٹ ہی ٹھہرے، پھر وہاں سے چندر پور روانہ ہو گئے، راستہ میں مقام بوتھلی میں استاذ الاساتذہ مفتی غلام محمد خاں صاحب کی مزار پر فاتحہ پڑھنے کے لئے ٹھہر گئے، پھر وہاں سے چندر پور روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے ہی تھے کہ حضرت کی گاڑی پنچر ہو گئی، اس کو بنانے کے لئے گاڑی میں سوار بھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرات اتر گئے، حضرت اور مولانا ظہیر الدین رضا صاحب گاڑی ہی میں بیٹھے رہے، گاڑی ٹھیک ہوگئی وہاں سے نکل پڑے، حضرت نے حکم دیا کہ اب وقت قریب آپہنچا ہے گاڑی تیز دوڑاؤ، حضرت کے چہرے پر نور ظاہر ہو رہا تھا، حضرت نے راستہ بھر جو گفتگو فرمائی اللہ تعالی کے محبوب تقوی شعار بندوں پر قرب وصال ان پر جو حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں، اس پر گفتگو فرماتے رہے، اس بندے پر جو کشف ہوتا ہے اس پر گفتگو فرماتے رہے اس مقرب مومن بندہ خاص ان پر موت کس شان سے آتی ہے وہ کس شان سے دنیا سے جاتا ہے، راستے بھر اسی موضوع پر گفتگو فرماتے رہے حضرت کی گاڑی ایک سوتیس کلومیٹر کی رفتار سے دوڑائی جارہی تھے، جبکہ چندر پور ۳۰ رکلومیٹر رہ گیا عین اسی موقع پر ڈرائیور کی آنکھ جھپک گئی سامنے روڈ بریکر تھا، اس پر ڈرائیور کی نظر نہیں پڑی، گاڑی بریکر سے ٹکرا کر کئی فٹ اوپر اچھل پڑی اسی میں حضرت کی جانب کا دروازہ کھل گیا، حضرت نیچے زمین پر آرہے حضرت کا سر مبارک ایک نوک دار پتھر سے ٹکرا گیا فوراً چند ہی لمحوں کے بعد حضرت شہید ہو گئے، مولانا ظہیر الدین رضا خاں صاحب کو شدید ضربیں پہنچیں آپ کو فوراً قریب کے اسپتال لے جایا گیا، لیکن چوٹیں اتنی شدید تھیں کہ آپ نے اسپتال میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ "انا للہ و انا الیہ راجعون"

ضابطہ کی کاروائی کی میری سخت ہدایت اور تنبیہ پر دونوں مبارک لاشوں کو ناگپور لایا گیا، ناگپور میں دونوں شہداء کو آپ کے شاگرد خاص حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کے مکان پر لایا گیا پہلے ہی سے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے مکان پر بہت سارے لوگ موجود تھے، دونوں شہداء کے جسم آتے ہی لوگوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا، تھوڑی ہی دیر میں لوگوں کا ہجوم اس قدر بڑھ گیا کہ قدم رکھنے کی جگہ ہی نہیں رہی، پھر دونوں شہدا کو غسل دیا گیا، نہایت عمدہ قسم کا کفن دیا گیا نماز جنازہ کے پہلے حضرت کے جسم کو لایا گیا وہاں ناگپور کے اکثر علما وائمہ کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں عوام کا مجمع تھا، راقم الحروف کے علاوہ، بریلی شریف سے آئے ہوئے مہمان خصوصی، حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفےٰ صاحب (صاحبزادہ حضرت صدر الشریعہ) اور علامہ مولانا راشد صاحب (صاحبزادہ وجانشین حضرت علامہ غلام آسی پیا رحمۃ اللہ علیہ) موجود تھے حضرت علامہ مولانا محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی، پھر صبح پانچ بجے ہوائی اڈہ دونوں تابوتوں کو لے جایا گیا، پھر دہلی سے دونوں مقدس لاشیں بریلی شریف پہنچائی گئیں۔

میں نے پہلے تمہیدی کلمات میں جو عرض کیا تھا کہ تقویٰ شعار عالم باعمل کا خاتمہ یقیناً ولایت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے چاہے وہ ساعت مختصر ہی کیوں نہ ہو، اس منظر کو اہل ناگپور نے حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب کی صورت میں دیکھ لیا، حالات یہ بتا رہے تھے کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں اور مولانا ظہر الدین رضا صاحب علیہما الرحمہ پر یہ کیفیت مولانا مجتبیٰ شریف خاں صاحب کے مکان میں قیام کے دوران ہی طاری ہوگئی تھی، حضرت ہی کے جورات ہی سے گفتگو فرما رہے تھے اس طرف واضح اشارات تھے، لیکن کوئی سمجھ نہیں پارہا تھا، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ دونوں حضرات اپنی شاندار شہادت کی موت کے لئے خود کو تیار کر لیا تھا، وہ وقت مقررہ کے منتظر تھے، حضرت کے تشریف لے جانے سے نہ صرف بریلی شریف والوں کا نقصان ہوا بلکہ برصغیر کی دنیائے سنیت کا زبردست نقصان ہوا، اس کی بھرپائی بظاہر ناممکن ہی نظر آرہی ہے، یقیناً عالم کی موت عالم کی موت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اب جو علمائے کرام باقی رہ گئے ہیں ہم غربائے اہلسنت پر ان حضرات کو صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر قائم رکھے، بالخصوص حضرت سیدی علامہ مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری، اور حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں صاحب، اور دیگر علماء اہلسنت کو تادیر قائم رکھے، آمین۔

سید محمد حسینی اشرفی سجادہ نشین آستانہ شمسیہ اشرفیہ رائپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

عینی شاہدین کے بیانات۔ ایک تحقیقی مشاہداتی رپورٹ

مولانا ابوالحسن رضوی

فقیر ابوالحسن علی رضوی اور عزیزی گرامی مولانا ساجد حسین قادری سلمہ المولیٰ عن النوائب ۱۲ر اگست بروز اتوار صبح سات بجے بذریعہ اے۔ پی ایکسپریس اس مقام کے معائنے کی غرض سے حیدرآباد سے نکلے جہاں سرکار مفتی اعظم کی آنکھوں کی ٹھنڈک خوبصورت موتی اور باغ رضا کے گل سرسبد ہم سے جدا ہو گئے۔ دل پر عجیب حسرت ویاس کی کیفیت تھی، چندرپور سے ۲۰ ربیس کلومیٹر پہلے بلہار شاہ جنکشن پر ہم اتر گئے اور ارادہ یہ تھا کہ اپنے عزیز شاگرد حافظ رئیس افضل کی کار۔ لے کر مقام حادثہ تک جائیں گے۔ وہ کسی وجہ سے حیدرآباد چلے گئے تھے، ظہر کا وقت تھا، ان کے گھر کے سامنے مسجد غوثیہ سے اذان کی آواز آئی ہم نے طے کیا کہ نماز ادا کر لی جائے۔ حافظ رئیس افضل کو میں نے ناگپور سے شائع ہونے والے ہندی اور مراٹھی روزناموں کی ۴ر اور ۵ر اگست کی کاپیاں محفوظ رکھنے کے لئے پہلے ہی کہہ رکھا تھا۔ ان کے ماموں جناب اسرار صاحب (میڈیکل شاپ) نے ہمیں وہ روزنامے فراہم کئے جس میں گاڑی اور حضرت کی تصویر تھی۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی ہماری نظر مسجد کی بیرونی دیوار پر آویزاں کچھ اخبار کے تراشوں پر ٹھہری جس میں حضرت کے جلوس جنازہ کے کئی مناظر مختلف سرخیوں کے ساتھ تھے۔

(۱) تحسین میاں کا جسد خاکی پہنچا۔ (دینک جاگرن)

(۲) آخر پرانا شہر لے ہی گئے ان کے چاہنے والے (امر اجالا ۷راگست)

(۳) آخری دیدار زار زار روئے عقیدت مند (امر اجالا ۷راگست)

(۴) بریلوی مسلک کی پہچان کرائی انہوں نے (امر اجالا ۷راگست)

(۵) علم حدیث کے ماہر تھے علامہ تحسین رضا خاں،۔ (امر اجالا ۷راگست)

مدرسوں میں چھٹی (امر اجالا ۷راگست) بھاری پولس فورس رہے گا آج سڑکوں پر (امر اجالا ۷راگست)

ہم نے کئی لوگوں سے ملاقاتیں کیں حادثے کے تعلق سے پوچھا کہیں کوئی قابل ذکر بات سامنے نہ آئی، بعد نماز ہم بس اسٹینڈ آگئے اور مولانا غلام نبی صاحب جو ناگپور ایرپورٹ سے حضرت کے ساتھ تھے اور اس آخری دورے کے داعین میں بھی تھے۔ رابطے کی کوشش کی۔ کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد ان سے رابطہ ہو گیا...... بریلی شریف فاتحہ سوم سے واپسی کے بعد مفتی مہاراشٹر مفتی مجیب اشرف صاحب سے میں نے ان کا نمبر لے لیا تھا اور اپنے اس ارادہ کا اظہار بھی کر دیا تھا کہ مقام شہادت دیکھنا چاہتا ہوں، انہوں نے علالت کے باوجود مجھ سے کافی طویل گفتگو کی، آپ نے پر اصرار بھی کیا تھا مجھے پہچان گئے۔ اور فرمایا میں گھر پر ہی ہوں تشریف لائیں۔ تقریباً ۲ر بجے فون کرتے ہی سہ پہر ہم چندرپور بس اسٹینڈ پر بذریعہ آٹو محلہ رحمت نگر مولانا غلام نبی صاحب کے دولت کدے پر پہنچے، موصوف نہایت ملنسار اور سادہ سے باہمت اور دردمند عالم دکھے۔ ہمارے ساتھ نہایت والہانہ انداز میں ملے، ان کو دیکھ کو حضور سیدی الکریم کی یاد تازہ ہو گئی اور ہم سب کی آنکھیں بھیگتی چلی گئیں۔ چائے کے دوران، ہم نے اس عینی شاہد کا ایک تفصیلی انٹرویو بھی لیا، موصوف مفتی غلام محمد

www.muftiakhtarrazakhan.com

خان صاحب کے چچیرے داماد ہوتے ہیں، جامعہ امجدیہ ناگپور کے فارغ التحصیل ہیں، ضلع اکولہ کے بستی کرم ریلوے کے متوطن ہیں۔ چندرپور میں ان کی کافی خدمات ہیں، پہلے جامع مسجد کے امام تھے اب دار العلوم غوثیہ رضویہ کے بانی و مہتم ہیں، چندرپور ضلع کا مستقر ہے، مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک لاکھ بتائی جاتی ہے، یہاں ۳۱ر مساجد ہیں جن میں ۱۷ر مساجد میں اہل سنت و جماعت کے ائمہ ہیں یہاں غالب اکثریت سنی رضوی مسلمانوں کی ہے۔ حضور مفتی اعظم، حضور ازہری میاں، حضور صدر العلما، پھر حضرت جمال رضا خاں صاحب کے ذریعہ لوگ داخل سلسلہ عالیہ قادریہ ہوتے رہے ہیں۔

مولانا غلام نبی صاحب نے ناگپور سے حضرت کی روانگی اور مقام حادثہ کی منظر کشی کچھ یوں کی ...... حضرت کا یہ تیسرا دورہ تھا...... پہلے دورے میں ایک جلسہ چندرپور میں ہوا تھا...... اور دوسرے دورے میں تین جلسے ہوئے تھے...... اور کئی ہزار لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ اس دورے میں چھ جلسے ہونا تھے......

(۱) چندرپور (۲) بھنڈارہ (۳) وجے واڑہ (۴) گاکی ناڈا (۵) وشاکھا پٹنم (۶) راجمندری...... ۲ر اگست بروز جمعرات رات کے ۹ر بجے حضرت ناگپور ایرپورٹ اترے...... سید عمیر نامی ایک نوجوان جو مولانا ظہیر خاں صاحب کے مرید تھے اور مولانا کے توسط سے حضرت کے عقیدت مند بھی۔ انہوں نے ۱۵ر دن پہلے ایک اسکارپیو گاڑی خریدی تھی جس کا نمبر 41.40.34 تھا وہ چندرپور سے حضرت کو لینے ۱۸۰ر کلومیٹر ناگپور ایرپورٹ پہنچے ہوئے تھے، پروگرام کے مطابق رات میں ہی چندرپور آنا طے تھا، لیکن سید عمیر صاحب نے کہا رات کے وقت حضرت کو اتنا طویل سفر کرنا مناسب نہیں ہے اس۔ لئے ناگپور ہی میں قیام کیا جائے، چنانچہ رات کو مفتی مہاراشٹر مفتی غلام محمد خاں صاحب کے نواسے مولانا مجتبیٰ شریف اور احمد شریف کے گھر قیام کیا گیا...... مذکورہ حضرات بھی ایرپورٹ پہنچے ہوئے تھے......

وہیں اگلے محرم کے لئے ۱۰ر روزہ پروگراموں کی تاریخیں لی گئیں...... ۹ر بج کر ۳۰ر منٹ پر ایرپورٹ سے مولانا مجتبیٰ شریف گھر کے لئے چلے، گفتگو میں یہ بھی طے ہوا کہ بار بار حضرت اس علاقے میں تشریف لائیں اس لئے کہ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد اس علاقے میں سلسلے کی اشاعت کا کام کافی کم ہوگیا ہے...... جناب اسمٰعیل خان صاحب نے صبح کے ناشتے کے لئے اصرار کیا، صبح سات بجے چھوڑنے کی شرط پر ان کو اجازت دے دی گئی...... حضرت نے فجر کی نماز جمعہ کی مسجد میں پڑھائی...... سوا سات بجے اسماعیل خاں صاحب کے گھر سے نکلے اور بابا تاج الدین کے مزار پر حاضری دلوائی گئی...... وہاں کی حاضری پر حضرت بہت خوش ہوئے تھے......

۸ر بجے مزار مبارک سے چندرپور کے لئے نکلے، حضرت کی گاڑی میں جملہ چھ افراد سوار تھے...... ذہن نشین رہے...... چندرپور ناگپور سے جانب مشرق ۱۸۰ر کلومیٹر ہے...... اور مقام حادثہ ناگپور سے ۱۳۰ر کلومیٹر جانب مشرق ہے...... اور مقام حادثہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر وولٹاس ویڈیوکان ریفریجریٹر کمپنی ہے...... انداز نشست یہ تھا۔

﴿۱﴾ سید عمیر صاحب ڈرائیونگ کر رہے تھے...... ان کی بائیں طرف ﴿۲﴾ حضرت تشریف فرما تھے...... بیچ کی سیٹ ڈرائیور کے پچھلے حصے میں ﴿۳﴾ مولانا غلام نبی صاحب تھے ﴿۴﴾ بیچ میں مولانا ظہیر رضا خاں صاحب مرحوم ﴿۵﴾ اور بائیں جانب کے پچھلے حصے میں قاری عرفان صاحب، اور پچھلی سیٹ سامان کے ساتھ ﴿۶﴾ اسماعیل صاحب ساکن چندرپور بیٹھے تھے...... صبح کے وقت ناگپور میں بھیڑ کی وجہ سے گاڑی تیز نہیں چل رہی تھی لہٰذا جامعۃ الرضا یونیورسٹی کا معائنہ مفتی غلام محمد خاں صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کا

www.muftiakhtarrazakhan.com

مشورہ ہوا...... حضرت نے فاتحہ پڑھی اور وہاں اعلیٰ حضرت کے اشعار کے مختلف کتبے بہت دیر تک پڑھتے رہے اور فرمایا یہاں تو پورا دیوان لکھ دیا گیا ہے ...... پھر جامعۃ الرضا کا معائنہ فرمایا اور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مفتی غلام محمد خاں صاحب نے بڑی محنت کی...... اور پھر وضو فرمایا...... چندر پور کے لئے روانہ ہوئے تین چار کلومیٹر کا سفر ہوا ہوگا کہ تیز آواز کے ساتھ پچھلے ایک ٹائر کی ہوا نکل گئی...... ٹائر کی درستگی میں تقریباً ایک گھنٹے کا وقت لگ گیا، وہاں سے نکل کر تقریباً ۱۱ ربجے ''جام'' نامی مقام پر پہنچے...... سید عمیر نے حضرت سے چائے کے لئے کہا اور حضرت نے انکار فرمادیا...... مولانا ظہیر رضا خاں صاحب نے کہا کہ حضرت کو ''مرینڈہ'' پسند ہے...... پھر عمیر صاحب تمام لوگوں کے لئے مرینڈہ لائے ...... حضرت نے بھی نوش فرمایا...... جام ہی میں ۴۵۔۱۱ ربج چکے تھے، جام سے نکلنے کے بعد قاری عرفان صاحب نے حضرت کی لکھی ہوئی نعت پاک سنانا شروع کی اور گاڑی میں سماں بندھ گیا'' ....؟ ....'' کے مقام تک نعت ہوتی رہی...... اور پھر نعت کے اشعار پر مولانا غلام نبی مولانا ظہیر اور قاری عرفان صاحب تبصرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں سڑک پر پانی نظر آیا، یہ مقام موضع ''این مدا'' سے ایک کلومیٹر جانب مشرق ہے، سامنے ٹرک آرہا تھا اس کو سید عمیر نے سائڈ دینا چاہا اور گاڑی اس پانی میں چلی گئی...... انہوں نے بجائے بریک کے ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھ دیا اور گاڑی کی اسپیڈ اچانک بڑھ کر بقول ان کے ۱۲۰ ر ہوگئی...... گاڑی لہراتی ہوئی جارہی تھی کہ سید عمیر کا پاؤں بریک پر پڑ گیا اچانک گاڑی ہوا میں لہرائی...... اور کئی پلٹیاں کھاتی چلی گئی...... گاڑی کے دروازے کھل گئے...... اور مولانا ظہیر خاں صاحب سب سے پہلے گاڑی سے گرے...... پھر حضرت گاڑی سے نیچے آگئے...... اور پھر قاری عرفان صاحب اور سید عمیر کچھ فاصلے پر گرے...... مولانا غلام نبی صاحب اور اسماعیل صاحب کو معمولی چوٹیں آئیں...... یہ حضرات گاڑی میں ہی رہے...... قدرتی دو پتھر نیچے تھے جن میں سے ایک سے حضرت کا سر ٹکرایا اور دوسرے سے ظہیر رضا خاں صاحب کا سر ٹکرایا...... مولانا غلام نبی صاحب حضرت کے قریب گئے...... اور ان کا سر اپنی گود میں لیا...... حضرت کے سر کے پچھلے حصے اور دائیں جانب سے بہت خون بہہ رہا تھا...... میں نے ان کے سر پر اپنا رومال باندھ دیا...... حضرت نے دو آہیں بھریں پھر آسمان کی طرف دیکھا کلمہ طیبہ پڑھا اور خاموش ہوگئے...... آہیں سرد ہوئیں اور حضرت کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر دوبارہ نہیں کھلیں......''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کچھ ہی دیر میں وہاں لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی...... پھر پولس کی گاڑی آئی...... حضرت کو سڑک کی دوسری جانب لٹا دیا گیا اور مولانا غلام نبی صاحب کو ایک طرف بٹھا دیا گیا (واضح رہے کہ کشتر آئل میل وردرہ کے مالک حاجی عبدالجبار کے بیان کے مطابق حضرت کی لاش کو پولس والوں نے اپنی وین میں وردرہ ہاسپٹل پہنچایا) اور مولانا ظہیر رضا خاں کو وردرہ ہی کے دو مسلمان اور ایک غیر مسلم نے مقام حادثہ سے دواخانہ وردرہ پہنچایا...... وہ راستے میں جاں بحق ہوگئے......''انا للہ وانا الیہ راجعون''

اس کے بعد کچھ مسلم وغیر مسلم لیڈران مقام حادثہ اور ہاسپٹل پہنچے......

﴿۱﴾ دیپک جسوال: ...... رکن راشٹریہ کانگریس...... ﴿۲﴾ بی جے پی...... لیڈر ہنس راجے.........

﴿۳﴾ وزیر اوقاف حاجی محمد رئیس ﴿۴﴾ فاروق صاحب رکن راشٹریہ کانگریس۔ ﴿۵﴾ عبدالمبین شیخ صاحب وغیرہ لیڈران کے علاوہ وردرہ ...... چندر پور...... ناگپور...... راجوڑا...... بلہارشاں...... گڑ چاندور...... بھاداوتی ...... ماجری کے ہزاروں خوش عقیدہ مسلمان ہاسپٹل پہنچ گئے ...... اور کوشش کی کہ پوسٹ مارٹم نہ ہو...... لاشوں کو اٹھا کر پر جوش عوام حضرت سید ظہیر الدین چشتی کے مزار پر لے گئے...... اور جنازے کی نماز پڑھنا چاہی...... مفتی مجیب اشرف صاحب اور سید حسینی میاں نے بغیر غسل کے جنازہ کی نماز پڑھنے

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے منع فرمایا......اس لئے وہاں جنازے کی نماز نہ ہو سکی...... پھر دونوں میتوں کو بشیر آئل لایا گیا اور وہاں ہزاروں لوگوں کو دیدار کرایا گیا......اس بیچ پولس سے کاغذات کے حصول کی کوشش ہوتی رہی اور چھ بجے شام بشیر آئل سے ناگپور کے لئے روانگی ہوئی۔

اس بیان کے وقت......مندرجہ ذیل افراد موجود تھے......

﴿۱﴾ محمد نثار رضوی صدر جامع مسجد چندر پور

﴿۲﴾ مولانا محمد شہاب الدین مدرس دار العلوم غوثیہ رضویہ چندر پور

﴿۳﴾ حافظ عبد الصمد صاحب۔ تاجر چندر پور

﴿۴﴾ محمد عمران رضوی موبائل انجینئر وغیرہم......جن کی فراہمی کے لئے فقیر نے پہلے سے ہی ان کو کہہ رکھا تھا......چائے نوشی کے بعد ہم مقام حادثہ پر پہنچے جو ورورہ سے آٹھ کلومیٹر جانب مغرب ''این سا'' نامی مقام ہے......ٹھیک اس کے سامنے سڑک کی بائیں جانب وولٹاس (ویڈیوکان ریفریجریٹر) کمپنی ہے پچکی ہوئی گاڑی کے کچھ ٹکڑے کچھ شیشے وہاں بکھرے پڑے تھے......

مقام حادثہ کے چشم دید گواہ

(۱) اجے سکیورٹی آفیسر ویڈیوکان کمپنی......اس کا بیان ہے کہ میں گاڑی کے بالکل پیچھے تھا گاڑی کی ہر پلٹی میں نے دیکھی ہے......

(۲) نجے تھروڑکر سروس مین ویڈیوکان کمپنی ......اس نے کہا کہ میں روڈ پر کھڑا تھا کہ اچانک دھماکے کی آواز سنی اور گاڑی کو پلٹتے دیکھا......میری ۲۰ رسالہ سروس میں اتنا بھیانک حادثہ میں نے پہلی بار دیکھا......یہی تاثر اجے کا بھی تھا۔

(۳) گھولا۔ چائے والا:......مقام حادثہ پر یہ موجود تھا اس نے زخمیوں کو پانی پلایا اور اس نے بتایا کہ گاڑی نے کئی پلٹیاں کھائیں......بلکہ کہا کہ آٹھ پلٹیا کھائیں......یہ دوران گفتگو کچھ ڈرا ہوا تھا اور سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔

(۴) شیخ رمضان:......ملازم ویڈیوکان کمپنی۔ ۔ کا بیان ہے کہ گاڑی نے ہوا میں تین پلٹیاں کھائیں......زخمیوں کو اٹھا کر ایک جگہ کیا اور پولس کی مدد کی......انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت کو نہیں جانتے تھے......معلوم ہوتا کہ اتنے بڑے بزرگ ہیں تو پوری کمپنی ان کی خدمت میں جٹ جاتی۔

پھر انہیں عینی شاہدین نے ہمیں حضرت کے گرنے کا مقام......مولانا ظہیر رضا کے گرنے کا مقام......قاری عرفان صاحب اور سید عمیر کے گرنے کے مقامات دکھائے۔..

وہ پتھر بھی دکھایا جس سے حضرت کا سر ٹکرایا ......

ہم نے ان مقامات کی تصویریں اور ویڈیو کیسٹ بنایا...... دیکھتے دیکھتے وہاں دسیوں افراد جمع ہو گئے اور مختلف انداز میں حادثے کی منظر کشی کرتے رہے......تقریباً ایک گھنٹے تک ہر زاویے سے ہم نے مقام حادثہ کو دیکھا اور ہم جن نتائج پر پہنچے عنقریب اس کی تفصیلات سامنے آجائیں گی......ہمارے عینی شاہدین اس بات پر متفق ہیں کہ حادثہ ۱۲ ربج کر ۱۵ رمنٹ پر ہوا ہے......پھر ہم آٹھ کلومیٹر جانب چندر پور ورورہ کے لئے نکلے جہاں حضرت کی میت لے جائی گئی تھی......سب سے پہلے بشیر آئل میل گئے......جہاں حضرت کا دیدار عام کرایا گیا تھا......مالک میل جناب عبد الجبار صاحب نے ہمارا خیر مقدم کیا...... چائے ناشتے سے تواضع کی......اور یوں گویا

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوئے کہ جمعہ کی اذان ہوئی تھی کہ ہم مسجد جانے والے تھے کہ بذریعہ فون حادثے کی اطلاع آئی ......اور تھوڑی ہی دیر میں ایک ڈیتھ باڈی آئی...... میں ہاسپٹل پہنچا تو وہ مولانا ظہیر رضا خاں کی ڈیتھ باڈی تھی ان کے ساتھ ایک زخمی بھی تھے...... یہ قاری عرفان صاحب تھے...... پھر دس منٹ میں پولیس کی وین آئی اس میں حضرت کی لاش تھی دونوں لاشوں کو ہاسپٹل کے اندر رکھا گیا......منٹوں میں بڑی بھیڑ جمع ہو گئی اور لوگ نعرے لگا رہے تھے ہم پوسٹ مارٹم ہونے نہیں دیں گے...... پولیس بھیڑ پر قابو پاتی رہی پھر دونوں کو ہاسپٹل کے بیچ ایک پیڑ کے چبوترے پر رکھا گیا...... پھر مقامی لیڈران جمع ہو گئے ......اور یہ طے پایا کہ پی۔ایم۔آفس لے جا کر لاشوں کی صفائی کی جائے......عبدالجبار صاحب مالک بشیر آئل میل......اور دوسرے چند خوش عقیدہ مسلمان۔پی۔ایم۔آفس میں موجود تھے......اور ان حضرات نے اپنے ہاتھوں سے لاشوں کی صفائی کی...... جب لاشیں وہاں سے نکالی گئیں...... پر جوش مجمع حضرت سید ظہیر الدین چشتی کے مزار پر لے گیا اور جنازہ کی نماز پڑھنا چاہی لیکن حضرت مفتی مہاراشٹر علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب کے منع فرمانے پر جنازے کی نماز نہ ہو سکی......اور لاشوں کو بشیر آئل میں لایا گیا......اور عام دیدار کرایا گیا...... چھ بجے ناگپور کے لئے روانگی ہوئی، ان کے اس بیان کے بعد ہم نے شکستہ گاڑی دیکھنا چاہی۔ہارن آئل میل کے سامنے ہی پولس اسٹیشن میں گاڑی تھی، ہم نے اس کی مختلف زاویے سے ویڈیو گرافی کی اور پھر وروہ ہاسپٹل پہنچے جہاں جہاں حضرت کو رکھا گیا تھا ان مقامات کی ویڈیو گرافی کی گئی......اور پوسٹ مارٹم رپورٹ کے لئے عبد الجبار صاحب نے پولس کے ذریعہ ہماری موجودگی میں کوشش کی......وہ ڈاکٹر چھٹی پر تھا......رپورٹ تو نہ مل سکی لیکن عبدالجبار صاحب نے وعدہ کیا کہ میں کل تک یہ حاصل کرلوں گا۔

پھر اس مزار پر جانا ہوا جہاں حضرت کو لے جایا گیا تھا...... وہاں بھی تمام مقامات کی ویڈیو نکالی گئی ......اور سوگواروں کا یہ وفد چندر پور کے لئے واپس ہوا......ظہرانہ نثار بھائی کے یہاں ہوا......عصر کی نماز مسجد غریب نواز میں پڑھی اور مغرب کی جامع مسجد چندر پور میں...... مجھے وہاں کے امام و خطیب مولانا بصارت علی رضوی سے ملاقات کا اشتیاق تھا اس لئے کہ ان کے پاس آبروئے سنیت کے خون آلود کپڑے تھے، ہم شوق زیارت میں عین مغرب کے وقت وہاں پہنچے......انہوں نے باصرار مجھ سے مغرب پڑھوائی۔اور پھر بالائی منزل میں اپنے حجرے میں لے گئے......اور ان سرخ کپڑوں کی زیارت کرائی جس کو انہوں نے خوشبوؤں میں بسا کر رکھا تھا، ان کا حجرہ مشتاقان دید سے بھرا تھا، ہم نے وہ کپڑے سامنے رکھے اور امت مصطفیٰ کی سرخ روئی اور حضرت کے نعم البدل کے لئے دعا کی......
حضرت کا پرس، ۲۱۰۰/روپئے، کچھ کاغذات ایک جگہ کرائے اور نثار صاحب رضوی کو ذمہ دار بنایا کہ وہ ۱۶/اگست کو ان کپڑوں اور حضرت کے دوسرے تبرکات کے ساتھ بریلی جائیں اور حضرت کے سفر آخرت کی نشانیاں ان کے دولت کدے پر پہنچائیں......انہوں نے وعدہ کیا...... پھر ہم حاجی بابو بھائی کی دکان پر پہنچے جہاں سے۔ایف۔آئی۔آر۔رپورٹ اور دوسری کئی رپورٹیں لینا تھیں......اور ولی عہد حضرت مولانا حسان رضا خاں کو پہنچانا تھا......لیکن وہ مجھے بروقت نہیں دے سکے...... میں نے انہیں حضرت کا فون نمبر اور دوسری تفصیلات فراہم کردیں......اور انہوں نے بھیجنے کا وعدہ کیا......۹ بجے دکھن ایکسپریس سے ہمیں واپس آنا تھا......نثار بھائی رضوی، عمران رضوی، مولانا شہاب الدین صاحب، حافظ عبدالصمد صاحب، عبدالمبین صاحب، افروز صاحب وغیرہم اسٹیشن تک آئے......اور اس طرح ہمارا شہادت گاہ صدر العلما کا سفر اپنے اختتام کو پہنچا......

www.muftiakhtarrazakhan.com

ایکسیڈینٹ اور بعد کے حیرت انگیز واقعات

﴿۱﴾ جس وقت بارہ بج کر ۱۰ منٹ پر یہ حادثہ ہوا مولانا ظہیر رضا خاں مرحوم کی درسگاہ کا پنکھا کنڈے سمیت گر گیا۔

﴿۲﴾ چندر پور کے احباب نے مقام حادثہ کا کئی گھنٹوں کے بعد معائنہ کیا تو خون تازہ تھا۔

﴿۳﴾ جنہوں نے ناگپور میں غسل دیا جناب مبین احمد...... ان کا بیان ہے کہ غسل کے دوران سر کی پٹی باندھنے میں کچھ غلطی ہوئی تو حضور ازہری میاں نے رات کو خواب میں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا زخم کہیں تھا تم نے پٹی کہیں باندھ دی......

﴿۴﴾ سہیل رضوی نے بتایا کہ مجھے چار دن سے دو جنازے اور کثیر ازدھام مجھے خواب میں دکھائی دیا تھا...... چوتھے دن یہ حادثہ ہوا۔

﴿۵﴾ جناب نثار رضوی کے مکان میں لگا ہوا اور اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے مزارات کا کتبہ خود بخود نیچے گر گیا...... جبکہ وہ اپنی جگہ مضبوط بندھا تھا......

﴿۶﴾ افروز رضوی نے ۳ راگست/ ۲۰۰۷ء بوقت فجر خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک ٹکڑا چندر پور شہر پر گرا اور پورا شہر جلنے لگا۔

﴿۷﴾ مولانا محمد بشارت کا خط انہیں کے قلم سے لکھا ہوا بلا تبصرہ حاضر ہے۔

نوٹ: اس پورے سفر کے تمام بیانات وحالات قلمبند کرنے کی ذمہ داری عزیزی مولانا ساجد حسن قادری بانی وناظم معہد انوار الحق حیدر آباد نے پوری کی ہیں، مولیٰ تعالیٰ انہیں اسکا اجر عطا فرمائے آمین۔......................

آہ صدر العلما نہ رہے

مولانا محمد مستقیم رضوی

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی

عہد حاضر کا وہ ممتاز رہنما جس نے اپنے فضل وکمال پر درویشی کی چادر ڈال رکھی تھی اور سچ تو یہ ہے کہ ان کی سادگی اور خاکساری پر زینت وآرائش کی ہزاروں رعنائیاں قربان ہیں جن کے سینے میں قوم مسلم کا صحیح درد سچی تڑپ تھی جو بیک وقت علم ظاہر وعلم باطن کا ایسا سنگم تھا جہاں پر ہر ایک تشنہ لب کو سیرابی آسودگی کی دولت گراں مایہ ملتی تھی۔ جس کی آغوش تربیت نے ہزاروں تشنگان علوم کو سنبھالا اور حق تو یہ ہے کہ ان کے قدموں پر مجھ جیسی ہزاروں متاع زندگی نچھاور ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ وہ مرد مجاہد شیخ الاتقیا نازش مسند درس وتدریس وارث علوم نبویہ جس کو دنیا صدر العلما، محدث بریلوی، مظہر مفتی اعظم وعام کہہ کر بھی حق ادا نہ کر پائی وہ ذات عالمتاب ۱۸/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ساڑھے ۱۲ بجے دن ناگپور چندر پور کے درمیان ایک سڑک حادثے میں وصال فرما گئی "انا للہ وانا الیہ راجعون" میں اس وقت لکڑ گنج مسجد میں تھا امام صاحب تقریر فرما رہے تھے اتنے میں دو حضرات آئے اور انہوں نے یہ خبر مجھے سنائی کہ مولانا مسجد میں اعلان کرا دیجے کہ حضرت کے ساتھ ایسا حادثہ ہو چکا ہے فوراً امام

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب کو میں نے یہ خبر سنائی اعلان ہونا تھا کہ پوری مسجد میں ایک کہرام سا برپا ہو گیا بعد نماز جمعہ یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی ہر طرف سے فون آنا شروع ہو گیا ہر شخص اپنی جگہ غمگین وہراساں نظر آرہا تھا کہ اب کیا ہوگا محب گرامی وقار حامی مسلک اعلیٰ حضرت الحاج سیٹھ غلام مصطفےٰ رضوی نے کہا مولانا چلو جائے واردات چلتے ہیں اتنے میں خبر آئی کہ دونوں حضرات کو ناگپور لا رہے ہیں یہ طے تھا کہ حضرت کے نعش مبارکہ کو بریلی شریف لے جانا تھا تب تک کے لئے یہ مشورہ ہوا کہ دونوں حضرت کی نعش مبارکہ کو حضرت العلام فاتح گجرات مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دولت کدے میں رکھی جائے ادھر امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح عاشقان خانوادہ اعلیٰ حضرت مفتی صاحب کے گھر جمع ہونے لگے ادھر جاتے واردات سے خبر آئی کہ یہاں بھی کافی لوگوں کا ہجوم ہے جو حضرت کے چہرۂ انور کی ایک جھلک پانے کے لئے جان پر کھیلنے کو تیار ہے اور ساتھ ہی یہ حادثہ پولیس کیس کے زد میں آچکا تھا اور پولیس کاروئی اور ہاسٹل کاروائی کے بعد تقریباً ساڑھے نو بجے رات دونوں نعش مبارکہ مفتی صاحب کے گھر پہنچ نے لگی بڑی عجلت کے ساتھ دونوں نعش مبارکہ کو غسل دیا گیا پہلے حضرت کی نماز جنازہ ہوئی مگر ہائے رے کم نصیبی کہ میں اور حضرت مولانا محمد بشیر الدین ونی والے اور حاجی غلام صاحب اور دیگر کچھ حضرات کثرت ازدھام کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک ہو نہیں پائے جب معلوم ہوا کہ نماز جنازہ ہو چکی ہے کافی افسوس ہوا کہ یا اللہ آخرت کے لئے ہم جس عمل کو نجات کا عظیم سرمایہ سمجھ رہے تھے وہ ہاتھ سے جاتا رہا نماز کے فوراً بعد حضرت کی نعش کو میوہ ہاسٹل (جو ناگپور کا بہت بڑا ہاسٹل ہے) لے جایا گیا کہ دواخانہ کہ کچھ کاروائی باقی تھی دیوانہ وار ہم بھی دواخانہ پہونچ گئے، دواخانے میں بھی عاشقوں کا ایک ہجوم تھا کاروائی پوری ہونے کے بعد حضرت کی نعش مبارکہ کو سامنے رکھا گیا لوگوں پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی رات۔ کے تقریباً ڈیڑھ بج رہے تھے دل میں وہ حسرت تھی ہی کہ نماز جنازہ پڑھ نہیں سکے وہ حسرت پھر انگڑائی لینے لگی کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ابھی نماز پڑھ لیں جب مشورہ ہوا تو معلوم ہوا بہت کافی حضرات نماز جنازہ میں شرکت نہیں کر سکے ہیں حضرت العلام سیدی واستاذی مفتی مجیب اشرف صاحب سے رابطہ کیا گیا کہ حضرت جو لوگ نماز جنازہ نہیں پڑھ پائے ہیں وہ اب پڑھنا چاہتے ہیں حضرت نے اجازت دی دل باغ باغ ہو گیا کہ شاید اب ہم گنہگاروں کی آہ مان لی ہے سب نے مجھے آگے بڑھا دیا اس وقت مجھے اپنی کم علمی کم مائیگی بے عملی کا احساس ہوا کہ مستقیم تم اس ذات عالمتاب کی نماز جنازہ پڑھاؤ گے جس میں لاتعداد نورانی فرشتے بھی حاضر ہوئے ہونگے یہ سوچ کر میں پیچھے ہٹ گیا پھر آواز آئی کہ تم نماز پڑھاؤ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نماز پڑھا دی دواخانہ کی کاروائی پوری ہونے کے بعد دونوں نعش مبارکہ کو تابوت میں بند کر دیا گیا ہم مع دوست احباب نماز کے بعد ہاسپٹل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں الحاج محمد طیب صاحب رضوی نے بریلی شریف کا تذکرہ چھیڑ دیا کہ فلاں فلاں حضرات بریلی شریف جا رہے ہیں اور بریلی شریف میں اعلان ہو چکا ہے کہ حضرت کو ۵/اگست بروز اتوار ۲/بجے دن سپرد خاک کیا جائے گا۔ اسی وقت فون پر ٹکٹ بھی بک ہو چکا اس وقت میرے حاشیہ ذہن پر ایک شعر گردش کر رہا تھا۔

نہیں مال و زر تو کیا غم میں غریب ہوں یہی نا ☆☆☆ میرے عشق تو ہی لے چل مجھے جانب مدینہ

ادھر دونوں تابوت کو پھر حضرت مفتی صاحب کے گھر پر لایا گیا صبح نو بجے کی فلائٹ سے دونوں نعش مبارکہ کا دلی روانہ ہونا تھا بریلی شریف جانا ہے اسی خوشی میں نہ ہمیں دن بھر کی تکان کا احساس رہا اور نہ رات بھر کی بیداری کا گھر آکر تھوڑا بہت سامان لیا اور علی الصبح بعد نماز فجر ایرپوٹ پہونچے دونوں تابوت ایرپوٹ پہونچ چکے تھے یہاں بھی کافی ہجوم تھا دیوانوں کا جو حضرات رات کو حضرت کے چہرۂ مبارک زیارت نہیں کر پائے تھے وہ تابوت شریف کو چومنے اور سر پر رکھنے کو نجات اخروی کا سامان سمجھ رہے تھے باقی جو جانے والے لوگ

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھے وہ جمع ہوتے رہے ٹھیک نو بج کر دس منٹ پر ہمارا ہوائی جہاز اڑنا شروع کیا اور ساڑھے دس بجے ہم دلی ایرپوٹ پر اتر چکے تھے۔ ایرپوٹ کے باہر بریلی سے آئے ہوئے حضرات کافی شدت سے انتظار کر رہے تھے جن کی پلکیں بھیگیں اور آنکھیں ڈب ڈبائی ہوئی تھیں دونوں تابوت کو ایمبولنس میں رکھا گیا اور آئے ہوئے مہمانوں کے لے گاڑی کا انتظام تھا ہم اس میں سوار ہو گئے راہ محبت کا یہ لٹا ہوا قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا ٹھیک ساڑھے ۶/ بجے شام ہم بریلی شریف کی سرحد میں داخل ہو گئے انتظار کرنے والوں کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں راستے کے دونوں طرف منتظرین قطار در قطار ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے تھے جنکی تشنگی یہی بتا رہی تھی کہ حضور ابھی تو ہماری سیرابی باقی ہے اور آپ چلدئے پورا بریلی شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا کیا اپنے بیگانے بوڑھے بچے مرد عورت ہر شخص اپنی جگہ غم چادر اوڑھے نے والے وقت کا انتظار کر رہے تھے مغرب سے قبل ہم جامعۃ الرضا جو جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا قائم کردہ ادارہ ہے پہونچے پھر وہاں سے دونوں تابوت کو الگ الگ رکھا ایمبولنس میں رکھا گیا حضرت کو اپنے دولت کدہ لے جایا گیا اور ہم جامعہ کے علما وطلبہ کے پاس حالت پر تبصرہ کرتے رہے اتنے میں مغرب کی اذان ہوگئی بعدہ چائے وغیرہ سے ہماری مہمان نوازی ہوئی اسی اثنا میں حضرت مولان محمد قاسم رضا صاحب سے ملاقات ہوئی جو دار العلوم امجدیہ ناگپور میں ہمارے ساتھی تھے فی الوقت جامعہ کے مدرس ہیں ان سے ملکر کافی انسیت ہوئی شیدائے مسلک اعلی حضرت فاتح آندھرا حضرت علامہ مولانا محمد ابو الحسن صاحب نوری جو حضرت کے خاص شاگرد تھے حسن اتفاق کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے رکشا وغیرہ کے ذریعہ جب محلہ کانکر ٹولہ جہاں حضرت کا دولت کدہ ہے پہونچے تو وہاں کا منظر قابل دید تھا کوئی گلی اور کوئی شاہراہ ایسی نہیں تھی جہاں عاشقوں کا ہجوم نہ ہو بڑی مشکل سے ہم حضرت کے دولت کدہ کے قریب پہنچے نظم ونسق کو برقرار رکھنے کے لئے بار بار مائیک پر اعلان ہو رہا تھا حضرت کے چہرہ انور کی آخری دیدار کے لئے پورا شہر امنڈ اپڑا تھا پھر ہم ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے حضرت کے گھر کے قریب جو مسجد تھی وہاں جا کر غسل وغیرہ کئے اور مہمان نوازی کا جو جذبہ ہم نے اہل بریلی میں دیکھا وہ شاید ہی کہیں دیکھنے کو ملے صبح ۵/ بجے تک لوگ آئے گئے اور آخری دیدار سے شرفیاب ہوتے گئے خانقاہی دستور کے مطابق قبل نماز صبح حضرت کے جسد اطہر جد امجد مجدد اعظم امام اہل سنت اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کے روضہ انور میں لایا گیا جد امجد کے قدموں کی طرف آپ کو رکھا گیا پھر دنیا۔ئے اسلام کے۔لئے امن وعافیت کی دعا مانگی گئی اس حسین منظر کی ترجمانی میں کیا کر سکتا ہوں بس ایک۔شاعر کے تخیل کو ترجمان بنا کر گذر جانا چاہونگا۔

جان ہی دیدی جگر نے آج پائے ناز پر
زندگی کی۔ بےقراری کو قرار آ ہی گیا

محمد مستقیم احمد رضوی بانی وناظم اعلی دار العلوم گلشن بغداد روشن باغ کھربی لے آوٹ ناگپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کا سفرِ آخرت

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف

جو اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک دن اس دنیا سے جانا ضرور ہے۔لیکن زیرِ زمین دفن ہو جانے والوں میں ہر صورت خاک میں پنہاں نہیں ہو جاتی۔ کچھ صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو لالہ وگل کی طرح نمایاں ہو جاتی ہیں ان کی شخصیت اور ان کے تقدیسی کارنامے لالہ وگل بنکر قلوب واذہان وافکار وخیالات سے لیکر عقائد وایمان کی کائنات کو سرسبزی وشادابی اور عطر بیزی عطا کرتے رہتے ہیں۔

یہ وہ تاباں شخصیتیں ہوتی ہیں جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہیں۔ان کے کارنامے ان کو زندہ وجاوید بنا دیتے ہیں ان کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں ان کی یاد کی محفلیں سجتی ہیں۔یہی وہ حضرات ہیں جنہیں رب کائنات نے ”انعم اللہ علیھم “ اور انعمت علیھم“ کے زمرے میں شامل فرمایا ہے یعنی اللہ کے احسان یافتہ وانعام یافتہ بندے۔یہ بندگان الٰہی وہ ہیں جو مصطفیٰ جانِ رحمت کے غلام، عاشق صادق، اور نائب ہیں یعنی صالحین، اولیا کاملین کہ جن کا نقش قدم راہ خدا ہے۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا ☆☆☆ وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لیکے چلے (رضا)

یہی وہ عظمت و بزرگی والے ہیں جو دھرتی کی پستی پر آسمان بن کر رہتے ہیں۔وہ کبھی دروازۂ شکست پر دستک نہیں دیتے، ہر باطل اور طاغوتی قوت وطاقت ان کے سامنے سرنگوں رہتی ہے۔کامیابیاں اور کامرانیاں خود بڑھکر ان کے قدموں کو چومتی رہتی ہیں۔

یہ بندگان الٰہی اور نائبین رسالت پناہی دنیا میں زندہ رہتے ہوئے بھی خود کو فنا کر دیتے ہیں اور پھر ان کا یہی عالم ہوتا ہے۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

ان کی حیات کا اولین وآخریں مقصد صرف اور صرف رضائے خدا اور رضائے رسول ہوتا ہے۔یہ خود کو غلبہ اسلام اور خدمت خلق کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

سبحان اللہ الحمد للہ! رب عظیم کے ایسے ہی احسان یافتہ بندوں اور رسول کریم کے عشاق ونائبین میں اس بندۂ مومن مرد خدا عاشق مصطفیٰ نائب مجتبیٰ کا بھی شمار ہوتا ہے جسے زمانہ صدر العلما تحسین ملت حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام نامی اسم گرامی سے جانتا پہچانتا اور مانتا ہے۔

گو آج صدر العلما ہمارے درمیان نہیں ہیں۔وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں انہیں دیکھنے کو آنکھیں ترستی رہتی ہیں لیکن ان کا نام زندہ ہے، ان کے کارنامے زندہ ہیں ان کے چھوڑے ہوئے نقوش جگمگا رہے ہیں، ان کی یاد ہمیشہ دلوں میں آباد رہتی ہے۔

حادثہ جانکاہ: ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ء، دن جمعہ، وقت ۱۰/۱۲ بجے آفتاب نصف النہار کی تابندہ شعاعوں میں دھرتی نہائی ہوئی تھی، ہر طرف دھوپ ہی دھوپ، روشنی ہی روشنی، رونق ہی رونق! ابھی مسجدوں سے اذان جمعہ کی صدائیں بھی نہیں بلند ہوئی تھیں کہ ایک ٹیلی فون کی آواز نے خبر مرگ دیکر ہلچل سی مچادی۔پورے شہر میں ایک کہرام برپا ہو گیا........

www.muftiakhtarrazakhan.com

خبر تھی کہ آج ۳ راگست صوبۂ مہاراشٹر کے شہر ناگپور سے چندر پور جاتے ہوئے حضرت صدر العلما علامہ مولانا تحسین رضا خاں کی کار پلٹ گئی۔اس حادثہ میں حضرت صدر العلما اور ان کے رفیق سفر مولانا ظہیر رضا خاں (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نواسہ داماد) انتقال کر گئے اور حضرت صدر العلما کے خادم خاص مولانا عرفان الحق سنبھلی شدید زخمی ہوئے۔

ٹی.وی، ریڈیو، اور فون سے جس تک یہ خبر پہنچی حیران و پریشان ہوکر رہ گیا اور زبان سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" نکل پڑا یاالٰہی یہ کیا ماجرا ہو گیا......... یا خدا یہ کیسا المناک کا حادثہ ہو گیا...... ہم سنیوں کا ایک رہنما کھو گیا!

حدود خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران سے لیکر دولت کدۂ صدر العلما، محلہ کانکر ٹولہ تک یعنی نئے شہر پرانے شہر میں خبر پھیلتی چلی گئی۔محلہ سوداگران کے تمام کتب خانے، دفتر دار العلوم منظر اسلام اور شہر کہنہ کے بازار بند ہو گئے۔مساجد سے حضرت صدر العلما کے انتقال پر ملال کا اعلان ہونے لگا۔ہرسنی گھر اور پورا شہر غمزدہ ہو گیا۔جانے کتنی عورتیں بلک بلک کر کہنے لگیں۔یا اللہ ہمارے دکھ درد دور کرنے کے لئے ہمیں تعویذ و دعا کون دے گا۔طلبہ چیخ چیخ پڑے: ہائے ہمیں حدیث و قرآن کا درس کون دے گا؟... ہر چہرے پر افسردگی، ہر زبان پر ذکر تحسین ملت۔فون کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ملک کے گوشے گوشے سے ہی نہیں باہری ملکوں، پاک و بنگلا دیش، موریشش، افریقہ، نورابی و برطانیہ سے شاہزادگان تحسین ملت اور صاحبزادگان خانوادۂ رضویہ کے ہاں حقیقت جاننے اور تعزیت کے لئے فون آنے لگے۔

ٹی.وی، ریڈیو اور اخباروں کے نمائندگان اور رپورٹر صاحبان نے محلہ سوداگران سے لیکر محلہ کانکر ٹولہ تک افراد خانوادۂ رضویہ و نیازمندان صدر العلما اور دوسرے ذمہ داران شہر کے تاثرات جاننے کے لئے دوڑ بھاگ شروع کر دی۔

جمعہ کا یوم درخشاں شب دیجور بن کر رہ گیا تھا۔دن کی روشنی تھی لیکن در و دیوار پر نگاہوں میں اور چہروں پر سوگواری اور تاریکی برس رہی تھی۔رونقیں کافور، ہرسنی غموں سے چور اور رنجور، پورے جہان سنیت میں رنج والم کا ماحول چھا چکا تھا۔

ناگپور، ممبئی اور دہلی وغیرہ کے اخبارات میں بھی حضرت صدر العلما کے وصال کی خبریں چھپیں۔بریلی شریف کے اخبارات۔دینک جاگرن، امر اجالا، آج، شاہ ٹائمس نیز دہلی اور لکھنؤ کے اخبارات، راشٹریہ سہارا (اردو) نے بھی حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کی خبر کو شاہ سرخی کے ساتھ شائع کیا۔

کسی نے لکھا:۔حضرت تحسین میاں کا وصال سوسائٹی کا عظیم نقصان ہے۔کسی نے چھاپا:۔حضرت تحسین میاں کے وصال پر ہر قوم و ملت کو ملال"، کسی نے لکھا:۔علامہ تحسین کے وصال سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں غم کی لہر دوڑی۔

بریلی کے ٹی.وی چینل وی.ایم در پن پر نبیرۂ اعلی حضرت شاہزادۂ ریحان ملت حضرت مولانا توصیف میاں صاحب نیز چند علما و ذمہ داران اہل سنت کے تاثرات غم اور حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی اور کارناموں کے مختصر جائزے بھی نشر ہوئے۔

میت کی بریلی شریف میں آمد

۳ راگست کو شب میں حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت صہیب رضا خاں اپنے چند رفقاء کے ساتھ میت لینے کے لئے بذریعہ کار دہلی ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔

۴ راگست کو حضرت صدر العلما اور مولانا ظہیر رضا خانصاحب کی میت بریلی شریف آئی۔چونکہ حضرت تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ کا قائم کردہ مدرسہ جامعۃ الرضا متھرا پور شہر بریلی سے ملحق ہے اور حضرت صدر العلما دو سال سے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس مدرسہ کے شیخ الحدیث اور پرنسپل کے عہدوں پر فائز تھے۔لہٰذا وہاں کے اساتذہ وطلبہ اور اس کے پاس کے علاقوں کے مسلمان اہلسنت کی زیارت کے لئے میت وہاں برائے دیدار کچھ دیر کے لئے روک لی گئی۔جامعۃ الرضا کے اساتذہ (جنہیں خود بھی صدر العلما کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے) طلبہ اور علاقہ کے مسلمان چہرۂ مبارک کی زیارت کے لئے غم زدہ دل،لرزتے ہوئے ہونٹ،اور آنسوؤں سے تر آنکھوں کو لئے ٹوٹ پڑے ....زائرین کے وجود صدقے ہو رہے تھے۔آہ!مرد بزرگ،آہ جامعۃ الرضا متھرا پر سے سٹی ریلوے اسٹیشن اور اس سے ملحق قبرستان ہوتے ہوئے میت شریف محلہ سوداگران خانقاہ رضویہ پہنچی،

خانوادۂ رضویہ کے شاہزادگان...جانشین مفتی اعظم حضرت مولانا اختر رضا خاں قبلہ اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا عسجد رضا خاں،حضرت صاحب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ حضرت مولانا سبحان رضا خاں۔ان کے صاحبزادگان مولانا احسن رضا خاں (نائب صاحب سجادہ) ونوری میاں..صاحب سجادہ کے برادران ..حضرت عثمان رضا خاں انجم حضرت توقیر رضا خاں،حضرت مولانا توصیف رضا خاں،حضرت قاری تسلیم رضا خاں،حضرت مولانا منان رضا خاں اور ان کے صاحبزادگان،مولانا عمران رضا خاں سمنانی میاں،وحنانی میاں۔مولانا قمر رضا خاں وصاحبزادگان حضرت سراج رضا خاں حضرت افروز میاں اور ان کے صاحبزادگان حضرت بدر رضا خاں اور حضرت عدنان رضا خاں۔حضرت مولانا خالد علی خاں کے صاحبزادگان کے دیدار کے بعد ہزار ہا ہزار خواجہ تاشان رضا اور نیاز مندان تحسین ملت کا مجمع دیدار پر انور کے لئے مانند پروانہ وار ٹوٹ پڑا۔

ٹی.ٹی ایس،اتحاد ملت اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے ولینٹروں۔نے یہاں کا نظام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سنبھال رکھا تھا۔انتظامیہ اور پولیس کا بھی اچھا بندوبست تھا۔

خانقاہ عالیہ رضویہ سے میت۔چوپلہ روڈ کتب خانہ شہامت گنج اور شاہ دانہ صاحب روڈ سے ہوتی ہوئی دولت کدۂ حضرت صدر العلما واقع محلہ کانکر ٹولہ پہنچی۔یہاں بھی دیدار کرنے والوں کا سیلاب لگا ہوا تھا۔دیر رات تک دیدار وزیارت کا سلسلہ چلتا رہا۔

۴ر اگست کی رات ہی میں ریڈیو اسٹیشن بریلی،وی.ایم درپن،ٹی.وی چینل بریلی نے جلوس جنازہ ونماز جنازہ کی خبریں نشر کردی تھیں۔مساجد کے لاؤڈ اسپیکروں سے بھی اعلان ہو گیا تھا۔صبح کے سارے اخبارات میں حضور صدر العلما کے جلوس جنازہ،نماز جنازہ کی بابت خبریں بھری پڑی تھیں کہ:۔جلوس جنازہ دوپہر ظہر کی نماز کے بعد کانکر ٹولہ سے چلیگا پورے شہر کی مساجد میں نماز ظہر ادائیگی کا اعلان کرا دیا تھا کہ نماز ظہر دو بجے سے قبل ادا کر کے نماز جنازہ کے لئے اسلامیہ انٹر کالج کے گراؤنڈ پر پہنچیں۔صبح ہی سے بریلی کے قرب وجوار سے لوگ،بسوں،ٹرکوں ٹرالیوں۔اسکوٹروں اور کاروں سے آنا شروع ہو گئے تھے

بریلی کارپوریشن نے راستوں کی صاف صفائی شروع کرادی تھی۔انتظامیہ،پولیس۔ایل آئی (مقامی سی.آئی.ڈی) سب چاک وچوبند۔ٹریفک نظام میں بھی تبدیلی کردی گئی تھی۔بریلی جنکشن سے چوپلہ ہوتے ہوئے کتب خانہ کا راستہ نیز شہامت گنج اور شاہ دانا روڈ کے راستہ بھی تبدیل کردئے گئے تھے۔

بریلی بند رہی

اتوار ہونے کی وجہ سے اسکول کالج تو بند تھے بریلی کے سبھی مدارس اسلامیہ میں بھی چھٹی کردی گئی تھی نئے شہر وپرانے شہر کے مسلم دکانداروں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی دکانیں بند رکھیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اتحاد ملت کے قومی چیرمین صاحبزادہ توقیر رضا خاں صاحب (نبیرۂ اعلیٰ حضرت) نے رات ہی میں بازار بند رکھنے کی اپیل کر دی تھی دولت کدۂ حضرت صدر العلما سے لیکر جلوس جنازہ کے راستوں پر والنٹیرس موجود تھے۔ شاہزادگان حضور صدر العلما، نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت قاری تسلیم رضا خاں، ارکان انجمن شان اسلام نے جلوس کا نظم ونسق سنبھال رکھا تھا۔

جلوس جنازہ

دوپہر قریب ایک بجے جلوس جنازہ چلا۔ آگے آگے میلاد خوان ونعت خواں حضرات نعت پاک پڑھتے ہوئے چل رہے تھے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا لکھا ہوا درود:

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پر کروروں درود ☆☆☆ طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پر کروروں درود

کا نغمہ گونج رہا تھا۔ راستے میں چھتوں پر فٹ پاتھ پر عورتوں اور بچوں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ دیکھنے والے دیکھ رہے تھے۔ سوچ رہے تھے کہ واقعی یہ عاشق مصطفےٰ کا جنازہ ہے۔ مرد خدا کا جنازہ ہے آسمان کی نگاہیں غم گین فضائیں بھی صدقے جا رہی تھیں۔

سوگواری مگر متانت ووقار کیساتھ جلوس چلتا رہا کانکر ٹولہ چوکی چوراہا نادلٹی چوراہا اسلامیہ انٹر کالج روڈ تقریباً ساڑھے تین چار کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جنازہ اسلامیہ کالج گرائنڈ پہنچا۔ چلچلاتی دھوپ گرمی کی شدت لیکن نیازمندان صدر العلما ان سب سے بے پرواہ گیارہ بجے دن ہی سے اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں جمع ہونا شروع ہو گئے گراؤنڈ کے سامنے سمت مغرب سڑک پر ہزاروں کا مجمع کالج کے داہنے طرف سڑک پر عقیدت کیشوں کا جماؤ آس پاس بنے مکان کی چھتوں پر عورتوں کا جمگھٹا۔

اخبار نے سرخی قائم کی:۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے جنازہ میں عقیدت مندوں کا ایک سیلاب امنڈ پڑا تھا۔

آپ کی پاکیزہ سیرت کو سلام! جس میں سیرت مصطفیٰ کا عکس جھلکتا تھا۔ آپ کی ہر ادا سنت مصطفےٰ تھی حضرت تحسین ملت! آپ کی پاکباز نیچی نظروں کو سلام جن سے آپ کی تقویٰ شعاری کی تجلیات پھوٹتی تھیں آپ کے اس دست پاک کو سلام کہ جن ہاتھوں نے مریدوں کے ہاتھوں کو لیکر ان کے سینہ ودل اور راہوں میں ایمانیات کے چراغ روشن کر دیئے، حضرت صدر العلما آپ کی سبک خرامی کو سلام! آپ کے قدم کے اٹھنے کا ہر ہر انداز صراط مستقیم پر چلنے کا انداز سکھاتا تھا۔

آپ کو کیا کیا کہوں۔ کیا کیا لکھوں۔ محدث، مفسر، فقیہ، مفتی، استاذ، ہادی، مرشد، رہبر شریعت، رہنمائے طریقت، آبروئے اہلسنت، رہنما، پیشوا، دین کا پاسباں، مفکر مصلح اور مداح مصطفیٰ!

اے خانوادۂ رضویہ کے چشم وچراغ۔ رضا کے چرخ فضل وکمال کے ستارے، استاذ زمن کی آنکھوں کے تارے، علامہ حسنین کے راج دلارے، بھائیوں کے پیارے، مریدین وتلامذہ کے سہارے، پرتو حجۃ الاسلام۔ قرۃ عینِ مفتی اعظم عالم اسلام۔ الوداع، الوداع۔ السلام۔ السلام!

آپ ہر اعتبار سے عظیم تھے، نام ونشان والے تھے۔ اعلیٰ وبالا تھے۔ آپ کا خاندان عظیم۔ آپ عالی نسبت، اعلیٰ تعلیم یافتہ، عالی ظرف، عالی دماغ، اعلیٰ اخلاق اعلیٰ کردار کے مالک شفیق وخلیق، کریم النفس۔

لیکن آپ دنیا طلبی اور سستی شہرت، نام ونمود ونمائش، کروفر اور طمطراق سے دور خود کو ایک بے نام ونشان ہی سمجھتے رہے اور خاموشی سے دینی خدمات اور غلبۂ اسلام کا فریضہ۔ درس وتدریس وعظ وتبلیغ وامامت رشد ہدایت۔ دعا تعویذ اور خدمت خلق کے ذریعہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

انجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنی شخصیت پر سادگی اور کسر نفسی کا پردہ ڈال رکھا تھا لیکن دیکھنے والی نگاہیں جب اس حجاب کو اٹھا کر آپ کی شخصیت کا جائزہ لیتی تھیں تو اس حجاب سادگی اور کسر نفسی کے پردے اور اس پردے کے ہر ہر حجاب میں آپ کی عظمت وتقدس و بزرگی، علم وفضل وکمال اور صدق وصفا نیز مومنانہ عظمت شان کے جلوئے مچلتے نظر آتے تھے۔

لیکن جب آپنے آخری انگڑائی لی، راہ الفت مصطفوی میں اس دنیا کو خیر آباد کیا جان جان آفریں کو سونپی تو زمانے نے آپ کی شخصیت کی درخشانی، آپ کی بلندی و بڑائی کے منارۂ نور اور آپ کی مقبولیت ومحبوبیت اور مسلمانوں کے سینوں میں رچی بسی آپ کی الفت ومحبت وعقیدت واحترام کے مچلتے ہوئے جذبوں کی فراوانی وتابانی کو دیکھ لیا آسمانی فرشتوں نے مرحبا کہا افق وشفق اور فضاؤں اور خلاؤں نے آپ کی بلائیں لیتے ہوئے الوداع کہا ملک کے گوشے گوشے اور سات سمندر پار دیشوں کے محبین ومعتقدین ومریدین اور خوابہ تاشان رضویت کا آپ کی آخری دیدار کے لئے آپ کو کاندھا دینے کے لئے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے ایک سیلاب امنڈ پڑا۔

فرش زمین سے آواز اٹھی طیب وطاہر گیا ملا ئکہ نے صدادی وہ مومن صالح ملا

بریلی شریف کی تاریخ میں تاجدار اہل سنت، مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کے نماز جنازہ کے بعد (جس میں تقریبا ۲۰ لاکھ کا مجمع تھا) یہ دوسرا منظر نظر آیا کہ جس میں ۴/۵ لاکھ شیداؤں کا مجمع اپنے رہنما کی آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آن حاضر ہوا اللہ کریم ورحیم اپنے جس بندہ کو محبوبیت کا شرف عطا کر دیتا ہے اس کی محبت ومقبولیت نہ صرف انسانی سینوں میں بسا دیتا ہے بلکہ دریا کی مچھلیوں کے دلوں میں بھی ڈال دیتا ہے۔ آپ کے جد کریم وعظیم اعلی حضرت امام احمد رضا نے تو فرما ہی دیا ہے

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

قطعات تاریخ وصال

ملک تدریس کا تاجور چلدیا علم وتحقیق کا نامور چلدیا

کہدو تاریخ تم خوب تر سوچ کر سوئے خلد بریں راہبر چلدیا

......۱۴۲۸ھ......

حادثہ ہو گیا اف اے ایسا حزیں آسماں سو گیا جا کے زیر زمیں

پیشوا دین کا ایسا ڈھونڈھوں کہاں چھوڑ گھر چلدیا دیکھو خلد بریں

......۱۴۲۸ھ......

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی محلہ جسولی بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

مادہ ہائے تاریخ وصال صدر العلما

قرۃ العین مفتی اعظم ۔۲۰۰۷ء .... مولانا تحسین میاں نور اللہ مرقدہ، ۱۴۲۸ھ

آہ وصال حضرت صدر العلما ۔۲۰۰۷ء .... آ!ہ خاموش شمع بزم زہد، ۱۴۲۸ھ

آہ وقار خانوادۂ رضویہ آہ۔۲۰۰۷ء .... آہ سرکار محدث بریلی قبلہ ۱۴۲۸ھ

ماہ تاب رضویہ آب تاب سنیہ، ۲۰۰۷ء .... آہ شان مرکز محدث بریلی ۱۴۲۸ھ

گلاب رضویت بوئے سنیت ۲۰۰۷ء .... آہ غروب نجم استاذ زمن قبلہ، ۲۰۰۷ء

تحسین العلما والصلحا قدس سرہ الامین ۲۰۰۷ .... صالح محدث مغفور

زینت بزم رشد وہدایت قدس سرہ الامین ۲۰۰۷ .... شہید راہ الفت شہ لولاک ۱۴۲۸ھ

السلام ترجمان مسلک رضا ۲۰۰۷ء ....

آہ! عنایت رسول خدا ۲۰۰۷ء ....

آہ! تدریس کا تاجور چل دیا سوئے خلد بریں راہ بر چلدیا، ۱۴۲۸ھ

رخصت ولی نبیل ۱۴۲۸ھ .... آہ! فاضل نبیل تحسین ملت، ۲۰۰۷ء

فنا فی اللہ والنبی الأعظم، ۱۴۲۸ھ

شمع فروزاں تدریس ۱۴۲۸ھ .... آہ امین فقہ امام احمد رضا، ۱۴۲۸ھ

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

آہ وصال صدر العلما محبّ حق نور اللہ مرقدہ

مولانا محمد انور علی رضوی

۲۸ ....۱۴ھ

پیر طریقت، استاذ الاساتذہ صدر العلما مظہر حضور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے آپ کے علمی، عملی، اصلاحی فقہی اخلاقی تدریس، اسلامی دینی کارناموں سے اہل اسلام وایمان بخوبی واقف ہیں آپ ایک بلند پایہ عالم وفقیہہ، ایک مرشد کامل، ایک جامع معقول ومنقول استاذ، ایک صاحب طرز ادیب اور محتاط شاعر بھی نہیں آپ کو تمام علوم وفنون میں یدطولیٰ حاصل تھا اور فن شعر وسخن میں امتیازی شان کے حامل تھے آپ کی نعتیہ شاعری بھی خاندان وراثت ہے جو اخلاص ومحبت اور عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہے۔ حضور استاذی صدر العلما ایسے جامع کمالات تھے کہ آپ اپنے اقوال وافعال، کردار وعمل، زہد وتقویٰ، طہارت وپاکیزگی وپرہیزگاری اور اتباع سنت نبوی میں اپنے استاذ ومرشد برحق جلوۂ قدرت تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے خلیفہ اور نمونہ سلف تھے، آپ نے بعد فراغت اپنی پوری زندگی درس وتدریس وخدمت درس حدیث اور تبلیغ دین متین بس گزاری، آپ ہمیشہ ایسا لباس زیب تن فرماتے تھے کہ جس سے بزرگی اور عالمانہ شان ظاہر ہوتی تھی رفتار وگفتار میں متانت وسنجیدگی نمایاں تھی، آپ اپنے دادا استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ اور اپنے والد ماجد حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کی سچی تصویر تھے آپ کے چہرۂ مبارک پر غضب وجلال حزن وملال نہیں دیکھا آپ صبر وتحمل کے کوہ گراں تھے عاجزی وانکساری تواضع ونرمی آپ کی خاص عادت کریمہ تھی غرور تکبر بغض کینہ سے آپ کا سینہ پاک تھا چھوٹا ہو یا بڑا امیر ہو یا غریب ہر ایک سے گفتگو فرماتے، اپنے چاہنے والوں کے گھر بھی جاتے اور ان کے ہر جائز خوشی وغم میں شریک رہتے تھے۔ کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا خلاف شرع کوئی کام آپ کو کرتے نہیں دیکھا گیا، آپ بیعت وارشاد بھی فرماتے تھے، عورتوں کو بے پردہ مرید نہیں فرماتے بلکہ شرع کا خاص لحاظ پاس رکھتے، حضور صدر العلما کشف وکرامت تھے، آپ کی سب سے بڑی کرامت دین حق پر استقامت اور تصلب فی الدین تھی۔ آپ اپنے تلامذہ اور مریدین اور خلفا کو اخلاص وحسن عمل کی بھی تاکید فرماتے آپ کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر کرنا بہت مشکل ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم ﷺ کے طفیل آپ کا فیضان علم ہم سب پر ہمیشہ جاری وساری رکھے اور آپ کا کوئی نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

راقم الحروف نے آپ کے وصال پر ملال پر مندرجہ ذیل تاریخ مادوں کا استخراج کیا ہے۔

جامع کمالات مادہائے تاریخ وصال

مستخرجہ: حضرت مولانا انور علی رضوی ایم اے استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

بروفات حسرت آیات صدر العلما یادگار خلف وسلف، ماہر علم وفن، مفسر، محدث، استاذ العلما، ادیب وشاعر، مظہر مفتی اعظم ہند

www.muftiakhtarrazakhan.com

ونبیرۂ استاذ زمن، نورعین حسنین حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

آہ وصال ۱۸؍رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ

آہ وصال صدر العلما محب حق نور اللہ مرقدہ ۱۴۲۸ھ

آہ معدن کرم تحسین ملت۔ ۱۴۲۸ھ

آہ روز وصال سیدی تحسین ملت ۱۴۲۸ھ

آہ نوائے عظیم القدر ۱۴۲۸ھ

آہ استاد النور، مہر تاباں ۱۴۲۸ھ

آہ شہزادۂ حسنین معدن وفا نور اللہ مرقدہ ۱۴۱۸ھ

آہ وصال استاد، محب حق نور اللہ مرقدہ ۱۴۲۸ھ

آہ وصال مرد قانع، مومن پاک نور اللہ مرقدہ ۱۴۲۸ھ

آہ الحاج محمد تحسین رضا خاں عالی فہم ۲۰۰۷ء

آہ انور، علم دین کا سورج غروب ہوگیا ۲۰۰۷ء

آہ وصال حضرت صدر العلما ۲۰۰۷ء

آہ اوج نکتہ سنج استاذ انور ۲۰۰۷ء

آہ اوج صدر العلما، عاشق احمد رضا خاں ۲۰۰۷ء

آہ رخصت عالم شرع ۲۰۰۷ء

آہ آرائش انجمن، عظیم القدر ۲۰۰۷ء

آہ الحاج الشاہ محمد تحسین رضا ۲۰۰۷ء

نبیرۂ سرکار استاذ زمن ۲۰۰۷ء

آہ انتقال استاذ انور ۲۰۰۷ء

محمد انور علی رضوی ایم۔اے، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

فضائل وکمالات

علمائے کرام۔ مفتیان عظام۔ ارباب علم ودانش کے مقالات

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک ہمہ گیر شخصیت

صاحبزادہ مولانا سید وجاہت رسول قادری

صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں (پ ۱۹۳۰ء) ابن علامہ مولانا حسنین رضا خاں (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء۔۱۴۰۱ھ /۱۹۸۱ء) ابن علامہ مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/۳ر اگست ۲۰۰۷ء کو انڈیا کے شہر ناگپور کے قریب ٹریفک کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔ آپ نے اپنے وقت کے برصغیر پاک و ہند کے مایۂ ناز علما و اساتذۂ فن کی صحبتیں اٹھائیں اور ان سے علمی و روحانی اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں والدِ ماجد حضرت مولانا حسنین رضا خاں، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری برکاتی، محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب قادری رضوی چشتی، صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا غلام جیلانی اعظمی، مولانا سردار علی قادری اور مفتی اعظم پاکستان علامہ مولانا وقار الدین حامدی رضوی رحمہم اللہ نمایاں ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں آپ پاکستان تشریف لائے اور لائل پور (حال فیصل آباد) میں جامعہ مظہر اسلام میں محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے دورِ حدیث مکمل کیا۔ چھ ماہ قیام کے بعد آپ بریلی شریف واپس چلے گئے۔ شفیق و زیرک استاذ (حضرت علامہ سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ) کی جوہر شناس نگاہوں نے بھانپ لیا تھا کہ خانوادۂ رضا کے اس ذہین اور تقویٰ شعار شاہزادے میں، خادمِ علمِ حدیث اور مستقبل کا صدر العلما اور محدثِ کبیر بننے کی بہترین صلاحیتیں موجود ہیں۔ چنانچہ صدر العلما کی بریلی شریف واپسی کے وقت آپ نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو ایک عریضہ لکھا جس میں صدر العلما کی صلاحیتوں کے متعلق آپ کے مشاہدات تھے اور لکھا کہ ”آپ مرکز اہلِ سنت بریلی شریف کے اس گوہر نایاب کو اپنی نگاہِ آبدار سے مزید تابدار بنائیں اور اپنی سرپرستی میں رکھ کر انہیں علمِ حدیث کی خدمت پر مامور فرمائیں۔“ مزید لکھا کہ ”آپ حدیث شریف کی جس کتاب کی تدریس ان کے ذمہ لگائیں گے، بحمد اللہ آپ اپنے اس شاہزادۂ ذی وقار کو محققانہ انداز میں اسے پڑھانے کا اہل پائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ یہ عزت مآب طالبِ علمِ حدیث آپ کی مسندِ عمل کا سچا جانشین اور بریلی شریف کا محدث کبیر ہوگا۔“

چنانچہ حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور زمانہ نے دیکھا کہ اس مردِ درویش نے پچاس سال کی طویل مدت میں اپنی حیاتِ مستعار کے آخری سانس تک نہایت فیاضی، ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے ساتھ علوم رسول ﷺ کی میراث کچھ اس طرح تقسیم فرمائی کی کہ نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا، نہ درہم و دینار کا مطالبہ، نہ نام و نمود و نمائش کی خواہش، محض رضائے احمد ﷺ اور احمد رضا کی مسندِ علم کی عزت و وقار برقرار رکھنے کی خاطر خاموشی مگر وقار اور اطمینانِ قلب کے ساتھ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس علم کی خدمت میں صرف کر دیا اور اپنے جدِ کریم سیدی امام احمد رضا قدس سرہٗ کے درج ذیل قطعہ کے مصداق بن گئے اور اہلِ علم و نظر اور صاحبِ بصیرت پر یہ بات واضح ہو گئی کہ مسندِ علومِ رضا کے ”اصل جانشین“ اور ”پروردۂ فیضِ نگاہِ آلِ رحمٰن“ آپ ہی تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

نہ مرا نوش زتحسیں ، نہ مرا نیش زطعن نہ مرا گوش بدحے ، نہ مرا ہوش ذمے
منم وکنج خمولی کہ نہ گنجد درو ے جز من وچند کتابے و دوات و قلمے

علم حدیث کی خدمت کے صلے میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے آپ کو اس عظیم اعزاز و اکرام سے نوازا کہ بڑے بڑے متقی کل قیامت کے دن اس پر رشک کریں گے یعنی آپ کو اپنے محبوب مکرم ﷺ کا نائب بنا کر انھی کے ذکر کے چرچے میں مشغول کر دیا۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنی امت کے ایسے ہی علما کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اور ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی ہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

''میرے جانشینوں پر اللہ کی رحمت، میرے جانشینوں پر اللہ کی رحمت، میرے جانشینوں پر اللہ کی رحمت۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کے جانشین کون ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں اور بندگانِ خدا کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔'' [1]

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت کے مطابق ایسے عالم کے لیے ''آسمان کے پرند، زمین کے چرند، پانی کی مچھلیاں اور کراماً کاتبین مغفرت اور درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں۔'' [2]

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ''علم حدیث کے طالب کا شیوہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ سنجیدہ، بردبار، خدا ترس اور متبع سنت ہو'' [3]

اس حوالے سے صدر العلما کی حیات اور ان کے کردار کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو وہ اس کسوٹی پر پورا اترتے ہیں۔ علم، تقویٰ، اتباع سنت، اخلاق و سیرت، گفتار و کردار، معاملات و معمولات، کسی رخ سے آپ انہیں دیکھیں تو ان کی شخصیت بلند و بالا ہی نظر آئے گی۔ حضرت علامہ مفتی عبد السنان مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ آپ نہ صرف علم، تقویٰ، اتباع سنت میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے جانشین تھے بلکہ صورت و سیرت کے اعتبار سے بھی ان کے ہم شبیہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کے وصال مبارک کے بعد بریلی شریف کی اقلیم علوم رضا کے آپ تاجور تھے۔ اسی طرح خانوادۂ رضا کے افراد میں دورِ حاضر میں آپ کی ذاتِ مبارکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی سچی جانشین تسلیم کی جاتی تھی۔ اتباع شریعت اور سید عالم ﷺ کی سچی محبت جو آپ کے والدِ ماجد، جدِ امجد اور امام احمد رضا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہم اللہ تعالیٰ کی حیات مبارکہ کا سرمایہ رہا ہے، اس سے بفضلہٖ تعالیٰ آپ نے بھی وافر حصہ پایا۔ علوم اسلامیہ سے گہرا شغف تھا۔

آپ کی ذاتِ مبارکہ کی اہم خصوصیت یہ بھی تھی کہ خانوادۂ رضا میں جو الحمد للہ اس وقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی پانچویں اور چھٹی پشت تک منتقل ہو کر ہزاروں افراد پر مشتمل ایک بڑے قبیلے کی صورت اختیار کر گیا ہے، آپ نہایت باکرامت اور قابلِ احترام شخصیت تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ اپنے خانوادہ کے ہر فرد سے یکساں محبت و شفقت سے پیش آتے۔ یہی وجہ تھی کہ خانوادہ کے تمام خورد و کلاں بھی آپ کو اپنا مربی اور مشکل کشا سمجھتے تھے۔ اور آپ کی ذاتِ قدسیہ کو نہایت احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور آپس کے معاملات میں آپ کے فیصلہ کو بلا چون و چرا تسلیم کرتے تھے۔ حضرت علامہ کی یہ کرامت راقم کو خانوادۂ رضا کے متعدد افراد نے بتائی۔

حضرت صدر العلما نور اللہ مرقدہٗ اخلاقِ عالیہ کا مرقع تھے۔ اس ضمن میں اسوۂ حسنہ پر سختی سے کاربند تھے۔ خاندانی، علاقائی،

www.muftiakhtarrazakhan.com

معاشرتی اور سماجی طور پر ہر دل عزیز تھے۔ اپنے بیگانے سبھی آپ کے حسنِ خلق، بزرگی اور عظمتِ کردار سے آگاہ نیز اس کے قائل تھے۔
طلبا کے ساتھ نہایت شفقت و محبت کا رویہ تھا۔ حضرت علامہ محمد حنیف خاں رضوی صاحب مدظلہ العالی، پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج، بریلی شریف جو حضرت صدر العلما کے خود بھی شاگرد رہے ہیں اور بطور استاذ، حضرت کی سرپرستی میں اسی دار العلوم میں برسوں پڑھاتے بھی رہے، فرماتے ہیں کہ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے بطور صدر مدرس اور استاذ حدیث شریف سب سے طویل مدت یعنی تقریباً ۲۳ سال یہیں گزارے لیکن اس طویل مدت میں کوئی بھی لمحہ ایسا نہیں گزرا کہ کسی طالب علم کو کسی بات یا سوال پر جھڑکا ہو۔ طلباء پر نہایت مہربان اور باپ سے زیادہ شفیق تھے۔ شفقت و محبت کا یہ حال تھا کہ آپ بریلی شریف کے کسی بھی دار العلوم میں درس دے رہے ہوں، منظر اسلام ہو، مظہر اسلام ہو، جامعہ نوریہ رضویہ ہو، دراسات الاسلامیہ ہو، کہیں بھی ہوں، ہر دار العلوم کے طالب علم کو اجازت تھی کہ وہ ان کی درس کی مجلس میں شریک ہو سکتا ہے۔ بلکہ بریلی شریف کے قرب وجوار کے علاقوں سے بھی طلبا شریکِ درس ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے اساتذہ کے مقابلہ میں آپ کی مجلسِ درس (کلاس) میں طلبا کا سب سے زیادہ ہجوم ہوتا تھا۔ بعض ایسے اساتذۂ کرام جنہوں نے آپ سے نہیں پڑھا تھا، آپ سے شرف تلمذ کے حصول کی خاطر آپ کے درس میں شریک ہوتے۔ اکثر شاگرد اساتذۂ کرام بھی علمی تشنگی کی سیرابی اور حل اشکال کے لیے شریک درس ہوا کرتے۔

آپ نہایت متبع سنت اور متقی تھے۔ طلباء سے ذاتی خدمت لینے سے گریز فرماتے حتیٰ کہ اپنا بستہ/ بیگ بھی خود ہی اٹھاتے تھے۔
آپ میں ایک اچھے استاذ کی تمام خوبیاں بتمام وکمال موجود تھیں۔ آپ تدریس سے پہلے ہمیشہ مطالعہ کرتے اگر چہ ایک طویل عرصہ تک درس و تدریس میں مشغول رہنے کی بنا پر آپ کو کتابیں اور مضامین ازبر تھے لیکن کبھی ایسا نہیں دیکھا گیا کہ آپ بلا پیشگی مطالعہ کسی روز مسندِ درس پر تشریف فرما ہوئے ہوں۔ آپ طلبا کو بھی اس کا پابند بناتے تھے کہ وہ تدریس سے قبل موضوع کا خوب مطالعہ کر کے آئیں۔
آپ کثیر المطالعہ ہونے کے ساتھ ساتھ قوی الحافظہ بھی تھے۔ بے شمار احادیثِ مبارکہ آپ کو زبانی یاد تھیں اور اکثر دیکھا گیا کہ حدیث شریف کا درس دیتے وقت عشقِ رسول ﷺ کا طبیعت پر ایسا غلبہ ہوتا کہ قلب پر رقت طاری اور آنکھیں نمناک و پرسوز ہو جاتیں۔
آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کو قرآن وحدیث کے موضوعات پر اس قدر گرفت اور علمی عبور حاصل تھا کہ موضوع کے حوالے سے کوئی بھی سوال قائم کیا جاتا اور مشکل سے مشکل مقامات بحث کے لیے پیش کیے جاتے، آپ بزور دلائل نہایت علمی نظم وضبط کے ساتھ اس قدر آسانی سے سمجھا دیتے کہ کمزور سے کمزور طالبعلم بھی سمجھ جاتا اور کوئی اشکال باقی نہ رہتا۔ آپ مطالعہ کے ساتھ ساتھ طلبا کو آموختہ یعنی پڑھائے ہوئے موضوعات اور کتب کو بار بار دہراتے رہنے کی بھی تلقین فرماتے تاکہ طالبعلم جیسے جیسے ترقی کرتا جائے تو پچھلا فراموش نہ کر بیٹھے اور علمی تسلسل وموضوع کا ربط برقرار رہے۔ آپ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ طلبِ علم کا سفر جزوقتی نہیں بلکہ کل وقتی اور عمر بھر کا ہے۔ اس لیے گذشتہ منزلوں کو یاد رکھنا کسی فن میں کمال کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ورنہ مقصدِ حصول علم فوت ہو جائے گا۔
علامہ محمد حنیف رضوی زیدت عنایتہٗ نے ۲۰۰۱ء میں عرسِ رضوی اور جشنِ صد سالہ مظہرِ اسلام میں حاضری کے موقع پر فقیر کو یہ بات بتائی کہ حضرت صدر العلما قدس سرہ العزیز نے کبھی بھی زیادہ رقم ملنے کے عوض کسی دوسرے دار العلوم میں تدریس کو ترجیح نہ دی اور نہ کبھی کسی سے قلتِ مشاہرہ کی شکایت کی۔ وہ اسلاف کرام کے سچے جانشین اور نمونہ تھے۔ جہاں بھی مسندِ علم سجائی، وہاں شاکر وصابر رہے اور اخلاص فی سبیل اللہ کے ساتھ درس وتدریس کی خدمات انجام دیں اور بغیر اجازت اور بلا اطلاع کسی دار العلوم کو نہیں چھوڑا۔ جہاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

تشریف فرما رہے، ہنسی خوشی رہے۔ فقر، درویشی اور استغنا آپ کی شخصیت کی خصوصیات تھیں۔ جب کسی دار العلوم کی مسند چھوڑتے تو ہنسی خوشی سے وداع ہوتے اور رخصت کے بعد بھی اچھے تعلقات رکھتے۔ اس کی خصوصی مجلسوں میں شریک ہوتے۔ تعلیم وتربیت اور معیار تعلیم کو بڑھانے کے لیے مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہتے۔ اس سلسلے میں بریلی شریف کے چاروں دار العلوم میں انہوں نے کبھی بھی کوئی امتیاز نہیں برتا۔ کبھی کسی سے کوئی شکوہ شکایت نہیں کی، نہ ہی ان تعلیمی اداروں کے انتظامی معاملات اور ان کی انتظامیہ کی آپس کی رقابتوں یا سیاست میں ملوث ہوئے، یہی وجہ تھی کہ بطور مربی، سب ان سے محبت کرتے تھے، سب کے دلوں میں ان کا احترام تھا اور وہ بھی سب سے محبت وشفقت کے برابر کے تعلقات آخری دم تک بطریق احسن نبھاتے رہے۔ حضرت صدر العلما قدس سرہٗ تعلیم کے معاملے میں مقصدیت کے قائل تھے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے تلامذہ کی روحانی اور اخلاقی تربیت بھی فرماتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے مریدین کی بھی تربیت پر پوری توجہ فرمائی، اور انہیں ضروری علم کے حصول کی تلقین بھی فرماتے اور تشویق وترغیب دیتے، ذہین طلباء کی ہمت افزائی فرماتے۔ اپنے تمام تلامذہ ومریدین سے جو علمی استعداد کے حوالے سے مختلف المراتب ہوتے، شفقت ومحبت کا یکساں سلوک فرماتے۔ ان کا حسنِ خُلق، منکسر المزاجی، اسوۂ حسنہ کی حتی المقدور پیروی، سنتِ رسول ﷺ پر سختی سے عمل اور مسلک و مذہب پر استقامت، پابندیٔ وقت اور فرائضِ منصبی کی نہایت ذمہ داری سے ادائیگی، طلبا اور ساتھی اساتذۂ کرام کے لیے مثالی تھا۔ حضرت صدر العلما ماہر تعلیم وتربیت بھی تھے اور معمولات ومعاملاتِ زندگی میں سنتِ مصطفیٰ ﷺ پر سختی سے عمل پیرا بھی۔ حضرت غوث الثقلین، قطب الاقطاب، شیخ شیوخ سیدنا عبد القادر جیلانی اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک ارشاد کے مطابق ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت اس کا سنت اور شریعت کا عینِ اتباع ہے۔ دورِ حاضر اور ماضی قریب میں بریلی شریف بلکہ برصغیر پاک وہند میں چند ہی شخصیات اس کی مصداق ٹھہرتی ہیں جن میں مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں علیہما الرحمۃ امتیازی شان کے حامل قرار پاتے ہیں۔

الغرض حضرت صدر العلما کی شخصیت جامع الصفات تھی۔ آپ شریعت وطریقت دونوں کے زبردست عامل تھے۔ آپ نے اپنے تلامذہ اور مریدین میں بھی یہی روح پھونکی۔ خودنمائی اور نمائش کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ تواضع اور انکساری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کبھی کسی بزرگ یا عالمِ دین کے بارے میں آپ کو بتایا جاتا کہ یہ بہت بڑے بزرگ یا عالم ہیں تو آپ ان کا خوب اعزاز فرماتے۔ آپ کو کسی کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی یا محبت نہیں تھی، بلکہ آپ معلمِ کائنات، سید عالم ﷺ کے اس ارشاد مقدس کی چلتی پھرتی تصویر تھے، ''الحب للہ والبغض للہ'' یعنی اللہ جل شانہٗ کی خاطر محبت اور اللہ عزوجل کی خاطر عداوت۔

علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری منظری اختر القادری (چیئرمین، اسلامک ریسرچ سینٹر، دیناجپور، بنگلہ دیش) نے جو صدر العلما کے شاگرد بھی ہیں، حال ہی میں آپ کے واصل بحق ہونے کی خبر سن کر ٹیلیفون پر راقم سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت صدر العلما کی بحیثیت مشفق استاذ بہت سی خوبیاں بیان کیں اور ان کے عجز وانکساری اور ساداتِ کرام سے محبت کا ایک سبق آموز واقعہ بتایا جس سے حضرت کے درویشانہ مزاج اور اعلیٰ اخلاقی کردار کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ''میں ایک نوعمر طالب علم تھا، منظر اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بنگلہ دیش سے گیا ہوا تھا۔ وہاں تعلیم مکمل کرنے کے بعد جدید عربی زبان سیکھنے کے لیے مجھے قنوج میں ایک مدرسہ میں بھیجا گیا تھا۔ انہی دنوں صدر العلما

www.muftiakhtarrazakhan.com

کسی کام سے قنوج تشریف لائے تھے، میرے مدرسہ میں بھی آئے۔ واپسی میں، میں ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ میرے استاذ محترم تھے، میں نے ان کی جوتیاں سیدھی کرنی چاہیں تو انہوں نے فوراً ہاتھ بڑھا کر منع کر دیا۔ مجھے افسوس ہوا کہ حضرت نے مجھے ایک سعادت سے محروم کر دیا۔ پھر وہ وضو کے لیے وضو خانہ پر گئے۔ میں بھی خوشی خوشی ان کے ساتھ گیا کہ ان کو وضو کرانے کی سعادت حاصل کر سکوں اور یہ میری دلی تمنا تھی۔ جب میں نے لوٹے میں پانی بھر دیا اور حضرت بیٹھ گئے تو میں نے لوٹا اٹھا کر جیسے ہی ہاتھوں پر پانی ڈالنا چاہا، حضرت نے فوراً روک دیا اور میرے ہاتھ سے لوٹا لے لیا۔ اور میرے ضد کرنے کے باوجود حضرت نے نہ مانا اور فرمایا کہ میں طالب علم سے کام نہیں لیتا اور وضو خود بنانا سنت ہے اور میں اس سنت کا تارک نہیں بننا چاہتا۔ میں بہت ہی افسردہ ہوا کہ حضرت نے خدمت کا یہ موقع بھی حاصل نہیں کرنے دیا۔ جب ہم دونوں سفر پر روانہ ہونے کے لیے کمرے میں واپس آئے۔ تو میں نے حضرت کا ایک چھوٹا سا بریف کیس اٹھالیا اور اپنا بیگ کاندھے پر لٹکالیا۔ حضرت صدر العلما نے دیکھا تو فوراً میرے ہاتھ سے لے لیا اور کہا آپ چھوٹے ہیں، اتنا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے بلکہ انہوں نے میرا بیگ بھی مجھ سے لے لیا اور کہا میں بڑا ہوں میں آسانی سے دونوں چیزیں اٹھا سکتا ہوں۔ میں نے لاکھ کہا کہ حضرت یہ دونوں چیزیں ہلکی ہیں اور میں با آسانی انہیں اٹھا کر بس اسٹینڈ تک لے جا سکتا ہوں، مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی اگرچہ آپ جیسے عالی وقار استاذ کی یہ معمولی سی خدمت ہے مگر میرے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہے تو آپ مجھے اس سے کیوں محروم کر رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے آبدیدہ ہو کر جو کچھ فرمایا، وہ صرف ایک سچا عاشق رسول (ﷺ) اور ایک عالم باعمل ہی کہہ سکتا تھا جو خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ نے فرمایا اور مجھے آج بھی وہ الفاظ، وہ وقت اور وہ منظر یاد ہے گرچہ اس کو ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا:

''پیارے صاحبزادے اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اپنا سامان و بوجھ خود اٹھانا، یہ ہمارے رحیم و کریم آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، اس لیے میں اس کا تارک نہیں ہونا چاہتا، پھر یہ کہ آپ سادات کرام کے خانوادے کے شاہزادے ہیں، آج میں آپ سے اپنے سامان کا بوجھ اٹھوالوں تو کل قیامت کے دن آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور کس منہ سے شفاعت کا طلبگار ہوں گا؟ اگر انہوں نے دریافت فرمایا کہ تحسین رضا، تمہیں بوجھ اٹھوانے کے لیے میرا ہی شہزادہ ملا تھا تو لو آج اپنے اعمال نامہ کا بوجھ خود اٹھاؤ، میرے پاس شفاعت کے لیے کس منہ سے آئے ہو تو میں کیا جواب دوں گا۔''

میں نے ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہوئے دیکھے تو لرز گیا۔ میں حیران تھا کہ ہندوستان کا اتنا بڑا عالم، جید شیخ الحدیث، اور یہ انکساری اور تواضع وہ بھی ایک عام طالب علم کے ساتھ۔ حضور اکرم ﷺ کا ایسا عاشق کہ دور دراز نسبی نسبت کا اس قدر پاس و لحاظ۔ میرا دل چاہا کہ میں ان کے قدم چوم لوں مگر مجھے پتا تھا کہ جو اپنی دست بوسی بھی کروانا پسند نہیں کرتا وہ بھلا پابوسی کی اجازت کیسے دے گا۔ لیکن میرے معصوم دل نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا اور اس بات کی مجھے مسرت بھی ہوئی کہ میں اگرچہ استاذ محترم کی خدمت کی سعادت سے محروم رہا لیکن یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں سید عالم ﷺ کے ایک عاشق صادق، اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کامل، ایک جید عالم باعمل کی ہم نشینی اور رفیق سفر ہونے کی سعادت سے ضرور بہرہ مند ہو رہا ہوں۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میرے استاذ محترم کا رتبہ بلند فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔''

حضرت صدر العلما شہید راہ حق ہیں۔ وہ تمام عمر محبوب خدا، سرور ہر دوسرا، آقا و مولیٰ مصطفیٰ و مجتبیٰ ﷺ کے ''دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی'' بن کر رہے۔ انہی کا چرچا کرتے رہے، انہی کی محفل سجاتے رہے، انہی کے شمائل و فضائل بیان کرتے رہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہزاروں گمگشتگانِ راہ کو نورِ ہدایت کی راہ دکھائی، ہزاروں تشنگانِ علم حقیقی ونورانی کو علوم مصطفیٰ ﷺ کے چشمۂ صافی سے سیراب کیا۔ بے شمار بے قرار دلوں کو مئے عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے سرشار کیا اور عاشقانِ صادق کا ایک ایسا عظیم قافلہ تیار کر گئے جو تا صبح قیامت ان کے علم کے چراغ کی مستعار لَو سے چراغ جلاتا اور ذکرِ رسول ﷺ کی روشنی کو پھیلاتا رہے گا۔

بلاشبہ حضرت صدر العلما عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں شہید ہوکر شفیع امت، نبی رحمت ﷺ کی آغوشِ رحمت میں جا پہنچے اور فائز المرام ہوگئے لیکن اے وارثانِ مسندِ اعلیٰ حضرت اور اے سجادگانِ خانقاہ عالیہ رضویہ! ان کی روح مبارک نے اپنے حبیب ﷺ کی آغوشِ کرم سے بغلگیر ہوتے ہوئے نسیم چمنستانِ رضا کی لہروں پر ایک اہم اور ضروری پیغام بھی نشر کر گئی جس کی گونج پورے عالمِ اہلسنت بلکہ عالمِ اسلام میں سنی جا رہی ہے اور تم نے بھی یقیناً سنا ہوگا اور اگر تم نے اس پر غور نہیں کیا تو دوبارہ سن لو

بصدق فطرت رندانہ من بسوزِ آہِ بے تابانہ من
بدہ آں خاک را ابرِ بہارے کہ در آغوش گیرد دانہ من!

اب سب سے بڑا سوال یہی ہے کہ حضرت علامہ مولانا رضا علی خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ نے علم وحکمت کے جس گلشن کی آبیاری اور جس چمنستان میں عشقِ رسول ﷺ کی تخم ریزی کی تھی، گذشتہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے ان کے عظیم وارثانِ علم حضرت علامہ مولانا نقی علی خاں قادری برکاتی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی نوری، مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری قادری برکاتی، حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قادری رضوی، صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں قادری رضوی نوری، علامہ مولانا ریحان رضا خاں قادری رضوی نوری رحمہم اللہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا اختر رضا خان قادری رضوی نوری مدظلہ العالی ابرِ بہار بن کر اس کی آبیاری اور باغبانی کرتے چلے آرہے تھے لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے، جس کو تسلیم کیے بغیر چارۂ کار نہیں کہ اب صدر العلما کے وصال کے بعد اور خانوادۂ رضا میں آپ کے ہم عصروں کے بعد آنے والے دنوں میں کوئی وارثِ حقیقی نظر آرہا ہے۔

زکار بے نظام او چہ گویم تو می دانی کہ ملت بے امام است

اس لیے خانوادۂ رضا پر یہ فرضِ کفایہ ہے اور انہیں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اس چمن کی رکھوالی اور اس کی آبیاری کے لیے کس فرد کو جملہ صلاحیت، اہلیت، تعلیم اور تربیت کے ساتھ تیار کیا جائے تاکہ آنے والے برسوں میں گلشنِ رضا میں پھر تازہ بہار آئے۔ اور علم و حکمت کے چمن میں جذبۂ عشقِ رسول ﷺ کے گلستاں میں جدید تقاضوں اور بدلتے ہوئے ملکی اور عالمی افق کے حالات کی مناسبت سے مزید تخم ریزی کی جائے، نئی قلمیں لگائی جائیں اور اس کو خزاں سے بچانے اور مزید پھلنے پھولنے کے لیے بہتر طریقہ کار استعمال کیا جائے۔

ابھی راقم ان سطور کو تحریر کر ہی رہا تھا کہ گلشنِ رضا، بریلی شریف کی فضاؤں سے ہاتف کے ذریعہ محب من اخی العزیز الکریم حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رضوی حفظہ اللہ الباری کی آواز آئی اور انہوں نے حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ کی تدفین کی تفصیل بتاتے ہوئے تین اہم باتیں سنائیں:

۱۔ صدر العلما علیہ الرحمہ کے جنازے میں ۵ لاکھ سے زیادہ مردانِ خدا کا اجتماع ہوا۔ نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں ادا کی گئی۔

۲۔ صدر العلما قدس سرہٗ کی ایک عزیزہ نے قریب ہی تقریباً ۳۰۰ مربع گز کا قطعۂ زمین حضرت کے مزار مبارک اور

www.muftiakhtarrazakhan.com

خانقاہ کی تعمیر کے لیے دے دیا جس میں حضرت صدر العلما کی تدفین عمل میں آئی اور یہیں ان شاء اللہ آپ کا شایانِ شان مزار شریف اور خانقاہ شریف کی تعمیر بھی ہوگی۔

۳۔ چراغے از چراغ او برافروز۔ سب سے اہم بات یہ بتائی کہ صدر العلما کے خلف اکبر حضرت مولانا حسان رضا خاں نے اپنے دونوں صاحبزادوں یعنی صدر العلما کے پوتوں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ مجلسِ چہلم کے بعد ان کی (یعنی علامہ حنیف رضوی مدظلہ العالی) کی تحویل میں دے دیئے جائیں گے جو اپنی نگرانی میں ان دونوں شاہزادگان کو جدید خطوط پر علوم اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مستقبل قریب میں خانوادۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی مسندِ علم کے امین اور وارث بننے کے لیے ان کی تربیت بھی فرمائیں گے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء.

خوابیدہ تا شانِ رضویت کے لیے بالخصوص اور عوام اہلسنت کے لیے بالعموم یہ ایک اچھی خبر ہے۔ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہم رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ علامہ محمد حنیف خاں رضوی صاحب زیدہ مجدہٗ کے اس عظیم منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے مالک ومولیٰ، سب سے اولیٰ واعلیٰ نبی مکرم ومحتشم ﷺ کے طفیل ان شاہزادگانِ خانوادۂ رضا کو نہایت دلجمعی، استقامت، مستعدی اور پامردی کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کی سچی وراثت کا امین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خسروا حافظِ درگاہ نشیں فاتحہ خواند   وز زبانِ تو تمنائے دعائی دارد

یہ بات خوش آئند ہے کہ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں نوری رضوی نور اللہ مرقدہٗ کی حیات اور کارناموں پر مشتمل ایک مختصر کتاب بعنوان ''حیات صدر العلما'' آپ کی حیات ہی میں شائع ہو چکی تھی اور حضرت کی نظر سے بھی گزری تھی۔ اس کے مصنف گوجرانوالہ (موڑ ایمن آباد) کے نوجوان فاضل عزیزی مولانا اجمل رضا اختر القادری سلمہ الباری ہیں۔ یہ کتاب حضرت مولانا صغیر اختر صاحب زید مجدہ استاذ جامعہ نوریہ رضویہ نے محترم سعید نوری صاحب کی مشاورت ومعاونت سے رضا اکیڈمی، ممبئی سے کچھ ماہ پہلے شائع کی ہے۔ محبی مولانا اجمل رضا زید عنایۃٗ نے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے راقم سے حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ کے درویشانہ مزاج، انکساری اور شہرت ونام ونمود سے احتراز کی ایک اور تابندہ اور قابلِ تقلید مثال بیان کی کہ جب اس کتاب کا اصل کمپوز شدہ مسودہ انہوں نے حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں نظر گزاری کے لیے بھیجا تو حضرت اس کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے موصوف کو شکریہ کا خط لکھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ اس کی ضرورت نہیں تھی، فقیر نے ایسا کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ اس پر ایک کتاب لکھی جائے۔ بہرحال اگر آپ اس کو شائع کرنا چاہتے ہیں تو فلاں فلاں باتوں کو حذف کر دیں اور فلاں فلاں جگہ پر الفاظ میں تبدیلی کر دیں کیوں کہ ان میں بعض ایسی باتیں ہیں جن کا میں خود کو اہل نہیں سمجھتا اور بعض ایسے جملے ہیں جن سے خودنمائی، خودستائش کی بو آتی ہے۔ اور یہ میری طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ حالانکہ بقول مولانا اجمل رضا صاحب، جن جن امور کے بارے میں حضرت ممدوح نے حذف یا تبدیلی کرنے کو تحریر کیا تھا، ان میں کوئی ایسی بات نہیں جو خلافِ واقع ہو۔ اس میں بیان کردہ تمام واقعات اور حالات وکوائف حضرت العلام علیہ الرحمہ کے خصوصی تلامذہ اور بریلی شریف کے دیگر علماء اور خانوادۂ رضا کے بزرگ اور مستند افراد سے حاصل شدہ اور ان کے تصدیق شدہ ہیں۔ پھر یہ کہ حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں رضوی مدظلہ العالی، ان کے دیگر شریک کار اساتذۂ کرام مثلاً علامہ مولانا صغیر اختر رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اس مسودہ پر اشاعت سے قبل نظر ثانی بھی کی تھی لیکن اس کے باوجود حضرت نے ان باتوں کو اپنی تعریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں غلو تصور کیا۔ دراصل وہ تقویٰ کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے جہاں پہنچ کر انسان فنا فی اللہ کی منزل پالیتا ہے۔ اس کے مذہب میں اپنے حالات کی واقعیت کا بیان اور اپنے علم و فضل اور خوبیوں کا خود منسوب اظہار بھی ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ہر خوبی اور نعمت کی نسبت اللہ رب تعالیٰ کی طرف کرتا ہے۔ اس کے لوحِ دل پر ایک طرف لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کندہ ہوتا ہے اور وہ زبانِ حال سے خود اپنی کیفیت یوں بیان کرتا نظر آتا ہے۔

نہ با ملّا نہ با صوفی نشینم — تو می دانی کہ من آنم نہ اینم
نویس اللہ بر لوحِ دلِ من — کہ ہم خود را ہم او را فاش بینم

بہر حال عزیزی الکریم مولانا اجمل رضا سلمہ الباری نے بزرگانِ کرام کی حیات میں انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے اور ان کے اپنے مصدقہ حالات و کوائف کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی ایک اچھی طرح ڈالی ہے جس پر ہم انہیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ان جیسے فاضل نوجوان فنکار یقیناً اہلِ سنت کے بزرگ علماء و زعماء کی ستائش کے بھی مستحق ہیں۔ حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی اولاد صوری و معنوی کے لیے بھی مولانا اجمل صاحب کا یہ عملِ صالح باعثِ ترغیب و تشویق ہوگا۔ ان حضرات کی اب یہ ذمہ داری ہے کہ حضرت کی ایک جامع سوانح حیات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ ان کے علمی ورثہ کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے آنے والی نسلوں کے افادہ کے لیے منصۂ شہود پر لائیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے اولیاء باذنہٖ بعد وصال بھی زندہ و تابندہ رہتے ہیں۔ ان کے مزار اور خانقاہ کی تعمیر ایک احسن روایت ہے لیکن ان کے آثارِ علمی کی اشاعت اور آئندہ نسلوں تک منتقلی سونے پر سہاگہ ہے۔ قلم و قرطاس کے ذریعہ محفوظ ورثۂ علمی نہ صرف صاحبِ مزار بلکہ آنے والی نسلوں اور تا صبحِ قیامت اس سے استفادہ کرنے والوں کے لیے بھی صدقۂ جاریہ ہوتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ حضرت صدر العلما قدس سرہٗ کے صاحبزادگانِ باوقار بالخصوص حضرت صاحبزادہ حسان رضا قادری رضوی زید مجدہٗ اور حضرت کے فاضل تلامذہ بالخصوص حضرت علامہ محمد حنیف خاں رضوی مدظلہ العالی اس سلسلے میں ضرور منصوبہ بندی کر چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی و کاوش کو بار آور فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ کی علمِ حدیث شریف کی خدمت کے طفیل مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں مقامِ بلند سے سرفراز فرمائے، ملتِ اسلامیہ کو ان کا نعم البدل اور ان کے صوری و معنوی پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ سید المرسلین ﷺ

بایں پیری رہِ طیبہ گرفتہ — نوا خواں از سرورِ عاشقانہ
چو آں مرغاں کہ در صحرا سرِ شام — کشاید پر بہ فکرِ آشیانہ ؎

حوالہ جات

۱ العلم والعلماء (اردو ترجمہ، جامع البیان العلم و فضلہ) مصنفہ علامہ ابن عبد البر اندلسی، مترجم عبد الرزاق ملیح آبادی، ص:۴۹، ناشر ادارۂ تعلیمات اسلامیہ، انارکلی، لاہور، ۱۹۷۷ء ۲ ایضاً، ص:۴۸ ۳ ایضاً، ص:۱۴۰

۴ علامہ اقبال کی روح سے معذرت کے ساتھ، پہلے مصرع میں تصرف ہے۔ اصل مصرعہ یوں ہے:

ع بایں پیری رہِ یثرب گرفتم — صاحبزادہ سید وجاہت رسول صاحب قادری مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ معارف رضا

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک عالم ربانی

مفتی محمد اعظم رضوی دار الافتا بریلی شریف

قرآن عظیم میں ہے "و من نعمرہ ننکسه فی الخلق " ترجمہ: اور جسے ہم بڑی عمر کا کرتے ہیں اسے پیدائش میں الٹا پھیر دیتے ہیں۔ یعنی جیسے پہلے اس کی ہر چیز بچپنے میں کمزور تھی اسی طرح بڑھاپے میں بچوں کی طرح پھر کمزور کردیتے ہیں، اس کی قوت عاقلہ، سامعہ، باصرہ وغیرہا ہر قوت کو ضعیف کردیتے ہیں، چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے اور دوسرے سب کاموں میں ناتواں کردیتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کی طرح وہ ہر کام میں دوسروں کا محتاج ہوجاتا ہے، اسی آیت کے تحت تفسیر مدارک التنزیل میں ہے: " الا العلماء العاملین " سوائے علمائے عاملین کے۔ یعنی علمائے عاملین اللہ تعالیٰ کے اس قانون سے مستثنیٰ ہیں ان کی قوتیں باوجود کبرسنی صحیح وسالم ہوتی ہیں اگرچہ دیکھنے میں بظاہر بوڑھے اور کمزور ہوں مگر ان کی ہر قوت قوی ہوتی ہے، جو بات جو مسئلہ نوجوان علماء کرام نہ سمجھ سکیں وہ اسے سمجھے اور سمجھادیتے ہیں۔ صدر العلما حضرت تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں علمائے ربانیین میں سے ایک تھے، ۷۸ رسال یعنی ۸۰ رسال کے قریب آپ کی عمر شریف ہوچکی تھی مگر نوجوان علماء دین سے زیادہ کامل عقل اور وثاقب ذہن شریف رکھتے تھے طویل عمر کے باوجود آپ کو پڑھنے پڑھانے میں چشمہ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اور مدرسین تو قریب سے دارالعلوم مدرسہ میں آتے تھے یا مدرسہ ہی میں رہتے تھے مگر حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواہ مظہر اسلام یا منظر اسلام میں تدریس کا زمانہ ہو یا جامعہ نوریہ جامعۃ الرضا میں تعلیم دینے کا زمانہ ہو اپنے دولت کدہ سے ۴، یا ۵ ریا ۷ ریا ۸ رکلومیٹر کی دوری سے مدرسہ میں آمد ورفت فرماتے تھے۔ جوانی تو جوانی بڑھاپے میں بھی جوانوں سے زیادہ ہمت وحوصلہ کے ساتھ اپنے سکن شریف سے مدرسہ تک بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ ملاقاتیوں مریدین ومعتقدین پر شفقت ومحبت فرماتے ہوئے بوڑھے جوان بچوں سب کو سلام یا جواب سلام یا مصافحہ سے بھی نوازتے ہوئے اور ہر طالب دعا کے لئے دعائیں فرماتے ہوئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

آپ کا نسب شریف معزز وعلمی بھی تھا

آپ علامہ بن علامہ بن علامہ بن علامہ بن علامہ تھے آپ کے لکڑ داوا بحر العلوم رئیس المحققین آفتاب شریعت وطریقت حضرت علامہ مولانا مفتی رضا علی خاں علیہ الرحمہ تھے اور آپ کے پردادا حضرت بحر العلوم عمدۃ المحققین مجمع بحرین شریعت وطریقت استاذ ووالد امام احمد رضا خاں علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب تھے۔ اور آپ کے دادا فخر العلماء الکرام وشعرائے اسلام نائب حضرت حسان حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ تھے اور آپ کے والد ماجد فخر الاکابر ولاماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے بھتیجے اور شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ تھے۔ حضرت صدر العلما کے وجود مبارک میں حضرت علامہ رضا علی خاں اور حضرت علامہ نقی علی خاں علیہما الرحمہ کا خون ونور تھا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور آپ کی ذات مبارکہ میں حضرت علامہ مولانا حسن رضا خانصاحب علیہ الرحمہ کا خون و نور و ملکۂ شعر و شعور تھا اور آپ کے جسم مبارک میں حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب کا پاکیزہ خون اور علم و ادب و رعب و وقار تھا اور آپ حضرت مفتی اعظم عالم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں علیہما الرحمہ کے واسطے سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے علوم و معارف کے وارث تھے۔

آپ ایک معتمد و مستند صاحب زبان وقلم تھے

حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ عربی و فارسی و اردو کے اپنے زمانے کے ایسے ثقہ و مستند عالم دین تھے کہ جب کسی کی تصنیف و تالیف کردہ کتاب یا لکھے ہوئے منثور یا منظوم کلام کو اصلاح کیلئے دیکھ لیتے تو اب اس میں علمی یا ادبی یا شرعی یا فقہی یا اعتقادی کسی قسم کی کوئی غلطی نہ ہونے کا اطمینان ہو جاتا تھا کیونکہ آپ قرآن و حدیث، عقائد و فقہ، شریعت و طریقت کے عظیم عالم دین ہونے کے ساتھ عربی و فارسی و اردو زبان کے بہت اچھے اور عظیم ابا عن جد خاندانی ادیب بھی تھے۔

آپ درس نظامی کے ہر فن کی ہر کتاب کے ماہر مدرس تھے: علم صرف، علم نحو، علم معانی، و بیان و علم عروض، علم لغت، فن ادب، علم منطق، علم فلسفہ، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم حدیث، و اصول حدیث، علم تفسیر و اصول تفسیر، علم عقائد، و کلام، ہر فن کی کتابیں بار ہا پڑھا کر ایک کہنہ مشق ماہر مدرس ہو گئے تھے۔

آپ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کڑھے ہوئے تھے

حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ اکثر دار العلوم مظہر اسلام میں پڑھا کر محلّہ کانکر ٹولہ اپنے دولت خانہ چلے جاتے تھے۔ ایک دن جبکہ حضرت مولانا تحسین رضا صاحب علیہ الرحمہ مظہر اسلام سے پڑھا کر حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملنے کے لئے محلّہ سوداگران حضرت مفتی اعظم کے دولت خانہ پر آئے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا تحسین رضا سے فرمایا ایک تو پڑھانا پڑھنا ہوتا ہے اور ایک کڑھنا ہوتا ہے آپ یہاں دار الافتا میں بھی آیا کریں فتوے کا کام کرنے کے لئے۔

آپ شاعر ہی نہیں استاذ الشعرا تھے

حضرت مولانا تحسین رضا علیہ الرحمہ ایک عظیم استاذ الشعرا شاعر تھے آپ کے اشعار میں عجیب و غریب فصاحت و بلاغت و سلاست پائی جاتی ہے۔ آپ کے دادا استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں کے اشعار سے آپ کے اشعار بہت مشابہ و مماثل معلوم ہوتے ہیں استاذ زمن کے کلام کی فصاحت و بلاغت و سلاست کی یاد تازہ کر دیتے ہیں میں نے اپنے دادا خسر حضرت علامہ مولانا مفتی حکیم شاہ محمد نذیر صاحب علیہ الرحمہ کا نعتیہ دیوان جذبات نذیر حضرت مولانا تحسین رضا علیہ الرحمہ کو دکھا کر طباعت کرایا تھا۔

آپ کے اخلاق حسنہ

حضرت مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بہت با اخلاق بہت مہذب نرم گفتار تھے بڑا ہو یا چھوٹا سب سے گفتگو اس طرح فرماتے کہ وہ مطمئن اور خوش ہو جاتے بہت صحیح کہتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کے جو اخلاق حدیث شریف کی کتابوں میں پڑھا اور پڑھایا اس کی جھلک اور چمک حضور صدر العلما کے اخلاق میں نظر آتی ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

عظمت علم وعمل کے ساتھ آپ کی سادگی: حضرت بہت سادہ مزاج ولباس تھے گھل مل کر خواص وعوام میں اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ کبھی کبھی بعض لوگوں کو پوچھنے کی ضرورت پڑتی کہ حضرت مولانا تحسین رضا صاحب کون ہیں۔ اکثر کرتہ شریف شیروانی اور ٹوپی میں ملبوس ہوتے جبہ کبھی پہنا ہوگا میں نے کبھی آپ کو جبہ پہنے نہیں دیکھا، آپ کے شاگرد جبہ ودستار میں نظر آتے ہیں مگر آپ کی شیروانی اور ٹوپی اور جبہ وعلم اور لباس تقوی وجلالت علم آپ کی زینت وزیبائش وآرائش کے لئے کافی تھے۔

خدمت دین وتعلیم قرآن وحدیث کے اختتام میں آپ کو شہادت ملی. شہدا شہادت ملتے ہی دخول جنت اور ان تمام نعمتوں سے مستفیض ہونے لگتے ہیں جو نعمتیں دوسرے انتقال کرنے والوں کو قبر میں اور حشر میں رہ کر پل صراط وغیرہ سے گزر کر بارگاہ الٰہی میں حساب کتاب کی منزل سے پار ہوکر مستحق جنت کو جنت میں ملیں گی۔ حضرت مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کو حدیث پاک کے مطابق بلاشبہ درجہ شہادت ملا، بخاری شریف جلد۲ رکتاب الجہاد میں ہے۔

"الشهدا خمسة المطعون والسبطون والغرق وصاحب الهدم والشهيد في سبيل الله"

یعنی شہید فی سبیل اللہ کے سوا شہید چار اور ہیں، طاعون کی بیماری میں مرنے والا اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا اور ڈوب کر مرنے والا اور دیوار وغیرہ گرنے والی چیزوں میں دب کر مرنے والا حضور صدر العلما اسی پانچویں قسم کے شہیدوں میں داخل ہیں پروردگار عالم کی بارگاہ سے ان کو جو انعام واکرام وآرام ملے ہیں ان میں لحہ لحہ مالک حقیقی زیادتی عطا فرمائے اور تمام اہلسنت خصوصا ان کے اہل بیت کو ان کے فراق سے جو صدمہ وغم ہوا ہے اس پر صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ برحمتک یاارحم الراحمین

محمد اعظم غفرلہ

صدر المدرسین وشیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام بی بی جی مسجد بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما............ایک ہمہ جہت شخصیت

مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

بنیرۂ مفتی اعظم، صدر العلما، استاذ المحدثین والفقہا سیدی واستاذی حضرت علامہ شاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادۂ رضویہ کا گل سرسبد اور اکابر علمائے ہندو پاک میں نہایت اہم شخصیت کے مالک تھے، آپ کی دینی اور ملی خدمات نصف صدی کو محیط ہیں، آپ کی رحلت وشہادت بلاشبہ اہل حق کے لئے ایک بڑا نقصان ہے جس کا احساس واعتراف عالم اسلام میں پھیلے ہوئے آپ کے رفقاء وتلامذہ، مریدین ومتوسلین، ارباب علم ودانش اور علما ومشائخ سبھی کو ہے، پیش نظر مجموعہ میں ان حضرات کے تاثرات وجذبات اور خراج تحسین ونذرانہ عقیدت سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، راقم الحروف اپنے لئے اس چیز کو باعث سعادت جانتا ہے کہ اسے بھی آپ کے تلامذہ وخدام میں کسی نہ کسی مقام پر جگہ حاصل ہے۔

سیدی واستاذی صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ سے میرا تعلق زمانہ طالب علمی سے ہی قریبی رہا، مجھ پر آپ کی نوازشات اتنی رہی ہیں کہ ان سب کا شکریہ تمام عمر ممکن نہیں، زمانہ طالب علمی میں بریلی شریف کے مرکزی ادارے دارالعلوم منظر اسلام میں یہ احقر آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوا، فارغ ہونے کے بعد متعدد مدارس اسلامیہ میں درس وتدریس کا مشغلہ جاری رکھتے ہوئے پھر بریلی شریف حضرت کی خدمت میں حاضر آیا۔ اس طرح زمانہ طالب علمی کے دوسال اور درس وتدریس کے ۱۳ رسال حضرت کی سرپرستی میں گذرے، وقت تو کافی طویل ہے لیکن جامعہ نوریہ کی مصروفیات نے آپ کی کما حقہ خدمت سے محروم رکھا۔

صدر العلما محدث بریلوی سے متعلق سیکڑوں ارباب علم وفضل کے تاثرات اور سیرت وسوانح کے تفصیلی واقعات سے قارئین شادکام ہوں گے لیکن ان تمام تر تفصیلات کے باوجود اس احقر کے پاس بھی حضرت کے فضل وکمال اور سیرت وکردار کے تعلق سے کچھ معلومات ہیں جن کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنا ضروری ہے۔

اس مجموعہ میں عصر حاضر کے ارباب فضل وکمال نے بہت کچھ لکھا ہے اور مختلف گوشوں کو اجاگر کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے، ان سب چیزوں کی معلومات آئندہ اوراق میں آرہی ہیں، یہاں میرے چند مشاہدات اور خود حضرت سے سنی ہوئی چند چیزیں ہیں جن سے آپ کی عظیم شخصیت پر روشنی پڑتی ہے۔

زمانہ طالب علمی

حضرت نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ ہمارے والد ماجد علیہ الرحمہ۔ نے ہماری تعلیم کے لیے خصوصی انتظام فرمایا تھا اور عام طور پر جو طریقہ تعلیم بزرگ حضرات اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے اختیار فرماتے ہیں ان سے آپ کا طریقہ بالکل جدا تھا۔

استاذ محترم حضرت علامہ غلام یس صاحب پورنوی اور شمس العلما حضرت علامہ شمس الدین جونپوری کی تعلیم وتربیت میں ہمیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

مکمل طور پر دے دیا تھا اور جس طرح پرانے زمانہ میں بچوں کے والدین استاذ کو مکمل اختیار دے دیتے ہیں والد صاحب قبلہ نے بھی ایسا ہی کیا، استاذ تعلیمی کوتاہی پر طالب علم کو کوئی سزا دیتے تو والدین کو اس سے کچھ تعرض نہیں ہوتا، ہمارا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ حضرت نے خود بیان کیا کہ حضرت علامہ غلام یسین صاحب جو ہمارے گھر پر بھی ہم کو پڑھاتے تھے اور ہماری حویلی ہی کے ایک مکان میں مقیم بھی تھے کہ ہماری تعلیم وتربیت بخوبی فرمائیں۔

اتفاق سے ایک دن سبق یاد کرنے میں کسی وجہ سے کوتاہی ہوئی تو دوسرے طلبہ کے ساتھ ہمیں بھی مکان کے ایک ستون سے باندھ دیا، اسی درمیان استاذ گرامی کے ایک دوست ان سے ملاقات کیلئے آئے: ہمیں ستون سے بندھا دیکھ کر استاذ گرامی سے بولے، آپ یہ کیا کر رہے ہیں، فرمایا: ان لوگوں کو سبق یاد نہیں ہے، اس لئے یہ بطور سزا ہے، انہوں نے کہا اور آپ نے تحسین میاں کو بھی ان کے ساتھ باندھ رکھا ہے ان کو تو کچھ رعایت کی ہوتی یہ تو شہزادے ہیں، فرمایا: نہیں ان کو تو اور مضبوطی سے باندھنا ہے، حضرت نے اپنے انداز میں مسکراتے ہوئے یہ سارا واقعہ سنایا، گویا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کو اس طریقہ پر فخر تھا۔

یہ ایک واقعہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے اساتذہ آپ کو کس خاص توجہ سے پڑھانا چاہتے تھے۔ اور اس کے لئے جو زجر وتوبیخ ان کی طرف ہوتی والدین کو اس کا ذرہ برابر احساس نہیں تھا، کیونکہ علم دوست حضرات اس کا مطلق خیال نہیں کرتے ان کو اپنے بچوں کے مستقبل کا خیال رہتا ہے۔

صدر العلما محدث بریلوی کے والد صاحب قبلہ آپ کو ایک عظیم عالم کی شکل ہی میں دیکھنا چاہتے تھے، لہذا ان کو اسی طرف مائل رکھا۔

حضرت صدر العلما نے اسی سے متعلق ایک واقعہ راقم الحروف کو اور سنایا، طالب علمی کے زمانہ میں طلبہ کی دیکھادیکھی مجھے بھی تقریریں یاد کرنے کا شوق ہوا اور متعدد تقریریں یاد کرلیں، تنہائی میں پرسکون ماحول میں کسی باغ وغیرہ میں جا کر اپنے طور پر مشق کرتا اور پھر جلسوں میں کبھی کبھی تقریریں کرتا، میری تقریریں سامعین کو پسند آنے لگیں اور مقبولیت بڑھتی گئی حتی کہ اس کا اثر تعلیم پر پڑنے لگا کہ اسٹیج کی دنیا کچھ ایسی ہی ہے کہ جب کوئی مقبول ہوتا ہے تو پھر اس کے پروگرام بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ جب میری تقریروں کی شہرت ہونے لگی اور تعلیمی نقصان سامنے آیا تو والد صاحب قبلہ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں تمہیں عالم بنانا چاہتا ہوں، بے پڑھا لکھا مقرر نہیں، لہذا یہ سلسلہ بند کرو، میں نے والد صاحب قبلہ کی اطاعت، فرمانبرداری میں سر نیاز خم کردیا اور وہ سلسلہ یکسر ختم کردیا اور پورے انہماک کے ساتھ پھر دوبارہ تعلیم میں مشغول ہوگیا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر آپ میدان تقریر میں یونہی قدم جمائے رہتے تو اپنے وقت کے عظیم خطیب ہوتے اور آپ کا شمار عالمی سطح پر مشہور خطبا میں ہوتا لیکن آپ کے والد محترم کو علم کے بغیر محض نام نمود سے سروکار نہ تھا اور پھر آپ نے بھی نمود ونمائش سے مدۃ العمر کوئی سروکار نہ رکھا۔

سیدی واستاذی حضور صدر العلما فرماتے ہیں پھر میں ہمہ تن تعلیم حاصل کرنے کی طرف ہی متوجہ رہا، درس نظامی کی کتابیں خوب محنت سے پڑھتا، اساتذۂ کرام کی خصوصی عنایات، مجھ پر تھیں کہ میں کوشش ومحنت کے ذریعہ اس مقام پر پہونچ گیا کہ اپنے ساتھیوں کو درس کی تکرار کراتا، خاص طور پر شرح جامی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے رفقائے درس کو اس کی خوب تکرار کرائی ہے۔

حضور صدر العلما اسی طرح تعلیمی مراحل طے کرتے ہوئے آخری منزل کے قریب پہونچ رہے تھے کہ آپ کی منتھی کتابوں کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاص استاذ گرامی محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب گورداس پوری تقسیم ہند کے موقع پر فیصل آباد (پاکستان) تشریف لے گئے اور پھر واپس نہ آسکے اس طرح آپ کا دورۂ حدیث ملتوی ہوگیا اور آپ نے اپنے مرشد گرامی تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کے حکم پر مظہر اسلام میں تدریس کا آغاز فرمادیا۔

یہ بھی ہوسکتا تھا کہ آپ مظہر اسلام میں پہلے دورۂ حدیث کی تکمیل فرماتے اور اس کے بعد تدریس کا آغاز کرتے، لیکن حضرت نے جیسا کہ مجھ سے خود بیان فرمایا کہ والد صاحب قبلہ کی دلی خواہش یہی تھی کہ دورۂ حدیث محدث اعظم پاکستان کی درسگاہ میں ہی کرنا ہے، لہذا جب تک پاکستان جانے کے حالات سازگار ہوں آپ نے تدریس کا مشغلہ جاری رکھا، ۵۴ عیسوی میں آپ فیصل آباد تشریف لے گئے اور وہاں تعلیمی سال کے اعتبار سے مکمل ایک سال رہے۔

راقم الحروف نے خود ایک مرتبہ حضرت سے عرض کیا کہ آپ فیصل آباد ایک سال رہے؟ فرمایا: ہاں عرفاً ایک سال کہہ سکتے ہیں مگر چونکہ تعلیمی سال دس ماہ کا ہی ہوتا ہے اور میں وہاں دس ماہ ہی رہا ہوں۔

تدریس کے ابتدائی مراحل

حضور صدر العلما نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ جب میں نے تدریس کا آغاز کیا، (غالباً یہ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہوگا) تو مجھے جو کتابیں دی گئیں ان کی تعداد کچھ میرے حساب سے زیادہ تھی، میں مریض شروع سے رہا ہوں، لہذا مجھے ان تمام کتابوں کی تدریس کا بار کچھ زیادہ ہی محسوس ہوا، تو میں حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں دوپہر کے وقت حاضر ہوا اور عرض کیا: حضرت مجھے کتابیں زیادہ دے دی گئی ہیں جن کا بوجھ اٹھانا مجھے مشکل معلوم ہورہا ہے، فرمایا: کتنی کتابیں ہیں اور کونسی؟ میں نے تعداد کے ساتھ ان کے نام بھی عرض کیے، فرمایا: بس اتنی ہی کتابوں میں تھک گئے۔ پھر اپنی جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا: بازار سے دماغین لیتے جانا، میں نے حکم کی تعمیل کی اور گھر واپس آگیا۔ اس طرح حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز نے آپ کی تدریس کے سلسلہ میں حوصلہ افزائی فرمائی اور آپ مستقل طور پر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔

شانِ تدریس

راقم الحروف نے حضور استاذی الکریم سے مختلف علوم وفنون سے متعلق متعدد کتابیں پڑھی ہیں، ۷۷ء میں جب میں منظر اسلام میں داخل ہوا تو حسن اتفاق کہ مجھے جس مسجد کی امامت ملی وہ حضرت کے دولت خانہ سے قریب تھی۔ یعنی خاص شاہدانا ریلوے اسٹیشن پر جو مسجد ہے اس میں امامت کے فرائض انجام دیتا تھا، میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایک دن حضرت سے عرض کیا کہ میں حضور کے دربار میں حاضر ہوکر کچھ کتابیں پڑھنا چاہتا ہوں، اگر حضرت کا کوئی وقت خالی ہو تو عنایت فرمادیں، ارشاد فرمایا: ظہر اور عصر کے وقت جب چاہو آجایا کرو، حضرت کا یہ غایت لطف وکرم تھا کہ بغیر کسی توقف کے مجھ پر یہ نوازش فرمائی۔ غرضیکہ میں حضرت کی خدمت میں حاضری دیتا اور آپ مجھے روزانہ دو کتابیں پڑھاتے، چونکہ شرح عقائد نسفی کسی وجہ سے میری چھوٹ گئی تھی اور نور الانوار کا نہایت قلیل حصہ ہی میں نے خامسہ میں پڑھا تھا، لہذا مسلسل ایک سال تک میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی اور نہایت شرح صدر کے ساتھ حضرت نے یہ دونوں کتابیں پڑھائیں۔

میرا داخلہ منظر اسلام میں سابعہ میں ہوا تھا، لہذا یہ دونوں کتابیں علیحدہ سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ باقی تمام کتابیں جماعت

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے اعتبار سے دار العلوم میں پڑھتا تھا، جماعت سابعہ مکمل ہونے کے بعد حضرت سے میں نے عرض کیا کہ میں کچھ کتابیں علیحدہ پڑھنا چاہتا ہوں اور دورۂ حدیث ابھی ایک سال کے بعد لوں گا، فرمایا کیا پڑھو گے؟ میں نے عرض کیا، اصول فقہ، منطق، اور فلسفہ وغیرہ کی کتابیں، فرمایا: فلسفہ کی منتھی کتاب شمس بازغہ ہے وہ مجھ سے پڑھ لو فلسفہ کی جڑ آجائے گی، بہر حال آپ نے وہ کتاب پڑھانا شروع کی آپ کی یہ عادت تھی کہ پڑھانے کے درمیان گلاس میں رکھا ہوا پانی تھوڑا تھوڑا پیتے جاتے تھے اور پڑھاتے جاتے تھے، شمس بازغہ پڑھانے کے درمیان بھی ایسا ہی دیکھا اتنی ادق اور اہم کتاب کو اس انداز سے پڑھاتے کہ کتاب پانی ہو جاتی۔ میں نے ایک دن عرض کیا: حضرت! ہم نے دینیات اور ادب کے بارے میں تو سنا تھا کہ حضرت خوب پڑھاتے ہیں لیکن اب معقولات کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ کو اس میدان میں بھی ملکہ راسخہ حاصل ہے جب کہ ہم نے یہ کتابیں پڑھاتے نہیں سنا، فرمایا: اب چھوڑ چکا ہوں، ورنہ ایک وقت ایسا بھی رہا ہے کہ مظہر اسلام میں مجھے شعبہ معقولات کا صدر بنایا گیا تھا اور اس وقت میں نے تین سال تک مسلسل معقولات کی تمام کتابیں پڑھائی تھیں۔

اس کے علاوہ حضرت سے میں نے حدیث، میں ترمذی شریف، ادب میں دیوان متنبی وغیرہا کتب بھی پڑھیں۔

شان تدریس ہی سے متعلق ایک واقعہ یہ بھی ہے جو حضرت نے مجھے سنایا۔ کہ ایک مرتبہ مولانا شبیر احمد خاں غوری (جو ایک عرصہ تک مدارس اسلامیہ عربیہ کے رجسٹرار بھی رہے اور بہت قابل بھی تھے) بریلی شریف مدارس کا تعلیمی معائنہ کرنے آئے، تمام درسگاہوں میں پہونچے اور مدرسین نے مہمان کی آمد پر کچھ نہ کچھ اپنی درسگاہ میں ان کو لفٹ دی، یعنی اپنی باتوں سے اور طلبہ کی حسن استعداد سے ان کو اپنے یہاں کے تعلیمی معیار سے متاثر کرنے کی کوشش کی۔ جب مہتمم صاحب ان کو لیکر میری درسگاہ میں پہونچے تو میں نے اپنی درسگاہ میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا نہیں کی، جو طالب علم جہاں تھا اس کو وہیں بیٹھنے کی تاکید کی اور خود بھی درس و تدریس میں مشغول رہا، حضرت مہتمم صاحب اور مولانا شبیر احمد خاں نے جب دیکھا کہ یہاں وہ پزیرائی نہیں ہو رہی ہے تو مجبوراً طلبہ کی صفوں کے کنارے بیٹھ گئے، میں درس دیتا رہا اور یہ دونوں حضرات سنتے رہے، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ بات کرنے کو تیار نہیں تو کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے۔

درسگاہ کا وقت ختم ہوا اور مہمان بھی اس وقت تک رخصت ہو چکے تھے تو حضرت مہتمم صاحب نے بوقت ملاقات فرمایا: تحسین میاں تم نے تو آج کمال کر دیا، ہم لوگوں کی طرف رخ تک نہیں کیا، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا، وہ تعلیمی امور دیکھنے آیا تھا، اگر میں ان سے باتیں کرنا شروع کر دیتا تو پھر وہ معائنہ کیسے کرتے، لہذا وہ جس مقصد سے یہاں آئے تھے میں اسی میں مشغول رہا۔ حضرت مہتمم صاحب یہ سن کر نہایت خوش ہوئے اور میری اس بات کو بہت سراہا، مولانا شبیر احمد خاں کا تاثر یہ رہا کہ مہتمم صاحب سے جو میری تعریف کی تھی وہ تو اپنی جگہ، مگر اس کے بعد انہوں۔ نے مجھے خط لکھا اور میرا تقرر مدرسہ عالیہ رامپور میں کرانا چاہا لیکن میں نے انکار کر دیا۔

منصب صدارت اور حسن تدبر

یہ منصب جہاں نہایت مستعدی کا طالب ہے، وہیں حسن تدبر کو بھی اس منصب کی ذمہ داریاں نبھانے میں خاصا دخل ہے، اگر کوئی ہمیشہ سخت گیری ہی کو اپنا شیوہ بنائے تو پھر یہ گاڑی زیادہ دن نہیں چلتی، ہاں البتہ ہمیشہ چشم پوشی بھی اس منصب کے منافی ہے اور پھر اس کے نتائج کچھ اچھے برآمد نہیں ہوتے۔ آپ نے اپنے دور صدارت کا ایک واقعہ مجھے خود سنایا، فرمایا جب میں مظہر اسلام میں صدر مدرس تھا تو ایک مرتبہ طلبہ نے مدرسہ میں اسٹرائک کر دی، حضرت مہتمم صاحب نے اپنے مخصوص جلال میں مجھ سے کہا: مولانا تحسین میاں، ان

www.muftiakhtarrazakhan.com

طلبہ کو کیفر کردار تک پہونچایا جائے، یعنی یہ طلبہ جن مساجد میں رہتے ہیں ان کے متعلقین سے گفتگو کر کے سب کو مساجد سے خارج کرادیا جائے۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ کچھ تحمل سے کام لیجئے انشاء المولیٰ نتیجہ اچھا برآمد ہوگا۔ فرماتے ہیں: میرے اس مشورہ پر عمل کیا تو دیکھا کہ کچھ ایام کے بعد ایک ایک کر کے وہی طلبہ مدرسہ میں آنا شروع ہو گئے اور مدرسہ بدستور سابق طلبہ سے بھر گیا۔ حضرت مہتمم صاحب نے انجام بخیر دیکھا تو ایک دن مجھ سے فرمایا تحسین میاں! ہم نہیں سمجھتے تھے کہ تم ایسے مدبر بھی ہو۔

فتوی نویسی

میں نے مستقل طور پر کبھی آپ کو فتاوی تحریر فرماتے ہوئے تو نہیں دیکھا، لیکن آپ کو اس عظیم شخصیت سے شرف تلمذ حاصل تھا جس کو دنیائے سنیت میں مفتی اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت سیدی ومرشدی ذخری لیومی وغدی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، پھر بھلا آپ اس میدان میں کیونکر تہی دامن رہتے، میں نے جامعہ نوریہ رضویہ میں خود دیکھا کہ آپ یہاں لکھے جانے والے فتاوی کی اصلاح فرماتے اور نہایت مختصر و موجز الفاظ میں مفتیان کرام کو رائے صواب سے نوازتے۔

مجھے خود یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک مفتی صاحب نے منصب، معیار ولایت کے استدلال میں آیت کریمہ تحریر کی، ان اولیاء ہ الا المتقون، جس سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اللہ کے ولی متقی و پرہیزگار اشخاص ہی ہوتے ہیں، آپ نے نقد تنقید فرمائی اور ارشاد فرمایا: یہ آیت تو مسجد حرام کی تولیت کے سلسلہ میں ہے کہ اولیاءہ، میں ضمیر باری تعالیٰ کی جانب راجع نہیں بلکہ مسجد حرام کی جانب راجع ہے اور سیاق آیت میں اس بات کی صراحت ہے، آیت کریمہ یوں ہے۔

"وما لهم الا يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام وما كانوا اولياءه ان اولياءه الا المتقون ولكن اكثرهم لا يعلمون"

ایک مرتبہ جامعہ نوریہ میں فتوی نویسی سے متعلق کوئی مفتی صاحب نہیں تھے، میں خدمت میں حاضر تھا، فرمایا: یہ استفتاء آیا ہے تم ہی فتوی لکھ دو، میں نے عرض کیا: میں نے اس میدان میں کبھی طبع آزمائی نہیں کی ہے لہذا مجھے تعمیل حکم میں کچھ وقت صرف کرنا ہوگا، چونکہ جواب فوراً جانا تھا، لہذا حضرت نے فرمایا لائیے ہم ہی لکھ دیتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ نے قلم برداشتہ فتوی تحریر فرمادیا، میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ فتوی نویسی آپ کا مشغلہ تو نہیں دیکھا لیکن ایسی مہارت حاصل ہے کہ مراجعت کتب کے بغیر بھی آپ فتوی تحریر فرمادیتے ہیں، واضح رہے کہ یہ فتوی طلاق سے متعلق تھا اور اس میں نفس حکم بیان کرنے کے ساتھ آیات وغیرہ سے استدلال بھی تحریر فرمایا تھا، جامعہ نوریہ کے رجسٹروں میں اس طرح کے بیشتر فتاوی موجود ہیں جو آپ کی تصدیق سے جاری ہوئے ہیں۔

حزم واتقا

آپ کی مکمل حیات طیبہ تقوی وطہارت سے عبارت تھی، آپ کے روزمرہ کے معمولات میں حزم واتقا کے واضح ثبوت تھے، حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا ہر دم پاس وخیال رکھتے۔

معمولی چیزیں جن کی طرف عام طور پر لوگ توجہ نہیں دیتے آپ ان کا بھی خاص خیال رکھتے جن سے آپ کی تقوی شعاری بالکل واضح اور صاف عیاں دکھائی دیتی ہے، مدت العمر اس پر کاربند رہے۔

جامعہ نوریہ میں ایک مرتبہ میں نے خود دیکھا کہ آپ نے دستخط کرنے یا کسی دوسری ضرورت کے پیش نظر جامعہ کے ایک استاذ

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے قلم مانگا، اتفاق سے ان کے پاس بھی قلم نہیں تھا، انہوں نے قریب میں بیٹھے ہوئے ایک طالب علم سے قلم لے کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا، حضرت دیکھ رہے تھے، بچہ نابالغ تھا، آپ نے وہ قلم لینے سے انکار فرمادیا اور ارشاد فرمایا کسی بالغ سے لیجئے اس بچہ کو اپنی چیزیں کسی کو دینا اور لینے والے کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

اللہ اللہ یہ حزم واتقا، اب خال خال ہی نظر آتا ہے، عالم اپنے علم پر عمل کرے یہی اس کا شیوہ ہونا چاہئے، حضرت کے شب وروز اس بات کا بین ثبوت ہیں۔

جامعہ نوریہ رضویہ سے لگاؤ

آپ نے بریلی شریف کے چاروں مرکزی مدارس میں مسند درس وتدریس بچھائی لیکن جامعہ نوریہ سے جو خصوصی لگاؤ رہا اور اس کی آبیاری وترقی کے لئے آپ نے جو کلفتیں اٹھائیں وہ شاید دوسری جگہ پیش نہ آئی ہوں۔

اولا: جامعہ نوریہ رضویہ کا قیام بالخصوص آپ کی بدولت ہوا۔ اگر آپ نے منظر اسلام کو نہ چھوڑا ہوتا تو ظاہری حالات ایسے ہی تھے کہ جامعہ نوریہ رضویہ کا قیام عمل میں ہی نہیں آتا۔ بریلی شریف میں تیسرے دار العلوم کے قیام کے لئے ضروری تھا کہ میدان تدریس کا شہسوار اور مسند درس کا بادشاہ جب زمام تعلیم سنبھال کر منصب صدارت پر متمکن ہوگا اسی وقت بریلی شریف کی تعلیمی روایات کو برقرار رکھا جاسکے گا۔ لہذا جامعہ نوریہ کے قیام اور اس کے عروج وارتقا میں، چاہے دوسرے عوامل کتنے ہی اہم اور ضروری رہے ہوں لیکن کلیدی کردار صدر العلما ہی کو قرار دیا جائے گا کہ ان کی ذات سے جدا ہو کر جامعہ نوریہ کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا۔

ثانیا: جامعہ نوریہ میں آپ کی تدریس کا زمانہ تمام دیگر مدارس کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے، بلکہ باقی تین مدارس میں مجموعی اعتبار سے جتنی مدت گذری کم وبیش جامعہ میں ان سب کے برابر ہے۔

ثالثا: جامعہ نوریہ کے لئے آپ نے آخر وقت تک جن زخموں کو برداشت کیا وہ کوئی معمولی نہیں اور ڈھکی چھپی بھی نہیں، لیکن آپ نے ان سب کو بخندہ پیشانی قبول فرمایا۔ ان تمام امور میں سب سے زیادہ اہم گوشہ یہ ہے کہ جس کا احساس خورد وکلاں اور عوام وخواص سب کو تھا کہ آپ روزانہ تقریبا سات کلومیٹر آنے اور سات کلومیٹر جاتے اور یہ چودہ کلومیٹر کا پرسفر رکشہ کے ذریعہ ہوتا، راستہ بھی اکثر مقامات پر ٹوٹا پھوٹا ہوتا، ۷۵ رسال کی عمر اور ضعیفی کا عالم، اس مشقت کا اندازہ تھوڑا بہت وہ حضرات کرسکتے ہیں جو اس منزل سے چند ایام ہی گذرے ہوں۔ راقم الحروف جامعہ نوریہ میں ۱۲ رسال قیام کے بعد اب تقریبا پانچ سال سے بذریعہ رکشہ صرف ۲ کلومیٹر کی دوری سے اپنے مکان سے آتا ہے اس قلیل مسافت کو طے کرنے پر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ صدر العلما کس جانفشانی کے ساتھ اس طویل مسافت کو طے فرماتے ہوں گے۔ آپ کی آمد ورفت کی مشقتوں کو دیکھتے ہوئے جامعہ اور بیرون جامعہ کے بہت سے لوگوں نے عرض کیا کہ حضور اس رکشہ کے ذریعہ تو نہایت مشقت ہوتی ہے، کسی گاڑی کا انتظام فرمالیں تاکہ آنے میں سہولیت ہو جائے، اس طرح کا پروگرام بنا بھی اور چند دن عمل بھی ہوا تھا کہ کچھ دیگر وجوہ کے ساتھ آپ کا رکشہ والا پھر اس بات پر مصر ہو گیا کہ حضرت میں ہی آپ کو لے جایا کروں گا اور حضرت نے اس کی عرض داشت قبول فرمائی اور پھر اسی طرح آمد ورفت شروع ہو گئی، ایک دن میں نے آپ کے رکشہ والے نتھو سے کہا، اب پھر آپ نے حضرت کو زحمتوں کا شکار بنا دیا، تو نہایت فخر سے جواب دیا واہ میں اس سعادت سے محروم ہو جاؤں، اور میں ہی کیا بہت سے لوگ حضرت کے گاڑی سے آنے کی وجہ سے حضرت کے فیض سے محروم ہو گئے تھے، میں جب حضرت کو گھر سے لے کر چلتا

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوں تو جن راستوں سے گذرتا ہوں وہاں کے بہت سے حضرات منتظر رہتے ہیں، کہ ہم حضرت کے دیدار اور مصافحہ سے مشرف ہوں، تو میں خود اپنے آپ کو اور دوسرے بہت سے حضرات کو اس فیض وسعادت سے کیوں محروم رکھوں۔اس عقیدت مندانہ جواب کو سن کر میں خاموش ہوگیا۔

ایک دن سیدی واستاذی حضور صدر العلما نے اپنے کمرہ میں بلاکر مجھ سے فرمایا: کئی دن سے ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں لیکن تمہیں فرصت میں نہیں پاتا اس لئے موقع نہیں ملا،نہایت رازداری سے فرمایا وہ بات یہ ہے کہ جامعۃ الرضا کے لئے مجھ سے اصرار کیا جارہا ہے کہ میں جامعہ نوریہ چھوڑ کر جامعۃ الرضا چلا جاؤں، یہ سن کر مجھے اپنے مربی وسرپرست کا اپنے سر سے سایہ اٹھتا نظر آیا تو میں نے بے ساختہ عرض کیا کہ حضرت پھر ہم کس کی سرپرستی میں یہاں رہیں گے، مسکراتے ہوئے فرمایا: تو تم جامعۃ الرضا چلو آپ کا یہ مشفقانہ جواب سن کر جہاں آپ کی ذرہ نوازی سے مسرت ہوئی وہیں یہ بھی احساس ہوگیا کہ اب حضرت ضرور ہمیں چھوڑ کر اپنی سرپرستی سے محروم فرمادیں گے، یہ وقت تعلیمی سال کا آخری زمانہ تھا چند دن بعد تعطیل کلاں ہوگئی اور میں یہ سمجھا کہ اب حضرت افتتاح سال میں تشریف نہیں لائیں گے۔لیکن توقع کے خلاف حضرت نے جامعہ میں نئے سال کے آغاز پر حسب معمول قدم رنجہ فرمایا اور ارشاد فرمایا، میں نے جامعۃ الرضا میں جانے سے فی الحال منع کردیا ہے، یہ سن کر ہماری مسرت کی انتہا نہ رہی، چند ایام کے بعد پھر ارشاد فرمایا، مجھ سے جامعۃ الرضا کے لئے مزید اصرار کیا جارہا ہے اور میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ جامعہ نوریہ کو چھوڑ کر میں اس وقت نہیں آسکتا، اس کی وجہ میں نے یہ بھی بتادی ہے کہ امسال تم اور مولانا مشکور احمد صاحب استاذ جامعہ نوریہ حج وزیارت کے سفر پر جارہے ہو، لہذا اب تم مطمئن رہو کہ میں تم لوگوں کی واپسی تک جامعہ نوریہ ہی میں رہوں گا۔بہر حال ہم دونوں پروگرام کے مطابق حج وزیارت کے سفر پر روانہ ہوگئے اور واپس آئے تو حضرت کی جامعہ میں حسب معمول رکشہ ہی سے آمدورفت جاری تھی۔محرم میں ہماری واپسی ہوئی، فرمایا اب تم لوگ آگئے اب میں وعدہ کے مطابق جامعۃ الرضا جارہا ہوں، میں نے عرض کیا: حضور اب ہمیں دم مارنے کی گنجائش بھی کیا ہوسکتی ہے لیکن ایک گذارش یہ ہے کہ حضرت امسال کے دورۂ حدیث کے طلبہ کی دستار بندی ضرور فرمائیں کیونکہ دستار بندی اور عرس اعلیٰ حضرت کا زمانہ قریب آرہا ہے۔

یہ سنکر حضرت نے دوسری گذارشات کی طرح اس عرض داشت کو بھی قبول فرمالیا۔چونکہ مجھے بھی حضرت کی آمدورفت میں کلفتوں کا بھرپور احساس تھالہذا میں مزید جامعہ میں قیام کی گذارش کی جرأت نہیں کرسکا۔

اس طرح ہم جامعہ میں بظاہر آپ کی سرپرستی سے محروم ہوگئے لیکن ہم نے کبھی اپنے آپ کو حضرت کی سرپرستی سے جدا نہیں تصور کیا اور نہ ہی حضرت نے کسی موقع پر ہمیں محروم رکھا، تعلیمی سال کے آغاز میں، جب بھی افتتاح بخاری کا موقع آتا حضرت ہی سے بخاری شریف اور دیگر درسی کتابیں شروع کرائی جاتیں، دستار بندی کے موقع پر بھی حضرت قدم رنجہ فرماتے اور فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی فرماتے اس طرح آخر دم تک آپ کو جامعہ نوریہ سے لگاؤ رہا۔

نیز امام احمد رضا اکیڈمی کے تو آپ مستقل باقاعدہ سرپرست تھے اور ہمیشہ آپ کے اس محبوب ادارہ پر آپ کا فیض جاری رہے گا

تبلیغی اسفار

آپ کو سیدی ومرشدی تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد نہ جانے کونسی ساعت سعید میں اور نہیں معلوم کہ کس خوش بخت انسان نے مظہر مفتی اعظم، کے لقب سے ملقب کیا کہ پوری دنیائے سنیت آپ کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس لقب سے پکار اٹھی، اور پھر صدر العلما نے مدۃ العمر حضور مفتی اعظم کے نقش قدم پہ چل کر عوام وخواص سب کو اپنے عمل وکردار سے یہ باور کرادیا کہ آپ بلاشبہ اس وصف سے متصف ہیں۔

سیدی حضور مفتی اعظم کے اوصاف جلیلہ میں ایک خاص وصف جس سے ایک عالم فیضیاب ہوا وہ تبلیغی اسفار ہیں۔ ہندوستان کا چپہ چپہ آپ کی تبلیغ وہدایت سے سرشار رہے اور گوشہ گوشہ آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہے۔

سیدی واستاذی حضور صدر العلما جہاں عمل وکردار کے بادشاہ تھے وہیں آپ نے امت مسلمہ کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہندوستان کے دور دراز علاقوں کا سفر فرمایا۔ بہار کے بہت سے علاقہ اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور صدر العلما جب وہاں نگر نگر اور بستی بستی دورہ فرماتے تو عوام وخواص کہتے حضور یہ وہ علاقے ہیں جہاں بریلی شریف سے ۲۵/۳۰ رسال پہلے یا تو حضور مفتی اعظم تشریف لائے تھے یا پھر آپ نے قدم رنجہ فرمایا ہے، حضرت کی اتباع میں آپ نے بعض علاقوں کا اس ترقی یافتہ دور میں بھی بیل گاڑی سے سفر فرمایا ہے اور بھٹکتے لوگوں کو اپنے دامن کرم میں پناہ دی ہے۔

وصال سے چند گھنٹوں پہلے یعنی رات کو ۱۰/۱۱ ربجے ناگپور میں جہاں آپ نے قیام فرمایا تو وہاں موجود حضرات کا بیان ہے کہ حضرت صدر العلما سے ملاقات کے دوران آئندہ محرم کے دس روز کا پروگرام بھی طے ہوا تھا۔ اور موجودین نے عرض کیا تھا۔ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد سے یہاں سلسلہ کی اشاعت کم ہوتی جارہی ہے، حضرت ہم سب پر کرم فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ وقت یہاں کیئے لئے مرحمت فرمائیں، اس دورہ میں بھی حضرت کو متعدد مقامات تشریف لے جانا تھا، لیکن قضا وقدر کے فیصلے اٹل ہیں، ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ بہر حال آپ نے پیغام حق عام کرنے کے لئے حتی المقدور کبھی تکلف نہ برتا بلکہ بلا پس وپیش لوگوں کی عرض داشتیں منظور فرمائیں، لہذا آپ سب کی نگاہ میں ہمیشہ معظم ہی رہے۔

خلوص وللّٰہیت

آپ نے ہمیشہ اخلاص کو اپنا شیوہ بنایا، نام ونمود سے کبھی سروکار نہیں رکھا، آپ کی پوری حیات مبارکہ اس پر شاہد ہے، درس حدیث ہو یا تعویذ نویسی محض تبلیغ دین اور خدمت خلق کے جذبۂ صادق کے پیش نظر مدۃ العمر جاری رہے، آپ کے بزرگوں کی نصیحت تھی کہ تعویذ نویسی پر کبھی اجرت نہ لینا، لہذا آپ نے بطور اجرت کبھی تعویذ نہیں لکھا، ہاں تعویذ لے کر کوئی بطور نذر کچھ پیش کرتا تو قبول فرمالیتے کہ یہ اجرت نہیں تھی۔ آج تعویذ نویسوں نے اس کو ذریعہ معاش بنالیا ہے، آپ مظہر مفتی اعظم تھے لہذا جس طرح سیدی حضور مفتی اعظم نے تعویذ نویسی کو حصول زر کا ذریعہ نہیں بنایا اسی طرح صدر العلما بھی آپ کی نیابت میں آخری دم تک اس پر کاربند رہے۔

حضور صدر العلما کی سیرت وسوانح سے متعلق گوشے تو بہت ہیں سب کا احاطہ نہ میں کرسکتا ہوں اور نہ اب وقت باقی رہا، عرس چہلم شریف سے پہلے یہ مجلّہ منظر عام پر آتا ہے۔

لہذا اس شعر پر اس مضمون کا اختتام کررہا ہوں:

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے ۔۔۔ جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب تھا

محمد حنیف خاں رضوی
پرنسپل وشیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما شمع شبستان رضا

(۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷)

مفتی حبیب یار خاں اندوری

اس دور قحط الرجال میں نبیرۂ استاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم، نمونۂ اسلاف، خیر الاذکیا، صدر العلماو الفقہا، حضرت علامہ مولانا الحاج محمد تحسین رضا خاں صاحب قادری کا دنیا سے اٹھ جانا انتہائی غیر معمولی سانحہ ہے۔

جسے "موت العالِم موت العَالَم" سے تعبیر کرنا صد فیصد بجا و درست ہے۔ ان کے وصال سے نہ صرف مرکز اہل سنت بریلی اور خانوادۂ رضویہ کو بلکہ پوری دنیائے سنیت کو جو عظیم نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی اس دور انحطاط میں تقریباً ناممکن نظر آرہی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ☆ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

رب قدیر نے ان کی ذات ستودہ صفات میں بڑی فیاضی کے ساتھ علم و حکمت، شریعت و طریقت، خلوص وللہیت، تقویٰ و طہارت اور لطف و کرم کے دریا موجزن فرمادئے تھے۔ ان کی سیرت و کردار میں ایسی جاذبیت اور کشش ودیعت فرمائی گئی تھی کہ جو ستناوہ دیکھنے کے لئے مضطرب و بے چین ہو جاتا اور جو انہیں ایک بار دیکھ لیتا پھر انہیں کا ہو کر رہتا تھا،

ان کی سادگی مین بانکپن تھا، وہ بڑے سہل الحصول تھے، کہ معتقدین و متوسلین اور طلبہ کا ان تک پہنچنا اور ان کو حاصل کرنا بہت آسان تھا۔ اسی طرح وہ انتہائی سریع الوصول بھی تھے کہ خواص تو خواص عوام سے بھی جب کوئی ان سے ملتا فوراً ان کا گرویدہ ہو جاتا اور اسکے دل و دماغ اور خیالات میں آپ اس طرح رچ بس جاتے کہ وہ تحسین میاں کا دیوانہ و فرزانہ ہو جاتا تھا۔

بجا طور پر ان کی شخصیت میں علمی وجاہت اور خاندانی وقار کے ساتھ سادگی و انکساری، خوش مزاجی و خندہ پیشانی، تبسم زیر لب، خرداں نوازی و التفات اور بے شمار خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔

یقین کیجئے! حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کی ذات گرامی میں تاجدار اہل سنت مرشد برحق، مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے جلوے نظر آتے تھے، جس طرح دور نزدیک سے آنے والے عوام و خواص علما مشائخ اور مریدین ومعتقدین پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان شفقت و محبت کے ساتھ توجہ فرماتے اور حسب مراتب ان کے ساتھ سلوک فرماتے تھے۔ ان الطاف کریمانہ کے جو لوگ عادی تھے بلا شبہ انہیں حضرت تحسین میاں علیہ الرحمہ کی شفقت و محبت اور توجہ سے بڑی تسکین حاصل ہوتی تھی۔

اس موقع پر راقم الحروف کو یہ کہنے میں کچھ باک نہیں کہ حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کو دیکھ کر، ان سے مل کر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور انکی بے پناہ دیرینہ نوازشات و عنایات کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

سبحان اللہ! وہ اپنے بزرگوں کے کتنے سچے پیرو اور قابل صد رشک خلف تھے کہ ان کے معاصرین علما و فقہا، مفسرین و محدثین

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور اکابرین اہل سنت انہیں ، ان کی حیات ظاہری میں ''یادگار سلف'' اور'' نمونہ اسلاف'' جیسے موقر القاب سے یاد کرتے تھے اور اب بعد وصال تو وہ ''سلف صالحین'' میں شامل ہو چکے ہیں۔'' ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء''

بے شک حضرت مولانا ''تحسین ، قابل صد ہزار تحسین'' ہیں کہ تسکین خاندان رضا و پیروکاران رضا ان کی ذات والا صفات سے تا حیات وابستہ رہی ۔ وہ صدر الصدور فی التدریس اور شیخ الشیوخ فی الحدیث تھے ۔ وہ دار العلوم مظہر اسلام کی شان اور دار العلوم منظر اسلام کی آن تھے ۔ وہ رشک جامعہ نوریہ بھی تھے اور زینت جامعۃ الرضا بھی تھے ، اور حق تو یہ ہے کہ وہ ان مرکزی علمی اداروں کی جان تھے ۔

یہ چاروں مرکزی ادارے اور تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کے پچپن سالہ طویل دور تدریس اور درس حدیث کے بے شمار تلامذہ جو آسمان علم وفضل وکمال کے آفتاب و ماہتاب ہیں ، اور ان گنت مریدین و متوسلین ، یہ تمام ان کی علمی اور روحانی ، جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی یادگاریں ہیں ۔ جن کے ذریعہ ان کے فیوض و برکات ان کی حیات ظاہری میں بھی جاری تھے ، آج بھی جاری ہیں اور بفضلہ تعالیٰ قیامت تک جاری وساری رہیں گے ۔

خانوادۂ رضویہ کے شاہزادگان ماشاء اللہ سب ہی رشد و ہدایت کے درخشندہ ستارے اور اہل سنت کی آنکھوں کے تارے ہیں ، مگر بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ اپنی خداداد صلاحیت ، اپنے خاندانی بزرگوں کی عنایت ، مرشد برحق ، مجدد بن مجدد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی خصوصی شفقت ، اپنی شبانہ روز کی عبادت وریاضت اور تقریباً پچپن برس کی مسلسل تعلیمی وتدریسی خدمات کے اعتبار سے سب سے منفرد وممتاز نظر آتے ہیں ۔

مجدد کامل امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے مسلک اہل سنت و جماعت کی ترجمانی کا واقعی حق ادا فرمایا ہے ، جو ان کی کثیر تصنیفات وتالیفات سے ظاہر ہے ۔ تجدید واحیائے دین پر مشتمل ان کی ان تعلیمات کو ان کے جلیل القدر تلامذہ اور عظیم المرتبت خلفا نے اکناف عالم میں پھیلا دیا ہے جن کے فیوض و برکات سے پورا عالم اسلام سرشار ہے ۔

مگر چونکہ مجدد بن مجدد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان سب سے زیادہ زمانہ پایا اور خدمات دین کے سب سے زیادہ مواقع انہیں عطا ہوئے اس لئے مذہب اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں وہ ان تمام حضرات سے آگے بہت آگے ہیں ۔

ان کی خدمات کا ایک طویل دور تبلیغی اسفار پر مشتمل ہے ، مگر آخری ایام میں انہوں نے سفر ترک فرما کر بریلی شریف کو مرجع خلائق بنا دیا ، اسی طرح سرکار مفتی اعظم ہند کے منظور نظر اور معتمد علیہ مرید وخلیفہ حضرت مولانا تحسین رضا صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد برحق کی پیروی کرتے ہوئے قدرے تبدیلی کے ساتھ پہلے اقامت اختیار فرمائی اور مسلسل پچپن برس تک بریلی شریف میں رہ کر علم وحکمت اور فضل وکمال کے ہزاروں چراغ روشن فرمائے ۔ یہ روشن چراغ ان کے لائق وفائق وہ تلامذہ ہیں جو آج آسمان علم وفضل وکمال کے آفتاب وماہتاب ہیں ۔

پھر حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی عمر کے آخری برسوں میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد دیگر شاہزادگان کی طرح تبلیغ وارشاد کے دورے شروع فرمائے ۔ پہلے قرب وجوار کو نوازا پھر دائرہ بڑھتا گیا اور پورے ملک

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے طول وعرض میں آپ نے کامیاب ترین دورے فرمائے۔ بیرونی ممالک بھی آپ کے قدوم میمنت لزوم سے محروم نہ رہے۔
آپ جس علاقہ اور جس خطہ میں تشریف لے گئے مسلک اعلیٰ حضرت اور مشرب مفتی اعظم ہند ساتھ لے گئے۔ ہر جگہ آپ نے پرچم سنیت بلند فرمایا، ہر جگہ خواص وعوام آپ کے گرویدہ ہو گئے اور آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوتے چلے گئے۔ تقریباً ہر علاقہ کے دیرینہ وابستگان سلسلہ کا یہی تأثر ہے کہ حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ صورت وسیرت اور کردار وعمل میں اپنے مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی سچی تصویر تھے۔
مثلاً معتقدین سے ان کا نرمی کے ساتھ برتاؤ کرنا، ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، توجہ کے ساتھ ان کی بات سننا، حسب ضرورت ان کو نصیحت کرنا، ان کے خلوص ومحبت کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا، فراخدلی سے انہیں ملاقات ومصافحہ ودست بوسی کا موقع عنایت فرمانا، بیعت وارشاد کی درخواست پر فوراً آمادہ ہو کر داخلہ سلسلہ کرنا، غریب وامیر ہر یک سے یکساں برتاؤ کرنا اور انکی دعوت قبول کرنا، دعوت دینے والوں کے پروگرام کا خیال رکھنا، ان کے پروگرام کے مقاصد کو اہمیت دینا، اپنی ذاتی مصروفیت حتی کے آرام کو قربان کر دینا، جلسہ وجلوس اور جشن واجلاس میں اطمینان وسکون اور وقار کے ساتھ شرکت کرنا وغیرہ۔ ان اخلاق کریمانہ کے باوصف حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کا زیر لب تبسم اور اس کی جاذبیت وکشش کا کیا کہنا جو انہیں دیکھتا انہیں اپنے دل میں اتار لیتا تھا۔ اس طرح وہ سر بسر اپنے مرشد کامل کی سچی نیابت کا حق ادا کرتے تھے۔
دعا ہے کہ مولی تعالی حضرت مولانا محمد تحسین رضا صاحب علیہ الرحمہ کو اپنی رحمت وغفران میں جگہ عطا فرمائے، انہیں اپنا اور اپنے محبوب مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کا قرب خاص عطا فرمائے، اور سواد اعظم اہلسنت وجماعت میں خصوصاً خانوادۂ رضویہ میں ان کے امثال پیدا وظاہر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلی الہ وصحبہ وذریاتہ واولیا امتہ وعلما اہل سنتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک مرد حق آگاہ

مولانا ابوالحسن رضوی

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

مظہر مفتی اعظم، جلالۃ العلم، رئیس الاتقیا، استاذ الاساتذہ، زینت مسند صدارت، گل سرسبد باغ رضا، مقبول بارگاہ خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم، علم وعمل کا جبل عظیم، فقہ ودرایت میں مسلم الثبوت، عاشق رسول، سیدی وسندی فی الدنیا والآخرۃ، علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی اعلی اللہ تعالیٰ مقامانہ (ولادت: ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء وصال: ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ / ۳ر اگست ۲۰۰۷ء) اس مرد حق کا نام ہے جن کا واقعی تعارف کرنا آسان نہیں۔ ظاہر بیں حضرات ان کے علم ظاہری وتقویٰ پر خامہ فرسائی تو کرسکتے ہیں ان کے مقامات اصلیہ رفیعہ تک رسائی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مقامات کی تشہیر کبھی پسند نہیں کی، ہمیشہ اپنے کو عوام کے درمیان رکھا، وہ سب میں رہ کر سب سے الگ رہے، بعض اوقات ان سے نگاہ ملانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی، اور بعض اوقات اپنے اساتذۂ کرام کے واقعات سناتے، کوئی اچھوتہ شعر سناتے، اپنے پڑوسی اور شیدائی شنن بھائی سے عام سی باتیں کرتے، وہ حضور صدر العلما سے بہت بے تکلف رہا کرتے، اور غایت درجہ محبت کرتے، ابھی دیکھئے رضوان میاں سلمہ کی باتیں مزے لے لے کر سنی جارہی ہیں، صہیب میاں سلمہ کی کسی ضد پر مسکرا رہے ہیں، اور ابھی دیکھئے تو کسی معرکۃ الآراء لاینحل مسئلہ کی گتھیاں سلجھائی جارہی ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کا حسین منظر نظر آتا، دیکھنے والی نگاہیں کچھ نہ دیکھ پاتیں سوائے اس کے کہ ایک خاموش سمندر ہے کہیں تموج کا دور دور تک نشان نہیں، نورانی مسجد کے امام، مکتبۂ مشرق کے مالک، منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ کے صدر صاحب ہیں۔

ہماری نگاہوں کی وسعت کتنی اور ہماری حیثیت کیا اس بحر ذخار کی گہرائی ناپنا آسان نہیں۔ بڑے بڑے صاحبان رفعت کے ساتھ ان کے علمی مکالمات سنے۔ سند الاتقیا حضرت علامہ مفتی مبین الدین امروہوی علیہ الرحمہ ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور دیر تک علمی مسائل پر مجلس گرم رہتی، حضرت طوطی ناںپارہ مفتی رجب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کئی بار حضرت سے علمی گفتگو کرتے دیکھا، حضرت امام علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب ادام المولیٰ تعالیٰ فیوضات سے زمانۂ تدریس مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں اکثر گفتگو رہتی جس کا ذکر اکثر فرماتے اور حضرت امام علم وفن کی طباعی کا ذکر فرماتے۔

مجھ ننگ خلقت کو نو سال تک حضرت سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ ان میں پانچ سال ایسے گذرے جو حیات کی پونجی ہیں۔ اپنی بیٹھک میں پانچ سال مجھے وہ کتابیں پڑھائیں جو داخل درس نہیں تھیں یا میں پڑھ نہیں سکا تھا۔ میں نے منظر اسلام کے عہدۂ صدارت کے آخر دو سال۔ جامعہ نوریہ رضویہ کا مرزائی مسجد میں قیام اور پھر باقر گنج میں، حاجی رئیس صاحب سے زمین کی فراہمی اور سامنے کی عمارتوں

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور مینار کی کچھ حد تک اونچائی کے ایام یعنی ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۷ء حضور کی صحبت بابرکت میں گذارے۔ اس وقت اس بے بضاعت پر جن شفقتوں کی برسات ہوئی، پرانے شہر کے بہت سے ذی اثر افراد اس کے گواہ ہیں بالخصوص گرامی مرتبت حضور علامہ مفتی حبیب رضا خاں صاحب، حضرت کی بارگاہ کے خاص: عالی جناب الحاج سید اسرائیل صاحب قبلہ، عالی جناب حافظ ڈاکٹر رئیس بیگ صاحب حضرت کے فدائی پڑوسی عالی جناب شفن بھائی وغیرہم، ان نو سالوں میں میں نے اس ولی کامل کو بہت قریب سے دیکھا، کھاتے پیتے دیکھا، راستہ چلتے دیکھا، بستر استراحت پر دیکھا، مسجد میں دیکھا مدرسہ میں دیکھا، دینی محفلوں میں دیکھا۔ مسند رشد وہدایت پر دیکھا، تعویذات لکھتے دیکھا، استفتاؤں کے جوابات لکھتے دیکھا، خرید وفروخت کرتے دیکھا، سفر وحضر، خلوت وجلوت مسجد ومدرسہ، گھر وبازار کہیں بھی شریعت مطہرہ سے سرموانحراف نہیں دیکھ سکا۔

ایسا لگتا جس فطرت پر پیدا ہوئے اسی پر قائم رہے ان کی نشو ونما خالص شرعی ماحول میں ہوئی اور شریعت کی پابندی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی۔ وہ جیسا کھاتے وہی کھانے کا طریقہ۔ وہ جیسے چلتے وہی اسلامی چلن. وہ جیسا بولتے وہی بولنے کا اسلامی اصول جیسی نماز پڑھتے وہی اسلامی طریقۂ نماز. وہ جیسا مسکراتے وہی طریقۂ مصطفے. وہ جیسا بچوں کی پرورش کرتے وہی حکم مصطفے. صہیب میاں چند سالوں کے تھے کبھی کسی چیز کیلئے ضد کرتے، دینا ہوتا. جیب میں ہاتھ ڈالتے، پیسے نکالتے، کسی کو کہتے دلوادو۔ اور نہ دینا ہوتا تو نہ وعدہ کرتے کہ بعد میں دوں گا نہ یہ کہتے تھوڑی دیر سے دوں گا. بلکہ فرماتے آپ کو نزلہ ہے چاکلیٹ نہیں دی جائیگی۔ اور وہ سمجھ جاتے کہ اب نہیں ملنی ہے۔ ان کو بہلانے کیلئے بھی میں نے کبھی جھوٹی تسلی دیتے. یا جھوٹا وعدہ کرتے نہ دیکھ سکا۔ ان کے سارے معاملے اسلامی، ان کا سارا برتاؤ اسلامی، جو کچھ کتابوں میں پڑھا حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کو اسکا عامل پایا۔

جس طرح حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا دیکھنے والا یہ دعوی کرسکتا ہے، کہ ان کی ہر ہر ادا سنت مصطفی، بالکل اسی طرح مظہر مفتی اعظم کے دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ وہ کہے کہ یہ مفتی اعظم کی چلتی پھرتی، پیاری پیاری تصویر ہے، جس کو دوسرے مختصر لفظوں میں مظہر مفتی اعظم کہہ لیجئے، کہئے خوب کہئے، بساط بھر کہئے، اپنی اپنی نظر اپنا اپنا ظرف، جتنا کہہ. پایئے کہئے، لیکن حق یہ ہے کہ وہ جو کچھ تھے کہا نہیں جا سکتا، وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہلانا پسند نہیں کیا، وہ شہرت پسند نہیں تھے، ان پر منکسر المزاجی سادگی، خودداری، غیرت وعالی ظرفی اور گوشہ نشینی کا ایسا دبیز اور خوبصورت پردہ پڑا ہوا ہے کہ ان تک نگاہ ظاہر کی رسائی نہیں ہوسکتی۔

میں نے اپنے مرتبۂ نیاز کا استعمال کرتے ہوئے ایک بار عرض کیا حضور! آپ اپنی زکوۃ کن اداروں کو دیتے ہیں، فرمایا: ''مجھ پر زکوۃ کبھی فرض نہیں ہوئی''

یہ سن کر میں اندر تک کپکپا گیا، اپنے اموال اور سونے چاندی کے زیورات پر غور کیا اور پھر یہ سوچ کر کہ تجھ سے دنیادار۔ گرفتار ہوا وہوس اور اس مرد حق کا کیا موازنہ، اپنے قد کو اس بلند وبالا جبل علم وعمل کے سامنے رکھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہم بے حقیقت بولتے ہیں اس مرد حق سے اپنا کیا تقابل جن کو ماں کی مقدس آغوش سے ہی عشق رسول کی لوریاں ملی ہوں، جن کی تربیت ان بلند پایہ اولیائے کرام نے کی ہو، جن کے اسلامی کرداروں پر قسم کھائی جاسکتی ہو۔

جنہوں نے اس ماحول میں آنکھیں کھولی ہوں جہاں دن رات یہ تعلیم دی جاتی ہو کہ:......

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ اس مردار پہ کیا للچانا دنیا دیکھی بھالی ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہاں ہاں! وہ آئینہ سلف صالحین تھے، وہ اپنے علم کے مطابق عمل بھی کرتے، سادگی، خدا ترسی، احکام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاسداری ان کا خاص وصف تھا۔ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند کو پسند کرتے رہے اور ناپسند کو ناپسندیدہ ثابت کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت کا نام لے لے کر ہزار ہا صاحبان جبہ دستار کی دنیا بھی اعلیٰ ہوگئی اور انشاء اللہ تعالیٰ آخرت بھی، مگر اس باغیرت شہزادے نے اعلیٰ حضرت کے نام پر دنیا نہیں کمائی ان کی نظر ہمیشہ عقبیٰ پر رہی۔

وہ چاہتے تو ان کے معتقدین کروڑ ہا ان کے قدموں میں لاڈالتے، لیکن انہوں نے کبھی اپنی غیرت کا سودا نہیں ہونے دیا۔ ان کے خون کی قیمت اگانے کی جرأت کوئی کبھی نہ کرسکا۔ ان کا نفس امارہ ان پر کبھی غالب نہیں ہوسکا۔ بڑے بڑے صاحبان ثروت ان کے قدموں میں رہے۔ ان کے روحانی رعب ودبدبہ نے مغرور گردنوں کو جھکائے رکھا اور دنیا کو یہ درس دے گئے۔

کبھی نہ ختم کیا میں نے روشنی کا سفر اگر چراغ بجھا دل جلا لیا میں نے

ان کی حیات مقدسہ کے جس گوشے پر نظر ڈالئے ہمارے لئے نصیحت وموعظت کا بہت سا سامان موجود ہے۔

انہوں نے کتابیں کم لکھیں۔ ایک بار میں نے عرض کیا تھا حضور کی تصنیفات کم ہیں، فرمایا: وقت ہی کہاں ملتا ہے، یہ ایک مرد درویش نے کہا تھا، اس لئے غور کرنا پڑا اور دیکھا کہ واقعی قلم سے لکھنے کے لئے ان کے پاس وقت کم تھا۔ وہ نظر سے کتابیں لکھنے پر مامور تھے۔ انہوں نے اپنی درسگاہوں میں جس عرق ریزی سے اپنا خون جگر پلا کر اہل سنت وجماعت کی رہبری کے لئے علما وصلحا کی فوج تیار کی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ وہ مذہب اہل سنت کی سرحد سیما کے۔ سچے چوکس محافظ اور بیدار مغز کمانڈر رہے۔ مظہر اسلام بریلی شریف میں ۱۸ رسال، منظر اسلام بریلی شریف میں ۷ رسال، جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ۲۳ رسال، جامعۃ الرضا بریلی شریف میں کم وبیش دو سال، اس طرح نصف صدی میں ہزار ہا علمائے کرام کو اسناد دے کر ملک وبیرون ملک حق کی حمایت اور دشمنان اسلام کی سرکوبی کا فریضہ ادا کرایا، مسلک حق کی ترویج کا یہ اہم کام ان کے تربیت یافتوں نے خوب سے خوب تر کیا اور اس خاموش کمانڈر نے ان پر قریب سے نظر رکھی، اور ان کی سرپرستی فرمائی۔ اپنے نوجوانوں کی ہمتیں بندھائیں، ان کو جواں ہمت وباحوصلہ رکھا..................نواسۂ مفتی اعظم حضرت مولانا خالد علی خاں علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ ہوں یا نواسۂ مفتی اعظم حضرت مولانا منان رضا خاں دامت برکاتہم کی مذہبی کاوشیں حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب کا گوہر برساتا قلم ہو، یا مفتی بہار اشتر حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب کی جاں سوزی وشب بیداری، مولانا صغیر احمد جوکھن پوری کی گھن گرج ہو یا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی باطل سوزی، مولانا ابوالحقانی کی حدیث دانی ہو یا مولانا صغیر اختر مصباحی کی قلم کاری۔ ان تمام جلوہ ریزیوں میں حضور صدر العلما کے خون جگر کی سرخی ضرور نظر آئے گی۔

کھنڈر یادوں کے کرید کر دیکھو ہمارے نام کا پتھر ضرور نکلے گا

میں نے یہ چند اسمائے گرامی سرسری طور پر ذکر کردئے "اس گل سرسبد" کی خوشبو کہاں کہاں پھیلی، کون کون سے ملک فیض یاب ہوئے، کتنی ریاستیں مہکیں، کتنے محلے مہکے، کن کن ضلعوں میں ان کی نظر سے لکھی ہوئی کتابیں پڑھی گئیں، اس کے شمار کے لئے کم از کم پچھلی صدی کا نصف آخر اور اکیسویں صدی کے پہلے۔ ہے کی، مذہبی تاریخ کھنگالنے کی ضرورت پڑے گی تب کہیں جا کر زمانے کو معلوم ہو سکے گا کہ حضور صدر العلما نے کیسے کیسے لعل وگہر پیدا کئے اور ان کی آب وتاب سے اکناف عالم کے کون کون سے گوشے منور ہوئے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور وہ دن دور نہیں جب زمانہ پکارے گا کہ وہ یگانۂ روزگار تھے، وہ عاشق رسول اللہ ﷺ، امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجا طور پر علمی وارث اور سنیت کے چہرے کی سرخی تھی۔

جان کر منجملۂ خاصان میخانہ مجھے مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

میں نے ان کو یاد مصطفیٰ میں روتے ہوئے دیکھا: خاص طور پر حضور صدر العلما کا سفر حج و زیارت جس کا میں عینی شاہد بھی ہوں، ایک مشکل عنوان ہے۔ جس سال جامعہ نوریہ رضویہ سے ہماری فراغت ہوئی اسی سال حضور صدر العلما زیارت حرمین کے لئے گئے، میں نے پورا سال انہیں مختلف مواقع پر ذکر مصطفیٰ کر کے روتے دیکھا۔ ان کا جذبۂ عشق رسول، اور مدینہ پاک سے ان کا قلبی لگاؤ ہمارے لئے مشعل راہ ہے، پروردگار عالم ان کی حب رسول کا صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین۔ انہوں نے اپنے آبا و اجداد کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نعت رسول بھی کہی ہے۔ وہ ایک قادر الکلام نعت گو شاعر بھی تھے۔ ایک موقع پر کہتے ہیں:

روئے انور کا تصور زلف مشکیں کا خیال کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے

مجھے پروا نہیں موجیں اٹھیں طوفان آجائے شکستہ ہے اگر کشتی تو کیا غم نا خدا تم ہو

یہ شاعری نہیں ان کے قلب کی آواز ہے۔ ان کو تصنع آتا ہی نہیں تھا، وہ بناوٹ سے کوسوں دور تھے، جو ان کے دل میں ہوتا وہی زبان پر آتا۔ ان کے یہاں شاعری مقدمات تخیلیہ کا نام نہیں، بلکہ حقیقت حال کا اظہار ہے۔ ان کی صبح و شام پاکیزہ تھی وہ بندگی زلف و رخ میں جیتے تھے۔ دنیا کی رنگینیاں انہیں کبھی متاثر نہیں کر سکیں، بڑے سے بڑا طوفان ان کی شکستہ کشتی سے کترا کر گذر جاتا۔ ان کے پاس دنیادار کے لئے وقت نہیں تھا۔ صبح سے شام تک ایک یک لمحہ خدمت دین مصطفیٰ کے لئے وقف تھا۔ وہ دوپہر کو قیلولہ اس لئے کرتے تھے کہ رات کی تنہائی میں مولیٰ کے حضور کھڑا رہنے میں آسانی ہو، وہ جنازوں میں شرکت فرماتے، بیماروں کی مزاج پرسی کرتے، غریبوں کے غم گسار تھے ہم دور افتادوں کے پرسان حال تھے۔

مجھے خوب یاد ہے، مدرسہ میں چھٹی کر کے میں حیدرآباد سے دیار مرشد پہنچا۔ آقاؤں کی بارگاہ میں اشکوں کی سوغات لٹا کر اپنے مسیحا کے دولت کدے پر حاضر ہوا، حسن اتفاق آپ مکتبہ میں تشریف فرما تھے، قاری عرفان صاحب بھی وہیں کتابوں میں الجھے ہوئے تھے، مجھ پر نظر پڑتے ہی کھل کر مسکرائے، میں نے دست بوسی کی تو اٹھ کر سینے سے لگایا اور فرمایا "یہاں کوئی دن ایسا نہ جاتا ہوگا کہ تمہارا ذکر نہ ہوتا ہو" اب مجھ جیسے ننگ خلقت کو بریلی شریف میں شاید یہ جملہ کبھی سننے میں نہ آئے۔

ان کے گرد کوئی حصار نہیں تھا، وہاں تک سب کی رسائی تھی، وہاں کسی کو مایوسی نہیں ہوتی تھی، وہاں ہٹو، بچو کا شور نہیں تھا، وہاں عرض حال کے لئے سفارش کی ضرورت نہیں تھی، امیر ہو یا غریب چھوٹا ہو یا بڑا عالم ہو یا انپڑھ، دنیادار ہو یا دین دار، سب کو باریابی کا موقع میسر تھا، ان کی نوازشات عام تھیں، وہ ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق نوازتے، انہوں نے سب کی سنی، سب کے زخموں پر مرہم رکھا، وہاں لوگ روتے آتے اور ہنستے ہوئے چلے جاتے، وہ سب پر برسے: کوئی سبز و شاداب ہو گیا، کسی نے جمع کر لیا۔ کسی کا چہرہ دمک گیا، نورانی مسجد کی محراب ہو یا منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ، جامعۃ الرضا کی مسند صدارت، ملک کے طول و عرض کے جلسے ہوں یا بیرون ملک کے مذہبی دورے، رنگ جمال ان سے اتر نہ سکا، وہی میٹھا میٹھا، پیارا پیارا، رضا کا راج دلارا، وہی دلنواز مسکراہٹ، وہی زیر لب دلکش تبسم، نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ دور تدریس گواہ ہے کہ انہوں نے کسی طالب علم کو ایک طمانچہ نہیں مارا، لیکن رعب علمی کا یہ عالم

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھا کہ طلبا تو طلبا اساتذہ کی نگاہیں بھی ان کے سامنے جھکی رہتیں۔

شاید میں ہی وہ شخص ہوں جس کے لئے حضور صدر العلما کا خاص حکم تھا کہ بریلی آؤ تو گھر پر ہی قیام کرو، کھانا یہیں کھایا کرو، تمہارے جاننے والے دعوت کریں تو چلے جایا کرو، ورنہ یہیں قیام کرو، پچھلے دنوں کچھ ناگزیر حالات کی وجہ سے چند سالوں تک بریلی شریف حاضری نہیں ہوئی، کئی خطوط اس مضمون کے آئے جس میں بارہا تقاضا ہوتا، بریلی آئے بہت دن ہوئے کب تک آرہے ہو؟ اب کی بار عرس میں آنے کی کوشش کرو، عالی جناب الحاج سید اسرائیل صاحب ادام المولیٰ تعالیٰ اکرامھم جو حضور صدر العلما کے خلیفہ بھی ہیں اور ضیاء العلوم کے صدر بھی، سید صاحب سے میرے تعلق خاطر کا انہیں علم تھا تحریر فرماتے، سید صاحب یاد کرتے ہیں انہوں نے بھی تمہیں آنے کو کہا ہے۔ افسوس! اب بریلی شریف میں ایسا انتظار کسی کو نہ رہے گا۔

میرے خط آنے کی فکر کسی کو نہ ہوگی، میرے غموں کا مداوا کوئی نہ کر سکے گا۔

مجھ سے نہ جانے کتنے ہزار ہوں گے جو اس در کی بھیک سے پل رہے ہوں گے۔ مجھ سمیت ان ہزاروں لاکھوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک، امیدوں کا مرکز، دلوں کا وقار آسودۂ خاک ہو گیا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم ۔۔۔ تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

پہلے سفر پر آمادہ نہیں ہوتے تھے، تقریباً اس صدی عیسوی کے آغاز یا پچھلی صدی عیسوی کے آخری چند سالوں سے سفر کرنے لگے تھے، جو ان کے مذاق زندگی سے تو میل نہیں کھاتا تھا، مقررہ اوقات کے شیڈول میں تبدیلی بار خاطر ہوتی، خشکی ہو جاتی، نیند نہیں آتی، جلسوں کے ہنگامے، عقیدت مندوں کا ہجوم، پریشان حالوں کی پریشانی یہ ساری یلغار صرف اس لئے برداشت کر رہے تھے کہ، مصطفیٰ والوں کی تعداد بڑھے، رضا کا پیغام عام ہو، سنیت کو فروغ ملے، بدعقیدوں کی راہیں رکیں، خوش عقیدوں کو پناہ ملے، لیکن اچانک یہ کیا ہوا۔

ما کان قیس هلکه هلک واحد ۔۔۔ ولـکـنـه بنیان قوم تهدم

حضرت کی اچانک رحلت سے نہ صرف خانقاہ رضویہ کی فصل بہار رخصت ہوگئی بلکہ پوری دنیائے سنیت میں ایسا خلا ہو گیا جس کا پر ہونا نہایت دشوار ہے، مولائے قدیر اس حادثے پہ دنیائے سنیت کو صبر کی توفیق عطا فرمائے، اور پردۂ غیب سے کوئی بہتر انتظام فرمائے، ان کے ساتھ عہد رفتہ کی بہت سی یادیں گئیں جو ان کے سینے میں محفوظ تھیں، موت کا فرشتہ ان سے ایسے وقت ملا جب وہ وطن سے بہت دور مسلک اعلیٰ حضرت کا علم لہرانے نکلے تھے، موت کی آخری ہچکیوں میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت کا درد زندہ و سلامت رہا، یہ غم ہم سب کا مشترکہ غم ہے، ہم گرامی منزلت مولانا حسان رضا خاں صاحب، عزیز گرامی جناب رضوان میاں و عزیز محترم جناب صہیب میاں صاحب سلمھم، المولیٰ تعالیٰ عن النوائب وزادھم المولی تعالیٰ شرفا و کرامہ، اور خاندان رضویہ کے دیگر پسماندگان کو پرسہ دیں، اور وہ ہمیں پرسہ دیں، کہ ہم بھی اندر تک لہولہان ہیں۔ ان کے داغ مفارقت کا غم گہرا ہے کہ کسی بھی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا اور اب یہ زندگی بھر کا زخم ہے مٹے مٹے نہ مٹے۔

تم تھے تو زندگی بھی فردوس زندگی تھی ۔۔۔ لے جاؤ زندگی بھی اب زندگی میں کیا ہے

ماہناموں کے چند صفحات اس بحر بیکراں کے ذکر کے لئے ناکافی ہیں غموں کا بوجھ ہلکا ہوگا تو بہت سی باتیں کہنے کو ہیں...... کہنے کی کوشش کروں گا۔

کفش بردار خانوادۂ رضویہ

فقیر محمد ابوالحسن رضوی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما جامع علم و عمل

مفتی اشرف رضا قادری

صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ محدث بریلوی میرے مرشد اجازت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اطہر کو اللہ عزوجل روح وریحان اور نور وغفران سے معمور اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آپ شریعت وطریقت کے سنگم اور علم وعمل کے جامع تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد "مؤمن سادہ ہوتا ہے" کی مکمل تفسیر وآئینہ تھے۔ آپ انتہائی سادہ، مخلص اور منکسر المزاج منفرد الشال، شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے وعظ وبیان میں درد واخلاص تھا۔ دل میں دین وملت کیلئے اضطراب تھا۔ حق گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ معروف کی دعوت دینا اور منکر سے منع کرنا آپ کی عادت تھی۔ آپ نے پوری زندگی علمی ودینی خدمات کیلئے وقف کردی تھی۔ اسی وجہ سے آپ ہر دل عزیز وغیر متنازع رہے۔ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے جامعات مظہر اسلام، منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ، جامعۃ الرضا، کے علما وارباب افتا کی نظر میں معزز وقابل قدر تھے۔ برصغیر ہند وپاک کے علما کی صف اول میں آپ کا شمار تھا۔ حضرت صدر العلما ایک مدرس، مبلغ، مفسر، محدث، فقیہ، شیخ طریقت ہی نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اخیر عمر میں آپ نے اپنے شیخ ومربی مرشدی الکریم حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے طریقۂ مرضیہ کو اپناتے ہوئے خلق خدا کی ہدایت، رہنمائی اور مذہب اہل سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت کے لئے تبلیغی اسفار بھی شروع فرمادیے تھے ہزاروں افراد آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔

منزل کو پاکے بھی نہ قدم مطمئن ہوئے
کس درجہ پختگی تیرے عزم سفر میں ہے

اشرف رضا قادری، ممبئی (مہاراشٹر) ۱۰/شعبان المعظم، ۱۴۲۸ھ

صدر العلما اور درس وتدریس

مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی

امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف کے زیر اہتمام حضرت صدر العلما کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک عظیم نمبر عرس چہلم میں شائع ہونے کا منصوبہ عمل میں آیا ہے۔ اس عظیم نمبر کے لئے اکیڈمی کے چیرمین جناب مولانا محمد حنیف خاں صاحب قبلہ نے راقم الحروف کو مقالہ تحریر کرنے کے کیلئے عنوان "صدر العلما اور درس وتدریس" دیا ہے۔ موصوف کے حکم پر یہ مقالہ سپرد قرطاس کیا جارہا ہے۔

حصول تعلیم

حضرت صدر العلما کے عمر جب سخن اموزی کی دہلیز پر پہنچی تو خاندانی روایات کے مطابق رسم بسم اللہ خوانی بہت ہی دھوم دھام

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور تزک واحتشام کے ساتھ ادا کی گئی۔ پھر اسی تاریخ سے حضرت صدر العلما حصول علم کے لئے کوشاں رہے سب سے پہلے آپ نے والد گرامی کی نگرانی اور سایۂ عاطفت میں ابتدائی تعلیم حاصل کی کچھ دنوں محلہ کے مکتب میں بھی پڑھا جب آپ شعور کی منزل تک پہنچ گئے تو عربی فارسی کی معیاری تعلیم کے لئے دار العلوم منظر اسلام میں داخل ہو گئے وہاں پر آپ نے درجات فوقانیہ اور درجات علیا کی تعلیم حاصل کی ساتھ ہی ساتھ امتحانات عربی فارسی اتر پردیش الہ آباد بورڈ سے درجہ منشی، مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس کئے کچھ دنوں تک آپ دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں بھی زیر تعلیم رہے مختصر یہ ہے کہ منظر اسلام اور مظہر اسلام دونوں مدارس کے لائق وفائق مشہور ومعروف ذی استعداد اساتذۂ کرام سے آپ نے تعلیم حاصل کی اور مختلف علوم وفنون سے اپنے آپ کو آراستہ وپیراستہ کیا، یہاں پر اگر پاکستان کا ذکر نہ کیا جائے تو حصول تعلیم کا سفر ادھورا رہ جائے گا پاکستان جانے کا واقعہ یوں ہے کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان انگریز کی غلامی سے آزاد ہوا، لیکن اسے ہندوستان کی کم نصیبی کہیئے کہ کچھ ناعاقبت اندیش رہنماؤں (لیڈروں) کے آپسی اختلاف اور ذاتی انا کی وجہ سے ملک ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور پاکستان وجود میں آ گیا۔ حسن اتفاق یا سوئے اتفاق کہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان ہندوستان چھوڑ کر پاکستان چلے گئے۔ وہاں پر انہوں نے اپنے پیر ومرشد حضور مفتی اعظم ہند کی یاد میں ایک مدرسہ بنام جامعہ رضویہ مظہر اسلام قائم فرمایا۔ موصوف کو حدیث اور اصول حدیث پر کافی دسترس حاصل تھی۔ مظہر اسلام سے مولٰنا سردار احمد صاحب کے چلے جانے کے بعد حضرت صدر العلما کو ان کی کمی اور علم حدیث میں تشنگی کا حد درجہ احساس ہوا س احساس نے صدر العلما کو حدیث رسول "اطلبو االعلم ولو کان بالصین" پر عمل کرنے پر مجبور کر دیا۔ صرف درس حدیث کے لئے آپ ۱۹۵۴ء میں حضور محدث اعظم پاکستان کی بارگاہ میں فیصل آباد تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے سال کی بھر قلیل مدت میں صحاح ستہ کی کتابوں کا درس لیا اور دورۂ حدیث کا کورس مکمل کیا سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق تکمیل درس پر آپ کو دستار فضیلت سے نوازا گیا اس مبارک ومسعود موقع پر محدث اعظم پاکستان۔ نے حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ عالیہ میں مبارکبادی کا خط یوں تحریر فرمایا۔

عزیزم مولانا تحسین رضا خاں صاحب سلمہ کی دستار بندی حضور بالا کو مبارک ہو (دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف) میں اسباق جو ان کے سپرد کئے جائیں ان میں مشکوۃ شریف ان کے پاس ضرور رکھی جائے اور آئندہ سال نسائی شریف اس کے بعد ابن ماجہ پھر مسلم شریف پھر ترمذی شریف جب ہر سال حدیث کی ایک کتاب پڑھا لیں تو بعد میں بخاری شریف خدا چاہے تو اس طرح تدریجا دورۂ حدیث کے اسباق پڑھا لیں گے۔ (حیات صدر العلما ص ۳۰، ۳۱)

مذکورہ خط کے ایک ایک سطر سے استاذ کی شخصیت عیاں ہے ساتھ ہی ساتھ علمی لیاقت کا اعتراف بھی ہے اور تدریسی خدمات پر مامور کرنے کے لئے بہترین سفارش نامہ بھی ہے۔

تدریس کا آغاز

یوں تو صدر العلما نے حضور مفتی اعظم ہند کے حسب ارشاد مظہر اسلام میں دوران طالب علمی ہی سے ابتدائی درجات کے طلبہ کو پڑھانا شروع کر دیا تھا جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث منظر اسلام نے مجھ سے فرمایا لیکن با قاعدہ طور پر پاکستان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے درس وتدریس کا آغاز کیا اور تقریبا پچاس سال تک یہ سلسلہ جاری وساری رہا صدر العلما کی پچاس سالہ تدریس کا احاطہ اور جائزہ پیش کرنے سے قبل تدریس کی اہمیت، افادیت اور طریقۂ کار پر روشنی ڈالنا بھی ضروری

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے درس وتدریس کی اہمیت افاضیت محنت ومشقت کتب بینی دماغ سوزی اور اس کے لئے کثرت مطالعہ اور وسعت مطالعہ کا اندازہ اسی انسان کو ہوگا جو اس راہ کا مسافر اور اس میدان کا شہ سوار ہوگا آج سے تیس چالیس سال قبل درس وتدریس کا معیار بہت بلند تھا اب اساتذۂ کرام کے افہام وتفہیم کا انداز دلنشیں وذہن نشیں ہوا کرتا تھا مطالعۂ اسباق کے بغیر نہ اساتذہ سبق پڑھایا کرتے تھے اور نہ ہی طلبہ پڑھا کرتے تھے۔

یہاں پر میں اس بات کی وضاحت کردوں کہ درس وتدریس کی درسگاہیں دو طرح کی ہیں ایک اسکول، کالج کی درسگاہیں دوسرے مدارس عربیہ کی درسگاہیں دونوں درسگاہوں میں تدریس کا طریقہ جداگانہ اور مختلف ہے اسکول کالج میں عموماً اساتذہ طلبہ کو درسی کتاب کے اسباق پڑھادیتے ہیں یا کلاس میں کھڑے ہو لیکچر دے کر فرض منصبی سے سبکدوش ہوجاتے ہیں۔ سبق سے متعلق اعتراض وجواب شاید وباید ہی ہوتا ہوگا اب پڑھنا پڑھانا بھی بلکہ گائڈ بکس سے سوال وجواب کاپی پر اتارنا رہ گیا ہے اسی لئے اسکول کالج کے طلبہ کو روز اول سے ٹیوشن کی حاجت رہتی ہے۔

لیکن مدارس عربیہ کی درسگاہوں کا طریقۂ تدریس بالکل جداگانہ ہے طلبہ درسگاہوں میں کتابیں تپائی پر رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اساتذہ بھی اپنی اپنی نشست گاہوں پر بیٹھ جاتے ہیں استاذ کے اشارے پر کوئی طالب علم عبارت خوانی کرتا ہے تمام طلبہ اسے توجہ سے سنتے ہیں ساتھ ہی ساتھ استاذ بھی بڑے انہماک سے سنتا ہے عبارت خوانی کے بعد استاذ اس کا ترجمہ اور مفہوم بیان کرتا ہے استاذ کے یا تفہیم میں جہاں کہیں بھی طلبہ کو کوئی تردد ہوتا یا مطالعہ کے خلاف کوئی بات آتی تو طلبہ نہایت ادب کے ساتھ اس اعتراض کو استاذ کے سامنے پیش کرتے استاذ اپنی معلومات کی روشنی میں جواب فراہم کرتا ہے اس انداز سے کتاب کا مفہوم اور ماحصل طلبہ کی سمجھ میں آجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مدارس عربیہ کے طلبہ کو ٹیوشن کی حاجت نہیں رہتی ہے لیکن میرے خیال سے یہ طریقہ بہت قدیم ہے اب طلبہ کے اندر وہ شوق وذوق نہیں رہا اور نہ ہی اساتذہ کے اندر مشقت ومحنت کا وہ جذبہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اب تعلیمی معیار دن بدن گرتا چلا جارہا ہے لہذا جس طرح سے نصاب تعلیم میں تھوڑی بہت تبدیلی ہوئی اسی طرح سے طریقۂ تدریس میں بھی کچھ تبدیلی کی ضرورت ہے مضمون کے آغاز میں میں نے جو طریقۂ تدریس کا خاکہ پیش کیا ہے اس پر اگر عمل کیا جائے تو طلبہ کا ذوق وشوق بڑھ سکتا ہے اور تعلیمی معیار بلند ہوسکتا ہے۔ بہر کیف میں یہ عرض کررہا تھا کہ صدر العلما نے اپنی تدریس کا آغاز دور طالب علمی سے کیا، اسی سے اندازہ لگاسکتے ہیں کہ آپ کے اندر کتنی صلاحیت ولیاقت تھی نیز تدریس کا جوہر بدرجۂ اتم موجود تھا یہی وجہ کہ جب آپ دار العلوم مظہر اسلام میں منصب تدریس پر فائز ہوئے تو ابتدائی درجہ سے لے کر انتہائی درجہ کی کتابیں آپ دریا کی روانی کی طرح پڑھاتے چلے گئے درس نظامی میں شامل تمام علوم وفنون کو آپ نے بالاستعاب پڑھایا۔ کہیں کوئی دشواری اور پریشانی محسوس نہیں کی میری حرماں نصیبی رہی کہ مجھے آپ سے پڑھنے یا استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ آپ کے شاگردوں سے جو سنا اور معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ آپ کی درس کا معیار بہت بلند اور تفہیم کا انداز بہت اچھا ذکی سے ذکی غبی سے غبی ہر طالب علم کو آپ اس طرح سمجھاتے تھے کہ کتاب کا مفہوم اور ماحصل ان کی سمجھ میں آجاتا تھا۔ آپ کی تدریسی صلاحیت اور افہام وتفہیم کو کما حقہ آپ کا شاگرد ہی بیان کرسکتا ہے۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک مدرس کے اندر جو خوبی اور صفت ہونی چاہیئے وہ ساری خوبیاں اور صفات آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

میدان تدریس میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بریلی شریف عرصہ دراز سے مرکز اہلسنت کے نام

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے جانا جاتا ہے اور پوری دنیا میں اہلسنت اسے اپنا مرکز مانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی قائم کردہ درسگاہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے بعد یکے بعد دیگرے یہاں تین معیاری درسگاہیں (دارالعلوم) وجود میں آئیں ان سب درسگاہوں کی آپ زینت بنے اور مسند تدریس پر فائز ہو گئے زبان فیض ترجمان سے علم و حکمت کے گوہر آبدار لٹاتے رہے۔

منصب صدارت

اس دور قحط الرجال اور تعلیمی انحطاط میں انسان کا مدرس بننا ہی درجۂ کمال پر فائز ہونا ہے چہ جائیکہ شیخ الحدیث اور مسند صدارت پر رونق افروز ہونا۔ لیکن یہ صدر العلما کا کمال اور اعلیٰ رتبہ کی بات ہے کہ آپ چاروں عظیم درسگاہوں میں منصب تدریس کے علاوہ منصب صدارت پر بھی فائز رہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ حضرت صدر العلما ۱۹۶۷ء سے قبل ہی منظر اسلام میں منصب صدارت پر فائز ہو چکے تھے کیونکہ میری فراغت کے وقت وہ صدر تھے ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۵ء کے ماہ شعبان المعظم تک آپ منظر اسلام میں بحیثیت صدر مدرس تدریسی خدمات انجام دیتے رہے کسی وجہ سے تعطیل کلاں کے موقع پر آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ پھر شوال المکرم سے آپ نے یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بحیثیت صدر مدرس تدریسی خدمات کی اہم ذمہ داری سنبھالی۔ داخلہ رجسٹر کی تاریخ اندارج کے مطابق ۱۵ر اپریل ۱۹۷۵ء تک حضرت شمس العلما مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی کوسیاوی علیہ الرحمہ صدارت کے عہدے پر فائز رہے تعطیل کلاں (شعبان، رمضان کی رخصت) کے بعد حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قبلہ ماہ ستمبر ۷۵ء تک منصب صدارت پر فائز رہے ان کے بعد حضرت صدر العلما نے باقاعدہ طور پر صدارت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور سب سے پہلے اپنے دست پاک سے داخلہ رجسٹر میں جس طالب علم کا نام درج کیا اس کا مکمل پتہ درج ذیل ہے تاریخ اندراج ۲۳ر اکتوبر ۷۵ء نام محمد شفیع انور ابن عبدالسلام موضع اکیر خالد پوسٹ پوکھریا تھانہ اسلام پور ضلع مغربی دیناجپور بنگال۔

داخلہ رجسٹر کی تاریخ کے مطابق حضرت صدر العلما ۲۳ر اکتوبر ۷۵ء سے ۱۷ر مئی ۸۲ء تک دارالعلوم منظر اسلام میں بحیثیت صدر مدرس رہے۔ صدر المدرسین ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث کی بھی اہم ذمہ داری آپ نے سنبھالی۔

۱۹۸۲ء میں عہدۂ صدارت کو لے کر کچھ اختلاف ہوا اس لئے مستعفی ہو گئے۔ اسی سال حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں منانی میاں قبلہ نے مرزائی مسجد پرانا شہر بریلی میں ایک مدرسہ بنام جامعہ نوریہ قائم کیا حضرت منانی میاں قبلہ کو آپ جیسی باکمال تجربہ کار شخصیت کی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے آپ کو اپنے مدرسے کے لئے صدر مدرس بنالیا ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۵ء تک آپ نے جامعہ نوریہ کو خون جگر سے سینچا اس کی تعمیر و ترقی میں بے مثال قربانی پیش کی۔ ایک نو پید اور نو خیز پودے کو شجر بار آور بنا دیا۔

۲۰۰۵ء میں حضرت تاج الشریعہ علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قبلہ نے جامعۃ الرضا کی تعلیم کا افتتاح کیا جامعہ کی تدریسی خدمات اور منصب صدارت کے لئے انہوں نے آپ کو منتخب کیا کیوں کہ آپ کی ذات اور شخصیت کے علاوہ کوئی ایسا شخص ان کی نگاہ میں نہیں تھا جن کو پچاس سالہ تدریسی خدمات اور عہدہ صدارت کا تجربہ حاصل ہوا ہو، یہاں پر یہ بات بھی قابل تعریف اور لائق صد ستائش ہے کہ آپ کی ذات کبھی کسی مسئلہ میں موضوع بحث نہیں بنی جبکہ خاندان میں ہر دور میں کچھ نہ کچھ شکر رنجی رہی۔ لیکن آپ ہر ایک کی نظر میں محبوب و مقبول رہے آپ محبوب و مقبول کیوں نہ ہوتے۔ جبکہ شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی زبان

www.muftiakhtarrazakhan.com

فیض ترجمانی سے ارشاد فرمایا کہ تحسین رضا گل سرسبد ہیں ۔ بہر کیف آپ بغیر کسی اختلاف کے مظہر اسلام، منظر اسلام، جامعہ نوریہ، جامعۃ الرضا چاروں مدرسے میں تدریسی خدمات کے ساتھ منصب شیخ الحدیث اور عہدۂ صدارت پر فائز رہے۔ جب ہم چاروں مدرسے کی مدت ملازمت کو شمار کرتے ہیں تو پچاس سال کی طویل مدت نکل کر سامنے آتی اس پچاس سال مدت تدریس میں سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں طالبان علوم نبویہ نے آپ سے علم وحکمت کی تشنگی دور کی ۔ اور اپنے آپ کو زیور علم سے آراستہ و پیراستہ کیا میرے خیال سے یہی تدریسی خدمات اور تبلیغ دین متین کا اجر اور صلہ تھا کہ آپ کو درجۂ شہادت، حاصل ہوا اور آپ کی نماز جنازہ میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہوئے اہل بریلی کا کہنا ہے کہ آج سے تقریبا پچیس سال قبل حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ میں ایسی بھیڑ دیکھی تھی جو اس طرح سے آج دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اس طرح کی باتوں اور تبصروں سے مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ لوگ جو آپ مظہر مفتی اعظم ہند کہا کرتے تھے یہ صرف عقیدت کی بولی نہیں تھی بلکہ یہ ایک حقیقت تھی، جس کو صدر العلما نے اپنی عاجزی وانکساری اور منکسر المزاجی سے پردہ خفا اور صیغۂ راز میں رکھا تھا۔ لیکن بعد وصال از خود واضح ہو گیا کہ صدر العلما واقعی مظہر مفتی اعظم ہند تھے خدائے پاک ان کی قبر پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور ہم سب کو ان سے فیضیاب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی، پی، ایچ، ڈی،
استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما.....اخلاق حسنہ کے پیکر

مولانا عبدالسلام رضوی

نمونۂ اسلاف صدر العلما، مظہر مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کا سانحہ ارتحال ایک عظیم وناقابل فراموش حادثہ ہے۔ یہ چند افراد کا نہیں بلکہ پوری جماعت کا شدید المیہ ہے۔ حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان بلاشبہ ایک عالم باعمل تھے۔ اور عالم باعمل کی موت، کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہزار عابد قائم اللیل، صائم النہار کا مرنا ایک عالم کی موت کے برابر نہیں جو خدا کے حلال وحرام پر صبر کرتا ہو [فضل العلم والعلما حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی [ص ۷]

ایسی ہی موت کے لئے ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

"لعمرک ماالرزیۃ فقدمال. ولا فرس یموت ولا بعیر"

"ولکن الرزیۃ فقد حر. یموت لموتہ خلق کثیر"

تیری زندگی کی قسم مال کا ضیاع اور گھوڑے اونٹ کا مرنا بڑی مصیبت نہیں ہے۔

بلکہ بڑی مصیبت ایسے صاحب شرافت آدمی کی موت ہے جسکی موت کی وجہ سے خلق کثیر کی موت واقع ہو جائے۔

اسی مفہوم کو حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان نے یوں ادا فرمایا ہے:

واللہ! کہ عالم کے لئے موت ہے تحسیں　　　اک مرد حق آگاہ کا دنیا سے گذرنا

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ علم وحکمت کے شہر یار اور تقویٰ وطہارت کے سرمایہ دار تھے، جامع شریعت وطریقت اور مینارۂ رشد وہدایت تھے، مملکت استغنا وقناعت کے بادشاہ اور شہرت وناموری سے دور ونفور تھے، تواضع وانکساری کے پیکر اور حسن خلق وحلم وبردباری کے مجسمہ تھے، بزم تدریس کے صدر نشیں اور استاذ الاساتذہ تھے۔ ان شاء اللہ العزیز اس عظیم مجلّہ میں حضرت کے ان تمام محاسن وکمالات پر مضامین شامل ہونگے۔

مجھے سن ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۴ء بزمانہ طالب علمی مظہر اسلام میں اور ۱۹۹۶ء تا ۲۰۰۴ء بزمانہ مدرسی جامعہ نوریہ رضویہ میں آپ کے زیر سایۂ کرم رہنے کی سعادت میسر ہوئی۔ اس مدت میں بار بار آپ کی زیارت وہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی باتیں سنیں، آپ کا اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا دیکھا، لوگوں سے آپ کا خندہ پیشانی وخوشروئی کے ساتھ پیش آنا دیکھا، نمازوں میں آپ کی اقتدا کی سعادت نصیب ہوئی، آپ کی معیت میں چند مقامات کے سفر کا موقع بھی ملا۔ میں انہی مشاہدات کی روشنی میں جو امور بروقت مستحضر ہیں ان کو سپرد قلم کرتا ہوں۔ بعض باتیں وہ بھی ہونگی جو دیگر معتبر ذرائع سے معلوم ہوئیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

کسی دانشور نے کہا ہے اور بجا کہا ہے: شریف آدمی پہاڑ کے مانند ہوتا ہے کہ جس طرح پہاڑ تیز وتند ہوا کے جھونکوں سے بھی متحرک نہیں ہوتا بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے، اسی طرح صاحب شرافت کوئی مرتبہ پانے کے بعد اتراتا اور اچھلتا کودتا نہیں ہے خواہ وہ مرتبہ کیسا ہی عظیم کیوں نہ ہو۔ اور گھٹیا اور رزیل آدمی گھاس کی طرح ہوتا ہے کہ معمولی ہوا چلی اور جھومنا شروع کر دیا، اسی طرح رزیل آدمی معمولی مرتبہ ملنے پر بھی اتراہٹ اور گھمنڈ میں بتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان واقعۃً کوہ گراں کے مثل تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی عزت وعظمت اور بلند مراتب سے نوازا تھا۔ آپ ایک جید عالم دین تھے، سیکڑوں علما، فضلا اور مفتیوں کے مربی وآقائے نعمت تھے، استاذ الاساتذہ تھے، بڑی تعداد میں لوگوں کے پیرومرشد تھے، عظیم ونامور خاندان کے فرد تھے، جس جگہ تشریف لے جاتے لوگ آپ کی راہ میں اپنی آنکھیں بچھاتے، جس مجلس میں رونق افروز ہوتے صدر نشین ہوتے، اصحاب دولت وجاہ آپ کی بارگاہ میں اظہار عقیدت ونیازمندی کو اپنی عزت تصور کرتے، اور اہل علم ودانش آپ کی دست بوسی کو اپنی سعادت یقین کرتے۔

لیکن اس سب کے باوجود آپ کی کتاب زندگی میں ناز ونخوت کا کوئی نام ونشان نہ تھا، عُجب وخود پسندی سے آپ بالکل دور تھے،، خودنمائی وخود آرائی سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ بلکہ آپ سادگی، انکساری اور بے نفسی کے پیکر جمیل تھے۔

جامعہ نوریہ میں ایک بیت الخلا حضرت ہی کے لئے مخصوص تھا جو مقفل رہتا تھا تا کہ آپ کو پریشانی نہ ہو۔ حضرت کی خاکساری کا یہ عالم تھا کہ ضرورت پیش آتی تو کسی طالب علم کو حکم نہ فرماتے کہ تالہ کھولدو، پانی نہ ہو تو پانی رکھدو۔ ہاں طلبہ آپ کو جاتا دیکھتے تو ازخود آگے بڑھتے اور چابی لے کر تالہ کھولتے اور پانی نہ ہوتا تو پانی کا انتظام کر دیتے۔ آپ کے کسی قول وفعل سے یہ ترشح نہیں ہوتا تھا کہ آپ اپنے اعزاز واکرام کے خواہاں ہیں۔

آپ بہت ہی صاحب علم اور نرم مزاج، بڑے شفیق ومہربان اور اصاغر نواز تھے۔ اگر کوئی بات طبع شریف پر ناگوار ہوتی تو اس کا تحمل فرما لیتے۔ آپ کی طرف سے خفگی وبرہمی کا اظہار شاذ ونادر ہی دیکھنے میں آتا۔

جیسا کہ میں نے صدر مضمون میں ذکر کیا کہ مجھے سن ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۴ء تک پھر ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۴ء تک حضرت کے زیر سایۂ کرم رہنے کی سعادت نصیب ہوئی لیکن اس طویل مدت میں مجھے یاد نہیں آتا کہ میں نے آپ کو کسی پر اظہار غیظ وغضب کرتے ہوئے دیکھا ہو یا سنا ہو۔ ہاں ایک موقع پر ایسا ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ مظہر اسلام میں ایک طالب علم نے ایک استاذ کے ساتھ بہت ہی نازیبا سلوک کیا اور ان کے ساتھ دست درازی کی۔ اس موقع پر آپ کو سخت غیظ وغضب کے عالم میں دیکھا گیا۔ اس وقت آپ نے زبان سے بھی غصہ کا اظہار فرمایا تھا اور ہاتھوں سے بھی۔

۲۰۰۶ء کی بات ہے کہ حافظ جلیس احمد صاحب تحسینی ساکن قصبہ سوار ضلع رامپور بریلی شریف آئے۔ اور مجھے بتایا کہ ہمارے محلہ میں دینی تعلیم کا کوئی بند وبست نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے مدرسہ تحسین العلوم کے قیام کا ارادہ کیا ہے۔ زمین حاصل ہو گئی ہے اب اس پر تعمیری کام شروع کرانا ہے۔ میری دلی آرزو ہے کہ سنگ بنیاد اپنے پیرومرشد حضرت صدر العلما کے دست اقدس سے رکھوایا جائے۔ لہٰذا حضرت کو دعوت دینی ہے آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔

چنانچہ ہم دونوں حاضر ہوئے۔ ان کی طرف سے عرض مدعا میں نے کیا۔ گذارش قبول ہوئی اور غالباً ماہ نومبر ۲۰۰۶ء کی ایک

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاریخ مقرر ہوئی۔ بریلی شریف سے گاڑی کر کے حضرت کو لیجانا میرے ذمہ تھا۔ میں نے حافظ جلیس صاحب سے کہا کہ یہ خیال رکھیں کہ حضرت کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ راستہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ صاف ہے کوئی دقت نہ ہوگی۔ موصوف کے علم میں یوں ہی تھا۔

بعد ظہر روانگی ہوئی۔ حضرت مولانا صغیر اختر صاحب استاذ جامعہ نوریہ اور جناب قاری عرفان الحق صاحب ہمراہ تھے۔ نماز عصر فتح گنج کی مسجد میں باجماعت ادا فرمائی۔ مغرب کی نماز رامپور سے نکل کر شاہراہ پر واقع موضع کھود کی ایک مسجد میں پڑھی، وہاں سے کچھ راستہ طے کرنے کے بعد روڈ بہت خراب تھا۔ روڈ پر پتھر بچھا ہوا تھا اور جگہ جگہ مٹی پڑی ہوئی تھی۔ کچھ چلنے کے بعد راستہ ٹھیک تھا لیکن پھر وہی پوزیشن تھی۔ دوسرا راستہ اختیار کرنے کیلئے رامپور واپس ہونا پڑتا لیکن اس میں بھی دشواری تھی نیز، ڈرائیور نے بتایا کہ ان پتھروں سے ٹائر خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اگر ایسا ہوا تو بڑی مشکل ہو جائیگی کیونکہ ہمارے پاس دوسرا ٹائر بھی نہیں ہے، یہ سنکر فکر اور زیادہ ہو گئی، مختصر یہ کہ بڑی پریشانی سے یہ راستہ طے ہوا۔ مجھے اس صورت حال سے بہت ہی ندامت ہو رہی تھی، اور دائی پر غصہ بھی آرہا تھا، یہاں تک کہ جب انہوں نے مجھ سے موبائل پر رابطہ کیا تو میں نے انہیں سخت سست کہا۔ ڈرائیور نے کئی بار شکوہ کیا اور ناراضگی بھی ظاہر کی۔ لیکن واہ رے حضرت کا تحمل، کہ آپ کی زبان اقدس سے کوئی بھی ایسا لفظ نہ نکلا جس سے برہمی کا اظہار ہوتا۔ حالانکہ آپ کو بھی بہت کوفت ہو رہی ہوگی۔

حضرت جامعہ نوریہ میں کسی ضرورت سے پرائمری درجات کے پاس سے گزرتے اور درجہ استاذ سے خالی ہوتا یا استاذ کی توجہ کسی دوسری طرف ہوتی تو چھوٹے چھوٹے بچے دوڑتے ہوئے حضرت کے پاس آتے، سلام کرتے اور اپنے سروں پر دست شفقت رکھواتے اور خوب خوش ہوتے۔ حضرت بالکل خفا نہ ہوتے۔

جب حضرت جامعہ نوریہ سے روانہ ہوتے، تو طلبہ مصافحہ کے لئے دوڑ پڑتے، مصافحہ و دست بوسی کرتے اور سروں پر ہاتھ رکھواتے۔ یہاں تک کہ آپ کا رکشہ چلنا شروع ہو جاتا تب بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔ جب رکشہ جامعہ نوریہ سے آگے بڑھتا تو راستہ کے ارد گرد جو لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوتے وہ حضرت کی طرف بڑھتے، قریب آکر سلام عرض کرتے اور حضرت کی طرف اپنا سر خم کر دیتے، حضرت انکے سروں پر ہاتھ رکھ دیتے، ہم طلبہ سے کہتے کہ تمہارا طریقہ درست نہیں کہ حضرت رکشہ پر سوار ہیں، رکشہ چلنے والا ہے اور تم لوگ دوڑ دوڑ کر مصافحہ کے لئے آرہے ہو۔ مصافحہ کرنا ہے تو اس وقت کیا کرو جب حضرت درسگاہ میں فارغ ہوں۔ لیکن ہم نے نہیں سنا کہ حضرت نے طلبہ اور دوسرے لوگوں کے اس طریقہ پر کبھی ناگواری کا اظہار فرمایا ہو۔ یہ مسلمانوں اور طلبہ پر آپ کی طرف سے شفقت و رافت اور ان کی دلجوئی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نماز فجر کے بعد مدینہ کے خدام (حصول برکت کے لئے) پانی کے برتن حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے کر آتے۔ آپ ہر ایک برتن میں اپنا دست اقدس ڈبو دیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ صبح ٹھنڈی ہوتی تب بھی آپ ان کا رد نہ فرماتے بلکہ دست بابرکت پانی میں ڈال دیتے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص ۵۱۹)

حضرت صدر العلما کے مذکورہ حالات میں اس سنت کریمہ کا پرتو صاف نظر آرہا ہے۔

زمانہ طالب علمی کی بات ہے کہ ایک مرتبہ دار العلوم مظہر اسلام میں ایک مجلس کا انعقاد کیا گیا۔ راقم السطور اور رفیق درس حضرت مولانا مفتی محمد یامین صاحب مفتی و مدرس جامعہ حمیدیہ مدنپورہ بنارس نے حضرت کی بارگاہ میں گزارش کی کہ حضور آج ترنم کے ساتھ اپنی کہی

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوئی کوئی نعت پاک سنادیں۔حضرت نے ٹال دیا لیکن جب ہم نے دوبارہ کہا تو راضی ہو گئے۔اور آپ نے اس مجلس میں ترنم کے ساتھ یہ نعت پاک پڑھی۔

جسکو کہتے ہیں قیامت، حشر جس کا نام ہے
درحقیقت ان کے دیوانوں کا جشن عام ہے

اساتذہ،طلبہ اور دیگر حاضرین بہت محظوظ ہوئے اور خوب داد و تحسین پیش کی گئی۔

ایک بار میں اپنے برادر اصغر ماسٹر صفدر علی کو داخل سلسلہ کرانے کے لئے دولت کدے پر حاضر ہوا تو حضرت نے بڑی شفقت ومحبت سے بٹھایا اور چائے نمکین سے تواضع بھی فرمائی۔یہ تھی حضرت کی طرف سے اپنے خدام کی دلجوئی اور اصاغر نوازی۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان بہت کم سخن تھے۔اور تقریر تو بالکل نہیں کرتے تھے۔جن جلسوں میں آپ رونق افروز ہوتے انکی صدارت وسرپرستی فرماتے اور آخر میں دعا فرماتے۔حضرت کو جلسوں میں اسی لئے مدعو کیا جاتا کہ آپ صدارت وسرپرستی فرمائیں،لوگ دیدار سے مشرف ہوں اور فیوض وبرکات حاصل کریں اور جو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہونے کی آرزو رکھتے ہوں ان کی آرزو کی تکمیل ہو جائے۔

۱۴۰۵ھ کی بات ہے کہ حضرت مدرسہ مفتاح العلوم جامع مسجد قصبہ رامنگر ضلع نینی تال میں فارسی عربی درجات کا سالانہ امتحان لینے تشریف لے گئے۔اس وقت مدرسۂ ہذا میں آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ محمد حنیف خاں مؤلف جامع الاحادیث صدر مدرس تھے۔راقم بھی وہیں پڑھاتا تھا۔حضرت نے دن میں امتحان لیا۔اور شب کو جلسۂ دستار بندی میں شرکت فرمائی۔مقرر خصوصی حضرت مولانا مختار احمد صاحب بہیڑوی تھے،آپ نے اپنی تقریر کے اختتام پر یہ اعلان کیا کہ اب حضرت صدر العلما تشریف لائیں گے اور مدرسہ کی خدمات پر اپنے تاثرات کا اظہار فرمائیں گے حضرت مائک پر تشریف لائے اور مختصر خطبہ کے بعد چند کلمات ارشاد فرمائے جو کچھ اس طرح تھے"مدرسہ مفتاح العلوم کی تعلیمی خدمات اطمینان بخش ہیں۔اساتذہ کی حسن کارکردگی اور طلبہ کی صلاحیت اس سے ظاہر ہے کہ میں کسی طالب علم کو فیل نہیں کر سکا۔یہ کلمات فرما کر بات ختم کردی اور بیٹھ گئے۔

لیکن جب آپ مسند تدریس پر ہوتے تو خوب تقریر فرماتے،ہماری ملاحسن آپ ہی کے پاس تھی۔یہ علم منطق کی معیاری کتاب ہے اور دقیق مباحث پر مشتمل ہے۔مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ درس کی پوری گھنٹی میں مسلسل تقریر فرماتے۔کلام میں کوئی تکلف اور جھجک نہ ہوتی۔زبان بھی ادبی اور صاف ستھری ہوتی۔

کبھی کبھی تقریر درس کے دوران طلبہ کی اکتاہٹ دور کرنے کے لئے کوئی پر لطف بات بھی ارشاد فرماتے یا کوئی شعر سناتے۔ایک بار کسی مناسبت سے غالب کا یہ شعر پڑھا:

یہ اشعار بھی کسی موقع پر آپ ہی نے سنایا تھا:

یہ مسائل تصوف یہ ترابیان غالب تجھے ہم ولی سمجھتے،جو نہ بادہ خوار ہوتا

پھر تبسم کرتے ہوئے فرمایا: ہم تو پھر بھی ولی نہیں سمجھتے۔ایک مرتبہ حقہ کے عنوان پر اپنے یہ اشعار سنائے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہ اشعار بھی کسی موقع پر آپ ہی نے سنائے تھے:

اے مرے حقے مری تنہائیوں کے غمگسار	تیری نغمہ ریزیاں میرے لئے وجہ قرار
لائق تحسین ہے کہ رہ کے خود آشفتہ سر	دور کرتا ہے مری آشفتگی وانتشار
ستارے ڈوبتے جاتے ہیں حقہ پیتا جاتا ہوں	مرے ہر کش پر چلم کی آنچ مدھم ہوتی جاتی ہے
نظام عمر انساں بھی اسی سے ملتا جلتا ہے	کہ سانس آتے ہیں جتنے زندگی کم ہوتی جاتی ہے

وہ خاموش طبع اور کم گفتار تھے، لیکن نہ جانے کتنے لوگوں کو بولنے کا سلیقہ سکھادیا۔ ان کے خرمن علم سے خوشہ چینی کر کے نہ جانے کتنے لوگ مدرس، مصنف، مناظر اور مقرر بن گئے۔

آپ بولنے میں بڑے محتاط تھے۔ اگر کسی بات میں شک ہوتا تو اس کو یقین کے انداز میں بیان نہ فرماتے بلکہ تردیدی طور پر بیان کرتے۔ ایک مرتبہ قیام جامعہ نوریہ کے تعلق سے تفصیلاً حالات سنائے۔ لیکن جس امر میں کچھ بھی تردد ہوا اس کو حتمی انداز میں بیان نہیں فرمایا۔

آپ کی مجلس بہت پاکیزہ ہوتی تھی۔ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ جہاں چند افراد جمع ہوتے ہیں تو گفتگو کے دوران شعوری یا غیر شعوری طور پر باب غیبت بھی کھل جاتا ہے۔ حضرت کی مجلس میں اگر کسی سے یہ نادانی ہوتی تو آپ اس میں حصہ نہ لیتے بلکہ بے اعتنائی برتتے اور بات کا رخ بدل دیتے۔

حرص وطمع سے بالکل دور تھے، بلکہ طبع شریف میں حد درجہ قناعت اور استغنا تھا۔ صدیق مکرم جناب الحاج حافظ ثناء اللہ صاحب استاذ جامعہ نوریہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ حضرت کو موضع کھیلم لے گیا۔ وہاں رات میں جلسہ ہوا۔ صبح کو لوگ مرید ہوئے۔ انہوں نے جو نذریں پیش کیں وہ حضرت میرے سپرد فرماتے رہے۔ یہ کل ڈھائی سو یا تین سو روپے تھے۔ قیام گاہ پر پہونچ کر میں نے یہ روپے حضرت کو دیے تو آپ نے سب کے سب مجھی کو عطا فرما دیے۔

قلیل الغذا تھے۔ میں نے قصبہ جسپور میں دیکھا کہ حضرت نے سنت طریقہ پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور قلیل مقدار میں کھایا۔ طبیعت میں نفاست وپاکیزگی تھی۔ لباس سادہ لیکن صاف ستھرا پہنتے۔

سورۂ بقرہ شریف کی ابتدائی آیات میں مخلص اہل ایمان کی جو صفات مذکور ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ "وَیقیمون الصلوٰۃ" اور نماز قائم رکھیں۔ حضرت صدر الافاضل اس کے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

"نماز قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس پر مداومت کرتے ہیں، اور ٹھیک وقتوں پر پابندی کے ساتھ اس کے ارکان پورے پورے ادا کرتے اور فرائض، سنن، مستحبات کی حفاظت کرتے ہیں۔ کسی میں خلل نہیں آنے دیتے۔ مفسدات ومکروہات سے اس کو بچاتے ہیں۔ اور اس کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔"

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان میں یہ صفت پورے طور پر موجود تھی، آپ بلاشک وشبہ نماز کو قائم رکھنے والے تھے۔ نمازوں پر مداومت فرماتے، انتہائی پابندی سے نمازوں کو ان کے معینہ اوقات پر ان کے فرائض وواجبات وسنن ومستحبات کی رعایت کرتے ہوئے بڑے اہتمام سے ادا فرماتے۔ جماعت اور حاضری مسجد کا بھی التزام فرماتے۔ سخت سردی ہو یا سخت گرمی، لیکن نماز

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے معاملہ میں آپ کی طرف سے کسی بھی طرح کا کسل نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ نحیف وناتواں تھے اور ایسا آدمی سخت سردی سے بھی بہت متاثر ہوتا ہے اور سخت گرمی سے بھی۔

حالت حضر میں، پانچوں نمازیں اپنے محلہ کی قریبی مسجد ''نورانی مسجد'' میں ادا فرماتے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ گھر پر موجود ہوں اور نماز کے لئے مسجد میں حاضر نہ ہوئے ہوں، الّا بعذر شرعی۔ کسی دوسری جگہ قیام ہوتا تو وہاں بھی مسجد میں جا کر نماز ادا فرماتے۔ ہاں اگر کوئی وقت ہوتی مثلاً تاریکی یا راستے کی خرابی وغیرہ تو امر دیگر ہے۔

سفر کرتے ہوئے بھی اس بات کا پورا پورا خیال رہتا کہ نمازیں وقت پر ادا ہوں۔ ایسا نہیں تھا کہ اگر منزل قریب ہے تو سوچ لیا کہ اب راہ میں کیا ٹھہریں منزل پر پہونچ کر ہی ادا کرلیں گے خواہ وقت یا وقت مستحب کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ بلکہ اگر ممکن ہوتا تو باجماعت مسجد میں نماز ادا فرماتے۔

(۱) میں نے حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمرکابی میں تین مقامات کا سفر کیا۔
سید پور ضلع بدایوں (۲) قصبہ جسپور ضلع یو۔ایس۔ نگر (اتراکھنڈ) (۳) اور قصبہ سوار ضلع رامپور کا۔

میں نے ان تینوں اسفار میں ایسا ہی مشاہدہ کیا اور دوسرے بعض لوگوں نے بھی جنھیں آپ کی معیت میں سفر کا اتفاق ہوا ایسا ہی بیان کیا۔

تبلیغ اسلام کے تین طریقے ہیں۔ تقریر، تحریر اور تیسرا یہ ہے کہ آدمی اپنے سراپا کو اس طرح اسلامی سانچے میں ڈھال لے کہ اس کی ہر نقل وحرکت اسلامی تعلیمات کا اعلان اور اسکے کمالات وامتیازات کا اظہار ہو۔

پہلی دو صورتیں یعنی تقریر وتحریر قال ہیں اور آخری صورت حال ہے۔ حال کے ذریعہ جو تبلیغ ہوتی ہے۔ وہ بڑی موثر ونتیجہ خیز ہوتی ہے۔ بلکہ قال بھی اسی وقت موثر ہوتا ہے جبکہ حال اس کی موافقت کرے۔

اللہ والوں کی تبلیغ زیادہ تر اسی تیسرے طریقے سے ہوتی ہے۔ یہ اسلام کے احکام پر اس طرح عمل پیرا ہوتے ہیں کہ ان کا کھانا پینا، سونا جاگنا، بولنا چپ رہنا، چلنا پھرنا، لینا دینا، اور محبت وعداوت سب کچھ اسلام کے مطابق ہوتا ہے۔ اب ان کو دیکھنے والا گویا اسلام کو پیکر محسوس کے طور پر دیکھتا ہے۔ اور اس کی خوبیوں کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔

اس مشاہدہ کی برکت سے اغیار دولت ایمان پاتے ہیں، یا کم ازکم اس کی صداقت وحقانیت کے ضرور معترف ہوجاتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو اور دلوں پہ مہر نہ لگ چکی ہو۔ اور غفلت وبے عملی کے شکار مسلمانوں کی غفلت وبد عملی دور ہوتی ہے۔ تاریخ میں اس قسم کے بے شمار واقعات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے کہ اہل اللہ کی باعمل وپاکیزہ زندگیوں کی برکت سے نہ جانے کتنے لوگ شاہرہ حیات پر گامزن ہوکر منزل مقصود سے ہم کنار ہوگئے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان نے قال اور حال دونوں سے تبلیغ وارشاد کی خدمت فرمائی۔ آپ کی پوری حیات مبارکہ تشنگان علوم اسلامیہ کو سیراب کرنے میں بسر ہوئی۔ آپ نے ۱۹۵۵ء سے تدریس کا آغاز فرمایا۔ اور زندگی کے آخری ایام تک قرآن، حدیث اور فقہ کا درس دیتے رہے۔ علاوہ ازیں پرانے شہر کے محلہ کانکرٹولہ کی چھ مینارہ مسجد میں مسلسل ۲۵ برس تک درس دیا۔ اس مجلس درس میں پہلے آپ قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر بیان کرتے پھر حدیث شریف کا درس دیتے۔ اس کے بعد حاضرین دینی سوالات

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرتے اور آپ ان کے جوابات ارشاد فرماتے۔ یہ بہت ہی مفید سلسلہ تھا۔

اپنے حال سے بھی آپ نے تبلیغ فرمائی۔ آپ کی مبارک زندگی کا ایک ایک پہلو شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ کے مطابق تھا۔ آپ کے مبارک حال سے لوگوں کو اسلامی احکام پر عمل کا درس ملتا تھا۔

چلنے میں آپ کی پست نگاہی محتاط گفتگو، دیانت وامانت، مداومت علی الصلاۃ جماعت کی پابندی، حضور مسجد کا التزام، استغنا و قناعت، شہرت سے اجتناب، خاکساری و بے نفسی، دوران طعام سنت طریقہ پر نشست، قلتِ غذا، اصاغر نوازی، شفقت ورحمت، حلم ونرم مزاجی، خدمت خلق، تطییب قلوب، یہ سارے امور مشاہدین کو ان پر عمل کا خاموش درس دیتے ہیں۔

شہر کہنہ کے جو لوگ آپ سے قرب وعقیدت رکھتے تھے ان میں بہتوں کا حال صلاح وخیر سے آراستہ نظر آتا ہے۔ یہ حضرت کی صحبت بابرکت اور تبلیغ بالحال ہی کا ثمرہ ہے۔

حضور صدر العلما پنج وقتہ نمازیں نورانی مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ اس مسجد میں مجھے بھی چند بار نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ مسجد کا ماحول بڑا پرسکون اور طمانیت بخش معلوم ہوا، لوگ مسجد میں دنیوی باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ آداب صف بندی کا اہتمام نظر آیا۔ لوگوں کو فرش مسجد پر قطرات وضو ٹپکاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مغرب کے وقت دیکھا کہ لوگ اذان سے پہلے ہی صف بستہ خاموش بیٹھے ہیں یا ذکر میں مشغول ہیں حضرت بھی آکر صف میں بیٹھ گئے۔ یہ بھی حضرت کی ذات گرامی کی برکات تھیں۔ ورنہ آج اکثر مساجد میں یہ حال دیکھنے کو ملتا ہے کہ لوگ دنیاوی باتوں میں مشغول ہیں جماعت پانے کے لئے دوڑ رہے ہیں آداب مسجد کا پاس ولحاظ نہیں اور تسویہ صفوف کی طرف کوئی توجہ نہیں۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام کی دولت عطا فرمائی تھی۔ علما، طلبہ اور عوام، آپ سب کے نزدیک مقبول ومحبوب تھے۔ آپ کی بے مثال مقبولیت عامہ کا نظارہ آپ کے وصال کے بعد دیکھنے کو ملا۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے لوگوں کا بے پناہ ہجوم امڈ آیا تھا۔ اس ہجوم میں سینکڑوں کی تعداد میں علما، مفتیان، مشائخ اور قراء حفاظ بھی تھے، شرکائے جنازہ کی تعداد کم وبیش ۵ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ایسا کثیر مجمع یا تو حضور مفتی اعظم ہند کے جنازے میں دیکھا تھا یا اب مظہر مفتی اعظم ہند کے جنازے میں دیکھ رہے ہیں۔ نماز جنازہ دو بجکر بیس منٹ پر ہوئی۔ حالانکہ اعلان دو بجے کا تھا۔ لیکن جو لوگ جلوس جنازہ کے ساتھ نہیں تھے وہ بہت پہلے اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں پہنچ گئے تھے۔ بہت سے ایک بجے اور بہت سے ساڑھے بارہ بجے اور بہت سے اس سے بھی پہلے۔

اس دن گرمی بہت سخت تھی۔ سورج آگ برسا رہا تھا، میدان میں سایہ بھی نہ تھا کہ سورج کی تمازت سے بچا جا سکتا۔ ہاں میدان کے اندر ہی ایک عمارت کا برآمدہ کچھ لوگوں کو پناہ دیئے ہوئے تھا۔ کچھ دیواروں کے سایہ میں بھی تھے مگر اکثر لوگ کھلے میدان ہی میں گرمی کی شدت برداشت کر رہے تھے۔ میدان کے باہر کسی سایہ کی تلاش میں لوگ اس لئے نہیں جا رہے تھے کہ مبادا کثرت ازدحام کی وجہ سے نماز جنازہ سے محروم ہو جائیں۔ لوگ پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ سنا گیا کہ چند لوگ شدت گرمی کی وجہ سے بے ہوش بھی ہوئے۔

حضرت صدر العلما کے دیوانے یہ سب برداشت کر رہے تھے لیکن اس عظیم سعادت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں تھے اور اپنی زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے دلوں میں حضرت کی جو محبت ہے اور آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کا جو جذبہ ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ سخت گرمی سے سرد پڑ جائے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اقدس ہے:"ان الذین امنوا و عملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا "

بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کردے گا۔(مریم:۹۶)

حضرت صدر الافاضل اس تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی اپنا محبوب بنالیگا۔اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے فلاں میرا محبوب ہے تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اسکی مقبولیت عام کردی جاتی ہے،حضرت صدر الافاضل نے اس کے بعد یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین واولیائے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

اس آیت مقدسہ اور حدیث شریف کو پیش نظر رکھیں اور حضور صدر العلما کی عظیم مقبولیت عامہ کو دیکھیں تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہیں۔

حضرت صدر العلما کی حیات مبارکہ ہمارے لئے ہادی ورہنما تھی اور آپ کا آخری سفر بھی ہمیں ایک عظیم پیغام دے رہا ہے۔

حضرت کے جنازہ میں ایک عظیم مثالی مجمع تھا۔یہ اس لئے نہیں تھا کہ حضرت بڑے دولت مند تھے اور آپ نے لوگوں پر مال ودولت کی برسات کی تھی،نہ یہ کسی دنیوی جاہ ومنصب کا اثر تھا اور نہ یہ سب لوگ حضرت کے رشتہ دار اور شاگرد تھے۔

بلکہ یہ صرف اس لئے تھا کہ انہوں نے اچھے اعمال کئے،نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کو اپنایا،اپنے دل کو عظمت ومحبت رسول سے سجایا،خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کئے۔دو لفظوں میں یوں کہہ لیا جائے کہ انہوں نے من چاہی نہیں بلکہ رب چاہی زندگی گزاری۔تو وہ اللہ کے فضل وکرم سے مقبول خدا ہوگئے۔اور جب خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوگئے تو خدائی میں مقبول ہوگئے۔من کان للہ کان اللہ لہ

اے لوگو!اگر تم بھی آخرت میں کامیابی،اور دنیا میں عزت وعظمت کے طلب گار ہو تو سچے مسلمان بنو۔اللہ اور رسول کے ارشادات واحکام پر دل وجان سے عمل کرو۔اپنے دل میں حضور کی سچی محبت پیدا کرو۔غفلت وبے عملی سے باز آؤ۔

طریق مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی ۔۔۔ اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی ۔۔۔ وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

عبد السلام رضوی مہوا کھیڑوی،خادم تدریس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما اور درس حدیث

مولانا مفتی قاضی شہید عالم رضوی

صدر العلما، مظہر مفتی اعظم ہند، شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان تواضع وانکساری، سادگی وبے تکلفی، حلم وبردباری، نرم مزاجی وخوش خلقی، شفقت ومحبت، ضبط وتحمل، کم خوری وکم گوئی، تقویٰ وپرہیزگاری، مسجد میں نماز پنج گانہ باجماعت کی پابندی، تصنع وبناوٹ سے دوری، حرص وطمع سے تنفر اور شہرت طلبی سے اجتناب جیسے اوصاف وکمالات کے حوالہ سے خاندان رضویہ میں ایک خاص شناخت اور پہچان رکھتے تھے۔ اس قحط الرجال کے دور میں بھی یہ ساری خوبیاں اللہ تعالی نے آپ کی ذات میں جمع فرمادیں، یہی وجہ ہے کہ آپ مظہر مفتی اعظم ہند کے جلیل القدر لقب سے مشہور ہوئے، اگر کوئی شخص نام ظاہر کئے بغیر ان تمام صفات کا ذکر کرے تو سامع کے ذہن وفکر میں ان صفات کے مصداق وموصوف کے روپ میں صدر العلما ہی کی ذات متبادر ہوتی ہے، صدر العلما کے پاس شفقت ومحبت کے دوہرے پیمانے نہ تھے، امیر ہو یا غریب، بڑا ہو یا چھوٹا، اپنا ہو یا بیگانہ، سب کے ساتھ یکساں پیش آتے اور ایسی محبت وشفقت سے پیش آتے کہ ہر فرد کو محسوس ہوتا کہ صدر العلما سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔ شہر کا جو شخص بھی اپنے گھر میں تشریف ارزانی کی دعوت پیش کرتا خواہ کوئی بھی موقع ہو تیجہ ہو یا چالیسواں یا اپنے آباواجداد کی سالانہ فاتحہ ہو یا شادی بیاہ ودیگر تقریبات صدر العلما بطیب خاطر منظور فرماتے۔ بعض لوگ صدر العلما کے تقویٰ وپرہیزگاری کو دیکھ کر یہ سمجھتے کہ جس شخص کی نماز جنازہ صدر العلما پڑھادیں انشاء اللہ اس کی بخشش ونجات ہو جائے گی، لہٰذا لوگ اپنے مورث کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے صدر العلما سے گزارش کرتے اور حضرت اس کا دل نہ توڑتے اور بطیب خاطر منظور فرما کر حاضر ہو جاتے۔

دین کی بے لوث خدمت کرنے میں اپنی مثال آپ تھے، نورانی مسجد جو پہلے بہت چھوٹی سی تھی اور ویران رہا کرتی تھی حضور صدر العلما نے بغیر کسی حرص وطمع کے خالصۃً لوجہ اللہ اس مسجد کو آباد رکھا، اور فی سبیل اللہ امامت فرماتے رہے، اور موقع بہ موقع اذان بھی خود ہی کہہ دیا کرتے تھے۔ اسی طرح کی بے لوث دینی خدمات کی اہم اور عظیم الشان کڑی درس قرآن وحدیث ہے۔ عام مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح وتربیت کیلئے درس قرآن وحدیث کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس کا آغاز اس طرح ہوا کہ شہر کے بہت سے لوگ صدر العلما کے درس حدیث سے مستفیض ہونے کے خواہش مند تھے لیکن حضرت کی مصروفیت کی وجہ سے وقت نکالنا مشکل تھا اس کے باوجود معتقدین ومتوسلین حضرت کی شفقت ومحبت بے عمل کے خلاف ان کے تنفر اور عوام کی اصلاح وتربیت کے تئیں ان کے جذبۂ ایثار سے پرامید تھے، بالآخر گرامی وقار عالی جناب سید اسرائیل صاحب ساکن پرانا شہر کی قیادت میں گرامی مرتبت حافظ اچھن صاحب ساکن پرانا شہر، عالی جناب ڈاکٹر رئیس بیگ ساکن پرانا شہر عالی جناب ڈاکٹر محمود شاہ خاں صاحب ساکن پرانا شہر اور داروغہ اعجاز الدین ساکن محلہ عقب کوتوالی نے صدر العلما کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس عظیم دینی کام کو شروع کرنے کے لیے اپنی خواہشات کا اظہار کیا گو کہ مصروفیت بہت تھی لیکن ایک تو سید اور آل رسول کی خواہش کو تشنہ چھوڑ دینا صدر العلما کے لئے ایک مشکل امر تھا، دوسری بات یہ ہے کہ بے لوث دینی خدمات کے لیے اپنے رب کی بارگاہ سے قلب ایسا ملا تھا جو جذبۂ ایثار سے لبریز تھا منظور فرمالیا۔ ہفتہ میں ایک دن یعنی جمعہ کا دن متعین

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوا، مقرر کردہ وقت پر یہ لوگ آجاتے اور درس حدیث میں شریک ہو جاتے، دھیرے دھیرے صدر العلما کے درس حدیث کی خبر مشتہر ہو نے لگی جو سنتا درس میں شریک ہوتا یہاں تک کہ سامعین کی کثرت کی وجہ سے آپ کی بیٹھک تنگ پڑگئی، لہٰذا نورانی مسجد میں انتظام کیا گیا جو حضرت کے گھر سے قریب ہے اور حضرت صدر العلما ہی کی ذات سے وہ مسجد آباد تھی لیکن کچھ ہی دنوں میں سامعین کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ دوسری مسجد یعنی مسجد چھ مینار کانکر ٹولہ پرانا شہر میں درس حدیث منتقل کر دیا گیا۔ اگر چہ اس درس مبارک کی شروعات عوام کے لئے ہوئی تھی، لیکن بعض علما وخواص بھی شریک ہونے لگے اور صدر العلما اس درس مبارک کے ذریعہ عوام وخواص سب کو اپنی حیات کے آخری لمحات تک مستفید ومستنیر فرماتے رہے۔ درس حدیث کا آغاز نومبر ۱۹۸۲ء میں ہوا اور تقریباً تین ماہ بعد مارچ ۱۹۸۳ء میں درس قرآن کریم بھی شامل کر لیا گیا، ہر جمعہ کو طلوع آفتاب کے تقریباً ۴۵ منٹ کے بعد درس شروع ہوتا، دور دراز کے محلوں سے حتی کہ فرید پور جو بریلی سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر مسافت پر واقع ہے وہاں سے بھی لوگ آکر پہلے سے مسجد چھ مینار میں بیٹھ جاتے۔ اور وقت مقرر پر صدر العلما تشریف لاتے۔ پہلے قرآن کریم کے ایک رکوع کا ترجمہ وتفسیر اس طرح کرتے کہ ایک ایک آیت کی تلاوت کرتے پھر اس کا ترجمہ اور مختصر مگر جامع تفسیر بیان فرماتے اگر کسی آیت سے اہل سنت کے عقائد اور نظریات کی حمایت ہوتی تو اس کی نشاندہی فرما دیتے پھر مشکوۃ شریف کا درس دیتے تھے نہایت عام فہم اور آسان انداز میں ترجمہ وتشریح کرتے کہ ہر کسی کو سمجھ میں آجائے۔ مشکل الفاظ اور پیچیدہ تراکیب سے احتراز فرماتے۔ دوران درس جب ایسی حدیث آجاتی جو امام اعظم کے مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث سے متعلق تاویل یا نسخ جو بھی ہوتا بیان فرماتے اور امام اعظم کے مذہب کے موافق حدیث بیان فرماتے، اور آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے جو احکام شرعیہ ومسائل دینیہ مستنبط ہوتے وہ بھی صدر العلما نہایت آسان اسلوب میں بیان فرماتے، درس قرآن وحدیث کا یہ پروگرام ایک گھنٹہ کا ہوتا، اس کے بعد لوگ یکے بعد دیگرے اپنے اپنے اشکالات ومسائل پیش کرتے اور حضرت صدر العلما ان مسائل کا جواب مرحمت فرماتے۔ عالی جناب سید اسرائیل صاحب نے کئی بار اعلان کیا سامعین صرف درس سے متعلق ہی سوالات پیش کریں لیکن لوگ اس بات کی پابندی نہیں کرتے اور ہر قسم کے سوالات پیش کرتے اور حضرت صدر العلما نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ جواب عنایت فرماتے اور غیر متعلق اور غیر ضروری سوالات پوچھنے کے باوجود کبھی بھی حضرت کی پیشانی پر شکن نہیں آتی، پھر دعا اور اس کے بعد استغفار اور کلمہ طیبہ کے ذکر کے ساتھ درس قرآن ودرس حدیث کا یہ مبارک پروگرام اختتام پذیر ہوتا، درس سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مکتبہ مشرق میں تشریف رکھتے اور بعض لوگ وہاں بھی اپنے معاملات ومسائل کو پیش کرتے اور حضرت نہایت خندہ پیشانی سے ان کا حل پیش فرماتے رہتے۔

الحمد للہ ۲۵ سال تک یہ فیض بخش سلسلہ جاری رہا۔ تقریباً ۱۴ سال میں قرآن کریم کا درس مکمل ہوا اس موقعہ پر لوگوں نے عوامی سطح کا بڑا اہتمام کیا، اب پھر دوبارہ قرآن کریم کا درس مکمل ہونے کو تھا اٹھائیسویں پارہ کا بارہواں رکوع ہو چکا تھا لیکن ۱۸ رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ اگست ۲۰۰۷ء کو رب قدیر کی بارگاہ سے صدر العلما کو بلاوا آیا اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر جام شہادت نوش فرمایا اور اپنے رب حقیقی سے جا ملے۔ یکم دسمبر ۲۰۰۳ء میں مسجد چھ مینارہ کانکر ٹولہ میں بحیثیت امام وخطیب اس فقیر رضوی کا تقرر ہوا اس وقت سے اب تک جب کبھی صدر العلما تبلیغی اسفار پر تشریف لے جاتے تو حضرت کی خواہش کے مطابق یہ فقیر رضوی حضرت صدر العلما کی نیابت میں درس دیا کرتا تھا۔ جس جمعہ کو حضرت کا وصال ہوا اس سے پہلے والے جمعہ میں بھی حضرت صدر العلما بریلی شریف میں تشریف نہیں رکھتے

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھے اور سفر پر جانے سے پہلے اپنے خلف اوسط گرامی وقار جناب رضوان میاں صاحب کے ذریعہ اس فقیر کو یاد فرمایا حسب الحکم فقیر ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا جمعہ کے دن میں نہیں رہوں گا، درس تم کو دینا ہے، اس سے پہلے کبھی بھی بلا کر درس حدیث سے متعلق کوئی ہدایت نہیں فرمائی تھی۔ حضرت کا یہ جملہ بار بار یاد آرہا ہے، گویا کہ حضرت نے دنیا سے اپنا رخت سفر باندھنے اور اس مبارک درس کے سلسلے کو آئندہ قائم رکھنے کا پیشگی ہی اشارہ فرمادیا۔ رب کریم سب کے لئے ان کے کردار و عمل کو مشعل راہ بنائے اور ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

قاضی شہید عالم

خادم تدریس وافتا جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

وخطیب وامام مسجد چھ مینارہ کانکر ٹولہ، پرانا شہر بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما علم و تقویٰ کا آفتاب

مفتی محمد نظام الدین رضوی

حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس زمانے کی ان مایہ ناز ہستیوں میں تھے جو اپنے اسلاف کے علمی روحانی ورثے کے امین ومحافظ ہوا کرتے ہیں، آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے تھے۔ بچپن ہی سے شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے، اپنے تو اپنے اغیار بھی ان کی عظمت وبرتری کے قائل اور تقویٰ وطہارت کے معترف تھے، آپ نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز بریلی شریف پرانا شہر کے محلہ گھیر جعفر خاں کی مرزائی مسجد سے کیا، اس کے بعد مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں وقت کے نابغۂ روزگار ارباب علم ودانش سے باضابطہ علمی اکتساب کیا، پھر پاکستان تشریف لے گئے جہاں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قدس سرہ سے احادیث کریمہ کا درس لیا، نیز انہیں کے ہاتھوں دستار بندی کی رسم انجام پائی۔ فراغت کے بعد ہندوستان واپسی پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے مدرسہ مظہر اسلام کی مسند تدریس آپ کے سپرد فرمادی، اس کے علاوہ مدرسہ منظر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ میں ایک مدت تک اپنی بلند فکر، گہرے علم اور محدثانہ عظمتوں کے موتی بکھیرتے رہے۔ اخیر دور میں جامعۃ الرضا بریلی شریف کی مسند حدیث پر متمکن ہوئے اور تاحین حیات وہیں رہ کر حدیث شریف کے درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔

آپ تقویٰ وطہارت، علم وعمل اور خلوص وللٰہیت میں اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے۔ اسی لئے آپ کو "مظہر مفتی اعظم" بھی کہا جاتا تھا، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت علم کی بہ نسبت عمل کے حوالے سے زیادہ متعارف اور مشہور تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آپ کی پشت پر خاندانی عظمت وجلالت کی قندیلیں روشن نہ ہوتیں تب بھی آپ کی ذاتی صلاحیتوں اور خوبیوں کے روشن مینارے آپ کے تعارف کے لئے کافی تھے۔ اگر آپ ایک طرف ظاہری علوم ومعارف کا ایک حسین مرقع تھے تو دوسری طرف آپ کی شخصیت پر روحانیت کی بھی بڑی گہری چھاپ تھی اور بے شمار خلق خدا بیعت وارادت کے ذریعے آپکے دامن کرم سے وابستہ تھی۔

جب ۱۳۸۰ھ میں عرس رضوی کے موقع پر سید العلما، برہان ملت، مجاہد ملت، اور حافظ ملت جیسی عبقری ذوات کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا تو خود اپنے ہاتھوں اپنا عمامہ شریف آپکے سر پر باندھا اور سند خلافت پر بقلم خود اس عبارت کا اضافہ فرمایا "عممته بعمامتي والبسته جبتي" کہ میں نے اپنا عمامہ ان کے زیب سر کیا اور اپنا جبہ انہیں پہنایا۔ نیز جس وقت اوراد واذکار کی سند اجازت مرحمت فرمائی تو اس پر تحریر فرمایا "قرة عيني ودرة زيني محمد تحسين رضا خاں" یعنی میری نگاہ کی ٹھنڈک اور میری آرائش کے گوہر محمد تحسین رضا خاں۔

آپ کی ساری زندگی دین متین کی خدمت وتبلیغ کے لئے وقف تھی، بلکہ آپ نے ایک تبلیغی سفر کے دوران اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر کے اس کا واضح اور روشن ثبوت بھی فراہم کر دیا، لیکن کون جانتا تھا کہ علم وتقوی کا یہ آفتاب اس طرح اچانک گہن آلود ہو

www.muftiakhtarrazakhan.com

کر ہماری نگاہوں سے روپوش ہو جائے گا اور ہماری محفلیں محروم سعادت رہ جائیں گی، جب آپ نے نماز جمعہ کی امامت کے لئے ناگپور سے چندر پور کے لئے جادہ نوردی شروع کی تو کیا معلوم تھا کہ حضرت علامہ علیہ الرحمہ ہی کے کلام کے اس مصرع کے معانی لبادہ کیف اتار کر وقت کے کینوس پر ایک زندہ حقیقت بن کر ابھریں گے۔☆ آ گئی منزل تری بس اور دو اک گام ہے

اللہ تعالیٰ آپ کے امثال پیدا فرمائے اور آپ کی قبر کو روضة من ریاض الجنة بنائے اپنے جواہر رحمت میں خصوصی مقام عطا فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین بحرمة النبی الامین علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ الصلوٰة والتسلیم

محمد نظام الدین الرضوی خادم دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ۹ر شعبان ۱۴۲۸ھ

صدر العلما پابند شرع عالم دین

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸ر رجب ۱۴۲۸ھ ۳ر اگست ۲۰۰۷ بروز جمعہ ناگپور کے قریب ایک حادثے کا شکار ہو کر چل بسے، جانا تو سبھی کو ہے لیکن بعض جانے والے ایسے جاتے ہیں کہ بہت یاد کئے جاتے ہیں، حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ بھی انہیں میں تھے۔ یقیناً آپ کو برسوں یاد کیا جاتا رہے گا، آپ ایک جید عالم دین، بلند پایہ شیخ الحدیث اور درس نظامی پر عبور رکھنے والے معیاری مدرس تھے، پورے خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں آپ ہی کی ایک ذات تھی کہ تقریباً پچپن سالوں تک مسند تدریس کو آباد رکھا، ہر طرح کے نزاعات سے پاک اور نہایت مرتاض شخصیت کے مالک تھے، آپ نے پدرم سلطان بود، پر کبھی تکیہ نہیں کیا بلکہ "کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی" کو ہمیشہ مطمح نظر رکھا، نہایت خاموش اور کم گو تھے، چہرے بشرے اور انداز گفتگو سے ہی بزرگی ومتانت ٹپکتی تھی، ہزاروں علما آپ کے شاگرد ہیں، لیکن آپ کے اندر کوئی فخر ومباہات کا مادہ دور دور تک نہیں پایا جاتا تھا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بڑے چہیتے تھے آپ ہی سے مرید تھے اور خلافت واجازت سے بھی نوازے گئے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد خلق خدا کا ہجوم آپ کے پاس ٹوٹ پڑا، درسیات سے فرصت کم ملتی اور اسی کو ضروری کام بھی سمجھتے، لیکن کبھی کبھی فرصت نکال کر ملک وبیرون ملک کے مختلف خطوں کا دورہ بھی فرمایا اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے فروغ میں بھی حصہ لیا، جہاں جاتے یادگار مفتی اعظم اور مظہر مفتی اعظم سے یاد کئے جاتے بعض حضرات آپ کو مفتی اعظم کی نشانی بھی کہتے۔

ان تمام خوبیوں اور کمالات کے بعد آپ کی اچانک اور حادثاتی موت نے آپ کے مقام ومرتبے میں اور اضافہ کر دیا، ایک تو سفر کی موت، دوسرے جمعہ مبارکہ کے دن، تیسرے سواری کا حادثہ، یہ تین حکمی شہادتوں کے حصول نے آپ کو جو مقبولیت دی وہ آپ کے جنازہ میں شریک ہونے والے عشاق کی کثرت سے بخوبی واضح ہے، آپ کو لوگ مظہر مفتی اعظم تو کہا ہی کرتے تھے شرکائے جنازہ کی کثرت نے اس پر مزید مہر لگا دی، کہ آج سب کی زبان پر یہ ہے کہ مفتی اعظم ہند کے جنازہ کے بعد اتنا بڑا جنازہ دیکھنے میں نہیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

آیا، شریک ہونے والے بتاتے ہیں کہ لاکھوں افراد تھے، اور پورے شہر میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گویا ہر گھر ماتم کدہ تھا اور ہر آدمی سوگوار

آپ کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی تھی کہ شہر بریلی کے اکثر دینی اجتماعات اور تقریبات میں آپ شریک ہوتے اور صدارت وسرپرستی فرماتے اس تعلق سے بھی پورا شہر آپ کا گرویدہ تھا۔ اور سب نے آپ کی موت کو اپنا غم تصور کیا۔

قرآن پاک میں آیا ہے: ﴿ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا﴾۔ (مریم:۱۹/۹۶)

بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے، عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت (عام) کردے گا۔

یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین واولیاے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ غریب نواز سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر اولیاے کاملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔

اور اب آخری دور میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مقبولیتیں بھی نگاہوں کے سامنے ہیں کہ ایک عالم ان کا گرویدہ ہے۔

اس تناظر میں جب ہم مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی مقبولیت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ آپ بھی اللہ کے انہیں مقبول ومحبوب بندوں میں تھے جنہیں رب کائنات جل جلالہ نے خاص اپنے کرم اور ان کے حسن عمل کے صدقے وہ محبوبیت عطا فرمائی جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ اور "زبان خلق کو نقارۂ خدا کہیے" کہ "تحسین میاں کے جنازے میں اتنی بھیڑ ہونے کی امید نہیں تھی" اور وہ بھی سخت گرمی میں۔ یوں ہی آپ کے انتقال کے بعد ایصال ثواب کی محافل جس کثرت سے منعقد ہوئیں اور جس کثرت سے آپ کے بارے میں لوگوں نے اظہار تعزیت کیا اس کی مثال بھی مفتی اعظم کے علاوہ کہیں اور دیکھنے میں نہ آئی، جب کہ آپ بظاہر بہت زیادہ دورے کرنے والے پیر بھی نہ تھے، نہ جلسہ وکانفرنس کے معروف مقرر وخطیب اور نہ ہی، بہت زیادہ کتابوں کے مصنف ومرتب، اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب نہ ہوں جب بھی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی محبوبیت اور عوامی مقبولیت سے نواز دیتا ہے۔ اس میں خدا کے کرم خاص کے ساتھ مرد مقبول کے حسن عمل کا بھی بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس خصوص میں جب ہم حضرت تحسین میاں علیہ الرحمہ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ واقعی نہایت تقوی شعار، با اخلاق اور پابند شرع عالم دین تھے، نمازوں کے بھی سخت پابند تھے جب کہ آج نماز سے غفلت عام سی بات ہوگئی ہے۔ سفر وحضر ہر جگہ نمازوں کی یکساں پابندی فرماتے، اس زمانے میں یہ خود بہت بڑی کرامت ہے اور تقوی کی نشانی، کم گوئی بھی آپ کی بہت بڑی صفت تھی، حدیث پاک میں آیا ہے۔ "من صمت نجا" خاموش رہنے والا نجات پاتا ہے۔ یعنی آدمی جتنا کم بولے گا اسی قدر گناہ سے بچا رہے گا کہ زیادہ تر گناہ زبان ہی سے ہوتے ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس سے بھی لگائیں کہ آپ کیسی عظیم ہستیوں کے تلمیذ تھے، ملک التدریس صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت و خلیفۂ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہ کیا تو غوث زمن واقف رموز شریعت و طریقت شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے تو خاص شاگرد تھے، آپ ہی سے دورۂ حدیث پڑھا اور سندیں حاصل کیں۔ اور دیگر اساتذہ میں شمس العلما حضرت علامہ قاضی محمد شمس الدین رضوی جونپوری، حضرت علامہ مفتی وقار الدین رضوی (مفتی اعظم پاکستان) اور شیخ العلما حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی گھوسی علیہم الرحمہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جن میں ہر ایک اپنی جگہ علم کا پہاڑ تھا۔

ایک عرصے تک آپ نے بخاری شریف۔ اور دیگر حدیث کی کتابوں کا درس دیا اور صرف درس ہی نہیں دیا بلکہ عمل بھی کر کے دکھایا۔ آپ کو اپنے علم پر کبھی غرہ کرتے نہیں دیکھا گیا۔ وقار و متانت اور انکسار و تواضع آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ بریلی شریف کی حاضری کے وقت متعدد بار ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ہم چھوٹوں سے بھی نہایت خندہ پیشانی اور ایسے اعزاز سے پیش آتے کہ ہم لوگ اس کے قطعاً مستحق نہ تھے نہ ہیں۔ درسگاہ میں، گھر پر، اور حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے در دولت پر بھی ملاقاتیں رہیں۔ ہر جگہ ملنے کا یکساں انداز، حسن سلوک اور بلند اخلاقی کی وہی کیفیت کہ دل چاہتا تھوڑی دیر اور بیٹھیں اور باتیں سنیں، آپ گفتگو کرتے تو جیسے پھول جھڑتے، لوگ دلوں کو موہ لینے کا فن اپناتے ہیں اور آپ کی ہر ہر ادا دلوں کو موہ لینے والی تھی، افسوس کہ وہ موجود تھے تو ہم لوگوں نے زیادہ قدر نہیں کی اب کہ وہ ہم میں نہیں، بار بار یاد آتے ہیں۔ ان کی ایک ایک ادا یاد آتی ہے۔ ان کا انداز سخنوری یاد آتا ہے، ان کا طرز خرام یاد آتا ہے ان کے میٹھے بول کانوں میں رس گھولتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ یقیناً ان کی ہر ادا پیاری تھی ان کا ہر انداز نرالا تھا۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

حضرت علامہ تحسین رضا صاحب علیہ الرحمہ ایک باکمال شاعر بھی تھے۔ تحسین تخلص فرماتے، آپ کے کلام کا کوئی مجموعہ تو نظر سے نہیں گزرا لیکن رسائل و مجلات اور بعض کتابوں میں آپ کی تحریر کردہ نعت و منقبت دیکھنے میں آئی، آپ نے اپنی ایک نعت تحت اللفظ میں ایک بار سنائی اور کہا کہ "مرشد برحق حضرت سرکار مفتی اعظم نے اسے پسند فرمایا ہے، اس نعت کے چار اشعار ملاحظہ ہوں۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے — درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے
آرہے ہیں وہ سر محشر شفاعت کے لئے — اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے
روئے انور کا تصور زلف مشکیں کا خیال — کیسی پاکیزہ سحر ہے، کیا مبارک شام ہے
ساقی کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں — کون کہتا ہے کہ تحسیںؔ آج تشنہ کام ہے

ایک قطعہ بھی ملاحظہ کریں جو مسلک اہلسنت کی ترجمانی کر رہا ہے، اور بڑے اچھوتے انداز سے۔

علم غیب رسول کے منکر — اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں
غیب مانا کہ راز ہے لیکن — راز اپنوں سے کب چھپاتے ہیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی کے صاحبزادے تھے اور وہ برادر اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی کے صاحبزادے۔ حسن بریلوی اور علامہ حسنین رضا دونوں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے چہیتے تھے اور ان دونوں کو بھی اعلیٰ حضرت سے غایت درجہ محبت وعقیدت تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ حضرت حسن رضا بریلوی نے اعلیٰ حضرت کے گھر کے تمام کام اپنے ذمہ پر لے لئے تھے اور اعلیٰ حضرت کو تصنیف وتالیف اور فتاوی نویسی کے لئے فارغ کر دیا تھا مزید برآں اعلیٰ حضرت کی کتابوں کی طباعت واشاعت کا بار بھی اپنے ہی کاندھوں پر لے لیا تھا۔ آپ کے بعد علامہ حسنین رضا خاں نے بھی اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو شائع کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی کا اثر تھا کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ نے بھی ایک مکتبہ ''مکتبہ مشرق'' کانکرٹولہ، بریلی کے نام سے قائم کیا اور اس کی طرف سے کئی مطبوعہ وغیر مطبوعہ رسائل اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی، ایک کتاب مسائل معراج کے نام سے غالبا پہلی بار قلمی نسخے سے شائع کی، اور خالص الاعتقاد کو جو علم غیب کے بعض اہم مباحث پر مشتمل ہے، ترجمہ وتحشیہ اور جدید ترتیب کے ساتھ شائع کیا جو آج بھی مارکیٹ میں مل رہی ہے، اور بھی بہت سی کتابیں آپ نے شائع کیں۔ گویا سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جہاں کتابوں کی تصنیف کا اہم کام انجام دیا تو حضرت حسن بریلوی اور ان کی اولاد امجاد نے اشاعت کتب کا محاذ سنبھالا جو بہت بڑا کارنامہ ہے کہ کتابیں نہ چھپیں تو پڑھے کون، اور چھپنے کے بعد کتابیں محفوظ بھی ہو جاتی ہیں کیوں کہ چھپنے سے پہلے مسودہ کا غائب ہونا آسان ہے اور ترمیم وتنسیخ بھی مشکل نہیں۔ حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے تو حسنی پریس۔ کے نام سے ایک مطبع ہی قائم کیا تھا جس سے اولین درجے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتابیں شائع ہوتی تھیں بعدہ دوسرے علمائے اہل سنت کی۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی تربیت میں ان کے والد گرامی علامہ حسنین رضا خاں کا فیضان پورے طور پر جاری تھا بچپن ہی میں حضور مفتی اعظم سے بیعت کرا دیا تھا، آپ کی عمر سرکار مفتی اعظم ہند سے کچھ زائد تھی مگر آپ مفتی اعظم کا پورا احترام کرتے اور مفتی اعظم بھی آپ کا پورا لحاظ فرماتے ایک بار رضا دارالافتا میں حضور مفتی اعظم تشریف فرما تھے چاروں طرف عشاق کا مجمع لگا ہوا تھا، اتنے میں حضرت مولانا حسنین رضا خاں تشریف لائے اور مصافحہ اور خیریت کے بعد حضرت مولانا وہاں بیٹھ گئے جہاں اور دوسرے اہل عقیدت بیٹھے تھے، حضور مفتی اعظم نے اس وقت انہیں حقہ پیش فرمایا جسے آپ نے شوق سے لے کر پینا شروع کیا پھر کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے قد متوسط اور منحنی تھا، ایک بار رضا مسجد سوداگران بریلی میں حضرت مولانا حسنین رضا سے ملاقات ہوئی میں نے سلام ودست بوسی کی تو آپ نے فرمایا، مجھے پہچانا؟ میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا بتایئے میں کون ہوں عرض کی اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے۔ صاحب کے اس سوال وجواب سے جو مسرت حاصل ہوئی وہ لفظوں میں نہیں بیان کر سکتا ''صاحب'' حضرت کا گھریلو لقب تھا، سرکار مفتی اعظم بھی آپ کو صاحب کہہ کر ہی یاد کرتے، نہایت سنجیدہ باوقار، نیک انسان تھے۔ بہت کم گو بھی تھے، آپ ہی کا اثر آپ کے صاحبزادوں پر بھی ہے، آپ ہی کے حسن تربیت نے حضرت تحسین میاں کو سنوارا بنایا اور نکھارا اور ایسا نکھارا کہ آج ان کے انتقال کے بعد ہر طرف ان ہی کا چرچا ہے انہیں کا غم منایا جا رہا ہے کہیں ان کی علمیت کا ذکر تو کہیں ان کے زہد وتقوی کا چرچا ہے، مولائے قدیر مرحوم کو غریق رحمت کرے، پسماندگان کو صبر دے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ التحیۃ والتسلیم۔

عبد المبین نعمانی قادری المجمع الاسلامی مبارکپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما معتمد مفتی اعظم

مفتی محمد ناظم علی مصباحی رضوی

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، سید الاتقیا، صدر العلما، شیخ المحد ثین مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب قبلہ محدث بریلوی کی پر جلال وبا وقار شخصیت گوناگوں اوصاف وکمالات کی جامع تھی۔ آپ شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے برادر اکبر استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں صاحب حسنؔ بریلوی کے پسر ارجمند حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے باقیات صالحات سے تھے۔

آپ کی ہمہ جہت شخصیت عامل سنت، متبع شریعت، مرشد طریقت، زہد وتقوی کا حسین پیکر، اخلاق وکردار کا سیل رواں، اخلاص ووفا کی روشن تفسیر، تصلب واستقامت، کی چلتی پھرتی تصویر تھی آپ اپنے اسلاف اور بزرگوں کی وراثتوں کے امین، عشق خدا ورسول سے نہال وسرشار، دین ودیانت میں سرآمد روزگار، حق گوئی وحق پسندی کا عظیم شاہکار، عرفان کا بحر ناپیدا کنار، فضل وادب کا در شہسوار، رشد وہدایت کے روشن آفتاب، عنایت وکرم کے سحاب، گلشن علم کے گل شاداب، ایک خدا رسیدہ بزرگ بے ریا درویش تھے۔ اکابر علما کی صفوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے عرس سراپا قدس کے حسین موقعہ پر حضرت فقیہ عصر شارح بخاری علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر پہلی بار آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو حد درجہ آپ کا اکرام واحترام فرماتے دیکھا۔ حضرت فقیہ عصر کا یہ احترام واکرام صرف احترام نسبت ہی کی بنا پر نہ تھا بلکہ آپ کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے سبب تھا عرس رضوی شریف کی حسین تقریبات میں دیکھا کہ شب کے اجلاس میں جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہ القدسیہ اور محدث جلیل مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب اور ممتاز الفقہا محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب دامت فیضانہ کیلئے خاص کرسی سجائی جاتی اس کے علاوہ مقتدر علمائے کرام ومفتیان ذوی الاحترام واجلہ مشائخ کو آپ کا خاص اکرام فرماتے دیکھا۔ یہ ساری چیزیں اس لئے تھیں کہ آپ جامع شریعت وطریقت اور اسلاف کرام کی روشن یادگار تھے اور علم وفضل کے بحر ذخار تھے۔

تجھ میں خو او بو شب دوشیں کے میخواروں کی ہے صالحین اسلاف کا تو جامع اطوار ہے

آپ نے اہل سنت وجماعت کے مختلف عربی مدارس میں تدریسی فرائض انجام دئے اور علوم ومعارف کے گوہر لٹائے۔ دار العلوم مظہر اسلام میں ۱۸ سال تک اور دار العلوم منظر اسلام میں ۷ رسال تک تدریس فرمائی اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ۲۳ رسال تک بحیثیت شیخ الحدیث اپنی زندگی کا گراں قدر حصہ درس وتدریس میں گزارا۔ عمر کے آخری حصے میں مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں بھی تدریسی خدمت انجام دی۔ معقولات ومنقولات میں آپ کو دسترس حاصل تھی اسباق کی تفہیم اور رفع اشکالات ورفع اعتراض میں کامل مہارت حاصل تھی۔ منتہی کتابوں کے مغلق مباحث کو طلبہ کے ذہن میں آسانی سے اتار دینا آپ

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا کمال تھا۔آپ کی درسگاہ فیض سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنی علمی پیاس بجھائی جن میں بالغ نظر فقہائے کرام، اخاذ طبع مفتیان عظام، ثاقب نظر عمائدین اسلام، بلند پایا مناظرین اور صاحب طرز مصنفین اور مبلغین اور مدرسین ہیں جو جہان اسلام کو سیراب کر رہے ہیں اور مسلک حق کی ترویج واشاعت میں ہمہ وقت سرگرداں اور مصروف رہتے ہیں۔

آپ درس وتدریس کے ساتھ افتاء کے اہم فرائض بھی انجام دیتے جزئیات فقہ پر آپ کو کامل عبور تھا، سائل ومستفتی کے مقاصد اور زمانہ کے حالات پر آپ کی گہری نظر ہوتی اختصار وجامعیت کے ساتھ استفتا کے جوابات ارقام فرماتے، اور مفتیان کرام کے تحریر کردہ فتاویٰ پر مہر تصدیق ثبت فرماتے، قلم وقرطاس شغف تھا بوقت ضرورت ''خیر الکلام ماقل ودل،، کے طور پر جامع تقریظات اور گراں قدر تاثرات وغیرہ قلم بند فرماتے اور مبالغہ اور بے جا تعریف سے احتراز فرماتے اور حق وصداقت کا اظہار فرماتے۔

ارشاد وتبلیغ اور اصلاح ودعوت کے لئے ہندو بیرون ہند کا دورہ فرماتے۔ بیعت وارادت اور تبلیغ وارشاد کے ذریعہ سنت و شریعت کا چراغ روشن فرماتے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت فرما کر باطل کے قلعے مسمار فرماتے۔ ہندو بیرہند میں آپ کے مریدین و معتقدین ومتوسلین خاصی تعداد میں موجود ہیں جن میں ارباب علم ودانش اور اصحاب فضل وکمال کی ایک عظیم جماعت ہے جو آپ کی روحانی تربیت سے مستفیض ومستنیر ہی رہتی ہے۔آپ اپنے ارادت مندوں اور عقیدت کیشوں میں تصلب فی الدین کی روح پھونک دیتے، عشق رسول کا چراغ ان کے سینوں میں روشن فرماتے۔ بدمذہبوں سے نفرت وبیزاری اور ان سے ترک موالات کا درس دیتے۔آج پیری مریدی کا عجیب حال ہے خواتین سے اختلاط اور ان کی بے پردہ بیعت روز افزوں عام ہوتی جارہی ہے کچھ لوگوں کے یہاں ہمہ وقت خواتین کا میلہ لگا رہتا ہے، مردوں کے شانہ بشانہ بے پردہ اکتساب فیض کے لئے ہجوم لگائے رہتی ہیں، اور بھی غیر شرعی امور پر جسارت دیکھنے میں آتی ہے اصلاح وتنبیہ پر ایک طوفان برپا کر دیا جاتا ہے حضرت مظہر مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس کی روشن تعلیمات پر سختی سے گامزن تھے عورتوں کی مخالطت اور بے پردہ بیعت کو سخت ناپسند فرماتے، پردے کے ساتھ بیعت کا حکم فرماتے کہ بیعت وارادت کا مقصود دین پر استقامت اور اوامر کی پابندی اور منہیات شرع سے اجتناب ہے طریقت کو شریعت سے جدا قرار دینا جہل وگمراہی ہے۔

☆ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ☆ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ☆

آپ تصنع وتکلف اور نام ونمود سے حد درجہ دور رہتے، غایت درجہ سادہ مزاج تھے، پوری زندگی سادگی کے ساتھ بسر فرمائی، ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے آپ کے ہر عمل سے امام الفقہا سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کا عکس جمیل جھلکتا، عوام وخواص کے محبوب ومقبول اور معتمد ومستند تھے، جو قبول واعتماد قدرت نے آپ کو بخشا تھا خال خال شخصیتوں میں دیکھنے کو ملتا ہے، شہر بریلی شریف کے علما ومشائخ اور عوام وخواص آپ کو عزت ووقار اور قدر ومنزلت کی نظروں سے دیکھتے، جبکہ گھر میں قدر دانی کم ہوتی ہے۔گھر میں محبوبیت ومقبولیت ایک عظیم انسان کی کرامت ہوتی ہے۔سب سے خاص بات یہ تھی کہ امام الفقہا حرامت سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کا اعتماد خاص آپ کو حاصل تھا۔شہنشاہ کشور ولایت کا اعتماد خاص حاصل ہونا میرے نزدیک یہ آپ کی کرامت ہے۔ معتمد ومحتاط علمائے ذوی الاحترام کے ذریعہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کا اعتماد خاص آپ کو اور حضور تاج الشریعہ کو حاصل تھا۔سرکار مفتی اعظم قدس سرہ ولی ابن ولی تھے آپ کے اعتماد خاص نے آپ کو کس درجۂ کمال پر فائز کیا اس کا اندازہ وہی شخص لگا سکتا ہے جس نے آپ کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

۔۔۔ کے نشیب وفراز کو قریب سے دیکھا ہو۔ سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کی نگاہ فیض نے آپ کو اسی وقت باکمال بنا دیا تھا جس وقت آپ کے سراقدس پر اجازت وخلافت کا تاج رکھا اور سند اجازت پر یہ مقدس کلمے تحریر فرمائے: ''عـمـمـتـه بـعـمـامتـی والبسته جبتی" سرکار مفتی اعظم کا اجازت وخلافت سے سرفراز فرماتے وقت یہ کلمہ تحریر فرمانا آپ کے کامل ہونے کی سب سے قوی سند ہے۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے سند اجازت کے کلمات طیبات اپنی زبان فیض سے ارشاد فرمائے۔ خاتمۂ سند پر ہے "قاله بفمه وأمر برقمه" اسی سند میں یہ کلمہ بھی ہے "انی بحمدالله تعالیٰ اجد نور الصلاح والسعادة فی ناصیته" آپ کے اس ارشاد جمیل نے کمال کی عظیم بلندیوں پر پہنچایا ظاہر ہے کہ سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کی نگاہ ولایت جن کی پیشانی میں نور صلاح وسعادت محسوس کرے اور اپنی زبان فیض سے اس نور کی بشارت بخشے اور اس پر اپنے دست خاص سے دستخط ثبت فرمائے اور اس پر اجلہ علما ومشائخ کو شاہد بنائے وہ کمال میں بے مثال ہوگا۔ آپ خاموش طبع اور کم سخن تھے زیادہ گوئی عالمانہ شان و وقار کے منافی سمجھتے بوقت ضرورت لب کشا ہوتے تو علوم وفنون اور رشد وہدایت کے گوہر آبدار لٹاتے۔ آپ رسول اکرم ﷺ کی حدیث پاک ''ان یـکـون صـمـتـی فـکـراً ونـظـری عـبـرة " کے روشن آئینہ دار تھے نماز کی محافظت اور پابندی فرماتے سفر وحضر میں نماز پنجگانہ ان کے اوقات پر ادا فرماتے۔ کبھی نماز قضا نہ ہونے دیتے، نماز کے ارکان تعدیل وخشوع کے ساتھ ادا فرماتے اور اوراد ووظائف ومعمولات کے پابند تھے، رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل فرماتے، خدمت خلق کا حال یہ تھا کہ لوگ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے ہجوم لگائے رہتے ان کی ضرورتیں سماعت فرماتے اور بے لوث ان کی خدمت فرماتے اور حرص وطمع سے قلب کو پاک رکھتے، مردان خدا متاع دنیا کو قلیل اور فانی سمجھتے ہیں اور اپنے رب عزوجل کی رضا کو ہر آن طلب کرتے رہتے ہیں کہ " ورضـوان مـن الله اکـبـر '' آپ کا بارعب چہرہ نور ایمان سے ایسا روشن وفروزاں تھا کہ عقیدت ومحبت کی نظروں سے دیکھنے والا بے ساختہ یہی کہتا کہ مرد حق آگاہ اللہ عزوجل کا محبوب ونیک بندہ ہے۔

محمد ناظم علی رضوی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما شہید راہ حق

مفتی شمس الہدی مصباحی

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ مبارکہ قبل نماز جمعہ محب مکرم حضرت مولانا بیت اللہ صاحب سلمہ ربہ استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف نے بذریعہ فون یہ جانکاہ خبر دی کہ حضرت صدر العلما محدث بریلوی کی وفات ایک سڑک حادثہ میں ہوگئی، خبر سنتے ہی ایک سکتہ ساطاری ہوگیا اور قلبی صدمہ لاحق ہوا مگر "مرضی مولی از ہمہ اولیٰ" کے تحت ہمت کر کے جہاں تک بن پڑا دیگر لوگوں کو اطلاع دی، پھر بعد نماز جمعہ ناگپور سے نمونۂ اسلاف حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کی طرف سے کچھ تفصیلی خبر موصول ہوئی۔

حضور صدر العلما کئی جہتوں سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اولاً جو بھی مومن جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے وہ مرتبہ شہادت کو پاتا ہے "من مات یوم الجمعة کتب اللّٰه له اجر شهيد" (اتحاف السادة للزبیدی ج ۳) بروز جمعہ جسے موت آئے اللہ تعالیٰ اس کے لئے شہید کا اجر ثبت فرمادیتا ہے، ثانیاً چونکہ آپ دعوت وتبلیغ دین متین کے سفر میں تھے اور اس طرح وفات پانے والا شہید ہوتا ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "من مات فی سبیل اللّٰه فهو شهيد" (رواه الامام احمد فی مسند عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما ج ۲) راہ حق میں جو انتقال کر جائے وہ شہید برحق ہے، ثالثاً اپنے وطن مالوف سے دور حالت سفر میں آپ کا انتقال پر ملال ہوا اور مسافر کی موت شہادت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے "موت الغريب شهادة" (جامع صغير للسيوطی) رابعاً حضرت صدر العلما ادھر ایک عرصہ سے بیمار بھی چل رہے تھے اور بیمار کی وفات بمنزل شہادت ہے، نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے "من مات مريضاً مات شهيداً" (رواہ ابن عدی فی الکامل) جس نے بیماری میں وفات پائی وہ شہید ہوا۔

خامساً شہادت کی وہ حیثیت جو ہر خاص وعام جانتا ہے کہ ایسی حادثاتی رحلت کو شریعت اسلامیہ شہادت کا درجہ دیتی ہے فتاویٰ ہندیہ جلد اول میں ہے کہ سواری سے مرنے والا شہید ہے۔ میں مرشدی الکریم حضور مفتی اعظم قدس سرہ سے شہر گورکھپور میں بیعت ہوا، کچھ دیر تک خدمت کا شرف ملا حضور والا جاہ چند ہی سال کے بعد واصل بحق ہوگئے لیکن حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد گرامی سے شکل وصورت میں مشابہ تھے اس لئے ان کی زیارت سے کافی تسلی اور سکون میسر ہوجایا کرتا تھا، نیز سرکار مفتی اعظم قدس سرہ آپ پر کافی اعتماد فرماتے اور آپ کے تقویٰ وطہارت کا ذکر فرماتے حتیٰ کہ خود ہی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت صدر العلما کی خموشی کا رعب بہتوں کے تکلم پر بھاری تھا اور وہ جب کلام فرماتے تو جچے تلے جملے استعمال فرماتے، گھوسی عرس امجدی میں اور بریلی شریف وغیرہ میں چند بار شرف ہم کلامی نصیب ہوا، سوجا شریف راجستھان کے دار العلوم میں جلسۂ دستار بندی میں ساتھ رہا ختم بخاری شریف آپ نے کرایا اور صحیح البخاری کی آخری حدیث کی ایسی تشریح وتوضیح محدثانہ رنگ میں مختصر اور جامع انداز میں فرمائی جس سے موجود علما وطلبہ جھوم اٹھے، کئی خوبیوں اور بہت سارے کمالات کے آپ جامع تھے مگر درس وتدریس آخری عمر تک آپ کا خاص شغل رہا ہے، آپ کی رحلت سے جامعۃ الرضا اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف سمیت کئی اداروں اور تنظیموں میں جن سے آپ کا

www.muftiakhtarrazakhan.com

خصوصی لگاؤ تھا ایک زبردست خلا محسوس کیا جانے لگا ہے، آپ کی نماز جنازہ میں خلق خدا کا عظیم جم غفیر کہ اتنا بڑا ہجوم سرزمین بریلی شریف میں عرصۂ دراز کے بعد اگر کسی جنازہ میں ہوا ہے تو وہ آپ کے جنازہ میں ہوا ہے۔ یہ آپ کی مقبولیت پر دلیل ناطق ہے، اور آپ کے سانحۂ ارتحال پر اس ارشاد، (موت العالِم موت العالَم یعنی عالم کی موت عالم کی موت ہے کا منظر لوگوں نے ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، دنیا بھر میں علماء اہل سنت اور احباب نے تعزیتی جلسوں اور ایصال ثواب کی محفلوں کا اہتمام کیا۔

اور امام احمد رضا قدس سرہ اور خانوادۂ رضا سے اپنے گہرے قلبی ارتباط کا خوب خوب مظاہرہ کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ۔

تیرا نام اقدس تو سارے جہاں میں
ہے اب سنیت کا شعار اعلی حضرت

خدائے تعالی حضور صدر العلما کی قبر انور پر رحمت کی بارش برسائے اور ان کی آرزوؤں کو ہمیں پورا کرنے کی توفیق بخشے۔

شمس الہدی الرضوی المصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، یو، پی، (انڈیا)

پیکر تقوی

مفتی شیر محمد خاں رضوی

یوں تو اہل سنت والجماعت میں بیسویں صدی کے اواخر میں کئی عبقری شخصیات منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئیں، جن کی دینی، علمی اور تدریسی خدمات زرّین حروف سے لکھنے کے لائق ہیں۔ یہ سب علما اپنی خدمات دینیہ وعلمیہ اور تقوی وطہارت میں نمونۂ اسلاف تھے، نہ فقط نمونۂ اسلاف، بلکہ چنداں آفتاب اور چنداں مہتاب تھے۔ ان نفوس طیبہ میں ایک ممتاز شخصیت مظہر مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خان علیہ الرحمہ تھے۔ جو اپنے معاصرین میں علم وعرفان، تقوی وطہارت کے باعث ''مظہر مفتی اعظم ہند'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔ موصوف علوم متداولہ ومروجہ میں بالعموم اور حدیث وتفسیر میں بالخصوص ید طولی رکھتے تھے۔ پوری عمر مستعار تدریس وتعلیم اور رشد وہدایت میں بسر فرمائی۔ تدریس احادیث نبویہ سے خصوصی تعلق رہا۔ جب درس حدیث میں رموز ونکات کی عقدہ کشائی فرماتے تو علم وعرفان کا ایک دریائے موجزن معلوم ہوتا تھا۔ سامعین ہمہ تن محو حیرت ہو کر آپ کی عالمانہ تقریر سماعت کرتے۔ آپ جہاں اخلاق وکردار کے پیکر جمیل تھے، وہیں حسن صورت وپاکیزہ سیرت کے کامل نمونہ تھے۔ ہمہ وقت روئے زیبا مسکراتا ہوا رہتا۔ پیشانی پر کبھی شکن کا گزر نہیں ہوا۔ ہمہ وقت تابندہ پیشانی تبسم ریز لبوں کے ساتھ نور بار رہتی۔ زبان وبیان حلاوت وشیرینی کا مخزن تھے۔ علما کی مجلس ہو یا تلامذہ کی بزم۔ آپ کی زبان گہر بار علم وحکمت کے موتی نچھاور کرتی رہی، آپ کی عبادت وریاضت، طہارت وتقوی، ذکر واذکار، شب زندہ داری، خندہ روئی اور روشن جبیں کے درخشندہ نقوش ہر مخاطب کو گرویدہ کرنے کے لئے کافی ہوتے۔ ان محاسن لاجواب کے باوجود علم وحکمت کی دولت بے بہا اور حسن اخلاق وکردار کا تابندہ گہر تاج زرّیں بن کر ہر شخص کو آپ کے آگے خم کرنے پر مجبور کر دیتا۔ ہمہ وقت تبسم ریز لب اور درخشندہ رخ انور دلوں کی دنیا کو بحر عقیدت میں غرق کرنے کے لئے کافی ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

جن کے دیکھنے سے خدایاد آجائے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ سے میری بہت پرانی عقیدت اور ملاقات تھی۔ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ حضرت علامہ الحاج نور محمد صاحب مارفانی خلیفۂ ارشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جونا گڈھی کی دعوت پر ۸۳۔۱۹۸۴ میں جونا گڈھ تشریف لائے۔ جونا گڈھ میں میں بھی مدعو تھا۔ حضرت مارفانی صاحب سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے محبوب خلیفہ تھے، اور آپ کا شاندار عرس نوری ہر سال منعقد کرتے تھے۔ اس عرس نوری کے موقع پر میری حضرت محدث بریلوی سے جونا گڈھ میں پہلی ملاقات ہوئی۔ شرف نیاز حاصل کرنے کے بعد شب میں اجلاس تھا۔ جس میں دیگر علمائے کرام کیساتھ اس احقر کا بیان ہوا۔ حضرت تقریر سماعت فرمانے کے بعد بہت مسرور ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ پھر یہ سلسلہ جونا گڈھ، جودھ پور وغیرہا میں برابر برقرار رہا۔ پچھلے چند سالوں سے حضرت دار العلوم اسحاقیہ کے سالانہ جشن دستار بندی اور ختم بخاری شریف کے موقع پر ''مہمان خصوصی'' کی حیثیت سے تشریف لاتے رہے ہیں۔ گو میں کما حقہ حاضر خدمت نہیں رہ پاتا۔ اجلاس کی ہمہ ہمی کے باعث بے حد مصروفیت دامنگیر رہتی۔ تاہم وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہو کر چند منٹوں کے لئے ہی آپ کی صحبت کیمیا اثر سے مستفیض ہوتا۔ حضرت محدث بریلوی دار العلوم کے نظم و نسق سے بے حد مسرور ہوتے۔ حضرت مفتی اعظم راجستھان اور اس احقر کو بھی بے پناہ دعاؤں سے نوازتے، اور مستقبل کے لئے حکمت آمیز مشورہ بھی عنایت فرماتے۔

اس سال بھی آپ نے دستار فضیلت اور سالانہ اجلاس کی دعوت قبول فرمائی تھی۔ یہ آپ کی ولایت مآب شخصیت کی علم نوازی اور خوردہ نوازی تھی۔ عزیزم مولوی محمد عرفان سلمہ الباری کا اثباتی خط بھی موصول ہو چکا تھا۔ مگر مشیت ایزدی کچھ اور تھی، چند دنوں کے بعد آپ ایک حادثہ میں جام شہادت نوش فرما کر راہی ملک بقا ہو گئے۔ پوری ملت بیضا اشکبار ہو گئی کہ آج مظہر مفتی اعظم ہند ہم سے رخصت ہو گئے آپ کی شہادت کی خبر سنکر پوری دنیائے سنیت غم والم کے سمندر میں غرق ہو گئی، ہر آنکھ اشکبار ہو گئی، مگر مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے تحت ہر عقیدت کیش "ان العین تدمع، والقلب یحزن، ولا نقول الا ما یرضیٰ ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون" کے حکمت آمیز ارشاد پر کاربند رہا۔

اللہ تعالیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے، اور حضرت کے فرزندگان کو آپ کا سچا جانشین بن کر زندگی گزارنے کی توفیق بخشے، آمین۔

(مفتی) شیر محمد خاں رضوی

(شیخ الحدیث) دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)

یکم شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶/اگست ۲۰۰۷ء

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما سید الاتقیاء

مفتی شمس الدین احمد رضوی

قرآن کی آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ کے شہ پارے علمائے ربانیین کے فضائل میں کثرت سے وارد ہیں، رب کریم ارشاد فرماتا ہے ''انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء'' اللہ کے بندوں میں اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہوتے ہیں کیوں کہ نور علم سے وہ صفات باری تعالی اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالی کی معرفت کا ذریعہ علم ہی ہے اور معرفت خوف الٰہی کا ذریعہ جس کا علم جتنا زیادہ ہوگا اسے اتنی ہی خشیت حاصل ہوگی۔ اس سلسلہ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ بندگان خدا میں اللہ رب العزت کی خشیت سے وہی بہرہ ور ہوئے ہیں جو اللہ تعالی کے جبروت اور اسکی عزت وعظمت کی معرفت سے حصہ پاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اللہ جل شانہ، کی کہ مجھے سب سے زیادہ اللہ کی معرفت حاصل ہے اور میں ہی سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔ آیات کریمہ اور احادیث نبویہ اس بات کی شاہد عدل ہیں کہ جسے علم ومعرفت میں جتنی گہرائی ہوگی اسے اتنا ہی خوف الٰہی کا حصہ ملے گا۔ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون﴾ کیا عالم وجاہل برابر ہیں؟ یعنی عالم وجاہل برابر نہیں بلکہ علم والے درجوں بلند ہیں، رب کریم ارشاد فرماتا ہے ﴿والذين اوتوا العلم درجٰت﴾ اہل علم کی عظمت کو ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون﴾ یعنی اے لوگو اہل علم کی طرف رجوع کرو اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔ کیوں کہ جاہلوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ ان نفوس قدسیہ کی طرف رجوع کریں اور ان کے فرمانے کے مطابق زندگی گذاریں۔ حضرت نبی اکرم ﷺ عالم شرع کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد'' یعنی ایک عالم دین ہزاروں عابد سے شیطان پر بھاری ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین'' یعنی اللہ جس کی بہتری چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔ دین کا علم مال سے بہتر ہے اور اس لئے بہتر ہے کہ مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے مگر علم خود عالم کی حفاظت کرتا ہے، مال خرچ کرنے سے جاتا رہتا ہے، مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم، مال والے تو مر کر چلے جاتے ہیں مگر علم والے موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے، اپنے علمی کارناموں کی بنیاد پر جو کبھی مٹنے والے نہیں، عالم کا علم سب سے بڑی شرافت ہے، علمائے کرام باران رحمت ہیں جہاں بھی ہوں گے نفع پہنچائیں گے ہر شئے ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں زمین کے کیڑے مکوڑے خشکی کے درندے پرند بھی، عالم دین اپنے علم کے ذریعہ دنیا وآخرت میں اخیار کے مرتبہ اور بلند درجے پاتے ہیں۔

یہ دنیا فانی ہے جہاں کی ہر چیز کو فنا ہونا ہے ہر آنے والے کو دنیا چھوڑ کر ایک نہ ایک دن جانا ہے، اسی دستور کے مطابق علما کی جماعت کو بھی دنیا چھوڑ کر دار آخرت میں جانا ہے ہر عالم دین اپنی حیات میں دینی خدمات انجام دیتا ہے اور پیغام اسلام کو عام کرتا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہزاروں لاکھوں انسانوں کو گناہوں سے بچا کر جہنم اور اس کے عذاب سے بچاتا ہے۔ بایں وجہ عالم کی موت کو عالم کی موت کہا گیا ہے۔ عالم دین انتقال کرتا ہے تو وہ اپنے دینی کارناموں کو چھوڑ جاتا ہے جس کی بنیاد پر ہمیشہ یاد کیا جاتا ہے، عالم دین موت کے بعد حیات تازہ پاتا ہے اور درجوں بلند کر دیا جاتا ہے۔ موت علمائے دین کے لئے اک پل ہے جس سے وہ گزر کر اپنے مولا سے واصل ہوتے ہیں "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب'' عالم کی موت ہر دور وقرن میں ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی مگر ان کے کردار وعمل کے نقوش انسانی دل و دماغ میں ایسے مرتسم ہوتے ہیں جسے گردش لیل ونہار با آسانی مٹا نہیں سکتے، ان کی یادوں کے چراغ نہاں خانہ دل کے اندھیارے میں جگمگاتے رہتے ہیں۔ آنکھیں برسوں انہیں تلاش کرتی ہیں عالم کی ایک ایک ادا سے خیالات وتصورات کی دنیا آباد رہتی ہے۔ ایسے ہی عالم دین حضور صدر العلما رئیس الاتقیا مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی تحسین رضا الرضوی البریلوی ہیں جو ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے اور ابدی آرام گاہ میں ابدی نیند سو گئے۔ ۳ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی یہ المناک اور جانکاہ خبر بذریعہ فون موصول ہوئی کہ مظہر مفتی اعظم ہند ناگپور سے چندر پور تبلیغی دورے پر جاتے ہوئے کار حادثہ میں انتقال فرما گئے، یہ حادثہ ان کی موت کا بہانہ بنا ۴ر اگست ۲۰۰۷ء کو شام کے وقت جسد خاکی بریلی شریف پہونچا اور ۵ر اگست ۲۰۰۷ء کو لاکھوں عقیدت مندوں کے اژدہام نے اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع میدان میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری جانشین مفتی اعظم ہند کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی اور پرنم آنکھوں سے وقت کے جلیل القدر عالم دین کو ابدی آرام گاہ کے سپرد کر دیا گیا۔ مظہر مفتی اعظم ہند حضور صدر العلما کی پرورش وپرداخت ایسے خانوادے میں ہوئی جو علم وادب، تقوی وطہارت اور دین داری میں ممتاز سے ممتاز تر ہے اسی خانوادے میں بڑے بڑے علما فقہا شعرا اور ادبا نے آنکھیں کھولیں اور ان میں سے ہر ایک نے دعوت وتبلیغ کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا مفتی حسنین رضا خاں رضوی قادری بریلوی اور دادا حضور استاد زمن علامہ حسن رضا خاں قادری بریلوی برادر حقیقی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی قادری بریلوی، چچا حضور حجۃ الاسلام علامہ مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی، چچا سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری رضوی بریلوی جنھوں نے پوری زندگی احیائے سنت اور رد بدعت کا کام انجام دیا، بدمذہبوں بے دینوں اور گمراہوں کے رد وابطال میں اپنی خداداد صلاحیت کو صرف کیا، ان کی دینی خدمات سے مسلمانان عرب وعجم واقف ہیں، اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد اس فریضۂ دعوت وتبلیغ کو ان کے خلف اکبر حضور حجۃ الاسلام اور خلف اصغر سرکار مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ اپنے اپنے عہد میں بحسن وخوبی انجام دیتے رہے، اسی فریضۂ دعوت وتبلیغ کو اخیر وقت تک مظہر مفتی اعظم ہند علامہ مفتی تحسین رضا خاں۔ نے انجام دیا، دعوت وتبلیغ ہی کے لئے آپ بریلی شریف سے ناگپور پہنچے اور وہاں سے چندر پور کے لئے روانہ ہوئے کہ درمیان میں حادثہ ہو گیا۔ صدر العلما مفتی تحسین رضا خان قوم وملت کے بہی خواہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے لوث وبے باک قائد بھی تھے خورد نوازی وخوش اخلاقی نیز فیاضی وکریم النفسی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ ہر ایک سے خندہ روئی وخندہ پیشانی سے ملتے تھے، سلام کرنے میں پیش قدمی فرماتے تھے، سنت نبوی کی پیروی میں خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے، حضور صدر العلما بذات خود ایک انجمن تھے۔

شمس الدین رضوی مسعود العلوم بہرائچ شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما سفیر محبت

مولانا محمد اجمل رضا قادری

مظہر مفتی اعظم ہند، صدر العلما، جلالۃ العلم حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لئے بھی مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ سے علمی اور روحانی استفادہ کرنے والوں کی ایک لمبی فہرست ہمیں نظر آتی ہے ان لوگوں میں ایسے بہت سے نام شامل ہیں جو خود علم وفن کا ایک جہان نظر آتے ہیں، چونکہ حضور صدر العلما ایک درویش صفت اور با اخلاص صوفی با صفا تھے، لہذا آپ نے کبھی بھی اپنے ان فضائل و کمالات کی قیمت وصول کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ نے پچاس سال سے زیادہ عرصہ مسند تدریس کو رونق بخشی یقیناً ہزاروں علمانے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے ہوں گے مگر مجال ہے جو آپ نے کبھی اپنے استاذ الاساتذہ ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ آپ ایک بافیض شیخ کامل تھے۔ ہزاروں لوگ آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے مگر کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپ نے اپنے مریدوں سے کبھی کسی چیز کا مطالبہ کیا ہو۔ درجنوں علمانے آپ سے سندیں حاصل کیں۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے اس کا علی الاعلان اظہار فرمایا ہو۔

جگر راہ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں کہ جس منزل سے گزرا ہوں وہ اب تک یاد آتی ہے

میں جن دنوں آپ کے حالات زندگی پر حیات صدر العلما لکھ رہا تھا تو میں نے کئی بار اس کا تقاضا کیا کہ آپ مجھے کچھ مواد عطا فرمائیں تاکہ شامل تحریر کرسکوں مگر آپ ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ مجھ پر کچھ لکھا جائے، ہاں اگر کچھ لکھنا ہی ہے تو حضور مفتی اعظم ہند پر لکھو، سرکار اعلیٰ حضرت پر لکھو مجھ پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اور نہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا حضور بہت سے لوگ آپ کو مظہر مفتی اعظم ہند۔ کے لقب سے یاد کرتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر میرا نام حضور مفتی اعظم ہند کے خدام میں آجائے تو میں اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھوں گا۔ میں جب بریلی شریف میں حاضری کے دوران آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو حضرت نے یوں استقبال فرمایا کہ جیسے کسی بہت بڑے عالم کا استقبال فرمار ہے ہوں۔ اپنے پاس بٹھایا، تکیہ عطا فرمایا، بڑی محبت سے میری باتیں سنتے رہے اور بڑے پیار سے میری ہر بات کا جواب ارشاد فرماتے رہے۔ پھر خود ہی اٹھے اور اندر تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو آپ کے ہاتھوں میں چائے اور بسکٹ وغیرہ تھے میں جلدی سے اٹھا اور آپ کے ہاتھوں سے یہ سب چیزیں پکڑنے کی کوشش کی۔ آپ نے فرمایا مولانا بیٹھ جایئے اپنا کام خود کرنا بھی سنت ہے، اور مہمان کی خدمت کرنا بھی۔ لہذا میں ان دونوں سنتوں پر عمل کرنے کا اجر لینا چاہتا ہوں۔

آج جب بھی اس ملاقات کو یاد کرتا ہوں تو آنکھیں برس پڑتی ہیں۔ سوچتا ہوں کاش وہ وقت رک جاتا اور مجھے کچھ دیر اور آپ

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے پاس بیٹھنے کا موقع میسر آجاتا۔ جس دن میری بریلی شریف سے واپسی تھی تو آپکی زیارت کیلئے حاضر ہوا آپ نماز کیلئے مسجد میں تشریف فرما تھے نماز کے بعد آپ کی دست بوسی کی تو آپ ہمیں اپنے ساتھ اپنے مکتبہ مشرق لے گئے۔ وہاں موجود کئی لوگوں سے میرا تعارف کروایا اور مجھے ان دعاؤں سے نوازا جو میرے لئے سرمایہ حیات ہیں جب رخصت ہونے لگا تو دروازے تک ساتھ تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ تشریف رکھیں تکلیف نہ فرمائیں لیکن آپ باہر تک ساتھ تشریف لائے۔ جب میں نے دست بوسی کی تو آپ نے میرے ہاتھ میں کچھ رقم تھمادی۔ میں نے عرض کیا حضور یہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا یہ نذرانہ ہے۔ میں نے عرض کیا حضور نذرانہ تو مجھے دینا چاہئے تو ارشاد فرمایا ایک ہی بات ہے۔

☆☆ اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر ☆☆

ایک بار میں نے عرض کیا آپ کے معمولات میں نماز تہجد شامل ہے؟ تو ارشاد فرمایا نہیں، میں سوائے رمضان کے تہجد نہیں پڑھ پاتا بلکہ دیر تک مطالعہ اور تعویذات کے کام میں مصروف رہتا ہوں اور صبح فجر با جماعت ادا کرتا ہوں۔ کتنا اخلاص اور صاف گوئی ہے آپ کے الفاظ میں۔ میں نے دیکھا کہ آپ جب نماز عصر کے بعد اپنے مکتبہ مشرق پر تشریف فرما ہوتے تو بیسیوں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ یہ لوگ اپنے دکھوں تکلیفوں اور پریشانیوں کا ذکر کرتے آپ نہ صرف ان سب کے دکھ سنتے بلکہ تعویذ لکھ کر اور دعا فرما کر ان دکھی لوگوں کی عظیم خدمت کا فریضہ بھی انجام دیتے۔

آپ کے انتقال پر ملال سے مسند تدریس سونی ہوگئی۔ سالکین راہ طریقت ایک عظیم پیشوا سے محروم ہو گئے۔ علما اپنے عظیم رہنما سے بچھڑ گئے، شاگردوں کے سروں سے ان کے مربی کا سایہ اٹھ گیا۔

بساط بزم الٹ کر کہاں گیا ساقی — فضا خموش، سبو چپ، اداس پیمانے
یہ کس کے غم نے دلوں کے سکون لوٹ لئے — یہ کس کی یاد میں سر پھوڑتے ہیں دیوانے
تمام شہر میں اک درد آشنا نہ ملا — بسائے اس لئے اہل جنوں نے ویرانے
نصیر اشک تو پلکوں پہ سب نے دیکھ لئے — گزر رہی ہے جو دل پر وہ کوئی کیا جانے

مولانا محمد اجمل رضا قادری گوجرانوالہ، پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما شہید راہ وفا

مولانا بہاء المصطفیٰ قادری

اس دنیائے ناپائیدار میں رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں اور اپنے خوشنما رنگ و بو سے انسانوں کے دل و دماغ کو معطر و مفرح کر کے اپنی ناپائیداری کا اعلان کرتے ہوئے مرجھا جاتے ہیں۔ بلاتمثیل اس صحن گیتی میں کیسے کیسے جید عالم، فاضل اور روشن ضمیر صوفی درویش آئے اور اپنے علمی فیضان اور باطنی علم و نور سے اہل زمانہ کو روشنی و تابندگی بخش کر مینارۂ نور و ہدایت بنا دیا جن کی علمی ضیاء سے آج بھی لوگ مستفیض ہو رہے ہیں اور رہتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ آنے والا آتا ہے اور چند گھڑی میں یہاں سے چلا جاتا ہے مگر اس کے علمی فیضان اور کارناموں کو تاریخ اپنے دامن میں محفوظ کر لیتی ہے اور آنے والی نسلوں کو اس کا نگہبان کر دیتی ہے تا کہ یہ فیضان جاری و ساری رہے۔ بلاشبہ جانے والا جا چکا جس کو اہل زمانہ صدر العلما، صدر الصدور، تحسین ملت، شبیہ مفتی اعظم جیسے القاب و آداب سے جانتے پہچانتے ہیں۔ جن کے علمی فیضان کو ہماری آنکھیں چلتی پھرتی شکلوں میں آج بھی دیکھ رہی ہیں درسگاہوں کی مسندوں سے انہیں کا فیض رہنمائی کر رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ عالم کی موت ایک دنیا کی موت ہے مگر یہ بھی اپنی جگہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عالم دنیا سے جاتا ہے مگر اسکا علمی فیض پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف حضرت مولانا صالح صاحب قبلہ جو اپنے نام کی طرح علم و عمل کی دنیا میں بھی صالح ہیں دین حنیف کے نگہبان صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب قبلہ جو اس دور میں ماہر رضویات سے جانے جاتے ہیں جن کے علمی کارناموں کی دھوم ہند و پاک۔ کے حدود کو بھی پار کر چکی ہے۔ جن کے علم و فضل کا ڈنکا اکناف عالم میں گونج رہا ہے۔ یہ مناظر اسلام مولانا مفتی مطیع الرحمن مضطر پورنوی جنکا نام ہی مناظرہ کی کامیابی کی علامت ہے۔ اور نہ جانے کتنے گل بوٹے ہیں جو ایک عالم کو مہکا رہے ہیں یہ سب تحسین ملت کے علمی چمنستان کے گل بوٹے ہیں۔ مکان اپنے مکین سے باغ اپنے پھل پھول سے عالم اپنے شاگردوں سے اور اپنے علم و فضل سے پہچانا جاتا ہے بلاشبہ حضرت علامہ مولانا تحسین رضا قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان اس دور کے ایک جید بافیض عالم دین تھے۔ اگرچہ میں شاگردی کے سلسلۃ الذہب سے منسلک نہیں مگر عرصہ دراز تک آپ کی صدارت میں دار العلوم مظہر اسلام، جامعہ رضویہ منظر اسلام میں خدمت علم دین کا اتفاق ہوا قریب سے دیکھنے پرکھنے کا موقعہ ملا علمی مجلسوں اور دیگر مجالس میں ہم نشینی کا اکثر اتفاق رہا مگر کبھی کسی نوع سے صدارت اور علمی جلالت کا تفاخر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ علمی مجلس ہو یا تفریحی ہر مجلس کے صدر نشین ہوتے۔ باوقار متانت تبسم ریز مکھڑا کم سخن وقت ضرورت نپے تلے جملے، شیریں انداز گفتگو جو دل میں اتر جائے چال ڈھال آپ ہر طرح شبیہ مفتی اعظم نظر آتے غمزدہ آتا درد دکھ بھول جاتا۔ آپ کی دعائیں اور تعویذات تیر بہدف تھے مستجاب الدعوات مرد مومن تھے، یہ سب فیض تھا میرے شیخ حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا۔ آپ کے شاگردوں مریدین معتقدین کی تعداد تھوک کے حساب سے ہے جن کا شمار مشکل ہے۔ مگر ہائے افسوس کہ وہ ماہ منیر جو پوری زندگی دین حنیف کی خدمت میں گزار کر ایک عالم کو روشن و منور کرتا رہا ہم سے ۱۸؍ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍ اگست بروز جمعہ بوقت اذان جمعہ ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

میں فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ تعزیت کس سے کروں، اگر یہ نقصان چند افراد کا ہوتا تو آسان تھا مگر یہ نقصان پوری ملت کا ہے ہر ایک کو دوسرے سے تعزیت کرنی چاہئے اس عظیم نقصان میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔

عجلت میں قلم برداشتہ یہ چند سطریں قلمبند کردیں کہ مجھ فقیر کا نام بھی شہید راہ وفا کے مداحوں کی کسی صف میں آجائے جو میرے لئے ذخیرۂ آخرت ہو جائے۔

صف اولیں تو ہے خاص صف مرے پہونچیں پاؤں کہاں شرف

صف آخریں سے بھی دور تک جو وہاں ملے تو وہیں سہی

بہاء المصطفیٰ قادری ابن صدر الشریعہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

باسمہ تعالیٰ

صدر العلما سلف صالحین کا نمونہ

ڈاکٹر سید علیم اشرف اشرفی جیلانی

ما كان قيس هلكه هلك واحد

نقیب اہل سنت، نقیب خانوادۂ اعلیٰ حضرت، عالی نسب ونسبت، ولی صفت وصورت، صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی (۱۹۳۰۔۲۰۰۷ء) تغمده الله برحمات واسعة و أسكنه في جنات شاسعة کی شہادت کی خبر فکر واحساس کے خرمن پر برق سوزاں کی طرح گری۔ ان کی وفات حسرت آیات ایسا خسارۂ فادحہ ہے جس کی بھرپائی ممکن نہیں ہے۔ اور یہ خسارہ صرف ان کے اہل خانہ، خانوادۂ رضویہ یا ان کے تلامذہ ومنتسبین کا ہی نہیں ہے بلکہ یہ اسلام وسنیت کا خسارہ ہے، یہ پوری قوم وملت کا خسارہ ہے:

ما كان قيس هلكه هلك واحد

لكنه بنيان قوم تهدما

حضرت والا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک متحرک ادارہ تھے ایک فعال اکیڈمی تھے، اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا حسین اور قابل تحسین مرقعہ تھے، اپنے کردار وعمل میں سلف صالحین اور علماء عاملین کا نمونہ تھے، اپنی سادگی وخاکساری، تواضع وانکساری اور شیریں لبی ونرم گفتاری میں اولیاء عارفین کا پرتو تھے مختصر یہ کہ وہ اپنی سیرت میں ـــ "من ذكركم الله رؤيته" کی سراپا صورت تھے۔ ان کا وصال ایک فرد کا وصال نہیں ہے ایک انجمن کا وصال ہے اور ان کی رحلت ایک ادارے کی رحلت ہے۔ بقول شاعر

لعمري ما الرزية فقد مال

ولا فرس يموت ولا بعير

ولكن الرزية موت شخص

يموت بموته خلق كثير

حضرت علامہ ایک عظیم خانوادہ کے چشم وچراغ تھے، لیکن انھوں نے صرف موروثی عظمت کو سنبھالے رکھنے پر ہی قناعت نہیں کیا، بلکہ دین متین اور شرع مبین کی مسلسل خدمت۔ سے مزید عظمتوں کا اکتساب کیا۔ درحقیقت خدمت سے عظمت کا حصول ان کی سیرت کا خلاصہ بھی ہے اور اس کا پیغام بھی جو رہتی دنیا تک متلاشیان عظمت کے لئے مشعل راہ رہے گا۔

انھوں نے اپنے عمل پیہم اور عزم محکم سے اسلام وسنیت کی جو خدمت انجام دی ہے وہ آفتاب نیم روز کی طرح روشن اور واضح ہے، بڑا سے بڑا مکابر بھی اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ان کی سحر انگیز سادگی وتواضع نے ہزاروں ہزار دلوں میں ان کی محبت کو پیوستہ کر دیا تھا۔ راقم السطور کو حضرت علامہ سے صرف دو بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا لیکن ان مختصر ملاقاتوں میں بھی ان کی سادگی وتواضع نے اسے بے حد متاثر کیا، البتہ دوران طالبعلمی استاذ گرامی حضرت خواجہ صاحب قبلہ سے ہمیشہ ان کا ذکر خیر سنا کرتا تھا۔ اور ان ہر دو دیدہ وشنیدہ کا راقم کے دل پر ایسا اثر تھا کہ انتہائی نامساعد احوال اور قلت وقت کے باوجود گرامی قدر مولانا محمد حنیف صاحب کا فون ملتے ہی

www.muftiakhtarrazakhan.com

اپنے تعزیتی تاثرات رقم کرنے کا قصد کرلیا۔

صدر العلماء کی ذات قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کا مصداق تھی: "إن الذین آمنو ا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا" یعنی اللہ تعالی نیک عمل کرنے والے اہل ایمان کی محبت کولوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا۔ظاہر ہے کہ خدمت دین سے بڑھ کر اور کون نیک عمل ہوسکتا ہے اور حضرت علامہ کی تو پوری زندگی ہی خدمت دین سے عبارت ہے۔اور یہی ان کا وہ عمل صالح ہے جس کی بدولت اللہ نے حسب وعدہ بے شمار مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ومودت ڈال دی تھی،" و إن اللہ لا یخلف المیعاد"۔مولانا ابوالحسن صاحب ....جو حضرت کے شاگرد ہیں اور ایک طویل عرصے تک انکی صحبت ومعیت سے سرفراز رہے ہیں......کی روایت کے مطابق حضرت کی محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ بریلی شہر میں بھی کہیں تشریف لے جاتے تو اہل محلہ ایسا اہتمام واستقبال کرتے جو کسی دور دراز سے اور کبھی کبھی آنے والی بڑی شخصیات کے لئے کیا جاتا ہے۔

حضرت والا کی یہ غیر معمولی محبوبیت ان کے محبوب خدا ہونے کی ایک دلیل ہے۔امام بخاری،امام مسلم،امام ترمذی،امام احمد اور امام مالک رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "إذا أحب اللہ العبد نادی جبریل إن اللہ یحب فلانا فأحببه فیحبه جبریل فینادی جبریل في أهل السماء إن اللہ یحب فلانا فأحبوه فیحبه أهل السماء ثم یوضع له القبول في الأرض "(اللفظ للبخاری، کتاب: بدء الخلق، باب: ذکر الملائکة، حدیث رقم: ۳۲۰۹) یعنی اللہ تعالی جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبریل اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت کو زمین (والوں) میں ڈال دیا جاتا ہے۔اس مضمون کی اور بھی بہت ساری صحیح حدیثیں کتب حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔

زمین والوں میں حضرت کی یہ بے مثال مقبولیت آسمان والوں میں ان کی مقبولیت کا ثبوت اور خالق زمیں وآسمان کی ان سے محبت کی دلیل ہے۔یہ ان کی محبوبیت ہی کی ایک دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے انھیں ایک عالم معلم کی زندگی اور ایک شہید کی موت عطا فرمائی ﴿ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء﴾

راقم السطور کی نظر میں حضرت والا کا سب سے نمایاں وصف ان کی بلندئ اخلاق ہے۔ان کی سادگی وتواضع، جو انھیں دیکھنے والوں کو اللہ کی یاد دلاتی تھی، حدیث شریف میں یہی اللہ کے محبوبین کی نشانی آئی ہے۔ان کے اخلاق کی یہ بلندی تصوف وروحانیت میں ان کی بلند مقامی کی بھی دلیل ہے،اس لئے کہ تصوف کے بارے میں ایک مستند اور بلند مرتبہ صوفی کا ہی یہ بیان ہے کہ: "التصوف کله أخلاق فمن زاد علیك بالأخلاق زاد علیك بالتصوف "یعنی تصوف سراسر اخلاق ہے جو تم سے اخلاق میں آگے ہے وہ تم سے تصوف میں بھی آگے ہے۔دراصل ان کے اخلاق ہی ان کی عظمت وعبقریت کا حقیقی باعث تھے،اور یہی اخلاق عالیہ اہل اللہ کے بنیادی اوصاف ہوتے ہیں چنانچہ اسی بلند اخلاقی نے حضرت کی ذات میں ایسی جاذبیت پیدا کردی تھی کہ وہ مرجع انام بن گئے تھے انھوں نے تعلیم وتدریس اور پھر رشد وہدایت سے ہزاروں ہزار بندگان خدا کو فیضیاب کیا اور عمر عزیز کے آخری وقت تک تدریس کے مقدس و بابرکت عمل میں مشغول رہے ان کا یہ اسوہ ان مدرسین کے لئے بڑا ہی سبق آموز ہے جو ذرا سی شہرت وقبولیت پاتے ہی تعلیم وتدریس کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

چھوڑ کر شیخ طریقت بن جانا چاہتے ہیں۔

حضرت علامہ کی ذات کی ایک اور نمایاں خوبی ظاہر شریعت پر ان کی استقامت تھی اور یہ غیر متزلزل استقامت ہی ان کی سب سے بڑی کرامت تھی۔ یونہی ان کا اخلاص عقیدہ وعمل بھی ہر شک وشبہ سے بالاتر تھا۔

یہ ان کی طبیعت کی سادگی ودینداری ہی تھی کہ علوم عقلیہ پر قدرت تامہ ہونے کے باوجود انھوں نے خالص دینی علوم میں دلچسپی لی اور منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ کی طرف خاص التفات نہیں کیا۔ اور تقریباً نصف صدی تک ان دینی علوم کی ترویج اشاعت، اور حدیث، تفسیر اور فقہ کو پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہے۔ وہ اگرچہ بنیادی طور پر ایک مدرس ومعلم تھے لیکن اس کے باوصف انھوں نے مختلف میدانوں میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا۔ وعظ وارشاد، تربیت واصلاح اور قوم کی قیادت ورہنمائی کا کام بھی بحسن وخوبی انجام دیا۔ وہ ساری عمر ہر دشوار گھڑی میں اہلسنت کی دستگیری کرتے رہے۔ ان کے ہر مشکل کی عقدہ کشائی کرتے رہے، قوم کے مادی وروحانی غموں کا مداوا کرتے رہے۔ وہ جماعت کی وحدت کے نقیب اور علمبردار تھے۔ عوام وخواص سبھی کے لئے ملجأ وماوی تھے، ایک سایہ دار درخت تھے، ایک چشمۂ شیریں تھے۔ اسلامیان ہند ان کی دینی وعلمی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اور ہر مصیبت کی گھڑی اور ہر مشکل وقت میں محزون ومصاب قوم انھیں یاد کرتی رہے گی۔

سیذکرنی قومی إذا جدّ جدهم
و في الليلة الظلماء يفتقد البدر

آخر میں بشمول حضرت حسان رضا خاں صاحب، صدر العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے جملہ اہل خانہ، تلامذہ ومریدین، اور تمام اہل سنت کو دل کی گہرائیوں کے ساتھ اپنی تعزیت پیش کرتا ہوں۔ قدر الله و ما شاء فعل، له ما أعطى و له ما أخذ و إنا لله و إنا إليه راجعون.

ڈاکٹر سید علیم اشرف اشرفی جیلانی

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما مہر درخشاں

مولانا محمد عمران رضا خاں سمنانی

شیخ اعظم، مظہر مفتی اعظم، محدث اعلم، اعلم العلماء، صدر العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں آپ استاذ الاساتذہ تھے۔ بریلی شریف کے مشاہیر مدارس کے صدر المدرسین رہے اور ہر جگہ درس حدیث وتفسیر سے طلبائے اہلسنت کو فیض یاب کرتے رہے آپ کا باران کرم تمام مدارس میں سب سے زیادہ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف پر برسا۔ یہاں پر آپ نے مسند حدیث کو ۲۳ رسال رونق بخشی۔ بلکہ یوں کہیے کہ جامعہ کا وجود آپ ہی کی وجہ سے عمل میں آیا۔

مظہر مفتی اعظم خورشید سنیت اور مہتاب طریقت تھے۔ ماہ تاباں اور مہر درخشان تھے۔ وہ کل بھی روشن تھے آج بھی روشن ہیں اور ہمیشہ روشن رہیں گے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

جن لوگوں نے انہیں دیکھا پرکھا انہوں نے اپنے لئے اجالوں کی سعادت سمیٹ لی آج بھی لوگ ان کے مزار پر انوار سے اکتساب نور کر رہے ہیں۔

کشمیر کی وادی سے لیکر کنیا کماری تک میرے مظہر مفتی اعظم کا تذکرہ ہے۔ شریعت وطریقت والے، علم وفضل والے، تقویٰ وطہارت والے، فکر ونظر والے عشق ووفا والے دانش وبینش والے سبھی آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہے۔ گویا آپ کو مقبولیت عامہ حاصل تھی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں کوئی کہتا ہے کہ چار لاکھ کا مجمع تھا کوئی کہتا ہے کہ پانچ لاکھ پروانے اپنی شمع پر نثار ہو رہے تھے۔ بس یہی کہنا پڑے گا کہ

شہرت کی کبھی آپ نے خواہش تو نہیں کی
اس موت سے شہرت کی بلندی کو چھوا ہے
وہ جم غفیر اور تیری دید کے طالب
جانے سے تیرے جانا کہ تو کون ہے کیا ہے

مقبولیت عامہ خدائے تعالیٰ کے یہاں قبولیت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ اس لئے کہ خود قرآن پاک میں آیا ہے: "ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لهم الرحمن ودا"

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو مولیٰ تعالیٰ حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو وہ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور آسمان دنیا میں یہ اعلان فرماتے ہیں کہ اے فرشتو تم

www.muftiakhtarrazakhan.com

بھی اس سے محبت کرو۔فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔فرشتے دنیا میں اعلان کرتے ہیں اس طرح دنیا والے محبت کرنے لگتے ہیں۔

حضرت صدر العلماء صاحب ایمان تھے۔یعنی "ان الذین آمنوا" کی تفسیر تھے۔اور صاحب تقویٰ وطہارت بھی تھے یعنی عملوا الصالحات کی تفسیر بھی تھے۔اسی لئے ان کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی۔

ع: زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

آپ کے سامنے ہزاروں طلبہ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا،ان میں سیکڑوں عصر حاضر میں علمائے کرام،مشائخ عظام کی صفوں میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ نے اپنے سفر آخرت کے بارے میں اشارہ فرمادیا تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین بھائی تھے اور ہم بھی تین بھائی ہیں۔استاذ زمن منجھلے بھائی تھے اور میں بھی منجھلا ہوں۔استاذ زمن کا انتقال اعلیٰ حضرت سے پہلے ہوا اتنا فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔جس سے یہ اندازا ہوتا ہے کہ آپ نے اشارۃً اپنی موت کا بھی ذکر فرمادیا۔آپ نے بڑے اور چھوٹے بھائی یعنی امین شریعت حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی وحبیب ملت حضرت علامہ مولانا حبیب رضا خاں صاحب قبلہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان دو حضرات کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور صدر العلماء کے مزار پاک سے خلق خدا کو خوب خوب فیضیاب فرمائے۔آمین

ابر رحمت ان مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

نبیرۂ اعلیٰ حضرت محمد عمران رضا خاں سمنانی میاں
نائب مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ، بانی اعلیٰ حضرت لائبریری بریلی شریف۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کا وصال عظیم حادثہ

مولانا فروغ احمد اعظمی

صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں قادری بریلوی بن حسنین رضا خاں قادری بن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حادثاتی سانحہ ارتحال نے خانوادہ رضویہ بریلی شریف اور جماعت اہل سنت کے ایک ایک فرد کو ایک دم سکتے میں ڈال دیا، اس عظیم نا گہانی حادثہ نے ہر سننے والے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اولاً اس خبر پر یقین نہیں آرہا تھا، لیکن جو کچھ سنایا گیا وہ حقیقت میں سچ تھا۔

۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/۳ راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ تقریباً چار بجے شام محب محترم عزیز سعید مولانا محمد شاہد رضا علیمی استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف نے موبائل پر ناچیز کو حادثہ کی اطلاع دیتے ہوئے کہا: آج گیارہ بجے دن میں حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری کا وصال ہو گیا۔ آپ اپنے ایک عزیز مولانا ظہیر رضا خاں اور کچھ عقیدت مندوں کے ساتھ گاڑی سے شہر ناگپور سے چندر پور جارہے تھے، جہاں آپ کو نماز جمعہ کی امامت کرنی تھی موقع واردات پر ہی حضرت کی روح پرواز کر گئی اور آپ کے عزیز بھی چل بسے۔

دوسرے دن آپ کی میت بذریعہ طیارہ ناگپور سے دہلی لائی گئی، اور پھر وہاں سے ایمبولنس کے ذریعہ شام چھ بجے بریلی پہنچی، تیسرے دن ۲۰ ررجب ۵ راگست کو دوپہر بعد اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے وسیع میدان میں نماز جنازہ پڑھی گئی، جس میں ملک کے گوشے گوشے سے اور بیرون ملک سے لاکھوں فرزندان اسلام نے شرکت کی، نماز جنازہ کا مجمع عرس رضوی کا منظر پیش کر رہا تھا، آپ کی نماز جنازہ نے آپ کی خاموش شخصیت کی عظمت واہمیت سے پردہ اٹھا دیا، میرا خیال ہے کہ آپ کی زندگی میں شاید بہت کم ہی لوگوں کو آپ کی حقیقی عظمت کا پتہ رہا ہو۔

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی، حادثاتی موت، خاندان رضویہ سے تعلق، اور اس پر مزید علم وفضل اور تقدس وتقویٰ جیسی ذاتی خوبیوں نے آپ کی آخری رسوم میں شرکت پر بہتوں کو مجبور کر دیا۔ ملک کے گوشے گوشے سے اور بیرون ملک کے بے شمار لوگ ایک بڑی سعادت سمجھ کر شریک نماز جنازہ ہوئے، اور اپنے محبوب رہنما کو خراج عقیدت پیش کیا۔ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی سے بھی اساتذہ وطلبہ پر مشتمل ایک وفد نے شرکت کی سعادت حاصل کی، دوسرے دن دار العلوم علیمیہ میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی مجلس منعقد کی گئی۔ جس میں اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی میں اپنی علالت کے باعث شریک نماز جنازہ نہ ہو سکا، جس کا ہمیشہ افسوس رہے گا۔ آپ انتہائی مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے، آپ نے اپنے اخلاق عالیہ، خاموش طبعی، شرافت نفسی، اور تقویٰ وطہارت اور بے انتہا سادگی کی وجہ سے ملنے والوں کے دلوں پر گہرا نقش چھوڑا ہے۔

آپ علم وعمل، طہارت وتقویٰ، اور عمر میں خانوادہ رضویہ کے موجودہ علما میں سب سے بزرگ عالم دین اور محبوب ترین وقابل قدر ہستی تھے، جس کا عام احساس اب سب کو ہو رہا ہے۔ فقیر کو زندگی میں آپ سے دو بار زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ایک بار کوئی سات آٹھ سال پہلے دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی کے سالانہ جلسۂ دستار بندی اور جشن ختم بخاری شریف کے موقع پر غالباً ۲۰۰۰ء میں جمدا شاہی میں اور دوبارہ عرس رضوی کے موقع پر جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں، ان دونوں ملاقاتوں اور ان مواقع پر مختصر گفتگو اور آپ کی شخصیت کے سرسری مطالعے نے مجھے آپ سے بہت زیادہ متاثر اور قریب کر دیا، اور گویا میں انہیں کا ہو کر رہ گیا، آپ کا سراپا آج بھی اسی طرح آنکھوں میں گھوم رہا ہے۔

میں اگرچہ آپ کی شخصیت کا بہت گہرا مطالعہ نہیں کر سکا، لیکن آپ کو سمجھنے کے لئے یہی دو مختصر ملاقاتیں کافی ہوئیں، ایک خاص بات جو میں نے محسوس کی، وہ یہ تھی کہ آپ کے اندر خورد نوازی اور قدردانی کا وصف بھرپور طور سے تھا، اس کا اندازہ اس بات سے ہوا کہ میں نے بریلی ملاقات سے قبل بدایوں شریف کے علامہ شاہ عبدالقادر بدایونی اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جشن صد سالہ کے موقع پر منعقد سیمینار کے لئے مقالہ لکھا تھا جو ماہنامہ ''مظہر حق'' بدایوں میں چھپا تھا، اسے حضرت علیہ الرحمہ نے کہیں پڑھ لیا تھا، ملتے ہی آپ نے اس مضمون کا ذکر فرمایا، پسندیدگی کا اظہار کیا، اور کلمات تحسین سے نواز کر حوصلہ افزائی اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔

مجھ ہیچمداں کے لئے یہ بہت بڑی بات تھی، ورنہ آج کے دور میں ایک مضمون لکھنے پر کون کس کو سراہتا ہے، وہ بھی ایک بہت چھوٹے آدمی کو ایک بہت بڑا شخص، یہ صرف اور صرف ان کا بڑکپن تھا۔ ان اوصاف عالیہ کے مالک بزرگ ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے ہیں، اور بزم ہستی سونی ہوتی جا رہی ہے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

فروغ احمد اعظمی
پرنسپل: دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے

مفتی محمد ناظم علی قادری

نبیرۂ استاذ زمن صدر العلما، مظہر مفتی اعظم، حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد تحسین رضا قادری نور اللہ مرقدہٗ ایک زبردست متبحر عالم باعمل اور جامع شرائط طریقت شیخ طریقت، جامع العلوم والفنون، مفسر، محدث، اصولی، معقولی، منقولی، ادیب و مدرس، عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے۔ ان کی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت اور تبلیغ دین متین اور درس وتدریس کی مصروفیت کو سلک تحریر میں پرونا کار اہم ہے اور بہت فرصت وہوش مندی کا کام ہے جو ماوشما کے بس سے پرے ہے، ہاں ان کی خدمات کی نمایاں سرخیوں پر وہی روشنی ڈال سکتا ہے جو برسوں ان کا حاضر باش ہونے کے ساتھ دانشور اور کافی ذی شعور ہو، ہاں جتنا دیکھا اور سنا خوب دیکھا خوب سنا، انہیں گفتار وکردار، حال وچال، جلوت وخلوت، میل جول سب میں احادیث رسول ﷺ پر عامل اور اس حدیث "من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله أجر ماءة شهيد" کے مصداق پایا، جو اس دور پر فتن اور قحط الرجال میں مشکل کام ہے، وہ احادیث رسول پر عامل محدث اور کامل عالم دین تھے یہی وجہ کہ ان کی سادگی وانکسار کے باوجود انہیں "محدث بریلی" سے شہرت ملی جو بجا ہے، وہ ایک عظیم خانوادہ کی بڑی اہم کڑی تھے کہ ان کا خانوادہ پوری دنیائے سنیت کا مرکز اور ان کے فیضان علمی وروحانی سے فیضیاب ہے۔ کئی پشتوں سے علم ظاہری وباطنی کے سنگم اور مرجع علماء وعوام افراد ہوتے رہے ان کے خاندان میں مندرجہ ذیل افراد اپنے علم وعمل، زہد وفضل کی وجہ سے مرجع رہے ہیں، مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا رضا علی، امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی، مجدد اعظم دین وملت حضرت علامہ شاہ امام احمد رضا خاں، استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں، مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں، حضرت علامہ شاہ حسنین رضا خاں، مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں نور اللہ مرقدہم۔

ان بزرگان دین کے علم وفضل اور ان کے جمال وکمال کے مظہر حضرت علامہ تحسین رضا تھے، جو صدر العلما، مظہر مفتی اعظم، محدث بریلی، جیسے عظیم القاب وآداب کے ساتھ مشہور ومعروف تھے، انہیں بہت سے چیزیں ورثہ میں ملیں، مگر صدر العلما نے صرف ان پر اکتفانہ کیا اور اپنے اندر اپنی محنت ولگن سے کمال پیدا کیا۔ علم ظاہری وباطنی کے حصول میں برسوں صرف کیا، اس لحاظ سے وہ گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے، ان کی ایک نمایاں خوبی جو ہر عام وخاص کی زبان پر گونجتی ہے کہ صدر العلما اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود ہر شخص سے ملاقات فرماتے تھے، اور ان کی پوری بات سنتے تھے اور جو مناسب سمجھتے ان کے حق میں وہی کرتے تھے، اسی طرح قرب وجوار میں منعقد ہونے والی ہر چھوٹی بڑی تقریب میں شرکت فرماتے تھے، اس کے علاوہ بھی تبلیغ اسلام اور فروغ سلسلہ کے لئے تشریف لیجاتے تھے، اور مدرسہ میں پڑھانے کے لئے بھی جب موجود ہوتے پابندی کے ساتھ جا کر درس دیتے تھے، وہ ہر جہت اور ہر لحاظ سے لائق تحسین ہیں ان پر جتنا لکھا جائے کم ہے، ہاں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ان کے جانے سے سنیت میں عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے عقیدت مندوں، مریدوں، کو اور ان کے پسماندگان وخلفاء وتلامذہ کو ان کی نیک روش پر چلائے اور ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقہ صدر العلما کی قبر کو بقعۂ نور بنادے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

مفتی محمد ناظم علی قادری مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما کا تقویٰ و پرہیز گاری

مولانا نفیس احمد مصباحی

حضرت علامہ تحسین رضا قادری علیہ الرحمہ خانوادۂ رضویہ کے اہم رکن ،استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی (برادر اعلیٰ حضرت) کے پوتے اور علامہ حسنین رضا بریلوی کے فرزند ارجمند تھے۔

آپ کی روحانیت، تقوی و پرہیز گاری

روحانیت، تقوی، پرہیز گاری اور زہد و ورع اپنے آبا و اجداد سے ورثہ میں پایا تھا۔آپ بلند پایۂ عالم دین، جلیل القدر فقیہ، محدث اور مقبول مرشد طریقت تھے۔ اہل سنت کے محتاط بزرگوں اور چوٹی کے علما میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔آپ خانوادۂ رضویہ، بریلی شریف کے علما و مشائخ کی سچی یادگار، ان کے مسلک حق کے قولی و عملی ترجمان اور علوم قرآن و حدیث کے ناشر و مبلغ تھے۔

آپ مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ اسی بنیاد پر خود بریلی شریف میں خانوادۂ رضویہ کے ارکان و افراد میں ہی نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت کے تمام حلقوں میں آپ کی شخصیت یکساں طور پر مقبول اور متفق علیہ تھی۔ درسگاہ میں تعلیم و تدریس کے علاوہ مسجد چھ منارہ پرانا شہر میں درس تفسیر اور درس حدیث کی محفلیں بھی ہوتی تھیں، جن میں خاصی تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے اور آپ کے کلمات طیبہ سے مستفیض ہوتے تھے۔

آپ کی خصوصیات یہ تھیں کہ آپ نے اپنے آپ کو پوری زندگی درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور علمی و روحانی مشاغل میں مصروف رکھا۔ خالی اوقات میں اگر بولنے کی ضرورت ہوتی تو بولتے ورنہ خاموش رہتے اور زبان حال سے لوگوں کو یہ درس دیتے کہ "الصمت زین والسکوت سلامۃ" خاموشی زینت اور چپ رہنا سلامتی ہے آپ کو لایعنی اور بیکار باتوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی اسی طرح اہلسنت و جماعت کے آپسی اختلاف سے بھی آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔

دور سے تو کئی بار آپ کی زیارت کی تھی، مگر قریب سے زیارت کرنے ،شرف ہمکلامی سے مشرف ہونے اور آپ کی پاکیزہ صحبت سے بہرہ مند ہونے کا موقع زندگی میں صرف ایک بار نصیب ہوا۔ ہوا یوں کہ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے دوسرے سیمنار کے موقع پر میں مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے فقہی سیمنار کا دعوت نامہ لے کر محب محترم جناب محمد شمیم خاں صاحب ساکن محلہ ذخیرہ بریلی شریف کے ہمراہ حضرت کے دولت کدہ واقع محلہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی حاضر ہوا حضرت گھر کے اندر تشریف فرما تھے میں نے اندر اطلاع بھجوائی کہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ملاقات کی غرض سے ناچیز آیا ہے اطلاع ملتے ہی تھوڑی ہی دیر بعد آپ باہر نشست کے کمرہ میں تشریف لائے۔ سلام اور دست بوسی کے بعد میں نے فقہی سیمنار کا سوال نامہ اور دعوت نامہ حاضر خدمت کیا۔ زبانی بھی سیمنار میں زیر بحث آنے والے موضوعات سے متعلق مقالہ گرامی تحریر کرنے اور بہ نفس نفیس اس فقہی علمی مذاکرہ میں شرکت فرمانے کی گزارش کی بڑی خندہ پیشانی سے قبول فرمایا۔ کافی دیر تک جامعہ اشرفیہ اور یہاں کے اساتذہ اور ذمہ داران کے بارے میں فرداً فرداً دریافت کرتے رہے اور جامعہ کی گوناگوں دینی و علمی خدمات کو سراہتے رہے اسی دوران ناشتہ اور چائے کا دور بھی چلا ہم دونوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی حاضر

www.muftiakhtarrazakhan.com

مجلس تھے ان میں ایک صاحب کافی لسان اور چرب زبان تھے حضرت کے خاموش ہو جانے کے بعد وہ مسلسل بولتے رہے اور حضرت خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتے رہے کبھی کبھی ان کی باتوں پر تبسم ریز ہو جاتے اور کبھی ضرورت محسوس کرتے تو زبان سے مختصر سا جواب دے دیتے دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو پسند نہیں فرماتا'' یہ کہکر انہوں نے حضرت کی طرف مستفسرانہ انداز میں دیکھا تا کہ حضرت ان کی بیان کردہ حدیث کے متعلق اپنی رائے گرامی ظاہر فرمائیں۔اس پر حضرت نے فرمایا: ہاں! حدیث شریف میں آیا ہے: "ان اللہ لایحب الحبر السمین" اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو محبوب نہیں رکھتا پھر آپ نے حضرت شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان سابق صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور کا ذکر فرماتے رہے اور ان کے تفقہ، علمی تبحر، دینی تصلب اور مسلک اہلسنت و جماعت کے فروغ کے لئے ان کی مخلصانہ جدوجہد اور بے لوث زریں خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے رہے اور فرمایا کہ شارح بخاری سے اسی زمانہ سے میرے تعلقات تھے جب وہ یہاں (بریلی شریف میں) حضور مفتی اعظم ہند کے دارالافتا میں نائب مفتی کی حیثیت سے فتویٰ نویسی کا کام کرتے تھے۔جب وہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور گئے، تو جب بھی وہاں میرا جانا ہوا انہیں کے کمرے میں میرا قیام رہا۔وہ برادر اعلیٰ حضرت سے نسبی تعلق کی بنا پر اس فقیر کا بہت اکرام فرماتے تھے۔اور خاطر تواضع او رمہمان نوازی میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے تھے۔

اسی طرح تقریباً ایک گھنٹے تک حضرت کے ارشادات عالیہ سننے اور آپ کی صحبت فیض سے مستفیض ہونے کے بعد محب محترم جناب محمد شمیم خاں قادری (ساکن محلہ ذخیرہ) کے ہمراہ مفتی محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی مدظلہ کی قیام گاہ واقع املی والی مسجد، محلہ ذخیرہ واپس آگیا جہاں میرا قیام تھا آج بھی ان کی روحانی مجلس کی چاشنی، سادگی، نصیحت آمیز خاموشی، اور وقت ضرورت شیریں کلامی نگاہوں کے سامنے گھوم رہی ہے اور کانوں میں رس گھول رہی ہے سچ کہا ہے کسی عارف حق آگاہ نے۔

چند ساعت صحبتے با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

آپ کی ذات سے جامعہ نوریہ باقر گنج، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور اور محلہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی شریف کی علمی انجمن آباد تھی۔ایک عالم آپ سے وابستہ تھا۔آپ کیا گئے وہاں کی علمی مجلسیں سونی ہو گئیں۔ماحول سوگوار ہو گیا اور طالبان فیض کی تشنہ کامی بڑھ گئی آپ کے جانے سے آپ کے وابستگان پر ایک مردنی کیفیت چھا گئی، اور علمی طور پر اس فرمان کی حقیقت واضح ہو گئی۔"موت العالِم موت العالَم"(عالم کی موت عالَم کی موت ہے)

وماکان قیس هلکه هلک واحد　　ولکنه بنیان قوم تهدما

آپ کی حیات طیبہ کے بہت سے قیمتی گوشے ہیں جن پر صحیح معنوں میں وہی لوگ روشنی ڈال سکتے ہیں جو حضرت کے زیادہ قریب رہے ہیں اور ایک زمانے تک ان سے فیض صحبت پایا ہے۔میرے پاس وقت اور معلومات دونوں کی تنگی ہے۔واقعہ نگار جب اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے تو آخیر میں انہیں اعتراف کرنا پڑے گا۔

نکالی سیکڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی میرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

مولانا نفیس احمد مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

باسمہ تعالیٰ

صدر العلما ایک فردِ کامل

مولانا تطہیر احمد بریلوی

۱۸رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳راگست ۲۰۰۷ء جمعہ کا دن ہے دوپہر کے تقریباً ۳ربجے ہیں۔ میں نماز جمعہ ادا کر کے گھر گیا ہوں اچانک فون کی گھنٹی بجتی ہے بریلی شریف سے جناب شاکر بھائی پرفیکٹ ٹیلر فون پر ہیں مجھ سے کہہ رہے ہیں کیا آپ نے کچھ سنا؟ میں نے کہا بتایئے کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناگپور سے قریب کسی جگہ سڑک حادثہ میں حضور تحسین میاں صاحب قبلہ کا وصال ہو گیا ہے۔

ایک میں ہی کیا نہ جانے کتنوں کے دل ہل گئے۔ کتنوں نے کلیجے تھام لئے۔ کتنے ذہنوں پر بجلی سی گر گئی۔ ہندوستان و پاکستان ہی کیا ساری دنیا میں یہ خبر سورج کی کرنوں کی طرح پھیل گئی۔ فون کی گھنٹیاں بج اٹھیں، چہرے افسردہ ہو گئے، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں منھ کھلے رہ گئے چہروں کے رنگ بدل گئے۔ ہر شخص حیرت واستعجاب میں صدمے اور ملال میں "صدر صاحب نہ رہے"

ہر زبان پر یہی چرچا، جگہ جگہ اسی بات کا شہرہ، مسجدوں کے لاؤڈ اسپیکر بول اٹھے۔ کہیں کہیں قرآن خوانی اور فاتحہ ہونے لگیں۔ میں نے بھی اسی دن اپنے وطن قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف کی نوری مسجد میں بعد نماز مغرب لوگوں کو جمع کر کے حضور صدر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر ذکر خیر کرنے کے بعد فاتحہ پڑھی۔

۶/۵ راگست کو دار العلوم فیض الرسول، اکولہ، مہاراشٹر کے جلسوں میں شرکت کرنا تھی۔ ۴ راگست کو بریلی سے بھساول تک بریلی دادر ایکسپریس کا ٹکٹ بنا ہوا تھا۔ صبح ہی ایک صاحب کو بھیج کر کینسل کرا دیا۔ اہل جلسہ سے بذریعہ فون معذرت کر لی۔ انہوں نے بھی بغیر کسی پس وپیش کے معذرت قبول فرمالی بات ہی ایسی تھی۔

ان کے دادا بزرگوار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلی کا وصال بھی اب سے تقریباً اٹھاسی (۸۸) سال پہلے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے ہی ہوا تھا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔ حضرت صدر صاحب کو بھی وہی وقت اور وہی دن ملا۔ وہ زندگی بھر چلے بھی اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر اور دنیا سے گئے بھی انکے وصال کے دن، اور وقت کی یاد دلا کر۔

لوگ تیاری کر رہے ہیں نماز جمعہ کی اور وہ اپنے رب سے ملنے کی

سب کے دل کا چین

صدر صاحب کیا تھے، بس سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک، آنکھوں کا نور، دلوں کا سرور، انہیں دیکھ کر غم غلط ہو جاتے، آنکھ کے آنسو تھم جاتے، دل کو سکون ملتا بڑی تسلی ملتی اور لگتا کہ ابھی زمین خدا والوں سے خالی نہیں ہے ابھی وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ اور اللہ والوں کی یاد آجاتی ہے اور جن کا ذکر صرف تاریخی کتابوں میں پڑھنے کو ملتا ہے ان میں کا ایک اب بھی زمین پر چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے اور ماتھے کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔

مولوی لوگ انہیں صدر صاحب اور صدر العلماء کہتے تھے۔ اور عوام کے وہ تحسین میاں حضور تھے اور ایک خلق خدا انہیں مظہر مفتی

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعظم کہتی تھی اور اس میں بے جا کیا ہے؟ مفتی اعظم کے مظہر وہ نہیں تھے تو پھر اور کون تھا؟ کیا اس میں بھی کوئی مبالغہ ہے؟ کہ ان کے رنگ و روپ، چال ڈھال، بول چال، حال قال، شکل وصورت، علم و وجاہت، تقویٰ و طہارت، اتباع سنت، شاگردوں سے محبت، مریدوں پہ شفقت، ہر خوش عقیدہ مسلمان سے الفت۔ کون سی ادا ایسی تھی جو مفتی اعظم کی یاد نہ دلائے اور جسے دیکھکر تا جدار اہل سنت کا جلوہ نگاہوں کے سامنے گردش کرتا نہ نظر آئے؟

میں نے ان کے والد گرامی وقار، صاحب علم و کردار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے شاگرد و خلیفہ، حقیقی داماد اور بھتیجے مولانا شاہ حسنین رضا خاں قدس سرہ کو بھی بار بار دیکھا تھا۔ جس زمانے میں حضور صدر العلما منظر اسلام میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز تھے۔ فقیر راقم الحروف اور کرم فرما فاضل گرامی مولانا محمد حنیف خاں صاحب انکے پاس پڑھتے تھے۔ اکثر ہم دونوں لوگ حضرت سے نیاز حاصل کرنے پرانے شہر انکے درِ دولت پر حاضری دیا کرتے تھے۔ حضور کے واند ماجد بھی کبھی بیٹھک میں اور کبھی اس کے باہر کرسی پر بیٹھے ملتے تھے۔ بڑھاپے کی کمزوری ناطاقتی اور اعضاء شکنی کے باوجود نماز تو نماز جماعت تک قضا نہیں ہوتی تھی۔ ڈنڈے کے سہارے چلتے ہوئے وہ مسجد پہونچ جاتے تھے۔ ہم لوگوں نے ان کی بار بار زیارت کی ہے۔ وہ ہم سے باتیں بھی فرمالیتے تھے۔ خانوادے کے حضرات انہیں "صاحب" کہتے تھے۔ خود حضور مفتی اعظم بھی انہیں "صاحب" کہتے تھے۔ پتہ نہیں یہ "صاحب" کا لقب انہیں کس نے دیا اور کب سے انہیں یہ کہا گیا۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ قرآن کریم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول خدا کا صاحب کہا گیا۔ تو بات یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق صاحب رسولِ خدا ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں کہ حضور حسنین میاں صاحب اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا ہیں۔ "اللهم صل وسلم و بارک علی سیدنا محمدن المصطفیٰ و علی جمیع عباد الله الصالحین"

بات چل رہی تھی حضور صدر العلما کے مظہرِ مفتی اعظم ہونے کی۔ ان کے والد کا ذکر میں اس لئے کرنے لگا کہ پرانے وقت کے جن لوگوں نے عرس رضوی کے اسٹیج پر حضور مفتی اعظم اور حضور حسنین میاں کو برابر برابر بیٹھے دیکھا ہے وہ ضرور جانتے ہوں گے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے یہ انداز نہیں ہو پاتا تھا کہ کونسے حسنین میاں ہیں اور کون سے مصطفیٰ میاں۔ میں نے بھی وہ جلوہ دیکھا ہے اور دل و دماغ میں وہ تصویریں اب تک چھپی ہوئی ہیں۔

صدر العلما حضرت مولانا تحسین رضا خاں اور حضور مفتی اعظم کی عمر شریف میں تو بڑا فرق و تفاوت ہے لیکن ادھر آکر حضرت صدر العلما کو درازیٔ عمر میں جو لوگ دیکھتے تھے اور انہوں نے حضور سیدی مفتی اعظم کی بھی زیارت کی ہے۔ ان کی نگاہوں میں وہ چہرہ ضرور گھوم جاتا تھا۔ اور انہیں دیکھ کر ان کی یاد نہ آنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ اور جہاں تک حضرت کے پرانے شہر واقع درِ دولت کی بات ہے تو ایک میں اور مولانا محمد حنیف خاں صاحب ہی کیا۔ جب سے حضور حسنین میاں اپنے بچوں حضور سبطین میاں، حضور تحسین میاں، حضور حبیب میاں کو لیکر پرانے شہر گئے ہیں، پچھتر (۷۵) سال تو ہو ہی گئے ہوں گے۔ اس عرصے میں کون سی بڑی سی بڑی ہستی ہے جو وہاں نہیں پہونچی اور کون سے بڑے سے بڑے علماء و فضلاء ہیں جنہوں نے کانکر ٹولہ کی ان گلیوں کے چکر نہیں لگائے ہیں۔ خود سرکار مفتی اعظم بھی تو سفر سے واپس تشریف لاتے تو واپسی سفر میں اقرباء سے ملاقات کے لئے جانے کی سنتِ مصطفیٰ کی ادائیگی کے لئے رکشہ پر بیٹھ کر پرانے شہر پہونچ جایا کرتے تھے۔ اور گھنٹوں اپنے "صاحب" کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے تھے۔

جانشینِ مفتی اعظم ہند حضور مولانا شاہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ آج بھی کافی حد تک اس روایت وسنت کو باقی

www.muftiakhtarrazakhan.com

رکھے ہوئے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ جب سے استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں کی مبارک اولاد وہاں آباد ہوئی خاص کر حضور تحسین میاں صاحب کا زمانہ اور ان کے وصال مبارک کے موقعہ پر خلق خدا کا ہجوم واژدہام دیکھ کر یہی کہنا پڑے گا کہ پرانا شہر اب پرانا شہر نہیں رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھر سے اسے نیا شہر بنا دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ تلک الایام نداولها بین الناس ۔ اس کے علاوہ کون کرسکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضور صدر العلما خلق خدا، عوام وخواص میں ایسے مقبول ومحبوب ہوئے کہ ملک بھر میں شاید ہی ایسا کوئی خوش عقیدہ مسلمان ہوگا جو انہیں برا کہتا ہو یا ان کی عیب جوئی کرتا ہو۔ اور جو انہیں برا کہے وہ خوش عقیدہ ہی کب ہوگا۔ وہ ایسے مظہر مفتی اعظم ہوئے کہ ان کی زندگی بھی مفتی اعظم کی حیات مبارکہ کا مظہر تھی۔ اور ان کے دنیا سے جانے، اور وصال فرمانے کے بعد بھی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مفتی اعظم کے وصال کا جلوہ دیکھا۔ نماز جنازہ میں ۲۷ رسال پہلے کا نظارہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ پتہ نہیں انسانوں کا یہ سیلاب کہاں سے امنڈ پڑا۔ ایسا لگتا ہے کہ فرشتے بھی آسمان سے انسانوں کی شکل میں اتر کر شریک جنازہ ہو گئے تھے۔ شاید کوئی کہے کہ اس میں بڑھتی ہوئی آبادی کو بھی دخل ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ بڑھتی ہوئی آبادی کیا صرف بریلی کے بزرگوں کے جنازے میں شرکت کیلئے ہے؟ اور جگہ ایسا کیوں نہیں ہوتا؟ یہاں تو کوئی کوشش نہیں تھی صرف کشش تھی ورنہ لوگ بڑی بڑی کوششوں کاوشوں، میڈیا کا سارا زور استعمال کر کے کئی کئی دن جنازے روکنے کے باوجود دس بیس ہزار نہیں جٹا پاتے اور یہاں یہ منجانب اللہ لاکھوں عوام وخواص استاذوں، شاگردوں، پیروں، مریدوں، اماموں، مقتدیوں، امیروں، غریبوں کا ہجوم اور بھیڑ بھاڑ یہی تو کہہ رہی کہ آج کے دور میں۔ ع

بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے:

مولوی اور فقیر

ایک عرصے سے دنیا میں اسلام مخالف لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ مولوی لائن الگ ہے اور فقیری لائن الگ۔ مولویوں اور فقیروں کی کبھی نہیں بنی۔ فقیر وہ ہے جو شرعی پابندیوں سے آزاد ہو اور اس کیلئے نماز روزے تک معاف ہیں۔ لیکن ادھر ڈیڑھ سو سال کے اس دور میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب بریلی اور انکے خانوادے کی بزرگ علمی شخصیتوں نے اپنے کردار و گفتار اقوال واحوال سے ان غیر اسلامی باطل خیالات کی دھجیاں اڑادیں اور بوٹیاں بکھیر دیں اور خوب سمجھا دیا کہ صحیح معنی میں مولوی و عالم اور نائب رسول وہی ہے جس پر فقر کا غلبہ ہو اور اس کی روش درویشانہ ہو اور سچا صوفی اصلی فقیر و درویش بھی وہی ہے جو اچھی طرح علوم اسلامیہ اور احکام شرعیہ سے واقف ہو۔

یہ غلط ہے کہ فقیر و صوفی وہ ہے کہ ہوش میں رہتے ہوئے بھی اس کے اوپر سے احکام شرع اٹھ جاتے ہیں نماز روزے تک معاف ہو جاتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ فقیر وہ ہے کہ جو نماز روزے کا حق ادا کرتا ہو۔ اور احکام شرعیہ کو پورے طور پر بجالاتا ہو۔ وہ نماز میں خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکانے سے انکار نہیں کرتا ہو بلکہ سر کے ساتھ ساتھ دل ودماغ کو بھی جھکاتا ہو۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ بے وضو اور بے غسل رہتا ہو بلکہ وہ وضو وغسل میں ظاہری جسم دھونے سے پہلے اپنے باطن کو بھی عداوت وکینہ، حرص وحسد، غصہ اور غضب وغیرہ عیوب سے خوب صاف کر لیتا ہو۔

بریلی شریف کی بزرگ علمی شخصیتوں میں اس سب کا ایک میں نے ہی نہیں بلکہ ایک عالم نے مشاہدہ کیا ہے۔ ایک طرف دنیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

بھر کے الجھے ہوئے دقیق علمی فقہی مسائل سلجھائے جارہے ہیں بڑے سے بڑے مفتی بھی یہاں نظر ثانی اور اصلاح کیلئے فتاوی بھیج رہے ہیں۔ دوسری طرف فقیری اور درویشی کا یہ حال کہ کبھی کسی سے کسی دینی خدمت کا کسی قسم کا کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا جارہا ہے۔ کچھ مانگنے کے بجائے اور دیا جارہا ہے۔ مسند درس وتدریس، افتاء وتصنیف پر بھی جلوہ فرما ہیں۔ اور تصوف وطریقت کے سلسلوں میں خلافتیں اور اجازتیں لینے دینے کا کام بھی جاری ہے۔ کوئی مسئلہ فتویٰ پوچھے تو وہ بھی بتایا جارہا ہے۔ اور دعا وتعویذ والوں کو بھی محروم نہیں لوٹایا جارہا ہے۔ شریعت کی پاسبانی بھی ہے اور طریقت کی نگہبانی بھی۔ قرآنی احکام کی حفاظت بھی ہے اور عشق ومحبت، سوز وگداز کی فراوانی بھی۔

صدر العلما حضرت تحسین میاں حضور بھی اپنے بزرگوں کی امانتوں کے بہترین امین تھے۔ وہ مولوی وعالم بھی تھے اور صوفی و فقیر بھی وہ مفتی وفاضل بھی اور ولی ودرویش بھی۔ خلاصہ یہ کہ وہ بڑے مولوی صاحب بھی اور میاں حضور بھی۔ ع

خدا شاهد بهت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

میں نے ان کے پاس پڑھا بھی ہے اور انکے ساتھ ان کی ماتحتی اور دیکھ بھال میں پڑھایا بھی ہے۔ چھوٹے بڑے درجنوں سفر بھی ان کیساتھ کئے ہیں۔ زمبابوے وغیرہ افریقی ممالک کے دورے میں مہینے بھر انکے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کی ذات سے کوئی خلاف شرع بات سرزد ہوئی ہو یا انہوں نے حق پوشی یا ناحق گوئی سے کام لیا ہو۔ کوئی کتنا ہی قریبی ہو کتنی ہی ان کی خدمت کرتا ہو لیکن کوئی شرعی فیصلہ یا دو مولویوں کا مقدمہ ان کے سامنے آتا تو وہ بغیر کسی طرف جھکاؤ کے بالکل صحیح بات فرمادیتے تھے۔

سفر میں میں اپنا اور انکا سارا سامان اکیلے ہی اپنے اوپر لاد لیا کرتا تھا۔ اور انکے ساتھ میں خود کو کوئی مولوی یا مقرر نہ سمجھ کر انکا خادم یا اتنی دیر کیلئے قلی بن جاتا تھا اور مجھ کو اس کی خوشی ہوتی تھی۔ اسٹیشنوں کے پلیٹ فارموں پر چلتے یا اس کی سیڑھیاں چڑھتے اترتے جب میں انکا اور اپنا سارا سامان لے کر چلتا تو وہ کمزوری اور نقاہت کے باوجود رُک رُک کر یہ فرماتے: ''لائیے یہ مجھ کو دے دیجئے، وہ مجھ کو دے دیجئے''۔ میں عرض کرتا حضور آپ چلتے رہیں مجھ کو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ چلنے پھرنے، اوڑھنے پہننے، بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے، گفتگو کرنے میں سادگی کا یہ عالم کہ جیسے انہیں یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ میں کون ہوں، کس خاندان سے، کتنا بڑا عالم، کتنے میرے شاگرد ہیں، مریدوں کا حلقہ کتنا وسیع ہے، عوام وخواص کی نظر میں میرا کیا مقام ہے، اور اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے۔

احادیث میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سادگی اختیار کرنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے اور میرا اپنا خیال ہے کہ ایمان وعمل کی حفاظت کیلئے آدمی کا سادہ مزاج ہونا بے حد ضروری ہے۔ پرتکلف آدمی بات بات میں دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے اور جو جتنا زیادہ دوسروں کا محتاج ہے اس کے لئے دیندار بن کر رہنا اتنا ہی مشکل ہے۔ کوئی جائز کام کتنا ہی چھوٹا ہو، اسکو کرنے میں شرمانا ایمان والوں کی شان نہیں ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اپنے ذاتی کام خود کر لینا خدا والوں کی پرانی روش ہے۔

میں نے حضور صدر العلما کو کانکر ٹولہ کی کرانے کی دکانوں سے سودا خریدتے دیکھا ہے۔ میں نے انہیں صبح چائے ناشتے کیلئے ڈبے میں دودھ اور بریڈ بسکٹ وغیرہ بھی لاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ان کے پاس لانے والے نہیں تھے، بات تو میاں سادہ مزاجی کی ہے درویشی فقیری کی ہے۔

جن لوگوں نے ان کا مدرسہ مظہر اسلام میں تدریسی دور دیکھا ہے وہ بتاتے ہیں کہ صدر صاحب قبلہ اپنے گھر کانکر ٹولہ پرانے شہر سے محلہ بہاری پور نئے شہر میں واقع اس مدرسہ تک پیدل آتے اور پیدل جاتے تھے۔ اگر چہ میں نے دار العلوم منظر اسلام اور جامعہ نوریہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

رضویہ کے تدریسی دور میں انہیں رکشے سے ہی آتے جاتے دیکھا ہے کیونکہ یہ ان کے بڑھاپے اور کمزوری کا زمانہ ہے۔اور باقر گنج محلہ میں واقع جامعہ نوریہ رضویہ کی مسافت بھی انکے گھر سے چار کلو میٹر سے کم نہیں ہے۔جو رکشے والے مستقل ان کی یہ خدمت کرتے تھے وہ بھی ان کے معتقد ہو جاتے تھے اور شہر کی جن گلیوں اور سڑکوں سے مسلسل تقریباً ٣٠ سال ان کا رکشہ گذرا ہے وہاں کے باشندے اور دوکاندار انہیں کبھی بھول نہیں سکیں گے۔ان کے دل و دماغ اور نظروں میں وہ جلوہ گردش کرتا رہے گا۔اور نہ جانے کتنی نگاہیں ہیں جواب بھی کسی کی منتظر معلوم ہو رہی ہیں۔اور کتنی نظریں ہیں جو کچھ ٹٹول رہی ہیں۔

مولویوں کی لئے عبرت اور سبق

صدر صاحب کی پوری مبارک زندگی کا ایک ایک گوشہ اس دور کے ہم جیسے مولوی کہلانے والوں کیلئے درس عبرت ہے۔مگر کون عبرت و سبق حاصل کرتا ہے،اب کسے آخرت کی فکر ہے۔جلدی سے عزت و مقام مل جائے،شہرت و دولت حاصل ہو جائے،بس دنیا ہی سب کچھ بن کر رہ گئی،کتابوں کی طرف توجہ نہیں،پڑھنے پڑھانے میں دھیان نہیں،اور جو پڑھا اس پر عمل نہیں۔مقرر بننے کا شوق ہے،دھانسو خطیب بننے کا ارمان ہے۔اعلیٰ حضرت ہوں یا مفتی اعظم پھر صدر صاحب وہ تو نام لینے کے لئے ہیں یا پھر تقریریں جمانے اور کمائی کرنے کے لئے۔کردار اپنانے کیلئے نہیں فلاں خطیب ہندوستان ہیں،یا فلاں مقرر شعلہ بیان،بھائیو! آنکھیں کھولو اور دیکھو حضور تحسین میاں جو صدر العلما تھے۔انہوں نے کبھی باقاعدہ تقریر نہیں کی۔حضور مفتی اعظم کی بھی یہی شان تھی لیکن دیکھو شہرت و عزت،مقام و مرتبہ قوم میں مقبولیت و محبوبیت،بات یہ ہے کہ عزت و شہرت چاہنے والوں کو کہیں نہیں ملتی بلکہ جسے اللہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔اور اللہ انہیں کو دیتا ہے جو اس کے طلبگار رہیں۔اس سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ تقریر کرنا مطلقاً کوئی معیوب کام ہے۔بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگ زندگی کا ایک مقصد بنالیں اور وہ ہے اللہ کو راضی کرنا اور اس ذریعہ سے اپنی آخرت سنبھالنا،ہم کو وہ کرنا چاہئیے کہ اللہ و رسول ﷺ نے جسکا حکم دیا ہے۔یہ اللہ کا کام ہے کہ وہ ہمیں کیا بنائے گا۔دین سیکھئے سکھائیے۔احکام شرع کی پابندی کیجئے۔بھلے سے غریب رہیں لیکن حلال کھائیں۔حلال کمائیں اور ہر کام میں اس کو راضی کرنے کی نیت رکھئے۔اگر آپ کا رب آپ سے ناراض ہے تو آپ سب کچھ ہو کر بھی کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ آپ سے راضی ہے تو آپ کچھ بھی نہ ہو کر سب کچھ ہیں۔عزت و ذلت جاہ و شہرت سب اسی کی طرف سے ہے کسی کو گمنام کر کے جنت میں بھیج دے۔کسی کو نامور ی دے کر جہنم میں ڈال دے۔اس کے قلم کا کوئی ٹالا نہیں،اس کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں،سب کچھ اسی کا ہے اسی سے ہے اسی تک ہے۔بس وہی وہ ہے باقی سب ہوس ہے۔

"الا کل شیء ما خلا اللہ باطل"

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ المصطفی صاحب الشفاعة الکبری و آلہ و صحبہ ابداً ابدا"

مولانا محمد تطہیر احمد دھونرہ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما کی متشرع زندگی

مولانا مشکور احمد رضوی

اللہ کے رسول ﷺ کے سچے نائب، سالار کاروان عارفاں، مقتداء طائفہ عاملاں، رہبر قافلۂ سالکاں، تاجدار گروہ عالماں، مینارۂ عشق و محبت، شہزادہ اعلیٰ حضرت حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان۔ کے وصال پر ملال کے بعد اہلسنت و جماعت پر جو حزن وملال طاری ہوا وہ نا قابل فراموش ہے اور ملت میں جو افتراق انتشار رونما ہوا وہ قابل افسوس ہے۔

عقیدت مندوں کی آنکھیں ایسے مرشد و رہنما کی تلاش میں سرگرداں تھیں جو علمی جلالت سے بھی مزین ہو اور حسن عمل و کردار کا پیکر بھی، بے کسوں کا دستگیر بھی ہو اور دکھ درد کے ماروں کا غمخوار بھی۔ جس کی گفتگو میں شیرینی اور بات بات میں شریعت کی رعنائی۔ جو ایک طرف مسند درس و تدریس کا شہنشاہ ہو تو دوسری طرف تواضع و انکساری کی تصویر، جو ایک طرف دعا و تعویذ سے فریاد رسی کرتا ہو، تو دوسری طرف احکام شریعت بتا کر خدا رسی کی راہیں منور فرماتا ہو۔

نظروں نے تلاش بسیار کے بعد آخر اپنا گوہر مقصود پا ہی لیا۔ اور متوالوں نے ایک گوشۂ خمولی سے اپنی مراد کو ڈھونڈ نکالا۔ یعنی مظہر مفتی اعظم صدر العلماء حضرت مولانا تحسین رضا خاں نور اللہ مرقدہ کو اپنا مرشد و پیشوا چن لیا۔ جن کو حضور مفتی اعظم ہند نے چمن رضا کا گل سرسبد کہا۔ اور "قرۃ عینی ودرۃ زینی" لکھا۔ خود خلافت و اجازت سے نوازا سر پر اپنا عمامۂ نوری باندھا۔ اور اپنا خاص جبہ عطا فرمایا۔ مرشد کی نوازشات نے واقعی انہیں کندن بنا دیا تھا۔

آپ افعال و اقوال بلکہ جمیع احوال میں مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا مظہر تھے۔ ساری زندگی پابندی شریعت اور اتباع رسول میں گزری۔ سادگی ان کا شعار سنجیدگی و متانت ان کا شیوہ تھا۔ حسن اخلاق ان کا زیور، اور حلم و بردباری ان کا طرۂ امتیاز۔ آپ کی تمام تر ادائیں سنت رسول ﷺ کی آئینہ دار تھی۔ نماز با جماعت کی پابندی آپ کی طبیعت میں داخل تھی۔ سوائے کسی شرعی عذر کبھی جماعت ترک نہ فرماتے۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو وہاں جلسے کی قیادت و سرپرستی فرماتے۔ مگر نماز فجر با جماعت چھوٹتی نہ دیکھی گئی۔ جہاں قیام فرماتے مسجد جا کر با جماعت نماز ادا فرماتے۔ آپکی یہ استقامت اور شریعت کی اطاعت ہزاروں کرامتوں پر بھاری ہے۔ دراصل اتباع رسول ہی ایک بندۂ مومن کی معراج اور قرب خدا کا ذریعہ ہے۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

لباس

نبی اکرم ﷺ کو سفید لباس پسند تھا ارشاد گرامی ہے "البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم. وكفنوا فيها موتاكم" (ابوداؤد و ترمذی) سفید کپڑے پہنو! اس لئے کہ وہ بہترین لباس ہیں۔ اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ سنت کی پیروی میں صدر العلما سفید لباس زیب تن فرماتے، کلی دار ڈھیلا ڈالا کرتا پہنتے اور حسب ضرورت عمامہ بھی استعمال کرتے جس سے علمی

www.muftiakhtarrazakhan.com

وقار آشکارا ہوتا۔

خوردونوش:۔ جب کوئی کھانے کی دعوت کرتا تو قبول فرماتے فقیر کو بارہا ساتھ کھانے اور میزبانی کا شرف حاصل رہا حضرت نہایت قلیل الغذا تھے۔ زیادہ سے زیادہ دو چپاتی شوربے سے تناول فرماتے۔ چھوٹے چھوٹے لقمے لیتے، اور ہلکی پھلکی غذا پسند فرماتے تھے۔ صبح ایک چائے ذرا کثیر تعداد میں اور ایک چائے شام کو نوش فرماتے۔ دو کھانوں کے درمیان اکثر کچھ کھانے سے گریز فرماتے۔

محبین کی مزاج پرسی اور اکرام زائرین

صدر العلما قدس سرہ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ اپنے چاہنے والوں کی دعوت پر جب کسی جلسے وغیرہ میں تشریف لے جاتے تو وہاں قریب میں رہنے والے اپنے محبین و مریدین سے ملاقات کے لئے ان کے گھر قدوم فرماتے۔ تو گردونواح میں بسنے والوں کی خیریت دریافت فرماتے، الحاج حبیب الرحمن صاحب، (ساکن سرولی کچھا یو ایس نگر اترا کھنڈ) کا بیان ہے کہ حضرت کچھا کے قریب ایک جگہ جلسے میں تشریف لائے میں کسی مجبوری کی وجہ سے زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکا صبح فجر کے فوراً بعد قاری عرفان صاحب کے ساتھ میرے غریب خانے پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت نے میری عیادت فرمائی اور کچھ دیر صحبت سے سرفراز فرما کر بریلی تشریف لے گئے حضرت کی یہ نوازش اور خورد نوازی ساری زندگی نہیں بھلائی جاسکتی۔ حضرت شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

زقدر وشوکت سلطان نگشت چیزے کم　　　از التفات بمہماں سرائے دھقانے
کلاہ گوشۂ دھقاں بآفتاب رسید　　　کہ سایہ برسرش انداخت چوں تو سلطانے

اسی طرح آپکی نوازشات اپنے زائرین کے لئے بھی عام اور تام رہتیں جب ملاقات ہوتی بھرپور توجہ فرماتے پوری بات سنتے مشکلات حل کرتے۔

ایک مرتبہ فقیر عید الفطر کے بعد حاضر خدمت ہوا بہت سارے لوگوں کی بھیڑ لگی تھی، میں دست بوسی سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا حضرت لوگوں کو تعویذ دیتے رہے پھر حضرت میری طرف متوجہ ہوئے مزاج پرسی فرمائی میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی ایک تعویذ عنایت فرمادیں! فرمایا کاہے کا تعویذ؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت طلبا کے کھانے کے لئے رقم درکار ہے، ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا ہے، اس کے لئے تعویذ درکار ہے، چونکہ حضرت کے کمال شفقت نے ہمیں کچھ جری کردیا تھا، اس لئے یہ بات محض خوش طبعی کے لئے عرض کی تھی، حضرت نے جیب سے دو ہزار روپے نکالے اور میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا لو یہ ہے تمہارا تعویذ۔ اللہ اللہ ایسی دل جوئی اب کہاں میسر ہوگی۔

خدمت خلق اور اعانت مسلمین

محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو مخلوق کے نفع کے لئے پیدا فرمایا لوگ ان کے پاس اپنی فریادیں لے جاتے ہیں یہ لوگوں کو راحت پہنچانے والے اللہ کے عذاب سے مامون ہیں۔ (طبرانی)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ دوسرے کی ضرر رسانی کے وقت اس کو چھوڑتا ہے جو اپنے بھائی کی ضرورتیں پوری کرنے میں مشغول رہے گا پروردگار اس کی حاجتیں پوری فرمائے گا جو دنیا میں کسی مسلمان کی مشکل حل کرے گا خداوند عالم قیامت کے دن اس کو کشادگی عطا فرمائے گا جو کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا رب غفور قیامت میں اسے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اپنی ستاری میں ڈھانک لیگا۔(بخاری۔مسلم۔ابوداؤد)

اس تناظر میں بھی صدر صاحب قبلہ کی زندگی نمایاں حیثیت رکھتی ہے حضرت مفتی اعظم کی رحلت کے بعد عام طور پر لوگوں کا رجحان مظہر مفتی اعظم کی جانب ہوالوگ قسم قسم کی حاجتیں آپ کے سامنے پیش کرتے آپ نہایت خندہ پیشانی سے ان کی مشکل حل فرماتے جہاں ضرورت ہوتی تعویذ ودعاء کی تو دعاؤ تعویذ عطا فرماتے اور اگر مال کی ضرورت ہوتی مال عطا فرماتے۔ جہاں اپنی شوکت ووجاہت سے کام نکلتا وہاں اپنی جاہ وشوکت سے فریادی کے لئے راحت وسکون مہیا فرماتے کیوں کہ انتظامیہ میں آپ کا بڑا وقار تھا۔ایک مرتبہ ایک شخص حاضر ہوا کہ حضور کام نہیں چل رہا، نہایت پریشان ہوں حضرت کچھ پیسے عنایت فرمادیں تو کام چل جائے، حضرت نے فوراً ایک ہزار روپئے اسے عنایت فرمائے، جب کہ حضرت کی مالی حالت کوئی زیادہ اچھی نہ تھی۔

تعویذ کا حیرت انگیز اثر

اللہ تعالیٰ نے آپ کے تعویذ اور دعا میں بڑا اثر رکھا تھا، اپنے مرشد سے مجاز ہو کر حضرت نے خلق خدا کو نفع پہنچانے کے لئے دعاؤ تعویذ کا مشغلہ اختیار فرمایا۔اور اس ذریعے سے آپ نے مخلوق خدا کی خوب دادرسی کی۔

محمد اسلم صاحب ساکن بدھولیہ کا بیان ہے کہ اب سے چودہ ۱۴ رسال قبل میری آواز بالکل غائب ہوگئی۔ میں صرف اشارہ کرتا تھا، آواز نہیں نکلتی تھی۔ڈاکٹروں کو دکھایا بہت سی جانچیں کرائیں، کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا، ڈاکٹروں نے فیصلہ کردیا کہ ہمارے یہاں اس کا کوئی علاج نہیں جن اعضاء سے آواز پیدا ہوتی ہے وہ سب درست ہیں ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے کہ آواز کیوں نہیں نکلتی؟ ایک ڈاکٹر نے کہا تم اپنے مذہب کے لحاظ سے کسی کو دکھاؤ۔ میں حضرت صدر العلماء صاحب قبلہ کے پاس حاضر ہوا ان دنوں حضرت جامعہ نوریہ میں پڑھاتے تھے، حضرت نے پورا قصہ سنا اور فرمایا کہ ٹھیک ہو جاؤ گے، حضرت نے میرے ماتھے پر اپنی انگلی مبارک سے کچھ لکھا اور تعویذ پہننے کو دیئے، میں درست ہوگیا اور حسب معمول بولنے لگا حضرت کے وہ تعویذ میرے گلے میں رہے۔

چودہ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میری کوتاہی سے وہ تعویذ اب گم ہوگئے، پھر میرا وہی حال ہوگیا آواز بند ہوگئی۔ابتدا میں میں یہ سمجھا کہ شاید نزلہ کی وجہ سے میری آواز نہیں نکل رہی ہے۔نزلہ کا علاج کیا، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، ڈاکٹر کے پاس گیا اس نے ہر طریقے سے جانچ پرکھ کر جواب دیا کہ تمہارے جسم میں کوئی کمی نہیں ہے تمہارا علاج ہم سے نہ ہو سکے گا۔

پھر میں حضرت کے پاس حاضر ہوا، اب حضرت جامعۃ الرضا کی مسند تدریس پر رونق افزا تھے، میں حاضر ہوا حضرت نے پھر وہی فرمایا آواز واپس آجائے گی۔ پھر حضرت نے وہی عمل فرمایا یعنی انگلی سے میرے ماتھے پر لکھا اور تعویذ عطا فرمائے، چند مرتبہ کے عمل سے میری آواز بدستور کھل گئی۔فقیر راقم الحروف کو انہوں نے وہ تعویذ دکھائے۔

حسن اخلاق قلیل الاذی کثیر النفع، صدق لسان، قلت کلام، شکر ورضا، حلم ونرمی، پارسائی وشفقت، تواضع وانکساری، لعنت وبدزبانی سے گریز، غیبت چغلی سے پہلوتہی جلد بازی اور لکھنے سے دوری بخل وحسد سے نفرت، خوش کلامی وبشاشت، اللہ کے لئے مروت اسی کے لئے عداوت، یہ تمام عناصر جمع ہوں تو حسن اخلاق کی جلوہ نمائیاں ہوتی ہے۔

صدر العلما کی مجلس میں حاضر ہونے والے پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ، حسن اخلاق کی تمام تر علامات سے آراستہ تھے با مقصد سائستہ اور شستہ کلام کہ نہ سننے والا اکتائے نہ ایسا کہ مراد سمجھ میں نہ آئے۔نرمی ایسی کہ چھوٹے بچے بھی بات کرلیں ایک بار فقیر زادہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

محمد نوید رضا جب کہ اس کی عمر صرف چار سال کے قریب تھی ۔ میرے ساتھ مدرسے میں گیا۔ میں اپنی درسگاہ میں مشغول ہو گیا حضرت جب مدرسے تشریف لائے تو نوید حضرت کے پاس حاضر ہو گیا۔ بعد سلام عرض کیا کہ حضرت یہ بتائیں کہ جب بڑوں کو آپ اور تم کہتے ہیں ۔تو اللہ تعالیٰ تو سبھی سے بڑا ہے اسے آپ اور تم کیوں نہیں کہتے؟ ۔حضرت نے اس کی سمجھ کے مطابق شفقت ومحبت سے سمجھایا، یہ حضرت کی نرمی اور خورد نوازی ہی تھی کہ اتنے چھوٹے بچے کی جرأت اتنی بڑی بارگاہ میں سوال کرنے کی ہوگئی۔ تقریباً دس سال تک اکثر ایام حضرت سے مدرسے میں ملاقات رہی اور میں کبھی کبھی صرف اس لئے حاضر ہوتا کہ حضرت جو کچھ بیان فرمائیں وہ سنوں اور آپ کے فیضان سے مستفید ہوں، حضرت نے بہت سے واقعات سنائے ۔لیکن صرف میں ۔نے ہی نہیں بلکہ دوسرے ہمارے رفقا نے بھی یہ بات نوٹ کی کہ حضرت غیبت اور کسی کی عیب جوئی سے ہمیشہ پہلوتہی فرماتے ۔کئی حضرات سے حضرت کو تکلیف پہنچی لیکن کبھی بھی کسی کا ذکر بطور غیبت نہ کرنا یہ آپ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کی دلیل ہے، تواضع انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے کسی انداز سے یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ آپ عظیم مرتبے کے مالک ہیں، جہاں بیٹھایا جاتا بیٹھ جاتے، جہاں لے جایا جاتا تشریف لے جاتے، جہاں ٹھہرایا جاتا ٹھہر جاتے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جامعہ نوریہ میں جلسہ دستار تھا درمیان میں مغرب کا وقت آ گیا حضرت وضو کر کے تشریف لائے اور بجائے منبر کے نیچے عام مجمع میں بیٹھ گئے ۔نماز پڑھانے کے لئے جب امامت کا معاملہ آیا تو لوگوں نے حضرت کو باصرار امامت کے لئے منتخب کیا۔ حضرت کبھی اپنے لئے کوئی نمایاں مقام طلب نہ فرماتے۔

آپ کے بلند کردار کی بہترین دلیل یہ ہے کہ آپ کے سب سے زیادہ چاہنے والے اور آپ پر اپنا تن من دھن قربان کرنے والے آپ کے محلے کے وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کے شب و روز شام وسحر آپ کا بچپن جوانی اور پیری سب کچھ دیکھا تھا آپ کے ہر عمل کو جانچا اور پرکھا تھا۔ان کی اطاعت شعاری کا یہ عالم تھا کہ آپ کی بات ان کے حق میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی تھی۔

قول سید البشر ﷺ ہے: "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" (بزرگ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں) آپ اس فرمان کے مظہر اتم تھے۔

محلہ میں جائداد کا کوئی جھگڑا ہو یا شرعی اختلاف، خاندانی عداوت ہو یا سیاسی رقابت، ہر قسم کے مسائل حضرت کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے، حضرت کا فیصلہ سب کو بخندہ پیشانی قبول ہوتا، یہی وجہ ہے کہ پرانے شہر میں مختلف انواع واقسام کے صنعت کار اور برادریوں کے لوگ رہتے ہیں لیکن پھر بھی ان میں کوئی لائق ذکر دشمنی وعداوت نہیں، جب بھی اہلسنت وجماعت میں کوئی افتراق وانتشار کی صورت رونما ہوتی آپ کی برکت وفیضان سے مٹ جاتی، اور اتحاد واتفاق کا چمن لہلہا اٹھتا۔لوگوں کی محبت کا اندازہ وہ بخوبی کر سکتا ہے جو حضرت کے وصال کے بعد آپ کے محلہ میں حاضر ہوا۔ دیکھنے والے کو یہ فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ کس گھر میں میت ہوئی ہے، ہر گھر سوگوار تھا، تمام کاروبار لوگوں نے کئی دن تک بند رکھے، سارا ماحول حزن وملال میں ڈوبا رہا، ان سب روح فرسا حالات کے باوجود زائرین کے لئے صاف صاف پانی اور کھانے کا فراوانی سے انتظام تھا اور جگہ جگہ بہت ساری سہولیات کی فراہمی جہاں ان کی اعلیٰ مہمان نوازی کو آشکارا کرتی وہیں ان کے صبر وتحمل اور صدر العلما علیہ الرحمہ سے محبت کی بین دلیل ہے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ اپنے محبین کی دعوت پر ایسی جگہوں پر بھی تشریف لے جاتے جہاں عام طور پر مشائخ عظام نہیں جاتے تھے، اس سلسلہ میں واقعی حضرت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سچے جانشین ومظہر اتم تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

فقیر کا آبائی وطن موضع پیگہ ضلع بریلی شریف ہے، ہمارے گاؤں کے قریب میں چند گاؤں اور ہیں، پپرا، رہپورہ غنیمت وغیرہ، ان جگہوں پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنی حیات ظاہری میں کئی مرتبہ تشریف لے گئے ہیں، جب کسی قسم کا اختلاف ہوتا صلح کی کوئی صورت نہ نظر آتی لوگ حضور مفتی اعظم کی طرف رجوع کرتے، حضرت وہاں تشریف لے جاتے، آپ کا تشریف لے جانا ہی صلح اور آشتی کی ضمانت تھا۔

پپرا کے ساکن حکیم انوار احمد صاحب نے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ حضرت مفتی اعظم پڑھائیں، چنانچہ حضرت نے پپرا جا کر ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اسی وقت حضرت پیگہ بھی تشریف لے گئے۔ فرمایا: یہ پائیگاہ ہے اور پپرا کے بارے میں فرمایا کہ یہ پپلہ ہے یعنی حضرت نے ان دونوں الفاظ کی اصل کی طرف اشارہ فرمایا۔

بہر حال جب حضرت پیگہ تشریف فرما ہوئے تو کافی کمزور تھے، لوگوں سے کہا کہ مجھے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کی قبر پر فاتحہ کے لئے جانا ہے، لوگوں نے عرض کیا: حضرت بیل گاڑی سے تشریف لے چلیں۔ فرمایا: نہیں۔ چنانچہ حضرت قبرستان پیدل تشریف لے گئے اور حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ حج کر چکے ہیں۔ آج ہمارے گاؤں جانے والا اس وقت وہاں تک پہنچنے کی مشقت کا اندازہ نہیں کر سکتا، کیونکہ آج پختہ سڑک ہے، بریلی سے گاؤں تک جانے کے لئے دو راستے ہیں دونوں بہتر ہیں گاؤں تک سواری کا انتظام ہے۔ اس وقت رچھا سے گاؤں تک بیل گاڑی کا راستہ تھا۔ راستہ نہایت اوبڑ کھابڑ دھول بھرا تھا، ایسی جگہوں پر حضرت کا تشریف فرما ہونا وہ بھی اپنے چاہنے والوں کی صرف دلجوئی کے لئے ایک جہاد سے کم نہیں۔

حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد مجھے یاد نہیں کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے کسی شہزادے نے ہمارے ان گاؤں میں جلوہ فرمایا ہو کیوں کہ اچھی سواریوں کے انتظام اور شہری سہولیت آج بھی وہاں مہیا نہیں ہے جو شہزادگان کے شایان شان ہو، لیکن مظہر مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد کی نیابت وخلافت کا پورا پورا حق ادا فرمایا اور وصال مفتی اعظم سے اپنی سال وفات تک تقریباً ہر سال پیگہ تشریف لے جاتے اور الحاج کھیا عنایت حسین صاحب مرحوم کے یہاں گیارہویں کے جلسے مین شریک ہوتے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے الحاج اشفاق حسین صاحب مدعو فرماتے حضرت کا ایک رات وہاں قیام رہتا۔ لوگوں کو بلا تکلف بات کرنے اور مسائل پوچھنے کا موقع ملتا۔ اور ہر سال بہت سارے لوگ حضرت سے مرید ہوتے۔

آپ کے گرد لوگ پروانہ وار نثار رہتے۔ اس مشغول ومنہمک دنیا میں لوگوں کے پاس وقت کہاں کہ کہیں زیادہ وقت گزاریں، مگر یہ آپ کی جاذبیت تھی جو اپنی طرف کھینچتی تھی کیوں کہ حضرت کی ذات ان تمام خوبیوں کا مجموعہ تھی جس کی مجلس مین بیٹھنے کی ہادی عالم ﷺ نے تاکید فرمائی۔

" لا تجالسوا عند کل عالم الا الی عالم یدعوکم من خمسٍ الیٰ خمسٍ من الشک الی الیقین ومن الریاء الیٰ الاخلاص ومن الرغبة الی الزهد ومن الکبر الی التواضع ومن العداوة الی النصیحة .(احیاء العلوم)

ہر عالم کے پاس نہ بیٹھو! ہاں اس عالم کی مجلس مین حاضر ہو۔ جو پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔ شک سے یقین کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف، رغبت سے زہد کی طرف، تکبر سے تواضع کی طرف عداوت سے خیر خواہی کی طرف۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

چوں کہ صدر العلما علیہ الرحمہ ایسے ہی عالم دین تھے اس لئے اس ضیائے شمع رسالت کے گرد بندگان خدا پروانہ وار، ہجوم لگائے رہتے، میں نے حضرت کو بہت سارے مقام پر دیکھا ہے، حضرت کے ساتھ چند سفر بھی کئے ہیں۔ ہر جگہ حضرت کو متبع شریعت پابند سنت پایا حالاں کہ آپ نازک مزاج تھے گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز مین بھی آپ کو نیند نہیں آتی تھی اس کے باوجود بہار کے ان علاقوں کے محبین ومعتقدین کو نوازتے تھے جہاں عام طور پر ہمارے مشائخ جانا پسند نہیں کرتے۔ گھر کے بعض افراد عرض کرتے کہ آپ بہار کے کیچڑ والے علاقوں میں کہاں جاتے ہیں اتنی پریشانی ہوتی ہے۔ فرماتے میں جہاں جاتا ہوں لوگ یہی کہتے ہیں کہ پہلے حضرت مفتی اعظم یہاں تشریف لائے تھے یا اب آپ تشریف لائے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صالح صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ جب میں تحصیل علم کے لئے بریلی شریف حاضر ہوا اپنی فکر وآگاہی کے لحاظ سے میں نے منظر اسلام اور مظہر اسلام دونوں کا جائزہ لیا حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ مظہر اسلام کی مسند تدریس پر جلوہ افروز تھے حضرت کی نرمی وحلم وبردباری اور حسن اخلاق نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں مظہر اسلام میں داخل ہو گیا۔

کسی بزرگ نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔

"من اتاه الله علماً وزهداً وتواضعاً وحسن خلق فهوا امام المتقين" (جس کو فیاض عالم کی جانب سے علم وزہد اور حسن اخلاق عطا ہوا وہ متقیوں کا پیشوا ہے۔ (احیاء العلوم) اور کہا گیا کہ " اذا جمع المعلم ثلاثاً تمت النعمة بها على المتعلم .الصبر. والتوضع وحسن الخلق " (جب معلم میں یہ تین خوبیاں، صبر، تواضع اور حسن خلق ہوں تو وہ متعلم کے حق میں نعمت کاملہ ہے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ ان تمام صفات سے بھی متصف اور مزین تھے جو ایک استاذ کے اندر ہونا چاہیے۔

اللہ تعالی ہم سب کو حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت کی قبر انور پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و آلہ وصحبہ اجمعین

مشکور احمد رضوی مدرس جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما استاذ العلما

مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف کا سالنامہ جو آپ کی شخصیت پر ایک مخصوص مجلے کی حیثیت سے نذر ہے لائق ستائش ہی نہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہے۔

اکیڈمی کے روح رواں حضرت علامہ محمد حنیف خاں رضوی کی فرمائش پر اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود محض اندراج نام کے طور پر چند سطور نہایت عجلت میں نذر ناظرین ہیں۔

آپ کا علمی خاندان صدیوں سے ممتاز رہا، یہ بات موجودہ حضرات کے لئے قابل رشک ہے کہ آپ نے اپنے خاندان کا امتیاز اور علمی وقار نیز اس کی انفرادی شان، مابہ الامتیاز اور مافیہ الامتیاز کے ساتھ باقی و برقرار رکھی، مولیٰ تعالیٰ خانوادۂ رضویہ کے امتیاز و وقار کو نظر بد سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔

استاذ العلما گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے مگر خصوصیت کے ساتھ خدمت علم دین آپ کا محبوب مشغلہ رہا اور تدریس میں آپ کو ملکہ حاصل تھا بیشتر فنون پر ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اردو تو مادری زبان ہی تھی فارسی، عربی کے علاوہ ضرورت بھر ہندی، انگلش بھی بلا تکلف پڑھ لکھ لیتے تھے۔ البتہ نعت گوئی کیلئے اردو کو پسند فرمایا، فنون مروجہ، صرف ونحو، منطق وفلسفہ، بلاغت وکلام، فقہ واصول، تفسیر وحدیث جیسے فنون میں پوری دسترس رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے قائم کردہ اور ان کی واحد یادگار دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں حضرت مفتی اعظم کی خواہش کے مطابق صدر مدرس بنا دیئے گئے اور دار العلوم مظہر اسلام میں اس منصب عظیم کی آپ کو جو ذمہ داری ملی وہ آپ کی ذات کا جزو بن گئی اور بریلی شریف کے جس ادارہ میں تشریف لے گئے یہ عہدہ آپ کا استقبال کرتا رہا اس طرح بریلی شریف میں علی الاطلاق لفظ ”صدر صاحب“ سے علاوہ آپ کے ذہن کا تبادر کسی اور طرف نہیں ہوتا۔

تقریبا پچاس سالہ دور تدریس اور یہاں کے چار معیاری مدارس کی صدارت وشیخ الحدیثی کے باعث آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی زمانۂ حال کے، پیراں نمی پرند مریداں می پرانند۔ جیسے پیروں کے مریدوں سے کچھ کم نہ تھی۔ ”العلماء ورثة الانبیا“ کی فضیلت اپنی جگہ مسلم، اس پر طرفہ یہ کہ آپ ان بافیض علما میں سے ہیں جنہیں حضور اکرم ﷺ نے بعد وفات بھی سلسلۂ عمل جاری رہنے کا مژدہ سنایا۔ حدیث پاک ہے:

”اذامات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله“

نماز باجماعت اور حاضری مسجد اس پر فتن دور میں کہ متصوفۂ زمانہ نے شریعت میں تفریق وتصادم کا پرچار شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے ترک نماز کو طریقت کی معاذ اللہ علامت ٹھہرالی ہے، ان کا تو کہنا ہی کیا حیف صد حیف، ان پر جو پابند شرع کہلاتے ہوئے جماعت تو جماعت فرض نماز کے بھی عادی نہیں، مگر استاذ العلما کی شخصیت اس بارے میں بھی لائق عزت ہے کہ سفر وحضر، صحت وعلالت،

www.muftiakhtarrazakhan.com

سردی و گرمی ہر حال اور ہر زمانہ میں پابند نظر آتے ہیں، بلا وجہ شرعی سفر میں ترک جماعت کی ایک روایت بھی نقل نہ کی، اس کے برعکس حقیقت واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک ملاقاتی نے بیعت کی خواہش تو ظاہر کی مگر ایسے پیر سے جو مسجد میں با جماعت نماز کے عادی ہیں، اور میں خود بھی کسی نماز میں پہنچوں اور وہ موجود ہوں تو جماعت میں پاؤں، چنانچہ غور وخوض کے بعد میں نے حضرت کا نام پیش کیا، وہ شخص مظفر پور سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوا۔ یہاں آکر کانکر ٹولہ کا پتہ لگایا وہاں پہنچتے پہنچتے عصر کا وقت ہو چکا تھا، جماعت کا وقت بھی بہت قریب تھا وہ بھی نورانی مسجد میں پہنچ گیا، وضو کیا نماز میں شامل ہوا، بعد نماز عصر حضرت سے وہیں پہلی ملاقات ہوئی۔ اس کے دل کی مراد برآئی۔ دل جم گیا اور داخل حلقہ بھی ہو گیا، واپسی پر کچھ دنوں بعد ناچیز سے ملاقات کے لئے آیا، بہت مطمئن اور دل باغ باغ تھا چہرے کا جغرافیہ بھی پڑھ چکا تھا، میں نے بریلی شریف حاضری کے بارے میں آگاہی چاہی تو اس نے پورا ماجرا سنایا اور اپنے مرید ہونے کی خوش خبری دی۔ اور اس ایک ذات سے ملاقات کے بعد اس کے دل میں بریلی شریف کے بارے میں جو دوسروں سے سن رکھا تھا، ان کا جواب مل گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

یہ میری خوش بختی ہے کہ دوبار ناچیز کے غریب خانہ کو شرف بخشا، اور ہر بار متعدد افراد داخل سلسلہ بھی ہوئے، ناچیز کی اہلیہ اور بڑے لڑکے کو بھی آپ سے ہی شرف بیعت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں رفیع گنج سیوان اور خانقاہ تیغیہ سرکار نہی شریف و دار العلوم قادریہ چکھکیں مظفر پور برن پورہ آسنسول وغیرہ کے بہت سے جلسے میں معیت کا شرف حاصل رہا ہر جگہ لوگ حلقۂ ارادت میں بھی داخل ہوئے ، اسفار موسم گرما میں بھی ہوئے اور سرما میں بھی ہر موسم میں نماز اس کے وقت پر ادا فرمائی، ٹرین رک گئی اور معلوم ہو جاتا کہ پلیٹ فارم پر فرض ادا کرلوں گا تو اتر کر ورنہ ٹرین ہی میں ٹھنڈے سے ٹھنڈے پانی سے تازہ وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔

آپ کی حیات مبارکہ پر، حیات صدر العلما نامی کتاب نظر سے گذری بعد مطالعہ کچھ ایسا لگا کہ یہ کتاب بھی عجلت میں مرتب ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد شامل کتاب ہونے سے رہ گئی۔ اتفاق سے زیر طبع مجلہ مجلی بھی عجلت میں ترتیب پا رہا ہے اس لئے تلامذہ کی فہرست اب بھی نامکمل ہی رہے گی راقم الحروف، محمد مطیع الرحمن رضوی مظفر پوری کو حضرت سے شرف تلمذ کے ساتھ ساتھ سند اجازت وخلافت وسند حدیث بھی حاصل ہے۔ مولی تعالی جملہ علمائے اسلام واساتذۂ عظام اور حضرت ممدوح کے روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ اور آپ کی تربت پاک پر رحمت ونور کے پھول برسائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

محمد مطیع الرحمن رضوی، دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما بحیثیت صدر المدرسین مظہر اسلام

مفتی عبید الرحمٰن رضوی

اس میں دورائے نہیں کہ حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے آپ کا ظاہر و باطن دونوں خوبیوں سے مرصع اور مزین تھا اور کیوں نہ ہو کہ جیسا نام ہوتا ہے، ویسا ہی کام اسی لئے حضور علیہ نے فرمایا اپنی اولاد کے نام اچھے رکھو کہ نام کا بھی اثر دل و دماغ پر ہوتا ہے۔ اس دور میں عجیب وغریب نام لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نزدیک ایک شخص حاضر ہوا کہنے لگا حضور ہم کو ایک لڑکا ہوا ہے اس کا نام تجویز فرما دیجئے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے بڑے فخر کے ساتھ اس نے کہا میرا نام محمد بدھو ہے حضور مفتی اعظم ہند اپنی بیزاری فرماتے ہوئے فرمایا استغفر اللہ استغفر اللہ تم اپنا بھی نام اور اپنے بیٹے کا بھی نام رکھو تمہارا نام محمد حنیف اور بیٹے کا نام حضور نے کیا تجویز فرمایا یہ ذہن میں نہیں شاید عبد اللطیف نام تجویز فرمایا بہر کیف حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسم بامسمّی تھے ایک عرصہ تک دار العلوم مظہر اسلام میں منصب صدارت پر فائز رہے اور نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ دار العلوم کو چلایا حضرت مولانا ساجد علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ داماد حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے اہتمام میں تعلیم و تربیت کے اعتبار سے مظہر اسلام میں چار چاند لگا دیئے اس مدت میں اساتذہ تو اساتذہ دار العلوم کے طلبا کے ساتھ بھی نہایت ہی تواضع و انکساری اور خوش مزاجی سے پیش آتے رہے کرخت آواز سے آپ کا دور کا واسطہ نہ تھا کبھی کبھار ترش روئی کا اظہار فرماتے تو وہ بھی خندہ پیشانی ان کا استقبال کرتی نظر آتی اس حدیث پر عمل کرنے میں آپ پورے اترتے ہوئے نظر آتے " من لم یرحم صغیرنا ومن لم یوقر کبیرنا فلیس منا ''، جو چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش نہ آئے اور بڑوں کی تعظیم و تکریم نہ کرے تو وہ ہم سے نہیں، تمام طلبا کے ساتھ یکساں طریقہ سے پیش آنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا، تنگ نظری سے آپ کوسوں دور رہتے تھے، بغض و عناد، حسد و کینہ اور انتقامی جذبہ سے آپ کا سینہ بالکل پاک و صاف تھا دار العلوم میں اس وقت دستور تھا کہ امتحان میں جو لڑکے اول پوزیشن میں ہوں گے ان کی دستار بندی سب سے پہلے ہوگی، علی حسب الترتیب اس وقت ایسا ہی ہوتا تھا ایک مرتبہ دار العلوم کے ایک ذی صلاحیت مدرس نے اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر اس دستور کو ختم کرنا چاہا اور اعلان کر دیا کہ وہ چند لڑکے جو ہمارے متعلقین میں سے ہیں سب سے پہلے دستار بندی ان کی ہوگی اگر چہ وہ اول پوزیشن میں نہیں یہ سنکر تمام لڑکوں میں ایک ہیجانی کیفیت طاری ہوگئی اور سب لڑکے جمع ہو کر حضرت صدر العلما کے پاس کا نکر ٹولہ پہنچے حضرت صدر العلما فوراً ناشتہ وغیرہ کا یہ کہہ کر انتظام فرمانے لگے کہ پتہ نہیں پھر تم لوگ کب ملو گے، کب نہ ملو گے، ناشتہ کر لو، ناشتہ کے بعد سب لڑکوں سے ان کا مقصد دریافت فرمایا تمام لڑکوں نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا کہ جو لڑکے اول پوزیشن میں ہیں ان کی دستار بندی بعد میں ہو، اور جن کے نمبر کم ہیں محض ایک مدرس کے ساتھ تعلقات کی بنا پر ان کی دستار پہلے ہو، یہ دار العلوم کے دستور کے خلاف کیوں؟ حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً فرمایا کہ تم لوگ گھبراتے کیوں ہو ان کا اعلان اعلان ہی رہ جائے گا، اگر ہمارا بیٹا بھی آجائے تو دار العلوم کے دستور کے خلاف میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا، یہ تھا آپ کا عدل، قرآن وحدیث نے جو عدل و انصاف کا حکم

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیا اس پر آپ سختی سے قائم رہے، دوران درس آپ کا ایسا انوکھا انداز ہوتا تھا کہ لڑکے مطمئن نظر آتے تھے، اسباق کے سمجھنے میں کوئی دقت اور دشواری کبھی پیش نہ آتی، ذہن سادہ، رہن سہن سادہ، گفتگو سادہ، طرز بیاں سادہ، دلچسپی کی باتیں بھی کبھی کبھی درمیان درس میں آجاتی تھیں کہ جن سے طلبا کا ذہن ودماغ باغ باغ ہو جاتا، میبذی پڑھا رہے تھے جو فلسفہ کی کتاب ہے بوقت درس فلسفیانہ باتیں ہو رہی تھیں، حضرت موصوف نے شبنم کے بارے میں کچھ بتایا تھا جو یاد نہیں آخر میں فرمایا کہ انڈے میں تھوڑا سوراخ کر کے اس کی زردی نکال کر بالکل خالی کر دیں اور اندر کا حصہ جب بالکل خشک ہو جائے تو اس میں شبنم بھر دیں اور پھر اس کے سوراخ کو کسی رقیق پتلی چیز سے بند کر کے اس انڈا کو دھوپ میں ایک گھنٹہ کے لئے چھوڑ دیں وہ انڈا اڑتا ہوا نظر آئے گا، میں نے اس کے کچھ ہی دن بعد اس کا تجربہ کیا تو اسی طرح پایا جیسا حضرت موصوف نے فرمایا الغرض درس کے علاوہ بھی کوئی بات ہوتی تو وہ بھی تجربہ کی اور بہت ہی نصیحت آموز۔ اساتذہ اور طلبا کے درمیان دوران درس میں اگر کبھی کسی قسم کی کوئی تلخی ہو جاتی تو اس وقت بھی آپ اساتذہ کے احترام کے پیش نظر ایسا فیصلہ صادر فرماتے کہ طلبا میں اپنے اساتذہ کی طرف سے کبھی کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو۔ دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں جو مونسری کا درخت ہے وہاں پر بیٹھ کر اس انداز میں طلبا کو سمجھا رہے تھے کہ اس وقت بھی میرے ذہن ودماغ میں ان کی وہ بات گونج رہی ہے، ان کے کلام مبارک میں سے یہ بھی تھا کہ دیکھو، علم ادب واحترام سے ملتا ہے، ادب کامیابی کی جڑ ہے، اس سے محروم مت رہو، حافظہ ان کا ایسا قوی تھا کہ نیچے درجہ سے لیکر اوپر درجوں تک تمام لڑکوں کے نام ان کو یاد رہتے تھے اور جب کبھی کسی لڑکے کی کوئی حاجت پڑتی تو نام لیکر آواز دیتے، ایک مدت دراز کے بعد بہار کے ایک مولانا جو دار العلوم سے فارغ شدہ تھے ان کی سند گم ہو گئی تھی ان کو سند کی حاجت تھی تشریف لائے اس وقت ان کو جاننے والا دار العلوم میں نہ تھا اور بہت پریشان نظر آتے، میں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں، کیا بات ہے؟ انہوں نے اپنا پورا حال بیان فرما کر فرمایا مجھے سند کی حاجت ہے میں کس سے کہوں کہ ہمارا کام ہو جائے آپ ہی اس میں ہماری مدد فرما دیں تو بہت بہت شکریہ۔ میں نے ریکارڈ سے ان کی تفصیل نکالی اور دار العلوم سے ان کو سند دلوا دی اب بات رہ گئی صدر مدرس کے دستخط کی اس وقت حضرت صدر العلما صدر مدرس تھے، اور وہ مرزائی مسجد میں درس دینے لگے تھے، سند لے کر ہم دونوں آدمی وہاں پہونچے گرمی شدت کی تھی، بارہ بج رہے تھے حضرت صدر العلما اپنی جگہ سے مکان پر جانے کے لئے فرما چکے تھے، دیکھتے ہی فرمانے لگے یہ تو مولانا زبیر ہیں، بہت مدت دراز کے بعد ملاقات ہو رہی ہے، فوراً بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: کہئے کیسے آپ نے تکلیف کی، کیا بات ہے۔ بہت ہی خوش مزاجی سے بات کرنے لگے، پتہ نہیں چل رہا تھا کہ ایک استاد اپنے شاگرد سے بات کر رہا ہے، مولانا زبیر صاحب نے سارے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے سند پر دستخط کے لئے عرض کیا، آپ نے دستخط فرما دیا، یہ تھا حضرت کا قوت حافظہ، مولانا زبیر صاحب بھی حیرت زدہ تھے کہ اتنی مدت کے بعد حضرت نے نہ صرف پہچان لیا۔ بلکہ نام بھی بتا دیا، خلاصہ یہ کہ آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے، دار العلوم مظہر اسلام میں اس وقت امتحان ہے، جلسۂ دستار فضیلت کا وقت ہے، مصروفیت زیادہ ہے اس لئے ذہن ودماغ اس وقت حاضر نہیں مرتب جامع الاحادیث حضرت مولانا حنیف صاحب قبلہ کی گزارش پر چند سطور حاضر کر دئے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کی محنت اور کاوش کو قبول فرمائے اور حضرت صدر العلما کے فیوض وبرکات ہم سب پر جاری اور ساری رکھے اور ان کے درجات ومراتب کو بلند تر فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

مفتی محمد عبید الرحمٰن خادم دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما سے ایک ملاقات

مولانا کوثر امام قادری

"تمھارا نقش پا تو نور کا مینار ہے ساقی"

جون ۲۰۰۷ء کی بات ہے راقم بعض احادیث کی تحقیق وتفتیش کی غرض سے امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف حاضر ہوا، بانیٔ اکیڈمی نے جس اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ کیا وہ بیان سے باہر ہے ہر طرح کی سہولتوں سے نوازا کئی طرح کے الجھے ہوئے مسائل سلجھ گئے، علمی تحقیق سے فراغت کے بعد بارگاہ اعلیٰ حضرت میں باریابی کی سعادت نصیب ہوئی، دعا و زیارت کے بعد حضور تاج الشریعہ فقیہ اسلام ازہری میاں مدظلہ العالی سے شرف ملاقات کے لئے دردولت پر حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت باہر دورہ پر ہیں وہاں سے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا پہنچا وہاں یادگار مفتی اعظم فخر رضویت آبروئے سنیت صدر العلما حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب قبلہ کی زیارت سے مشرف ہوا دست بوسی کی ایک کنارہ میں بیٹھ گیا حضرت نے بغور دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ مجھے اپنا تعارف کرانا چاہئے میں نے عرض کیا میرا نام کوثر امام قادری ہے دار العلوم قدوسیہ فخر العلوم پرسونی بازار مہاراج گنج میں تعلیمی خدمت انجام دیتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت مسکرائے اور فرمایا آپ کے کئی مضامین نظروں سے گذرے "فرضی روایات کا چلن" بڑا اچھا لگا، اتنے میں چائے بسکٹ آئی، چائے وائے کے بعد میں نے موقع کو غنیمت سمجھا، یہ میرے لئے بڑی سعادت کی بات تھی اور وہ لمحے یادگاری تھے کہ ایک ایسی ہستی کے حضور میں حاضر تھا جہاں بڑے بڑے مشائخ، صاحب انتا زانوے ادب تہ کرتے ہیں فوراً میں نے ان لمحوں سے استفادہ کی کوشش کی اور عرض کیا حضور موضوعات حدیث کے سلسلے میں کون سی کتاب زیادہ نفع بخش ثابت ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا موضوعات کبیر للشیخ ملا علی قاری کا مطالعہ کیجئے اس فن میں یہ اچھی کتاب ہے۔

معاً میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ملا علی قاری حنفی ہیں اور حضرت مفتی صاحب قبلہ بھی حنفی ہیں اس لئے آپ نے موضوعات کبیر کی نشاندہی فرمائی اتنے میں گویا ہوئے اور فرمایا اس لئے نہیں کہ ملا علی قاری حنفی ہیں بلکہ اس لئے کہ انہوں نے موضوعات کی دیگر کتابوں کو سامنے رکھ کر کامل احتیاط کے ساتھ تحقیق فرمائی ہے، اور جرأت کی بجائے احتیاط سے کام لیا ہے۔

میرا دوسرا سوال تھا" اطلبو العلم ولو كان بالصين "کو امام ابن حبان نے لایثبت اور باطل کہا ہے اس بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا یہ ابن حبان کی تحقیق ہے انہیں جس سند سے یہ حدیث ملی اسے دیکھ کر انہوں نے حکم بطلان لگایا مگر آپ تحقیق کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کی موضوع و باطل نہیں ہاں ضعیف ہے، اور اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ ایسا ہی اشارہ فرمایا ہے وقت کے اس عظیم عالم، جلیل الشان فقیہ، مہتم بالشان مبلغ کے ساتھ یہ چند لمحے کبھی میں بھول نہیں سکتا۔

کوثر امام قادری، بانی دار العلوم احسن العلما لکھنورہ سیوان وخادم التدریس دار العلوم قدوسیہ فخر العلوم پرسونی

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما عظیم دینی پیشوا

مولانا اختر حسین فیضی

اس دنیائے رنگ و بو میں بے شمار فقید المثال اور عبقری شخصیتوں نے جنم لیا اور تاحین حیات اپنے اسلاف سے حاصل شدہ میراث کو دوسروں تک پہنچانے میں کوشاں رہے اور پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آنے دی، مومنانہ فہم و فراست اور بے نظیر خدمات دینی کی بدولت چہار دانگ عالم میں لازوال شہرت حاصل کی۔ خلوص وللہیت، وفا شعاری، تواضع وانکساری اور اسی طرح دوسری صفات نے انہیں عام انسانوں سے قد آور اور بلند تر بنا دیا انہیں عظیم اور یکتائے روزگار ہستیوں میں شیخ الحدیث علامہ تحسین رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی افق علم وفضل پر نمایاں نظر آتی ہے۔ افسوس کہ یہ نیر تاباں ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ ۳ر اگست ۲۰۰۷ء کو روپوش ہو گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

آپ امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کے بھائی حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے اور حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی کے صاحبزادے تھے، اس وقت بریلی کی تعلیمی اور تدریسی بہار آپ سے قائم تھی، علوم عقلیہ اور نقلیہ میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا یہی، وجہ ہے کہ جب آپ کے وصال کی خبر مشتہر ہوئی تو دنیائے اہل سنت خصوصاً اہل علم کے درمیان صف ماتم بچھ گئی اور علما کے تاثرات کچھ اس طرح سامنے آئے۔

عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور فرماتے ہیں ان (علامہ تحسین رضا خاں) کی شخصیت علم وعمل کا ایک سنگم تھی، دین ومذہب اور ملک وملت کے تعلق سے ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، جماعت رضائے مصطفٰے کی شاندار خدمات میں علامہ تحسین رضا خاں کی جدوجہد کا کافی دخل رہا۔ (راشٹریہ سہارا ۵ر اگست ۲۰۰۷ء ص ۲) خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی شیخ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور فرماتے ہیں۔ علامہ تحسین رضا خاں خانوادۂ رضویہ کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ انہوں نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، حضور مفتی اعظم ہند، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی اور قاضی شمس الدین جعفری جیسی باکمال شخصیات سے اکتساب فیض کیا اور بریلی شریف کے تین اہم ادارے منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ میں ایک طویل عرصہ تک درس وتدریس کی خدمات انجام دے کر انہیں بلندی پر پہنچایا۔ (راشٹریہ سہارا، ۵ر اگست ۲۰۰۷ء ص ۲) ماہنامہ اشرفیہ کے چیف ایڈیٹر مولانا مبارک حسین مصباحی نے کہا:

علامہ تحسین رضا خاں ایک باکمال مفسر اور محدث ہونے کے ساتھ ہی کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ (راشٹریہ سہارا، ۵ر اگست ۲۰۰۷ء ص ۲)

مفتی شمس الدین احمد رضوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم بہرائچ نے کہا: نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ تحسین رضا خاں ارباب اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دین کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گذرا۔ ان کی رحلت

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے دنیائے سنیت کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔ (راشٹریہ سہارا/۵راگست ۲۰۰۷ءص ر۲)

امام علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی شیخ الحدیث دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد اپنے قلبی درد کا یوں اظہار کرتے ہیں: خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے گہری وابستگی کے باوجود مرحوم (علامہ تحسین رضا خاں) کے جنازہ میں علالت کے باعث شریک نہ ہو سکا جس کا مجھے عمر بھر شدید غم رہے گا۔ (راشٹریہ سہارا ۱۰راگست ۲۰۰۷ءص ۲)

آل انڈیا جماعت رضا مصطفےٰ کے ریاستی جنرل سکریٹری قاری رئیس احمد خاں نے کہا: علامہ تحسین رضا خاں اسلامی اقدار وتہذیب کے سچے پاسبان تھے۔ انہوں نے اسلاف کی روش پر عمل کرتے ہوئے اشاعت اسلام اور فروغ سنیت کے لئے پوری زندگی صرف کردی۔ وہ ایسے عالم دین تھے جن کے علم وعمل میں یکسانیت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کے مریدین ومعتقدین ہندو بیرون ہند کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ (راشٹریہ سہارا، ۶راگست ۲۰۰۷ءص ۲)

مولانا شہباز عالم مدرسہ امیر العلوم سمنانیہ کچھوچھہ شریف کہتے ہیں: علامہ تحسین رضا خاں، ارباب اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے، ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ دین کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں گذرا۔ (راشٹریہ سہارا، ۶راگست ۲۰۰۷ءص ۲)

ان مخصوصین کے تاثرات کے علاوہ حضرت علامہ کی رحلت کا اثر عام لوگوں پر بھی بڑا گہرا پڑا یہی وجہ ہے کہ عوامی تنظیموں، انجمنوں، رفاہی اور فلاحی اداروں نے بھی تعزیت اور تاثرات کی مجلسیں منعقد کیں ملک بھر میں شائع ہونے والے اخبارات اس کے شاہد ہیں۔

اس تناظر میں یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ خالق ارض وسمانے حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کو محبوبیت کا درجہ عنایت فرمایا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل علیہ السلام فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلاناً فاحبوہ فیحبہ اھل السماء قال ثم یو ضع لہ القبول فی الارض" (مسلم ج ۱، ص ۳۳۱ ر رضا اکیڈمی بمبئی)

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے اے اہل آسمان تم بھی اس سے محبت کروں تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اس کے بعد اس کی مقبولیت زمین پر اتار دی جاتی ہے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ اپنے علم وفضل، زہد وورع، بیداری اور پاکیزگی نفس کی وجہ سے عوام وخواص کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں، میں نے متعدد اہل علم سے ان کے دین ودانش اور بلندی کردار کے قصیدے سنے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں پسند فرمایا پھر جبرئیل اور اہل آسمان نے ان سے محبت کی، اس کے بعد باشندگان زمین پر ان کی مقبولیت ومحبوبیت اتار دی گئی اس طرح آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کردی گئی۔ ایک محتاط خبر کے مطابق تقریباً پانچ لاکھ فرزندان توحید نے نماز جنازہ میں شرکت کی اس سے آپ کی مقبولیت اور محبوبیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کی تربت انور پر رحمت وانوار کی بارش ہو۔

درس وتدریس اور تبلیغ وارشاد آپ کا خاص میدان تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے متعدد تعلیم گاہوں میں تدریسی

www.muftiakhtarrazakhan.com

خدمات انجام دیں ۱۹۵۲ء سے دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، ۱۹۷۲ء کے بعد دو سالوں تک مظہر اسلام کے صدر المدرسین کے منصب پر بھی رہے۔ ۱۹۷۵ء میں منظر اسلام بریلی شریف میں یہ منصب سنبھالا، ۱۹۸۲ء میں منظر اسلام سے مستعفی ہو گئے اور جامعہ نوریہ رضویہ کے قیام کے بعد وہ جامعہ نوریہ رضویہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، وفات سے قبل جانشین مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں ازہری مد ظلہ العالی کی قائم کردہ علمی درسگاہ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے۔ (جام نور، ستمبر ۲۰۰۷ء ص ۷)

آپ کی یہ تدریسی خدمات بڑی خاموشی اور سادگی کے ساتھ اخیر عمر تک جاری رہیں، اور بے شمار علما آپ کی علمی یادگار ہیں جو ملک کی عظیم تعلیم گاہوں کی زینت ہیں، یوں ہی ارباب خانقاہ بھی آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہیں۔ خدمات دین کے تعلق سے ان کی قربانیاں فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کا علمی فیضان اور تبلیغی برکات مزید عام فرمائے۔

اختر حسین فیضی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔ ۹/۸/۱۴۲۸ھ...... 23-8-2007

صدر العلما اور رضائے الٰہی

مولانا محمد شاکر علی نوری

بڑی سرعت کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے مشاہیر علما و مشائخ داغ مفارقت دیتے جا رہے ہیں اور جو اس دار فانی سے کوچ کر رہے ہیں ان کا نعم البدل تو بہت دور بدل ملنا بھی مشکل دکھائی دیتا ہے۔ ماضی قریب میں حضور شارح بخاری، حضرت فقیہ ملت اور علامہ فضل الرحمٰن مدنی علیہم رحمۃ الرحمٰن جیسی شخصیت کے وصال کے بعد معدودے چند اکابر کی یادگار باقی ہیں جن میں حضرت علامہ تحسین رضا صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات بے مثال تھی۔ جس ذات میں فقہ و حدیث کے ساتھ تقویٰ کا جوہر نمایاں ہو تو اس کی ذات صرف مرجع خلائق نہیں بلکہ مقبول بارگاہ صمدیت ہو جاتی ہے، حضور علامہ تحسین رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کا شمار انہیں ذوات مقدسہ میں ہے۔ حضرت استاذ العلما علامہ تحسین رضا خان صاحب کی زندگی جنہوں نے بھی دیکھی وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جب آپ درسگاہ میں درس و تدریس کے لئے بیٹھتے تو علم کے ایسے لعل و گوہر بکھیرتے جن سے طلبا کی آنکھوں کو نم کر دیتے اور آپ کی تقریر میں ایک کامل نائب رسول ﷺ کا حسن نمایاں ہوتا۔ کامل نائب رسول وہی تو ہے جو صرف کتابیں پڑھاتا نہ ہو بلکہ کتاب کے ساتھ تزکیہ بھی کرتا ہو، علامہ کامل نائب رسول تھے اس کا اندازہ ان کے شاگردوں سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنہیں پڑھایا اور پلایا وہ آج بے نظیر و بے مثال ہیں اور اپنی جگہ ایک عظیم مقتدا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ کی دیرینہ خواہش یہی تھی کہ ہر طالب علم تقویٰ کی دولت سے بھی سرشار ہو اس لئے کہ عزت خالص علم سے نہیں ملتی بلکہ تقویٰ ہی ایسا وصف ہے جو عزت و سربلندی عطا کرتا ہے علامہ چاہتے تھے کہ جو انہوں نے اپنے اسلاف سے پایا ہے وہ اپنے طلبا کو دے دیں اس لئے ان کی ذات میں کسی کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے تقویٰ کی جھلک نظر آتی تو فقہ و حدیث کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

درس میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان و محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے جلوے نظر آتے۔ علامہ نے بڑی سادہ با مقصد زندگی گزاری، حرص دنیا سے دور، دل اخلاص اور محبت رسول سے معمور، آنکھیں عشق رسالت مآب ﷺ سے مخمور اور رضائے الٰہی ورضائے رسول ﷺ کے حصول میں زندگی بسر فرمائی اور اس دنیا سے کوچ کرنے سے پہلے اپنے لئے ثواب جاریہ کی شکل مین ہزار ہا ہونہار طلبا چھوڑ گئے جن کا سینہ آج محبت رسول ﷺ کا مدینہ ہے۔ آپ کے وصال پر ملال کی خبر سنتے ہی غم واندوہ کا ماحول برپا ہو گیا، کان یقین کرنے کو تیار نہ تھے، اور دل یہی چاہ رہا تھا کہ یہ خبر درست نہ ہو لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے تحت اس خبر پر یقین کرنا پڑا۔ تحریک سنی دعوت اسلامی کے مرکزی ادارہ (الجامعۃ الغوثیہ، ممبئی ۳) میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا، اور بروز سنیچر ہفتہ واری اجتماع میں سینکڑوں افراد کی موجودگی میں آپ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا اور بخشش و مغفرت و رفع درجات کی دعا کی گئی۔ ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ علامہ تحسین رضا خاں صاحب اپنے دور کے متقی اعظم تھے اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کا بھرپور حق ادا کیا۔ اے اللہ! جب تک آسمانوں میں ستاروں کی چمک باقی ہے اور جب تک دنیا باقی رہے گی اس وقت تک حضرت موصوف کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرما اور رحمت عالم ﷺ کے صدقہ وطفیل انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرما اور ان کے نقش قدم پر ہم سب کو چلنے کی توفیق عطا فرما آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

محمد شاکر علی نوری (امیر سنی دعوت اسلامی)

صدر العلما کی علمی خدمات

مولانا توفیق برکاتی مصباحی

جن ذوات قدسیہ نے اپنے قدوم میمنت سے اس سرزمین کو شرف بخشا اور خداوند قدوس کی رضا و خوشنودی کی خاطر قابل تقلید کارنامے انجام دئے، اپنی مجاہدانہ عظمتوں اور سرفروشانہ رفعتوں کے ذریعہ افق سما پر درخشندہ و تابندہ آفتاب بنکر چمکے اور تاریخ نے اپنے مستند اوراق میں ان کے نقوش فکر جمع کر دیئے اور جن کے بے مثال تذکرے آفاق میں پھیلے ہوئے ہیں ان میں ایک مبارک اور قابل احترام ذات صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری علیہ رحمۃ الباری کی ہے، جن کی خدمات جلیلہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اور جن کے آثار و باقیات پوری زندگی ہم سب کے لئے مشعل راہ اور سنگ میل ہے۔ آپ نے ایسے علمی و روحانی گھرانے میں آنکھیں کھولیں اور ایسے لالہ زار گلشن میں شگفتہ ہوئے جس کی عطر بیز خوشبوؤں سے پوری انسانیت معطر ہو رہی ہے، اور پورا عالم ان کے احسانوں کا صدقہ حاصل کر رہا ہے، اس عظیم روحانی گلشن کو پوری دنیا گلشن رضوی کے نام سے جانتی پہچانتی اور شگفتہ پھولوں کو سروں اور آنکھوں پر بٹھانے کو دلوں کی معراج تصور کرتی ہے۔

دینی، ملی خدمات ہوں یا سیاسی و سماجی ہوں یا اقتصادی و تعلیمی ہوں یا تدریسی غرض کہ بے شمار کارناموں کی انجام دہی کا سہرا اس عظیم خاندان کے سر سجتا ہے اور امت اس حقیقت کو تسلیم بھی کرتی ہے۔

جب ہم صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ کی حیات طیبہ کے بحر زخار میں غواصی کے لئے اترتے ہیں اور چمن

www.muftiakhtarrazakhan.com

چن کے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے موتیوں کو باہر نکالتے ہیں اور ان کا تجزیہ کرتے ہیں تو اس کی چمک دمک سے نہ صرف ہمارے اذہان و افکار کو غیر معمولی نورانیت حاصل ہوتی ہے بلکہ ظاہر، باطن ہر طور پر اس کے اثرات مرتب ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔

آپ کی ولادت ۴ر شعبان ۱۹۳۰ء محلہ سوداگران رضا نگر بریلی شریف میں ہوئی آپ کا قابل فخر نسب کچھ اس طرح ہے۔ صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں ابن علامہ حسنین رضا خاں بن علامہ حسن رضا خاں بن علامہ مفتی نقی علی خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان۔

ابتدائی تعلیم سید شبیر علی مرحوم سے پائی، پھر ایک مکتب میں، پھر مدرسہ مرزائی مسجد، پھر مظہر اسلام و منظر اسلام اور اسکے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد (پاکستان) میں حاصل کی اور فراغت پائی۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے اپنے پیرومرشد کے حکم پر فراغت سے قبل ہی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں درس دینا شروع کر دیا، پھر منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا میں علمی جواہر پارے بکھیرے اور ہزاروں طالب علموں کو علمی وفنی آسودگی عطا کی اور طالبان علم دین کو علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہرہ ور کیا۔ نہ صرف یہ کہ انہیں باضابطہ مروجہ داخل نصاب کتابوں کی تعلیم دی بلکہ خداداد علمی لیاقتوں سے نور علم کی دولت سے مالا مال کیا اور اخلاقی تعلیمات سے ان کے دلوں میں انقلاب برپا کر دیا، ایسا کیوں نہ ہو، جب آپ کے اساتذہ میں حضور صدر الشریعہ جیسے جید عالم دین اور حضور مفتی اعظم ہند جیسی روحانی اقتدار کی حامل ذات تھی۔

آپ صرف ایک عالم ہی نہیں بلکہ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" کے مظہر اتم بھی تھے۔ ایک باعمل عالم ہونے کے ساتھ ایک سچے قائد اور ملی تڑپ رکھنے والے ایک باکمال رہنما بھی تھے۔

سنت رسول ﷺ پر سختی سے عمل کرنے والے اور لوگوں کو ہمہ وقت ان پر عامل رہنے کی تلقین کرنے والے تھے۔

چشم دید افراد نے خود آپ کے اخلاق وکردار، خلوص ومحبت، تواضع ودیانت داری سنت پر سختی سے عامل ہونے کے حوالے سے خوب اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

پوری علمی دنیا آپ کی علمی وفقہی خدمات کی قائل ہے اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتی ہے جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے والوں میں وقت کے قدآور اور باکمال علما وفضلا وفقہا کی ایک لمبی فہرست ہے جنہیں بذات خود علمی خدمات کے حوالے سے مرکزیت حاصل ہو چکی ہے اور ان کے اثرات سے علم وفضل، شعور وآگہی کے فروغ وارتقا کی راہیں ہموار ہو رہی ہیں اور ان کی وجہ سے آپ کا محدثانہ مقام اور فقیہانہ رتبہ بلند ہو رہا ہے۔

آپ نے باقاعدگی کے ساتھ درس وتدریس کے علاوہ، وقتاً فوقتاً مجالس علمیہ ومحافل ادبیہ میں تشنہ لبوں کی علمی پیاس بجھائی، اور بوقت ضرورت لازوال علمی خدمات انجام دیں اور اپنے لئے توشۂ آخرت بنایا۔ علم وفضل، زہد واتقا کا یہ چمکتا ماہتاب اپنی نورانی کرنیں سمیٹتا ہوا ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو روپوش ہو جاتا ہے، لیکن اس کے اثرات آج بھی دلوں پر قائم وباقی ہیں اور انشاء اللہ عزوجل تا قیامت باقی رہیں گے۔

☆ ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے .... حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے ☆

نیازمند: محمد توفیق برکاتی مصباحی (استاذ) الجامعۃ الغوثیہ ۱۳۲ر کامبیکر اسٹریٹ ممبئی۔۳

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما متفق علیہ شخصیت

مفتی آل مصطفیٰ مصباحی

خانوادۂ امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے چشم و چراغ، دنیائے سنیت کی ایک عظیم شخصیت حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ علم وعمل کے جامع تھے، وہ ایک ذی علم، باصلاحیت، متین وسنجیدہ اور نیک وصالح شخص تھے۔ انہوں نے ایک طویل عرصے تک مسند تدریس کو زینت بخشی ہے، جامعہ نوریہ بریلی شریف کے وہ برسوں تک شیخ الحدیث رہے، جامعۃ الرضا میں بھی وہ تدریسی خدمات انجام دیتے تھے، اور تشنگان علوم کو سیراب کرتے تھے، ان کے اندر ذاتی خوبیوں کے ساتھ ایک بڑی اضافی خوبی یہ تھی کہ وہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور نہ صرف تعلق بلکہ وہ خانوادۂ رضویہ کی متفق علیہ شخصیت کے مالک تھے، خورد وکلاں بھی ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، ان کی تکریم کرتے تھے، راقم حروف کو کئی بار ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا، ساتھ میں کھانا کھانے کا بھی شرف مل چکا ہے گفتگو بڑی سنجیدگی سے کرتے باوضع رہتے، نہ کسی کی غیبت کرتے ہوئے میں نے سنا، نہ کسی کے بارے میں بے جا باتیں کرتے ہوئے، وہ ایک باوقار عالم دین تھے۔ ایسی ذی علم شخصیت کا اٹھ جانا نہ صرف خانوادۂ رضویہ کا علمی نقصان ہے، بلکہ دنیائے سنیت کا بھی عظیم نقصان ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے۔ آمین۔

آل مصطفیٰ خادم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ۹ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما علم وفضل کا بحر ذخار

مولانا محمد اختر کمال قادری

۳ راگست ۲۰۰۷ء کی شام برادر محترم مولانا محمد نسیم احمد اعظمی استاذ رضا دار الیتامیٰ تاج نگر ناگپور کا فون آیا کہ آج یہاں صدر العلما حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خاں صاحب کا ایک کار حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد نعش مبارک بذیعہ ہوائی جہاز بریلی بھیجی جائے گی۔ سنتے ہی دل ودماغ کو ایک زبردست دھچکا سا لگا، تھوڑی دیر کے لئے واقعہ کی سچائی پر شبہ ہونے لگا۔ مگر موت وقت مقرر ہے۔

بہر حال حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خاں صاحب شیخ الحدیث کو علوم عقلیہ ونقلیہ میں تبحر حاصل تھا۔ بالخصوص علم تفسیر وحدیث

www.muftiakhtarrazakhan.com

وفقہ سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ ہم نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا ہے کہ آپ جسم میں بہت نحیف و ناتواں خفیف الصوت، مگر علم و فضل اور تقویٰ میں کوہ گراں بار تھے۔ آپ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ، مظہر مفتی اعظم، امام احمد رضا قدس سرہ کی علمی میراث تھے! اور بہت سے شیوخ و صدور ملت کے شیخ اعظم، محسن و مشفق استاذ تھے۔ آپ کے چشمۂ علم و فضل سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں تشنگان علم و معرفت نے اپنی جاں سوز پیاس بجھائی۔ اور امام احمد رضا کے فیوض و برکات سے عالم کو بیش از بیش حصہ عطا کیا۔ ارباب علم و دانش آپ کو صدر العلما کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ایک طویل زمانہ تک منصب شیخ الحدیث پر فائز رہ کر درس حدیث کے گوہر لٹاتے رہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی خدمت دین میں وقف کر دی، یہاں تک کہ شریعت و طریقت کی نشر و اشاعت میں جان گرانمایہ جاں آفریں کے سپرد کر دی، ابر رحمت ان کی مرقد پہ گہرباری کرے۔ والسلام۔ محمد اختر کمال، قادری، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محدث بریلوی ایک مثالی شخصیت

مفتی قاضی فضل احمد مصباحی

دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایک بے مقصد زندگی گزارنے کے بعد دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور دنیا کو اپنی زندگی کا مقصد بتانے سے قاصر رہتے ہیں۔ دنیا کو ایسے لوگوں کی نہ آنے کی پرواہ ہوتی ہے نہ جانے کی۔ مگر کچھ افراد ایسے بھی اس خاکدان گیتی میں جلوہ افروز ہوتے ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ میں کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں ان کی زندگی لوگوں کے لئے قابل رشک بن جاتی ہے اور وہ جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو یادگار زمانہ بن جاتے ہیں اور دنیا انہیں کبھی فراموش نہیں کر پاتی انہیں قابل رشک زندگی گزارنے والوں میں صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی نمایاں اور ممتاز حیثیت کی حامل نظر آتی ہے موصوف ایک عظیم علمی خانوادہ سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ زبردست عالم دین تھے وہیں درجنوں تنظیمی اشاعتی اداروں کے سربراہ اور روح رواں بھی، ہر ایک کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے، ان کی باتیں سنتے اور ضرورت مند کا ہر ممکن تعاون کرتے۔ ۲۹ر جولائی 2007ء مطابق ۱۳ر رجب ۲۸ھ شرعی کونسل بریلی شریف کے زیر اہتمام چوتھے فقہی سمینار کے موقع پر جامعۃ الرضا میں حاضری و قیام کے دوران شاہ دانہ محلہ بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک صاحب کے مکان پر حضرت صدر العلما سے ملاقات ہوئی، دیر تک سمینار میں زیر بحث مسائل کے تعلق سے گفتگو کرتے رہے، پھر بعد نماز مغرب سمینار کی آخری نشست میں شرکت کے لئے ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر جامعۃ الرضا پہونچے اور گیارہ بجے رات تک سمینار کی اس آخری نشست کی صدارت فرماتے رہے۔ سمینار کے اختتام پر ۳۰ر جولائی ۰۷ء کو میں واپس بنارس پہونچا اور دو دن بعد سڑک حادثہ کی جانکاہ خبر ملی قلب کو زبردست صدمہ لاحق ہوا، پروردگار عالم ان کی دینی و علمی خدمات کو عام و تام فرمائے اور ان کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

قاضی فضل احمد بنارس

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما محافظ علوم اسلامی

مفتی محمد معراج القادری

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت بالخصوص ارباب علم و بصیرت کے لئے کسی ناقابل تلافی نقصان سے کم نہیں۔

وسعت علم و پختگی عمل، سیرت و کردار اور زہد و تقوی میں نمونہ اسلاف تھے، بلکہ شاید اسی علم وعمل کے حسین سنگم کو دیکھ کر لوگوں نے آپ کو مظہر مفتی اعظم کہنا شروع کر دیا تھا اور کیوں نہ ہوں جبکہ خود ولی کامل حضور مفتی اعظم ہند کا یہ ارشاد "مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے لڑکوں میں تحسین رضا کی ایک الگ ہی شان ہے" آپ کی جامع شخصیت پر سند کا درجہ رکھتی ہے۔

آپ خاندان رضا کی علمی یادگار، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے پاسبان، طرز اسلاف کے امین و نگہبان، عالم باعمل تقوی و طہارت کے پیکر اور زہد و عبادت کے خوگر تھے۔

ہند و پاک کی قابل ذکر درسگاہوں نے آپ کے علم و فضل سے خوب خوب استفادہ کیا تادم حیات زندگی کا طویل سفر درس و تدریس، تعلیم و تعلم تبلیغ دین، نشر مذہب، اصلاح قوم اور خدمت خلق میں گزرا، جو علمی فیضان اور روحانی برکتیں حضرت صدرالشریعہ ،حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت محدث اعظم پاکستان اور حضرت قاضی شمس العلما علیہم الرحمۃ والرضوان سے حاصل تھیں انہیں فیوض و برکات سے مسند درس و تدریس کو جلا بخشی کہ رفعت و بلندی پر پہنچایا اور گراں قدر خدمات انجام دیکر امتیازی شان کا حامل بنایا۔

ابھی حال ہی میں شرعی کونسل آف انڈیا کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار میں مسائل کی تحقیق و تنقیح میں نتیجہ خیز گفتگو فرمائی مندوبین نے اکتساب فیض کیا نہایت پابندی کے ساتھ نشستوں میں تشریف لاتے رہے بلکہ بعض نشستوں کی صدارت بھی فرمائی۔ فیصل بورڈ کے ایک عظیم رکن تھے۔ حلقۂ ارادت بھی خوب وسیع ہے اکتساب فیض کرنے والے ارباب علم واصحاب بصیرت کی تعداد بھی خاصی ہے دعا ہے کہ مولی عزوجل جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، اور قبر کو انوار و تجلیات سے معمور فرمائے۔ آمین

محمد معراج القادری، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محدث بریلوی

مفتی محمد شبیر حسن رضوی

اس عالم رنگ و بو میں نہ جانے کیسے کیسے افراد و اشخاص اور کیسی کیسی شخصیتیں آئیں اور اپنے اوقات معینہ تک دنیا کو اپنے علم و اخلاقی فیضان سے فیضیاب فرماتی رہیں انہیں موقر و برگزیدہ شخصیتوں میں۔ سے حضور مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ الرضوان کی ذات ستودہ صفات تھی وہ شرف و فضل کے آفتاب علم و عمل کے کوہ گراں تھے وہ فقہ و فتاوی کے ماہر اور پورے درس نظامی پر قدرت تامہ رکھتے تھے ان کے فیضان علمی سے ایک عالم سیراب ہوتا رہا عصر حاضر میں محدث بریلوی کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے وہ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے آخر وقت تک جامعۃ الرضا بریلی شریف میں صدر الصدور کے عہد پر فائز رہے اور اساتذہ وطلبہ وعوام کو رشد و ہدایت فرماتے رہے اور سلسلۂ رضویہ برکاتیہ قادریہ کی اشاعت اور مسلک اعلی حضرت پر قائم ودائم اور اس پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔

ہمارے ادارہ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی ضلع فیض آباد کی جانب سے دورۂ حدیث و منتہی طلبہ کے امتحانات کے لئے دعوت پیش کی گئی دعوت قبول فرما کر جامعہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی اور اچھے تاثرات کا اظہار فرمایا اور جامعہ اور اس کے اساتذہ وطلبہ کیلئے دعائے خیر و برکت فرمائی انہیں بزرگوں کی نیک دعاؤں کا اثر و ثمرہ ہے کہ جامعہ روز افزوں ترقی کرتا رہا اور ترقیوں کی منازل کی جانب رواں دواں ہے۔ مولی تعالی حضرت کے مزار پر انوار پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور انکے روحانی فیضان سے ہم تمام اہلسنت و جماعت کو فیضیاب فرماتا رہے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ

شبیر حسن رضوی خادم الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما..... پاک باز عالم ربانی

مولانا محمد عارف اللہ مصباحی

دینی علوم کی خدمت و صیانت اور اسلامی فکر و نظر کے فروغ وارتقا میں دین کے دردمند اور پاکباز علمائے کرام کا بے حد اہم کردار رہا ہے۔ انہوں نے نا مساعد حالات میں بھی شجر اسلام کو سرسبز و شاداب رکھا اور اسکی برکتوں سے مخلوق خدا کے سینوں کو معمور کیا۔

انہیں پاکباز اور دردمند ربانی علما کی صف میں حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات بھی شامل تھی۔ انہوں نے خدائے کریم کے عطا کردہ اپنے علمی وفکری جوہر کو بروئے کار لاتے ہوئے دین کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک علوم اسلامی کے درس و تدریس اور تبلیغ دین متین میں ہمہ تن مصروف رہے چنانچہ بے پناہ جذبات کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے ایک تبلیغی سفر کے دوران انہوں نے جام شہادت بھی نوش کیا۔ اللہ تعالی ان پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

محمد عارف اللہ المصباحی استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اہلسنت کے انمول رتن

مولانا محمد شاہد القادری

خیر الاذکیا، نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ مولانا مفتی تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ اہل سنت والجماعت کے ممتاز عالم دین، علم حدیث کے نکتہ داں، اور مسند درس وتدریس کے بے تاج باشاہ تھے۔

آپ نے دار العلوم منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا میں اپنے علمی چشمے سے تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھائی ہے۔

آپ نے جن بزرگوں کی بارگاہ میں شرف تلمذ حاصل کیا تھا انکی حیثیت سلسلۃ الذہب کا درجہ رکھتی ہے۔

(۱) الشیخ تحسین رضا عن المحدث الجلیل العلامۃ سردار احمد الرضوی عن الصدر الشریعۃ المفتی امجد علی الرضوی عن الامام احمد رضا القادری عن الشاہ ال رسول الاحمدی عن الشاہ عبدالعزیز الدھلوی عن الشاہ ولی اللہ الدھلوی عن الشاہ عبدالرحیم الدھلوی الی آخرہ۔

(۲) الشیخ تحسین رضا عن المفتی الاعظم المحدث مصطفی رضا النوری عن المحدث الاکبر الامام احمد رضا القادری الی آخرہ.

(۳) الشیخ تحسین رضا عن المحدث الجلیل العلامہ سردار احمد الرضوی عن الصدر الشریعہ امجد علی الرضوی عن المحدث الاعظم وصی احمد السورتی عن المحدث علی احمد السھارنفوری۔

سادگی، متانت، سنجیدہ مزاجی، اصاغر نوازی، صبر وتحمل، درویشانہ مزاج، حلم وبردباری، اخلاق ومحبت، تقوی وطہارت تصلب فی الدین، سادات کا احترام اور محبت اولیا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد دین وملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں، آپ حضور مفتی اعظم ہند کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت مفسر اعظم اور حضرت محدث اعظم پاکستان سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

آپ کے وصال کی خبر سے پوری دنیا میں صف ماتم بچھ گئی۔ کلکتہ کے اخبار مشرق، روزنامہ آزاد ہند روزنامہ راشٹریہ سہارا روزنامہ آبشار میں انتقال پرملال کی خبریں پڑھکر مدارس اہل سنت میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی محفلیں منعقد ہوئیں جن میں دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ، مدرسہ حسینیہ غوثیہ مٹیا برج، دار العلوم رضائے مصطفی مٹیا برج، امام احمد رضا فاؤنڈیشن کولکاتا، سنی علما کونسل مغربی بنگال، آل انڈیا تبلیغ سیرت مغربی بنگال، سنی رائٹر مغربی بنگال، مجلس علمائے اسلام مغربی بنگال کے اسماء مشہور ومعروف ہیں۔

محمد شاہد القادری چیرمین امام احمد رضا فاؤنڈیشن (کولکاتا)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما تعلیم و تدریس کے تاجدار

مولانا مبارک حسین مصباحی

شہید مرتا نہیں زندہ جاوید ہوتا ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ حضرات، اللہ تعالیٰ جنھیں شہادت کی دولت سے سرفراز فرماتا ہے۔ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ ۳ر اگست ۲۰۰۷ بروز جمعہ ناگپور کے قریب ایک روڈ حادثہ کا شکار ہو کر جان بحق ہو گئے۔ موصوف خانوادۂ رضویہ کے چشم و چراغ، استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے اور علامہ حسنین رضا بریلوی کے بیٹے تھے۔ آپ اس عظیم نسبت کے ساتھ بذات خود بھی علمی مرد تھے۔ اہل علم میں ان کی شخصیت کو بڑی وقت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ شہری سطح پر بھی ہر عام و خاص ان کے علم تقویٰ اور کردار اخلاق کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ یہ مقامی قبولیت پروپیگنڈہ کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ ان کے علم و کردار کے ہاتھوں کی کمائی تھی جو ناقابل شکست، اور دیرپا ہوتی ہے۔ حضرت صدر العلما کے وصال پر ملال کی خبر بجلی کی طرح ملک اور بیرون ملک پھیل گئی۔ ملک کے گوشے گوشے سے اہل عقیدت کے قافلے بریلی کی جانب رخت سفر باندھنے لگے اور لاکھوں لاکھ کا مجمع ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔

جامعہ اشرفیہ میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا مختلف شعبوں میں ایصال ثواب کی نشستیں ہوئیں تنظیم ابنائے اشرفیہ کے مرکزی دفتر سے ملک کے اہم اخبارات کو تعزیتی خبریں بھیجی گئیں اور بریلی شریف جانے کے لئے تیاریاں ہونے لگیں اور ایک قافلہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سربراہ اعلیٰ عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ کی قیادت میں روانہ ہو گیا۔ اس میں حضرت مولانا زاہد علی سلامی، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مولانا ساجد علی مصباحی، حضرت مولانا عرفان احمد مصباحی اور یہ راقم السطور مبارک حسین مصباحی شریک سفر تھے۔ یہ تمام حضرات اساتذۂ اشرفیہ ہیں بروقت ریزرویشن نہ ہونے کی وجہ سے بائی روڈ سفر ہوا، قریب ۱۲ ربجے شب مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ پہنچے، حضرت قاری محمد احمد بقائی اور حضرت قاری ذاکر علی صاحبان سے پہلے ہی گفتگو ہو چکی تھی قیام وطعام کا معقول انتظام تھا۔ نماز عشا کی ادائیگی کے بعد آرام کی نیند سو گئے۔ نماز فجر کے بعد ایک قافلہ حضرت قاری ذاکر علی صاحب کی قیادت میں لکھنؤ سے تیار ہو گیا اور پھر ایک ساتھ دو گاڑیاں بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گئیں، قریب ایک بجے ہم لوگ بریلی شریف میں داخل ہوئے۔ ارادہ تھا کہ الحاج ابرار احمد ایڈوکیٹ کے یہاں فریش ہو کر ہم لوگ بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری دیں گے، مگر وہاں تک گاڑیوں کا پہنچنا ممکن نہ تھا۔ وقت کم تھا، اس لیے ہم لوگ سیدھے محلہ سوداگران رضا مسجد پہنچے، نماز ظہر ادا کی اور پھر بڑے ولولہ و شوق کے ساتھ اقلیم عشق کے تاجدار اعلیٰ حضرت اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور پھر ہم لوگ اسلامیہ انٹر کالج کی طرف روانہ ہو گئے جہاں نماز جنازہ ہونی تھی۔ سخت گرمی تھی پورا میدان شیدائیوں سے بھرا ہوا تھا، راہ عام پر بھی کاندھے سے کاندھا چل رہا تھا۔ ہم لوگ ابھی روڈ پر ہی تھے کہ جنازہ کی گاڑی حضور مفتی اعظم گیٹ سے اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں داخل ہوئی۔ ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ گاڑی اپنے طے شدہ مقام پر بھی نہیں پہنچ سکی چلچلاتی دھوپ میں مجمع پہلے ہی سے سراپا شوق تھا۔ لاؤڈ اسپیکر نہ ہونے کی وجہ سے مجمع کی عجیب و غریب حالت تھی۔ یہ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ نماز جنازہ کب اور کہاں ہوگی۔ طے شدہ مقام پر منتظمین اور اہل

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاندان اس انتظار میں تھے کہ جنازہ یہاں آئے گا۔ ادھر مجمع سے مسلسل تقاضے بڑھ رہے تھے کہ نماز جنازہ جلد ہو۔ شدت انتظار کی اس کشمکش میں ہمارے کانوں میں تکبیر کی صدا گونجی اور ہم لوگ صف بستہ ہو گئے نماز جنازہ تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ سے فراغت کے بعد دعاے مغفرت ہوئی اور مجمع کا جم غفیر مفتی اعظم گیٹ کی جانب ٹوٹ پڑا۔ گرمی سے بری حالت تھی۔ خدا خدا کر کے ہم لوگ گاڑیوں تک پہنچے اور پھر کہیں جانے کے بجاے ہم لوگ مبارک پور کے لیے واپس ہو گئے۔

حضرت صدر العلما کی زیارت بریلی شریف میں کئی بار ہوئی مگر عرس کی بھیڑ میں کبھی باضابطہ ملاقات نہیں ہوئی۔ دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اطمنان سے ملاقات ہوئی۔ جس کمرے میں ان کا قیام تھا۔ اسی میں میرا بھی قیام تھا مولانا عرفان سنبھلی جوان کے شریک سفر تھے مجھے لے کر روبرو حاضر ہوئے۔ مولانا نے جب میرا تعارف کرایا تو لبوں پر تبسم بکھر گیا، دیر تک میری تحریروں کی تعریف کرتے رہے۔ یہ ان کی بزرگانہ شفقت اور خورد نوازی تھی ورنہ "من آنم که من دانم" اب یہ باتیں عنقا ہوتی جارہی ہیں، چھوٹوں پر شفقت کرنا یا ان کے کسی کام کی تحسین کرنا، اپنے منصب کی توہین تصور کرتے ہیں۔ ان سے ملاقات کے بعد دل ودماغ نے گہرا اثر قبول کیا۔ ان کے اخلاق وتقوی اور کردار وعمل کے بارے میں جو کچھ سن رکھا تھا اس سے سوا پایا۔ عالمانہ رکھ رکھاؤ، متوسط مائل بہ دراز قامت دبلا پتلا منحنی جسم، کشادہ اور پرنور پیشانی بڑی بڑی آنکھیں جن میں شب بیداری کا نورانی خمار، خوب صورت جسم پر سفید لباس، سر پر عمامہ، لگتا تھا کوئی مرد علم اور تقوی شعار رجل عظیم ہے۔ وہ عظیم خاندان کے چشم وچراغ تھے، علم وفضل میں یکتائے روزگار تھے، زہد وورع میں بھی حضور مفتی اعظم کے عکس جمیل تھے، صاحب علم وفضل تھے مگر ان کے فکر وعمل کے کسی زاویے سے بھی اظہار علم وفضل نہیں ہوتا تھا۔ کم گو، منکسر المزاج، وسیع النظر تھے بے جا تکلفات سے بالاتر انتہائی سادہ لوح تھے، ان سے ملاقات کے بعد ہمیں یہ احساس ہی نہیں ہوا کہ ہم کسی عظیم شخصیت کے روبہ رو محو گفتگو ہیں۔ یہ ایک تاریخی سچائی ہے کہ اگر کسی شخصیت کے حقیقی کردار کے بارے میں پتہ لگانا ہو تو اس کے قرب وجوار سے پتہ لگایا جائے۔ بریلی شریف میرا آنا جانا بہت ہے عام طور پر علما اور پیران طریقت پر تنقیدوں کے تیر ونشتر بھی خوب برسائے جاتے ہیں مگر اہل بریلی کو میں نے ان کی شان میں کچھ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ علما ہوں یا عوام ہر ایک ان سے متاثر اور ان کی مدح میں رطب اللسان نظر آیا۔ بڑے سے بڑا نقاد بھی ان فکر وشخصیت کے حوالے سے سراپا امتنان وتشکر نظر آیا۔ یہ ہمہ گیر مقبولیت، ان کے بلند کردار وعمل کی علامت شناخت تھی۔ ان کی عظیم شخصیت کے پیچھے پدرم سلطان بود ہی کا نعرہ نہیں تھا بلکہ ان کی شناخت میں ان کی جدوجہد، دعوت وتبلیغ اور اتباع رسول ﷺ کا بہت بڑا دخل تھا۔

آپ معمولات کے بے انتہا پابند تھے۔ سنتوں کا اہتمام اور عشق رسول کا جذبۂ شوق آپ کو وراثت میں ملا تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند کے زیر سایہ آپ نے فتویٰ نویسی کا کام بھی انجام دیا، مگر افسوس وہ علمی اور فقہی ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا۔ شہرت پسندی اور جاہ طلبی سے آپ زندگی بھر کنارہ کش رہے۔ ملکی سیاست سے بھی عملاً آپ کا کبھی کوئی تعلق نہ رہا۔ کم گو اور تخلیہ پسند تھے۔ نماز با جماعت کے سخت پابند تھے بلکہ زندگی کے ہر معاملے میں شریعت مصطفیٰ کی عملی تصویر تھے۔

اپنی علمی مصروفیت اور خدمت خلق کی وجہ سے آپ سفر کرنے سے ہمیشہ گریز کرتے رہے گزشتہ چند سالوں سے جب آپکا حلقۂ ارادت بڑھا تو سفر کرنا شروع کر دیا تھا۔ مدارس کے جلسوں اور ختم بخاری شریف کے پروگراموں میں بھی آپ نے آنا جانا شروع کر دیا تھا۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ شیدائیوں کے اصرار پر ملک سے باہر کے بھی دورے کئے۔ بیرون

www.muftiakhtarrazakhan.com

ممالک میں ماریشش، مورابی، زمبابوے، پاکستان وغیرہ کا دورہ فرمایا۔

علمائے بریلی نے بتایا کہ مقامی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ ان کا درس حدیث ہے۔ اہل محلہ کے اصرار پر آپ نے عام لوگوں کی صلاح وفلاح کے لئے اپنے مکان میں درس دینا شروع کیا۔ لوگوں کی بھیڑ بڑھی تو قریب کی (نورانی مسجد) میں یہ سلسلہ شروع کیا۔ جب یہاں بھی بھیڑ بڑھنے لگی تو وسیع مسجد (مسجد چھ مینار) میں درس حدیث میں منتقل کر دیا اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔ یہ سلسلہ نومبر ۱۹۸۲ء میں شروع کیا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں درس قرآن بھی شامل کر لیا تھا۔ ہر جمعہ کو فجر کی نماز کے ایک گھنٹے بعد درس شروع ہوتا، پہلے ایک رکوع کا ترجمہ وتفسیر بیان فرماتے پھر آدھا گھنٹا مشکوٰۃ شریف کا درس دیتے اس کے بعد ۱۵ رمنٹ وقفہ سوالات ہوتا، لوگ اپنے اشکالات پیش کرتے آپ ان کا شرعی حل پیش کرتے۔ لوگوں پر اس درس کا گہرا اثر تھا۔

اس عہد قحط الرجال میں آپ کی شخصیت مینارۂ نور اور لعل شب افروز تھی۔ علمی حیثیت سے خانوادۂ رضویہ میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کو جنت الفردس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر وشکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما گلشن علم ومعرفت

مولانا عبدالودود خاں نوری

صدر العلما حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ کے اچانک حادثاتی انتقال پر ملال کی خبر سے دار العلوم کے اساتذہ اور اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے ہر علمی طبقہ میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی۔ یہ سانحہ نہ صرف جامعۃ الرضا اور بریلی شریف کیلئے بلکہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی ایک اہم کڑی ہونے کیوجہ سے پوری دنیائے سنیت کیلئے ایک عظیم خسارہ ہے۔ جماعت اہلسنت ایک عظیم محدث اور مبلغ سے محروم ہوگئی۔ حضور صدر العلما بلاشبہ عالم اسلام کی ایک عظیم شخصیت تھے، متعدد خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے علم کی وسعت اور عمل کی پاکیزگی کو دیکھ کر لوگ انہیں مظہر مفتی اعظم کہتے تھے، اسلامی اقدار اور تہذیب کے سچے پاسبان تھے، انہوں نے اپنے اسلاف کی روش پر عمل کرتے ہوئے اشاعت اسلام اور فروغ سنیت کیلئے پوری زندگی صرف کر دی۔ جدھر نکلے لوگوں کے ایمان وعقیدے مستحکم کئے، جدھر چمکے بدمذہبیت وبدعقیدگی کی ظلمتوں میں رشد وہدایت کے آفتاب بن کر طلوع ہوئے، جس خطے میں تشریف لیجاتے وہاں عجیب روحانیت ونورانیت کا سماں بندھ جاتا۔ چشمۂ ولایت سے تشنگان معرفت وہدایت اپنی اپنی پیاس بجھانے لگتے۔ سنیوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ شریعت وطریقت کا یہ بحر ذخار جب جب رواں دواں ہوا تو نہ جانے کتنے گلشن علم ومعرفت سرسبز وشاداب ہوئے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی کو اُسوۂ نبی ﷺ میں ڈھال کر درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کو عوام الناس تک پہنچانے میں گذار دی۔ خدا ہم سب کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے عالم سنیت کو زندہ وتابندہ رکھے اور ان کا فیض ہم گنہگاروں پر تاحشر برقرار رکھے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عبدالودود خاں نوری

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما ایک گوشہ گیر درویش

مولانا محمد میکائیل ضیائی

حضور اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ علم وفضل میں یگانۂ روزگار تھے۔ علمی وادبی دنیا آپ کی شان امتیاز کی معترف ومداح ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے مظاہرے کے لئے آپ کو اس دنیا میں وقت زیادہ نہیں ملا اور اعلیٰ حضرت سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ آپ کے وصال سے اعلیٰ حضرت کس قدر غمزدہ اور متفکر ہوئے تھے اس کا اندازہ آپ کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے جو اپنے بھائی کے وصال کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

آنکھیں رورو کے سُجانے والے ۔۔۔ جانے والے نہیں آنے والے

کیوں رضاؔ آج گلی سونی ہے ۔۔۔ اٹھ مرے دھوم مچانے والے

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے فرزند دلبند حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے زمانے کے مشہور عالم دین تھے۔ آپ کے تین صاحبزادوں میں فرزند اوسط حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ استاذ زمن، آپ کی اولاد اور اولاد کی اولادوں میں بھی سب ایک سے بڑھکر ایک صاحب علم وفضل ہوئے مگر یہ حضرات اپنی خاموش مزاجی، گوشہ گیری اور شب وروز تدریس وتعلیم کے کاموں میں منہمک رہنے کی وجہ سے شہرت وناموری کی ان منازل تک نہیں پہنچ سکے جہاں انہیں ہونا چاہئے تھا، چونکہ وہ حضرات اس کے کبھی متمنی اور خواہش مند بھی نہیں رہے بلکہ اس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان حضرات سے زیادہ تر وہی لوگ واقف ہیں جو دینی درسگاہوں اور علمائے دین سے منسلک ہیں بالخصوص وہ حضرات جو ان کے تلامذہ مریدین ومتوسلین ہیں۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب تمام خوبیوں کے باوجود نہایت خاموش طبع، علیحدگی پسند، مجسمۂ عجز وانکسار اور خلیق وبامروت شخصیت کے مالک تھے۔ اور شہرت وناموری کی ہماہمی اور ہنگامہ خیزی سے دور ونفور گوشۂ تنہائی میں ہی اپنی عافیت سمجھتے تھے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دینی وعلمی خدمات سے بے پرواتھے یا انہیں ان کاموں سے دلچسپی نہیں تھی بلکہ اپنی جگہ بیٹھ کر مختلف اداروں اور تنظیموں کی سربراہی اور سرپرستی بھی فرماتے تھے اور درس وتدریس کا سلسلہ تو ہمیشہ ہی جاری رکھا۔ وقتاً فوقتاً شدید دینی ضرورت کے پیش نظر لوگوں کے اصرار پر ملک وبیرون ملک کے اسفار بھی فرمایا کرتے تھے۔ گزشتہ سال (۱۴۲۷ھ) میں بارہویں ربیع الاول شریف کو منعقدہ اجلاس یوم میلاد النبی میں شرکت کی غرض سے راقم الحروف ماریشش گیا تھا۔ اسی تاریخ اور وقت میں ماریشش کی راجدھانی پورٹ لوئس میں حضرت علامہ ابراہیم خوشتر رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ سنی رضوی سوسائٹی کے زیر اہتمام بھی ایک اجلاس تھا (یہ دونوں اجلاس ہر سال مذکورہ تاریخ میں منعقد ہوتے ہیں) وہاں پہونچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب بھی پورٹ لوئس کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اور وہاں کے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ حضرت اکثر وبیشتر یہاں تشریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

لاتے ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے دامن قادریت و رضویت سے وابستہ بھی ہیں۔ میں اپنی حرماں نصیبی سے قانونی پابندیوں اور حفاظتی حد بندیوں کے سبب وہاں بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل کرنے سے محروم رہا۔ مگر مشک جہاں جاتا ہے اپنی خوشبو چھوڑ جاتا ہے۔ حضرت کے اوصاف و عادات، فضائل و کمالات اور علمی و عملی خصوصیات کا نمایاں عکس وہاں جگہ جگہ دیکھنے کو ملا۔ صاحبان دین و دانش کی نگاہوں میں آپ کی اہمیت و عظمت کا سکہ رواں تھا۔ آپ کے اخلاق و کردار اور عجز و انکسار سے لوگ بہت جلد متاثر ہو کر آپ سے قریب تر ہو جاتے اور آپ کی بافیض صحبت سے دینی و دنیاوی زندگی کی صلاح و فلاح کی منزلوں کی طرف رواں دواں ہو جاتے۔

۱۹۹۷ء میں (جس سال منیٰ میں زبردست آگ لگنے کی وجہ سے جانی و مالی بڑے نقصانات ہوئے تھے) کانپور سے یہاں کے مفتی اعظم و قاضی شہر حضرت علامہ الحاج قاری محمد عبدالسمیع صاحب، اور شہر کی سب سے بڑی سنی جامع مسجد شفیع آباد کے خطیب و امام حضرت علامہ الحاج قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی و دیگر احباب اہل سنت حج و زیارت کے لئے حرمین طیبین تشریف لے گئے تھے۔ اس سال حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مبارک سفر پر تھے۔ ان حضرات سے حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب کی بہت قریبی اور طویل ملاقاتیں رہیں۔ حضرت علامہ الحاج قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی جو میرے بہت ہی قریبی دوست اور کرم فرما ہیں اور اکثر و بیشتر ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں حج و زیارت کے سفر سے واپسی کے بعد اپنی نشستوں میں حضرت کا تذکرہ بڑی عقیدت و محبت سے فرماتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت بہت ہی خورد نواز، شفیق، خلیق، ملنسار اور پیکر عجز و انکسار تھے۔ اتنی عظیم خانقاہ اور رفیع الشان خانوادہ کا فرد ہونے کا ان کے کسی قول یا فعل سے اظہار نہیں ہوتا تھا۔ کسی طرح کی تعلی، تفوق یا برتری کے جذبات سے مغلوب نہیں تھے۔ مولانا حبیبی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت سے جب کوئی شخص کوئی فقہی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ اس کا جواب عنایت فرما کر مجھ جیسے حقیر و لاشئی سے فرماتے مولانا! میں نے مسئلہ صحیح بتایا؟ میں احساس ندامت سے سر جھکا کر عرض کرتا حضور! میں کیا اور میری بساط کیا، آپ صاحب علم و فضل ہیں جس یقین و اعتماد کے ساتھ آپ مسئلہ بیاں فرمائیں گے وہ آپ ہی کا حق و حصہ ہے ہم لوگ تو آپ ہی حضرات کے خوشہ چیں اور کفش بردار ہیں۔ اللہ اکبر یہ عاجزی و انکساری اہل علم میں آج بہت ہی کمیاب بلکہ نایاب ہے۔

بلاشبہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب ہر اعتبار سے لائق عظمت و عقیدت اور قابل اتباع و تقلید شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے قوم و ملت اور اہلسنت و جماعت کا ایسا نقصان، ہوا ہے جس کی تلافی مستقبل قریب میں مشکل ہی نہیں محال نظر آتی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ جماعت اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ اجمعین۔

محمد میکائل ضیائی صدر نعت اکیڈمی و استاذ الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما علم وفضل کے آفتاب

مولانا غلام یٰسین رضوی

خاندان اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ، گل گلزار رضویت، گلستان رضا کی بہار، حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ کی شخصیت عبقری تھی۔ آپ نے فراغت کے بعد مختلف دینی درسگاہوں میں قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر اور دیگر علوم متداولہ کی تعلیم وتدریس کو تاعمر خلوص، للّٰہیت کے ساتھ انجام دیا۔ یہی وجہ ہیکہ دور حاضر کے بہت سے اکابر علما کی تعلیم تربیت میں حضرت موصوف کا نمایاں حصہ تھے

غرض آپ سے بہت سے علما شرف تلمذ رکھتے ہیں جن کے علم وفضل، تقویٰ طہارت کی دھوم آج ہر چہار دانگ عالم میں مچی ہوئی ہے۔

حضرت کی ذات بابرکات علم وعمل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت، فضل وکمال، خوف وخشیت، امید ورجاء، اخلاص وللّٰہیت عجز وانکساری کا بہترین نمونہ تھی۔ مگر آپ کی باوقار شخصیت کا سب سے زیادہ نمایاں پہلو انداز تفہیم وتدریس تھا۔

چنانچہ آپ بہت ہی مدھم وشگفتہ لب ولہجہ میں زیر تدریس مضامین کی تفہیم وتشریح فرما کر غیر ضروری تطویل سے اجتناب وپرہیز فرماتے تاکہ طلبہ کے اذہان وقلوب سے نفس مضمون ہی گم نہ ہو جائے۔

صدر صاحب قبلہ جہاں ہم شبیہ مفتی اعظم ہند تھے وہیں انتہائی شفیق، ومہربان اور خلیق بھی۔ طلبا پر اپنی خفگی اور ناراضگی کا اظہار بڑے مشفقانہ تبسم کے ساتھ فرماتے۔

آپ کے تعلیم وتدریس سے شغف کا عالم یہ تھا کہ ہر موسم وحالت، صحت وعلالت میں بھی حتی المقدور بڑی دیانتداری کے ساتھ تدریسی ذمہ داریاں سنبھال کر بالخصوص درس حدیث دیتے تھے۔ آپ کی کی حیات طیبہ کے ہر گوشہ سے ان کے عزم واستقلال اور جذبۂ صادقہ کی شعاعیں پھوٹتی تھیں۔ اسلامی اصول وضوابط کا تحفظ ان کی حیات طیبہ کا اولین مقصد تھا۔

حضرت کے مقام علم وفضل کو ہمہ شما تو کیا بہت سے خواص بھی نہیں پا سکتے۔

مذہب ومسلک اور علوم دینیہ کی تبلیغ واشاعت کے لئے شہر سے دیہات کا آپ نے سفر کیا اور دیہی علاقوں کو بھی اپنے مبارک قدموں کی برکت سے نواز کر علم وحکمت کی خیرات تقسیم کرتے رہے، اور یہی حضرت کے وصال باکمال اور شہادت عظمیٰ کا ذریعہ بھی بنا جو فرزندان اہل سنت کے لئے قیامت خیز سانحہ ثابت ہوا۔

تحسین العلما کی سادگی انکساری وملنساری ہمدردی کا عالم یہ تھا کہ آپ روزانہ بلاناغہ اپنے گھر سے جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف رکشہ سے تعلیم وتدریس کے لئے تشریف لاتے اور تشنگان علم کو سیراب فرماتے۔

غرض تحسین العلما نے سادہ مگر باوقار عالمانہ زندگی بسر کی، حضرت کے جام شہادت نوش فرمانے کے سبب عالم اسلام، دنیائے سنیت میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا۔ جس کی بھرپائی فی الحال مشکل نظر آتی ہے، آپ کے انتقال پر ملال سے اہل سنت وجماعت اپنے ایک سچے اچھے وارث نبی سے محروم ہو گئے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حاضرین کے بقول تحسین العلما کے جنازے میں مسلمانان اہل سنت کا ایسا اژدہام تھا جو برسوں بعد شہر بریلی میں دیکھا گیا،
اللہ پاک اپنے پیارے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے ہمارے ان اکابر علماء اہل سنت کی عمروں کو صحت وعافیت کے ساتھ دراز فرمائے جو اس جہان رنگ وبو میں بقید حیات ہیں۔اور ہمارے ان علماء سلف بالخصوص تحسین العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان پر، غفران ورضوان کے پھول برسائے جو اس دار فناء سے دار بقاء کو رحلت فرما چکے ہیں۔آمین یارب العالمین جل جلالہ بحرمت رحمۃ للعلمین طہ، ویس ﷺ والہ واصحابہ

راقم الحروف:۔ غمودہ، غلام یٰس رضوی دنکوی، بتاریخ ۶ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰ راگست ۲۰۰۷ء بروز پیر۔

صدر العلما کا رخ زیبا۔ دلیل ولایت

مبین الھدیٰ نوری

وہ بیشک یقیناً خدا کا ولی ہے — جسے دیکھنے سے خدا یاد آئے

بریلی شریف بارہا میری حاضری ہوئی، جب کبھی اپنی سسرال، (قبلہ محترم حضرت علامہ شاہ غلام آسی پیا علیہ الرحمہ کے دولت کدہ) ملک، بھینسوڑی شریف ضلع رامپور حاضر ہوتا وہ یہ اعلیٰ حضرت پر حاضری کی کوشش کرتا۔

اس بار جولائی ۲۰۰۷ء کی ابتدائی تاریخوں میں بریلی شریف جانے کا کچھ عجیب حال رہا ایک طرف علامہ ازہری صاحب قبلہ کے جامعۃ الرضا کو اور حضرت منانی میاں کے جامعہ نوریہ رضویہ کو دیکھنے کا شوق تھا تو دوسری طرف صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی زیارت کی تڑپ تھی اور ایک بار میں ان سے ملاقات، نہ ہوئی تو دوبارہ حاضر ہوکر زیارت سے شادکام ہوا۔

یقیناً یہ میری ایسی خوش نصیبی ہے کہ اس پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے کہ قدرتی طور پر اس بار حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا لیکن آہ! ہمیں معلوم نہ تھا کہ یہ پہلی ملاقات ہے جو آخری ملاقات ثابت ہوگی۔

حضرت کے چہرے پر نظر پڑی تو میرے دل نے کہا کہ یہ تو وہی مبارک چہرہ ہے، جس کے بارے میں حدیث پاک میں کہا گیا ہے کہ، خدا کا ولی وہ ہے جسے دیکھنے سے خدا یاد آئے،، اور معاً اس حدیث کی ترجمانی میں یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا۔

وہ بیشک یقیناً خدا کا ولی ہے — جسے دیکھنے سے خدا یاد آئے

اس شعر کا برجستہ میرے ذہن وفکر میں آجانا اسے بھی میں حضرت کی کرامت تصور کرتا ہوں:

طالب فیض:۔ مبین الھدیٰ نوری۔ بانی وسربراہ مدرسہ گلشن حسین جواہر نگر۔ جمشید پور

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما احادیث کے آئینے میں

مفتی ابو حمزہ محمد شعیب رضا

صدر العلما، استاذ الاساتذہ، قاسم العلوم، مہر شریعت، بدر طریقت، نبیرۂ استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم، علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی خلیفۂ مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ وبرّد مضجعہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

حسن کامل بے نیاز از منت مشاطگاں　　　　کاملاں را احتیاج جبہ و دستار نیست

بلکہ اپنا تعارف کرانے کے لئے ہم ان کی شخصیت کی طرف محتاج ہیں۔ صدر العلما اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت شہید عشق ومحبت الشاہ امام احمد رضا بریلوی کے خانوادہ کے ایک روشن چراغ اور علم کے بلند مینار تھے۔

صدر العلما کا خاندانی پس منظر جاننے کے لئے آپ حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ مولانا ظفر الدین البہاری علیہ رحمۃ الباری کا مطالعہ کریں تو آپ کو مظہر مفتی اعظم، محدث بریلوی اور ان کے آباء واجداد کی مکمل سوانحی تفصیل مل جائے گی، صدر صاحب پانچ بھائی اور تین بہنیں تھے، سب سے بڑی بہن ابھی باحیات ہیں جو اعلیٰ حضرت کی نواسی ہیں، بڑے بھائی امین شریعت فروغ اہل سنت کے لئے مدھ پردیش میں قیام فرما ہیں، پھر آپ (صدر صاحب) ہیں۔ آپ کے بعد ایک بھائی جمشید رضا دو سال کی عمر میں انتقال کر گئے، ان کے بعد حضرت مولانا حبیب رضا خاں صاحب بقید حیات ہیں اور تبلیغ سنیت میں مصروف ہیں، پھر ان کے بعد ایک بھائی نبی رضا ڈیڑھ سال کی عمر میں اور ایک بہن نسیم فاطمہ ڈھائی سال کی عمر میں مالک حقیقی سے جا ملے اور سب سے چھوٹی ہمشیرہ مخدومہ امی جان (زوجۂ تاج الشریعہ)

صدر العلما اور منصب امامت

امامت بڑا اہم منصب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے سرکار ﷺ فرماتے ہیں کہ: امام ضامن ہے اور موذن امانتدار۔ اس منصب کے لائق کتنے ائمہ مساجد ہیں۔ مجھے اس سلسلہ میں کہنے کی چنداں ضرورت نہیں اہل علم حضرات خوب اچھی طرح جانتے ہیں مگر کچھ اوصاف امامت سے متعلق ایسے ہیں جو خال خال ہی اس دور میں کسی میں پائے جاتے ہیں مگر صدر العلما کی شخصیت امامت کے شرائط اور اوصاف کی جامع تھی۔ آپ اہل محلّہ کے پسندیدہ امام تھے۔ ایسے امام کے لئے سرکار ابد قرار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"عن عبد الله بن عمر، ان رسول الله ﷺ قال: ثلاثة على كثبان المسك. اراه قال. يوم القيامة عبد ادى حق الله و حق مواليه ورجل ام قوما وهم به راضون" حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے سرکار کا ارشاد عالی ہے کہ: تین لوگوں کو میں قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر دیکھ رہا ہوں۔ وہ جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے غلاموں کا حق ادا کیا اور وہ جس نے قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے راضی رہی۔

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة لايهو لهم الفزع الاكبر و لاينا لهم الحساب وهم على كثيب من مسك حتى يفرغ من حساب الخلائق رجل قرأ القرآن ابتغاء وجه الله وام به قوما وهم به راضون" تین

www.muftiakhtarrazakhan.com

قسم کے لوگ ہیں جن کو روز قیامت نہ تو گھبراہٹ ہوگی، نہ ان کا حساب ہوگا اور وہ مشک کے ٹیلہ پر ہوں گے۔ یہاں تک کہ ''اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس نے حصول رضائے الٰہی کے لئے قرآن پڑھا اور پھر اسی سے اس نے قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے خوش رہی۔

صدر صاحب کی امامت کا حال بھی یہی تھا کہ انہوں نے کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی کی نورانی مسجد میں آخری وقت تک امامت فرمائی اور سب لوگ ان سے خوش تھے۔

صدر صاحب مومن کامل تھے

صدر صاحب قبلہ فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کو ان کے اوقات پر ادا کرنے کے عادی تھے۔ آپ ہر نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جایا کرتے تھے اور ہونا بھی یہی چاہئے ایسے شخص کے لئے انعام خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ایمان کامل اور بزرگی عطا فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''عن ابی سعید الخدری قال. قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا رائیتم الرجل یعتاد المسجد فاشھدوا له بالایمان''. جب تم کسی کو مسجد جانے کا عادی پاؤ تو اسکے ایمان کے گواہ ہو جاؤ۔

ارشاد نبوی ہے: '' ان بیوت اللہ فی الارض المساجد وان حقا علی اللہ تعالیٰ ان یکرم من زار فیه '' زمین میں مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ اس کو بزرگی عطا فرمائے جو اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے مسجد میں آئے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت احادیث ہیں مگر ان دونوں سے پتہ چلا کہ صدر صاحب قبلہ مومن کامل اور بزرگ تھے۔

صدر صاحب اور خوش مزاجی

صدر صاحب قبلہ بہت با اخلاق اور خوش مزاج تھے اور ان کے لبوں پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی تھی، ان کو دیکھ کر طبیعت میں نشاط پیدا ہو جاتا تھا۔ صدر صاحب کی یہ عادت کریمہ بھی حدیث رسول کی آئینہ دار اور تفسیر تھی۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

''عن عبداللہ ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور فی قلب المسلم'' یعنی فرائض کی ادائیگی کے بعد قلب مسلم کو خوش کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل ہے۔

''عن ابی ذر الغفاری تبسمك فی وجه اخیك صدقة'' اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے۔

''عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ان من موجبات المغفرة ادخال السرور علی اخیك المسلم'' مسلمان بھائی کو خوش کرنا مغفرت کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے ہے۔

صدر صاحب اور مشائخ اہل سنت کی صحبت

صدر صاحب قبلہ نے جن مشائخ ذوی الاحترام کی صحبت اٹھائی ہے اگر سبھوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے، تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا بس چند حضرات کے اسمائے گرامی پر اکتفا کرتا ہوں جو علم و عمل میں کوہ ہمالہ تھے۔ آپ کے استاذ محترم محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ، شمس العلماء قاضی شمس الدین صاحب جونپوری، علامہ غلام یٰسین صاحب، اور بطور خاص آپ کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

والد گرامی علامہ حسنین رضا صاحب مگر جس شخصیت نے آپ کو علم وعمل سے آراستہ کیا صیقل کیا، اور کندن بنایا وہ ہیں اپنے وقت کے قطب شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند۔

علم وفضل، زہد وتقویٰ میں مفتی اعظم کا ثانی ان کے دور میں بھی کوئی نظر نہیں آتا تھا آپکے جانشین تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں فرماتے ہیں۔

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

اس با فیض تقویٰ شعار شخصیت کی صحبت میں صدر صاحب رہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے: حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: نیک ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہا ہے، مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے ہی دے دے گا یا تو اس سے مول لے گا اور کچھ نہ سہی خوشبو تو آئے گی، اور وہ دوسرا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بد بو پائے گا۔

ایک اور دوسری حدیث ہے: "قال علیه السلام علیکم بمجالسة العلماء واستماع الحکماء فان اللّٰه تعالیٰ یحیی القلب بنور الحکمة کما یحیی الارض المیتة بماء المطر"۔ علماء کی مجلس میں رہا کرو، حکماء کی باتیں سنا کرو بیشک اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے دل کو اس طرح حیات عطا فرماتا ہے جس طرح زمین بارش کے پانی سے زندگی پاتی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ صدر صاحب نے سرکار مفتی اعظم کی صحبت کو لازم کر لیا تھا، تو صدر صاحب کے قلب نے سرکار مفتی اعظم ہند کے نور حکمت سے وہ حیات پائی کہ خود مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا: ''تحسین میاں گل سر سبد ہیں''۔ خلافت نامہ میں حضرت مفتی اعظم نے قرۃ عینی ودرۃ زینی لکھ کر ان کے قلب کی نورانیت اور حکمت ودانائی پر مہر ثبت فرمادی، یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ مفتی اعظم ہند نے صدر صاحب کو ۲۵ صفر بروز عرس اعلیٰ حضرت کے قل کے بعد مجمع کو روک کر علماء و مشائخ کی موجودگی میں خلافت عطا فرمائی اور جبہ ودستار سے نوازا اور یہ اشارہ فرمادیا کہ۔

''تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے''

اور پھر علماء ومشائخ نے ان کو مظہر مفتی اعظم ہند کے نام سے بھی جانا۔ یہ نوازشات تھیں سرکار مفتی اعظم ہند کی۔!

صدر صاحب اور تدریسی خدمات

صدر صاحب قبلہ کی تدریسی خدمات کے تعلق سے ذرا تفصیل سے وہی لکھ سکتے ہیں جن کو باضابطہ ان کی خدمت میں رہ کر پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ آپ نے ۵۵ر سال تک تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ صدر صاحب نے تمام علوم وفنون مروجہ کو بخوبی پڑھایا۔ مولانا محمد حنیف خان صاحب صدر المدرسین الجامعۃ النوریہ بریلی شریف۔ نے اپنی تقریر کے دوران صدر صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا: کہ صدر صاحب نے تین سال معقولات کی کتابیں مدرسہ مظہر اسلام میں پڑھائیں اس کے کئی سال کے بعد مجھے (مولانا حنیف صاحب) اور دیگر ساتھیوں کو خود کہہ کر شمس بازغہ جیسی ادق کتاب پڑھائی۔ پڑھانے کا یہ انداز تھا کہ جیسے کوئی میزان الصرف پڑھا رہا ہو۔ اسی سلسلہ میں اپنے وقت کے عالم باعمل قاضی القضاۃ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، شہزادہ مفسر اعظم

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ: میں نے مولانا عبد الحق خیر آبادی (ابن علامہ فضل حق خیر آبادی مجاہد آزادی) کی فن منطق میں شرح مرقاۃ کے ابتدائی صفحات سمجھے ہیں۔ ان کا علم مستحضر تھا، ان کو تفہیم میں مطالعہ کی ضرورت نہ ہوتی میرے دانست میں انہوں نے ترکہ کبھی نکالا نہیں مگر ترکہ کے مسائل بھی مستحضر تھے۔ ترکہ کی ایک نادر صورت تھی۔ صدر صاحب نے "سراجی" سے نکال کر دکھائی اور جب میں "دفاع کنز الایمان" تصنیف کر رہا تھا تو صدر صاحب نے "تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر مصنفہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ" نکال کر دی جس سے مجھے بہت مدد ملی۔ وہ میرے مضمون کو بغور ذوق وشوق سے سنتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

۱۹۹۱ء یا ۱۹۹۲ء کی بات ہے مولانا محمد ہاشم نعیمی تلمیذ صدر العلما مدرس معقولات جامعہ نعیمیہ نے دوران درس بتایا کہ حاجی صاحب یعنی علامہ مبین الدین صاحب قبلہ اور صدر العلما علامہ تحسین رضا میرے استاذ کا علم اتنا مستحضر تھا کہ جب بھی کسی نے ان حضرات سے کچھ استفسار کیا تو فوراً تسلی بخش جواب مع حوالہ جات عطا فرمایا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید سائل سوال پہلے دیکر چلا گیا ہے اور اب یہ حضرات مکمل تیاری کے ساتھ جواب دے رہے ہیں۔ استحضار علم کے تعلق سے یہ واقعہ بھی ذکر کرنا مناسب ہوگا، شیخ عبد القادر الفا کہانی مدیر مجلہ منار الہدیٰ لبنان نے مجھ سے معلوم کیا کہ اہل سنت میں محدث کون کون حضرات ہیں؟ میں نے چند اسماء مع عنوانات ان سے ذکر کردیئے ان میں سے ایک نام نامی حضرت صدر صاحب اور دوسرا علامہ ازہری میاں صاحب کا بھی تھا۔ حضرت صدر صاحب کا پتہ بھی لکھوا دیا تھا، وہ اپنے شیڈیول کے مطابق دیگر علماء سے ملاقات کرتے ہوئے، بریلی شریف پہنچے تو انہوں نے صدر صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، تو صدر صاحب کے بارے میں ان کا تاثر تھا کہ واقعی وہ محدث ہیں۔ اس سفر میں علامہ ازہری میاں صاحب سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

صدر صاحب محدث بریلوی کے نام سے بھی جانے جاتے تھے کیوں کہ انہوں نے زندگی میں علم حدیث کا درس زیادہ دیا جبکہ دیگر علوم وفنون میں بھی ان کو ملکہ حاصل تھا جیسا کہ میں نے ابھی ابھی ذکر کیا۔ مگر انہوں نے تدریس اور بالخصوص حدیث ہی کی تدریس کو مشغلہ کیوں بنایا؟ اس تعلق سے میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ چونکہ وہ محدث تھے اور ان کے پیش نظر احادیث نبویہ کا عظیم ذخیرہ موجود تھا تو ان کے سامنے یہ حدیث بھی رہی ہوگی جس میں سرکار ابد قرار معلم کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال خصلتان لاشیء افضل منهما الایمان بالله والنفع للمسلمین وخصلتان لاشیء اخبث منهما الشرك بالله والضر بالمسلمین۔ دوسری حدیث میں ہے۔ من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفع"۔ دو خصلت ایسی ہیں جن سے افضل و بہتر کوئی دوسری خصلت نہیں، ایک اللہ پر ایمان لانا دوسرے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا اور دو خصلتیں ایسی ہیں ان سے بری کوئی خصلت نہیں ایک اللہ کا شریک ٹھہرانا دوسرے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا۔

جس کی دسترس میں اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا ہو تو وہ ضرور اپنے بھائی کو فائدہ پہنچائے۔ ان دونوں حدیثوں کے تناظر میں صدر صاحب نے مشغلہ تدریس کو اپنایا مسلمان کو اپنے دینی بھائی کو سب سے بڑا فائدہ پہنچانا یہی ہے کہ اس کو علم نبوی سے مزین کیا جائے۔

حدیث کے درس کے سلسلہ میں وہ حدیث میرے سامنے ہے سرکار ﷺ فرماتے ہیں: "خیرکم من تعلم القرآن وعلمه،
تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسرے کو اس کا علم پڑھائے۔

اہل علم پر روشن ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر بھی ہے اور تشریح بھی، اور احکام کا مدار اولیں قرآن وحدیث ہی ہے اس لئے صدر

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب نے درس حدیث کو بطور خاص شغل بنالیا لیکن صدر صاحب کے حال سے یہ لگتا تھا کہ۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

احسان مت جتا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے بلکہ اس کو احسان جان کہ اس نے تجھے خدمت کے لئے رکھ لیا۔

اجازت و خلافت

صدر صاحب کو مفتی اعظم ہند سے خلافت و اجازت حاصل تھی، سرکار مفتی اعظم ہند نے عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر خاص قل شریف کے دن مشائخ اہل سنت کی موجودگی میں جب خلافت سے نوازا اور اپنا عمامہ و جبہ مبارک پہنایا جلسہ سے نعرہائے تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں گھر میں پہنچے تو سب نے مبارکبادیاں پیش کیں۔ دوسرے دن نبیرہ استاذ زمن مولانا محمد ادریس رضا خاں عرف لالہ میاں والد گرامی محترم الحاج سراج رضا خاں صاحب نے گلاب کے پھولوں کا گجرا پہنا کر مبارک باد دی اور مصافحہ و معانقہ کیا۔

صدر صاحب نعت گو شاعر تھے

صدر صاحب نے زبان و ادب کی بھی خدمت کی اس کو بھی رضویت کے جام سے سیراب کیا آپ نے غزل بھی کہی ہے مگر اپنے اسلاف کی راہ چلتے ہوئے نعتیہ شاعری کو ہی پسند فرمایا کیوں کہ نعت گو شاعر کی حدیث میں فضیلت آئی ہے صدر صاحب قبلہ کی نعتیہ شاعری بھی ذروۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور صدر صاحب کے اشعار امام عشق و محبت کے اشعار سے کافی ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ دو شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

امام عشق و محبت فرماتے ہیں:۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو — کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

صدر صاحب فرماتے ہیں:۔

وہ کعبہ ہے جہاں سر جھک رہے ہیں اہل عالم کے — مگر کعبہ بھی جس کے سامنے خم ہو گیا تم ہو

اور حضرت رضا لکھتے ہیں:۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے — گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ — صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

صدر صاحب عرض کرتے ہیں:۔

دل تحسین سے غم کی گھٹائیں چھٹ گئیں آقا — سنا ہے جب سے اس نے شافع روز جزا تم ہو

صدر صاحب مستجاب الدعوات تھے

میرے مرشد اجازت امین شریعت علامہ سبطین رضا صاحب قبلہ کی بڑی صاحبزادی کے عقد کے موقع پر زبردست طوفانی بارش تھی رکنے کا نام ہی نہ لیتی تھی تو صدر صاحب نے ایک تعویذ لکھ کر ٹانگ اور بارش ہی میں نماز پڑھی تو فوراً بارش رک گئی، آپ کے برادر اصغر حضرت مولانا حبیب رضا خاں فرماتے ہیں: کہ جب میں گھر میں آیا تو ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے۔ (غالباً یہ نماز قضائے حاجت ہوگی)

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں صدر صاحب کا مقام

صدر صاحب کی ہمشیرہ والدۂ مخدومہ مخدوم گرامی قدر مولانا محمد عسجد رضا بیان کرتی ہیں: کہ گھر میں کوٹھری تھی جو ٹھنڈی رہتی تھی بجھلے بھائی جان (صدر صاحب) اسی کوٹھری میں مطالعہ بھی کرتے اور آرام بھی فرماتے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پلنگ پر سرہانے اعلیٰ حضرت بیٹھے ہیں اور پائنتی کو بجھلے بھائی جان (صدر صاحب) بیٹھے ہیں اور علمی گفتگو ہو رہی ہے۔

وصال پر ملال

بروز وفات آپ نے صبح ہی سے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تیاری شروع کردی تھی، آپ نے تمام اوراد و وظائف حسب معمولات مکمل کر لئے تھے اور صبح فجر کی نماز میں سورۂ جمعہ کی آیات تلاوت کی تھیں، پھر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی اور دوران سفر تقریباً بارہ بجکر دس منٹ پر ۱۹؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ء یوم جمعہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔"انا للہ وانا الیہ راجعون"

چشم ظاہر میں گرچہ چھپ گیا یہ آفتاب
حشر تک ہوتا رہے گا ذرہ ذرہ فیضیاب

☆☆☆

فیض پائے گا زمانہ اب مزار پاک سے
نور پائیں گے ستارے اس مقدس خاک سے

مولانا ابوحمزہ شعیب رضا صاحب داماد و خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مظہر مفتی اعظم ہند کی تواضع

مولانا مفتی ارشاد القادری

استاذ الاساتذہ، صدر العلما، مظہر مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ شاہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی قدس اللہ سرہ کی ذات مقدسہ گوناگوں اوصاف کی حامل تھی۔ آپ کی پچاس سالہ تدریسی خدمات اس بات پر شاہد ہیں کہ علوم عقلیہ ونقلیہ پر آپ کو مکمل عبور تھا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دور کے سیکڑوں مسلم الثبوت اساتذہ کے آپ استاذ تھے، ساتھ ہی طریقت ومعرفت کا ایسا آفتاب تھے جس کی روحانی وعرفانی شعاعوں سے نامعلوم کتنے تاریک دل روشن ہو چکے ہیں۔

ہزار ہا شاگردوں کے استاذ، لاکھوں مریدوں کے پیر، علماؤ اصفیاء، کے مرجع، مسلمانوں کا قبلہ عقیدت، ہونے کے باوجود آپ کی تواضع وخاکساری عدیم المثال تھی، بلاشبہ یہ آپ کی ذات گرامی کا وصف خاص ہے جب کہ اس دور میں اکابرین تو اکابرین، اصاغرین تک اس صفت سے کوسوں دور ہیں، صدر العلما علیہ الرحمہ کی تواضع وخاکساری واقعات کی روشنی میں بیان کر کے تکبر ونخوت کے جمرات کو چند کنکریاں مارنا چاہتا ہوں۔

خلیفۂ مفتی اعظم ہند امیر ملت مولانا محمد مظہر حسن صاحب قادری بدایونی کے فرزند، مولوی محمد منظر حسن صاحب کہتے ہیں کہ ”والد گرامی قدر کی مرتب کردہ کتاب ”مسلک اعلیٰ حضرت پر ایک نظر“ کا مسودہ لیکر سند العلما علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب قبلہ کی خدمت میں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف حاضر تھا کہ حضرت صدر العلما کی گاڑی جامعہ کے گیٹ سے نکلتی دکھائی پڑی، میں نے علامہ صاحب قبلہ سے عرض کیا، مسودہ صدر العلما کی خدمت میں بھی دینا تھا اگر آپ ہی پہنچا دیں تو میری پریشانی کچھ کم ہو جائے گی، علامہ صاحب نے فرمایا: حضرت کی گاڑی باہر نکل چکی ہے اب میں جرأت نہیں کر سکتا، بادل نخواستہ بعد کی دقتوں کے پیش نظر میں ہمت کر کے ساتھ حضرت کی گاڑی کی طرف دوڑ پڑا، میری قسمت نے یاوری کی حضرت کی باطنی نگاہوں نے میری تگ ودو کو ملاحظہ فرمالیا، گاڑی روک دی گئی میں حضرت کے قریب ہوا اور بلا تمہید آپ کی خدمت میں مسودہ پیش کر دیا۔ حضرت نے مسودہ پر طائرانہ نظر ڈالی، ارشاد فرمایا مسودہ میرے پاس چھوڑ جائیے دو چار دن بعد لے جائیے، معا بعد کی دقتوں کا خیال کرتے ہوئے عرض کیا حضور! اپنی تصدیق کے ساتھ کل عنایت فرما دیں تو کسی جگہ قیام کر کے حاضر ہو جاؤں گا، کرم بالائے کرم ہوا، فرمایا کل آجائیے۔ میرا قیام آپ کے دولت کدہ کے قریب اپنی خالہ صاحبہ کے یہاں تھا، علی الصبح آپ کے در دولت پر حاضر ہو گیا، خندہ پیشانی کے سایہ میں آپ کی بیٹھک میں داخل ہوا فرش پر کارپیٹ بچھا تھا اور صوفے پڑے ہوئے تھے: چند اشخاص کارپیٹ پر بیٹھے تھے میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا صوفے پر بیٹھئے، میں انتہائی لجاجت سے عرض گذار ہوا نہیں حضور.......... قبل اس کے کہ میں کچھ اور کہتا آپ نے میرے کاندھے پر اپنا دست اقدس رکھکر دوبارہ ارشاد فرمایا، تو الامر فوق الادب کے تحت صوفے پر آڑا ترچھا ہو کر بیٹھ تو ضرور گیا، مگر میرا اندرونی وجود سارا کا سارا مچل مچل کر آپ کے قدموں کے بوسے لے رہا ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس موقع پر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، کہ یہ بہت معتبر و مستند شخصیت کے فرزند ہیں، مولانا مظہر حسن بدایونی، بدایوں شہر میں تن تنہا مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسدار تھے بحمد اللہ ان کے عزم واستقلال کی بدولت، اب اس شہر میں اللہ نے اعلیٰ حضرت کے ہزاروں شیدائی پیدا کر دئے ہیں۔

جب امیر ملت بدایونی دام ظلہ کو یہ بات سنائی گئی تو آپ نے فرمایا، اپنے چھوٹوں کو سراہنا میرے آقائے نعمت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مخصوص ادا تھی، صدر العلما بلاشبہ مظہر مفتی اعظم ہند ہیں تو وہ بھی انہیں خوبیوں سے آراستہ ہیں۔

میں آپ کو پھر یاد دلا دوں کہ مظہر مفتی اعظم ہند کی تواضع عدیم المثال تھی، بیشک ان سے آپ کی ملاقات دوسری ہوتی یا پہلی مگر ایسی ہوتی کہ زندگی بھر جس کی مٹھاس باقی رہتی، مولانا نسیم رضا مصباحی خطیب وامام جامع مسجد رام نگر کا بیان میری بات کی مکمل تصدیق ہے۔ کہ

''چند سال قبل صدر العلما رام نگر تشریف لائے، رضا دار العلوم میں آپ کا قیام تھا، خبر ملنے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، دست بوسی کے بعد آپ کے پاس بیٹھ گیا، آپ کے چہرۂ زیبا سے پھوٹتی ہوئی روحانی کرنوں نے اپنے اندر اس طرح قید کر رکھا تھا کہ بارہا اس خیال سے اٹھنا چاہا کہ دیگر حضرات بھی فیضیاب ہو سکیں۔ مگر اٹھ نہیں سکا۔ آپ کا حیات افزا تبسم، جانفزا تکلم، جسم وجاں میں ایمانی غذا اتار رہا تھا اسی درمیان آپ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا، جس کی مٹھاس آج تک باقی ہے۔ فرمایا، مولانا! آپ نے بھی رام نگر کے محبین کو نہیں سمجھایا، کہ اس عمر اور اس کڑکتی سردی میں پہاڑی علاقہ کا سفر تکلیف کا باعث ہوگا۔ حضرت اس فرمان سے میری عزت میں چار چاند لگا رہے تھے کیوں کہ آپ کے اس جملے کو سننے والے حاضرین یقیناً یہی تصور کرتے ہوں گے کہ آپ سے میرا انتہائی قرب اور بار بار کی ملاقات ہے مگر تعجب تو یہ ہے کہ کچھ دیر کے لئے میں خود بھی یہ بات بھول چکا تھا کہ مظہر مفتی اعظم ہند سے یہ میری پہلی بالمشافہ ملاقات ہے''

اب اس کے بعد مجھے اپنے اس دعویٰ پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں، کہ خواص تو خواص، اگر عوام کے کسی فرد نے بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے تو بعد ملاقات، اس کے تأثرات بھی مولانا موصوف کے تأثرات سے مختلف نہ ہوں گے۔

یہ اس وقت کا ذکر ہے جب میں مدرسہ رضاء العلوم محمدی جامع مسجد خیراتی روڈ ممبئی میں تدریس وافتاء کی خدمت انجام دے رہا تھا، سالانہ اجلاس میں صدر العلما اور استاذی العفیف صاحب جامع الاحادیث حضرت علامہ شاہ محمد حنیف خاں صاحب قبلہ کو مدعو کرنے کا خیال دل میں آیا۔ میں نے دونوں حضرات سے بذریعہ فون مدرسہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کرنے کی مؤدبانہ درخواست کی، بحمد اللہ درخواست کی قبولیت کے بعد میں نے اے۔ سی، کلاس میں رزرویشن کرالیا، جس کا سارا بار مخیر اہل سنت حاجی سراج احمد صاحب، مرول ناکہ ممبئی نے اٹھانے کا وعدہ کیا تھا، مگر یہ پروگرام کچھ وجوہات کی بنا پر عین موقع پر کینسل کر دیا گیا، جس پر خادم کو نہایت خفت وشرمندگی رہی، سالانہ اجلاس جیسے تیسے ہو گیا۔ اس کے بعد تعطیل کلاں پڑ گئی۔ میں وطن آگیا، آمد وطن پر علامہ صاحب کی بارگاہ میں حاضری میرے معمولات کا ایک حصہ تھی، لہذا اس غرض سے جامعہ نوریہ رضویہ پہنچ گیا۔ علامہ صاحب قبلہ کا خوف ہی کیا کم تھا۔ اب صدر العلما کے روبرو جواب دہی کی ہیبت کسی خوف ناک عفریت کی مانند چاروں طرف منڈلا رہی تھی، دماغ ماؤف، قدم بوجھل ہو گئے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا، رگوں کا بہتا خون منجمد ہو رہا ہے۔

غرض کہ بدقت تمام خود کو سنبھالا، ورطۂ خوف وہراس میں ڈوبے دل کو سمجھایا۔ ارے کیوں عبث خوف سے ہوا سا اڑا جا رہا ہے،؟

www.muftiakhtarrazakhan.com

ارے....تم تو اس بارگاہ کے باسند سزایافتہ ہو تو پھر خوف کیا؟ ہاں ندامت بجا ہے، دنیائے دل کا طوفان کچھ تھما تو دل نے فیصلہ دیا کہ پہلے صدر العلما کی عدالت علیا میں حاضری دے دو، فیصلہ قابل قبول تھا، ایک جھٹکے کے ساتھ اس ہال میں جا پہنچا جہاں آپ اسٹاف کے چند افراد کے ساتھ شمع انجمن کی طرح جلوہ افروز تھے۔ لغزیدہ قدموں، دزدیدہ نظروں کے ساتھ آپ کی دست بوسی کے لئے قریب ہوا مخملی ہاتھوں کو چوما، آنکھوں سے لگایا، اور ایک مجرم کی طرح نگاہیں جھکا کر ایک طرف باادب بیٹھ گیا۔ بلاشبہ میں دونوں بزرگوں کی بارگاہ کا مجرم تھا، معمولی بات نہ تھی تاریخ کو عین موقع پر مسترد کرنا، وہ بھی ہندوستان کی دو عظیم ترین، مصروف ترین شخصیات کی۔ کم سے کم ایک ہفتہ کی مصروفیات سے آپ نے وقت نکالا ہوگا اور پروگرام کے متمنی حضرات کو لوٹایا ہوگا۔

بیٹھنے کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا، آپ؟ میں نے ندامت و شرمندگی سے رندھی آواز میں کہا۔ حضور کا غلام ارشاد القادری۔ فرمایا، آپ بمبئی میں پڑھاتے ہیں؟ آپ کے اس سوال ہی نے سمجھا دیا، کہ ردِ دعوت کا واقعہ ہنوز اپنی کڑوی حقیقت کے ساتھ آپ کے ذہن پر مرتسم ہے، دل گھڑیال کے گھنٹے کی طرح دھڑک رہا تھا، بدن مرتعش تھا، آپ کی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہو رہی تھی، قیامت کا سناٹا تھا، زبان سے کیسے نہ کیسے (جی) نکل سکا۔

آخرش، اس وحشت ناک فضا کو ایک موہوم سی آواز نے نور و سرور سے بھر دیا کہ، خیریت تو ہے؟ غالباً میرے تصورات تو........ جلال، غضب، توبیخ، جھڑک کے منتظر تھے اس لئے، آپ کی آواز نزدیکی کے باوجود مبہم سی معلوم ہوئی، جس کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے سکا، آپ نے متبسم انداز میں دوبارہ فرمایا: سب خیریت تو ہے؟ ایسا لگا کہ زندگی واپس آگئی ہے۔ میں نے جواب دیتے ہوئے اپنی آنکھیں کھول کر نورانی چہرہ دیکھا تو چاروں طرف مسکراہٹ کے پھول برس رہے تھے۔ اور فضا نور تبسم سے روشن تھی.......... یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی.......... عفو و درگزر، خلوص و محبت کا جو دریا سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مقدس ذات سے رواں ہوا تھا اس کی نرم و گداز لہروں نے اپنی آغوش میں لے کر مجھ خطا کار کی ساری خطاؤں کو چشم زدن میں دھو ڈالا تھا۔

مظہر مفتی اعظم ہند کی عدالت علیا سے رخصت کے بعد علامہ صاحب کی عدالت عالیہ میں حاضر ہوا ایسا محسوس ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان اشراق نوری کا انفارمیشن سسٹم ہے اور وہاں کی جملہ کارروائی کی خبر یہاں ہو چکی ہے۔ بعد دست بوسی سارے حالات آپ بیتی کی طرح علامہ صاحب قبلہ کے گوش گزار کر رہا تھا، کہ جہاں دیدہ، مدبر و مفکر، شفیق و رحیم استاذ کے مطلع شفقت سے ابر کرم نے برسنا شروع کیا، برسا اتنا برسا کہ لوٹ لوٹ کر نہایا تو ایسا لگا کہ راہ حیات کے مسافر کو متاع حیات مل گئی ہے۔

ارشاد القادری مفتی شہر رامنگر نینی تال اتراکھنڈ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما خاندان رضا کی باوقار شخصیت

مولانا انیس عالم سیوانی

موجودہ زمانہ میں خانوادۂ رضویہ کو کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہے، دنیا کے کسی بھی حصے میں چلے جائیں بریلی کو جاننے والے اور ماننے والے ملیں گے، ہر وہ شخص جو کلمہ گوئی کے بعد اپنا رشتہ بزرگوں سے اولیاء، صلحاء سے جوڑتا ہے خواہ وہ کہیں کا رہنے والا ہو، کسی خانقاہ کا مجاور ہو یا سجادہ وہ خود عقیدت ومحبت رکھتا ہو یا نہیں لیکن دنیا اس کا رشتہ بریلی سے جوڑ کر دیکھتی ہے۔

اسے بریلوی کہا جاتا ہے اس لئے پچھلے ڈیڑھ سو سال سے خوش عقیدہ مسلمانوں کا مرکز علمی اور مرکز عقیدت بریلی شریف ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے قبل بھی اس خاندان میں اہل علم اور صاحبان مرتبہ موجود تھے مگر اعلیٰ حضرت کی شخصیت نے بریلی کی عظمت وشہرت میں چار چاند لگادیئے۔ امام احمد رضا خاں کی خدمات عالیہ رفیعہ کے سبب پورے خانوادے کو شہرت اور مرتبہ حاصل ہوا اور دنیا کے کروڑوں مسلمان بریلی کی طرف نسبت کرنے کو حق وصداقت کی دلیل سمجھنے لگے۔

علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی بھی اسی مبارک اور باعزت گھرانے کے ایک ایسے فرد تھے جن کو خاندانی شرف ومنزلت کے علاوہ علمی اور شخصی مقام بلند بھی حاصل تھا، حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے منجھلے بھائی حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حسنین رضا خاں تھے۔ راقم نے علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سے نہ تعلیم حاصل کی اور نہ ہی کوئی زیادہ ان کے بارے میں معلومات رکھتا ہے، اس کے باوجود حضرت علیہ الرحمہ کی بے پناہ عزت دل میں موجزن ہے اس کے دو اسباب ہیں ایک تو یہ کہ میں نے اپنے شیخ اور مربی پیر ومرشد فقیہ اسلام تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کی زبان مبارک سے علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی عظمت وفضیلت سماعت کی، غالباً ۲۰۰۵ء/۲۰۰۶ کے عرس رضوی کے موقع پر نئے ازہری مہمان خانہ میں قل شریف کے بعد دعا سے قبل تاج الشریعہ نے مائک پر ارشاد فرمایا کہ اس وقت اسٹیج پر ہمارے خاندان کی ایک نہایت ہی باوقار اور قابل شخصیت علامہ تحسین رضا خاں بھی جلوہ فرما ہیں جب کہ اس وقت نہ تعارف کا موقع تھا اور نہ وقت بلکہ دعا کا وقت تھا، اسٹیج علما سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اس وقت استاذ العلما محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری صاحب، رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب مارہروی کے علاوہ نہ معلوم کتنے علما موجود تھے، دیکھا کی اسٹیج پر علامہ تحسین رضا خاں صاحب عام لوگوں کی طرح سکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں، میں تاج الشریعہ سے آپ کے بارے میں کلمات سن رہا تھا اور دوسری طرف حضرت کے سراپا پہ نظر جمائے ہوئے تھا کہ یہی وہ شخصیت ہے جس کا تعارف بذات خود اپنے وقت کی سب سے اہم ترین شخصیت حضور ازہری میاں کرا رہے ہیں۔ دوسرا موقع وہ تھا جب میں ۲۳ محرم ۱۴۲۵ھ کو تاج الشریعہ کے حضور اس غرض سے بریلی شریف حاضر ہوا کہ شیخ محمد وائل حنبلی دمشقی اور مولانا اسلم رضا کے لئے اور اپنے لئے سند فقہ وحدیث اور سلسلہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کی اجازتیں حاصل کرسکوں، عنایت کرم فرماتے ہوئے حضرت نے اسناد فقہ وحدیث اور اجازت سلسلہ رضویہ عنایت فرمائی جب میں نے اسناد علمیہ کو ملاحظہ کیا تو میں دنگ رہ گیا کہ جس شخصیت کو پوری دنیا کے سنی مسلمان اپنا مرکز منبع فیوض وبرکات اور تحقیق وتدقیق کا آخری سرا تصور کرتے ہیں اس شخصیت نے سند حدیث

www.muftiakhtarrazakhan.com

علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ سے حاصل کی ہے موصولہ سند الحدیث میں لکھا ہے" اجازنی سیدی وسندی ، کنزی وذخری لیومی وغدی الحبر الفهامه برهان الملت الشیخ المحدث محمد تحسین رضاخان القادری ادام الله ایامه وحرس انعامه" ان القاب وآداب کے ساتھ حضور ازہری میاں نے اپنے شیخ علامہ تحسین رضا کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ دو باتیں میرے دل میں گھر کرنے کے لئے کافی تھیں، اس سے بڑھ کر مجھے کسی تعارف کی ضرورت نہ تھی، یہ دو باتیں ایسی تھیں جن کے سبب علامہ تحسین رضا خاں کی عظمت اور جلالت دل میں اس طرح منقش ہوگئی کہ وہ کسی طرح مٹ نہیں سکتی۔ میں نے حضرت کی زیارت صرف عرس رضوی کے موقع پر دور سے کی ہے، لیکن جتنا دیکھا وہ آنکھوں میں آج بھی موجود ہے اور دل میں منقوش ہے جو کچھ میں نے پرکھا وہ یہ کہ اتنی بلند رتبہ اور اعلیٰ مقام ہونے کے باوجود گھمنڈ اور تکبر کی کوئی چیز نہیں تھی چہرے پر سادگی اور خشیت نمایاں تھی ان کا فیض ایک طویل عرصہ تک جاری رہا انہوں نے محدث اعظم پاکستان علا۔ سردار احمد محدث لائل پوری سے اکتساب علم کیا۔

خاندان اعلیٰ حضرت کی شخصیات کو علم اور شہرت دونوں حاصل ہیں لیکن ان میں بعض وہ ہیں جنہیں علم تو خوب ملا مگر شہرت کم ملی ان میں مفتی تقدس علی خاں پاکستان مفتی اعجاز ولی پاکستان علامہ تحسین رضا خاں بریلی شریف کا نام لیا جاسکتا ہے۔

علامہ تحسین رضا خاں اپنی زندگی میں گرچہ شہرت کم رکھتے تھے مگر ان کے جنازۂ مبارکہ میں جمع ہونے والی بھیڑ نے یہ ثابت کردیا کہ عوام اور علما کے دل میں ان کے لئے کتنا احترام تھا، دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں ہزار ہا ہزار کا مجمع اسلامیہ کالج بریلی کے گراؤنڈ میں اپنے اس عظیم محسن کے آخری دیدار کے لئے جس قدر بیقرار تھا اس کی مثال جلدی نہیں پیش کی جاسکتی، ۳ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ شام کے لگ بھگ ۶ بجے کلکتہ سے واپسی پر ابھی لکھنؤ پہنچ ہی رہا تھا کی میرے ایک رفیق شیخ القراء حضرت قاری محمد رئیس ضیائی نے فون پر یہ خبر جانکاہ دی کہ محدث بریلوی کا انتقال ہوگیا "انا لله وانا اليه راجعون" فوراً بریلی جامعۃ الرضا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب سے رابطہ کیا انہوں نے اس خبر کی تصدیق کی، یہ سنتے ہی دل بیٹھ گیا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، نہ جانے کیا کیا سوچ رکھا تھا، پھر ہوش وحواس کو سمیٹتے ہوئے سوچا کہ اس حادثہ کی خبر دوسرے علما تک پہنچاؤں فوراً مناظر اہل سنت مولانا الحاج عبدالمصطفےٰ صدیقی ناظم اعلیٰ دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف، امام احمد رضا فاؤنڈیشن کے چیرمین الحاج قاری محمد صابر علی رضوی دارالعلوم قدسیہ اہل سنت فخر العلوم پر سوی بازار مہاراج گنج کے استاد برادر مکرم مولانا کوثر امام قادری مولانا خورشید احمد امجدی برکاتی، الجامعۃ الغوثیہ مشاہد العلوم شروانی نگر کے مولانا قاری ابرار احمد قادری مظفر پوری کو مطلع کیا، جسے جہاں خبر مل سکتے میں رہ گیا۔ یہ کسے خبر تھی کہ آنا فانا میں اتنا عظیم حادثہ پیش آجائے گا اور اس طرح پوری دنیائے سنیت غم والم کا شکار ہو جائے گی۔

محدث جلیل علامہ تحسین رضا خاں بریلی ہی نہیں بلکہ ملک کے چند جید اور باوقار علما میں سے تھے آپ کے انتقال سے ملت اسلامیہ کو بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے، آپ کے وصال کی خبر روز نامہ راشٹریہ سہارا لکھنؤ نے صفحہ اول پر جماعت رضائے مصطفےٰ کے جنرل سکریٹری مولانا شہاب الدین رضوی کے حوالے سے شائع کی۔ روز نامہ صحافت لکھنؤ نے رضا اکیڈمی کے حوالے سے صفحہ اول پر شائع کی کئی روز تک اخبارات تعزیتی جلسوں کی رپورٹیں شائع کرتے رہے۔ ابھی تک شاید علامہ تحسین رضا خاں صاحب کی شخصیت اور خدمات کے اعتراف میں کچھ نہیں لکھا جاسکا ہے، بریلی شریف معروف عالم حدیث مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی پرنسپل وشیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی نے تجلیات رضا کا صدر العلما نمبر نکالنے کا مستحسن قدم اٹھایا۔ ہے جو حضرت علامہ تحسین رضا صاحب کی خدمات کا خوبصورت اعتراف ہے۔

انیس عالم سیوانی سکریٹری امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کا انتقال موت العالَم

مولانا محمد اسلم رضا

سیّدی وسندی ومرشدی وذُخری لیومي وغدي شیخ الحدیث والتفسیر، صدر العلما حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن بر اعظم پاک وہند کے انتہائی جلیل القدر صاحبِ علم وفضل، عالمِ باعمل، صوفیٔ باصفا، حقیقۃً شیخِ طریقت ورہبرِ شریعت تھے، راقم الحروف نے تقریباً 6 بار ہندوستان کا سفر کیا اور اس دوران متعدد مرتبہ حضرت تحسین میاں صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا، جبکہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بعد نمازِ عصر حضرت ہی کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت بھی حاصل کیا، اور پھر اسی مناسبت سے اصولِ حدیث پر مرتب کردہ اپنے رسالے کو حضرت مرشدِ گرامی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کا نام "تحسینُ الوصول الی مصطلح حدیثِ الرسول" رکھا، جسے مکتبہ برکات المدینہ کراچی نے شائع کیا۔

حضرت صدر العلما ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے آپ حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب کے منجھلے صاحبزادے اور استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا (برادرِ امام احمد رضا) کے پوتے اور رئیس المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خان صاحب کے پر پوتے ہیں، اس طرح تیسری پشت میں جا کر آپ کا سلسلۂ نسب سرکارِ مجددِ اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ ایک انتہائی خاموش سنجیدہ، پُر وقار اور بارُعب شخصیت کے مالک تھے، آپ علیہ الرحمہ کے زیرِ لب مسکراہٹ دائمی تھی، گویا کہ لبہائے مبارکہ سے پھول جھڑ رہے ہوں، آپ کے اسی وصفِ خاص کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کہ تحسین میاں گلِ سرسبد یعنی پھولوں کی ٹوکری میں سب سے زیادہ خوشنما وتر وتازہ پھول ہیں (بحوالہ حضرت مولانا حبیب رضا خان صاحب)، گویا کہ حضرت صدر العلما، سرکار مفتیٔ اعظم علیہما الرحمہ کے تلامذہ وخلفاء میں اس وصفِ خاص سے متصف تھے، اور کیوں نہ ہوں کہ آپ تقریباً ۵۰ برس تک حدیث پاک کا درس دیتے رہے، اور رسولِ کائنات، محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ رکھے گا جو ہماری حدیث سنے اور دوسروں تک پہنچائے او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے ابتدا تا ماقبل دورۂ حدیث شریف حصولِ علم کے تمام مراحل بریلی شریف میں سرکار مفتیٔ اعظم کے سایۂ عاطفت میں رہتے ہوئے طے کئے، اس کے بعد حدیث پاک کا درس لینے کے لیے فخرِ زمان، بدرِ تمام، محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں فیصل آباد (لائل پور) حاضر ہوئے، چونکہ حضرت محدثِ اعظم پاکستان کو سرکار اعلیٰ حضرت کے خاندان سے خاص تعلق رہا ہے اس لیے دورانِ تدریس حضرت صدر العلما، محدثِ اعظم پاکستان کی خاص توجہ سے متمتع ہوئے، اور جب حضرت صدر العلما 1957ء میں دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد بریلی شریف لوٹنے لگے تو حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے سرکار مفتیٔ اعظم کے لیے ایک مکتوب روانہ کیا جس میں فرمایا کہ صاحبزادہ تحسین میاں صاحب کو چونکہ علمِ حدیث کی طرف زیادہ متوجہ پاتا ہوں اس لئے انہیں تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لیے حدیث پاک کے اسباق دیے جائیں،

www.muftiakhtarrazakhan.com

لہذا ایسا ہی ہوا اور 1957ء سے آپ کے وصال یعنی 2007 تک مسلسل ۵۰ برس تک حضرت صدر العلما تشنگان علم کی پیاس بجھاتے رہے، جس میں خصوصی توجہ ہمیشہ درس حدیث کی طرف رہی۔

دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد سب سے پہلے سرکار مفتی اعظم نے دار العلوم مظہر اسلام، مسجد بی بی جی میں آپ علیہ الرحمہ کو کتب حدیث کی تدریس ذمہ لگائی، جہاں آپ ۱۸ برس تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے اور صدر المدرسین کے منصب پر فائز رہے، اس کے بعد ۷ برس دار العلوم منظر اسلام میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہوئے اور درسِ حدیث سے طالبان علم کو فیضیاب کرتے رہے، اس کے بعد ۲۳ سال جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں بحیثیت صدر المدرسین رہے اور وہیں درسِ حدیث پاک جاری رکھا، اس کے بعد جب تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان دامت برکاتہم العالیہ کے اصرار پر انہی کے قائم کردہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں صدر المدرسین کا منصب سنبھالا اور درسِ حدیث شریف کے ساتھ ساتھ تخصص فی الفقہ والافتاء کے طلباء کو دیگر کتب کے درس سے فیضیاب فرمایا، اس طرح کل ۵۰ برس تک مسلسل حدیث شریف کا درس دیتے ہوئے 2007 میں اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔

قبلہ صدر العلما کے والد گرامی حضرت مولانا حسنین رضا خان وہ گرامی قدر شخصیت ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصایا شریف املاء کروانا چاہا تو اس کی تحریر کے لیے آپ ہی کا انتخاب کیا گیا، آپ علیہ الرحمہ کا لقب ''صاحب'' مشہور تھا، آپ ہی کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا حبیب رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب کے سبھی بچے خوب ہیں مگر تحسین میاں کا جواب نہیں۔ سرکار مفتی اعظم کا حضرت صدر العلما سے محبت والفت کا اندازہ ان مبارک کلمات سے لگایا جا سکتا ہے جو سرکار مفتی اعظم نے آپ علیہ الرحمہ کے لیے اپنے اجازت و خلافت نامہ میں ارشاد فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''قُرۃ عَینی و دُرۃ زینی'' مولوی تحسین رضا خان۔

حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان اور خاندان رضویہ کا باہم تعلق الفت و محبت و عقیدت کسی سے مخفی نہیں، جب قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو اس موقع پر سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کی شان میں ایک منظوم منقبت پیش فرمائی، چونکہ حضرت صدر العلما قبلہ محدث اعظم پاکستان کے شاگرد خاص تھے، لہذا آپ علیہ الرحمہ کے وصال پُر ملال پر انتہائی رنج و غم میں مبتلا دیکھ کر سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اسی منقبت میں یہ شعر بھی تحریر فرمایا:

پیارے تحسین الرضا سے پوچھ لو! شغل تحسین رضا جاتا رہا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار مفتی اعظم قبلہ صدر العلما سے کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے۔

قبلہ صدر العلما حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ حضرت قبلہ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب کے برادر نسبتی بھی ہیں، اسی لیے قبلہ تاج الشریعہ کے صاحبزادہ قبلہ عسجد میاں وغیرہ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کو ماموں جان کہہ کر پکارا کرتے، حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر سرکار مفتی اعظم نے فرمایا کہ خاندان میں دو افراد ایسے ہیں جن پر مجھے پورا اعتماد اور بھروسہ ہے: ایک اختر میاں (تاج الشریعہ) اور دوسرے تحسین میاں۔

اس کے علاوہ اپنے معاصرین کے ساتھ الفت، محبت اور اپنی تواضع کی ایک اعلیٰ مثال یہ بھی ہے کہ قبلہ تاج الشریعہ نے دیگر اکابرین کے علاوہ قبلہ صدر العلما علیہ الرحمہ سے بھی اجازت حدیث وعلوم وفنون حاصل کی ہے، جس کا اظہار وہ اپنی اجازت حدیث وعلوم

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں بَرمَلا فرماتے ہیں:

حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ کا فرمانا ہے کہ جب میں بریلی شریف حاضر ہوا تو کئی لوگوں کو حضرت قبلہ تحسین میاں صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ''زندہ ولی'' کے لقب سے پکارتے ہوئے دیکھا اور سنا۔

حضرت مولانا محمد حنیف خان رضوی بریلوی حالیہ صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف فرماتے ہیں کہ اس کس مپُرسی کے عالم میں بھی اگر کوئی اہل بریلی کا بلانزاع متفق علیہ مرجع اور معتمد ہے تو وہ صدر العلما کی شخصیت ہے۔

حضرت تاج الشریعہ قبلہ کے صاحبزادے قبلہ عسجد میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار قبلہ والد محترم کی طبیعت بہت خراب ہوئی اور کافی دنوں تک ناساز رہی، انہیں دنوں میں خواب میں سرکار مفتی اعظم کی زیارت سے مشرف ہوا، سرکار فرمارہے تھے کہ ازہری میاں کے لئے تحسین میاں سے وہ خاص تعویذ کیوں نہیں لیتے جو میں نے انہیں سکھایا ہے، بیدار ہونے کے بعد قبلہ ماموں جان (حضرت تحسین میاں صاحب) کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا تو انہوں نے بلاتأمل سرکار مفتی اعظم کا تعلیم فرمایا ہوا تعویذ عنایت فرمایا، جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے قبلہ والد محترم کو صحت کی ناسازی میں افاقہ بخشا۔

اس کے علاوہ گجرانوالہ کے حضرت مولانا محمد اجمل رضا صاحب نے قبلہ صدر العلما کی سیرتِ طیبہ پر ایک کتاب بنام ''حیات صدر العلما'' تحریر فرمائی ہے، جسے رضا اکیڈمی بمبئی نے عرسِ اعلیٰ حضرت ۱۴۲۷ھ کے موقع پر شائع کیا، اور اس کی تقریب رُونمائی ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ کی شب جامعۃ الرضا بریلی شریف کے جلسے میں بدستِ محدّثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ ہوئی، اس کتاب میں بڑے ہی احسن انداز سے آپ علیہ الرحمہ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو قارئین کے لئے اجاگر کیا گیا ہے۔ ''فجزاہ اللہ احسن الجزاء''

چونکہ کل نفس ذائقۃ الموت کا وعدہ برحق ہے، چاہے وہ کتنی ہی پیاری اور ہماری محبوب ترین شخصیت کیوں نہ ہو، آخر کار ایک دن اسے اس دار فانی سے کوچ کرنا ہی ہے، اسی طرح ہمارے اور آپ کے محبوب اور عزیز وجلیل القدر بزرگ شخصیت کے مالک حضور قبلہ صدر العلما حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن بروز جمعہ ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ، بمطابق ۳ر اگست ۲۰۰۷ء ناگپور (ہندوستان) سے تقریباً ڈیڑھ سو ۱۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر تقریباً صبح ۱۲ر بجے پہنچے تھے کہ ڈرائیور کی بے احتیاطی کے سبب آپ کی سواری اُلٹ گئی، جس کے نتیجے میں آپ ہم سب اہل سنن واہل محبت کو داغ مفارقت دیتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سب سے پہلے آپ کا جسد اقدس ناگپور منتقل کیا گیا اور پھر وہاں سے دہلی کے راستے بریلی شریف لایا گیا، جہاں اتوار کے روز بعد نماز ظہر تقریباً ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں قبلہ تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی اقتدا میں آپ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں بروایت حضرت مولانا حنیف خان صاحب رضوی ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً سات لاکھ افراد نے ہندوستان کے مختلف گوشوں سے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے، آپ پر اپنی رحمت ورضوان وانوار وتجلیات کی بارش فرمائے، اپنے جوار رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے، آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ علیہ الرحمہ کے صدقے ہم سب کی مغفرت فرمائے اور ہم سب کو آپ کی سیرت طیبہ سے فیضیاب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلاۃ واتم التسلیم۔

مولانا اسلم رضا کراچی پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما پیکر زہد و اتقا

ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم صاحب

بقیۃ السلف حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان ان اکابر اہل سنن سے ہیں جو زہد و اتقا علم و فضل خلوص وللہیت راست گوئی وصداقت شعاری، الطاف وعنایات، نیک نیتی و نیک نفسی، خورد نوازی اور تواضع وانکساری کے عملی پیکر تھے۔ مجھے انہیں قریب سے نہ صرف دیکھنے بلکہ قریب بیٹھ کر تعلیمی وسماجی مسائل پر تبادلہ کا بھی موقع ملا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے کوئی ڈھائی تین سال قبل ماہ شعبان المعظم میں ہم دونوں دارالعلوم اہل سنت حشمت الرضا میں بحیثیت ممتحن مدعو تھے اس موقع سے بریلی شریف سے پیلی بھیت شریف تک حضرت کی رفاقت بھی رہی اور بہت سارے دینی تعلیمی اور ملی مسائل پر گفت وشنید بھی، اس سفر میں اندازہ ہوا کہ علامہ تحسین رضا خاں سنیت کے تئیں کس قدر مخلص تھے اور ان کا جذبہ دروں خلوص وللہیت سے کس قدر سرشار تھا، وہ سیدھی سچی بات کہنے کے عادی تھے مصلحت آمیز گفتگو سے احتراز فرماتے، تصوف میں جن چار اصولوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس پر وہ سختی سے کاربند تھے کم کھانے کم سونے کم بات کرنے اور کم ملنے جلنے ہی میں وہ عافیت سمجھتے۔ تھے اپنی پوری زندگی انہی چار اصولوں کے مطابق بسر کی ان چار بنیادی اصولوں پر جس نے عمل کیا وہ اہل دنیا کی نگاہوں میں محترم رہا علامہ تحسین رضا ان صورتوں پر عمل پیرا تھے اس لئے دنیائے سنیت اور ارباب علم ودانش کے حلقہ میں ان کی بڑی قدر ومنزلت تھی انہوں نے گمنامی کی زندگی ضرور بسر کی مگر اپنے معتقدین مخلصین کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں رہے، سفر آخرت کے موقعہ پر لاکھوں کا ہجوم جس کی بین دلیل ہے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں زندگی بھر درس وتدریس سے وابستہ رہے بریلی شریف کے اہم مدارس میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیئے، زندگی کے آخری ایام میں بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا اور دینی جلسوں ومذہبی کانفرنسوں میں بھی شرکت کرنے لگے سبک بدن ضرور تھے، مگر ان کا ہر ارادہ مستحکم تھا، وہ صورت وسیرت دونوں میں ہم شبیہ مفتی اعظم تھے گفتگو میں حد درجہ متانت ہوتی لب ولہجہ میں خود اعتمادی ہوتی رفتار گفتار اور کردار تینوں میں نمونہ اسلاف تھے۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

ضعف ونقاہت کے باعث وہ سفر کے قابل بالکل نہیں تھے مگر مریدین ومخلصین کے اصرار کا کیا کیا جائے ہزاروں میل کا سفر کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ایسے ہی ایک طویل سفر میں ان کی کار حادثہ کا شکار ہوگئی اور وہ جاں بحق ہو گئے، ایک حدیث کا مفہوم ہے، جس نے حالت سفر میں انتقال کیا اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے بلاشبہ اس حدیث کی روشنی میں انہیں شہادت کا درجہ ملا ہے کیوں کہ وہ ذاتی سفر پر نہیں بلکہ وہ دینی سفر پر تھے اور نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اشاعت دین حق کے تعلق سے طویل سفر میں وہ حادثے کا شکار ہوئے تھے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم صدر شعبہ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی (نئی دہلی)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک عظیم شخصیت

مفتی محمد شمشاد حسین رضوی بدایونی

سادہ طبیعت، عجز وانکساری، اخلاق ومروت، نرم لب ولہجہ، شیریں بیانی، خوش گفتاری، آہستہ روی، خرام ناز، لچک دار آواز وغیرہ اوصاف حمیدہ جمع کردیئے جائیں تو حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا وجود بابرکت تیار ہو جائے۔ حضرت کی خاموش طبیعت، مزاج کی سادگی، گوشہ نشینی اور خلوت گزینی ہم سب کو یہ پیغام دے گئی کہ "دیکھو! مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو"۔ یہ ایک لاجواب مصرعہ ہے جو حضرت والا کے قد زیبا پر مکمل طور سے فٹ نظر آتا ہے۔ اب دیکھنا ہے کون دیدۂ عبرت سے ان کی طرف دیکھتا ہے، اور ان کی خاموش زبان میں پنہاں اسرار ورموز کے کسی دریائے پر جوش کا اندزہ کون لگا سکتا ہے؟ دنیا میں بہت سے ایسے عظیم افراد ہوتے ہیں جو اپنے وجود فانی میں ہزاروں طوفان سمائے ہوتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت کو آشکار نہیں ہونے دیتے۔ اس کا آشکار نہ ہونا صرف دنیوی زندگی تک محدود رہتا ہے۔ بعد از وصال یہ پابندیاں اٹھالی جاتی ہیں، تو پھر ان کی شخصیت کے ان گنت پرتوں میں جو ہوش ربا طوفان ہوتے ہیں ابل پڑتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک جوالامکھی پھوٹ پڑی ہے۔ اس کا مظاہرہ ۵ / اگست بروز اتوار اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع وکشادہ صحن میں دیکھنے کو ملا۔ دھوپ کی تمازت، موسم کا بدلتا ہوا مزاج، تپتی ہوئی زمین اور پھر پانچ لاکھ کا جم غفیر، جو اپنے محبوب قائد ورہنما کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لئے جمع تھا۔ انھیں نہ موسم کا مزاج روک سکا اور نہ ہی تپتی ہوئی زمین۔ دھوپ کی تمازت بھی ان کے راستہ میں حائل نہ ہو سکی۔ اس جنازہ میں شرکت کے لئے نہ صرف بریلی اور اس کے مضافات سے لوگ آئے تھے بلکہ ہندوستان کے مختلف بلاد وامصار سے جمع ہوئے تھے۔ سفر کی صعوبتوں کو برداشت کر کے آئے تھے۔ جسمانی تکان اور ذہنی کرب واضطراب کی بھی انہیں پرواہ نہ تھی۔ بس ان کا صرف یہی مقصد تھا کہ قیادت کی حسین چھاؤں میں محبوب رہنما کی نماز جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ یہ کرشمہ تھا صرف ان کی خلوت نشینی اور تنہائی پسندی کا شاید اسی دھوم دھام اور چہل پہل کے لئے کسی دور میں امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا تھا:

کیوں رضا آج گلی سونی ہے   اٹھ مرے دھوم مچانے والے

اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے وسیع میدان مین جس قدر لوگ جمع تھے، سب کے چہروں پر حیرت واستعجاب کی کیفیت نمایاں تھی۔ فکر وتخیل کے گہرے نقوش تھے جو چہروں کے خدوخال سے جھانک رہے تھے اور خاموش انداز میں یہ پیغام دے رہے تھے کہ حضرت کی خاموش زباں وہ سب کچھ کہہ گئی جو بولنے والی زباں نہ کہہ سکتی تھی۔

سبھی ارباب علم جانتے ہیں کہ حضرت والا کی تمام تر دلچسپیاں مدرسہ سے تھیں یا مسجد سے یا پھر گھر سے انہیں جلسہ وجلوس سے کوئی زیادہ لگاؤ نہ تھا۔ آپ نہ کانفرنس میں جاتے اور نہ سیمناروں میں۔ ہاں ضرورت کی حد تک ادھر کچھ سالوں سے جلسوں میں شریک ہونے لگے تھے۔ آپ کی تنہا ذات وشخصیت تھی اور چاہنے والوں کا ایک جم غفیر تھا، جو اٹھ کر چلا آیا تھا۔ انسانوں کا ایک سیلاب تھا جو ہر چہار جانب سے امڈ پڑا تھا جس کی وجہ سے ذہن کے پردۂ سیمیں پر ایک خوبصورت تصویر ابھری جو مندرجہ ذیل اشعار میں ڈھل کر صفحہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

قرطاس پر بکھر آئی……

اک موج مچل جائے تو طوفاں بن جائے — اک پھول جو چاہے تو گلستاں بن جائے

اک خون کے قطرے میں ہے تاثیر اتنی — اک قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے

دیدۂ عبرت اور نگاہ بصیرت کا یہی فیصلہ ہے کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں اک موج تھے جو مچل کر طوفاں کی شکل میں ظاہر ہوئے، وہ ایک خوش رنگ پھول تھے جو شاگردوں، تلامذہ کے روپ میں گلستاں بن کر بکھر گئے۔ وہ ایک عظیم قطرہ تھے جو سیل کارواں بن کر اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں پھیل گئے۔ دیکھئے گا! یہ کثیر مجمع اور جم غفیر تاریخ کا ایک عنوان بن کر اس طرح ابھرے گا کہ برسوں اس کی یاد آتی رہے گی اور ذہن کے دریچوں پر یہ جم غفیر دستک دیتا رہے گا۔

ایک دھندلا تصور جو مہر درخشاں بن گیا

۱۹۸۱ء میں جامعہ حمیدیہ رضویہ مدنپورہ بنارس سے میں فارغ ہوا۔ ۸۰-۱۹۷۹ء کی بات ہے دوران درس بریلی شریف کی بات نکل پڑی، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یامین صاحب رضوی مدظلہ العالی مفتی اعظم بنارس نے ارشاد فرمایا: ''بریلی شریف میں حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا خاں کی ذات، علمی اعتبار سے بہت زیادہ بلند ہے، درس و تدریس، افہام و تفہیم، اخذ مطالب اور ترسیل مضامین میں کافی مہارت رکھتے ہیں، خاص طور سے علم حدیث میں آپ کو اعلیٰ درک حاصل ہے۔ آپ صحیح معنی میں بریلی شریف کے محدث ہیں اور یہ سب فیضان ہے سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا''

استاذ گرامی حضرت مفتی اعظم بنارس کے اقوال زریں سے میرے ذہن میں حضرت صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب کے تعلق سے ایک حسین اور خوبصورت تصور ابھرا، چونکہ صورت نادیدہ تھی، آنکھیں آپ کے دیدار سے شرفیاب نہ ہوئی تھیں، بایں وجہ ذہن کا یہ تصور کچھ دھندلا مگر پائیدار تھا اور دل میں یہ تمنا تھی کہ حضرت کا ضرور دیدار کیا جائے اور ان کی زیارت سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت کا سامان کیا جائے۔ ۱۹۸۳ء میں بریلی شریف آنے کا اتفاق ہوا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے رضوی دارالافتا سے میں منسلک ہو گیا۔ تقریباً تین چار ماہ تک میں منسلک رہا اس دوران کئی بار حضرت علامہ تحسین میاں علیہ الرحمہ کی زیارت کا موقع ملا مگر دور ہی سے یہ دیدار ہوا اور رفتہ رفتہ ذہن میں جو دھندلا تصور تھا نمایاں ہونے لگا، اس وقت تک میری حضرت سے کوئی تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

چند اہم ملاقاتیں: مجھے خوب یاد ہے غالباً ۱۹۸۸ء میں پہلی بار حضرت سے تفصیلی ملاقات کا موقع ملا۔ واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا کہ مدرسہ کی ملازمت کے سلسلہ میں حضرت تحسین میاں صاحب قبلہ کو کچھ مشوروں کی ضرورت تھی۔ کسی نے آپ کو میرے بارے میں بتا دیا تھا، کیونکہ اس دوران ملازمت کے تعلق سے میرا الہ آباد ہائی کورٹ، رجسٹرار آفس اور دیگر محکمۂ تعلیمات کے دفتروں میں آنا جانا رہتا تھا، اس لئے حضرت نے مجھے طلب فرمایا۔ زہے قسمت کہ حضرت نے ہمیں اپنی کرم نوازی سے نوازا۔ میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اندر سے بیٹھک میں تشریف لائے چائے اور بسکٹ کا ٹرے ہاتھ میں، اخلاق و مروت، عجز و انکساری کا یہ عالم دیکھ کر میں سکتہ پڑ گیا اور میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ علم و فن، فکر و شعور کا یہ روشن مینارہ اور اخلاق و مروت کا ایسا پیکر عظیم بہت کم دیکھنے کو ملا کرتا ہے، اس کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ لبوں پر تبسم ہے، درخشاں پیشانی ہے اور خد و خال میں مسرت کی چمک رواں دواں ہے یہی وہ کیفیت ہوتی ہے جو اچھے انسانوں میں پائی جاتی ہے اور یہ ابدی سعادتوں کی علامت ہوا کرتی ہے۔ علمی

www.muftiakhtarrazakhan.com

طمطراق اور فنی شان زیبائی کے ساتھ عجز وانکساری کی یہ صورت بہت کم نظر آتی ہے، وہیں سے ذہن نے فیصلہ لیا، آپ کی شخصیت نادر ونایاب ہے، یگانہ روزگار ہے، میں نے ہزاروں اہل علم کو دیکھا مگر اخلاق ومروت کا یہ نوری پیکر مجھے نظر نہیں آیا۔ انسان لاکھ کوشش کرے مگر اخلاقیات اور اس کے جمالیات نہ کبھی پوشیدہ رہے ہیں اور نہ رہ سکتے ہیں۔ دوران گفتگو بہت سارے مسائل آئے ہر مسئلہ میں حضرت نے خاموشی اختیار فرما کر یہ تاثر قائم کر دیا کہ کسی کا دل توڑنا مناسب نہیں سادہ تر رویہ سے میں نے محسوس کیا کہ ماہر علم وفن اور تجربہ کار مدرس اعلیٰ کی ذات میں مذکورہ صفات کا پایا جانا کسی درویش صفت انسان کا پتہ دیتا ہے اور مقام فقر کی توضیح کرتا ہے۔ اس قسم کی شخصیت کا حامل انسان اگر چہ خود کو چھپانا چاہتا ہو، مگر کسی صورت میں وہ چھپ نہیں سکتا، اب میرے ذہن میں حضرت کا دھندلا تصور نہ رہا بلکہ ایک مہر درخشاں بن گیا۔ لاکھ پردوں میں ہوتے ہوئے بھی حضرت کا شخصی جمال پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد گاہے بہ گاہے ملاقاتیں ہوتی رہیں اور میں حضرت کے فیضان سے باریاب ہوتا رہا۔

ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی شریف سے اعلان ہوا کہ عرس رضوی کے موقع پر'' مولانا حسن رضا نمبر'' نکلنے جا رہا ہے۔ عزیز گرامی مولانا شہاب الدین رضوی مدیر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کا حکم ہوا، آپ بھی حضرت مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کی شخصیت اور شاعری کے بارے میں مقالہ تحریر کریں۔ اس سلسلہ میں مجھے استاذ الشعرا، جانشین داغ، مولانا حسن رضا بریلوی کے غزلیہ دیوان کی حاجت پیش آئی۔ ثمر فصاحت مولانا موصوف کی غزلیات کا دیوان ہے، جو فصاحت وبلاغت، صنائع وبدائع کا حسین مرقع ہے۔ حضرت مولانا محمد حبیب رضا خاں صاحب مدظلہ العالی نے دستیاب کرایا۔ ذوق نعت اور ثمر فصاحت کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے حضرت مولانا حسن رضا بریلوی کی شخصیت اور شاعری کا ایک تجزیاتی مطالعہ کیا اور اس سلسلہ میں ایک تفصیلی مقالہ بھی قلم بند کیا جو تقریباً ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک حصہ ماہنامہ سنی دنیا کے مولانا حسن رضا نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں بغرض مطالعہ مقالہ پیش کیا گیا۔ حضرت نے پورے مقالہ کو پڑھا اور نہایت ہی گہری نظر سے اس کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد میں مقالہ لینے کی غرض سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، ملاقات ہوئی اور حضرت نے مقالہ واپس کر دیا۔ اس وقت حضرت نے مقالہ کے توسط سے جو تاثرات بیان کئے تھے گوشۂ ذہن میں محفوظ کر لینے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت کے تاثرات میرے لئے حوصلہ بخش اور ہمت افزا ثابت ہوئے۔ میں نے ان تاثرات کو خوردہ نوازی کے زمرہ میں لیا اور میں اس بات پر خوش ہوا کہ میرا یہ مقالہ پسند کے لائق ہو گیا۔ یہ وہ واقعہ تھا جس سے حضرت کی شخصیت اور علمی وفنی صلاحیت میرے دل میں گھر کر گئی اور میں حضرت کا گرویدہ ہو گیا۔ ورنہ کہاں یہ بے علم اور کہاں علم وحکمت کا کوہ عظیم؟ ان کے انہیں عادات واطوار سے میں نے محسوس کیا کہ آپ کی شخصیت بہت زیادہ اونچی ہے آپ ایک اتھاہ سمندر ہیں جن کی گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ یہی وہ تاثرات، عنایات اور نوازشات تھیں جن کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ ایک مہر درخشاں تھے۔

شخصیت جو کام کر گئی:

تجربہ ومشاہدہ بتاتا ہے کہ زیادہ تر موقع پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون کہہ رہا ہے اور کس انداز سے کہہ رہا ہے، جہاں یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے وہاں اس بات کی طرف لوگ قطعی دھیان نہیں دیتے کہ کیا کہہ رہا ہے، اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا مزاج بن چکا

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے کہ حق کی شناخت رجال کے ذریعہ ہی کی جاتی ہے۔ اس قسم کے مواقع اس وقت ہاتھ آتے ہیں جبکہ مخاطب صرف منکر ہی نہ ہو بلکہ شدید قسم کا منکر ہو، اور اس کا انکار قدیمی صورت میں پایا جاتا ہو۔ مثال کے طور پر ہم ایک واقعہ درج کر رہے ہیں جو ہمارے دعویٰ کی بین دلیل ہے۔ ضلع بانکا صوبہ بہار میں ڈمراواں نامی ایک قصبہ ہے جہاں کا میں رہنے والا ہوں۔ اس قصبہ میں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی ہے، تین مسجدیں ہیں، اس قصبہ میں زیادہ تر اہل سنت و جماعت کے افراد رہتے ہیں اور دو چار گھر دیوبندیوں و تبلیغیوں کے بھی ہیں۔ برسوں سے یہ اختلاف چلا آ رہا تھا کہ جمعہ کے خطبہ کی اذان کہاں ہو، اندرون مسجد یا بیرون مسجد۔ اہل سنت و جماعت کا موقف رہا ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد سے باہر دروازہ پر دی جائے کہ یہی سنت ہے اور کئی بار سنی علماء نے مسئلہ کی وضاحت کی اور دلائل دیئے، کتابیں دکھائی گئیں مگر دیوبندی حضرات ماننے کو تیار نہیں ہوئے اور اذان اندرون مسجد ہی ہوتی رہی حالانکہ حق واضح ہو چکا تھا، سچائی طشت از بام ہو چکی تھی، اصولی طور پر اس مسئلہ کو تسلیم کر لیا جانا چاہیے اور اس پر عمل کرتے ہوئے اذان بیرون مسجد دی جانی چاہئے چونکہ منکرین کا ذہن و دل حق بات ماننے کو تیار نہیں، اتفاق سے حضرت علامہ تحسین رضا صاحب علیہ الرحمہ، قصبہ ڈمراواں تشریف لائے اور جمعہ کا دن بھی تھا، جیسے ہی حضرت خطبہ دینے کے لئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے، حسب معمول مؤذن اندرون مسجد اذان دینے کے لئے کھڑا ہوا، حضرت نے فرمایا۔ مؤذن صاحب اذان باہر دروازۂ مسجد پر پڑھیے۔ مؤذن نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی اور اذان دروازۂ مسجد پر پڑھنے لگا، اس وقت مسجد میں دیوبندی حضرات بھی موجود تھے، مگر اف نہ بولے، اس دن سے آج تک اذان مسجد کے باہر دروازہ پر ہونے لگی۔ یہاں یہ بتا دینا مقصود ہے کہ حضرت علامہ تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت نے وہ کام کر دیا جو برسوں سے نہ ہو پایا تھا۔ بتایئے یہاں رجال کے ذریعہ حق کی شناخت ہوئی یا حق کے ذریعہ رجال کی شناخت ہوئی۔ اس پر قصبہ کے تمام مسلمان گواہ ہیں، غالباً یہ واقعہ پانچ سال پہلے کا ہے اس لئے میں نے عنوان دیا۔ ''شخصیت جو کام کر گئی''

حضرات! ان چند ملاقاتوں اور مذکورہ واقعہ کی وضاحت سے آپ بخوبی واقف ہو گئے ہونگے کہ حضرت علامہ تحسین میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت میں وصف غالب کیا تھا۔ آفتاب خود روشن ہوتا ہے اور دوسرں کو بھی روشن کر دیتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو روشن تر ہیں۔ انہیں بتانے کی ضرورت نہیں، ابھی تک اہل یورپ نے ایسی کوئی پیش رفت نہیں کی جس سے آفتاب کے اجالے، پابند سلاسل کر دیئے جائیں، مگر قربان جایئے ان صاحب بصیرت افراد پر جو اپنے سینہ میں آفتاب علم و حکمت اور فکر و شعور کے ذخیرۂ مشک بار چھپائے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود آسمان شہرت کی وسعتوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور گوشۂ گمنامی کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ یہی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا بھی مزاج تھا، کہ وہ کبھی بھی شہرت کے طالب نہ رہے، ان کی زندگی کا نصب العین صرف یہ تھا کہ چند کتابیں ہوں، قلم و دوات ہوں اور پھر گوشۂ تنہائی: خدمت دین اور اشاعت علم ہو، اس کے علاوہ اور کچھ نہ چاہیے۔ علامہ تحسین رضا نے بھی اسی نصب العین کو اپنایا کہ خود کو درس و تدریس، اسلامی علوم و فنون کی اشاعت و ترویج اور مدرسہ کی زندگی تک محدود رکھا، خاص طور سے علم حدیث پڑھنے پڑھانے اور اس کے فروغ و ارتقاء میں مشغول رکھا، تاعمر بخاری و مسلم کی تعلیم دیتے رہے اسی خدمت علم دین کا ثمرہ تھا کہ آپ کی زندگی باغ و بہار بن گئی اور رشک جناں و گلستاں ہو گئی۔ زمانہ نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ بعد از وصال آپ کی شہرت، چرچا اور عوامی قبولیت روکے نہیں رک سکی، کہ یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ اپنی مناجات میں عرض کیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

"الٰهی استرنی فی بلدك بین عبادك۔" اے اللہ اپنے بندوں کے بیچ اور اپنے ہی شہر میں مجھے پوشیدہ رکھ، غیب سے ندا آئی۔ "الحق لا یستره شیء" یعنی حق ایک ایسی حقیقت ہے جس کو کوئی نہیں چھپا سکتا ہے۔ بعض لوگ چاہتے ہوئے بھی شہرت کے آسمانوں میں پرواز نہیں کر پاتے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہزاروں کی زبان پر ان کا نام ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی مقدس انسانوں کے لئے علامہ حافظ ضیاء الدین نخشبی فرماتے ہیں۔" فطوبی لمن یعرف الناس ولا یعرفونه" کہ انہیں مبارکبادی ہے جو لوگوں کو جانتے ہیں اور لوگ انہیں نہیں پہچان پاتے ہیں۔ یہی کچھ صورت حال حضرت علامہ تحسین رضا خاں کی تھی۔ یہ سعادت و فیروز بختی انسانی اختیار سے باہر ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست

سرچشمۂ نور و سرور

جن اہل علم نے حضرت علامہ تحسین میاں علیہ الرحمہ کو قریب سے دیکھا ہے، یا ان کی مجلس درس و تدریس کے خوشہ چیں رہے ہیں وہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کی ذات سراپا قدر، اور شخصیت سرچشمۂ نور و سرور تھی، کیونکہ ان کے شخصی اوصاف میں جس وصف کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے، وہ وصف علم ہے۔ اور ارباب فکر نے علم کی تشریح میں فرمایا۔ "العلم کالنور والسرور" کہ علم نور و سرور کی مانند ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ علم ایک کیفیت ہے جس طرح نور اور سرور بھی ایک کیفیت ہے۔ جہاں نوری کیفیت اور سرور کی یہ ابدی سعادت پائی جائے گی وہاں کامیابی اور فیروز بختی، سعادت مندی، ذوق تحسین اور جمالیاتی تحریک ضرور پائی جائیگی۔ اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ تحسین رضا صاحب قبلہ تا عمر علم پڑھاتے رہے اور مختلف علوم و فنون کی اشاعت کرتے رہے، اس وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے آپ نے علم کی جو خدمتیں انجام دیں دراصل وہ نور و ضیاء اور اجالوں کا فیضان تھا جو آپ کی ذات سے جاری ہوا۔ سال دو سال نہیں بلکہ تقریباً پچاس سال سے آپ نے ہر مستحق کو نوری برکتوں سے مالا مال کیا اور اس کی زندگی کے تاریک گوشوں میں اجالوں کی کھیتی اگا دی۔ ذہن و فکر، عقل و شعور کے بند دریچوں کو وا کر دیا۔ اس طرح سے تمام شاگرد علم کی نوری شعاعوں سے نہال ہو گئے۔ جہاں تک سرور کی بات ہے تو ہر انسان جانتا ہے کہ انسانی فطرت نور پا کر مسرت محسوس کرتی ہے اور پھر اپنے کردار و عمل سے سرور کا اظہار کرتی ہے۔ نور کے لئے سرور کا ہونا لازم ہے یہی وجہ ہے کہ اہل علم با اخلاق ہوتے ہیں، صاحب مروت اور قدرداں ہوتے ہیں۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور مسکراتے ہونٹوں سے استقبال کرتے ہیں۔ یہی وہ اسباب و عوامل ہیں جن سے جمالیاتی تحریک جنم لیتی ہے اور رفتہ رفتہ کائنات کے رگ و پے میں پیوست ہو جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ کا رشتہ اہل علم سے جڑ جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے کائنات کا وجود و بقا ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو کائنات میں فساد لازم آ جائے اور تباہی و بربادی اس کا نصیب بن جائے۔ اسی لئے منقول ہے۔ " موت العالِم موت العالَم" کہ ایک عالم کی موت تمام عالَم کی موت ہے۔ اگر کائنات کے اک اک ذرہ کا رشتہ عالم سے وابستہ نہ ہو تو ان کی موت سے عالَم کی موت کس طرح لازم آئے گی؟

اسی وسیع تناظر میں حضرت علامہ کی شخصیت کا مطالعہ کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ ان کی شخصیت اس طرح وسیع و کشادہ تھی کہ ہر قسم کا پھیلاؤ ان کے گوشۂ دامن کا ایک ادنیٰ سا حصہ دکھائی پڑتا تھا، چاہنے والوں نے اس مذکورہ وابستگی اور استوار رشتہ کا مظاہرہ کر کے اہل زمانہ کو بتا دیا کہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ضرور ہیں لیکن ہمارے ذہنوں اور دلوں سے نہیں۔ ان کی یادیں ہمیشہ تازہ اور سدا

www.muftiakhtarrazakhan.com

بہار رہیں گی اور رفتہ رفتہ جمالیاتی تحریک کی ایک خوشگوار رو ہماری رگوں میں دوڑتی رہے گی۔ انسانی زندگی کا یہی مقصد ہے اور حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب آپنے اس مقصد میں پورے طور سے کامیاب رہے۔ اسی لئے ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ نشاط افزا، کیف آگیں اور حوصلہ بخش رہا۔ ان کی یہ خوبصورت یادیں سلامت رہیں اور ہماری زندگی کی شاہ ‌ؤں کو اجالوں سے منور کرتی رہیں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالی ان کے مرقد پرانور پر تجلیات کی برکھا برسائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

محمد شمشاد حسین رضوی بدایونی (ایم.اے) محلہ چودھری سرائے بدایوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما ایک عظیم خلیق مصلح

مولانا محمد توفیق احمد نعیمی اشرفی

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ جنہیں پوری دنیائے سنیت صدر العلماء استاذ الاساتذہ اور مظہر مفتی اعظم ہند جیسے بھاری بھرکم القاب سے یاد کرتی ہے وہ کوئی معمولی قسم کے آدمی نہیں تھے بلکہ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم عالم دین، نامور محدث اور معتمد و مستند فقیہ تھے۔ یقیناً وہ اس لائق تھے کہ انہیں غزالی دوراں اور رازی زماں سمجھا جائے اور عمدۃ الخلف اور بقیۃ السلف کہا جائے۔ اور ان کی بزرگانہ حیثیت تو مسلم الثبوت ہے۔ ایسے بزرگ چراغ لے کر تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتے۔ انہیں جس نے بھی ایک نظر دیکھا ہے وہ یہی کہتا ہو نظر آئے گا۔

بزرگوں میں بزرگ ایسا کہاں اب آپ پاؤ گے — کہ جس پر خود بزرگی اے نعیمی ناز کرتی ہو

اور ان سب پر مستزاد یہ کہ وہ دنیائے اخلاقیات میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے فقیر نے ہزاروں نہیں تو سیکڑوں اکابر علماء و مشائخ کی زیارت وصحبت کا شرف ضرور حاصل کیا ہے اور ان میں چند کے علاوہ سب میں کچھ نازک مزاجی ضرور پائی۔ مگر تحسین میاں جن کا نام ہے ان کے بارے میں، میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خوش اخلاقی و تحمل مزاجی میں ان جیسا کوئی اور دیکھنے کو نہیں ملا۔ ہمارا اپنے شاگردوں، مریدوں، ماتحتوں اور دیگر متعلقین و منسلکین کے ساتھ جو برتاؤ ہے وہ تو ہے ہی۔ حق تو یہ ہے کہ ہم اپنے ہم عصروں تک کو کچھ نہیں گردانتے بلکہ اکابر تک کو شایان شان عزت نہیں دینا چاہتے مگر علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ بایں ہمہ علم و فضل اپنے شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے اور اپنے ہم عصروں کو پوری پوری عزت دیا کرتے تھے اور بڑوں کو بڑا ہی سمجھتے تھے۔ اس سلسلے میں کثیر مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر ہم آپ بیتی تین مثالوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں:

(۱) ۱۲/صفر ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۹۵ء بروز بدھ کی بات ہے کہ فقیر بریلی شریف، حضرت صدر العلماء کے دردولت پر حاضر ہوا۔ کام اپنی کتاب ''دعوت اتحاد'' پر تقریظ حاصل کرنا تھی۔ اس وقت حضرت مکتبۂ مشرق میں تشریف فرما تھے۔ ملاقات کی، اپنا مقصد بیان کیا اور اس کے ساتھ ہی مجلس اسلامی کی چند مطبوعات حاضر بارگاہ کیں۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور اس کے صلہ میں ''تذکرۂ جمیل'' سوانح حضرت حجۃ الاسلام حضرت قاری عرفان الحق قادری سے طلب کر کے اپنے مبارک ہاتھوں سے یہ کہہ کر فقیر کو عطا فرمائی کہ:

www.muftiakhtarrazakhan.com

"یہ آپ کی نذر ہے" اللہ اکبر خوش اخلاقی و اصاغر نوازی کی اس سے بہتر اور کیا مثال مل سکتی ہے۔ کوئی اور ہوتا تو کہہ دیتا کہ فلاں کتاب مولانا کو دیدو اپنے ہاتھوں سے دینے کا بار تکلیف ہرگز نہیں اٹھاتا مگر یہ اخلاق کے تاجدار تحسین ملت ہیں، جو ہم جیسے ناکارہ چھوٹوں کو بڑوں جیسی عزت دے رہے ہیں۔

(۲) دعوت اتحاد ایک اجمالی جائزہ پر جو حضرت کی تقریظ جمیل ہے اس میں فقیر حقیر کے نام کے ساتھ لفظ حضرت استعمال فرمایا گیا ہے۔ اس سے بھی حضرت کی ذرہ نوازی کا پتہ چلتا ہے۔ لگے ہاتھوں تقریظ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم : حضرت مولانا محمد توفیق احمد صاحب کا مقالہ "دعوت اتحاد ایک اجمالی جائزہ" کا میں نے مطالعہ کیا۔ مصنف نے حالات کا تجزیہ دلائل کی روشنی میں کیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ داعیان اتحاد پُر خلوص نہیں ہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ بے خبر عوام ان کو ملت کا ہمدرد اور بہی خواہ مان لیں اور ان علمائے اہل سنت سے بدظن ہو جائیں جو بدمذہبوں کا رد وابطال کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے عقائد سے باخبر کر کے ان سے دور اور نفور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

اختلاف کو مٹانے کا اسلامی طریقہ یہی ہے کہ جس امر میں اختلاف ہو اس کو قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے اور بے رو رعایت جو خدا اور رسول کا حکم ہو اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ جب تک اس پر عمل کا عزم مصمم نہ ہو، اتحاد و وداد کی ہر کوشش مکاری وعیاری کے سوا کچھ نہیں۔

مسلمانوں سے میری مخلصانہ اپیل ہے کہ مقالہ کو پڑھیں اور خالی الذہن ہو کر اس معاملہ پر غور وخوض کریں۔ دعا ہے باری تعالیٰ اس مقالہ کو ذریعہ ہدایت بنائے آمین ثم آمین۔ کتبہ تحسین رضا غفرلہ (ص ۳)

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ مقالہ "دعوت اتحاد" ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوا تھا اور صرف پندرہ صفحات پر مشتمل تھا اور اس میں برائے اتحاد آخری نکتہ اس طرح تھا:

"جن علمائے دیوبند پر اہانت رسول اور انکار ضروریات دین کے باعث کفر وارتداد کا فتویٰ ہے انہیں کافر و مرتد ماننا اسی طرح فرض ہے جیسے یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کو اہانت رسول اور انکار ضروریات دین کی وجہ سے کافر و مرتد ماننا فرض ہے۔ اور جو ان کی عبارات کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

دنیا بھر کی باتوں میں پڑنے سے کیا فائدہ بس اسی آخری اصولی مسئلہ کو وہابی مکاتب فکر مان لیں، سارے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں گے"۔ چند سطروں کے بعد تحریر تھا:

"ہاں آج بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ وہابی اگر اپنے کفر ونفاق سے توبہ کر لیں، ہم ان سے ہاتھ ملانے کے لئے تیار ہیں بلکہ ان کے گھر جا کر ان سے گلے ملنے میں خوشی محسوس کریں گے" (دعوت اتحاد قلمی قدیم ص ۱۵)

اس مقالہ پر چند علمائے کرام نظر ثانی فرما چکے تھے مگر جب اس پر حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ نے نظر ثانی فرمائی اور ناچیز کی حضرت سے مذکورہ ملاقات ہوئی تو حسب عادت مسکراتے ہوئے فرمایا:

ہم کیوں ان سے ہاتھ ملائیں گے یا ان کے گھر جا کر ان سے گلے ملیں گے کیونکہ یہ لوگ کچھ ضروریات دین کو نہ ماننے کے ساتھ ساتھ بہت سارے ضروریات اہلسنت کے بھی تو منکر ہیں۔ لہذا اگر یہ لوگ اساطین دیوبند کو کافر مان بھی لیں۔ تب بھی بہت

www.muftiakhtarrazakhan.com

سارے ضروریات اہل سنت کے انکار کے باعث ان پر ضلالت و گمراہی کا حکم باقی رہے گا اور گمراہوں سے اتحاد و وداد کب جائز۔

☆ قارئین اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ دین میں کسقدر گہری سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ چونکہ آپنے برائے اتحاد جس اہم نکتے کی نشاندہی فرمائی تھی اس کے بغیر ہمارا اتحادی فارمولا ہی ناقص تھا۔ ناچار اس کے لئے ہمیں مقالہ میں کثیر مضامین کا اضافہ کرنا پڑا اور اہلسنت و وہابی مکاتب فکر کے مابین اختلاف کی پوری تفصیل لکھنا پڑی اور اتحادی فارمولے میں اس نکتے کا بھی اضافہ کرنا پڑا۔

''اتحاد کے لئے اہلسنت سے ٹوٹنے والے اس فرقہ وہابیہ کی اپنی اصل کی طرف واپسی اور ترک نفاق وضلالت لازمی ہے''

(دعوت اتحاد مطبوعہ ۱۹۹۶ء ص ۸۶)

(۳) یہ ۱۲ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ کے بعد کا واقعہ ہے کہ عاجز کبرائے دیوبند کی تکفیر سے متعلق ایک فتوی لے کر برائے تصدیق حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں جامعہ نوریہ پہنچا۔ فتوے کا ابتدائی مضمون یہ تھا:

''حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے فتاوی ان کبرائے کفر و ضلالت کے بارے میں حق و صحیح و درست ہیں اور ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' جو شخص ان کے کفر و عذاب میں ادنی شک کرے وہ کافر ہے الخ'' (مشمولہ دعوت اتحاد ص ۲۶)

ابھی حضرت نے اتنا ہی مضمون پڑھا تھا کہ فرمانے لگے: یہ لوگ مسلمانوں جیسی نماز پڑھتے ہیں اور دیگر اسلامی معمولات انجام دیتے ہیں تو بظاہر انہیں لوگ مسلمان نہیں سمجھیں گے تو اور کیا سمجھیں گے۔ لہذا یہاں یہ توضیحی عبارت ہوتی تو مناسب تھا...... وہ کافر ہے (ان کے کفریہ اقوال پر مطلع ہونے کے بعد) اگر چہ ایسے مقامات پر یہی کچھ مراد ہوتا ہے مگر عوام اپنی کم علمی کے سبب کچھ کا کچھ سمجھنے لگے ہیں، لہذا عوام تک اس طرح کے پہنچنے والے فتووں میں ان کا لحاظ ضروری ہے۔ جب حضرت اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو میں نے تصدیق کے لئے عرض کیا۔ جواب ملا: پہلے آپ ازہری میاں سے تصدیق کرالیں۔ بعدہ میں بھی تصدیق کردوں گا۔

☆ قارئین مذکورہ معاملے پر ذرا غور کرلیں تو یہ تین باتیں با-سانی سمجھ میں آسکتی ہیں:

(۱) حضور صدر العلماء شریعت کی باریکیوں پر پوری پوری نظر رکھتے تھے اور اس سلسلے میں کافی محتاط تھے۔

(۲) حضور صدر العلماء اپنے ہم عصر علمائے کرام کا بھرپور پاس ولحاظ رکھتے تھے اور غیر ضروری تنقید سے پرہیز کرتے تھے۔

(۳) حضور صدر العلما نے پہلے حضور ازہری میاں سے تصدیق کرنے کا حکم فرمایا اس لئے کہ بریلی شریف میں مرجع فتویٰ آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ یعنی آپ کی طرف سے حضور ازہری میاں قبلہ کی واقعی حیثیت کا کھلے دل سے اعتراف تھا۔ کاش ہمارے علمائے کرام اسی طرح کا رویہ اپنالیں تو انشاء اللہ جو آئے دن ذرا ذرا سی باتوں پر اختلاف ہوتے رہتے ہیں ان سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔

ہاں تو یہ بات چل رہی تھی کہ حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ تحمل و خوش مزاجی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ نہیں معلوم کہ وہ سراپا جمال، جلال میں کب آتے تھے یہ تو ان کے گھر والے یا حاضر باش حضرات ہی بتا سکتے ہیں مگر جہاں تک ہمارا تجربہ ہے، ہم نے ان سے بارہا ملاقاتیں کیں اور گھنٹوں ان کی صحبت پائی۔ جلال تو جلال ہم نے انہیں کبھی نازک مزاجی کی جانب بھی پیش قدمی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہم نے انہیں جب بھی دیکھا مسکراتے ہوئے دیکھا۔ طبیعت کتنی ہی ناساز کیوں نہ ہوتی مگر انہوں نے اپنے پاس آنے والے خواہ وہ غریب ہو یا امیر، چھوٹا ہو یا بڑا، گھر کا ہو یا باہر کا ہر ایک کو مسکراہٹ ہی سے لیا اور مسکراہٹ ہی سے رخصت کیا۔ یہی سبب ہے کہ عالم ہو

www.muftiakhtarrazakhan.com

یا عامی، شاگرد ہو یا غیر شاگرد، مرید ہو یا غیر مرید، خاندانی ہو یا غیر خاندانی ہر ایک ان کو دل سے چاہتا تھا۔ عوام وخواص میں ان کی بے پناہ مقبولیت کا اندازہ ان کی تجہیز وتکفین میں شامل لاکھوں افراد سے لگایا جا سکتا ہے۔ پورے شہر بریلی شریف میں جس طرف نگاہ اٹھتی تھی سوگ واروں کے سر ہی نظر آتے تھے۔ فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج باوجود اپنی وسعتوں کے نماز جنازہ میں شامل ہونے والوں پر تنگ ہو گیا تھا۔ ادھر ادھر چھتیں، روڈ اور گلیاں بھی کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ اس موقع پر ان کے محبین کی کیفیت دیدنی تھی۔ چلچلاتی دھوپ ہے اور ابھی جنازہ شریف بھی نہیں آیا ہے مگر لوگ پہلے ہی سے صف باندھے کھڑے ہوئے ہیں۔ تمنا بس اتنی سی ہے کہ نماز جنازہ میں شرکت اور ایک نظر دیدار ہو جائے۔ شدت گرمی اگرچہ ہر ایک کو بے چین کئے ہوئے ہے اور نہ جانے اس نے کتنوں کو بے ہوش کر کے زمین پر گرا دیا ہے مگر واہ رے دیوانگانِ تحسین ملت کی دیوانگی، اس کے باوجود بھی کوئی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہو رہا ہے بلکہ لمحہ بہ لمحہ بھیڑ بڑھتی جا رہی ہے، آنے والوں کا تانتا لگا ہوا ہے۔ لیجئے جنازہ شریف مفتی اعظم گیٹ سے اندر داخل ہو گیا اور وہ دیکھئے ادھر چاہنے والے ٹوٹ پڑے۔ منتظمین وخاندانی حضرات حیران و پریشان ہیں کہ کیسے کیا کیا جائے جنازہ شریف پہلے ہی سے ایک متعین جگہ (جہاں مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ ہوئی تھی) پہنچنا ہے مگر وہاں تک کیسے پہنچایا جائے اور جیسے تیسے پہنچ بھی جائے تو اتنے حصے میں نماز پڑھنے والے کیسے سمائیں گے۔ ناچار جنازہ شریف مفتی اعظم گیٹ سے کچھ قدم آگے بڑھ کر دہنی جانب ایک مکان کے سامنے روک دیا گیا اور پھر قریب آدھا گھنٹہ بامشقت جدوجہد کے بعد کہیں بھیڑ پر قابو پایا گیا اور اللہ اللہ کر کے نماز جنازہ ادا کی گئی۔

قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ سب کیا ہے؟ کیا اس سے ان کی عند اللہ محبوبیت اور عند الناس بے پایاں مقبولیت کا پتہ نہیں چلتا۔ یقیناً وہ میرے نزدیک مقام محبوبیت پر فائز تھے اور اللہ عزوجل اپنے محبوب بندوں کو ایسی ہی شہرت ومقبولیت عامہ عطا فرماتا ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ ان کی اس تمام شہرت ومقبولیت کے پیچھے صرف خاندانی عظمت وشرافت کا عمل دخل ہرگز نہیں تھا جیسا کہ کچھ لوگوں کا گمان ہے بلکہ جیسا کہ عرض کیا وہ بذات خود ایک عظیم محدث اور بافیض شیخ شریعت وطریقت تھے اور دنیائے علم وعمل میں اس قدر اونچا مقام رکھتے تھے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ان کی علمی مہارت اور عملی طہارت کے قائل ومداح تھے۔ کہنے والے نے بجا کہا ہے:

اپنے تو اپنے رہے غیروں نے بھی مانا تمہیں ۔۔۔ واہ وا کیا بات تھی تحسین ملت آپ ہیں

آہ! وہ ایسے خلیق ومتنوع الاوصاف اب ہم میں نہ رہے۔ اب صرف ان کی یادیں اور باتیں رہ گئیں۔ ان کا مسکراتا ہوا چہرہ زندگی بھر ہمیں رلاتا رہے گا۔ ان کا حسن اخلاق رہ رہ کے یاد آتا رہے گا۔ آہ! حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ گئے تو حضرت مظہر مفتی اعظم کو چھوڑ گئے تھے۔ ہم ان کو دیکھ لیا کرتے تھے مفتی اعظم کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور سکون مل جاتا تھا۔ ہم ان کی بارگاہ میں اپنی دینی ودنیوی پریشانیاں رکھتے تھے وہ ہماری سنتے تھے، ہمیں پیار دیتے تھے، دلاسے دیتے تھے۔ آہ! اب کون ہم غریبوں کی سنے گا؟ کون ہمیں گلے لگائے گا؟

آہ اب رنج والم میں ہم کس کو آواز دیں ۔۔۔ ٹوٹے قلبوں کی صدا تھے حضرت تحسین رضا

ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

محمد توفیق احمد اشرفی نعیمی

بانی وناظم اعلیٰ مدرسہ عالیہ نعمانیہ شیش گڑھ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما بحیثیت ایک استاذ کامل

مفتی محمد عالمگیر رضوی

تاریخ انسانی کی تخلیق سے لیکر ہنوز بنی نوع انسان کی آمد ورفت کا سلسلہ شب وروز جاری وساری ہے،اور مشیت ایزدی کے مطابق یہ سلسلۂ موت وحیات تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا۔نہ جانے کتنی شخصیتیں منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئیں،اور اپنی حیات مستعار کے چند روزہ لمحات گزار کر اس دنیائے دوں سے رخصت ہوتے ہوئے پیام اجل کو لبیک کہا۔ان کی یادوں کے نقوش قلوب واذہان سے رفتہ رفتہ محو ہوتے چلے گئے۔مگر اسی جہان رنگ وبو میں کچھ ایسی قد آور اور ہمہ جہت عبقری شخصیتیں مہرومہ بن کر ضوفگن ہوئیں جنہوں نے اپنے اخلاق وکردار،تبلیغ وارشاد،اخلاص وللہیت علم وعمل،عبادت وریاضت،خوف وخشیت،زہد وورع،تقویٰ وطہارت اور عفو ودرگزر جیسی بے پناہ صلاحیتوں،خوبیوں اور انوار وتجلیات سے ایک عالم کو مستفیض ومستنیر اور منور ومجلی کیا انہیں پاکیزہ نفوس وذوات قدسیہ میں سے ایک انتہائی عبقری شش جہت دل آویز وپرکشش شخصیت صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد تحسین رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی تھی۔آپ کی پاکیزہ شخصیت علم وعمل،فکر وفن،علم ودانش،تدبر وتفکر،عبادت وریاضت،توکل واستغناء،تصوف واخلاق،سلوک واحسان،مروّت وموّدت،شرافت وانسانیت،خوف وخشیت،اخلاص وللہیت،رأفت ورحمت،عفو وکرم،جود وسخا،تحقیق وتدقیق،بحث وتمحیص،فقہ وبصیرت،تہذیب وتصنیف،رشد وہدایت،ارشاد وتبلیغ،درس وتدریس،اور تعلیم وتربیت سے عبارت تھی۔آپ کی ہمہ جہت پرکشش شخصیت کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو آپ کی عبقری شخصیت تمام اوصاف وکمالات اور محاسن ومحامد کی جامع نظر آتی ہے۔یقیناً آپ کے کمالات علمیہ واوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کو دیکھ کر زبان قال پر برجستہ یہ شعر جاری ہوا:

"لیس علی اللہ بمستنکر...... ان یجمع العالم فی واحد"

آپ کی جاذب نظر شخصیت کو جس نہج سے دیکھا جائے،آپ کی شخصیت کا ہر ایک باب انوکھا دکھائی دیتا ہے۔مگر آپ کی حیات طیبہ کا سب سے انوکھا باب اور نمایاں وصف رشد وہدایت،تعلیم وتربیت،اور درس وتدریس کا نظر آتا ہے۔فقیہ اعظم ہند حضور شارح بخاری سیدی الکریم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔چوں کہ آج مدارس کی کثرت ہے،اور مدرسین کی بہتات۔اس لئے کسی بھی شخصیت کے تعارف میں یہ کہنا کہ وہ ایک اعلیٰ مدرس تھے،ایک بے حقیقت کا سا لفظ ہوکر رہ گیا ہے،لیکن جو لوگ دیدہ ور ہیں وہ اگر غور کریں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ ایک مدرس ہونا وہ بھی اعلیٰ مدرس ہونا اعلیٰ عالم ہونے کی دلیل ہے۔نیز آپ فرماتے ہیں یوں سمجھئے۔مدرسین کی تین اقسام ہیں۔پہلی قسم وہ ہے،جو صرف تنخواہ وصول کرنے کے لئے مدرسے میں حاضری دیتے ہیں،اور کسی طرح خانہ پری کرتے ہیں۔دوسری قسم مدرسین کی وہ ہے جو مدرسہ میں حاضری تو اس لئے دیتے ہیں کہ تنخواہ وصول ہو،لیکن کچھ پڑھاتے بھی ہیں۔تیسری قسم مدرسین کی وہ ہے،جن کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ سینے میں ہے وہ سب کچھ میں اپنے شاگردوں کے سینے میں انڈیل دوں۔وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ تنخواہ کیا مل رہی ہے۔ملے گی یا نہیں ملے گی؟ حقیقت میں مدرس یہی تیسری قسم کے لوگ ہیں۔اور دوسری قسم کے لوگ مزدور ہیں اور اپنی مزدوری حاصل کرنے کے لئے درس وتدریس کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔آج علم کی جو

www.muftiakhtarrazakhan.com

بھی شمع جہاں بھی روشن ہے، وہ تیسری قسم کے ہی نفوس قدسیہ کی برکات سے ہے۔ (حیات صدر الشریعہ)

جلالۃ العلم، استاذ الاساتذہ، معمار ملت، صدر العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز بلا شبہ اس تیسری قسم کے ہی نفوس قدسیہ میں سے علم وفن، فقہ وبصیرت کے ایسے بحر ذخار تھے جن کے فیضان کرم سے سیراب ہو کر ملت اسلامیہ بیضاء کی زمام قیادت سنبھالنے والوں کی ایک لمبی قطار نظر آتی ہے۔ آپ اپنے ماہر علوم وفنون و مشفق و متبحر اساتذۂ ذوی الاحترام (حضور مفتی اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ، حضور محدث اعظم پاکستان وغیرہم) سے اکتساب فیض کر کے اور علوم وفنون کی امانت لے کر میدان درس وتدریس کے ایک ایسے شہسوار و یکتائے روزگار ہوئے کہ آپ کے علمی فیضان سے اپنے خواطر واذہان کو جگمگانے اور روشن کرنے والوں میں اگر ایک طرف مخلص اور ذی استعداد مدرسین کی قطار ہے تو دوسری طرف اپنی خطابت سے قوم کی اصلاح وتبلیغ کرنے والوں کی ایک جماعت ہے۔ فقہائے اسلام اور مفتیان کرام کا گروہ بھی ہے اور عابد شب زندہ دار صوفیہ بھی۔ معقولیین وفلسفی بھی ہیں اور ادباء وصحافی بھی۔ متکلمین کی جماعت بھی ہے اور مشائخ طریقت بھی۔ قوم وملت کو جس وقت جس طرح کی قیادت کی ضرورت ہوگی، حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ کے باصلاحیت تلامذہ کی ایک اچھی تعداد قوم وملت کی امامت وقیادت کے لئے موجود ملے گی۔

آپ نے تقریبا ۵۵ رسال تک نہایت ذمہ داری کے ساتھ بڑی عرق ریزی وجاں سوزی وجگر کاوی واخلاص وللہیت اور کمال مہارت وحذاقت کے ساتھ شہر کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ہر فن کی مشکل سے مشکل ترین اور منتہی کتب درسیہ کو پڑھایا۔ جن درسگاہوں کی مسند تدریس پر متمکن وجلوہ افروز ہو کر آپ نے علم وحکمت، فکر وفن، شعور وآگہی، حدیث وفقہ وتفسیر کے گوہر آب دار لٹائے، ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔ مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام، دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی، جامعہ نوریہ محلہ باقر گنج، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا (بریلی شریف) ان علمی روحانی اور مرکزی درس گاہوں کو آپ نے زینت بخشی۔

آپ کی درس گاہ فیض سے علم وفن، حکمت ودانش کی دولت لازوال حاصل کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے، ان میں چند مشاہیر تلامذہ علما وفقہا کے اسمائے گرامی کچھ اس طرح ہیں۔ حضور تاج الشریعہ مخدومی ومطاعی مرشدی الکریم حضرت علامہ محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ قادری ازہری مدظلہ النورانی۔ فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ رضوی شیخ الحدیث جامعہ حضرت بلال بنگلور۔ مصنف شہیر، مدرس باکمال حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ محلہ باقر گنج بریلی شریف۔ محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد ایوب مظہر رضوی پورنوی شیخ الحدیث دار العلوم وارثیہ لکھنؤ۔ حضرت علامہ ومولانا قاری صغیر احمد صاحب جوکھن پوری بانی ومہتمم الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن بریلی شریف۔ حضرت علامہ ومولانا قاری تطہیر احمد صاحب رضوی وغیرہم۔

فقیر راقم الحروف صوبۂ راجستھان کی مرکزی تعلیمی درس گاہ دار العلوم اسحاقیہ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے زریں موقع پر کئی بار آپ کی ولایت مآب، دل آویز جاذب نظر شخصیت بارزہ سے مشرف ہوا، بلکہ فقیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت کا قیام میرے ہی کمرے میں ہوتا تھا کہ آپ کی خدمت کا بہت موقع ملا۔ آپ کی شخصیت علوم ظاہری وباطنی کی سنگم تھی۔ آپ کی پیشانی سے طلعت ونورانیت کا ایسا ترشح ہوتا تھا۔ جو آپ کی نورانی پیشانی ورخ زیبا کو دیکھتا، وہ پہلی ہی ملاقات میں آپ کا گرویدہ وشیفتہ ہو جاتا۔ یقیناً آپ کی پیشانی اقدس ایسی روشن تھی کہ جہاں اور جس مجلس میں آپ تشریف فرما ہوتے، معلوم ہوتا کہ کوئی نورانی پیکر تشریف فرما ہے۔ آپ کی پیشانی سے رونق وبہجت کی ایسی کرنیں پھوٹتی تھیں جن پر ہزاروں رعنائیاں قربان تھیں۔ بہر کیف آپ کے محاسن علمیہ وکمالات فنیہ اور

www.muftiakhtarrazakhan.com

تصوف وطریقت سے مملو حیات طیبہ کو دیکھ کر زبان قال پر یہ اشعار جاری ہوئے۔

فالفخر عن تقصیرہ بک ناکب ‏ والمجد من ان یستزاد براء

عممت حتیٰ المدن منک ملاء ‏ ولفت حتیٰ ذالثناء لفاء

(دیوان متنبی)

مولیٰ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ آپ کی دینی، علمی، فقہی، تدریسی، تبلیغی، اشاعتی، اصلاحی، رفاہی، سماجی، خدمات دینیہ ومساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر دارین کی سعادتوں سے ہمکنار وسرفراز فرما کر حیات سرمدی عطا فرمائے، اور حضرت کے خلف اکبر مولانا حسان رضا خاں وخلف اوسط مولانا رضوان میاں وخلف اصغر جناب صہیب رضا خاں، و دیگر متعلقین ومعتقدین ومریدین حضرات کو صبر جمیل واجر جزیل کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات۔

خاک پائے علمائے اہل سنت، (مفتی) محمد عالمگیر رضوی مصباحی عفی عنہ

خادم تدریس وافتاء دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان) ۲۸ ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۳ ر اگست ۲۰۰۷

صدر العلما علم وعمل کا روشن مینارہ

مولانا کوثر علی رضوی

بعض شخصیتیں اتنی ہمہ جہت اور آفاقی ہوتی ہیں کہ انہیں جس رخ سے دیکھئے مکمل نظر آئیں گی ایسی ہستیاں ایک طویل عرصے کے بعد وجود میں آتی ہیں اور علم وعمل زہد وتقویٰ کا روشن مینار بنکر ساکنان عالم کے دل ودماغ کو روشن وتابناک کرتی ہوئی قوم کے درمیان اپنی گہری چھاپ چھوڑ کر ابدی نیند سوجاتی ہیں۔ انہیں شخصیتوں میں گل گزار رضویت پیر طریقت صدر العلما حضرت علامہ مولانا مفتی تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ حضور صدر العلماء کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں۔ درس حدیث اور تدریس وتعویذ کے ذریعہ تعلیم وتبلیغ دین فرمائی، زندگی بھر خدمت دین کی اور ہمیشہ طلب دنیا وخواہش مال وزر سے دور ونفور رہے۔ حضور کے سانحہ ارتحال کی افسوس ناک خبر بروز جمعہ ۱۸ ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو بذریعہ ٹیلی فون بریلی شریف پہنچی کہ حضور صدر العلما ایک سڑک حادثے میں پوری قوم کو داغ مفارقت دے کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے،، سب کی زبان سے یہی جملہ نکلا'' آہ آج ہم سب ایک عظیم ہستی کے سایۂ کرم سے محروم ہوگئے'' اور بعض احباب نے تو یہاں تک کہا کہ سنیت یتیم ہوگئی۔ حلقۂ ارادت اور مدارس دینیہ میں اس غم واندوہ بھری خبر کے پہنچتے ہی ایک کہرام سا برپا ہوگیا طلبہ سے لے کر اساتذہ تک سب کے چہرے اتر گئے معتقدین اور مریدین کے قافلے حضور صدر العلما کے دولت کدے کی طرف پر امنڈ پڑے، اور ذرا سی دیر میں عشاق کا جم غفیر جمع ہوگیا جس وقت آپ کا جسد اطہر بذریعہ ہوائی جہاز ناگپور سے دہلی اور پھر دہلی سے بائی روڈ بریلی شریف آیا ایک شور سا برپا ہوگیا گویا کہ قیامت صغریٰ ہے۔ ہر کوئی حضور صدر العلما کے رخ زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیقرار ہوگیا اور ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگا کہ پہلے ہم زیارت سے مشرف ہوں آخر بعد

www.muftiakhtarrazakhan.com

نماز عشا تابوت کھولا گیا اور لوگ زیارت سے مشرف ہونے لگے تو راقم السطور بھی تقریباً دس بجے نمناک آنکھوں سے حضور صدر العلما کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کہ حضور گہری نیند آرام فرما رہے ہوں اور جس وقت حضور صدر العلما کے برادر اکبر رہبر شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد سبطین رضا خاں مدظلہ العالی زیارت گاہ پر تشریف لائے اور حضرت کی پیشانی کو بوسہ دیا اس وقت صبر کا پیمانہ چھلک پڑا اور حاضرین کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ حاضرین میں حضور صدر العلما کے برادر اصغر صوفی باصفا حضرت علامہ مفتی محمد حبیب رضا خاں اور شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خاں کے علاوہ خاندان کے معزز افراد و جید علماء کرام موجود تھے پھر جب آپ کا جنازہ دولت کدے سے اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں لایا گیا ہر شخص کی آرزو تھی کہ جنازے میں کسی صورت سے کندھا دینے کا موقع نصیب ہو جائے تو قسمت کی معراج ہو جائے۔ لاکھوں کا مجمع تھا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت اور ذکر کلمہ و درود کے مقدس نغموں سے فضا سنجیدہ ہو گئی اور موسم سوگوار۔ بریلی شریف کی تاریخ میں پروانوں کی اس قدر بھیڑ تعجب خیز منظر سمیٹے ہوئے تھی۔ ہر شخص کے چہرے پر افسردگی کے نشانات صاف طور پر نمایاں تھے اور اپنی ؛ بڈبائی آنکھوں سے ایک مقدس ولی کا جنازہ دیکھ کر ایک دوسرے کا منھ تک رہے تھے۔ بڑی مشکل کے بعد صف بندی کی گئی اور قاضی القضاۃ تاج الشریعہ فقیہ اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دام ظلہ العالی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

حضور صدر العلما ایک مرشد کامل کے ساتھ ساتھ محدث و فقیہ اور نعت گو شاعر کی حیثیت سے بھی جانے جاتے تھے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے خالی دامن کو گوہر مراد سے بھر کر خوش و خرم واپس ہوتے۔ حضرت یقیناً علم و عمل، اخلاق و کردار، گفتار و رفتار، اتباع سنت و شریعت، زہد و تقوی، انکساری، و تواضع کا پیکر مجسم تھے اور ان تمام اوصاف کے ساتھ علمائے کرام سے بھی بڑی محبت فرماتے تھے۔ حضور صدر العلما نے اپنی ۷۹ر سالہ زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین و خدمت خلق اور اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مشن کے فروغ میں صرف کیا۔ کسی کو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ حضرت کا سانحۂ ارتحال سچ ہے مگر قضا کو کون ٹال سکتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ حضور صدر العلماء مرکز الدراسات الاسلامیہ کے فقہی سیمینار میں موجود ہوں جو ابھی پانچ چھ روز قبل ہوا تھا۔ حضرت سیمینار کی ہر نشست میں تشریف لاتے، جلوہ افروز ہو کر محفل علماء کو رونق بخشتے، اور اکثر استاذ نا المکرم عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا قاضی عبد الرحیم بستوی صاحب قبلہ سے محو گفتگو ہوتے۔ راقم بھی حضرت کے پس پشت بیٹھتا اور حضرت سے دریافت کرتا رہتا کہ کسی چیز کی حاجت تو نہیں؟ سیمینار کے آخری روز صبح کی نشست میں راقم السطور نے عرض کیا حضور ناشتہ کر لیں۔ حضور راضی ہو گئے اور راقم کے ساتھ ایک نمبر آفس میں تشریف لائے، راقم نے ایک طالب علم سے پوچھا کہ چھوٹے ماموں نے ناشتہ کر لیا؟ قبل اس کے کہ وہ طالب علم جواب دیتا حضور نے ارشاد فرمایا چھوٹے ماموں (حضرت حبیب رضا خاں) پہلے ہی ناشتہ کر چکے ہیں، حضور ناشتہ تناول فرماتے رہے، اور میں دیدار سے مشرف ہوتا رہا یکایک میرے ذہن میں ایک سوال ابھرا اور حضور سے دریافت کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال پہلے ہوا یا استاذ زمن علیہ الرحمۃ والرضوان کا؟ حضور نے برجستہ جواب دیا کہ پہلے استاذ زمن علیہ الرحمہ کا وصال ہوا جبھی تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے انکی شان میں مرثیہ لکھا۔

جس طرح اعلیٰ حضرت تین بھائی تھے اور اوسط کا پہلے وصال ہوا ویسے ہی تین بھائیوں میں حضرت صدر العلما اوسط تھے اور جد امجد استاذ زمن کی طرح دونوں بھائیوں سے پہلے ہی اس دار فانی سے رخصت ہو کر دار البقا کی طرف کوچ کر گئے، حضور کا ایک ایک جملہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔آپ کا مزار پر انوار آپ کی قیام گاہ سے چند قدم کے فاصلے پر ایک عالم کو فیوض و برکات سے شاد کام کر رہا ہے۔مولیٰ تعالی حضور صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے ہمیں اور تمام سنیوں کو مستفید فرمائے۔(آمین)

﴿از: محمد کوثر علی رضوی، خادم الافتا مرکزی دار الافتا بریلی شریف﴾

صدر العلما مظہر مفتی اعظم

مولانا مختار احمد قادری بہیڑوی

صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اچانک ہی اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔آپ کی رحلت ایک ایسا عظیم سانحہ ہے جس کی کسک ہمیشہ جماعت اہلسنت کو بیتاب و مضطرب رکھے گی۔

پروردگار عالم نے آپ کو ایسا وسیع علم، بلند اخلاق اور عظیم کردار عطا فرمایا تھا کہ آپ کی ذات خانوادۂ رضویہ کے علاوہ سارے سنی سلاسل اور جملہ علمائے اہلسنت کے درمیان بھی یکساں مقبول و مستند تھی۔سب آپ سے محبت رکھتے تھے، سب کے دلوں میں آپ کا احترام تھا، اور سب ہی آپ کی وسعت علمی اور بلندی کردار کے معترف تھے۔

بریلی شریف میں اہلسنت کے چار عظیم ادارے ہیں۔منظر اسلام جس کو مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے قائم فرمایا۔مظہر اسلام جس کا قیام قطب عالم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں ہوا۔جامعہ نوریہ رضویہ جس کو نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الشاہ منان رضا خاں صاحب منانی میاں نے قائم کیا۔جامعۃ الرضا جسے جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خانصاحب قبلہ ازہری میاں نے قائم کیا۔یہ چاروں ادارے حضور صدر العلماء کے چشمۂ علم سے فیضیاب و سیراب ہوئے۔

پہلے آپ دار العلوم مظہر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے پھر جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بیک وقت صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصبوں کو سرفراز فرمایا۔اس کے بعد جامعہ نوریہ باقر گنج میں شیخ الحدیث کے عہدے کو زینت بخشی، آخر میں جامعۃ الرضا متھرا پور میں طالبان علوم کو اپنے بحر علم سے سیراب کیا اور اسی ادارے میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوئے آپ کے سفر حیات کا اختتام ہوا۔

دنیائے سنیت میں آپ کو صدر العلماء اور محدث بریلوی کے علاوہ ''مظہر مفتی اعظم'' کے عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ صرف صورت ہی میں نہیں بلکہ سیرت میں بھی مظہر مفتی اعظم تھے۔ایک طرف آپ کے نورانی چہرے میں مفتی اعظم کی شباہت نظر آتی تھی تو دوسری طرف آپ کے کردار و عمل میں مفتی اعظم کی اداؤں کی جھلکیاں دکھائی دیتی تھیں۔

حضور مفتی اعظم کی مقدس زندگی کا اکثر حصہ سفر میں گزرا۔آپ کے یہ سفر دنیوی منافع اور ذاتی مقاصد کے لئے نہ تھے بلکہ صرف تبلیغ دین، فروغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے تھے۔آپ کا مطمح نظر دولت کمانا نہ تھا بلکہ گھر گھر اعلیٰ حضرت کا مشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

پہنچاتا تھا۔ اسی لئے آپ نے کبھی بڑے شہروں کو ترجیح نہ دی بلکہ شہروں سے زیادہ چھوٹے چھوٹے دیہات کا سفر فرمایا۔ آپ نے دعوت قبول کرتے ہوئے کبھی یہ نہ دیکھا کہ دولت کہاں زیادہ ملے گی، ہمیشہ یہ دیکھا کہ دینی و مسلکی ضرورت کہاں زیادہ ہے۔

حضرت صدر العلما کے سفر بھی حضور مفتی اعظم کے قدم بقدم رہے۔ آپ نے مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشن کو اپنے سینے سے لگا کر ہر اس جگہ کا سفر کیا جہاں مسلک کی سربلندی کے لئے جانے کی ضرورت محسوس کی۔

جہاں مال و دولت کی فراوانی بڑے بڑے شہروں میں نظر آتی ہے وہیں ہر طرح کی آسائشیں اور سہولتیں بھی دستیاب ہوتی ہیں۔ مگر تبلیغ و ہدایت کی ضرورت دور دراز کے ان دیہاتوں میں زیادہ ہوتی ہے جو عام شاہراہوں سے الگ تھلگ اور زندگی کی عمومی ضرورتوں سے محروم ہیں ان غربت زدہ دیہات کے مفلوک الحال باشندے دین کی بنیادی تعلیمات سے نا آشنا اور اسلامی تہذیب و تمدن سے بے بہرہ زندگی گزارتے ہیں۔ ایسے دیہات کا سفر دین کا وہی رہبر کر سکتا ہے جس کے دل میں سنیت کا سچا درد اور اشاعت دین کا مخلصانہ جذبہ موجزن ہو۔

حضرت صدر العلما حضور مفتی اعظم ہند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسے دیہاتوں کو دل کھول کر نوازتے تھے اس طرح کے مقامات کے لئے جب بھی دعوت دی جاتی خوشی خوشی قبول فرماتے تھے۔

میں نے انہیں بہار، بنگال کے ایسے دیہات میں کئی کئی روز کے پروگرام کرتے دیکھا جہاں نہ بجلی کی سہولت ہوتی تھی، نہ پُر آسائش قیام گاہ کا انتظام اور نہ ہی کوئی خاص نذرانہ ملنے کے امکانات! دوران قیام مختلف قسم کی پریشانیوں اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا مگر کیا مجال کہ پیشانی پر ناگواری کی ایک شکن بھی آجائے۔ اس طرح کے حالات خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت فرماتے اور پورا وقت خوش دلی کے ساتھ گزار کر واپس لوٹتے تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ دین کی راہ میں درپیش ہونے والی ہر صعوبت و مشقت کو بغیر کسی ناگواری کے خوشی خوشی قبول فرمایا اور جس طرح بھی ہو سکا گاؤں گاؤں جا کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ نہ ٹرین میں کسی خاص درجے کے خواہش مند رہے اور نہ ٹرین سے اتر کر آگے جانے کے لئے کسی خاص قسم کی گاڑی کے طلبگار! لوگ جیسی بھی سواری لے آئے اسی میں خوشی سے سفر فرمالیا۔ پھر منزل پر پہنچ کر نہ آرام کی طلب، نہ یکسوئی کی خواہش، صرف مسلک کے کام سے مطلب! آرام ملے یا نہ ملے، کھانا حسب منشا اور وقت پر میسر ہو یا نہ ہو، مگر مسلک کا کام ہوتا رہے۔ لوگ، جہاں لے گئے چلے گئے۔ جہاں بٹھایا بیٹھ گئے۔ پروگرام ایک بستی میں ہے مگر آس پاس کے ہر گاؤں کے لوگوں کی خواہش ہے کہ حضور ہمارے گاؤں بھی تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے چلیں تا کہ وہاں کے جو لوگ پروگرام والی بستی میں نہیں آسکے وہ بھی حضرت کے فیض سے مستفیض ہو جائیں۔ کتنے لوگوں کی خواہش ہے کہ حضرت ہمارے گھروں کو اپنے قدوم سے مشرف فرمادیں تا کہ ہمارے اہل خانہ حضرت کی نسبت سے سرفراز ہو جائیں۔ سرکار مفتی اعظم مذہب و مسلک کی اشاعت کے لئے سب کی خواہش پوری فرمارہے ہیں۔ کسی معقول سواری کا انتظام بھی نہیں ہے مگر پھر بھی گاؤں گاؤں جارہے ہیں گھر گھر جارہے ہیں۔ امیروں کی عالیشان کوٹھیوں میں بھی جارہے ہیں اور غریبوں کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں بھی۔ حضور مفتی اعظم کی یہی قربانیاں ہیں جن کے نتیجہ میں آج گھر گھر مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرا رہا ہے اور ہر طرف خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت کے چراغ جل رہے ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت صدر العلماء کی حیات مقدسہ میں تبلیغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی اخلاص وایثار کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ضعیفی و بزرگی کے دور میں بھی آپ نے تبلیغ دین کے لئے مسلسل سفر کئے۔ اور اس راہ میں پیش آنے والی کسی پریشانی سے کبھی دل برداشتہ نہیں ہوئے۔ جس نے جہاں کے لئے دعوت دی، قبول فرمالی۔ اور جہاں کے لئے وعدہ کرلیا پورا کیا۔ کبھی وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہیں کی۔ ٹرین کے ہر کلاس میں سفر کیا۔ ضرورت پڑی تو بسوں کے سفر سے بھی دریغ نہیں کیا۔ پروگرام والے جیسی گاڑی لے آئے اسی میں خوشی سے سوار ہو گئے۔

بہار، بنگال وغیرہ میں پسماندہ دیہاتوں کے لوگ ناہموار راستوں میں بیل تانگوں میں بٹھا کر آپ کو گاؤں گاؤں لے جاتے تھے مگر میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا تھا کہ آپ کسی ناراضگی وکراہت کا اظہار کئے بغیر بلا تکلف ان بیل تانگوں میں سوار ہوکر پورے علاقے کا دورہ فرماتے تھے اور گاؤں گاؤں جا کر اعلیٰ حضرت کا پیغام اور مفتی اعظم کا فیضان پہنچاتے تھے۔

گاؤں کے غریب لوگ حصول برکت کے لئے اپنے اپنے گھروں میں لے جانا چاہتے تھے آپ بغیر کسی ناگواری کے انکے گھروں پر تشریف بھی لے جاتے تھے اور جو کچھ دستر خوان پر حاضر کرتے تھے بلا تکلف اسے حسب خواہش تناول بھی فرمالیتے تھے۔ میں نے برسہا برس تک مدرسہ بحر العلوم بھیڑی کے سالانہ امتحان کے لئے آپ کو بلایا۔ آپ پابندی کے ساتھ تشریف لاتے رہے۔ کبھی آپ نے کار یا دوسری مخصوص سواری کی فرمائش نہیں کی۔ ہر سال روڈویز کی بس سے تشریف لائے۔ کبھی کوئی خادم ساتھ ہوا اور کبھی وہ بھی نہیں، تنہا ہی تشریف لے آئے۔ میں نے انہیں ایسی قیام گاہوں میں قیام فرماتے دیکھا جہاں شدید گرمی کے باوجود اے سی، یا کولر کا تو کیا سوال پنکھا بھی مہیا نہیں، مگر پھر بھی کوئی ناگواری نہیں۔ وہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتوں کے پاسبان تھے۔ انہیں مسلک کا کام کرنا تھا جو انہوں نے خوب کیا، سچے دل سے کیا، پورے اخلاص کے ساتھ کیا، مفتی اعظم کی پیروی کرتے ہوئے گاؤں گاؤں جا کر کیا، گھر گھر پہونچ کر کیا۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقوش وتعویذات کے ذریعہ بھی تبلیغ دین اور اشاعت سنیت کا بہت کام کیا۔ آپ کی نشست کے اوقات میں آپ کے دربار کے دروازے ہر خاص وعام، غریب وامیر کے لئے کھلے رہتے تھے۔ نہ ہی دربان ہوتا نہ چوکیدار! جو آتا بلا روک ٹوک حاضر ہوتا، نہ اجازت کی ضرورت ہوتی، نہ انتظار کی زحمت! نشست کے پورے وقت حاجت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی، کوئی پانی دم کراتا، کسی کو تعویذ کی ضرورت ہوتی، کوئی اپنی مشکل کا حل دریافت کرتا۔ آپ سب کی فریادیں محبت وتوجہ سے سنتے، سب کی حاجت روائی فرماتے، سب کو ضرورت کے مطابق نقوش وتعویذات عنایت فرماتے، پانی پر دم کرتے، اس طرح ہر آنے والے کو شاد کام واپس لوٹاتے، آپ جب باہر تشریف لے جاتے تب بھی قیام گاہ پر نقوش وتعویذات کے طلبگاروں کی بھیڑ لگی رہتی اور وہاں بھی آپ سب کی حاجت روائی میں مصروف رہتے۔

حضرت صدر العلما زندگی بھر حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طریقہ پر گامزن رہے۔ عام طور پر مکتبہ مشرق میں آپ کی نشست ہوتی۔ دعا تعویذ کے خواہش مند آتے رہتے اور آپ پوری خوش دلی کے ساتھ سب کی ضرورتیں پوری فرماتے رہتے۔ نہ بھیڑ سے اکتاتے، نہ کسی پر ناراض ہوتے، ہر ایک کی بات پوری توجہ سے سنتے اور اس کی ضرورت کے مطابق روحانی نسخہ تجویز فرماتے۔

آپ کی اس مجلس میں امیر بھی آتے اور غریب بھی، اور سب یکساں محبت سے سرفراز ہوتے۔ دوران سفر بھی حاجت مندوں کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

بھیڑ لگی رہتی اور آپ سرکار مفتی اعظم کی اتباع کرتے ہوئے اپنے آرام اور دیگر ضروریات سے بے نیاز ہو کر سب کا کام کرتے تھے۔آپ کا محبت آمیز سلوک، نرم اور شیریں اندازِ گفتگو، دھیما دھیما مٹھاس بھرا لہجہ اہل مجلس کو حضور مفتی اعظم کی یاد دلا دیتا تھا اور نگاہوں میں انکی نورانی مجلسوں کی تصویر ابھر جاتی تھی۔

حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدوں اور چاہنے والوں کا بے حد خیال رکھتے تھے۔کوئی بیمار ہوتا تو اسکی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے، کسی کے انتقال کی خبر ملتی تو اسکے جنازے میں بھی شریک ہوتے۔کہیں باہر سے کوئی آتا تو صرف اسکی اور اسکے اہل خانہ ہی کی نہیں، بلکہ نام بنام اسکے وطن کے دوسرے لوگوں کی بھی خیریت وکیفیت دریافت فرماتے۔

حضور صدر العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کو بھی اپنے سینے سے لگا کر رکھا۔اور اپنے اہل ارادت وعقیدت کو ہمیشہ اپنی عنایتوں اور شفقتوں سے سرفراز کیا، انہوں نے بیماروں کی عیادت بھی فرمائی، جنازوں میں شرکت بھی کی اور پریشانیوں کے وقت چاہنے والوں کا حوصلہ بھی بڑھایا۔

۲۰۰۰ء میں میرے والد ماجد کا انتقال ہوا۔تو میں نے محب گرامی حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب کے ذریعہ اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت نماز جنازہ پڑھادیں تو غایت کرم ہوگا۔مولانا صاحب نے میری جانب سے گزارش کی اور حضرت بلاتکلف تشریف لائے، نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان خاصا دور ہونے کے، باوجود پیدل جنازے کے ساتھ جاکر تدفین میں شرکت فرمائی۔

اخلاق وعادات کی ان بلندیوں کے علاوہ آپ کی پیروی شریعت، اتباع سنت اور تقویٰ شعاری بھی مفتی اعظم کی مقدس زندگی کی یاد دلاتی تھی۔

آپ کی پوری زندگی ایک ایسا آئینہ تھی جسمیں سرکار مفتی اعظم کی نورانی زندگی کے جلوے نظر آتے تھے اسی لیے دنیا آپ کو مظہر مفتی اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔

آپ زندگی بھر مفتی اعظم کے نقش قدم پر چلے اور انہیں کے مشن کو ہر طرف عام کرتے رہے۔

آپ نے دین کی ہر خدمت پوری دیانت داری سے انجام دی اور کہیں بھی کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ دیا۔ابھی چند مہینے پہلے کی بات ہے ۲۳ر مئی ۲۰۰۷ء کو ملک ضلع رامپور کے اطراف میں ایک جلسہ تھا، میں بھی حضور صدر العلماء کے ساتھ جلسہ میں شریک تھا۔جلسہ کے بعد نماز فجر پڑھ کر واپسی ہوئی۔پوری رات بیداری میں گزری تھی، میں سمجھ رہا تھا کہ حضرت اب گھر جاکر آرام فرمائیں گے۔مگر یہ دیکھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ آپ گھر جانے کی بجائے راستے ہی میں، متھرا پور جامعۃ الرضا میں پڑھانے کے لئے رک گئے۔اس دور ضعیفی میں پوری رات جاگ کر صبح کو مسند تدریس پر بیٹھ کر طلبہ کو درس دینا ایک ایسا کارنامہ ہے جو روحانی قوت والا ہی انجام دے سکتا ہے۔

اپنی ذمہ داریوں سے ایسی مخلصانہ دیانت داری کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کا جذبہ اس دور میں مشکل ہی سے کہیں مل سکے گا۔

مختار احمد قادری، بہیڑی، ضلع بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت صدر العلما کا جذبۂ ایصال الی المطلوب

مولانا نورالدین نظامی

صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارتحال کی خبر فاضل جلیل حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف کے ذریعہ ملی۔ لاکھوں سوگوار قلوب کے ساتھ اس کمترین کا دل بھی پرغم ہے۔ اور یہ حادثہ کائنات اہلسنت کے لئے ایک عظیم حادثہ اور ایک ایسا خلا ہے، جس کے پر ہونے کے آثار نہیں معلوم ہوتے۔ رب قدیر ان کی تربت پر رحمت ونور کے ساون برسائے اور برادر مقتدر حضرت حسان رضا خاں صاحب اور دیگر متعلقین کو صبر وسکون کی دولت عطا فرمائے۔ آمین

۱۹۵۲ء میں سیدی حضور مجاہد ملت کو میں نے مظہر مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی دست بوسی کرتے ہوئے خانقاہ رضویہ میں دیکھا اسی دن سے حضرت تحسین رضا خاں صاحب کو میں منارۂ علم وفن سمجھتا ہوں۔

گونا گوں مصروفیات اور علالت کی وجہ سے اب میں قلمی خدمات سے معذور رہتا ہوں لیکن چونکہ حضرت تحسین میاں علیہ الرحمہ میرے ذاتی طور پر محسن ہیں اور حضرت حسان رضا خاں صاحب کا حکم ہے اس لئے میں اپنی زندگی کا ایک ایسا باب کھول رہا ہوں جس سے حضرت صدر العلما کا ''جذبۂ ایصال الی المطلوب'' نمایاں ہے۔

اواخر۔ ۱۹۵۶ء میں میرا تقرر گورنمنٹ اورنٹیل کالج (مدرسہ عالیہ) رامپور میں بحیثیت شیخ الحدیث ہوا۔ اس تقرر میں میرے والد گرامی امام المنطق حضور شمس العلما حضرت علامہ الحاج سید شاہ مفتی محمد نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ کی خواہش اور شفیق محترم عالی مرتبت جناب شبیر احمد خاں صاحب غوری کی سفارش کا بھرپور دخل رہا۔ غوری صاحب علوم عقلیہ کے کوہ گراں تھے۔ کسی درسگاہ سے وابستہ نہ ہونیکے باوجود وہ مجھے اور فاضل گرامی حضرت مولانا ابوالفتح محمد نصر اللہ خاں صاحب افغانی مفتی اعظم کراچی (پاکستان) کو ''محصل'' پڑھایا کرتے تھے۔

جب میں نے مدرسہ عالیہ، رامپور میں چارج لیا تو اسٹاف کی نظروں میں مجھے نفرت کے شعلے نظر آئے۔ صلح کلیت، دیوبندیت اور جماعت اسلامی کے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔

مدرسہ کے پرنسپل عبدالشکور کاکوروی کے لڑکے عبدالمعین فاروقی تھے انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور بہت نرم انداز سے بولے کہ آپ بتادیں کہ پڑھانیکے لئے آپکو کونسی کتابیں دیجائیں۔ میں نے کہا کہ سال گزشتہ میری فراغت ہوئی ہے۔ آسانی سے میں کافیہ تک پڑھالونگا۔ بولے ٹھیک ہے اسی معیار کا آپ کو ٹائم ٹیبل دیا جائیگا۔ لیکن ایک گھنٹہ کے بعد ایک قلص نے بتایا کہ ایک مخصوص میٹنگ ہوئی ہے اور یہ طے ہوا ہے کہ چونکہ آپ کا تقرر شیخ الحدیث کے عہدہ پر ہوا ہے اس لئے آپ سے متعلق بخاری وترمذی، تفسیر بیضاوی، ملاحسن اور آٹھویں درجہ کی انگریزی کی جارہی ہے یہ سنکر میں دم بخود ہوا اور فوری طور پر میں نے والد صاحب کو تفصیلی

www.muftiakhtarrazakhan.com

تار دیا اور اس میں یہ بھی کہدیا کہ میں یہ ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔ حسن اتفاق ٹائم ٹیبل آنے سے پہلے مدرسہ کی چھٹی ہوگئی۔ دوسرے روز کسی سرکاری چھٹی کا اعلان ہوا۔ میں قیام گاہ پر آگیا اور تار کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

رات دس بجے ڈاکیہ آیا۔ جواب میں صرف، یہ تھا کہ تم بریلی پہونچو میں نے وزیر خاں کو بھیجا ہے۔ دوسرے روز میں مرکز علوم وفنون میں حاضر ہوا۔ بارگاہ امام اہلسنت میں وزیر خاں میرا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے تین خطوط دئے۔ ایک خط میرے لئے تھا، دوسرا والد صاحب کے ایک چہیتے شاگرد مولانا معین الدین خاں صاحب اعظمی شیخ المعقلات دار العلوم مظہر اسلام بریلی کے لئے اور تیسرا خط فخر المحدثین حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب اعظمی کے لئے تھا۔ اتفاق سے معین بھائی کسی مدرسہ میں امتحان لینے چلے گئے تھے۔ محدث صاحب سے تنہا ملاقات کی ہمت نہیں ہورہی تھی۔ ساجد علی خاں صاحب کو پیکر مہر و وفا سمجھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مطلب بیان کیا ان کا جواب اشارہ کرتے ہوئے یہ تھا۔ ''اس گلی سے اس گلی کے بعد کتب خانہ آئے گا وہیں آپ کسی مسجد میں جا کر ان کا پتہ معلوم کر لیجئے'' یہ تھا اراءۃ الطریق'' کا انداز۔

کچھ دور چلکر مسجد بی بی جی کے قریب پہونچا۔ کھڑا کھڑا سوچ رہا تھا کہ یا اللہ میں کیا کروں اور کس کے پاس جاؤں؟ اس درمیان میں نے دیکھا کہ ایک نورانی پیکر جسمیں جلال و جمال کا امتزاج تھا ایک رکشہ پر جلوہ افروز ہے۔ ہمت کر کے رکشہ کے قریب گیا اور سلام کے بعد دست بوسی کر کے کھڑا ہوگیا ان کی نظر بھی مجھ پر پڑی اور رکشہ گذر گیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ ہیں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند۔

اور پھر کھڑے کھڑے سوچنے لگا اچانک گوشۂ ذہن میں حضرت تحسین میاں ابھرے اور میں لوگوں سے پوچھتا ان کے گھر پہونچ گیا۔ حضرت خندہ دلی سے پیش آئے۔ پر تکلف ناشتہ منگایا، میں نے اپنی درد بھری کہانی سنائی۔ انہوں نے مجھے تسلی دی اور مجھے حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب کی خدمت میں لیگئے۔ اس وقت محدث صاحب ترمذی شریف پڑھا رہے تھے۔ والد صاحب کا خط دیکھ کر انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ آج میں کوئی کتاب نہیں پڑھاؤنگا اور مجھے معقولات و منقولات کے اسرار و رموز بتاتے رہے اور ایسے ایسے امکانی سوالات انہوں نے نوٹ کرائے جن سے میرے کان نا آشنا تھے۔ اور مجھ سے کہا کہ آپ بے تکلف رامپور جائیں بے تکلف اپنے درجہ میں بیٹھیں۔ جو بھی ٹائم ٹیبل ملے وہ لے لیجیے۔ لڑکے آئینگے اور اپنے علما کے بتائے ہوئے سوالات کرینگے۔ میرے بتائے ہوئے طریقہ پر ان سے انہیں کے سوالات کو سمجھئے اور پھر تماشہ دیکھئے۔ تقریباً چار گھنٹہ تک محدث صاحب مجھے علمی خزانہ سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ یہ عظیم احسان تھا حضرت صدر العلما کا کہ انہیں کی بدولت محدث صاحب نے اپنی توجہ سے نوازا۔ اور رب کائنات نے بوسیلۂ مدینۃ العلم ﷺ مدرسہ عالیہ رامپور میں سرخروئی عطا فرمائی۔

یہی نہیں بلکہ مظہر مفتی اعظم، صدر العلما حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ دو مرتبہ صرف میری خیریت معلوم کرنیکے لئے برادر محترم مولانا معین الدین خاں صاحب کے ساتھ رامپور تشریف لائے۔ ان کی یہ کرم فرمائیاں میرے لئے ناقابل فراموش ہیں۔

خادم العلما فقیر محمد نور الدین نظامی حبیبی
سابق پرنسپل: مدرسہ عالیہ، رامپور۔ (یوپی)

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما کی تدریسی سرگرمیاں

مولانا محمد مشرف قادری

ایسی شخصیتیں دنیا میں بہت کم ہوتی ہیں جو سب کی نظر میں مقبول ہوں، پیر ہو یا مرید اساتذہ ہوں یا تلامذہ گھر والے ہوں یا رشتہ دار اپنے ہوں یا بیگانے جو سب کی آنکھوں کا تارا بن کر رہے ہوں ایسے لوگ کم نظر آتے ہیں۔ موجودہ دور کی علمی شخصیتوں میں سے حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ذات بابرکات نمایاں خصوصیات کی حامل تھی۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں مفتی اعظم ہوں یا صدر الشریعہ، مفتی اعظم پاکستان ہوں یا محدث اعظم پاکستان، شمس العلما ہوں یا شیخ المعقولات مولانا سردار علی خاں، شیخ العلما غلام جیلانی اعظمی ہوں یا علامہ غلام یاسین رشیدی پورنوی سب آپ پر ناز فرماتے تھے۔ ہم عصر علما میں حضرت تاج الشریعہ ہوں یا استاذ العلما حضرت مفتی محمد اعظم، بحر العلوم ہوں یا محدث کبیر، حضرت قاضی عبد الرحیم ہوں یا امام المنطق حضرت نعیم اللہ خاں، صاحب تصانیف کثیرہ علامہ محمد حنیف خاں صاحب ہوں یا مناظر اہل سنت مولانا صغیر احمد صاحب، سبھی آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اور اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں خاندان والے ہوں یا رشتہ دار، مریدین ہوں یا مستفیدین، آپ سب کے چہیتے اور سب کے لاڈلے ہیں۔

دار العلوم مظہر اسلام میں تدریسی سرگرمیاں

علم ودانش کی عظیم درسگاہ، یادگار مفتی اعظم دار العلوم مظہر اسلام بی بی جی مسجد بریلی شریف میں فراغت سے پہلے ہی صدر العلما نے تدریسی کام شروع فرمادیا تھا اور فارغ ہونے کے بعد پھر ۱۹۵۲ء ۲۴ سال کی عمر میں دوبارہ باضابطہ طور پر مسند تدریس کو زینت بخشی۔ ہزاروں تشنگان علوم وفنون کو سیراب فرماتے رہے اور اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھاتے رہے۔ اسی دوران ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء بروز اتوار ۳۷ سال کی عمر میں پرانے شہر کے ایک عزت دار گھرانے میں آپ کی شادی ہوئی۔ صدر العلما اسی طرح ۱۸ سال تک مفتی اعظم کے مدرسے کی زینت کے موتی بن کر چمکتے رہے اور دوسروں کو چمکاتے رہے۔

دار العلوم منظر اسلام میں تدریسی سرگرمیاں

حضور صدر العلما دار العلوم مظہر اسلام سے رخصت ہو کر یادگار اعلیحضرت دار العلوم منظر اسلام میں آگئے اور ۴۵ سال کی عمر میں منظر اسلام کی تدریسی ذمہ داریوں کو سنبھال لیا اور یہاں بھی علم وحکمت کے گوہر لٹاتے رہے اور بیشمار طلباء کو دینی اور علمی فضیلتوں سے نوازتے رہے۔ حضرت صدر العلما کو پڑھنے پڑھانے سے ہی دلچسپی تھی یہی شغف انکو محبوب تھا اسی وجہ سے انھوں نے یہ کام اختیار کیا اور ۲۴ گھنٹے میں جب تک بیدار رہتے اسی سے متعلق رہتے۔ گھر سے مدرسہ آنا، پڑھانا اور مدرسے سے گھر جانا اور مطالعہ کرنا، ایسا لگتا تھا جیسے حضرت کو پیدا ہی اسی لئے کیا گیا ہے دار العلوم منظر اسلام میں سات سال تک مسند تدریس کو زینت بخشی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

جامعہ نوریہ میں تدریسی سرگرمیاں

یادگار اعلیحضرت منظر اسلام میں ۷ رسال تک تدریسی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانے کے بعد رخصت ہو کر ۵۲ رسال کی عمر مبارک میں جامعہ نوریہ ۱۹۸۲ء میں تشریف لائے اور یہاں بڑی محنت ولگن کے ساتھ جامعہ نوریہ رضویہ کو عروج وارتقاء کے منازل طے کراتے رہے، اندھیرے دلوں کو منور فرماتے رہے اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد پوری دنیا میں ہوگئی۔ حضرت صدر العلما کا علمی فیضان شاگردوں کے ذریعہ آج پوری دنیا میں عام ہے۔ پاکستان، ہندوستان، افریقہ، ماریشس، دبئی، کینیا، لندن، ہالینڈ، آسٹریلیا وغیرہ ممالک میں آپ کے تلامذہ علم وحکمت کا آبشار بن کر برس رہے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات انجام دے رہے ہیں تقریباً ۲۳ رسال کے طویل عرصے تک صدر العلما نے جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج کی مسند تدریس کو زینت بخشی اور مفتی اعظم کے موتی بن کر چمکتے رہے۔

جامعۃ الرضا میں تدریسی سرگرمیاں

میرے پیرومرشد قاضی القضاۃ فی الہند حضور ازہری میاں دام ظلہ علینا نے بریلی شریف میں دہلی روڈ پر بہت بڑی آراضی میں ایک جامعہ قائم فرمایا ہے جس میں وسیع وعریض عمارت فلک بوس بلڈنگ جو دیار اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم ہند کے شایان شان ہے وجود میں آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے شیخ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور جو منصوبہ جامعہ کے تعلق سے ہے اسے پورا فرمائے۔ حضور ازہری میاں نے کہا حضرت جامعۃ الرضا تشریف لے آئیں کیوں کہ جامعۃ الرضا کو آپ کی ضرورت ہے۔ حضرت صدر العلما ٹال نہ سکے اور مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور مرکز نگر چلے گئے اور اپنی علمی خوشبو سے جامعہ کو مہکاتے رہے۔ اور ۲ رسال تک یہاں تدریسی سرگرمیوں میں مصروف رہے اور ۷۷ رسال کی عمر میں ۱۸ ررجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ ناگپور اور چندر پور کے درمیان ایک حادثے میں مظہر مفتی اعظم ہند نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرمائی اور جام شہادت نوش فرمایا:

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے — حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر — فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

محمد مشرف قادری، مدرس منظر اسلام بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما عظیم عالم اور عالم گر

مولانا ابوبکر اشرفی رضوی قادری

نماز عصر سے پہلے حضرت علامہ مولانا مفتی ولی محمد صاحب رضوی سربراہ اعلیٰ تبلیغی جماعت باسنی خطیب وامام جامع مسجد باسنی کو یہ خبر موصول ہوئی جو نہ صرف افسوس ناک بلکہ اندوہ ناک غمناک ایک ایسا سانحہ جو پوری جماعت اہل سنت کے لئے ایک زلزلہ سے کم نہ تھی کہ یادگار سلف وعلم وعمل کے کوہ گراں، حلم وبردباری کے سمندر، آقائے نعمت، سرمایہ اہل سنت حضور سیدی سرکار علامہ مفتی تحسین رضا صاحب قادری ہم غرباء اہل سنت کو داغ جدائی دے گئے اور جام شہادت نوش فرمالیا۔ یہ خبر موصول ہوتے ہی ایک سکتہ طاری ہوگیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حدیث پاک میں علما کرام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ۔" موت العالِم موت العالَم "جس طرح زمین کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالی نے پہاڑوں کو میخیں بنا کر کھڑا کیا ہے تا کہ زمین متزلزل نہ ہو، اسی طرح زمین پر ایسے مقتدر علمائے کرام کو پیدا فرمایا گیا ہے کہ وہ عقائد ایمان کی حفاظت کے لئے پہاڑوں کی طرح پہرہ دیتے رہیں جنہیں دیکھ بدعقیدگی کی وبا بھاگ کھڑی ہو مخدومنا سیدی حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی تحسین رضا صاحب ایک عالم ہی نہیں بلکہ عالم گر تھے ایک مفتی ہی نہیں مفتی گر تھے، مزاج میں بے حد نرمی اور اخلاق میں بے پناہ وسعت تھی ایک بار حاضر خدمت ہونے والا زندگی بھر فراموش نہ کر سکے دار العلوم اسحاقیہ کے سالانہ جلسے کے موقع پر اہل راجستھان پر ایک مہربانی وشفقت کا بادل بن کر سایہ فگن ہوتے علمائے کرام اکتساب فیض تو کرتے ہی ساتھ ہی عوام اہل سنت کو بھی برابر نوازتے بابائے قوم وملت حضور سرکار مفتی اعظم راجستھان آنیوالوں سے فرماتے حضرت علامہ مولانا تحسین رضا صاحب کی زیارت کروان سے فیض حاصل کرو۔ آنے والے کتنی تعداد میں کیوں نہ ہوں کبھی جھنجھلاہٹ یا چہرمبارکہ پر ناراضگی کا اظہار یا شکن نہیں ملتی تھی، بلکہ مسکرا کر دعائیں دیتے اور سنیت پر سختی سے قائم رہنے کی تاکید فرماتے جو ایک امتیازی شان تھی حضرت کی:

کسی نے خوب کہا:

موج دریا سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکوت　　　جس میں جتنا ہے ظرف اتنا ہی وہ خاموش ہے

اس شعر کا عملی نمونہ آپ کی ذات گرامی تھی کہ علم کے سمندر تھے مگر خاموش مزاج تھے، جب بخاری شریف کے ختم پر علمی جوہر لٹاتے تو معلوم ہوتا کہ علم وعرفان کا ایک دھارا بہ رہا ہے حضور سرکار مفتی اعظم حضور سرکار محدث اعظم ھند حضور حافظ ملت مجاہد ملت کے کردار وعمل کا شاہکار تھے۔ خاموش طبع مگر چہرہ مبارکہ سے علمی جلال ظاہر ہوتا تھا۔ اس مرد دلاور غازئ اسلام صدر بزم علماء اہل سنت ملت اسلامیہ کا سرمایہ حیات ہونا آشکارا تھا اللہ رب العزت نے انہیں بحر العلوم بنایا تھا مگر نہ تو علمی نخوت اور نہ کسی طرح دیناوی طمطراق نہ دور حاضر کے مصنوعی رنگ ان پر اگر رنگ تھا تو مجدد دین وملت کا رنگ تھا حضور استاذ زمن کے سچے جانشین ہونے کے تعلق سے سرکار مفتی اعظم ھند کی سادگی کا رنگ تھا محدث اعظم کی علمی جلالت کا رنگ تھا حافظ ملت کی عجز وانکساری کا نمونہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا صدر الشریعہ کی جن آنکھوں نے زیارت کی اور ان کے کردار وعمل پر روشنی ڈالی وہی پر وقار علمی جلال مگر شفقت ونوازشات میں لپٹا ہوا ایسا کردار کہ برسوں اہل نظر انہیں تلاش کرتے ہی رہ جائیں گے جب گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک مشفق مہربان استاذ نے کرم کیا ہے اور جود وعطا کا دروازہ کھلا ہے۔

الغرض! حقیر راقم الحروف آپ کی بارگاہ میں کیا خراج عقیدت پیش کا کر سکتا ہے ان کا ایوان کردار تو بہت بلند تھا اور وہ ایک روشن منار تھے اور کردار وعمل کے ایک کوہ گراں تھے، سمندر کی طرح خاموش رہ کر بے پناہ ظرف کا حامل تھے وہ غربائے اہل سنت کی آبرو تھے وہ علماء اہل سنت کے محسن اعظم تھے، وہ موجودہ دور کے علما کرام کے لئے ایسی درسی کتاب تھے جس میں لکھا تھا سادگی اختیار کرو علمی جلالت کو اخلاقی جمالی چادر میں چھپا کر رکھو، بولو کم عمل زیادہ کرو، کلام کم کرو کام زیادہ کرو، زبان وقلم کی حفاظت کرو، دوسروں کا احترام کر کے محترم بن جاؤ، اپنی آنے والی نسلوں کو مسلک اعلی حضرت پر سختی سے قائم رہنے کی تاکید کرو، عوام پر مہربانی کرو، فیضیاب ہونے کی تمنا رکھنے والوں کو محروم نہ لوٹاؤ، ان کا کردار صدیوں علمائے اہل سنت کے لئے رہنمائی کرتا ہوا یہ پیغام دیتا رہے گا کہ۔

توحید تو جب ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے　　　یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

موجودہ دور کے تمام اہل سنت کو یہ حقیر مشورہ ہے کہ اتحاد اہل سنت کو ہرگز ہرگز نقصان نہ پہونچاؤ ایک اور نیک بن کر سنیت کی عینک لگالو، سنی کوئی بھی ہے تمہارا بھائی ہے، بدعقیدہ کوئی بھی ہو تمہارا دشمن ہے، تم قادری چشتی مجددی سہروردی وارثی نظامی صابری قلندری اشرفی رہو مشربا تمام سلاسل کے بزرگوں کا خوب خوب احترام کرو اور جو کچھ نعمتیں ہمیں تمہیں مل رہی ہیں انہیں اپنے مرشد برحق کے طفیل جانو مگر مسلکا رضوی حنفی رہو مسلک ہم سب کا ایک ہے وہ ہے مسلک اعلیٰ حضرت، یہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک حقہ کا سچا نام ہے، آج میں اس ذات بابرکات کو خراج عقیدت پیش کر رہا ہوں جو اس پر سختی سے قائم رہے۔ سلام اے اتحاد ملت کے علمبردار سلام اے آبروئے اہل سنت جونہی یہ خبر المناک موصول ہوئی ایک سکتہ طاری ہوگیا، مگر بعد نماز عصر جامع مسجد باسنی کے خطیب وامام مولانا مفتی ولی محمد صاحب نے فاتحہ خوانی ودعا کا اعلان کیا اور پوری مسجد کے کھچا کھچ بھرے ہوئے فرزندان توحید نے فاتحہ خوانی کی اور دوسرے دن سے یہ سلسلہ چل پڑا۔ سنی تبلیغی جماعت باسنی میں فاتحہ خوانی ودعا کا اہتمام کیا گیا میرے فرزند عزیزم مولوی محمد عثمان اشرفی کی خواہش پر مکتبہ غریب نواز میں قرآں خوانی وتعزیتی مجلس وفاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا دارالعلوم فیضان اشرف باسنی میں قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔

دارالعلوم اسحاقیہ کے درجۂ فضیلت سے فارغ ہونے والے نوجوان علما حضرت سے بے پناہ مانوس تھے اور وہ کہتے ہیں ایسے مشفق اور مہربان ممتحن کو زندگی بھر یاد رکھیں گے۔ جو علامہ زیدی کے وصال کے بعد سے مسلسل طلبہ واساتذہ کو نوازتے رہے۔ راقم الحروف دست بدعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں سنیت کے اتحاد، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا جذبہ عطا فرمائے اور دینی خدمات کی ہمت عطا فرمائے۔ محمد ابوبکر اشرفی رضوی قادری، خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، بانسی خادم منصب خطابت جامع مسجد (ناگ پور شہر)

صدرالعلما اور تصوف

قاری محمد اکرام نعیمی

بساط زمین پر متمکن انسانوں میں کچھ ذوات ونفوس وہ ہیں جن کی تقدیر کا ستارہ اوج پر ہوتا ہے، اور اعلیٰ مناصب ومدارج کے محمل ومصداق ہوتے ہیں، انہیں پاکیزہ شخصیات میں عمدۃ الاتقیا، زبدۃ الاصفیا، مظہر مفتی اعظم ہند صدرالعلما حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی تھی۔ آپ نے خلوص وللّٰہیت، احسان وسلوک، تصوف واخلاق اور صوفیانہ کردار وعمل کے وہ نقوش وخطوط اپنائے، جن سے ہمارے اسلاف کرام، اکابر دین وملت اور مشائخ عظام کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ آپ نے ہمہ وقت اپنے اکابر وبزرگان دین کے اسوۂ مبارکہ کو اپنا کر دین متین کی خدمات جلیلہ انجام دیں۔ کہیں کسی طرح رکاوٹ ومشکل کا سامنا بھی ہوا تو صبر وشکر، حلم وبردباری اور مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ پر یقین کامل رکھا۔ حضور صدرالعلما، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند کی عالمانہ اور صوفیانہ حیات کے پیکر میں ڈھلی ہوئی شخصیت اتنی پرکشش اور دل آویز ہے کہ جب ہم آپ کی جاذب نظر شخصیت کو دیکھتے ہیں تو یقیناً آپ مفتی اعظم ہند کے پرتو خاص نظر آتے ہیں۔ جہاں آپ علم وفضل کے بحر بیکراں تھے وہیں سلوک واحسان، تصوف واخلاق، حزم واتقاء، شریعت وطریقت کے جامع اور ہمارے اسلاف کرام کی ایک زندہ وجاوید تصویر تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

تصوف کی تعریف: قاضی زکریا انصاری (متوفی ۹۲۹ھ) تصوف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔التصوف علم تعرف به احوال تزكية النفوس وتصفية الاخلاق وتعمير الظاهر والباطن لنيل السعادة الابدية ۔(شرح الرسالة القشيرية ص ۷) تصوف ایسا علم ہے جس کے ذریعہ نفوس واخلاق کی صفائی و پاکیزگی اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال کو جانا جاتا ہے، تاکہ ابدی خوش بختی حاصل ہو سکے۔

مشہور اسلامی مفکر حضرت علامہ یٰسٓ اختر صاحب قبلہ مصباحی تصوف کی ماہیت و حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

صوفیۂ کرام و مشائخ عظام جس تصوف کے قائل اور جس تصوف پر عامل ہیں، وہ خالص اسلامی تصوف ہے، دعوت اتباع شریعت ہے، پیغام کتاب و سنت ہے، محبت خدائے لم یزل ہے، پیروی رسول اکرم و اعظم ہے، اقتدائے صحابہ و اہل بیت اطہار ہے، رفاقت ابرار و اخیار ہے، تحفظ آداب شریعت ہے، اطاعت احکام و اوامر ہے، اجتناب منکرات و نواھی ہے، ادائے حقوق مسلمین ہے، خیر خواہی خلق خداوندی ہے، التزام فرائض و واجبات ہے، امتناع کبائر و محرمات ہے، علم معرفت و خشیت ربانی ہے، جادۂ حق و صواب ہے، طلب رضائے خدا و رسول ہے، اور مسلک سواد اعظم ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام اور بے پایاں احسان و فیضان ہے۔ اسی تصوف کے ہم حامی و علم بردار ہیں، اور یہی اہل سنت کے صوفیہ و مشائخ کے درمیان رائج و مقبول ہے۔ اسلاف و اخلاف اسی تصوف کے صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور ان کے حلقۂ ذکر و فکر میں اسی تصوف کی جلوہ آرائی ہے، اسی تصوف کے جلو میں اگلوں کا سفر حیات طے ہوا، اور اسی پرنور تصوف کی روشنی میں مشائخ و صوفیہ منازل قرب و ولایت سے ہمکنار ہوئے ہیں، یہ تصوف ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اسی تصوف کے علما و مشائخ اہل سنت آج بھی پاسبان و نگہبان ہیں، اور کل بھی وہ اسی تصوف کے مبلغ و ترجمان رہیں گے۔ اس شاہراہ سے ان کے قدم متزلزل نہیں ہوں گے۔ زمانہ کچھ بھی کہے اور گردش روزگار کچھ بھی کرے، وہ اپنے اس موقف سے ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔

(نقوش فکر ص ۶۷۲)

حضرت علامہ یٰسٓ اختر صاحب مصباحی کا متذکرہ بالا تصوف کی حقیقت و ماہیت پر تبصرہ پڑھنے کے بعد جب ہم حضور صدر العلما کی حیات طیبہ کا سرسری طور پر جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں تصوف کی تعریف و ماہیت کے اوصاف مذکورہ کی تمام تر عنائیاں آپ کی ذات ستودہ صفات میں بجا طور پر نظر آتی ہیں۔ آپ ہمیشہ اسی اسلامی تصوف پر گامزن رہتے ہوئے دین و سنیت کی خدمات عظیمہ بحسن و خوبی انجام دیتے، قوم و ملت کی دستگیری اور رہنمائی فرماتے، اور ہر موڑ پر اسلاف کرام و مشائخ عظام کے نقوش قدم کو اپناتے، اپنے معتقدین و متوسلین اور مریدین کو تمام سلاسل طریقت کے مشائخ کے آداب و احترام اور تعظیم و توقیر کی ہدایات فرماتے تھے۔ میں بلا شک و ریب کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا ظاہر و باطن صاف و شفاف تھا۔

میرے زمانۂ طالب علمی میں جب آپ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں تشریف لاتے تو نور و عرفان کا ایک نورانی سماں بندھ جاتا۔ ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی تصوف و عرفان کا پیکر جمیل تشریف فرما ہوا ہے۔ بہر کیف آپ کی ذات بابرکات مکمل طور پر اسلامی تصوف پر گامزن تھی مولیٰ عز و جل کی بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ آپ کی دینی و ملی و تبلیغی و اشاعتی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر دارین کی سعادتوں سے ہمکنار و سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات۔

(قاری) محمد اکرام نعیمی۔ (شیخ التجوید) دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما جامع علوم وفنون

مولانا محمد تفسیر القادری

اللہ ورسول جل جلالہ وﷺ کے فضل واحسان سے راقم السطور کے کل پانچ اساتذہ ہیں، اور ہر ایک اپنی جگہ پر جامع علوم وفنون مشرقیہ اور قابل فخر ہے، استاذ الاساتذہ، سند المدرسین، جامع کمالات معنوی وصوری، علامہ اجل، فہامۂ انجل، مخدوم ومطاع، فخر الاماثل، محقق وقت، جامع معقول، کامل فی الفروع والاصول استاذی الکریم، شبیہ مفتیٔ اعظم فی الہند، حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ مرکز ایشیاو یورپ شیر رضا، بریلی شریف کے رئیس العلماوالمدرسین والمحققین تھے، بلاشبہ جن کی ذات والا صفات پر خانوادۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو ناز تھا۔ آج وہ ہمارے درمیان نہیں رہے۔"انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ" آپ قدس سرہٗ ہماری رہبری ورہنمائی کے لئے بے شمار انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں۔

جس دن حضرت شبیہ مفتی اعظم ہند قدس سرہما کا وصال ہوا ہے، اسی دن یعنی ۳؍اگست ۲۰۰۷ مطابق ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ مبارکہ (۱۱-۱۰) دن میری اپنے دیرینہ رفیق جناب مولانا بدر الحق صاحب رضوی جمداشاہی سے حضرت صدر العلما شبیہ مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہما کے بارے میں کافی دیر تک گفتگو رہی، کیونکہ کہ ہم سے وہ صرف ایک سال پہلے فارغ ہوئے ہیں۔ ہم دونوں نے یہ طے کیا کہ اپنے دار العلوم علیمیہ جمداشاہی کے ذمہ داروں خصوصاً خازن اعلیٰ محسن قوم وملت عالی جناب سیٹھ عبد المجید سے کہا جائے گا کہ شبیہ مفتیٔ اعظم ہند علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کو ختم بخاری کے لئے اس سال پھر جمداشاہی تک تشریف ارزانی کی زحمت دی جائے۔ بلکہ راقم نے اپنا ایک پروگرام اسی وقت مرتب کیا کہ تعطیل کلاں میں شب برات کے فوراً بعد بریلی شریف کانکرٹولہ حاضری دوں گا، اور قدم بوس ہوکر فلاں فلاں عرضیاں پیش کروں گا۔ لیکن۔۔۔

کسے خبر تھی کہ ہم جن کو یاد کرتے ہیں جناں سے حوریں انہیں کو بلانے آئی ہیں

اسی دن بعد نماز جمعہ ہمارے دار العلوم علیمیہ کے کسی طالب علم کے موبائل پہ بریلی ہی سے فون آیا کہ "حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کا اکسیڈنٹ ہوگیا، اور وصال فرما گئے" بعد نماز جمعہ ڈھائی تین بجے کے قریب یہ خبر بجلی بن کر گری اور راقم کو موصول ہوئی ایسا محسوس ہوا کہ پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ کیونکہ بہت ساری علمی وروحانی آرزوئیں اور تمنائیں لئے تقریباً چالیس سال کے بعد شیر رضا کی زیارت کا عزم ہوا تھا۔

جمداشاہی سے جنازہ میں شرکت کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل قافلہ بریلی کی طرف روانہ ہوا۔ راستے بھر خالی اوقات میں کلمہ طیبہ اور سورۂ قل ہو اللہ احد شریف راقم الحروف کا ورد رہا۔ اور جب یاد آتے شفقتیں یاد آتیں دل بھر آتا آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ اسی کیفیت سے دو چار راستہ طے ہوا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعلان شدہ وقت جنازہ سے چند گھنٹے قبل ہی حاضری ہوگئی، جنازہ میں شرکت بھی نصیب ہوئی اور ضریح قدس پہ حاضری سے بھی مشرف ہوا، پھر گونا گوں کیفیتوں سے دوچار ہم سفر حضرات کے پروگرام کے مطابق اسی شب جمد اشاہی ضلع بستی واپسی ہوگئی۔

غالباً اواخر ۱۹۵۶ء سے دو سال تک مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں شبیہ مفتی اعظم قدس سرہ سے راقم کو اکتساب فیض کا موقع میسر آیا۔ آپ کی مجلس تدریس میں متعدد کتابیں خاکسار نے سبقاً سبقاً پڑھی ہیں۔ اب چالیس سالہ ماضی کے کچھ اوراق پلٹ رہے ہیں۔ حضرت شبیہ مفتی اعظم قدس سرہ کے تعلق سے چند ایک یادیں سپرد قرطاس کر رہا ہوں جسے میں اپنی فیروز مندی سمجھتا ہوں۔

(۱) داخلے کے سال ماہ شوال المکرم کے عشرہ آخرہ میں اسباق جاری ہو گئے۔ ضلع بستی کے مولانا معظم علی و مولانا رضا علی صاحبان سمیت ہم اشخاص ثلاثہ کے لئے نئی جگہ، نیا ماحول، نئے اساتذہ، جس کی وجہ سے ہم کچھ سہمے سہمے رہے۔ البتہ حضرت شبیہ مفتی اعظم قدس سرہ کا مسکراتا چہرہ، محبت آمیز نرم گفتگو، سبق میں جملہ اعتراضات و جوابات پہ حاوی انداز میں ہماری بھی گنجائش ہے اور یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ عبارت خوانی میں جو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز بلند پڑھ کر آغاز کر دے اس کا راستہ صاف ہے۔

حضرت شبیہ مفتی اعظم کے یہاں ہدایہ اولین تھی۔ درس جاری ہونے کے تقریباً تیسرے ہی دن خاکسار ذرا پہلے ہی پہنچا اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھ کر عبارت خوانی شروع کر دی، چونکہ نئے طلبہ میں شبیہ مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ہمہ گیر شخصیت کی حوصلہ ارزانی سے تیسرے ہی دن راقم نے جرأت سے کام لیا تھا اس لئے خود اور عموماً سبھی ہم درس طلبہ نے گہری نظروں سے دیکھا اور غور سے عبارت سنی، جہاں تک یاد ہے، الحمد للہ اس دن عبارت خوانی میں غلطی کرنے سے بچ گیا۔

درس اختتام پذیر ہوا کچھ طلبہ چلے گئے، اب شبیہ مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے راقم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہاں سے آئے ہو، مختصر سا جواب تھا ضلع بستی سے، دوسرا سوال تھا کیا نام ہے عرض کیا محمد تفسیر قادری، فرمایا: آج سے القادری لکھا کرو، چنانچہ حکم سمجھ کر اسی دن سے القادری لکھنے لگا حتی کہ اس کے بعد جملہ امتحاناتِ بورڈ میں بھی محمد تفسیر القادری ہی لکھتا رہا، جو تا ہنوز جاری وساری ہے۔ اور یہ وہ عطیہ ربانی ہے کہ انشاء اللہ میدان محشر میں قادری جھنڈے تلے اسی نام سے پکارا جاؤں گا، کیونکہ دنیا میں تبدیلی آسمان پر تقدیر الٰہی ہوتی ہے کہ اتنے دنوں تک یہ نام اور اتنے دنوں تک وہ نام رہے گا، اور جس نام کے ساتھ دنیا سے گیا ہے، اسی نام سے عقبیٰ میں پکارا بھی جائے گا۔

آغاز درس میں دو تین روز صرف سماعت کو غنیمت سمجھا گیا، چند ہی دنوں کے بعد جب بھرپور مطالعہ کی شروعات ہوئی تو روز روشن کی طرح یہ راز عیاں ہوا کہ ہر جزیہ کی دلیل، یا اعتراضات و جوابات پوری وضاحت سے مگر مختصر بیان کرنا شبیہ مفتی اعظم قدس سرہ کی تدریس کا طرۂ امتیاز ہے۔

مثلاً مسح رأس کے مسئلے میں نفس مسئلہ اس کی دلیل، امام شافعی اور امام مالک، رحمۃ اللہ علیہما کا مسلک پھر ان کے دلائل، ان کے دلائل کے جوابات، حدیث "سباطة قوم" کی مکمل توضیح اور اس ٹھہرا ہوا انداز، تکلم سند تدریس کو چار چاند لگاتا۔ اسی طرح جملہ علوم و فنون میں ہم سبھی طلبہ بھرپور اکتساب فیض و نور کرتے، اور پورے طور سے مطمئن ہو کر درسگاہ سے رخصت ہوتے۔

ایک بار اختتام درس کے بعد آپ نے اپنے گھٹنے کھڑے کر لئے، پشت کو سند سے لگا دیا اور غالباً پشت سر کو دیوار سے ٹیک دیا۔ درسگاہ سے جب راقم اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے آواز دی تفسیر! جی حضور! کہہ کر میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنے ڈیسک سے مٹی کا بڑا سا کلھڑ نکال کر راقم کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا پانی پلاؤ۔ جب پانی لیکر حاضر ہوا تو اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھا، اور بائیں ہاتھ کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ٹیک دیکر پیش کیا آپ نے مسکرا۔تے ہوئے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھایا، راقم نے اپنا ہاتھ یک بیک تھوڑا سا پیچھے کرلیا۔آپ نے فطری مسکراہٹ لئے فرمایا کیوں؟ عرض کیا حضور! اسی پر ایک شعر

پرسکون لہجے میں ہر لفظ کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے ہوئے فرمایا لاؤ... پی لوں...تو سناؤں حضرت شبیہ مفتی اعظم قدس سرہ کی آنکھوں میں فکر ونظر کے آثار دیکھ کر راقم سمجھ گیا کہ آمد شعر کے آثار ہیں۔یا تو کسی کا کوئی شعر یاد کرنے کی کوشش ہے۔پانی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے فرمایا۔اب سنو!

شراب معرفت پاکیزگی پہ ناز کرتی ہے ۔۔۔ یہ۔مئے کھینچی گئی ہے احمد مختار کے گھر سے

پڑھنے کے انداز نے یہ باور کرادیا کہ گلھڑ اور پینے کو سامنے رکھ کر یہ شعر فی البدیہہ کہا گیا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

ایک بار درس ہدایہ میں فاتحہ کیلئے دنیا میں متوفی کی پسندیدہ چیز کے ایصال ثواب کا ذکر آیا۔راقم چونکہ منہ لگا فرمانبردار غلام تھا۔ہمت مجتمع کر کے پوچھ بیٹھا۔حضور آپ کی پسند کیا چیز ہے؟ فرمایا بکرے کا گوشت اور روٹی۔اس سوال وجواب سے پورا ماحول بوجھل سا ہوگیا اور سب کی زبانیں گنگ ہوگئیں۔ایسا لگا کہ پوری فضا گریہ کناں ہے،ور یہ بھی پوچھا جارہا ہے کہ تم نے ایسی بات کیوں پوچھی جو دلوں کو غمزدہ اور چہروں کو اداس کردے۔خاموشی توڑتے ہوئے راقم نے عرض کیا تھا حضور! انشاء اللہ ہم لوگ ایسا ہی کریں گے،اس کے بعد اکثر کے منھ سے بیک وقت یہ نکلا تھا۔انشاء اللہ کریں گے۔آج تقریبا چالیس سالوں کے بعد ان جملوں کے ذریعہ تمام شرکائے درس کو یاد دہانی کرارہا ہوں۔ المؤمن اذا وعد وفیٰ

وہ وعدہ جو وفا کردے مومن ہے وہی کامل ۔۔۔ ورنہ تو قیامی اسے کہتا ہے بڑا کاہل

محمد تفسیر القادری قیامی خادم التدریس دار العلوم جمد اشاہی ضلع بستی یوپی

صدر العلما ایک عظیم شخصیت

مولانا محمد حسن رضوی قادری

۳ راگست ۲۰۰۷ء ۱۸ ررجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ مبارکہ نماز جمعہ ادا کر کے دار العلوم غریب نواز کے آفس میں بیٹھا تھا کہ حضرت نے علامہ مولانا ابوالحسن علی رضوی ناظم اعلی جامعہ غوثیہ رضویہ نظام آباد نے فون کیا کہ چندر پور ونا گپور کے درمیان سڑک حادثہ میں حضرت صدر العلما کا انتقال ہوگیا۔برق صاعقہ بن کر یہ خبر ہمارے اوپر گری اور پورا دار العلوم ہکا بکا رہ گیا۔اور پھر جنگل کی آگ کی طرح پورے حیدرآباد میں یہ خبر پھیل گئی۔دوسرے دن تمام اردو اخبارات میں ہماری اور بہت سارے معتقدین کی طرف سے خبریں شائع ہوئیں۔تقریبا حیدرآباد کے تمام مدارس اسلامیہ میں حضرت کے لئے قرآن خوانی اور تعزیتی جلسے منعقد ہوئے اور حضور صدر العلما کے کارناموں کو اجاگر کیا گیا،اور اسی دن مولانا ابوالحسن علی رضوی کو حیدرآباد کے تمام مدارس اسلامیہ کی نمائندگی کرنے کے لئے حیدرآباد سے بریلی شریف بذریعہ طیارہ روانہ کیا گیا کہ ہم سب کی جانب سے فرض کفایہ ادا ہوجائے اور تجہیز وتکفین میں حصہ لے سکیں۔

راقم الحروف (احمد حسن رضوی القادری) جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹ نظام آباد میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا ۱۹۹۴ر

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۹۹۳ء میں جامعہ کے سالانہ جلسہ دستار حفاظ میں حضور صدر العلما کو مدعو کیا گیا تھا اور وہیں پر علامہ کے پرنور چہرے کی زیارت سے مشرف ہوا تھا۔ دو دن تک حضرت کا قیام ہوا۔ حضرت اکثر خاموش رہتے تھے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹ کا سالانہ جلسہ تقریباً رات ۴ بجے تک چلتا رہا جلسہ کے اختتام پر تمام لوگوں پر نیند کا غلبہ چھایا ہوا تھا پھر جس کو جہاں جگہ ملی وہیں لمبا ہو گیا اور تقریباً بہت سے لوگوں نے فجر کی نماز قضا پڑھی۔ ظاہری بات ہے کہ علامہ تحسین رضا بھی اپنے بڑھاپے کی وجہ سے تھک گئے ہونگے کیونکہ رات بھر وہ بھی جاگ رہے تھے مگر جونہی فجر کی اذان ہوئی کڑاکے کی سردی ہو رہی تھی ہم لوگ اکثر عشا و فجر میں وضو گرم پانی سے کرتے تھے مگر حضرت ایسی تھکاوٹ پر بھی ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے چونکہ مسجد میں امامت کی ذمہ داری میری ہے۔ میں بھی مسجد میں نماز کے لئے گیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت علامہ مسجد کے کونے میں جلوہ افروز ہیں۔ اللہ اکبر یہ تقوی آپ کو بڑے بڑے مرشد کے پاس نہیں ملیگا۔ اس لئے دنیا بے ساختہ پکار اٹھی کہ علامہ تحسین رضا مظہر مفتی اعظم ہند ہیں۔

میں نے ادباً حضور سے عرض کیا کہ مصلائے امامت پر آپ تشریف لے جائیں اب تو قصر بھی نہیں ہے حضور نے مسکراتے ہوئے میری درخواست کو قبول فرمایا وہ مسکرانے کا انداز آج بھی مجھے یاد آرہا ہے فجر کی نماز کی امامت فرمائی اور سورۂ جمعہ تلاوت فرمائی۔ اس موقع پر حضرت مولانا ممنون حسین صاحب اشرفی صدر المدرسین جامعہ ہذا بھی موجود تھے وہ بھی بہت متاثر ہوئے۔

دوران تدریس قصبہ بیگم بیٹ کے کچھ مخالفین و معاندین نے جاہلانہ اور متعصبانہ رویہ اختیار کیا جس سے ہم لوگ بشمول حضرت ناظم اعلیٰ دل برداشتہ ہو گئے اور یہاں تک بات آگئی تھی کہ کہیں اور جا کر مسلک اعلیٰ حضرت کے کام کا آغاز کیا جائے۔ ہم سب نے ملکر صدر العلما کے سامنے یہ باتیں رکھیں اور یہ بھی عرض کیا گیا کہ حضور وطن سے اتنی دور رہ کر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے جب آپ کی اور والدین کریمین کی یاد آتی ہے تو دل تڑپ اٹھتا ہے۔ تو حضرت نے تسلی دیتے ہوئے دو جملے ارشاد فرمائے یقیناً ہم سب کے لئے وہی جملے مخالفین و حاسدین کے لگائے زخموں کے لئے مرہم بن گئے اور سکون قلبی حاصل ہو گیا۔

اگر صحابۂ کرام یہی سوچ کر تبلیغ نہ کرتے تو اسلام یہاں تک کیسے پہنچتا ان کو جیسی تکلیفیں ہوئی ہیں اس کا ایک حصہ بھی آپ کو نہیں ہوا ہوگا۔ اور جہاں تک دوری کا سوال ہے تو ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ "چین و عرب، ہمارا ہندستاں ہمارا" پورا ملک ہمارا ہے اور ہم وطن ہی میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں تو وطن سے دوری کیا معنی رکھتی ہے۔

حضرت علامہ کے جوانی کے ایام درس تدریس میں ہی گزرے۔ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد محبین و مخلصین کے بہت اصرار پر تبلیغی اسفار کیلئے آمادہ ہوئے۔ آخر عمر ہندستان کے بہت سے صوبوں کا سفر کیا۔ مدارس اسلامیہ کے سالانہ جلسہ و جشن ختم بخاری شریف میں تشریف لے جاتے امتحان کے لئے بڑے جامعات میں ممتحن کی حیثیت سے تشریف فرما ہوتے تھے سب کو دعا دیتے تھے۔ رحم و کرم کا معاملہ یہ تھا کہ ہر چھوٹے بڑے، امیر و غریب سب سے مخلصانہ انداز میں ملتے تھے اور شفقت سے نوازتے رہتے تھے۔

ریاست بہار کے اضلاع کشن گنج، پورنیہ، کٹیہار، بھاگل پور، اور یہ، کھگریہ وغیرہ دیہات میں جانے کے راستے بے حد خراب اور کچے ہیں گاڑیوں میں جانا بڑا دشوار ہوتا ہے۔ لوگ بیل گاڑی میں سفر کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی سفر میں بڑی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضور صدر العلما قبلہ ہر سال اس علاقہ میں تشریف لاتے تھے مگر کبھی بھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ ہر آدمی کی خواہش پر انکے گھر جاتے اور بہت دعائیں دیتے۔ ابھی تین ماہ قبل ماہ اپریل ۲۰۰۷ء میں ان علاقوں کا دورہ ہوا دار العلوم تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ بہار کھگرا کے تمام

www.muftiakhtarrazakhan.com

مدارس میں جلسۂ دستار بندی میں شریک ہوئے۔ دار العلوم امام احمد رضا بھاگل پور ساکھو وغیرہ کی دستار بندی میں شرکت فرما کر ایک ماہ کا دورہ کر کے واپس ہوئے مگر کون جانتا کہ حضرت کا یہ آخری دورہ ہے۔

حضرت مولانا ابوالحسن رضوی ناظم جامعہ غوثیہ رضویہ بیگم بیٹ نظام آباد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس سال حضور صدر العلما صاحب حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے۔ ہم درس حدیث میں شریک رہتے تھے تو ہر حدیث پر حضرت کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں گویا یہ فرمانا چاہتے تھے کہ عظیم مرکز عقیدت کے زبان فیض ترجمان سے یہ کلمات جاری ہوتے ہیں اسی عظیم ہستی کے پاس عنقریب باریابی کا شرف حاصل ہونے والا ہے یقیناً یہ محبت رسول کے آنسو تھے یا خوشی۔ کے تھے۔

الحتصر حضرت علامہ اپنے آباؤ اجداد کے ایک عظیم سپوت ثابت ہوئے ہیں پوری دنیا میں آپ کے شاگردوں کی شکل میں آپ کی خوشبو محسوس کی جارہی ہے۔ جب تک مدارس اسلامیہ میں درس حدیث ہوتا رہے گا آنے والی نسلیں آپ کو یاد کرتی رہیں گی اور آپ یاد آتے رہیں گے۔ مولیٰ تعالیٰ حضور صدر العلما کے مزار پر انوار پر رحمت کی بارش فرمائے آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے توسط سے ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

سگ بارگاہ غوث ورضا محمد حسن رضوی القادری ریسرچ اسکالر سینٹر آف حیدر آباد
ناظم اعلیٰ دار العلوم غریب نواز کدنہ حیدر آباد۔ (اے پی) موبائل نمبر۔ 91-9849081080

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما علم وعمل کا آفتاب

مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی

الحمد للّٰہ رب العلمین ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم

نبیرۂ اعلیٰ حضرت گل گلزار رضویت صاحب علم وعمل تقویٰ وطہارت استاذ العلما حضرت علامہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا اچانک حادثہ میں ۳ر اگست کو شہید ہو جانا دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا وقار آپ کی ذات سے وابستہ تھا۔ استاذ زمن علیہ الرحمہ کے چمنستان علم وفضل کے آپ گل سرسبد تھے۔ اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے تقویٰ وطہارت کی جیتی جاگتی مثال ونمونہ تھے۔

آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہر خاص وعام برابر تھے۔ کسب فیض کی آزادی یکساں سبھوں کو حاصل تھی، اس کے لئے امیری، غریبی کی کوئی تفریق نہیں پائی جاتی تھی۔ جس طرح دولتمندوں سے ملتے تھے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ خندہ پیشانی سے آپ غریبوں کی تسکین کا سامان فراہم کرتے تھے، امیروں کے لئے آپ کے یہاں کوئی خصوصی رعایت یا امتیاز نہیں پایا جاتا تھا۔ قرب وبعد کے علماء وطالبان علوم اسلامیہ ائمہ اکرام وحفاظ قرآن کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ ان کے مسائل کو بڑی توجہ سے سنتے تھے اور نزاعی مسائل بڑی خوبی سے جواب شافی کے ذریعہ فی البدیہہ اس انداز میں حل فرماتے کہ سبھوں کو اطمینان حاصل ہو جاتا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

بندگان خدا کی خدمت کے لئے ان کی حاجات وضروریات کی خاطر ہمیشہ فی سبیل اللہ حاضر رہتے۔ دعا یا تعویذ پر کوئی اجرت نہیں لیتے تھے۔ اس معاملہ میں اپنے اسلاف خصوصاً اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی سختی کے ساتھ پیروی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں اور تعویذات میں اثر عطا کیا تھا کہ جس کو دے دیتے وہ شفایاب، ہوجاتا جس پر ایک نظر ڈال دیتے اس کے دل کی دنیا بدل جاتی۔

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

آپ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی ایک ایسی قدآور عبقری شخصیت بن کر عالم اسلام وسنیت میں نمودار ہوئے اور عصر جدید میں شہرت دوام کے افق پر ایسا ماہ تمام بن کر چمکے جس نے اپنی نورانی کرنوں سے تاریک دلوں کو روشن ومنور کر دیا جس کے علم وفضل، رشد وہدایت کا آفتاب خط نصف النہار پر ہمیشہ چمکتا اور چمکتا رہے گا۔ آپ ایک ایسے منبع فیض وعطا تھے جس نے ان گنت قندیلیں روشن کیں۔ آپ کی ذات علم وفضل، صلاح وتقویٰ کا ایسا حسین مرقع تھی جس سے علوم ومعارف کے بیشمار سوتے پھوٹ پڑے اور عوام تو عوام اصحاب فضل وکمال نے بھی اس کے علمی دبدبے کے آگے سر نیاز خم کر دیا علوم وفنون اور اخلاق وکردار کی ساری خوبیاں اس مرد خدا کی ذات میں بشکل قوس وقزح جمع ہوگئیں تھیں، جس آبادی میں گئے وحدت کے نغمے گائے اور محبت وعشق رسول سے اسے معمور کر دیا، جس کی پیشانی سے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور حجۃ الاسلام سرکار حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی ذہانت وفطانت اور رشد وہدایت کے فیضان کی تجلیاں چمکتی تھیں جس نے فقر کی چٹائی پر بیٹھ کر دنیائے اسلام وسنیت میں حکمرانی کی جس نے اپنی پوری صلاحیت وتوانائیاں اور زندگی کا ایک ایک لمحہ اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت، فرقہائے باطلہ کی تردید اور بندگان خدا کی خدمت ورہنمائی کیلئے وقف کر دی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیک وقت کئی لازوال خوبیوں اور بے پناہ کمالات سے نوازا تھا ایسی ہی جلیل القدر اور تاریخی ہستیوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ مزاج کے بہت سادہ تھے مزاج کی سادگی ان کے لباس سے نمایاں تھی عام علما کی طرح زرق برق پوشاک اور عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے قیمتی ملبوس آپ کے جسم پر نہیں دیکھا گیا اس سے آپ مستغنی اور بے نیاز تھے۔ اس کے باوجود علما اور عوام آپ کے گرویدہ تھے۔ آپ کے ارشادات سننے اور آپ سے ملنے کے لئے ہمیشہ مجمع لگا رہتا تھا۔ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے سچے علمی وارث وجانشین تھے۔ دور دراز شہروں اور بیرون ہند غیر ممالک میں جانا آپ کو پسند نہ تھا۔ درسگاہ میں بیٹھ کر دینی علوم کی ترویج واشاعت اور خلق خدا کی صلاح وتربیت کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ طالبان علوم سے شفقت ومحبت سے پیش آتے تکلف وتصنع سے پرہیز کرتے۔ آپ کے تمام شاگرد آپ سے کافی محبت رکھتے تھے۔ آپ کی مخلصانہ بےلوث مساعی جمیلہ احکام قرآن فرمودات رحمٰن کا درس، احادیث مصطفیٰ کی تعلیم، حلت وحرمت فرض وواجب نیک وبد معروف ومنکر کی توضیح وتشریح اوامر پر عمل کی ترغیب نواہی سے اجتناب کی ترتیب، تزکیۂ قلب امر تصفیۂ باطن کی تلقین نے آپ کو محبوبیت ومقبولیت کے اس منصب عظمیٰ پر بٹھا دیا تھا جس کا اندازہ آپ کی حیات ظاہری میں متصور نہیں تھا۔ لیکن جب چار ۴ اگست کو یہ خبر عام ہوئی کہ گاڑی اکسیڈینٹ میں آپ کی شہادت واقع ہو گئی ہے۔ تو دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی، کیا عوام کیا علماء! کیا امیر! کیا غریب! سبھی بریلی شریف کی طرف والہانہ دیوانہ وار اپنی

www.muftiakhtarrazakhan.com

معروفیات کو ترک کر کے دوڑ پڑے۔ اور ۵ / اگست کا سورج جب طلوع ہوا تو بریلی میں بے شمار مسلمانوں کو کرتا پاجامہ ٹوپی میں دیکھا گیا عقیدتمندوں کا قافلہ ٹرینوں بسوں کاروں سے جوق در جوق اپنے محسن رہنما کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کشاں کشاں رواں دواں تھا۔ پورے بریلی شہر میں ٹوپیاں ہی ٹوپیاں نظر آ رہی تھیں فضائیں آہوں اور سسکیوں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اور آپ کے محاسن کی باز گشت سے پوری آبادی گونج رہی تھی۔ حسب اعلان ۲ ربجے دوپہر بعد نماز ظہر اسلامیہ انٹر کالج میں جہاں آپ کی نماز جنازہ ہوئی تھی۔ معتقدین ومتوسلین کے قافلے پہونچ چکے تھے۔ پورے گراؤنڈ میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ اسلامیہ انٹر کالج کی چھتوں اور متصل عمارتوں پر لوگ کھڑے ہو کر اپنے محسن کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ سوا دو بجے نعرہ ہائے تکبیر ورسالت کی گونج میں جنازہ گراؤنڈ میں داخل ہوا، صفیں درست کی گئیں، دنیائے سنیت کی مقبول ترین شخصیت حضرت علامہ اختر رضا خان مدظلہ العالی کا انتظار تھا، گرمی اپنے شباب پر تھی، ڈھائی بجے ایک گاڑی پر مائک باندھ کر اعلان ہوا کہ نماز وہیں پڑھائی جائے گی جہاں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ ہوئی تھی معتقدین کی خواہش تھی کی حضرت کی تدفین پرانے شہر میں ہو اسلئے خانوادے کے ذمہ داران نے مشورہ کے بعد اہالیان کانکر ٹولہ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے فیصلہ ان کے حق میں دے دیا اور اس طرح لاکھوں عقیدت مندوں نے اپنے محبوب رہنما کو کانکر ٹولہ میں سپرد خاک کیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

جنازہ میں لاکھوں افراد کا جمع ہونا آپکی محبوبیت ومقبولیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اب کانکر ٹولہ میں آپکی قبر زیارت گاہ خاص وعام بن چکی ہے۔

کچھ ایسے نقش بھی راہ وفا میں چھوڑ آئے ہو کہ دنیا دیکھتی ہے اور تم کو یاد کرتی ہے

ارباب چمن تجھکو بہت یاد کریں گے ہر شاخ پر اپنا ہی نشاں چھوڑ دیا ہے

مولانا محمد حسین صدیقی رضوی ابوالحقانی شیخ الحدیث دار العلوم رضائے مصطفیٰ لوکہا۔ مدھوبنی۔ بہار

صدر العلما جامع اوصاف

مولانا عبد المبین قادری رضوی

ارباب چمن ان کو بہت یاد کریں گے
ہر شاخ پہ وہ اپنا نشاں چھوڑ گئے ہیں

حضرت العلام الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آپ امام احمد رضا محدث بریلوی کے منجھلے بھائی استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے تھے، آپ تا عمر دین وملت اور مذہب اہل سنت کی خدمت کرتے رہے اور ہمیشہ علم وفن کی لازوال دولت سے تشنگان علوم وفنون کو سیراب فرماتے رہے جس سے دنیا کے لوگ تا صبح قیامت فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ آپ محدث بھی تھے اور مفتی بھی، عظیم محقق بھی تھے اور مرشد کامل بھی، اعلیٰ درجے کے مدرس بھی اور بہترین

www.muftiakhtarrazakhan.com

نعت گوشاعر بھی۔

آپ نے ایک بار جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف میں اپنے نعتیہ دیوان سے ایک نعت بارگاہ حضورﷺ میں پیش کی جس سے اساتذۂ کرام وطلبا بہت شادمان ہوئے اور حضرت کے لئے طویل عمر کی دعائیں کیں، چار مصرعے اس نعت کے میرے ذہن نشین رہے۔وہ یہ ہیں:

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
در حقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے ورد زباں
کون کہتا ہے کہ تحسیں آج تشنہ کام ہے

ارباب علم وفن اور مشائخ اکرام انتہائی درجہ آپ کا ادب واحترام کرتے تھے، جب عرس رضوی کے موقع پر آپ جامعہ کے اسٹیج پر رونق فرما ہوتے تو اس وقت ملک وبیرون ملک کے تمام علماو مشائخ آپ کی دست بوسی کرتے اور بعض کو دیکھا کہ آپ کی قدم بوسی بھی کرتے حتی کہ جامعہ میں فارغ ہونے والے طلبا کے سروں پر نیابت رسول کا تاج زریں آپ اپنے دست مبارک سے رکھتے اور سب کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔

آپ کے تلامذہ کی کوئی مقرر فہرست نہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ پوری دنیا میں آپ کی درسگاہ کے فیض یافتہ علماء ومشائخ ہیں جو منصب افتاء، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تبلیغ وتقریر کے عظیم درجہ پر فائز ہیں اور بہت تیزی سے اسلام وسنیت کا کام انجام دے رہے ہیں، آپ تقویٰ طہارت میں حضور مفتی اعظم ہند کی نظیر تھے، نماز پنج گانہ مع جماعت ادا کرتے تھے، اور زیادہ تر خاموشی اختیار فرماتے تھے، ایک بار جب جامعہ میں آپ نے قدم رنجہ فرمایا۔تو ایک مرید حاضر ہوئے اور امردوں سے بھرا ہوا تھیلا پیش کیا اور عرض کی: حضور قبول فرمائیں، آپ نے منع فرمایا، پھر کوشش کی آپ نے فرمایا میں کھا نہیں پاتا ہوں، اور شام کو گھر پر بھی بہت آئے تھے، جب یہ بات انہوں نے سنی تو وہ چلے گئے، تب حضرت نے فرمایا: ''اس نے چار سو روپیہ مجھ سے قرض لئے ہیں جس کی وجہ سے یہ پیش کر رہے تھے تاکہ میں مطالبہ نہ کروں، علمائے کرام نے فرمایا ہے: کہ مقروض کی پیشکش سے اجتناب کرو، اس لئے میں نے قبول نہیں کیا''

یہ ہے حضرت کی ذات گرامی اور تقویٰ کی مختصر جھلک جس کی مثال بہت کم ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استدعا ہے کہ حضرت کا روحانی فیض ہم تمام سنیوں پر ہمیشہ جاری وساری رکھے۔آمین۔بجاہ سید المرسلین ﷺ

عبدالمبین قادری رضوی سیتاپوری، خادم مدرسہ محمدیہ غریب نواز سوٹھن، ضلع کھیری (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما حسن واخلاق کے پیکر

مفتی محمد اسحاق اشفاقی

ارباب فکر ونظر کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ اس دنیائے رنگ وبو میں نہ جانے کتنی قد آور اور مقتدر وباوقار شخصیات نے جنم لیا، اور اپنی حیات مستعار کے بیش قیمت، پاکیزہ لمحات کو قوم وملت کی فلاح وبہبود اور امت مسلمہ کی اصلاح کی خاطر گزار کر ہمیشہ کے لئے اس دنیائے فانی کو الوداع کہہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔انہی برگزیدہ وپاکیزہ شخصیتوں میں سے ایک بافیض شخصیت

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھی جو اپنے علم وفضل ،حکمت وتدبر ،عبادت وریاضت ،صداقت ودیانت ،صبر وقناعت ،استقلال واستقامت ،زہد وتقوی ،تواضع وانکساری ،اور حسن اخلاق وکردار کے اعتبار سے اسلام کی چلتی پھرتی تصویر تھی ۔جنہیں دنیائے سنیت صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب کے اسم گرامی کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے ،اور یقیناً اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ایسی صفات کی حامل شخصیتیں نادر الوجود ہی رہی ہیں ۔بالخصوص اس دور قحط الرجال میں جبکہ ہمارے اسلاف کرام کی صفیں ایک ایک کرکے ٹوٹ چکی ہیں اور وہ بساط الٹ چکی ہے ،جس پر مذہب وملت ،علم وعرفان اور اخلاق وکردار کے آفتاب ومہتاب اور روشن ستارے جگمگایا کرتے تھے ،اور ان کی تابشوں سے پوری دنیائے سنیت ومسلم معاشرہ روشن وتابناک رہا کرتا تھا۔

راقم الحروف حضرت کی شخصیت کے متعلق پہلے صرف سنا کرتا تھا ،مگر یہ حسن اتفاق کہئے یا نصیب قسمت کہ حضرت سے چند ملاقاتیں ہوئیں اور بتوفیق خدا کچھ خدمت کا موقع بھی نصیب ہوا۔ ان چند ملاقاتوں میں میں نے حضرت کے ہر طرح کے نشیب وفراز کا بڑی گہرائی وگیرائی سے مشاہدہ کیا ،مگر کبھی کوئی خلاف سنت عمل کرتے نہیں دیکھا اور آپ کی نشست وبرخاست ،رفتار وگفتار ،اخلاق وکردار ،حلم وبردباری اور عالمانہ سادگی ایسی تھی کہ جس پر ہزاروں رنگینیاں قربان ۔اور اتباع رسول کے ایسے سچے عامل تھے کہ جہاں آپ کی زندگی اخلاق نبوی کی جھلک معلوم ہوتی تھی ،وہیں آپ کے اقوال وافعال سے دین متین کی حقانیت وصداقت کی بھی تائید ہوتی تھی ۔اور حسن اخلاق وکردار کے ایسے پیکر تھے کہ اسلاف کرام کی یاد تازہ ہو جاتی ۔خردنوازی آپ کا شیوہ تھا ۔مہمانوں کی خاطر داری آپ کا طرۂ امتیاز تھا ۔اکابر ومعاصرین کے ادب شناس تھے ،اور یہ خلوص وللّٰہیت ،ایثار وقربانی ،جفاکشی وغرباء پروری ،دعوتی وتبلیغی جذبات ،فکری وعملی جد وجہد ،خداترسی ودردمندی آپ کی ذات میں یہ ایسے نمایاں اوصاف تھے کہ جن کا آج بڑے بڑے لوگوں میں عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا ۔

راقم الحروف کی حضرت سے پہلی ملاقات سرزمین بریلی شریف پر ہوئی ۔جہاں آپ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر ایمان میں تازگی پیدا ہوگئی ،اور کافی دیر تک گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا ۔فقیر کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور خوب سراہا ،اور ساتھ ہی ساتھ دعاؤں سے بھی نوازا ۔

دوسری ملاقات دار العلوم اسحاقیہ کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت کے حسین و پرکشش موقع پر ہوئی ،اور پھر ختم بخاری شریف کا وہ دلکش روح پرور حسین منظر جہاں آپ کی عالمانہ تقریر ،آپ کی علمی لیاقت وصلاحیت کی روشن وتابناک مثال تھی ،وہیں مذاہب باطلہ پر قہر خداوندی کی شمشیر براں اور اہل سنت والجماعت کے لئے محبت بھرا پیغام تھا اور ایسے پیارے اور باریک نکات بیان فرمائے ،جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ۔

تیسری ملاقات دار العلوم فیضیہ صدیقیہ سوجھا شریف کے جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر ہوئی ،اور حضرت کی خدمت سے شرفیابی کا موقع ملا ۔اور حضرت نے عوام کو بھی دعاؤں سے نوازا ۔

چوتھی ملاقات بھینمال ضلع جالور ۴ ؍صفر المظفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۳ ؍فروری ۲۰۰۷ء کو آپ کے صاحبزادے مولانا حسان رضا خاں صاحب کے ساتھ ہوئی جنہوں نے نعت ومنقبت کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو منور ومجلی کیا ۔اس کے بعد فقیر کا خطاب ہوا ،اور اس پر حضرت نے ایسا پر اثر تأثر پیش کیا کہ تمام بدمذہب لوگوں نے اپنے عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ سے فوراً توبہ کی ،اور مذہب اہل سنت والجماعت کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کیا ،اور ان کے گرویدہ ہوگئے ۔وہاں بھی آپ کے حسن اخلاق وکردار سے لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

[illegible]

صرف آپ کے فیوض وبرکات اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہے۔ اور اس وقت بہت گرمی تھی، مگر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ جس سے ماحول بہت خوش نما ہوگیا۔ اگرچہ لوگوں میں تھوڑی بہت پریشانی کا ماحول تھا، مگر حضرت اپنی کمزوری و ناتوانی، ہزالت ونقاہت کے باوجود اسٹیج پر استقلال واستقامت کے ساتھ جلوہ بار رہے، اور جلسہ کو کامیابی وکامرانی کی منزل تک پہنچایا۔

الختصر اس زمانہ قحط الرجال میں ایسی علمی شخصیتیں خال خال ہی پائی جاتی ہیں جو علم وفضل کے بحر ذخار بھی ہوں، تو اخلاق وکردار کے دھنی بھی، مگر حضور والا کی چند ملاقاتوں سے فقیر اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ جہاں آپ آفاق فکر ونظر کے حامل، پر عزم حرکت وعمل کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ وہیں جہد مسلسل، سعئ پیہم اور اخلاق ووفا کے پیکر جمیل، علم وحکمت کے بحر بیکراں، کردار وعمل کے سیل رواں اور گوناگوں فضائل وکمالات کے جامع بھی تھے۔ اسلام کی ترویج واشاعت اس کے فروغ واستحکام اور عروج وارتقاء میں آپ کی خدمات نمایاں کردار کی حامل نظر آتی ہیں۔ آپ نے اپنی حیات مستعار کے بیش قیمت لمحات مسلک اہل سنت کے فروغ واستحکام اور تعلیمات اسلام کو عام کرنے میں صرف کیے۔ الغرض جس نہج بھی پر آپ کی پرکشش شخصیت کو دیکھا جائے۔ خواہ وہ میدان علم وفن ہو یا میدان رشد وہدایت۔ میدان درس وتدریس ہو یا مقام اہتمام وصدارت، یا مسند فقہ وافتاء۔ آپ کا مثل اور بدل بہت مشکل ہے۔ آپ کے تقویٰ وطہارت، اخلاص وایثار، تواضع وانکساری، تصلب فی الدین، دینی غیرت وحمیت، توکل وغناء اور جود وسخا کو دیکھ کر عہد ماضی کے ان خرقہ پوشوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، جنہوں نے رب کی رضا کی خاطر دنیاوی عیش وعشرت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اور بھی ایسی بے شمار خوبیاں اور کمالات اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات میں ودیعت فرمائے تھے، جنہیں احاطۂ تحریر میں لانے سے قلم فقیر عاجز ہے، مگر جو کچھ راقم الحروف نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے مشاہدہ کیا تھا وہی صفحۂ قرطاس پر قلم بند کیا۔ مگر افسوس آج وہی ذات بابرکت اور بافیض شخصیت ہمارے مابین نہ رہی۔ یعنی بتاریخ ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک ناگپور کے درمیان ایک سانحۂ عظیمہ میں حضرت اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرماگئے۔ فقیر نے جب یہ روح فرسا، اور المناک خبر سنی تو قلب وجگر پارہ پارہ ہوگیا اور پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی کہ آج پوری دنیائے سنیت کے سر سے ایک محسن وکرم فرما کا سایہ اٹھ گیا اور لوگ آپ کے فیوض وبرکات سے محروم ہوگئے۔

مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل ان کے تمام اقارب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور تمام اہل سنت و جماعت کو آپ کے روحانی فیضان سے فیضیاب فرمائے اور ہمیں ان کے بتائے ہوئے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگرچہ صحیح معنوں میں بظاہر ایسی گوناگوں خصوصیات کی حامل شخصیات کا نعم البدل نہیں ہوسکتا۔ پھر بھی خدا کی رحمت سے امید قوی ہے اور دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت وجماعت کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے اور حضرت کی قبر کو رحمت ونور سے معمور کرکے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

(مفتی) محمد اسحاق اشفاقی — خادم تدریس وافتاء دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما آئینۂ مفتی اعظم

مولانا محمد ناظر اشرف

کون جانتا تھا۔!۔ہاں! ہاں! کون جان سکتا ہے اس علام الغیوب والشہادہ کے رموز واسرار کو! مگر ہاں! وہی تو فرماتا ہے۔"عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول" غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو قابو نہیں دیتا۔سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔جسے چاہتا ہے۔منتخب فرمالیتا ہے۔(پارہ ۲۹ ر سورہ جن)

اور مرتضیٰ رسولوں میں سب سے اعلیٰ وارفع تو ہادیٔ سبل ختم رسل ہی ہیں۔اور پھر ان ہی کی وساطت سے اولیا کو بھی بعض رموز واسرار کا علم عطا فرماتا ہے۔اسی رب کائنات کا ارشاد ہے۔"ان اولیاء ہ الا المتقون "اس کے اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں،تقویٰ شعار ہی ہیں،اور اوامر کے آتی ونواہی کے مجتنب ہی تو ہیں (۹ ر سورہ انفال)

مظہر مفتی اعظم کو رسول دوجہاں کے عشق ومحبت سے وافر حصہ ملتا تھا،تو پھر کیا بعید کہ انہیں اپنی شہادت کا علم نہ ہو،عدم علم کا عقیدہ تو معتزلین کا ہے،اور عصر حاضر میں ان کے معتقدین وہابیہ دیوبندیہ ہی،اولیا تو اولیا،انبیا تو انبیا،سید الانبیا کے لئے عام بشر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے سرکار دوعالم ﷺ کے لئے علم غیب کے مثبتین کو کافر ومشرک ٹھہراتے ہیں۔

مظہر مفتی اعظم یہ کوئی اٹکل پچو خطاب نہیں،کوئی عام آدمی کا دیا ہوا لقب نہیں، بلکہ مظہر مفتی اعظم فی الواقع سرکار قطب الارشاد مرشدنا الاعظم مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آئینہ دار تھے،یہی وجہ ہے کہ وہ مظہر مفتی اعظم ہند کہلائے۔

تواضع وانکساری،حلم وبردباری،صبر ورضا،تحمل وبرداشت،عصمت وعفاف عزم وثبات،غیرت واستغنا،احسان وکرم،حفظ ایمان وتحفظ اسلام خدا پرستی وانسان دوستی،للٰہیت واخلاق جیسے بے شمار خصائل محمودہ میں سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی جھلک ان میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔

حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کی تواضع وانکساری،للٰہیت وخدا پرستی اور دنیا ومافیہا سے اعتنائی کا ایک واقعہ سماعت فرمائیے۔چند برس قبل ہی کی بات ہے کہ میں عرس رضوی میں شرکت۔کے لئے بریلی شریف حاضر ہوا،اور فیوض کی تحصیل کے لئے بارگاہ مظہر مفتی اعظم میں حاضری کی سعادت حاصل کی،تھوڑی دیر کے بعد حضرت والا تشریف لائے،تو جو پیرہن زیب تن فرمائے ہوئے تھے اس کے تین بٹن سفید تھے اور بیچ کا ایک بٹن ہرے رنگ کا تھا میں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے عرض کیا حضور والا کرتا کا ایک بٹن ہرا ہے۔مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا آپ صدر العلما ہیں،مظہر مفتی اعظم ہند ہیں،اور موجودہ دور میں ہمارے بہادر گنج کشنگنج کے بزرگ پیروں میں شمار کئے جاتے ہیں حضرت ممدوح نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجہ میں فرمایا کہ اس سے کیا ہوتا ہے بروقت جو بٹن سامنے ملا میں نے اسے ہی ٹانک لیا۔

اللہ اللہ اس سادگی پہ قربان جائیے عصر حاضر میں عام پیروں کا حال تو یہ ہے کہ جبہ ودستار ہاتھ میں عصا لئے زمین پر اکڑ اکڑ کر پھرتے ہیں،اور مظہر مفتی اعظم ہند کی سادگی دیکھکر چودہ سو سالہ قدیم تاریخ ذہن کے دریچوں سے جھانکنے لگتی ہے صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

مظہر مفتی اعظم میں تفقہ فی الدین کی بھر پور صلاحیت موجود تھی۔ وہ سرکار عالمین ﷺ کی حدیث پاک، "فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" کے صحیح مصداق تھے، وہ سچے وارث انبیا تھے، پوری زندگی علم دین کی نشر واشاعت میں صرف کرنا چاہتے تھے، وہ جو چاہتے تھے، وہی کر دکھاتے تھے۔

وہ آخری عمر تک درسگاہ سے متعلق رہے، وہ درسگاہ سے متعلق رہنا چاہتے تھے ان کو کتاب العلم کی بے شمار احادیث کریمہ زبانی یاد تھیں کہ، فرمان مصطفےٰ جان رحمت ﷺ ہے "من حفظ اربعین حدیثاً فی امر دینها بعث الله فقیها، و کنت له یوم القیامة شافعا و شهیدا" ان کو معلوم تھا جو کتاب اللہ کا درس دیتے ہیں، ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے، یعنی سکون قلب طمانیت ووقار اور نزول انوار ہوتا ہے۔ رحمت خداوندی ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہے، اور ملاء اعلی میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

مظہر مفتی اعظم کو یہ معلوم تھا کہ طلب علم میں جو مرے وہ شہید ہے، وہ شہادت کو زندگی سمجھتے تھے، اور ہر مومن شہادت کو زندگی ہی سمجھتا ہے، حیات جاودانی ہی تصور کرتا ہے، اور پھر وہ تو مومن کامل تھے، ان کے ایقان کا کیا کہنا، وہ ہر حال میں علم دین کی طلب اور نشر واشاعت میں مرنا چاہتے تھے، وہ جو چاہتے تھے، وہی رب چاہتا تھا، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ "ذلك لمن خشی ربه"

مظہر مفتی اعظم کی شہادت کے بعد ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والوں کا شمار نہیں ہے، بے شمار علماء ومعتقدین قوم نے دیکھا کہ خون سیال ہے اور اس میں حرارت ہی حرارت ہے برودت کا نام ونشان تک نہیں، ناگپور اسپتال کے ماہر ڈاکٹروں نے بارہ گھنٹے گذرنے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے شب میں جب تابوت میں نعش کو بند کر رہے تھے، حسرت میں ڈوب کر کہا کہ ہمارے اصول کے مطابق خون منجمد ہو جانا چاہئے، یہ راز ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، سچ ہے کہ اس راز کو وہ کافر کیا سمجھتے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سے شہدائے کرام کی حیات ابدی پر روشنی نہیں پڑتی ہے، ارشاد ربانی "بل احیاء ولکن لا تشعرون" کا جلوہ علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے جسم سے فہم ودرک نہیں کیا جا سکتا ہے؟

ارشاد رسول اعظم "من جاءه الموت وهو یطلب العلم لیحیی به الاسلام فبینه و بین النبیین درجة واحدة فی الجنة" کے خواہاں تھے اور رب تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے امید واثق ہے کہ انہیں جنت میں وہی درجہ حاصل ہوگا، جس کے لئے انہوں نے پوری زندگی وقف فرما دی تھی۔

آہ! صد ہزار آہ! اس مظہر مفتی اعظم! پر جن کی رگوں میں امام احمد رضا خاں کا خون جوش مار رہا تھا، جن کی سرشت میں حق کی رضا جوئی تھی، جن کی خداداد صلاحیتوں نے قوم مسلم کے کثیر افراد کو علم سے نہال کر دیا، اور جن کی گود کے پلے ہوئے بہت سے موجودہ اکابر علما ہیں، جن کی فصاحت وبلاغت دانی پر اہل سنت ناز کرتے تھے، جو علوم ظاہری وباطنی کے جبل شامخ تھے، جن کو دنیا صدر العلما کہہ کر یاد کرتی تھی، جو سرکار مفتی اعظم ہند کا آئینہ تھے وہ ۳۰ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ قبل جمعہ، نماز جمعہ میں شرکت کی خاطر چندر پور مہاراشٹر کی راہ میں شکستہ ہو کر اہل سنت کو سوگوار کر گئے جو سجود نیاز زمین پر لٹانا چاہتے تھے، بحکم حداوہ عرش بریں پر لٹانے چلے گئے، اور اپنی کراماتی یادوں کے نقوش ہزاروں لاکھوں کروڑوں صفحات قلوب پر ایسا چھوڑ کر گئے، کہ وہ درد دل بن کر ہماری آنکھوں سے گرتے آب شار کی طرح لڑیاں بن کر بہتی رہیں گی، اور ہم انہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے دم توڑ دیں گے، مگر حیات ظاہری میں نہ پا سکیں گے۔ آہ، آہ، صد ہزاران آہ۔

محمد ناظر اشرف قادری. خادم دار العلوم اعلیٰ حضرت. رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ر (مہاراشٹر)

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما ایک جامع الصفات شخصیت

محمد یونس رضا مصباحی، برکاتی

علمی حقائق ناقابل فراموش ہوتے ہیں اور ان کے زندۂ جاوید نقوش مرور زمانہ کے ساتھ مٹتے نہیں، بلکہ مزید گہرے اور تابندہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تاریخ نے ہر دور میں علمی کارنامے، فنی نوادر، عقلی نتائج اور ارباب علم و دانش کے روشن و تابناک ماثر و مفاخر کو ہمیشہ کے لئے دامن میں محفوظ کر لیا ہے۔ جو امتداد زمانہ کے ساتھ چمکتے، دوسروں کو چمکاتے اور مہکاتے رہیں گے۔ کیوں کہ اسلاف کے معارف و علوم، کردار و کیریکٹر، طرز زندگی، اسلوب حیات، اور اخلاق و عمل اخلاف کے لئے رہبر و رہنما ہوتے ہیں۔ جو ان کے لئے راہ عمل متعین کر کے انہیں گمرہی، کج روی اور غلط فکر و نظر سے بچاتے اور سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ صدر العلما بدر الفضلا علامہ مفتی محمد تحسین رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ بھی انہیں پاکیزہ نفوس میں سے ایک صاحب نفس مطمئنہ اور ایسے مسعود و متبرک شخص کا نام ہے جو میدان فقاہت کا شہسوار اور ہر مروجہ علم میں فنکار، پیکر اخلاص و اخلاق، ستودہ صفات، جامع الکمالات اور عبقری شخصیات میں سے ایک جامع کامل و اکمل اور بھاری بھرکم شخصیت تھے۔ جن کا ابر کرم آسمان علم و فضل سے مسلسل برستا رہا یہ وہ محدث کبیر، مفسر اعظم، اور فقیہ اعظم ہیں جنہوں نے ۵۳ سال کامل تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۳۷۵ھ سے آپ کا تعلیمی عمل شروع ہو کر ۱۴۲۸ھ پر ختم ہو جاتا ہے۔ گویا کہ آپ نے اپنی حیات مستعار کا ۳/۲ دو تہائی حصہ درس و تدریس کے ذریعہ اسلام و سنیت کی تبلیغ و اشاعت میں گذارا۔

یہ وہ آپ کا علمی جہاد ہے جس سے جہالت کے دبیز پردے چھٹے، علم کی روشنی پھیلی اور آپ کے باکمال اور مقتدر تلامذہ کی ایسی کھیپ تیار ہوئی۔ جو مختلف علمی ہتھیاروں سے لیس ہو کر پورے ربع مسکوں میں پھیل گئی۔ کوئی بے نظیر خطیب ہے تو کوئی بے مثل مدرس، کوئی لاجواب مصنف ہے تو کوئی عظیم الشان مناظر، کوئی حکمت و فلسفہ کا تاجدار ہے تو کوئی میدان فقاہت کا شہسوار، کوئی ادیب ہے تو کوئی نقیب، کوئی محدث ہے تو کوئی مفسر، آپ تمام کسبی و موروثی خوبیوں کے جامع ہونے کے باوجود آخری عمر تک تعلیم و تدریس کے مقدس و بابرکت عمل سے وابستہ رہے اور سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان عالی شان (بلغوا عنی ولو آیۃ) پر عمل کرتے ہوئے ترویج اسلام اور تبلیغ احکام کا مقدس فریضہ انجام دیتے رہے۔ ان کا یہ اسوہ ان مدرسین کے لئے بڑا ہی عبرت انگیز، نصیحت خیز، اور سبق آموز ہے جو ذرا سی شہرت و مقبولیت پاتے ہی تعلیمی میدان چھوڑ کر شیخ طریقت بن جاتے ہیں اور پھر کبھی مطالعہ کی زحمت نہیں کرتے۔ اور آج تو مدرسین کا حال یہ ہے کہ طلبہ کے علمی ذوق اور تجسس کے فقدان کے باعث بغیر مطالعہ ہی پڑھاتے ہیں، اور اگر کوئی شاگرد طالب علم سوال کر دے تو چہرہ کا جغرافیہ بدل جاتا ہے اور الٹ سلٹ جواب دے کر گذر جاتے ہیں۔ جبکہ صدر العلما کی زندگی اس باب میں بھی ایسے لوگوں کے لئے قدوہ اور نمونہ ہے۔ حضرت بغیر مطالعہ نہیں پڑھاتے تھے بعد عشا اور اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد مطالعہ آپ کا معمول تھا۔ بقول سراج الواعظین حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی نوری مدظلہ العالی آپ کے وصال سے پندرہ سال قبل آپ کی حیات، اسفار اور تبلیغی

www.muftiakhtarrazakhan.com

دوروں سے خالی ہے گویا کہ آپ نے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر صرف علماء سازی کا اہم فریضہ انجام دیا، عصر حاضر کے بڑے بڑے علماء، خطباء اور مصنفین بواسطہ یا بلا واسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ مجمع البحرین اور علم و عمل کے سنگم تھے۔ جملہ علوم متداولہ اور فنون متعارفہ میں وہ پختگی اور رسوخ کہ حضور مفتی اعظم قطب عالم جیسے عظیم فقیہ اور مجتہدانہ شان کی حامل شخصیت کو آپ پر مکمل اعتماد تھا، کمال علم کے ساتھ عمل کا جمال دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ زہد و استغناء اور قناعت و بے نیازی جیسی صفات حمیدہ نے آپ کی شخصیت پر چار چاند لگا دیئے تھے۔ جو دیکھتا کھنچا چلا جاتا پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ آپ محاسن کردار اور مکارم اخلاق کا پیکر جمیل تھے۔ اور یہی آپ کے محامد و مناقب اور اخلاق کریمانہ تصوف و روحانیت میں آپ کی بلندی و عظمت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ تصوف کے تعلق سے ایک معتبر صوفی کا ارشاد ہے۔

التصوف کله اخلاق فمن زاد علیک بالا خلاق زاد علیک بالتصوف ۔ یعنی تصوف سراسر اخلاق ہے تو تم سے اخلاق میں بڑھ کر ہے وہ تم سے تصوف میں بڑھ کر ہے۔ اس میں شک نہیں آپ کی شخصیت کو جاذب نظر اور پرکشش بنانے میں جہاں علمی غلغلہ، فنی مہارت، تقویٰ و طہارت، عفت و پارسائی زہد و قناعت نے کام کیا۔ اس سے کہیں بڑھ کر آپ کے اخلاق کریمانہ آپ کی عظمت و عبقریت کا باعث بنے۔ اور یہی اخلاق عالیہ، صفات حمیدہ اور خصائل محمودہ عارفین و ارباب سلوک و طریقت اور مردان خدا کے بنیادی اوصاف ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ بندگان خدا کی حاجت روائی اور گمگشتگان راہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اسی حقیقت سے شیخ سعدی نے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست　　　　بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

بدن پر گدڑی، ہاتھ میں تسبیح اور مصلی پر بیٹھے رہنے کا نام طریقت نہیں طریقت تو خدمت خلق اور مخلوق کی حاجت برآری کا نام ہے۔ اسی شعر کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو صدر العلما کی زندگی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ تدریسی ذمہ داریوں، فرائض و واجبات اور اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد آپ خدمت خلق میں مصروف نظر آتے ہیں۔ کبرسنی کا عالم ہے ضعف و نقاہت سوار ہے، حاجت مندوں کی بھیڑ ہے، آپ ادنیٰ و اعلیٰ اور امیر و غریب کا امتیاز کئے بغیر سب کے کام آتے۔ یا سب کے ساتھ مساویانہ سلوک فرماتے۔ یہ وہ وصف ہے جس کا آج مشائخ میں فقدان ہے۔ خدمت کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام، ترویج احکام وسنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت سے وہ لگاؤ اور پیار کہ قرب و جوار ہی نہیں بلکہ ملک کے طول و عرض، شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں کانفرنسوں اور جلسوں میں شریک ہو کر زبان حال و مقال دونوں سے اسلام کی حقانیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت کا اعلان بانگ دہل فرماتے تھے۔

صدر العلما رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین رتن پورہ تحصیل سوار، رامپور کو زینت بخشی۔ غالباً ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ حضرت کی صدارت میں گاؤں کے دو نوجوان علماء مولوی محفوظ عالم صاحب اور مولوی محمد محفوظ مرحوم کی کوششوں سے ایک تاریخ ساز جلسہ منعقد ہوا جس میں خطیب کی حیثیت سے سراج الواعظین حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی نوری دامت معالیہ نے شریک اجلاس ہو کر مدلل و مفصل اور خلاف عادت ایسی ظرافت آمیز اور وہابیت کش تقریر فرمائی کہ سامعین کے جوش و خروش اور خوشی و مسرت کیساتھ صدر العلما کا تبسم اور داد و تحسین لائق دید منظر تھا۔ اسی حسین موقع پر احقر نے اپنے خانوادے کی اکثر خواتین کو حضرت سے بیعت کرایا، اور حسب استطاعت خدمت اقدس سے خوب لطف اندوز ہوا۔ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے قبل جلسہ قیام گاہ پر سید صاحب قبلہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

نے ڈائری نکالی اور صدر العلما علیہ الرحمہ سے نہایت ادب و احترام کے ساتھ چند سوالات کئے جو غالباً تاریخ سے متعلق تھے اور نہایت مشکل ۔مگر صدر العلما نے انتہائی خندہ پیشانی عالمانہ وقار اور خاندانی وجاہت کے ساتھ جوابات املا کرائے ۔میں حضرت کی ذہنی توانائی، وفور علم، اور قوت استحضار پر انگشت بدنداں اور ورطۂ حیرت میں تھا کہ اللہ اللہ اس بڑھاپے میں یہ علمی جولانی، اور یہ قوت حافظہ۔ یہ صرف رب کا کرم خاص اور لطف عمیم ہے جو اس کے مخصوص بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ ایسی ہستی کا ارتحال یقیناً قابل حزن وملال ہے، رب کریم ان کے نقوش قدم پر چلنے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا حوصلہ وہمت عطا فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا محمد یونس رضا مصباحی گلشن بغدادرام پور

صدر العلما کی بارگاہ میں خراج عقیدت

مولانا ممتاز عالم مصباحی

کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موت کو پوری دنیا کی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ایسے افراد میں علمائے کرام کی جماعت بھی شامل ہے چنانچہ کہا گیا ہے۔"موت العالم موت العالم "عالم کی موت عالم کی موت ہے ایسے افراد جب بقید حیات ہوتے ہیں تو پوری انسانیت ان سے فیض پاتی ہے اور عبادات ومعاملات کے ہر مسئلے میں ان سے روشنی حاصل کرتی ہے اور جب وصال کر جاتے ہیں تو پورا عالم سوگوار ہوتا ہے۔

صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات بھی بلا شبہ ایسے ہی افراد میں سے تھی، حضرت کے وصال پر پوری دنیائے سنیت نوحہ کناں ہے اور آپ کی موت پوری جماعت اہل سنت کے لئے عظیم سانحہ ہے، حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ ایک فقیہ اور جلیل القدر محدث بھی تھے۔

حضرت صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے نہ کبھی تکلم کا شرف حاصل ہوسکا اور نہ کبھی زیارت ہی نصیب ہوئی ۲۰۰۱ء میں ایک مرتبہ بریلی شریف جانا ہوا لیکن کسی وجہ سے اس موقع پر بھی نہیں مل سکا اس لئے مجھے ان سے فیضیاب ہونے کا موقع نہیں ملا اور نہ ان کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا لیکن انہیں قریب سے دیکھنے والوں کے بتانے کے مطابق ان کی شخصیت متنوع خوبیوں اور کمالات کی حامل تھی، جن کی وجہ سے وہ عوام وخواص میں یکساں طور پر مقبول تھے۔اس بات کا اندازہ ملک وبیرون ملک میں ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین اور متوسلین ومعتقدین کی موجودگی سے بھی ہوتا ہے۔

حضرت صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے عرس چالیسویں کے موقع پر ان کی حیات وخدمات پر مشتمل گرانقدر دستاویز شائع کرنے کے لئے میں حضرت مولانا حنیف خاں صاحب اور جملہ اراکین امام احمد رضا اکیڈمی کی باگاہ میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ وطفیل میں حضرت کے قبر انور پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے (آمین)

ممتاز عالم مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو (یوپی)

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما یادگار سلف

مولانا محمد معین الدین خاں برکاتی مصباحی شاہجہان پوری

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

پیشوائے اہلسنت گل عذار رضویت
پرتو اسلاف ہیں تحسین رضا خاں قادری (برکاتی)

حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان اس ذات ستودہ صفات کا نام ہے جو آباء واجداد اور اسلاف کرام کی امانت کے امین تھے اور خلف وجانشین بھی یہ اور بات ہے کہ......

جو خلف اسلاف کا تھا آج تک اب سلف میں وہ بھی شامل ہو گیا

آپ "الراسخون فی العلم" کے مصداق تھے، اسی وجہ سے آپ کا شماران علماء میں ہوتا ہے جو صحیح معنوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کے ناصرو حامی اور پاسبان ہیں۔ آپ شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت میں اپنے اسلاف کی ہو بہو تصویر تھے۔ آج ہندو بیرون ہند ہزاروں علماء وفضلاء آپ کی یادگار ہیں۔

انسان کے اپنے فطری جوہر چمکانے، صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں اس کے موروثی اثرات اپنا پورا کام کرتے ہیں اگر اس کے ساتھ فضاو ماحول کی سازگاری بھی فراہم ہو تو اس کی آب وتاب میں چار چاند لگ جاتے ہیں اس کا ستارۂ اقبال بلند سے بلند تر اور روشنی تیز سے تیز ہو جاتی ہے۔

حضور صدر العلما یقیناً ان بلند اقبال اور خوش قسمت افراد میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ایسے خصائص وکمالات سے نوازا جو کم لوگوں کے حصے میں آتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ کو ایسے خاندان میں آنکھ کھولنے کا موقع ملا جہاں ماضی بعید سے لیکر ماضی قریب تک ایسے باکمال اور نابغۂ روزگار حضرات نے جنم لیا جن کے قابل فخر کارناموں کے تذکرے سے آپ کے کان آشنا ہوئے اور آپ کے دل کی آواز بن گئے۔ آپ ہمیشہ انہیں اپنے سینے سے لگائے رہے اور جان سے عزیز سمجھا جیسا کہ آپ کی حیات سے ظاہر ہے۔

صدر العلماء علیہ الرحمہ کے والد ماجد جلیل القدر عالم باعمل، منظر اسلام کے لائق وفائق مدرس، متعدد کتب کے مصنف، شعروسخن کے ماہر، اتباع شریعت ومحبت رسول سے سرشار، جماعت رضائے مصطفیٰ کے اہم کارکن اور سرکار اعلیٰ حضرت کے مرید وخلیفہ اور داماد بھی تھے اور آپ کے دادا استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ فکر انگیز ادیب، کہنہ مشق شاعروشاعرگر، انکے شاگرد رشید حکیم سید برکت علی نامی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ (استاذ زمن) پدر بزرگوار اعلیٰ حضرت امام العلماء حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے خزائن علم وعقل سے مستفیض تھے اور جواہر معانی وفضل سے بہرہ ور تھے علاوہ بریں اپنے بڑے بھائی مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی صحبت سے فیض معنوی حاصل کیا (حیات صدر العلما ملخصا)

صدر العلماء کو بیشتر فضائل وکمالات اپنے باپ دادا سے ورثہ میں ملے تھے، کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اجداد قریب کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

امتیازی صفات بیٹوں پوتوں کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔ آپ کے جد امجد اور والد بزرگوار اسلامی صفات وخصوصیات کے کیسے آئینہ دار تھے یہ اہل نظر پر خوب عیاں ہے۔

پھر آپ کے مرشد ومربی آقائے نعمت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں جن کی نظر کیمیا نے آپ کو کندن بنادیا۔ اور علوم ومعرفت کے وہ جام عطا کئے کہ جن کا خمار آج بھی اہلسنت پر طاری ہے۔ آپ انہیں قلندر صفات درویشوں کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھے، استعداد باطنی اور موروثی وخاندانی اثرات، گردوپیش کے حالات وماحول کا یہ اثر ہوا کہ صدر العلماء علیہ الرحمہ نے اپنے اندر علمی وعملی کمالات اور وہ اوصاف حمیدہ جمع کر لئے جو آپ ہی کا حصہ تھا، اس طرح صدر العلماء علیہ الرحمہ تین واسطوں سے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفیض ومستنیر نظر آتے ہیں (پدر بزرگوار جد امجد اور مرشد برحق)

صدر العلما جس طرح اپنے آباد اجداد کے سچے پکے اور صحیح جانشین تھے اسی طرح اپنے اولوالعزم اساتذہ کرام کے بھی سچے وارث ونائب تھے مثلاً سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے آپ نے علم ظاہری بھی حاصل کیا اور علم باطنی بھی، علم شریعت بھی حاصل کیا اور علم طریقت بھی، اسی وجہ سے زہد وورع، سچائی وپاکدامنی، راست گوئی وبے باکی، تصلب وتوکل تمام چیزوں میں اپنے مرشد ومربی کے نقش قدم پر چلتے رہے، اسی لئے سارا عالم آپ کو مظہر مفتی اعظم کے نام سے پکارتا ہے۔

مظہر مفتی اعظم جن کو کہتا ہے جہاں ‏ ‏ وہ فرید دہر ہیں تحسین رضا خاں قادری ‏ ‏ (برکاتی)

اسی طرح علم تفسیر آپ، نے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل کیا، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے تبحر علمی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، انہوں نے اسلام کے اس بطل جلیل کو کس شان سے پڑھایا ہوگا اور اپنے اوپر سے احسان چکانے کے لئے کس غایت لگن کے ساتھ عرق ریزی کی ہوگی اور اس علم کے رموز واسرار اور مبہمات کو کس طرح واضح کیا ہوگا یہ پڑھنے پڑھانے والے ہی جان سکتے ہیں، ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ شہزادے کی تعلیم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہوگی، جبھی تو علم حدیث کے ساتھ ساتھ علم تفسیر کے بھی صدر العلما جواہر لٹاتے رہے اور فن تفسیر کے اساتذہ کا دونوں جگ میں نام روشن کرتے رہے اور چودہ سال میں درس قرآن کا مکمل کرنا اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسی طرح جن بزرگوں سے آپ نے علم حدیث اخذ کیا اور اجازتیں حاصل کیں ان کی نیابت اور اجازت کا پورا پورا حق ادا کیا اور عمر کا اکثر حصہ علم حدیث کی ترویج واشاعت میں صرف کر کے اسلاف کرام کی یاد تازہ کراتے رہے اور مخلوق خدا کو محبوب خدا کے مقدس کلام سے فیضیاب کرتے رہے، درس حدیث کا یہ سلسلہ باقاعدہ اہتمام کے ساتھ پچیس سال تک چلتا رہا جس کے ذریعہ عوام وخواص سب کے سب اپنے دینی مسائل حل کرتے رہے اور ہزاروں مسائل ومصائب کا شکار ہونے سے بچتے رہے۔ شعر

جس نے حسن سادگی سے گتھیوں کو حل کیا ‏ ‏ وہ چراغ راہباں تحسین رضا خاں قادری ‏ ‏ (برکاتی)

صدر العلما فقہ وافتا میں سرکار مفتی اعظم کے نمونہ تھے تو علم حدیث میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب رضوی کے، علم ادب میں شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی کے پیکر تھے تو معقولات میں شمس العلماء قاضی شمس الدین صاحب رضوی جعفری جونپوری کے مظہر اتم، اور دیگر علوم وفنون میں اپنے دیگر مؤقر اساتذۂ کرام کی وہ عظیم تصویر تھے جو اس زمانے میں مفقود ہے۔

شعر......

www.muftiakhtarrazakhan.com

علم وحکمت زہد وتقوی اور حدیث وفقہ میں وارث اسلاف ہیں تحسین رضا خاں قادری (برکاتی)

اسلاف کرام کا مقصود اصلی ہمیشہ دین وسنیت کی تبلیغ رہا ہے جا ہے وہ نظم ونثر کے ذریعہ سے ہو یا سفر وحضر کے ذریعہ، درس وتدریس کے ذریعہ سے ہو یا وعظ وتقریر کے ذریعہ، پیری مریدی کے ذریعہ سے ہو یا اجازت وخلافت کے ذریعہ، صدر العلما علیہ الرحمہ کی پوری حیات انہیں معمولات پر منطبق رہی اور ہر طریقے سے آپ اپنے اسلاف کرام کی خدمت دین میں پیروی کرتے رہے، اسی وجہ سے اپنے دور کے مسلم پیشوا ثابت ہوئے۔

جس کے آگے ہیں خمیدہ تاج والوں کی جبیں وہ امام عاشقاں تحسین رضا خاں قادری (برکاتی)
خانقاہ ومدرسہ والوں کے ہیں وہ مقتدا باکرامت شیخ ہیں تحسین رضا خاں قادری

صدر العلماء علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہندوپاک کے بیشتر اضلاع میں مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشر واشاعت کیلئے تشریف لے گئے اور بے شار گم گشتگان راہ منزل کو شمع شبستان رضا بن کر راہ حق پر گامزن کیا، دشوار گزار اسفار اور قیام گاہوں کی بدنظمیوں پر کبھی شاکی نہ ہوئے جہاں بٹھا دیا فروکش ہوئے، جب منبر رسول پر جانے کی گزارش کی گئی بلا تکلف باوضو ہو کر بزرگانہ شان وشوکت اور خدا بھاتی صورت کے ساتھ تشریف لے گئے اور فیضان رضا کے دریا بہا کر چلے آئے۔

بزرگوں کا یہ بھی خاص وطیرہ رہا ہے کہ جب عشق رسول کی سوزش وتپش اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ شباب پر پہونچتی ہے، شوق طلب میں ہیجان برپا ہوتا ہے اور راز سربستہ منکشف ہوا چاہتا ہے تو حمد ونعت کا سہارا لیتے ہیں اور اپنے عشق کی سرفرازیوں کو دنیا والوں پر آشکارہ ہونے سے گریز کرتے ہیں۔

صدر العلماء علیہ الرحمہ کی بھی یہی حالت تھی کہ آپ کے اندر جب تپش عشق کی جولانیت ابھرتی تو حمد ونعت کے سہارے دل کی بھڑاس نکال لیتے اور شوق طلب کا بوجھ ہلکا کرتے جس کا ثبوت خود ان کا غیر مرتب دیوان ہے جو حمد ونعت اور مناقب کا حسین گلدستہ ہے اور اس کا کچھ حصہ حیات صدر العلماء میں شائع بھی ہو چکا ہے۔

شائقین حضرات اس سے مستفیض ہو سکتے ہیں، اخیر میں صدر العلماء علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے اسلاف کے نمونۂ عمل کی بھیک مانگتا ہوا بندہ عرض گزار ہے۔

میں ہوں برکاتی گدا بس برکتیں ہی چاہئے واسطہ سادات کا تحسین رضا خاں قادری

www.muftiakhtarrazakhan.com

باسمہ تعالیٰ

صدر العلما اہل سنت کی باوقار شخصیت

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

زمانہ رسالت ﷺ سے جوں جوں بعد ہوا صدق وصفا کے حامل اور علم وفضل کے پیکر بھی کمتر ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کی مقدار اس قدر گھٹی کہ ایسے حضرات جو صاحبان علم وعمل تھے آنکھیں جن کی زیارت سے شادکام ہو جاتیں۔ اور دل ودماغ میں روحانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آج کے اس دور میں بہت کم یاب ہیں اس لئے کہ علوم دینیہ سے بے رغبتی اور بے اعتنائی بڑھتی جارہی ہے اور اس کی وجہ دینوی علوم میں حد درجہ انہماک ہے۔

بریلی شریف کا نام جس سنی مسلمان نے جہاں اور جب سنا فوراً اس کے فکر وخیال کی دنیا میں ایک ایسے وجود کا جلوہ آگیا جسے دنیائے اسلام مجدد اسلام امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ آج کے دور کو اعلیٰ حضرت کا دور کہیں تو بجا ہو گا کہ نوازشات ربانی اور عنایات نبوی سے آپ ایسے چمکے اور دوسروں کو بھی اپنی چمک سے چمکایا کہ اچھے اچھے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ امام احمد رضا کے برادر اصغر مولانا محمد حسن رضا علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت کے فیض یافتہ اور آپ ہی سے تعلیم یافتہ تھے۔ وقت کے بے مثال عالم ربانی اور بارگاہ رسول کے مداح اور عاشق تھے "ذوق نعت" آپ کا نعتیہ دیوان ہے جس کے مطالعہ سے عشق ومحبت رسول کا خوب اندازہ ہوتا ہے شعر وسخن کی دنیا میں ممتاز مقام رکھتے تھے آپ کے صاحبزادہ گرامی مولانا حسنین رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان بھی بڑے عالم اور عاشق مصطفیٰ علی التحیۃ والثنا تھے، انہی کے گھر میں ایک فرزندار جمند پیدا ہوئے جن کا نام اہل خاندان نے "**تحسین رضا**" تجویز کیا۔ آپ نے علم وفضل کے آفتاب وماہتاب سے روشنی حاصل کی یعنی علم دین مصطفیٰ میں کمال حاصل کیا اور دینی علوم سے اس طرح آراستہ ہوئے کہ پھر خدمت دین کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا، منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ وجامعۃ الرضا (بریلی شریف یوپی) جیسے معروف دینی اداروں میں علم حدیث، تفسیر اور فقہ کا درس زندگی بھر دیتے رہے۔ آج آپ کے سیکڑوں شاگرد ہیں جو علم وعمل کے پیکر دکھائی دیتے ہیں اور دنیا بھر میں خدمت اسلام وسنیت انجام دے رہے ہیں۔

آپ نام کے عالم نہیں تھے کہ دستار وسند پائی بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں عالم دین کی جو تعریف آئی ہے آپ کی ذات پر پورے طور پر صادق آتی تھی اور اطوار وعادات سے عالمانہ وفاضلانہ شان جھلکتی تھی۔ رفتار وگفتار سے آپ کا علم وفضل ظاہر ہوتا تھا۔ آپ بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف تھے۔ صوفیانہ طرز زندگی کے پیکر تھے۔ علم کی نمائش اور کبر علم سے آپ کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا جس نے بھی آپ کو دیکھا اور مجلس میں حاضری کا شرف پایا وہ اعتراف کرے گا کہ ایک نائب رسول سے ملکر آیا ہوں۔ اس قسم کی مختلف خوبیوں میں اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ آپ کی سادگی اور حسن اخلاق کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ آپ ولی صفت عالم ربانی تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری کو دیکھنا ہوتا تو لوگ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ مظہر مفتی اعظم ہند تھے، صدر العلما کے مبارک لقب سے آپ علمائے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اہل سنت میں معروف تھے۔

راقم کو جب بھی حضرت والا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو عالمانہ شان اور صوفیانہ آن سے ہی دیکھا چہرے پر مسکراہٹ کے پھول جھڑتے تھے سلام وخیریت معلوم کرنے کے بعد خاموشی اختیار کر لیتے نہ بیجا کسی کی بات پسند کرتے نہ خود کوئی بیجا کلام کا آغاز کرتے بارہا آخری حدیث بخاری کا درس دار العلوم اسحاقیہ میں دیا قلّ ما دلّ پر آپ کی علمی گفتگو بڑی جامع ومانع ہوتی تھی جس سے آپ کا علمی جاہ وجال ٹپکتا تھا علما کی ایک بڑی جماعت آپ کی علمی باتیں سن کر محظوظ ہوتی۔

صاحب جلسہ نے آپ کا جہاں قیام کرایا بخوشی وہاں قیام فرماتے اپنی راحت اور آرام کے لئے کبھی لب کشائی نہیں فرماتے اور وقت پر جو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا مختصر تناول فرماتے ،فرمائش کر کے کسی کے لئے بار نہ ہوتے بلکہ صبر وشکر کی جیتی جاگتی تصویر تھے اس دور میں آپ کا وجود مسعود اہل سنت کے لئے غنیمت تھا بلکہ باعث افتخار تھا، تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی کے بعد آپ سے عوام وخواص کا رجوع زیادہ ہوتا اور کئی افراد آپ کے دست پر بیعت کرتے اور سلسلہ رضویہ میں منسلک ہوتے تھے، آپ بلا شبہ پیر کامل تھے شیخ طریقت اور عامل شریعت تھے۔ یقیناً آپ سے منسلک ہونے والوں نے ایک سچے پیر کا دامن تھاما تھا مگر کسے معلوم تھا آپ جیسا گل گلزار سنیت خانوادۂ رضویہ کا چشم وچراغ اچانک لاکھوں پروانوں کو داغ مفارقت دے جائے گا۔ ۱۸ر جب المرجب بروز جمعہ کو یہ بات بجلی کی طرح پھیل گئی کہ صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں قادری کا ایک سفر کے دوران حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ یکبارگی سکتہ طاری ہوگیا ساری خوشیاں غموں میں تبدیل ہوگئیں زبان پر تلاوت جاری ہوگئی۔ اور آپکی یادوں کی داستان دل ودماغ میں گردش کرنے لگی۔

بعد نماز عصر فوراً قرآن خوانی وایصال ثواب کیا گیا جامع مسجد باسنی مدرسہ نظام العلوم اور دار العلوم فیضان اشرف وغیرہ میں بھی ایصال ثواب کی مجلسیں منعقد ہوئیں بلکہ ہندوستان بھر میں آپ کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا گیا ہوگا۔ آپ کی مقبولیت اس وقت اور ظاہر ہوگئی جب اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں لاکھوں عقیدت مندوں نے، علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

اللہ پاک صدر العلما علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی مخلصانہ خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے ان کے روحانی فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی الہ الصلاۃ والتسلیم

تقریباً ۸۷ سال کی عمر میں آپ نے دنیا سے کوچ فرمایا اور زندگی کا بیشتر حصہ دین وملت کی خدمت میں بسر کیا۔ آپ کی خدمات کو ہمیشہ خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا آپ کی قربانیاں یاد آتی رہیں گی اور ہم یوں کہتے رہیں گے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گوہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما حیات و ممات

مولانا فصیح الدین نظامی رضوی

نقیب اہل سنت حضرت مولانا ابوالحسن علی رضوی بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم غوثیہ لنگم پیٹ آندھرا پردیش کے ایک فرستادہ کے ذریعہ امام احمد رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) بریلی شریف کا مطبوعہ مراسلہ ۱۳ اگست ۲۰۰۷ جامعہ نظامیہ لائبریری میں ہمدست ہوا۔ کہ صدر العلماء حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب کی شخصیت وخدمات کے حوالہ سے اس عاجز کو بھی تحریری خراج فکر ونظر پیش کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت صدر العلماء کا تعارف میرے نزدیک امام اہل سنت شہید تیغ محبت کی نسبت سے جو بقول امام المنطق والفلسفہ حضرت علامہ مفتی عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ سابق شیخ الجامعہ نظامیہ وامیر ملت آندھرا پردیش، 'مولانا احمد رضا خاں صاحب، سیف الاسلام اور مجاہد اعظم گزرے ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے مسلک عقائد کی حفاظت کا ایک مضبوط قلعہ تھے۔ آپ ہی کی کوششوں اور کاوشوں کی وجہ سے ہندوستان میں نجدیت کو پھلنے اور پھولنے کا موقع نہ ملا۔ آپ کا مسلمانوں پر احسان عظیم ہے کہ ان کے دلوں میں عظمت واحترام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء امت کے ساتھ وابستگی برقرار رہے۔ بجا طور پر آپ امام اہل سنت وجماعت ہیں۔ آپ کی تصنیفات وتالیفات علوم کا ایک بحر ذخار ہیں۔" (بحوالہ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ کانپور، ستمبر ۱۹۶۷، انٹرویو مولانا ظہیر الدین قادری")

حضرت امیر ملت کے مذکورہ افکار عالیہ کی روشنی میں کہنے کی گنجائش نکل آئی کہ امام عشق ومحبت اور آپ کے شہر سے وہ پیغام ملتا ہے۔ جو پیغام سرمدی، حیات ابدی کے۔ لئے سرکار ذی وقار ﷺ نے دیا تھا، اس شہر نے دین کی تڑپ دل میں، لگن شعور میں اور فکرمندی دماغ میں رچا بسادی۔ اور اس کی شمع محبت نے نہ جانے۔ کتنے شہروں میں عشق محبت کے سینکڑوں چراغ روشن کردئے۔ کتنے تاریک دلوں کو منور کیا۔ جو تاریخ اس شہر نے بنائی وہ ہر لحاظ سے اس کے قابل ہے کہ اسے آنکھوں سے لگایا جائے۔ اور اس کی بنائی ہوئی راہ سے قدم کو آشنا کیا جائے۔ دہلی، بدایوں، مارہرہ، بریلی، حیدرآباد دکن، ناگپور صرف مشہور شہر نہیں بلکہ اسلامی تہذیب غلامان رسالت پناہی کے اہم ترین مراکز ہونے کی وجہ منفرد شناخت کے حامل ہیں۔

کتنی نظروں نے معتز رشک سے دیکھا ہے مجھے   زندگی نازش نسبت پہ جو اترائی ہے

الفاظ خواہ کتنے ہی وسیع المعنی کیوں نہ ہوں ان کشتگان خنجر تسلیم کی عظمت کے اظہار سے قاصر ہیں۔ جنھوں نے اپنی کوششوں، کاوشوں اور سعی پیہم سے دنیائے علم وفضل کو مالا مال کیا۔ ان کے تجدیدی، تدریسی، تصنیفی، ادبی کارنامے سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی تاریخ کا اٹوٹ اور انمٹ حصہ ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی۔ "طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ وعطر اللہ ضریحہ وبرد اللہ مضجعہ" کا شمار امت نبی مرسل کے ایسے ہی جامع الصفات وجامع الجہات شخصیات میں ہوتا ہے۔ جن کی تمام تر زندگی عشق شہ کونین ﷺ کے حوالے سے علم وعمل اور شریعت وطریقت کے فروغ میں گذری۔ اور متاع حیات کی آخری سانسیں بھی اسی میدان کی لالہ زاری کی شاہد عدل بن گئیں۔ **اسم تحسین...... جسم تحسین...... قال تحسین...... حال تحسین...... فکر تحسین...... اقدار تحسین...... اذکار تحسین...... اعمال تحسین...... افعال**

www.muftiakhtarrazakhan.com

تحسین...... اقوال تحسین...... تزکیہ تحسین...... تصفیہ تحسین...... تحقیق تحسین...... تدقیق تحسین...... تفسیر تحسین...... تحدیث تحسین...... اخلاق تحسین ...... اشفاق تحسین ...... حضر تحسین...... سفر تحسین...... حیات تحسین ...... ممات تحسین ...... الغرض امام عشق ومحبت کی نسبت نے ہر زاویۂ حیات کو لباس حسن میں ملبوس کر کے جگمگ جگمگ روشن روشن بنا دیا تھا۔ بریلی سے طلوع ہونے والے اس سورج کا غروب ناگپور میں ہو۔ الیکن ڈوبتے ڈوبتے بھی یہ سورج اپنے پیچھے ہزار ہا ستاروں کی انجمن کو منور وتاباں کر گیا۔ جو کرۂ ارضی پر مختلف اسالیب واشکال مین ضیاء پاشی کرر ہے ہیں۔ ان تلامذہ کے یہاں مصدر حیات، مقصدِ حیات اور لامتناہی حیات کے تخیل میں جو صبغۃ اللہی رنگ آیا ہے وہ عقلائے مغرب کے ذریعہ نہیں بلکہ "باب تحسین" سے آیا ہے۔ اور وہاں "باب نوری" سے اور وہاں "باب رضا" سے اور وہاں "باب مارہرہ" سے اور وہاں "باب قادریہ" سے۔

درس وتدریس "حیات تحسین" کا ایک روشن باب تھا۔ کہ صدر العلما، حضرت مفتیِ اعظم ہند کے قائم کردہ جامعہ مظہر اسلام اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے قائم کردہ جامعہ منظر اسلام اور علامہ منانی میاں کے قائم کردہ جامعہ نوریہ بریلی شریف میں برسوں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ فی الحال علامہ اختر رضا خاں ازہری کے قائم کردہ ادارہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں منصب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ (بحوالہ روزنامہ سیاست حیدرآباد ہفتہ ۱۴ اگست ۲۰۰۷ء)

شیخ الحدیث حضرت علامہ صدر العلما تاریخ حدیث...... موضوع حدیث ...... ضرورت حدیث...... مقام حدیث ...... اخبار حدیث...... حجیت حدیث...... حفاظت حدیث...... اصول حدیث...... تدوین حدیث ...... جمع حدیث سے لے کر اسلوب الحدیث ...... امثال الحدیث ...... غریب الحدیث ......آداب الحدیث ...... قواعد الحدیث ...... اقسام الحدیث ...... متن الحدیث ...... شروح ...... حدیث ...... تراجم حدیث ...... ائمہ حدیث ...... فقہائے حدیث ...... ائمہ تخریج...... حدیث طبقات حدیث...... جیسے موضوعات، پر انتہائی فاضلانہ وعالمانہ ومحققانہ گفتگو کے ذریعہ سینکڑوں شاگردوں کے لئے آپ کی شخصیت مرجع متحرک اور مصدر کا درجہ حاصل کر گئی تھی۔

آنحضور جان نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص اپنے مرنے کے بعد چالیس حدیثیں چھوڑ جائے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ (کنوز الحقائق للمناوی صفحہ ۱۶۷ جلد ۲ برحاشیہ جامع صغیر) نیز فرمایا میری امت میں جو شخص امر دین کی ۴۰ حدیثیں حفظ کرے گا وہ علما کے گروہ میں لکھا جائے گا۔ یہاں حفظ سے مراد راوی کا حفظ بالنقل یعنی دوسروں تک پہنچاتا ہے اگر چالیس احادیث درجۂ صحت وحسن وضعیف موضوع سے متعلق ہوں۔ اگر ظاہر معنی کے ساتھ نقل کیا ہے تو علما کے زمرہ میں اور استنباط مسائل کے ساتھ ہو تو فقہا کے زمرہ میں ورنہ شفاعت وشہادت کے مستحق زمرہ میں اٹھایا جائے گا۔

"حیات تحسین" عزیمت کی داعی اور رخصت کو رخصت دیدیتی ہے۔ عزیمت کا معنی یہ ہے کہ جہاں نظریات پر عمل کرتے وقت مشکل وقت اور آزمائش میں پڑ جائیں ایسے وقت اپنے نظریئے پر قائم رہئے۔ رخصت یہ ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ اس موقع پر کیا میں آنے والی تکلیف کو برداشت کر سکوں گا۔ آپ نظریہ پر قائم ہیں لیکن اپنے آپ کو تول رہے ہیں، دیکھ رہے ہیں کیا میں ثابت قدم

www.muftiakhtarrazakhan.com

روسکوں گا۔ ''صدائے تحسین'' یہ ہے کہ آپ عزیمت سے حالات کو توڑ رہے ہیں۔ عزیمت اس کا نام ہے کہ آپ کی راہ میں پہاڑ آئے تو ٹکرا جاتے ہیں۔ عزیمت صاحبان اولو العزم کا خاصہ ہے۔ رخصت کمزور انسانوں کا حصہ ہے۔ سرزمین بریلی سے سرزمین ناگپور کا ''سفر تحسین'' اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ زندگیوں میں اسلامی انقلاب حقیقی محبت الٰہی، حب رسالت پناہی و آداب خود آگاہی و آہ سحر گاہی محض علمی مباحث نہیں بلکہ ہماری حرکت و عمل سے جڑا ہوا ہے۔ سرفروشی، جہاد نفس و جذبات کی قربانی کے لئے جس اندرونی و روحانی قلبی قوت و اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا سرچشمہ عبادت و ریاضت بطریقہ حبیب کبریا ﷺ ہے۔ ناگپور کی فضاؤں میں ''پیکر تحسین'' ایک ایسی ہی شاہراہ پر گامزن ہو کر تجربہ کا بزبان عمل اعلان کر رہا تھا۔ کہ محض فکری شعور، مجرد ضوابط اور صرف نظم کے تقاضے کسی بڑی قربانی جانبازی پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں، خون جگر نچوڑنے، سر سے کفن باندھنے، موت سے کھیلنے، مر مر کے جینے تمنائے شہادت کے لئے روحانی منافع کا سچا یقین رکھتا ہے۔ سچا مرشد وہی ہے۔ جو بقول اقبال:

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کرے

شاہ محمد فصیح الدین نظامی رضوی مہتمم کتب خانہ جامعہ، نظامیہ، حیدرآباد اے پی (الہند)

صدر العلما کی ناقابل فراموش شخصیت

مولانا ابرار احمد امجدی

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا سانحہ ارتحال امت مسلمہ کیلئے ایک عظیم خسارہ ہے، آپ اہل سنت و جماعت کا گراں قدر اثاثہ و بیش قیمت سرمایہ تھے، آپ کے مرگ مفاجات سے جماعت اہل سنت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے، بظاہر اس کا پر ہونا ممکن نہیں ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی خلوص وللّٰہیت کے ساتھ ملت بیضا کی تبلیغ و اشاعت، امت مسلمہ کی خدمت میں صرف کر دی۔

حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر مکرم علامہ حسن رضا کے پوتے اور علامہ حسنین رضا خاں صاحب کے منجھلے صاحبزادے تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۳۰ء میں بریلی شریف میں ہوئی، آپ کی علمی و روحانی تعلیم و تربیت مرکز اہل سنت بریلی شریف کے اعلیٰ گہوارہ میں ہوئی۔ عرس رضوی کے موقع پر آپ کو حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت و خلافت سے نوازا، آپ ۱۹۸۶ء میں زیارت حرمین شریفین سے شرفیاب ہوئے۔

آپ کی پوری زندگی زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت اور خدمت خلق سے عبارت تھی، آپ کی ذات گوناں گوں محاسن و کمالات کی مالک اور متنوع الجہات اوصاف و خصائل کی حامل تھی۔ علمی اعتبار سے معاصرین میں لائق و فائق تھے علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ و ید طولیٰ رکھتے تھے، ساتھ ساتھ بہترین شعر و شاعری کا مذاق بھی رکھتے تھے۔ آپ کے مریدین اور تلامذہ خلفاء ملک

www.muftiakhtarrazakhan.com

و بیرون ملک میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، جو دین وسنیت کے فروغ میں کوشاں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشن کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ خود تاج الشریعہ حضرت العلام اختر رضا ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ النورانی آپ کے علم وفضل کی قدر کیا کرتے تھے۔ آپ نے متعدد کانفرنسوں، سیمیناروں اور اجلاس میں صدارت فرمائی خود راقم الحروف کو جامعۃ الرضا میں علامہ مرحوم کی صدارت میں شرکت کرنے کا موقع میسر ہوا، راقم الحروف نے دیکھا کہ تمام شرکاء سیمینار کا مرجع ومنبع حضور علامہ علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات تھی ہمیں اس صدمۂ جانکاہ سے قلق ہے کہ ہم علامہ علیہ الرحمہ کی جامع فضائل وکمالات شخصیت سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

طالب دعا: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی مہتمم اعلیٰ مرکز تربیت افتا اوجھا گنج ضلع بستی

صدر العلما کا انداز تدریس

مولانا جابر احمد اشرفی

شہر بریلی اہل اسلام کے دل میں مرکز عقیدت ومحبت اور مرکز علم کی حیثیت سے بسا ہے۔ اس کی آغوش میں اپنے وقت کے بڑے بڑے باکمال صوفیائے عظام اور علمائے کرام نے تربیت و پرورش پائی جن کی بدولت یہ شہر مومن کے دل کی دھڑکن بن گیا۔ اس شہر کو لافانی شہرت چودہویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات سے حاصل ہوئی۔ آپ کے خانوادے میں ہر دور میں ایسے نابغۂ روزگار افراد پیدا ہوتے رہے، جن کی وجہ سے بریلی شریف کی شہرت میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔

اسی خاندان والا تبار میں چودہویں صدی کے اواخر میں ایک ایسی ہستی پیدا ہوئی، جو اپنے اسلاف کی کامل یادگار، عشق نبی سے سرشار، سنت مصطفوی کی عامل اور علم ومعرفت کا سنگم تھی وہ ذات ستودہ صفات صدر العلما استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی شخصیت ہشت پہلو تھی، آپ کی زندگی کا مطالعہ جس نوعیت سے اور جس زاویے سے کیا جائے اس میں ممتاز ویگانہ نظر آئے گی۔ خاکساری، ملنساری انکسار، بلند اخلاقی اور سخاوت، زہد وتقویٰ، خوف خدا، عشق مصطفیٰ اور خدمت دین و متین کا جذبہ آپ کی ذات کے نمایاں پہلو تھے۔

آپ کی ذات مسند درس وتدریس کی شان تھی علمی استحضار کا عجب عالم تھا کسی بھی کتاب کے کسی بھی مسئلہ کو ذرا سی دیر میں حل فرمادیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ناچیز علم نحو کے ایک مسئلے میں بے حد سرگرداں وحیران و پریشان تھا جب کوئی حل نظر نہیں آیا۔ تو حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہو کر اپنے درد کا مداوا چاہا۔ حضرت قبلہ گاہی نے میری بات سنی۔ اور کتاب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور نہایت صاف وشفاف حل پیش کردیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کا افہام وتفہیم کا انداز بڑا ہی دل نشیں تھا۔ انداز گفتگو دل موہ لینے والا تھا۔ کبھی کسی کی دل شکنی نہیں فرماتے، دو سال تک مسلسل ناچیز حاضر بارگاہ رہا۔ کچھ حقیری خدمت کرنے کا موقع بھی میسر ہوا۔ میں نے کبھی بھی حضرت صدر العلما کو کسی پر گرجتے برستے نہیں دیکھا، اگر کسی سے کوئی نقصان ہو جاتا تو آپ بڑی نرمی سے سمجھا دیتے، اور ڈانٹ ڈپٹ بالکل روا نہ رکھتے۔ گویا کہ آپ کی ذات۔ "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" کی تفسیر تھی۔ خاکساری اور انکساری کا عجب حال تھا اپنے کام خود کرلیا کرتے تھے، خادم کے رہتے ہوئے آپ ڈول لے کر ڈیری سے خود دودھ لانے کے لئے تشریف لے جاتے، ناچیز نے عرض کیا کہ حضور آپ یہ اس خادم کو موقع عنایت فرمادیا کریں آپ کی شان عالی کے مناسب نہیں ہے آپ نے فوراً ارشاد فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے غلاموں کے رہتے ہوئے اپنے کام خود کیے ہیں۔ میں بھی سرکار ابد قرار کی سنت ادا کرنا چاہتا ہوں۔

آپ کے دولت کدہ کے پاس انار والی مسجد (جو آج نورانی مسجد کے نام سے مشہور ہے) میں بلا معاوضہ امامت فرماتے رہے، بارہا ایسا بھی ہوا کہ مؤذن سو رہا ہے آپ وقت سے پہلے مسجد میں پہونچے اور اذان دے دی اس کے بعد مؤذن کو بڑی نرمی کے ساتھ جگا رہے ہیں۔ کبھی کبھی عصر کی نماز پڑھکر بذات خود جھاڑو لگا رہے ہیں جب کہ مؤذن وہیں پر موجود ہے۔ بعد نماز عصر مخلوق خدا کی فریاد رسی فرماتے حاجت مند اپنی حاجتیں لے کر آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتے، آپ ان کی پریشانی غور سے سنتے اور مناسب تسلی وتشفی دیتے۔ اور ان کی ضرورتیں پوری فرماتے۔

آپ کی ذات علم کی کوہ گراں تھی۔ لیکن کبھی بھی غرور ونخوت علم میں مبتلا نہیں دیکھا، چھوٹے بڑے آپ کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لئے بلا تکلف بلا روک ٹوک آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے، عوام الناس تو عوام الناس خواص بھی طرح طرح کے مسائل لے کر آپ کی بارگاہ میں بلا جھجک آتے اور آپ انہیں بڑے حسن وخوبی اور خندہ پیشانی سے مطمئن فرماتے، کبھی چہرہ پر ناگواری کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔

چھ مینارہ مسجد میں ایک طویل زمانہ تک درس قرآن وحدیث دیتے رہے۔ جس میں شہر اور مضافات سے علما اور عوام شریک ہوتے۔ اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے، آپ کے درس دینے کا انداز بڑا انوکھا تھا ایک ہی محفل میں علما اور عوام دونوں شریک ہیں اور دونوں برابر محظوظ ہو رہے ہیں ہر ایک اپنے اپنے اعتبار سے اس سمندر سے موتی چن رہا ہے۔

آپ کی ذات میں تصنع ریا کاری کا شائبہ نہیں تھا۔ آپ کا ظاہر وباطن یکساں تھا۔ عوام اور علما دونوں کے درمیان آپ کی ذات کو ایک جیسی مقبولیت حاصل تھی جو آپ کے قریب ہوا وہ کبھی آپ کے کردار وعمل سے متنفر ہو کر دور نہیں ہوا، گھر والے کسی کو بڑی مشکل سے مانتے ہیں لیکن آپ کی ذات کو پورے خاندان میں ایک عظمت حاصل تھی، چھوٹے بڑے سب آپ کا احترام کرتے تھے بلکہ خاندانی مسائل میں فیصل کی حیثیت رکھتی تھی۔ سنجیدگی ومتانت کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، ناشائستگی وبداخلاقی سے ہمیشہ دور ونفور رہتے تھے آپ اختلافات کے پر آشوب زمانے میں، جھوٹی شہرت کے حصول سے گریزاں رہے۔ آپ اپنی زندگی کی آخری سانس تک خدمت دین اور مصطفےٰ جان رحمت کی محبت کی خوشبو پھیلاتے رہے، یہاں تک کے اپنی جان جاں آفریں کو یہ کہتے ہوئے سپرد کردی۔

سورج ہوں، زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
گر ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

سگ دربار شاہ سمناں، جابر احمد اشرفی جامعی پیلی بھیتی مدرس جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما متبع سنت

مولانا غلام شرف الدین رضوی

اللہ تعالی قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ ائمۂ کرام و مفسرین عظام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر سنت کو لازمی قرار دیا جائے اور وہ احکام اور اوامر ونواھی جو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذریعہ ملے ہیں ان پر سر تسلیم خم کر دیا جائے اور یہ بات مسلم ہے کہ جو شخص مسنون امور میں سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی متابعت کرے وہ فرائض میں یقیناً اللہ کی اطاعت کرے گا۔ حضرت فقیہ سمرقندی نے فرمایا کہ یہ ایک مقولہ ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت سے مراد فرائض کی بجا آوری اور اطاعت رسول سے مراد سنن نبوی پر عمل کرنا ہے (شفا شریف) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک السلام ہم اللہ تعالی کو محبوب رکھتے ہیں اس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اپنے وعدے میں سچے ہو تو میری اتباع کرو۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد آیئے تھوڑی دیر کے لئے ہم ایں و آں سے ذہن وفکر کو خالی کر کے ایک پیکر سنیت یادگار سلف وارث علوم اعلی حضرت کی بارگاہ میں حاضری دیں جن کی عملی دنیا اخلاص وللہیت اور اتباع سنت کی آئینہ دار تھی اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ٹھہرونگا کہ اتباع سنت مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہیں اعلی حضرت امام اہلسنت اور حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالی عنھما سے وراثت میں ملی تھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے اسلاف کرام نے اس راز کو محسوس کرایا تھا کہ بارگاہ رب العزت میں مقبولیت اور محبوبیت کا سبب اسوۂ رسول کو اپنانے اور اسی کو اپنا وطیرہ بنانے میں ہے۔

حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کی اتباع سنت اور اسوۂ رسول پر عمل کا آنکھوں دیکھا حال ملاحظہ کریں ۶ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ میں حضور صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے زیر سرپرستی علاقۂ مراٹھواڑہ شہر جالنہ میں اہل سنت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

حضور صدر العلما کی آمد کی خبر سن کر اطراف واکناف سے کثیر تعداد میں لوگ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے راقم الحروف بھی زیارت وشرف لقا کے لئے حاضر ہوا جہاں حضور صدر العلما کا قیام تھا فقیر اپنے چند احباب کے ساتھ وہاں پہونچا حضور صدر العلما سے ملاقات کی چہرۂ پر انور کی زیارت سے ہم لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے کہ اتنے میں میزبان نے دستر خوان بچھا دیا صدر العلما دستر خوان پر تشریف لائے اور چار زانو بیٹھ گئے راقم الحروف حضور والا کے بغل میں بیٹھا تھا دستر خوان پر موجودہ حضرات صدر العلما کے چہرۂ پر انوار سے شرفیاب ہو رہے تھے سب کی نگاہیں نبیرۂ اعلی حضرت ہم شبیہ مفتی اعظم حضور صدر العلما پر جمی ہوئی تھی، جب میزبان نے روٹی اور سالن دستر خوان پر لا کر رکھا تو اس وقت بھی صدر العلما چار زانو ہی بیٹھے رہے میں اپنے تیئیں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ حضور کمزور ہیں ضعیف ہیں لگتا ہے کھانا چار زانو ہی بیٹھ کر تناول فرمائیں گے۔ لیکن میری حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں روٹی پہونچی تو آپ نے فوراً داہنے پیر کو کھڑا کر لیا اور اس طریقے پر بیٹھ گئے جس طرح اللہ کے حبیب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے، اتباع سنت مصطفےٰ کا یہ حال دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس پیرانہ سالی اور کمزوری کے عالم میں بھی گوارا نہیں کہ سنت مصطفےٰ چھوٹ جائے۔ اب ہر باشعور انسان یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ جن کی اتباع سنت کا یہ حال ہے فرائض وواجبات پر پابندی کا کیا عالم ہوگا۔ کھانا کھانے کے بعد میں اسٹیج پر چلا گیا جلسہ کے اختتام کے موقع پر حضرت علیہ الرحمہ تشریف لائے اور کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور حاضرین پرانوار چہرہ کی زیارت میں مصروف ہوگئے۔ حضرت علیہ الرحمہ کی موجودگی میں مجاہد اہل سنت الحاج توفیق صاحب قبلہ رضوی بانی مدارس کثیرہ علاقہ مراٹھ واڑہ مہاراشٹر نے کلام الامام امام الکلام سرکار اعلیٰ حضرت کی لکھی ہوئی نعت پڑھی تو حضرت علیہ الرحمہ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور آنکھیں اشکبار جلسہ گاہ ہی میں حضرت علیہ الرحمہ نے سیکڑوں افراد کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل فرمایا صلاۃ وسلام۔ کے بعد حضرت کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

حضرت اپنی قیام گاہ پر پہونچے پھر ہم چند لوگ بھی حضرت کے پاس گئے اس وقت فجر کا وقت ہو چکا تھا حضرت کی اقتداء میں ہم لوگوں نے فجر کی نماز ادا کی سلام ودست بوسی کے بعد۔ ہم لوگ اپنے اپنے مقام کی جانب روانہ ہوئے اور ہم لوگ آپس میں حضرت کی اتباع سنت تواضع، عاجزی، انکساری، فروتنی اور عشق رسول کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی اپنی منزل پر پہونچ گئے۔

ابھی ہم لوگ حضرت علیہ الرحمہ کی باتوں اداؤں کو دل سے بھلا بھی نہ پائے تھے کہ ۱۸؍رجب بروز جمعہ یہ روح فرسا خبر موصول ہوئی کہ حضرت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک داماد حادثہ کا شکار ہوگئے اور دونوں حضرات راہیٔ جناں ہوئے "انا للہ وانا الیہ راجعون" بعد نماز عشا مدینہ مسجد میں تعزیتی پروگرام رکھا گیا قرآن خوانی جمعہ کا دن گزار کر رات میں ہوئی۔ اور حضرت علیہ الرحمہ کی روح اقدس کو ایصال ثواب کیا گیا۔ دعا ہے کہ رب کریم حضرت کے فیوض وبرکات شاگردوں اور عقیدت مندوں پر جاری وساری رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

غلام شرف الدین رضوی خادم التدریس والافتاء دارالعلوم قادریہ رضویہ نائے گاؤں بازار ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما ایک ہمہ گیر شخصیت

مولانا محمد عاقل رضوی

اس کائنات ارضی میں روزانہ ہزاروں انسان لقمۂ اجل بن جاتے ہیں کتنے گھر اجڑ جاتے ہیں کتنے بچے یتیم اور کتنی عورتیں بیوہ ہوجاتی ہیں، ڈھیر ساری خوشیاں غموں میں تبدیل ہو جاتی ہیں مگر نظام کائنات حسب سابق یوں رواں دواں رہتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ کتنے گھروں کے چراغ گل ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو خبر تک نہیں ہوتی

اتنا ضرور ہے کہ جب کوئی انسانیت کا ہمدرد اخلاص وعمل کا پیکر شرافت کا داعی، بلند اخلاق تقویٰ شعار عالم دین دنیا سے رخصت

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہوتا ہے تو بمصداق " موت العالِم موت العالَم " دنیا سونی ہو جاتی ہے۔ اور اسکی موت بے شمار قلوب کے اضطراب کا باعث بن جاتی ہے، اپنے تو اپنے غیروں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ ان کی یادوں کے نقوش دل و دماغ سے جلد اوجھل نہیں ہوتے، کسی محفل میں انکا ذکر چھڑ جائے تو عالم یہ ہوتا ہے کہ

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی

انہیں محترم باعمل علما کی جماعت میں مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما، حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے، جن کی وفات پر ملال پر دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی اور ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل بیقرار ہو گیا۔ اپنے اظہار غم میں کسی نے کہا مرشد برحق چلا گیا، کسی کی زبان پر جاری ہوا، علم حدیث کا راز داں نہ رہا، کسی نے بتایا مظہر مفتی اعظم جا تا رہا، کوئی یوں گویا ہوا متاع کارواں جاتا رہا۔ غرض ہر شخص نے سسکتے دل اور لرزتی زبان سے اپنے درد و کرب کا اظہار کیا۔ اور جنازے میں ہند و بیرون ہند کے عقیدت مندوں کی بے شمار بھیڑ نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک جنازے کی یاد تازہ کر دی۔

واقعی نبیرہ حضور استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم ہند، صدر العلما حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ شریعت و طریقت کے سنگم، علم و عمل کے پیکر، بلند اخلاق اور کردار کے حامل تھے۔ تقوی و طہارت زہد و ورع کی اس بلندی پر فائز تھے کہ باعمل مشائخ و علما کی مبارک جماعت میں منفرد و ممتاز نظر آتے۔ ان کا فیض امیر و غریب کے لئے یکساں تھا۔ سب کی بات سنی جاتی اور حاجت روائی کی جاتی۔ اتباع شریعت کا عالم یہ کہ کبھی کسی نے نماز قضا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، تصنع یا شہرت طلبی تو ان سے کوسوں دور تھی، سادگی کا عالم یہ کہ نہ تیور میں کر و فر، نہ لباس میں ہیبت و جلال پیدا کرنے والی وضع، نہ بات میں تلخی، نہ کبھی ساتھ میں خادموں کا لاؤ لشکر۔

لیس علی اللہ بمستنکر　　　ان یجمع العالم فی واحد

انہیں صفات حمیدہ کی وجہ سے عوام و خواص انہیں مظہر مفتی اعظم ہند کے نام سے یاد کرتے۔ اور خود حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدر العلماء کو اپنا معتمد خاص اور چمن رضا کا گل سرسبد قرار دیتے۔

حضرت صدر العلما اکثر خاموش رہتے۔ چہرے پر مسرت و شادمانی کے خوشنما اثرات سے تکلم کی حلاوت حاصل ہوتی جو ہر دیکھنے والے کو اپنا گرویدہ بنالیتی۔ ان گرویدہ ہونے والوں میں صرف سطحی نظر رکھنے والے عوام ہی نہیں جید علماء و مشائخ بھی ان کے اسیر زلف نظر آتے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے　　　سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

اس کو خلوص و للّٰہیت اور علمی شغف کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ معتقدین و متوسلین کی بھیڑ کے باوجود ہمیشہ مدارس اسلامیہ کی آبیاری اور علم دین کی ترویج و اشاعت میں لگے رہے۔ تقریبا پچپن سال تک علی الترتیب بریلی شریف کے مدارس مظہر اسلام، منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ، جامعۃ الرضا میں طلبۂ اسلام کو جام علم و ادب سے سیراب کرتے رہے جس کے نتیجے میں ان سے فیض یافتہ دین دار پرہیزگار علماء کی مضبوط ٹیم نظر آتی ہے جو اپنے آفاقی نظریات اور عالمی دینی خدمات اور ملی جذبۂ و حمیت کی وجہ سے اپنے ہم عصر علماء سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ صدر العلما نے مسلم معاشرہ میں دینی حمیت اور علمی جذبہ پیدا کرنے کے لئے کانکر ٹولہ بریلی شریف میں ہفتہ وار درس قرآن و حدیث شروع فرمایا جس کی برکت سے علم و عمل کی خوشگوار فضا قائم ہوئی۔ لوگوں کے عمل و کردار میں صالح انقلاب برپا ہوا،

www.muftiakhtarrazakhan.com

گناہوں کے خوگر تھے۔ ان کے عادی بن گئے۔ نظر وفکر میں نکھار وسدھار پیدا ہوا، مسائل شرعیہ سے نا آشنا مسائل سے اچھے خاصے واقف بلکہ سیرت وصورت میں عالم نما نظر آنے لگے، گناہوں میں منہمک افراد کو توبہ کی توفیق ملی، عشق رسول ذہن وفکر میں اس طرح رچ بس گیا کہ پاکیزہ جذبات سے لبریز قوم اہانت رسول کے بھیانک جرم کو نا قابل عفو گردانتی اور ایسے بدترین مجرم سے دور بھاگتی۔

اب جبکہ صدر العلما کے غم فراق سے پوری قوم نڈھال ہے برابر یہ خیال آتا ہے کہ علم وعمل، اخلاص وللّٰہیت زہد وورع کی حامل وہ کون سادہ طبیعت شخصیت ہے جس کا وجود مسعود اس دینی ماحول کے تحفظ وبقا کا ضامن ہو؟ اس اعتبار سے جب ہم تجسسانہ نظر ڈالتے ہیں تو دل کہتا ہے۔ ایسا کہاں سے لائیں کہ ان سا کہیں جسے

محمد عاقل رضوی، الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن

صدر العلما ہمدرد قوم وملت

مولانا محمد زاہد علی شاہدی نوری

حضور صدر العلما امین امانت رضا، اسلاف کرام کے مشن کے حافظ وناصر وناشر تھے، آپ کا شمار درخشندہ اور تابندہ حضرات میں ہوتا ہے۔

آپ شریعت وطریقت کے سنگم، علم وعمل سے بھرپور، بزرگان عظام کے مظہر اور سرزمین ہند کے قابل فخر فرزند تھے۔

آپ کی حیات وخدمات کا ہر پہلو روشن وتابناک تھا، آپ کے قول وعمل میں یکسانیت تھی، اسلام وایمان کی نشر واشاعت میں آپ کی پوری زندگی صرف ہوئی۔

حضور صدر العلما کی ذات بابرکات نے سیکڑوں فرزندان اسلام کو زیور علم سے مرصع ومزین فرما کر قوم وملت کی تبلیغ کے لئے ایک مضبوط ٹیم تیار کی۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں لیکن آپ کے جلوے آپ کا فیضان مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں ہے، اسلامی افکار ونظریات کی تبلیغ کے لئے آپ نے درس وتدریس اور بیعت وارشاد کا فریضہ انجام دیا، تاحیات خانقاہ ومدرسہ کو اپنی خدمات سے نوازتے رہے۔ حضور صدر العلما نے پیری مریدی کو پیشے کے طور پر نہیں اپنایا، کتنے دورے کتنے اسفار کتنے پروگرام محض تبلیغ وارشاد کی خاطر رد فرمائے۔

صدر العلما قوم کے ایک سچے معمار تھے، لہذا آپ نے زیادہ تر توجہ درس وتدریس پر ہی صرف کی کہ آپ کے ذہن وفکر میں یہ بات تھی کہ انفرادی طور پر بہار وبنگال، اڑیسہ وآسام، ہالینڈ وبرطانیہ، افریقہ وامریکہ میں جا کر خلق خدا کی رہبری ورہنمائی کرنا بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اہم وضروری یہ ہے کہ قوم وملت کے لئے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو قیادت ونظامت کی اہم ذمہ داریوں کو نبھائیں۔

اگر ایک طرف خانقاہ کی ضرورت پوری ہو تو دوسری جانب درسگاہ کی ضروریات کا بھی انتظام ہو۔ اگر ایک طرف منبر ومحراب کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

آباد کرنے والے ہوں تو دوسری طرف اسٹیجوں سے حقانیت وصداقت کی آواز بلند کرنے والے ہوں، اگر ایک طرف تصنیف وتالیف کے لئے افراد ہوں تو دوسری طرف حقانیت وصداقت کا نعرہ بلند کرنے والے بھی ہوں۔

تحقیق وتفتیش کرنے والے پر یہ بات روز روشن سے زیادہ عیاں ہوجائے گی کہ آپ سے فکر وتدبر، علم وآگہی اور نور وشعور حاصل کرنے والے اگر علما کی جماعت ہے تو خانقاہیں بھی ان سے خالی نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ قوم وملت کے ایک سچے قائد ومصلح تھے۔ قوم وملت کے لئے آپ ایک بیقرار دل رکھتے تھے، آپ اپنے اہل خاندان کی فکر سے کہیں زیادہ اہل اسلام کی فکر رکھتے تھے۔

بظاہر حضور صدر العلما ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے مگر اس شان سے آپ کا سفر ہوا کہ زبان تو بند کرلی، لیکن لاتعداد افرد کے منھ میں زبان دے گئے، قلم تو رک گیا مگر بے شمار ہاتھوں میں علم وفن بکھیرنے والے قلم دے گئے۔ فکر وتدبر کا سلسلہ تو بند کردیا لیکن نہ جانے کتنے ذہنوں کو فکر وشعور کی دولت دے گئے۔

درس وتدریس کی دنیا کو چھوڑ دیا مگر سیکڑوں اہل علم پیدا کرگئے جو ان کی مسند تدریس کی امانت کی حفاظت کریں گے۔

بظاہر آپ نے دعوت وارشاد کی مسند خالی کردی مگر سیکڑوں روحانی فرزند چھوڑ گئے جو روحانیت کے علم بردار ہیں۔

آہ! کسے معلوم تھا کہ صدر العلما اچانک سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر عالم بالا کا سفر کرلیں گے۔

آپ کا انتقال پر ملال ایک عظیم سانحہ اور حادثہ ہے۔ حضرت کی تجہیز وتکفین وتدفین ۲۰؍رجب المرجب بروز اتوار ۱۴۲۸ھ مطابق ۵؍اگست ۲۰۰۷ء کو عمل میں آئی، آپ کی نماز جنازہ علم وفن کے کوہ ہمالہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری نے پڑھائی۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

مولانا محمد زاہد علی نوری، امام مسجد حسین باغ، بریلی شریف

صدر العلما ایک چراغ ہدایت

مولانا غلام مصطفیٰ، انعام القادری (جامعہ ازہر مصر)

انڈیا سے کسی نے فون پر ایک جان کاہ خبر دی کہ حضرت علامہ تحسین رضا خان (علیہ الرحمہ) ایک حادثہ کے شکار ہوئے اور داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! خانوادۂ رضویہ کا ایک اور چراغ گل ہوگیا اور دنیائے سنیت میں تاریکی اور بڑھی، علم وفضل کے اس باغ کی ایک کلی مرجھائی جس کے گلہائے رنگارنگ چمنستان سنیت کی زینت ہیں جن کی عطر بیز خوشبوؤں سے مشام عالم سنیت معطر ومعتبر ہے۔ اس خانوادہ اور

www.muftiakhtarrazakhan.com

مسلک سے منسلک علمی افراد کے دم قدم سے برصغیر میں سنیت باقی ہے۔ کیونکہ اس کی حفاظت وصیانت میں انہوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، اسے ہر فتنہ وفساد سے پاک رکھنے کے لئے انھوں نے اپنی حیات مستعار کو وقف کر دیا، انہیں نفوس کریمہ کی سعی پیہم اور جہد مسلسل ہے کہ آج ہندو پاک میں اہل سنت وجماعت کے گلستاں میں سرسبزی وشادابی برقرار ہے ورنہ وہابیت و دیوبندیت اور قادیانیت کی طوفان خیز گرم ہواؤں نے اسے کب کا خزاں رسیدہ کر دیا ہوتا۔ مگر ان حضرات کی محنت شاقہ اور کدو کاوش نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا چراغ روشن کیا جس کی روشنی میں انہوں نے دشمنان اسلام کے سیاہ چہروں کو پہچان لیا۔ والہانہ عشق آج بر صغیر میں اہل سنت وجماعت کی ایک پہچان ہے اس کا سہرا بھی ان علماء وفضلاء کے سر ہے جو میکدۂ رضویہ کے مست ساقی رہے ہیں۔ یکے بادیگرے گذشتہ چند سالوں میں ان کا ہمیں یوں چھوڑ جانا یقیناً غم کی بات ہے۔

جو بادہ کش ہیں پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لاساقی

علامہ تحسین رضا خان (علیہ الرحمہ) مختلف الجہات شخصیت کے مالک تھے اپنی مثال آپ تھے حضور مفتی اعظم ہند کے بعد جن دو شخصیتوں نے خانوادۂ رضویہ کے مشن کو آگے بڑھایا، اور جن پر مفتی اعظم ہند نے اعتماد کا اظہار فرمایا ان میں ایک خود علامہ تحسین رضا خان (علیہ الرحمہ) کی ذات بابرکات تھی اور دوسری شخصیت علامہ اختر رضا خاں ازہری کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو عمر خضر عطا فرمائے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے ان دونوں لاڈلوں نے دعوت وتبلیغ کا کام اپنے اپنے طور پر انجام دیا ہے۔

علامہ تحسین رضا خان (علیہ الرحمہ) بے شمار خوبیوں کے حامل تھے فقہ وافتاء، درس وتدریس، دعوت وارشاد، تصنیف وتالیف اور وعظ وخطابت کون سا میدان ہے جس میں آپ نے لائق تقلید نشان نہیں چھوڑے۔ مگر جتنا شغف آپ کو درس وتدریس سے تھا اتنا کسی دوسرے میدان سے نہیں۔ اس لئے تو آپ نے اپنی درسگاہ سے ایسے ایسے نادر روزگار جواہر پیدا کئے جن کے فیضان علمی سے پورا برصغیر مستفیض ہو رہا ہے۔

حضور صدر العلما، متانت وسنجیدگی، حلم وبردباری، تقوی وپرہیزگاری اور اخلاق حسنہ کے بہترین نمونہ تھے آپ کو دیکھ کر اسلاف کی پروقار زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ کی شخصیت بے داغ تھی آپ نے ہمیشہ اپنے اکابر کا احترام کیا اور اصاغر کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آئے، ذاتیاتی تنازعات سے آپ نے اپنے آپ کو بالکل الگ تھلگ رکھا، آج کے دور میں ایسے لوگ کہاں پائے جاتے ہیں جو اپنی انا کی تسکین کے خاطر دوسروں پر جوابی حملہ نہ کریں۔ ایک اجتہادی مسئلہ میں کوئی اختلاف کرے تو اس کو اتنا بڑھایا جاتا گویا کہ مکتبہ فکر بدل چکا ہے العیاذ باللہ۔ مگر علامہ کی ذات گرامی تھی جنہوں نے ان بے جا الجھنوں سے اپنے آپ کو دور رکھا اور تعمیری کام میں لگے رہے۔ شاگردوں کی ذہن سازی فرمائی۔

سینچا ہے اسے خون سے ہم تشنہ لبوں نے
تب جا کے اس انداز کا مے خانہ بنا ہے

آپ کے علم وفضل، زہد وتقوی اور مشفقانہ رویہ کا اعتراف بہت سارے لوگوں نے کیا ہے۔ چنانچہ سید وجاہت رسول صاحب قبلہ نے معارف رضا کراچی کے صد سالہ رسالہ دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر میں ارشاد فرمایا۔ اس خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں علم وتقوی کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعتبار سے سب سے بلند بالا شخصیت صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان (علیہ الرحمہ) نبیرۂ استاذ زمن حضرت حسن رضا خان علیہ الرحمہ کی ہے ان کو بریلی شریف کا محدث کبیر کہا جائے تو قطعی بے جا نہ ہوگا۔ خانوادۂ رضا میں وہ ''ہم شبیہ مفتی اعظم'' کے لقب سے مشہور ہیں، وہ خانوادۂ رضا کے ہر فرد سے یکساں محبت وشفقت سے پیش آتے ہیں اور خانوادہ کے تمام خرد وکلاں بھی ان کا ویسا ہی احترام کرتے ہیں۔ (ص:۱۶)

علامہ تحسین رضا خان (علیہ الرحمہ) کی ذات گرامی کا تعارف ہم جیسے کیا کرا سکتے ہیں ان کی بارگاہ میں ہم کیا خراج عقیدت پیش کر سکتے ہیں جس کو مفتی اعظم ہند نے ''قرة عيني درة زيني'' کہہ کر پکارا آپ نے جہاں خاندانی وراثت میں بہت کچھ پایا وہیں شاعری بھی پائی تھی آپ ایک باذوق اور کہنہ مشق نعت گو تھے آپ کا دیوان نعت ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے مگر غزلیات نعت ومنقبت حیات صدر العلما کے اخیر میں شامل کیا گیا ہے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

دیار پاک کے کانٹوں سے کر کے دوستی ہم دم
ریاض خلد کے پھولوں کو اپنا رازداں کرلیں

وعدۂ الٰہی کے مطابق کائنات کا ذرہ ذرہ کسی نہ کسی جہت سے غروب ضرور ہونا ہے اگر چہ آن واحد ہی کے لیے مگر کچھ برگزیدہ ہستیاں ایسی معرض وجود میں آتی ہیں جو اس آن کے بعد حیات ابدی کے ساتھ ہیں یا اپنے کارناموں کے بنیاد پر زندہ وجاوید ہیں ان ہستیوں میں علامہ علیہ الرحمہ کی بھی ذات ہے آپ ۳ راگست ۲۰۰۷ء کو ایک حادثہ کا شکار ہوئے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ لیکن وہ اپنے کارناموں اور تلامذہ کی شکل میں ہمارے درمیان زندہ ہیں۔

لب پر ہو درود اور ہوں گنبد پہ نگاہیں
ایسے میں بلاوا مرا آجائے عدم سے (علامہ تحسین)

غلام مصطفیٰ انعام القادری جامعۃ الازہر قاہرہ

صدر العلما مظہر مفتی اعظم

مولانا مظاہر الاسلام مالیگاؤں

حضور سید الاتقیا صدر العلما محدث بریلوی حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قادری علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں، میرے مرشد حضور صدر العلما کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی ذات کیساتھ بے پناہ عقیدت ومحبت تھی، سرکار مفتی اعظم ہند سے آپ کو خاص قرب حاصل تھا، انہیں کے نقش قدم پر چل رہے تھے، آپ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جیتی جاگتی تصویر تھے، اور سرکار مفتی اعظم ہند کے زہد وتقویٰ اور ورع وپرہیز گاری کا آئینہ دار تھے، اس لئے آپ کو دنیا مظہر مفتی اعظم اور سید الاتقیا جیسے القاب سے جانتی ہے حضور صدر العلما فیضان مفتی اعظم ہند کی ضیا بارکرنوں سے حق کی ایسی شمع فروزاں کی کہ آج ہر طرف آپ کا تقوی وطہارت، علم وعمل اور سادگی وانکساری کا چرچہ ہورہا ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ، آپ کی انسانیت وشرافت، تسلیم ورضا، شفقت

www.muftiakhtarrazakhan.com

ومحبت، صبر شکر، فکر ونظر کے خیر خواہ اور مداح ہیں۔ حضور سید الاتقیا محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان برادر اصغر اعلی حضرت استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے پوتے اور حضرت مولانا حسنین رضا خان کے شہزادے ہیں۔ بریلی شریف کے ولی گھرانے میں علمی روحانی ماحول میں پرورش پائے تھے، میرے مرشد حضور صدر العلما (محدث بریلوی) علیہ الرحمہ خلیفۂ ارشد مفتی اعظم ہند کے صبر وشکر کا حال یہ تھا کہ جو کچھ وقت پر حاضر ہوتا آپ اسے بخوشی قبول فرما لیتے، آپ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہتے، اسی طرح مظہر مفتی اعظم ہند کے اخلاق وعادات میں جو چیز سب سے زیادہ اجاگر نظر آئی۔ وہ تقوی ہے، آپ کبھی ایسا کام نہیں کرتے تھے جو شریعت وطریقت کے خلاف ہوتے، رہبر شریعت پیر طریقت حضور صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو سرکار مدینہ ﷺ سے والہانہ عشق ومحبت تھی، جن کی پوری زندگی اتباع رسول میں گزری ہے، حضور صدر العلما ہر وقت ہر لمحہ قرآن وحدیث اور سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا تھے، چونکہ سچے عاشق رسول وہی ہوتے ہیں جنکی توجہات اپنے آقا ومولی کی رضا وخوشنودی کے لئے مبذول ہو۔ حضور مظہر مفتی اعظم ہند محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے اسی (۸۰) سالہ زندگی کے چون (۵۴) سال درس وتدریس اور تبلیغ اسلام اور اہل اسلام کی رشد وہدایت کیلئے مصروف عمل رہے۔ اور کسی وقت جبین مبارک پر شکن نہ آئی، بصد شوق ورضا تمام مراحل حل فرمائے۔

حضور سیدالاتقیا کی کرامات

قارئین کرام یوں تو سید الاتقیا صدر العلما (محدث بریلوی) علیہ الرحمۃ والرضوان کی فضائل وکرامات بہت ہیں، لیکن یہاں پر دو کرامتوں کو بیان کیا جاتا ہے تا کہ آپ حضرات آپ کی ذات سے بخوبی واقف ہوسکیں، میرے حضور سید الاتقیا مظہر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان چند سال قبل بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار تشریف لائے۔ دو تین روز مسلسل پروگرام کے بعد آپ کا واپسی ٹکٹ کٹیہار سے بریلی شریف تک کا تھا، اور آپ دار العلوم تنظیم المسلمین بائسی میں قیام پذیر تھے۔ کہ صبح سے ہی خوب موسلادار بارش شروع ہوگئی، ادھر آپ کی گاڑی کا وقت بھی ہو رہا تھا کہ آپ نے ایک سفید کپڑا منگوایا اور اس پر کچھ تحریر فرمائی اور اس کپڑے کو ایک لمبے بانس میں باندھ کر بیچ دار العلوم کے صحن میں گاڑ دیا ادھر بانس کا گاڑنا تھا کہ ادھر بادل چھٹ گیا اور اسی وقت بارش بالکل ہی رک گئی اور آسمان صاف نظر آنے لگا، حضرت چند علمائے کرام کے ساتھ کٹیہار جنکشن کیلئے روانہ ہوگئے اسٹیشن پہنچ کر ٹرین پکڑی اور بریلی شریف کیلئے روانہ ہوگئے جب علمائے کرام آپ کو رخصت کرنے کے بعد واپس دار العلوم تنظیم المسلمین پہنچے تو دوبارہ بارش پہلے کی طرح شروع ہوگئی آپکی یہ کرامات دیکھ کر سارے لوگ حیران رہ گئے، آج تک اس کرامت کا تذکرہ بائسی علاقہ میں ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالی کے نیک بندوں کی پہچان ہے کہ۔۔۔۔

چلتی بارش کا رخ پھیر دیتے ہیں   اور مصیبت زدوں کو مصیبت سے بچا لیتے ہیں

۲۶ محرم الحرام/۱۴۲۴ھ کی بات ہے کہ حضور سید الاتقیا صدر العلما، محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان بائسی علاقہ میں امام احمد رضا کانفرنس میں تشریف لائے کانفرنس کے دوسرے روز مدرسہ بحر العلوم میں آپ کا قیام تھا بیعت کا سلسلہ شروع تھا، اور دن کے بارہ بجے تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر آپ نے کھانا تناول فرمایا اس کے بعد آپ کا خادم قاری عرفان الحق صاحب۔ نے لوگوں سے کہ آپ حضرات کمرے سے باہر تشریف لے جائیں، حضرت تھوڑی دیر آرام فرمائیں گے، جب قاری صاحب بار بار اصرار کرنے لگے تو صدر العلما نے فرمایا ایک بچہ مرید ہونے کے لئے آرہا ہے، پہلے اسے مرید کرلیں، پھر آرام کریں گے جب حضرت نے فرمایا تو سب لوگ آس پاس کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

کمرے والوں سے پوچھنے لگے تو پتہ چلا کہ کوئی بھی مرید ہونے کے لئے باقی نہیں ہے سبھی حضرات مرید ہو چکے ہیں، لہذا سب لوگ حجرے سے باہر نکل گئے اور آپ کے خادم نے اندر سے دروازہ بند کرلیا جب سب لوگ باہر مدرسہ کے صحن میں آگئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سڑک پر ایک جیپ رکی اور ایک مولانا صاحب اپنے بچے کو لیکر جیپ سے اترے، اور ہم لوگوں کے قریب آکر پوچھنے لگے کہ حضور کس کمرے میں ٹھہرے ہیں، مجھے اپنے اس بچہ کو مرید کروانا ہے یہ سن کر سب لوگ ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے۔ اور سمجھ گئے کہ یہ حضور سیدالاتقیا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرامت ہے، جبھی تو حضرت نے ابھی چند لمحے پہلے ہی فرمایا کہ ایک بچہ مرید ہونے آرہا ہے پہلے اسے مرید کرلیں پھر آرام کروں گا اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ حضرت کی نگاہ بچے پر تھی جو اس وقت تقریباً دو کلو میٹر گاڑی میں بیٹھا تھا اور وہاں اس وقت حضرت کے پاس کوئی فون یا موبائل موجود نہ تھا۔ اور پہلے سے بچہ کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی، اسے خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضور صدر العلما کی زندہ جاوید کرامت ہی تو کہیں گے، کہ آپ کی نگاہ کرم اور فیض روحانی نے اپنی جگہ سے بیٹھے بیٹھے بچے کو دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے باعمل عالم، باکرامت بافیض ولی کامل سے سچی محبت والفت عطا فرمائے، اور انکے علمی وروحانی فیوض و برکات سے مالا مال کرے آمین۔ بجاہ سید المرسلین

محمد مظاہر الاسلام رضوی، خادم الند رئیس دارالعلوم حنفیہ سنیہ اسلام پورہ مالیگاؤں (ناسک)

صدر العلما کی رحلت

مفتی محمد محبوب رضا نوری

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ء بجمعہ مبارکہ کو میں نماز عصر کی تیاری میں مصروف تھا اتنے میں ہماری جماعت کے ایک مشہور و معروف نقیب حضرت مولانا نورالحسن محشر فریدی صاحب کا لکھنؤ سے فون آگیا، سلام وکلام کے بعد انہوں نے یہ دلدوز خبر سنائی کہ صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ کا آج ناگپور کے قریب کار حادثہ میں وصال ہوگیا مجھے یقین نہ آیا حضرت مولانا ظہور صاحب نوری (خطیب وامام رضا مسجد بریلی شریف) سے رابطہ کیا میرے استفسار پر انہوں نے فرمایا کہ واقعی صدر العلما ہم سے رخصت ہوگئے دنیائے سنیت یتیم ہوگئی۔ اس اندوہ ناک خبر کو سن کر باوجود ہزار ضبط کے آنکھیں نمناک ہوگئیں ایک میری ہی کیا نہ جانے کتنی آنکھوں نے ساون بھادوں بہائے ہوں گے۔ موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس۔ یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے کسی کے وہم گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ المناک وحشت انگیز خبر سننا ہمارے مقدر میں ہے۔

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا لیعنی آغوش زمیں میں آسماں سوجائے گا

اس دور قحط الرجال میں شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی، فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری شمس العلما حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی قد آور عظیم شخصیات کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

وصال سے دنیائے سنیت کو جس نقصان عظیم سے دوچار ہونا پڑا۔ہے اس کی تلافی ممکن نظر نہیں آتی کیونکہ ظاہری اسباب وعوامل نظر نہیں آتے اگر چہ اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کچھ بھی بعید نہیں مگر بظاہر اسباب ایسے ہی ہیں"

جو بادہ کش ہیں پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

ابھی اہل سنت و جماعت ان شخصیات کے غم بھولنے نہ پائے تھے کہ پھر اچانک علم و فضل کا تاجدار، نور وعرفان کا روشن چراغ، جادۂ عشق وعرفان کا ہادی ورہنما، جامع الصفات مجمع الکمالات نبیرۂ استاذ زمن حضرت صدر العلما مفتی شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ باری کی وفات پر ملال نے جہان سنیت کو ماتم کدہ بنایا سچ فرمایا گیا ہے "موت العالم موت العالم" عالم ربانی کی موت جہان کی موت ہے، اور فرمایا گیا ہے عالم کی موت شیطان پر ستر عابدوں کی موت سے زیادہ محبوب ہے (شعب الایمان، ج۲، ص ۲۶۷، بحوالہ شان مصطفیٰ ص ۵۵۹) اور ایک روایت میں ہے:" موت قبیلة ایسر من موت عالم " قبیلہ کی موت عالم کی موت سے آسان ہے۔ان فرامین مقدسہ کے بموجب حضرت تحسین ملت کی رحلت یقیناً آفتاب علم وحکمت کا غروب ہے، لیکن آپ اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے زندہ وجاوید ہیں حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:" من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا " جو علم سے زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ (حاشیۂ ہدایہ اولین ص ۲)

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

قادر مطلق نے تحسین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، کو علم وفضل عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ حسن عمل، اعلیٰ سیرت وکردار، زہد واتقاء، خوش اخلاقی، عجز وانکساری، سادگی وفروتنی، صبر وشکر، حلم وبردباری، عفو ودرگذر وغیرہ جیسے صفات حسنہ سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

غالباً انہیں خوبیوں کو ملاحظہ فرمانے کے بعد عارف کامل تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ صاحب (مولانا حسن رضا) کے جتنے بھی بیٹے ہیں سبھی خوب ہیں باصلاحیت وبالیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں (حیات صدر العلما ص ۲۹) اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا دو لوگ ایسے ہیں، جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں (مرجع سابق ص ۳۶) علاوہ ازیں اوراد و وظائف اور تعویذات وعملیات کی اجازت نامہ میں حضور مفتی اعظم کا یہ جملہ (قرۃ عینی ودرۃ زینی محمد تحسین رضا خاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور تزئین وآرائش کے موتی محمد تحسین رضا خاں ہزاروں تعریفی وتوصیفی کلمات پر بھاری ہے اور ایک موقع پر فرمایا تحسین رضا گل سر سبد ہیں' (مرجع سابق ص ۳۶) سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان نے بلا وجہ صدر العلما کی تعریف نہیں کی بلکہ آپ نے نگاہ باطن سے ان کے خفیہ جوہر ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ شاندار توصیفی کلمات ارشاد فرمائے ہیں مثل مشہور ہے انما یعرف الفضل ذوی الفضل صاحب فضل کی معرفت اہل فضل ہی کو ہوتی ہے۔حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً اٹھتر سالہ زندگی رشد وہدایت، دعوت وتبلیغ، درس وتدریس، اخلاق ومحبت، میں گزر گئی حتی کہ دین متین کی نشرواشاعت میں وطن مالوف سے ہزاروں میل دور شہر ناگپور و چندو پور کے بیچ اپنی جان عزیز بھی صرف کر دی "انا للہ وانا الیہ رجعون"

آپ کی یہی وہ نمایاں خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے زمانہ آپ کا شیدا نظر آتا ہے جس کا بین ثبوت نماز جنازہ کے لئے ٹھاٹھیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

مارتا ہوا لاکھوں کا ہجوم، قیامت خیز چلچلاتی دھوپ میں اپنے مقتدی کی آخری رسوم ادا کرنے کے لئے منتظر ہے بہت سے افراد تو اس بلا خیز دھوپ میں غش کھا کھا کر گر رہے ہیں طبیعت سایہ کی متلاشی ہے عقیدت قیام کی متقاضی ہے طبیعت وعقیدت کی اس نفسیاتی جنگ میں مؤخر الذکر کو بالادستی حاصل ہوتی ہے بالآخر اپنے عظیم قائد وعظیم محسن ومربی کی نماز جنازہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ العالی کی اقتداء میں ادا کی جاتی ہے بعدہٗ پرانا شہر محلہ کانکر ٹولہ میں حضرت کی تدفین عمل میں آئی ہے اس طرح فضل وکمال کا خورشید تمام ہمیشہ کے لئے اپنی آرام گاہ میں آسودۂ رحمت ہوجاتا ہے اللہ کریم ان کے مزار مقدسہ پر رحمت کی بارش برسائے اور درجات بلند فرمائے آمین۔ثم آمین یا رب العٰلمین

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

محمد محبوب رضا نوری بدر القادری دار الافتا منظر اسلام بریلی شریف ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

صدر العلما مظہر مفتی اعظم

محمد نور الحق نوری

بات تقریباً ۲۶ سال پہلے کی ہے آقائے نعمت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ پردہ فرما چکے ہیں جلوس جنازہ اور عرس چہلم میں لوگوں کے ہجوم کو دیکھ کر حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی (جو صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے برادر اکبر ہیں) ان الفاظ میں اپنا تاثر پیش کرتے ہیں۔

"قدر نعمت پس از زوال" کے مصداق سرزمین بریلی کے اس گوشہ نشیں ولی کامل کی عظیم المرتبت شخصیت اور ان کی غیر معمولی مقبولیت کا صحیح اندازہ تو حضرت کی وفات کے بعد ہو سکا جبکہ جنازۂ مبارکہ وعرس چہلم میں شرکت کے لئے شہر وبیرون شہر، ملک وبیرون ملک ہر چہار طرف سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے اور ان اجتماعات کو دیکھ کر اپنے تو اپنے غیر بھی ششدر رہ گئے، اس وقت پتہ چلا کہ اس عارف حق نے جو مفتی اعظم کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا مخلوق خدا کے دل جیت لئے ہیں اور ساری دنیا سے اپنی عظمت وعبقریت کا لوہا منوالیا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ (استقامت مفتی اعظم

بات اس وقت عم محترم ہم شبیہ غوث اعظم، دنیائے اہل سنت کے مفتی اعظم کی تھی، اور آج چہیتے بھائی کی ہے جو کردار وگفتار میں ہم شبیہ مفتی اعظم تھے، جنہیں دنیا صدر العلما کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے آپ کی بے نام مقبولیت نماز جنازہ میں شرکت کرنے کے [illegible]

[illegible] اس وقت مفتی اعظم [illegible] بریلی شریف [illegible]

پرانے شہر سے محلہ سوداگران تک ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع ان کی عظمت کا پتہ بتا رہا تھا اور چہرے کی نورانیت بزبان حال کہہ رہی تھی:

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں مرا نہیں ہوں لباس ہستی بدل گیا ہوں

دنیا حیران و پریشان ہے کہ وہ ذات جو شہرت سے ہمیشہ دور رہی اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے بے شک اللہ تبارک وتعالی جس بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے سب کے دلوں میں اسکی محبت پیدا فرمادیتا ہے ان کی حیات آیت قرآنی "ان الذین آمنوو عملو الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا" کی منہ بولتی تصویر ہے۔

حضور صدر العلما نے گوشہ نشینی کو پسند کیا حب جاہ اور تعریف وشہرت سے کنارہ کش رہے، اگر وہ چاہتے تو شہرت ان کے قدم چومتی، کس چیز کی کمی تھی اس ذات با برکت میں، عظیم المرتبت خانوادہ کے چشم و چراغ تھے حضور مفتی اعظم کے محبوب نظر تھے سیدی سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے یہ کہہ کر آپ کی تحسین فرمائی کہ تحسین میاں چمنستان رضا کا گل سرسبد ہے، اس سے بڑا تمغہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

علم وفضل، تقوی وطہارت، تواضع وانکساری، وجاہت وکرامت، اور ایثار وخلوص ہر اعتبار سے بے نظیر و بے مثال تھے ان کی عظمت میں اس وقت اور بھی چار چاند لگ گئے جب آفتاب رشد وہدایت نے آپ کو معتمد علیہ بنایا "ذلك فضل الله يؤ تيه من يشاء"۔

ان تمام کمالات کے باوجود حضور صدر العلما نے تحصیل علم کے بعد فرمان رسول "خیر کم من تعلم القرآن وعلمه" کے پیش نظر درس وتدریس ہی کو اپنا مشغلہ بنایا، درس وتدریس کے اس طویل سفر سے ایسا لگتا تھا کہ حضرت کو والہانہ عشق تھا اور یہ عشق نہایت کمزوری کے باوجود زندگی کے آخری لمحات تک باقی رہا۔

دوسری مجلسوں میں لوگوں نے حضور صدر العلما کو بہت کم دیکھا ہوگا کیونکہ شب وروز طلبہ کے جھرمٹ میں رہنا ان کو بڑا محبوب تھا، طلبہ ان کے اردگرد پروانوں کی طرح نظر آتے تھے، تازندگی طلبہ پر شفیق ومہربان رہے وہ نبیرۂ استاذ زمن ہی نہیں بلکہ خود بھی ''استاذ زمن'' تھے ۵۵ سالہ تدریسی دور میں بے شمار طلبہ کو شرف تلمذ سے نوازا آج پوری دنیا میں ان کے تلامذہ موجود ہیں ان کی بارگاہ کے خوشہ چیں صرف برصغیر میں نہیں بلکہ عرب وعجم میں دین سنیت اور مسلک اعلی حضرت کی اشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

حضور صدر العلما بڑے سادہ مزاج تھے ایسی سادگی جس پر ہزاروں رعنائیاں قربان، گفتگو حسب موقع ہی کرتے لیکن گفتگو میں ایسی نرمی اور مٹھاس تھی کہ باتیں دلوں میں اثر کر جاتی تھیں یہی حال تدریس کا تھا ہمارے بعض اساتذہ طلبہ پر علمی رعب جمانے کے لئے بڑی لمبی چوڑی تقریر کرتے ہیں لیکن حضور صدر العلما بہت کم بولتے مگر مقصد واضح ہوجاتا مشکل سے مشکل مسائل کو مختصر الفاظ میں ذہن میں اتار دیتے، انداز بڑا نرالا تھا، زبان میں بڑی تاثیر تھی، ہر سبق ذہن میں نقش ہوجاتا ایسا لگتا تھا کہ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی جانشینی کے لئے آپ کو ہر طرح سے سنوار دیا تھا۔

حضور صدر العلما خرد نوازی میں بھی اپنی مثال آپ تھے راقم الحروف نے جب چند باذوق اور محرک طلبہ کو ساتھ لیکر قائد ملت حضور علامہ ریحان رضا خاں صاحب عرف رحمانی میاں علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں ''انجمن رعنائے رضا'' کی بنیاد ڈالی اور سیدنا اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کی نادر ونایاب تصانیف کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تو حضور صدر العلما خوشی سے جھوم اٹھے بہت دعائیں دیں اور زرین مشوروں سے نوازتے رہے۔

حضور صدر العلما فیضان مفتی اعظم بلکہ یوں کہئے کہ مظہر مفتی اعظم تھے، وہ ایسے علمی دینی گھرانے میں پیدا ہوئے جہاں فیض کا دریا جاری تھا، علم وحکمت کی خیرات زمانہ لے رہا تھا، پیدا ہوتے ہی مفتی اعظم کو دیکھا اور ۵۴ سال تک دیکھتے ہی رہے، ان کی جلوت کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

دیکھا، خلوت کو دیکھا، صحن خانہ میں دیکھا، اور صرف دیکھا ہی نہیں ان کی زندگی کے ہر گوشہ کو اپنے اندر محفوظ کر لیا، تب ہی تو لوگ کہتے ہیں وہ مفتی اعظم کی چلتی پھرتی تصویر تھے، ان سے مل کر سکون ملتا تھا ایک بار۔ ملنے والا بار بار ملنے کی تمنا کرتا۔ محمد نورالحق نوری

صدر العلما ایک تاثر

مولانا محمد طاہر القادری کلیم فیضی بستوی

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے اچانک سانحۂ ارتحال سے پوری دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی اور ایک عظیم سایہ سے ہم سبھی محروم ہو گئے ہیں۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، کنزن الکرامت، مخزن علم و حکمت، تاجدار اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے برادر گرامی وقار استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے بلند اقبال پوتے ہیں، جو علم و عمل، زہد و پارسائی، اخلاق و اخلاص کے پیکر جمیل اور کمال و خوبی کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ آپ کے پاکیزہ وجود میں عالمانہ جمال و کمال نمایاں و درخشاں تھا۔ خاندانی شرافت اور علمی جاہ و جلال سے شخصیت ممتاز نظر آتی تھی۔ موصوف شریعت و طریقت کے سنگم اور خانوادہ کے اسلاف علماء و بزرگان دین کی علمی و روحانی یادگار تھے۔ وہ ایک سچے انسان اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفۂ اجل تھے۔ وہ بلند پایہ عالم دین صاحب فکر و بصیرت فقیہ جلیل القدر محدث و مفسر اور عظیم و نامور مدرس تھے۔ درسگاہ کی جان اور جماعت علما کی شان تھے، جو گوناگوں خوبیوں کے مالک اور مختلف النوع حیثیتوں سے جانے پہچانے جاتے تھے، ان کی شخصیت رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور مریدین و معتقدین و متوسلین کیلئے مرکز عقیدت و محبت تھی، انہوں نے درسگاہ بھی سنبھالی اور عوام الناس کے قلوب و اذہان کو مزکی و مصفی بھی بنایا، وہ تشنگان علوم دینیہ کے لئے علم کا دھارا بھی تھے اور چراغ رہ گزر بھی، وہ علوم و فنون کے گوہر آبدار بھی بانٹتے اور نصیحت و موعظت کے موتی بھی بکھیر دیتے تھے، غرض کہ وہ ہر انجمن علم و ادب کے لئے مفید ہی مفید تھے، انہوں نے فروغ سنیت اور اشاعت مسلک حق کی خاطر اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف کر دیا تھا، ان کا وجود اہل سنت کے لئے راحت قلوب و تسکین جاں تھا، وہ شگفتہ غنچے اور مہکتے پھول تھے، ان کا اچانک رخصت فرما جانا جماعت اہلسنت کے لئے کسی عظیم حادثے سے کم نہیں، کیونکہ ایسی شخصیتیں روز روز منصۂ شہود پر جلوہ گر نہیں ہوتیں جو قوم و ملت کیلئے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔ آج وہ بھلے ہی ہماری مادی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں مگر ان کی پاکیزہ یادیں باقی ہیں، ان کے کارنامے زندہ ہیں، ان کے علم و کمال کے اجالے باقی ہیں، اور وہ خود بھی زندہ ہیں۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ صالح فکر اور صحت مند حوصلہ رکھ کر پورے ذوق و شوق کے ساتھ اسلام و سنیت کی مثالی خدمات پر آمادہ اور سرگرم عمل رہے اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر جماعت اہلسنت کی رہبری و رہنمائی فرماتے رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین و معتقدین کا سلسلہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ آپ نے اپنے پیچھے تلامذہ کی اچھی خاصی تعداد بھی چھوڑی۔ آپ کے خلف اکبر شہزادۂ گرامی حضرت مولانا محمد حسان رضا خاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب نے حضرت کی حیات و خدمات پر کام کرنے کا جو بیڑہ اٹھایا وہ بڑا قابل قدر اور مستحسن اقدام ہے۔ پروردگار عالم انہیں صحیح جانشین اور حضرت کا سچا نائب بنائے اور انہیں حضرت کے مشن پر کام کرنے کا عزم و حوصلہ عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ۔

از (مولانا) محمد طاہر القادری کلیم فیضی بستوی مرکز اصلاح تحریر و قلم مدرسہ انوار الاسلام سکندر پور بستی (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدر العلما اور اخلاق و سادگی

مولانا محمد اختر مصباحی

امام ارباب طریقت، پیشوائے اصحاب حقیقت، جلالۃ العلم، صدر العلما، سیدی و مرشدی حضور تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۳ر اگست بروز جمعہ ۲۰۰۷ء کو جان جانِ آفریں کے سپرد کردی، وہ چراغ بجھ گیا جو ایک عرصے سے بزم علم و دانش میں ضیا بار رہا۔

برصغیر ہندوپاک کا وہ کون سا گوشہ ہے جہاں آپ کی شخصیت متعارف بین الناس نہ ہو؟ آج کون نہیں جانتا کہ آپ دور رواں کی ان عبقری شخصیات میں سرفہرست تھے جو حقیقی معنوں میں نائب رسول، بقیۃ السلف حجۃ الخلف تھیں، آپ بوقلموں فضائل و کمالات کے جامع کامل تھے، مستغرق در ذات ذوالجلال، علم و حکمت کے بحر ناپیدا کنار، عمل و کردار کے سیل رواں، زہد و اتقا کے پیکر جمیل، خوش طبعی و خوش اخلاقی کی مجسم تصویر، سادگی و فروتنی فطرت ثانیہ، خودداری اور وضع داری سے آراستہ، ایک انسان کامل جن جن اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ سے آراستہ ہوسکتا ہے ان سب کا عطر مجموعہ، دوراندیش، صاحب الرای، دین و ملت کے درد سے دردمند، "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کے حقیقی مصداق تھے۔

نازش اہل سماں اور باعث فخر زماں ذاتِ تحسیں تھی یقیناً تاباں خورشید سماں
چل بسے وہ سوئے جنت بن کے مانند شمع فیض بھی ان کا رہے گا باعث رشد جہاں

آپ کی حیات ظاہری کے تمام تر واقعات اور زندگی کے ہر گوشے کو حیطۂ تحریر میں لانا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، جن کے لئے ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہیں۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ مجھ جیسے بے بضاعت، محدود فکر اور کوتاہ اندیش شخص جس کی صدر العلما کے سامنے اس سے زیادہ حیثیت نہیں جو ذرۂ خاک کی خورشید سماں کے مقابلے ہوتی ہے۔ اس عظیم شخصیت کے کسی بھی ایک گوشۂ حیات پر سیر حاصل اور کما حقہ روشنی کیسے ڈال سکتا ہے جس کے ہر گوشۂ زندگی سے نوع بنوع کمالات کے باب کھلتے ہوں،، جو اتباع قرآن و سنت میں یادگار رفتگاں اور عمل و کردار میں عارفین متقدمین کا نمونۂ روزگار ہو۔

اہل عرفاں کی بصیرت، سنیت کے سر کا تاج مایۂ دین متین اور قوم و ملت کا سراج
حب اہل بیت کے دربار کا روشن چراغ ساءۂ وصالح نظر اور پاک دل، روشن دماغ
مجمع بحر مناقب آج رخصت ہو گیا یعنی آغوش زمیں میں آسماں اب سو گیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

بلاشبہ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ تابناک نظر آتا ہے خصوصا اخلاق و سادگی صدر العلما کی زندگی کا ایک روشن چراغ ہے۔

اس دور میں الا ماشاء اللہ کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے بڑے منصب اور جاہ وثروت سے سرفراز فرمایا تو وہ حدود شرع میں رہ کر زندگی کے شب و روز بسر کر رہا ہو، کسی کو مال و دولت دی تو اس نے اپنے مال کو ناجائز مصارف میں صرف کرنا باعث افتخار سمجھ لیا، کسی کو خاندانی وموروثی شرافت ملی تو اس نے ناروا فائدہ اٹھانا شروع کر دیا، طرح طرح کی بدعلیوں اور نوع بنوع بدسلوکیوں کا صدور ہونے لگا، بلاشبہ ایسے اشخاص اپنے حلقۂ یاراں اور بزم مریدین میں تو شوکت، جلال اور عزت و وقار فراہم کر لیتے ہیں لیکن کوئی بھی ذی ہوش کوری تقلید سے کنارہ کشی رکھنے والے شخص کی عقل اس کو باور کرنے سے پس و پیش کرے گی، کیوں کہ ہر کردار و عمل اور حرکت و فعل اس کی نگاہ کے سامنے گردش کرتا رہا ہے، اخلاق کو دیکھ کر اندرونی خوبی و قباحت کا سراغ لگا لیتا ہے اس لئے کہ اخلاق کا فطرت انسانی کے بہترین عکاس ہوتا ہے، اخلاق ہی وہ بے غبار اور صاف وشفاف آئینہ ہے جس میں ایک آدمی کا صحیح خدوخال دیکھا جا سکتا ہے، اخلاق ہی وہ بیش بہا دولت ہے جس کی آغوش میں عزت و وقار پروان چڑھتے ہیں، اسی جوہر گراں قدر کے باعث انسان لائق اعزاز و تکریم بنتا ہے، اگر کوئی شخص علم و دانش کا پہاڑ ہو تو ضروری نہیں کہ وہ اخلاق و کردار کا بھی پیکر ہو، اگر کوئی علم و حکمت کا بحر بے کراں ہو جب بھی اخلاق حسنہ کے فقدان کے سبب وہ اس انسانی معاشرے میں ایک باوقار شخص شمار نہیں کیا جا سکتا ہے جس کے پیش نظر اس کے شب و روز اور ماہ و سال ہوتے ہوں، کیوں کہ اخلاق وہ منزل ہے جہاں کے لئے رخت سفر تو سبھی باندھتے ہیں مگر رسائی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے اور جو لوگ اس منزل کو پہنچ جاتے ہیں ان کے وجود صفحۂ ہستی پر انمٹ نقوش بن کر ابھرتے ہیں۔

انہیں عبقری شخصیات سے صدر العلما حضور تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ آپ کی ذات، اخلاق وسادگی کا وہ مہتاب بے نقاب ہے جو خود تو غروب ہو گیا مگر لاتعداد ستارے ایسے نمودار کر گیا جو تا صبح قیامت کاروان علم و دانش کی رہ گزاروں میں ضیا پاشی کرتے رہیں گے۔

کیوں کہ جب بھی ڈالتا خورشید ہے رخ پہ نقاب   تب ستاروں کی ضیا ہوتی ہے ظاہر بے نقاب

حضور صدر العلما کی سادگی کا ایک وہ واقعہ پیش نظر ہے جو پیر و مرشد کے علو اخلاق اور سادگی و فروتنی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف کی بستی سے متصل ایک بستی کے چند اشخاص جلسے کے وقت موعود پر حضرت کی بارگاہ میں حسب استطاعت ایک موٹر کار لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ہم لوگ جلسے میں آپ کے متمنی ہیں، چلنے کے لئے موٹر کار حاضر ہے، یہ سن کر حضرت نے فرمایا، اس موٹر کار کی کیا ضرورت تھی ایک آدمی سائکل لے کر آ جاتا اس سے چلے جاتے،، یہ تھی صدر العلما کی سادگی کہ سائکل زبان پر آئی ورنہ تو اکثر پیروں کی زبان سے اے۔ سی۔ فور ویلر نکلتی ہے،، واقعی آپ کی ذات سادگی و فروتنی کی پیکر تھی آج صدر العلما گرچہ ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی سادگی، اور اخلاق رہتی دنیا تک قوم وملت کی رہبری کرتے رہیں گے۔

حضرت تحسین رضا اب ظاہر اہم میں نہیں   چشم عالم سے نہاں وہ ہو گئے زیر زمیں

سامنے جس کے جھکائیں ہم عقیدت کی جبیں   بالیقیں شاہ نبوت کے حسیں تھے جانشیں

جذبۂ عشق رسول اللہ برپا کر گئے   دین وایماں کا دیا ہم میں چراغاں کر گئے

محمد اختر مصباحی خادم الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک عظیم رہنما

ڈاکٹر محمد صدر عالم صدیقی

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کے سابق شیخ الحدیث نبیرۂ استاذ زمن پیر طریقت علامہ تحسین رضا رضوی بھی اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ گزشتہ ۳ راگست ۲۰۰۷ء کو ناگپور سے چندر پور جانے والے راستے میں ایک حادثے میں وہ اس دار فانی سے کوچ کر کے خدائے واحد حقیقی سے جاملے، یہ اطلاع میرے محب مکرم صحافی ونقیب مولانا غلام مذکر خاں جالوی نے دی اور پھر ۱۴ راگست ۲۰۰۷ء کو مولانا محمد حنیف خاں رضوی نے حضرت کے انتقال کی خبر بذریعہ فون تفصیل سے دی یہ اندوہناک خبر سنکر مجھے ذاتی طور بے حد صدمہ ہوا پھر جب میں نے یہ خبر خانقاہ چشتیہ نظامیہ داناپور کے سجادہ نشین اور اپنے استاذ گرامی ڈاکٹر سید شاہ طلحہ رضوی برق کو دی تو انہوں نے بھی حضرت کے انتقال پر گہرے صدمے کا اظہار کیا۔ میں ان کی ناگہانی موت پر دیر تک غور کرتا رہا میری زبان پر ذوق دہلوی کا وہ شعر بے ساختہ آگیا جو انہوں نے اپنے انتقال سے پہلے کہا تھا۔

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ شعر مولانا تحسین رضا رضوی کی ذات گرامی پر بالکل ہی صادق آتا ہے اور موت برحق ہے ہر جاندار نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں۔ بقول شاعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

مولانا محمد حنیف صاحب رضوی نے یہ بھی بتایا کہ صدر العلما علامہ تحسین رضا صاحب رضوی بریلوی کا چہلم پرانہ شہر نزد شاہ دانا صاحب ریلوے اسٹیشن بریلی شریف میں آئندہ ۸ ستمبر کو ہوگا اور اس موقع پر ان کی حیات وخدمات سے متعلق ''سالنامہ تجلیات رضا'' کا صدر العلما محدث بریلوی نمبر بھی شائع ہوگا۔

حضرت علامہ تحسین رضا رضوی نامور عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے درس تدریس میں آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ تعلیمی میدان میں جو آپ نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، آپ کی زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ علوم دینیہ کے فروغ اور تبلیغ رشد وہدایت کے کاموں میں گزرا اس کے علاوہ بریلی اتر پردیش میں واقع دارالعلوم منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ، مظہر اسلام اور جامعۃ الرضا میں تعلیمی خدمات بخوبی انجام دیتے رہے آپ کے وصال کے بعد مولانا حنیف خاں رضوی جامعہ نوریہ رضویہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے اپنی حیات میں ہی انہیں اپنی خلافت سے نوازہ، مولانا حنیف رضوی موصوف آپ کے پاکیزہ مشن کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہیں مولا تعالیٰ ان کے ارادے میں بے انتہا ترقی عطا فرمائے۔ آمین

آپ کے سیکڑوں شاگرد ملک اور بیرون ممالک میں دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں آپ ایک ممتاز عالم دین ہونے کے ساتھ صوفی کامل بھی تھے، مخلوق خدا کی خدمت کر کے آپ قلبی سکون محسوس کرتے اور جو بھی کام کرتے رضائے مولا وخوشنودیئے رسول

www.muftiakhtarrazakhan.com

خدا کے لئے کرتے۔

بقول صفیر بلگرامی:

نہ کوئی حال پہ اپنے رویا ہے   روئے ہم سارے زمانے کے لئے

مختصر یہ کہ آپ نے اپنی زندگی کی ساری توانائی حق اور عدل کے قیام، بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے اور انسانیت سازی کے لئے صرف کردی آپ کا ماننا تھا کہ

دشمنوں کو بھی بڑھ کر لگاؤ گلے   مصطفیٰ کی طرح سب کی خدمت کرو

آپ ایک سچے عاشق رسول تھے سرور کونین ﷺ کی عظمت کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ایسا کیوں نہ ہو بلکہ یہ حقیقت ہے کہ محبت رسول ہی جان ایمان ہے اور ان کی اتباع کے بغیر کوئی بھی اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ بقول شاعر

اپنی دولت عشق محمد دنیا کو دکھلاتا گیا   سارے جہاں کے راز ہیں دل میں ناداں کو بتلاتا گیا

پیارے نبی کی موہنی صورت پر مرمٹنا جیون ہے   عشق محمد بن دنیا میں جینا اور مرجانا کیا

علامہ تحسین رضا رضوی بریلوی کو خلاق دوعالم نے بے پناہ خوبیوں سے نوازہ تھا آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ کہ آپ نے اپنی حیات میں دینی و تعلیمی مراکز قائم کئے اور کئی اداروں کی سرپرستی بھی قبول فرمائی، ان کے توسط سے قائم ادارے میں آج بھی تعلیم کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ اور ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کی تلافی مشکل ہے، ان کے وصال سے عوام الناس کی آنکھیں اشکبار ہیں وہ آج لوگوں کے درمیان نہیں ہیں لیکن وہ اپنے عظیم کارناموں کی بدولت ہمیشہ یاد کئے جاتے رہیں گے۔ بقول نصرت ادری

مانتا ہوں جدا ہو تم مجھ سے   دل سے لیکن جدا نہیں ہو تم

ان کی حیات وخدمات اور علمی کارناموں پر قلم کار لکھتے رہیں گے اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

ہے دلوں کی دھڑکنوں میں آج بھی اس کا پیام

رہبری کرتی ہے اس پیر طریقت کو سلام

اللہ تبارک وتعالی علامہ تحسین رضا رضوی بریلوی کی تربت پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے اور ہم عوام الناس کو ان کے بتائے ہوئے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ڈاکٹر محمد صدر عالم صدیقی گرام ملکی وایہ کمول دربھنگا بہار

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک عالم باعمل

جناب اقبال احمد نوری

کیوں رضا آج گلی سونی ہے　　اٹھ میرے دھوم مچانے والے

استاذ العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر ملال اور دائمی داغ مفارقت سے دل بے قرار اور طبیعت اتنی منتشر ہوگئی ہے کہ جس وقت بھی حضرت کا خیال آتا ہے آنکھیں نم اور دل غمزدہ ہو جاتا ہے ان سے اس درجہ محبت وعقیدت کی وجہ یہ ہے کہ آپ صرف نیک اور باعمل عالم ہی نہ تھے بلکہ انتہائی متقی پرہیزگار اور سادہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ دین پر استقامت آپ کا شعار تھا آپ نے ایک ایسے باپ کی گود میں پرورش پائی تھی جس نے باطل قوتوں کے آگے سرنگوں ہونا سیکھا نہ تھا۔ آپ ایسے پیر کے مرید تھے جن کے پاس مانگنے کا اجالا نہ تھا وہ ایسی شمع فروزاں تھے جس نے زمانے کو روشنی عطا کی اور تا قیامت اپنی نورانی کرنیں بکھیرتا رہے گا۔

حضرت تحسین رضا خاں کی زندگی انتہائی صاف ستھری اور پاکیزہ تھی آپ نے اپنے اجداد کی طرح اپنے عقائد کے معاملہ میں کبھی کسی سے سمجھوتا نہیں کیا۔ حالانکہ آپ وعظ وتقریر نہیں کرتے تھے لیکن عوام کی رشد وہدایت کے لئے چند جملے لمبی لمبی تقریروں پر بھاری تھے۔ اخلاق وکردار کے اعتبار سے آپ اپنے زمانہ میں منفرد و بے مثال تھے۔ آپ کی پوری زندگی شریعت مطہرہ کے دائرے میں گذری۔ نرم مزاجی انکساری وسادگی آپ کی امتیازی شان تھی۔ آپ انتہائی حلیم الطبع اور خوش مزاج تھے یہی وجہ ہے کہ آپ عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے۔ ضرورت مندوں کی ضرورت کے مطابق دعا وتعویذ سے نوازتے تھے۔ آپ کا کلام سرکار رسالت مآب ﷺ کے عشق میں ڈوبا ہوا ہے۔

نہ دولت کا لالچ تھا نہ شہرت وعزت کی چاہت تھی۔ آپ سنت رسول کا نمونہ تھے ہر کام سنت رسول کے عین مطابق ہوتا تھا۔ سادگی آپ کے مزاج کا حصہ تھی۔ سر پر دوپلی ٹوپی، جسم پر سادہ کرتا پاجامہ چہرہ پر ایک قسم کی چمک نیچی نگاہ کیے ہوئے اس آہستگی اور نرمی سے زمین پر قدم رکھتے گویا پھول برس رہے ہوں غرور وتکبر نام کو نہ تھا اکثر گھر کی سودا بازار سے خود لے آتے تھے اور دیگر چھوٹے چھوٹے کام کرنے میں ان کو کوئی تکلف نہ تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بندۂ مومن کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے بائیں شانے والے فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں بہترین نیکیاں لکھو جو اس سے سرزد ہوئی ہیں (مکاشفۃ القلوب ص ۵۲) طبع شدہ رضوی کتاب گھر دہلی۔

متذکرہ بالا حدیث کی بنیاد پر میں پورے یقین واعتماد سے کہتا ہوں حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کا نامۂ اعمال نیکیوں سے مملو ہے کیوں کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ بچپن سے ہی شکم کی تکلیف میں مبتلا رہے اور اس مرض نے آخر وقت تک ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

جناب محمد اقبال احمد نوری

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما علم کا کوہِ گراں

مولانا سید محمد رفعت علی شاہدی

بلاشبہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت و نبیرۂ استاذ زمن سید الاتقیاء حضرت علامہ الحاج شاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ خانوادۂ رضویہ کی علمی، دینی، روحانی امانتوں کے سچے وارث امین تھے۔ جسم کے لحاظ سے نہایت نحیف ولاغر مگر باعتبار علم کا علم کوہ گراں اور مضبوط قلعہ اور منبع وسر چشمہ تھے۔ سادگی، منکسر المزاجی، نرم گفتاری، کم سخنی، شفقت و ہمدردی آپ کی خصوصیات میں شامل تھیں۔

آپ جب بھی کسی سے کلام فرماتے تو نہایت شیریں انداز میں اور جب بھی کسی کی بات سنتے تو نہایت اطمینان وسکون اور پوری توجہ کے ساتھ نگاہیں پست رہتیں۔ جب کسی دینی اجلاس میں شرکت فرماتے تو مسند پر دوزانو تشریف فرما ہوتے، نقاہت کے باوجود دیر تک تشریف فرما رہتے۔ لوگوں کے ہجوم میں مصافحہ و معانقہ کے وقت بھی آپ کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی۔ کسی سے اظہار ناراضگی نہیں فرماتے تھے۔

آپ ایک زبردست عالم دین اور روحانی پیشوا اور پاکیزہ سیرت کے ساتھ متحرک وفعال تھے۔ علما دینی مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے اور فتویٰ طلب کرتے تھے۔ ملک و بیرون ملک کثیر تعداد میں آپ کے مریدین و معتقدین موجود ہیں۔ آپ کی دینی خدمات اور کارناموں کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا، آپ کی پاکیزہ زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس اور تبلیغ اسلام وسنیت میں گزرا۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے وصال سے پوری دنیائے سنیت میں ہلچل مچ گئی کثیر تعداد میں علما، مشائخ و مدارسِ اسلامیہ دینیہ کے مدرسین و ناظمین وطلبہ وائمۂ مساجد کے علاوہ لاکھوں فرزندانِ توحید و رسالت نے آپ کے جنازے میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت آپ کے فیوض و برکات سے اہل سنت و جماعت کو مستفیض و مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

سید محمد رفعت علی شاہدی بن حضرت مولانا سید شاہد علی ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ بشیر العلوم بہیڑی، بریلی شریف

صدر العلما کی سادگی

مولانا سید مقیم الرحمٰن قادری

حمد وثنا اس رب ذوالجلال کے لئے ہے جس نے چمن ایمان و یقین میں وہ پھول کھلائے جن کی مہک سے اذہان معرفت رہتی دنیا تک مہکتے رہیں انہیں خوشنما اور مہکتے پھولوں میں ایک خوشنما پھول صدر العلما الشاہ الحاج مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قادری قدس سرہ ہے۔

سرزمین ہند کی کلاہ افتخار میں جو سب سے زیادہ تابندہ اور قیمتی نگینے جڑے ہوئے ہیں ان میں ایک حضور صدر العلماء بھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہیں۔موصوف کی ذات علم وفضل میں شہرۂ آفاق، معقولات ومنقولات میں بحرذخار، کشور علم وعرفان کے شہسوار کردار وعمل کے گوہر آبدار جن کی زندگی کا ایک ایک گوشہ دینی، ملی اور سماجی خدمات سے لبریز ہے۔

جلیل القدر ذات گرامی علامہ تحسین رضا خاں صاحب قادری قدس سرہ کی ہے جن کے فضل وکمال، علم وعمل، زہد وتقویٰ کے سامنے علما وفضلائے وقت کی گردنیں تسلیم ورضا سے خم نظر آتی تھیں۔ اور جنہیں رب جلیل نے تسخیر قلوب کی دولت وعظمی سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ وہ جدھر گزر گئے ادھر ہزاروں دل ان کے لئے فرش راہ بن گئے اور جہاں آپ قیام پزیر ہو گئے وہیں علم وعرفان اور عشق نبوی کے خزانے تقسیم فرمانے لگے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اطاعت خداوندی واتباع سنت نبوی کا آئینہ دار تھا۔ سیدھے، سچے، پاکباز، اور ایمان دار تھے۔ نہایت سادگی سے اپنی زندگی گزارتے۔ زندگی کے جس پہلو پر نظر ڈالی جائے وہ پہلو منفرد دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ کہنے والوں نے یہاں تک کہا ہے کہ جس نے حضور مفتی اعظم ہند کی شکل وصورت اور ان کے تقویٰ و پاکیزگی کو نہیں دیکھا وہ صدر العلما علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری کو دیکھے۔ آپ کی ذات بابرکات کے اندر حضور مفتی اعظم ہند کے جمال وکمال، افعال واقوال، کردار واعمال، رفتار وگفتار اور علم وتقویٰ کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ اسی بنا پر آپ کو عوام وخواص مظہر مفتی اعظم ہند کہتے ہیں۔

سادگی: مظہر حضور مفتی اعظم ہند کو ریا، نام ونمود، ریا او شہرت سے دور دور تک، واسطہ نہیں تھا۔ عاجزی، انکساری، اور خلوص کے پیکر تھے، جامع شریعت وطریقت، صاحب عظمت وفضیلت، سرچشمۂ خیر وفلاح تھے۔ آپ کی سادگی اور پابندی شریعت سے صرف علما ہی متاثر نہیں تھے بلکہ عوام وخواص متاثر تھے۔

ایک اثر انگیز واقعہ:

جامعہ عربیہ اہل سنت بدر العلوم جسپور کی کمیٹی کے ایک باشرع رکن محمد عرفان صدیقی نے راقم الحروف کو بتایا کہ قاری انظار احمد صاحب کے ساتھ پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کو رحمت عالم کانفرنس کے موقع پر ۲۰۰۴ء میں بریلی شریف لینے کے لئے پہنچا۔ اور حضرت ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۶ء تک مسلسل رحمت عالم کانفرنس کی سرپرستی فرماتے آئے۔ مسلمانان جسپور کو فیوض وبرکات سے سیراب فرماتے ۔ ہے۔ بعد ظہر حضرت کو لے کر بریلی شریف سے روانہ ہوئے، ابھی تحصیل ملک ہی پہنچے تھے کہ حضرت نے فرمایا گاڑی روکی جائے ہم نماز ادا کریں گے۔ حکم پر عمل کرتے ہوئے گاڑی مسجد کے قریب روک دی گئی۔ مسجد میں ابھی اذان نہیں ہوئی تھی۔ حضور صدر العلما اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا: اذان بھی ہونی ہے۔ حضرت نے وضو فرمایا اور ہم لوگوں نے بھی وضو کیا۔ حضرت نے ادھر ادھر دیکھا اور خود بخود اذان پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت کی اس سادگی نے میرے دل میں گھر کر لیا اور محبت والفت میں اور زیادہ پختگی ہو گئی۔۔ اور میرے دل میں بار بار یہی آرہا تھا اللہ تعالیٰ کا ولی وہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ گویا آپ سادگی عاجزی اور انکساری کے قالب میں ڈھلے ہو تھے۔ آپ کے سینے میں عظمت مصطفیٰ معجزن تھی، وہ ہر بات کو عظمت ومحبت رسول کے آئینہ میں دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جسپور کی عوام وخواص سب آپ کے شیدائی تھے۔

آہ! ایمان وعمل، زہد وتقویٰ، ثبات واستقلال، علم وحلم اور ایثار و وفا کا یہ جبل مستقیم بتاریخ ۱۸؍ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ ۳؍ اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ روپوش ہو گیا۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

سید مقیم الرحمٰن قادری ثقافی رامپوری، خادم التدریس جامعہ عربیہ اہل سنت بدر العلوم جسپور (یو۔ایس۔نگر) اترا کھنڈ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما پیکر زہد وتقویٰ

مولانا محمد نیر عالم نوری

برصغیر کی تاریخ میں جب عزم وثبات، فکر وعمل اور محبت ویقین کی تاریخ رقم کی جائے گی تو صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ والرضواں کا اسم گرامی باب اول میں زرین حروف سے رقم ہوگا۔

مجھے صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ تحسین رضا خاں کی حیات طیبہ پر گفتگو کرتے ہوئے ان کی عالم گیر شخصیت کا تصور سامنے آتا ہے۔ تو ان کی صفات جلیلہ کے انتخاب میں دشواری آتی ہے کہ ان کی زندگی کے کس گوشے کو بیان کروں۔ اور کس کو ترک کروں۔ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ ایک جامع اور عالم گیر شخصیت ہمہ گیر ہمہ جہت شخصیت تھے۔ جن کی پوری زندگی درس حدیث رسول وتبلیغ میں گذرتی تھی۔ شرم وحیا کے پیکر تھے زہد وتقوی کے مجسمہ تھے۔ علم وحکمت کے درخشاں تھے۔ معرفت وطریقت کی منزل پر فائز تھے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ مفتی اعظم ہند کی کرامتوں میں سے ایک کرامت تھے۔

اور عشق رسول حب رسول آپ کا مشن تھا۔ درس حدیث، درس قرآن اور درس تفسیر شب وروز آپ کا مشغلہ تھا۔ اور برسہا برس صدر المدرسین وشیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ اور جب درس حدیث شریف پڑھاتے تھے تو جمیع طلبہ پر سناٹا چھا جاتا تھا اور حدیث رسول پڑھانے کا حسین انداز تھا۔

بخدا ان کے تابناک چہرہ پر روحانی رعب ودبدبہ تھا۔ اور مجھے یاد آرہا ہے کہ جس وقت میں جامعہ نوریہ میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت کی تصویر کشی کرنا چاہتا ہوں۔ کہ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ جب اپنی آرام گاہ کو چھوڑ کر پرانا شہر کانکر ٹولہ سے نکلتے تھے تو جگہ جگہ آپ کو رکنا پڑ جاتا تھا۔ معتقدین آپ کی دعائیں اور روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے منتظر رہتے تھے۔ اور صدر العلما علیہ الرحمہ ہر ایک کے لئے خندہ پیشانی کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد آپ جب جامعہ نوریہ کے قریب پہونچتے تھے۔ وہاں کے اطراف واکناف کے غریب نادار لوگ آپ کی دست بوسی کرنے کے لئے آپ کو ہر چہار جانب سے گھیر کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر کبھی کسی کو جھڑکتے نہیں تھے بلکہ ہر ایک کے لئے تسلی بخش دعائیں بھی کرتے تھے۔

پھر جا کر جامعہ نوریہ کے احاطہ میں داخل ہوتے تھے۔ صدر العلما علیہ الرحمہ سیدھے درس گاہ میں جا کر بیٹھتے تھے چہرہ پر ضیا کو دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا کہ آپ مظہر مفتی اعظم ہند ہیں، ایسا کیوں نہ ہو آپ ایسے گھرانے کے چشم چراغ ہیں جہاں سے فیضان علم کا باڑا بٹتا ہے۔ حضور صدر العلما بہت قلیل عمر میں علوم عقلیہ نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اور علم فقہ اصول فقہ، علم حدیث اور علم اصول حدیث میں تو حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صدر العلما علیہ الرحمہ آخر تک درس وتدریس کا کام انجام دیتے رہیں۔

حضور صدر العلما علیہ الرحمہ بہت کم سفر کرتے تھے۔ محبین معتقدین لاکھ اصرار کرتے رہے۔ حضور آپ سفر کریں تاکہ قوم وملت کو آپ کے روحانی فیوض سے مستفیض ہونے کا موقع مل سکے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضور صدر العلما نے جب سفر کرنا شروع کیا تو ہندوستان کے بہت سے صوبوں میں تشریف لے گئے اور قوم کی تشنگی کو حضور صدر العلما نے دور فرمایا۔

کون جانتا تھا کہ حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کا یہ سفر آخری سفر ہوگا۔ آخر کار مرضی الٰہی کے مطابق حضور صدر العلما علیہ الرحمہ ۳ راگست ۲۰۰۷/۱۸ رجب المرجب بروز جمعہ مبارکہ سڑک حادثہ میں شہید ہو گئے۔

(انا للہ وانا الیہ رجعون) اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملتے ہیں (راقم قلم) اس وقت میں دارالعلوم غریب نواز حیدرآباد دفتر میں بیٹھا تھا۔ یکا یک دارالعلوم غریب نواز کے ناظم اعلی حضرت علامہ احمد حسن رضوی قادری کی آمد ہوئی تو میں نے بڑھ کر ان کو سلام کیا۔ انہوں نے لڑکھڑاتے ہوئے سلام کا جواب عنایت فرمایا چہرے پہ بالکل پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔ اسی اضطراب و بے چینی کے عالم میں کہتے ہیں کہ کچھ سنا ہے کہ حضور صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں قبلہ جونہی ان کی زبان پر حضور صدر العلما کا اسم گرامی سنا میری باچھیں کھل گئی خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے پوچھا کیا حضور صدر العلما حیدرآباد تشریف لا رہے ہیں۔ تو حضرت موصوف نے فرمایا کہ آج سے ہم لوگ یتیم ہو گئے۔ ہم سب کے سر سے رحم وکرم کا سایہ اٹھ گیا۔ میں یہ دل خراش واقعہ سنتے ہی سمجھ گیا۔ کہ حضور صدر العلما اب ہم لوگوں کے درمیان نہ رہے۔

اور یہ حیرت انگز خبر سننے کے بعد میں خود قابو میں نہیں تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ کچھ ہی دیر کے بعد یہ خبر سمندر کی لہر اور طوفان کی طرح حیدرآباد کی پوری ریاست میں پھیل گئی۔ اور تھوڑی دیر کے لئے پورے عالم اسلام میں خاموشی چھا گئی، اس اندوہ ناک حادثہ کے بعد میری آنکھیں پرنم ہو گئی۔۔ دوسرے دن اور دو اخبارات یعنی ''اعتماد'' سیاست اور ''منصف'' میں حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کا سانحہ ارتحال سرخی میں چھپا تب جا کر اس راقم الحروف پر۔ ''موت العالم موت العالم'' کا مفہوم عیاں ہوا۔ رب قدیر حضور صدر العلما علیہ الرحمہ صاحب کے قبر انور پر رحمت کی بارش عطا فرمائے۔ اور آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔ ان کا فیضان عام سے عام تر فرمائے۔

سگ بارگاہ غوث وخواجہ، محمد نیر عالم نوری استاذ دارالعلوم غریب نواز حیدرآباد

صدر العلما اور ایک خواب

مولانا محمد قمر علی خاں

جب حضرت صدر العلما محدث بریلوی کا ناگپور کی سرزمین پر وصال ہوا اور جنازہ بریلی شریف کی سرزمین پر لایا گیا اور ہر جگہ یہ اعلان کیا گیا کہ حضور صدر العلما کی نماز جنازہ کل دوپہر اسلامیہ اسکول کے وسیع میدان میں ادا کی جائے گی تو لاکھوں مسلمان وقت مقررہ سے قبل ہی اسلامیہ کے وسیع میدان میں آموجود ہوئے ،فقیر بھی قبل از وقت وہاں پہنچا، میری ملاقات حضرت علامہ سید کفیل صاحب قبلہ مفتی دارالافتا منظر اسلام سے ہوئی اور استاذ محترم جناب حضرت علامہ مولانا اعجاز انجم صاحب قبلہ مدرس منظر اسلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اسی درمیان ایک عمر رسیدہ بزرگ (جن سے میں متعارف نہ تھا) سے ملاقات ہوئی جو حضور صدر العلما کے بڑے عقیدتمند اور چاہنے والے معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے حضرت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت صدر العلما کی تاریخ وصال

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے چھ یا سات روز قبل میں نے ایک خواب دیکھا کہ محدث بریلوی حضرت صدر العلما علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب ایک بہت ہی خوشنما کمرہ میں ایک حسین وجمیل تخت پر تشریف فرما ہیں، اور آپ کے خدمت گزار باادب دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور حضور صدر العلما مظہر مفتی اعظم کے جسم مبارک پر نہایت خوبصورت لباس ہے، سر پر کالی ٹوپی ہے، اور گلے میں ایک خوبصورت سارومال پڑا ہوا ہے اور حضرت کا عالم یہ ہے کہ مسکرا رہے ہیں، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب حضرت صدر العلما سے بیان کیا تو حضرت نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مجھے گلے سے لگالیا۔

محمد قمر علی خاں (فارغ التحصیل جامعہ رضویہ منظر اسلام) قصبہ ٹھریا نجابت خاں، صدر کینٹ، بریلی شریف۔ یوپی ۲۳ر شعبان

صدر العلما بحیثیت مظہر مفتی اعظم

محمد احمد خاں امن

میرے ایک دوست جناب رئیس محمد صاحب جو کہ تلیا پور میں سکونت پزیر ہیں ایک عرصہ دراز سے مرشد کامل کی تلاش میں تھے۔ کئی مرتبہ میرے ساتھ تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ تبلیغی دورہ پر باہر ممالک تشریف رکھتے تھے۔ حتی کہ اور دوسری خانقاہوں میں بھی انہوں نے بغرض بیعت جا کر دیکھا مگر کہیں پر انہیں دلی تقویت حاصل نہیں ہوئی، ایک مرتبہ کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب ایسا لگتا ہے مجھے بغیر مرشد کے ہی شاید زندگی گزارنی پڑے گی، میں نے کہا کہ بھائی مایوس نہ ہو اور تم حضور تحسین میاں کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرلو۔ یہ میرا آپ کو مفید مشورہ یوں ہے کہ انہیں سرکار مفتی اعظم کا مظہر کہا جاتا ہے۔ میرے کہنے پر جناب رئیس بھائی حضور صدر العلما کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے سرفراز ہوئے اسی دن حضرت سے اپنا مدعا بیان کیا کہ حضور میری بیوی حاملہ ہے میں نے ڈاکٹر سے بھی معائنہ کرایا اور الٹراساؤنڈ کے ذریعہ جانچ ہوئی ہے تو معلوم ہوا کہ بطن مادر میں جو بچہ پرورش پا رہا ہے وہ الٹا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ بغیر آپریشن کے یہ بچہ پیدا نہیں ہو سکے گا۔ حضور اسی وقت میں اس لائق نہیں ہوں کہ آپریشن کا خرچہ برداشت کرسکوں۔

حضور صدر العلما نے فرمایا اچھا اور اسی وقت رئیس بھائی کو دہنے دست مبارک سے ایک تعویذ لکھ کر عطا فرمایا کہ اس کو اپنی اہلیہ کے گلے میں ڈال دینا اور بچے کی زچگی کے وقت اہلیہ کی ران میں باندھ دینا تعویذ کے ایک ہفتہ کے بعد ڈاکٹر نے دوبارہ سے معائنہ کیا اور الٹراساؤنڈ سے جانچ کی تو پایا کہ بچہ اپنی جگہ پر بحمدہ تعالیٰ ٹھیک ہے اور سیدھا ہے وقت مقررہ پر بنا آپریشن کے گھر پر ہی بچے کی پیدائش عمل میں آئی یہ ایک زندہ کرامت میرے گاؤں میں صدر العلما کی ہے اور یہ کرامت اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ واقعی مظہر مفتی اعظم ہند ہیں۔

محمد احمد خاں تلیاپوری

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما قوم کے رہبر

مولانا قمر عالم

مظہر مفتی اعظم علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان برصغیر ہند و پاک کے صف اول کے علما میں ایک زبردست عالم تھے ، جو فقہ میں دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی ماہر تھے جس کی بنا پر آپ محدث بریلی کے لقب سے مشہور ہیں۔

۱۹۷۵ء میں تحصیل علم کے لئے جامعہ رضویہ مظہر اسلام آیا، اس وقت حضور صدر العلما چند وجوہات کی بنا پر مظہر اسلام سے استعفیٰ دیکر جامعہ رضویہ منظر اسلام کی مسند صدارت پر جلوہ فگن ہو چکے تھے، لہذا فقیر کو حضرت سے شرف تلمذ حاصل نہ ہو سکا، لیکن حضرت کی روحانیت مجھے ان کی بارگاہ میں کھینچ لائی تھی ، اور میں حضرت کی زیارت اور کلام سے بہرہ ور ہوتا اور اقوال زریں کو دل کے گوشہ میں سمیٹنے کی کوشش کرتا تھا۔

اس وقت بھی صدر العلما کی بارگاہ میں ملک کے بڑے بڑے علما اور دانشوران قوم پیچیدہ و الجھے ہوئے مسائل کے حل کے لئے حاضر ہوتے تھے، اور آپ بڑی سنجیدگی سے ان مسائل کا حل فرماتے تھے۔

دوسری طرف عوام وخواص دعا اور دست حق پرست پر بیعت ہونے کے لئے دیوانہ وار آتے رہتے تھے، اور آپ ہر شخص سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے کسی پر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔

حضرت کی یہ وہ صفات ہیں جن کا ترانہ صرف اپنوں میں ہی نہیں بلکہ غیروں کی زبان پر بھی جاری ہے۔ کیونکہ اتنی مقبولیت، علمی لیاقت، مرتبہ طریقت اور ایسے خاندانی منصب پر فائز ہونے کے باوجود ایسی سادگی کی زندگی بسر کرنا، حسن اخلاق کا پیکر بن کر دوسروں کے لئے نمونہ عمل بننا، شہرت طلبی سے نفرت کرنا، ہر شخص سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملنا، لوگوں کی فریادیں سننا اور انکے حل کیلئے دعائیں کرنا، اور تدبیریں بتانا، اس زمانے میں ایسی صفات حمیدہ کے حامل کی زیارت کیلئے آنکھیں ترس جاتی ہیں۔

بلاشبہ حضور صدر العلما ''موت العالِم موت العالَم'' کے مصداق ہیں۔ جنکی رحلت سے عام سنیوں میں وہ خلاء پیدا ہو گیا جس کی بھرپائی بہت مشکل ہے۔ یہ چند جملے میں نے حضرت کی بارگاہ میں بطور خراج عقیدت پیش کئے تا کہ حضرت کے مدح سراؤں میں میرا بھی نام درج ہو جائے۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور کے مرقد پر خوب خوب رحمت وانوار کی بارش برسائے اور ان کے فیض سے تمام اہل سنت کو سیراب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ.

محمد قمر عالم غفرلہ (شیخ الحدیث) دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک ممتاز عالم دین

محمد اللہ خاں، یوسف زئی

دنیا بھر کے مسلک اہل سنت و جماعت کے لئے تین اگست ۲۰۰۷ء کا ایک ایسا الم ناک دن تھا جس دن ایک کار حادثہ میں ناگپور میں شیخ الحدیث علامہ حضرت تحسین رضا خاں صاحب کا وصال ہوگیا۔ حضرت خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت فقیر صفت، نیک سیرت، علم داں اور بلند کردار کے ولی اللہ انسان تھے۔ حضرت انتہائی کم سخن، سادہ لوح، وسیع النظر، حسن اخلاق اور رواداری کا جیتا جاگتا مجسمہ تھے۔ آپ کی عظیم شخصیت قطعی طور پر غیر نزاعی تھی۔ آپ ہر لمحہ خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اور بنی نوع انسان کو اسلامی شرعی راستہ پر لانے کیلئے عمل پیرا رہتے تھے۔ انتہائی متقی پرہیزگار اور عبادت گذار تھے۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی آپ کے معتقد تھے اور ان کے یہاں حاضری دیتے تھے۔ اہل سنت و جماعت کے علاوہ دیگر مسلم فرقوں کے لوگ بھی ان کا لوہا مانتے و ستائش کرتے تھے۔ آپ کی پوری زندگی کا مقصد لوگوں کو اسلامی تعلیمات دینا تھا۔ آپ تفسیر قرآن وحدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔ اسلامی دنیا میں آپ ایک ایسا خلا چھوڑ گئے کہ اس کی بھرپائی ممکن نظر نہیں آتی۔ آپ بچپن سے ہی سفید لباس کے دلدادہ تھے آپ بہت کم خوراک لیتے تھے۔ اور بکرے کے شوربے میں ڈبو ڈبو کر آہستہ آہستہ خوب چبا کر تناول فرماتے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک انتہائی نورانی تھا اور دنیا کے مال وزر سے بے نیاز تھے۔ آپ مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ سے بہت مشابہ تھے، اور ان کے اندر کسی قدر فقیرانہ اوصاف مفتی اعظم ہند کے موجود تھے۔ آپ دور حاضر کے اعلیٰ ترین لاثانی محدث تھے آپ کو احادیث پر پورا اور مکمل عبور حاصل تھا۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں چھ مینار مسجد واقع کانکر ٹولہ بریلی شریف میں ہفتہ میں ایک دن بعد نماز فجر درس حدیث دیتے تھے۔ درس حدیث میں دور دراز کے مسلمان شرکت کے لئے آتے تھے۔ آپ انتہائی نرم مزاج تھے۔ اور غرور وتکبر اور غصہ کو اپنے سایہ سے بھی دور رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ ہمیشہ سبھی کے لئے دعائے خیر کرتے۔ آپسی تنازعات کو اسلامی شریعت کی روشنی میں اشاروں میں طے کرا دیتے تھے۔ اور دونوں فریق اتفاق رائے سے بخوشی انکے اسلامی فیصلوں کو قبول کر لیتے تھے۔

آپ کے لاکھوں لاکھ مریدین اندورن ملک و بیرون ملک ہیں۔ اسلامی تبلیغ میں انہوں نے زندگی صرف کر دی۔ آپ ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی تشریف لے گئے، اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کیا۔ آپ نے اپنے مکان کے قریب ہی ایک عالی شان مسجد "نورانی مسجد" کے نام سے لوگوں کے تعاون سے تعمیر کرائی جو واقعی نور سے سرشار ہے۔ آپ اسی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے۔ خاندان اعلیٰ حضرت کو حضرت تحسین رضا خاں پر ناز تھا۔ آپ عربی فارسی، اردو وہندی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ خاندانی شجرہ کے مطابق آپ پٹھانوں کے بڑہچ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کے ورثائے اعلیٰ افغانستان سے آکر ہندوستان میں سکونت پذیر ہوئے۔ حضرت کے والد محترم حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست عاشق رسول تھے۔ وہ ایک زبردست مذہبی شاعر ونثر نگار تھے، انہوں نے کئی کتابوں کو ترتیب دیا۔ حضرت مولانا حسنین رضا خاں ایک پر خلوص اور سادگی پسند انسان تھے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور اوصاف کو میں ذاتی طور پر پہچانتا ہوں کیونکہ وہ میرے پڑوسی بھی تھے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور بچپن کے دوست بھی۔ ہم لوگوں نے ایک ساتھ پڑھا ہے۔ میں اور مجتبیٰ علی خاں عرف آقا و حضرت علامہ تحسین رضا خاں حکیم مصطفیٰ علی خاں کے مطب میں رات کے گیارہ گیارہ بارہ بارہ بجے تک جوائنٹ اسٹڈی کرتے تھے۔ دیر ہو جانے پر اکثر حضرت کے بڑے بھائی حضرت سبطین رضا خاں صاحب انہیں بلانے آتے تھے۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب نے دین کا راستہ اختیار کیا اور میں دنیا دار بن کر رہ گیا۔ ۱۹۹۵ء میں میں حضرت سے بیعت ہوگیا۔ مریدی کیلئے میں نے ہر سو نظر ڈالی مگر نظر کہیں نہ ٹھہر سکی، نظر ٹھہری تو اپنے بچپن کے دوست پر ٹھہری۔ ایک دن میں کچھ اہل محلہ کے ساتھ حضرت کے پاس پہونچا اور ان سے درخواست کی کہ خاکسار کو اپنی مریدی میں لے لیں۔ حضرت مسکرائے اور بہت ہی شفقت کے ساتھ مرید بنالیا۔ میں نے حضرت کو بہت ہی قریب سے دیکھا ہے۔ دشت کی سیاحت کی ہے۔ بہت مطالعہ کیا ہے۔ زندگی کے ہر پہلو کو قریب سے دیکھا ہے۔ روحانی اور مادی پہلوؤں پر بھی نظر ڈالی سیاسی نشیب و فراز سے بھی دو چار رہا۔ فقیروں، دانشوروں، علماؤں سیاسی رہنماؤں کے ساتھ نشست رہی۔ لیکن مریدی کے لئے حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ہی انتخاب کیا۔ وجہ انکے اوصاف تھے۔ حضرت کے بڑے بھائی سبطین رضا خاں و چھوٹے بھائی مولانا حبیب رضا خاں بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں، آپ کی اہلیہ محترمہ ایک بڑے زمیندار کی دختر نیک اختر کی صاحب زادی ہیں بفضلہٖ حیات ہیں۔ حضرت اپنے پیچھے ایک دختر اور تین صاحبزادوں کو چھوڑ گئے۔ اور مولانا حسان رضا خاں بڑے صاحبزادے کو خلافت و مولانا رضوان رضا خاں منجھلے صاحبزادے کو اپنا جانشین اپنی حیات میں مقرر کر گئے تھے۔

تین اگست ۲۰۰۷ کو جیسے ہی دنیا کے مسلمانوں کو آپ کے وصال کی خبر ملی ساری دنیا میں کہرام مچ گیا۔ دنیا کے بیشتر ممالک سے ان کے مریدین کا آنے کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ بریلی شریف، پیلی بھیت شریف، بدایوں شریف، رامپور، مراد آباد و دیگر قرب و جوار کے شہروں سے آئے عقیدت مندوں کا ایک سیلاب ان کے گھر پر آنا فانا ٹوٹ پڑا۔ ان کے چاہنے والے مرد اور عورت، بچے اور بوڑھے زار و قطار روتے ہوئے نظر آئے۔ پورا شہر ایک ماتم میں تبدیل ہوگیا۔ ہر قوم و ملت کے لوگوں نے اظہار غم کیا۔

آپ کی نماز جنازہ ۵/اگست ۲۰۰۷ء کو اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے وسیع میدان میں ہوئی۔ جس میں لاکھوں مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ دنیا بھر کی مساجد میں آپ کے سوئم کی فاتحہ خوانی ہوئی۔

آج دنیا سے ایک عالم دین چلا گیا۔ دنیا خالی خالی سی نظر آنے لگی ہے۔ تحریر کے وقت بھی آنسو رواں ہیں۔ میں اپنے پیر و مرشد حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تہہ دل سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان کے فیوض و برکات سے ہم سب کو بہرہ مند فرمائے۔ آمین محمد اللہ خاں، یوسف زئی۔ عرف سرتاج میاں (پارچہ فروش) اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف

صدر العلما کی متانت و سنجیدگی

ڈاکٹر محمد نور الحق

مظہر مفتی اعظم، صدر العلما، حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ کے وصال پر ملال سے مسلک سنیت کے مبلغین کی دنیا میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ خدا ہم اہلسنت و جماعت کو اس عظیم سانحہ کو برداشت کرنے کی قوت کے ساتھ ساتھ اس خلا کو پُر کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب اہلسنت و جماعت کی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، بلکہ غیر سنیوں کے دلوں کی دھڑکنوں کا عالم ہر وہ شخص اور نشر و اشاعت کا ہر وہ ذریعہ بتا دے گا۔ جس نے حضرت کے آخری سفر کا دیدار کیا ہے۔ مرحبا! اے سرزمین بریلی مرحبا! مرحبا! اے اعلیٰ حضرت کے دیوانو مرحبا! مرحبا! اے تحسین رضا خاں کے پروانہ وار قدردانو مرحبا! اے سنیت کے علم بردار و کے جیالوں تمہاری پرنم آنکھوں کی گواہی زمین و آسمان بھی نہ صرف دے رہے ہیں۔ بلکہ تمہارے غم میں برابر شریک ہیں اور تمہاری ہی طرح اب قدرے سے گریہ کناں ہیں۔ کہ اے رب العالمین عوام و خواص کا یہ چہیتا اپنی آخری سانس تک تیری اور تیرے حبیب کی اطاعت و پیروی کو عوام الناس تک پہنچانے میں صرف کر گیا۔ تو ہمیں بھی اس کے فیوض برکات سے سرفراز فرما تارہ۔ آمین ا بجاہ خیر المرسلین۔

حضرت کو دوبارہ نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ پہلی دفعہ غالباً ۲۰۰۱ء یا ۲۰۰۲ء میں حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں صاحب کے عرس کے موقع پر بارہ دری اسکول کے گراؤنڈ میں آپ کی وضع قطع سے اس قدر سادگی ٹپک رہی تھی۔ کہ بے دھڑک زبان سے تحسین کا کلمہ نکلنا لازمی تھا۔ پرنور چہرے پر بشاشت عالمانہ شان، متانت و سنجیدگی کا ایسا عالم کہ سبحان اللہ اس موقع پر میرے کانوں نے حضرت علامہ کی زبان سے جو کلمات سنے ان سے علامہ کی سادہ بیانی زبان شستگی و صفائی کے ساتھ ساتھ نفاست و شیرینی میں علم و فکر کی گہرائی و گیرائی عیاں تھی اور ہر شخص بہرہ ور ہوتا نظر آرہا تھا۔ آپ کی گفتگو میں تصنع و تکلف کا شائبہ تک نہ تھا اور ہوتا بھی کیسے ایک درمند مبلغ اور پیشہ ور مبلغ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

دوسرا موقع ایسا تھا کہ جسے اپنی سعادت کہوں تو بیجا نہ ہوگا جمعہ کا دن تھا۔ نورانی مسجد میں مجھے پہلی صف میں جگہ مل گئی، خاص طور سے منبر کے دائیں طرف خطبہ سے قبل علامہ کی آمد ہوئی۔ سنن کی ادائیگی اس کے بعد ممبر پر کھڑے ہوئے۔ تو وہی بشاش پرنور چہرہ نظر آیا۔ حضور علامہ کی نورانیت اور مسجد دونوں اسم با مسمّیٰ ہونے کی گواہی دے رہے تھے۔ جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے علامہ نے خطبہ کی قرأت میں نہ گھن گرج اور نہ ہی تصنع و تکلف، بلکہ متانت و سنجیدگی کے ساتھ کلمات کی ادائیگی سے پرسکون فضا میں روح کی تازگی کا سامان تھا۔ اتفاق کہیئے کہ دوران نماز جنریٹر سیٹ نے دھوکہ دیدیا۔ تو حضرت نے نماز ادا کرنے کے بعد تمام مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت علامہ کی سیرت و شخصیات کے تعلق سے کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے۔ جب کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ حضرت نے اپنی آخری سانس تک دینی اور ملی خدمات میں صرف کیں۔ حضرتؒ کا تعلق ہی ایسے خانوادے سے ہے جس نے شاہی شان و شوکت کو ٹھوکر مار کر راہ خدا کا تعین کیا۔ اور خدا کی مخلوق کو خدا کے حبیب کے راستے پر گامزن ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ اس راستے میں آنے والی تمام اڑچنوں اور تکلیفوں کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے خدمات انجام دیتے جس کو رہتی دنیا تک ایک کارنامہ تسلیم کیا جاتا رہے گا۔ حضرت علامہ نے اپنے خاندانی روایت کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی صرف کر کے اس میں ایک سنہرے باب کا اور اضافہ کیا ہے۔

حضرت علامہ کی اَسّی سالہ زندگی خالص للّٰہی زندگی تھی۔ آپ نے علم دین کے حصول کے زمانے سے ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، کچھ مہینوں کے لئے موقوف صرف اس لئے ہوا کہ آپ علم حدیث سے فراغت حاصل کرنے کے لئے اس زمانے کے جید عالم، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب کے پاس پاکستان تشریف لے گئے اور دورۂ حدیث شریف چھ مہینے میں مکمل کر

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے وطن واپس آئے۔تو مولانا سردار احمد صاحب کی اجازت کے علاوہ مفتی اعظم ہند نے بھی اجازت مرحمت فرمائی۔آپ نے درس تدریس کا سلسلہ تادم حیات دارالعلوم کی تبدیلیوں کے باوجود قائم رکھا۔لگ بھگ پچاس سال کی تعلیمی سفر میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنی نسلیں سیراب وفیضیاب ہوئی ہوں گی۔اور کتنی تعداد میں دینی علوم کے ماہرین پیدا ہوتے ہونگے۔

حضرت علامہ نے حقوق العباد کو ایک فریضہ کے طور پر انجام دیا عوام الناس کو حضرت تک رسائی میں اتنی سہولت حاصل ہوئی کہ عوام نے ان سے جو چاہا اسے آپ نے مسکرا کر انجام دیا۔خواہ تعویذ لکھنے کا مسئلہ ہو یا درس قرآن اور درس حدیث کا مسئلہ ہو۔آپ نے تبلیغ دین کے لئے قومی اور بین الاقوامی دونوں طرح کے سفر کئے اور لوگوں کو مستفیض کر کے نظام مصطفےٰ کا جھنڈا بلند تر کرنے کا کام انجام دیا۔

علامہ کے داد حضرت حسن رضا خاں بھی بہترین نعت گویوں میں شمار ہوتے ہیں حضرت حسنین رضا خاں جو آپ کے والد محترم ہیں۔انہوں نے بھی اس سلسلے کو قائم رکھا۔درس وتدریس کا کام انجام دینے والا فطرتاً مسائل کا حل ڈھونڈھتا ہے۔لیکن محبت رسول ﷺ کا تقاضہ جب موجیں مارتا ہے تو قلم خود بخود اٹھ جاتا ہے۔اور جذبات واحساسات الفاظ کا لباس پہن کر سامنے آجاتے ہیں مثلاً

عظمت فرق شہ کونین کیا جانے کوئی جس نے چومے پائے اقدس عرش اس کا نام ہے

حضرت علامہ کا یہ شعر حضور سرور کائنات ﷺ سے ان کی والہانہ محبت کے ساتھ ساتھ حبیب خدا کی عظمت کو کتنے آسان انداز میں ظاہر کرتا ہے۔ثانی مصرع تو ہر خاص وعام کے لئے ہے مصرعٔ ثانی کی سادگی بلاغت پر سر دھنتے رہنے کو جی چاہتا ہے

تمہاری واقعی توصیف ہم سے غیر ممکن ہے کہ ہم جو کچھ کہیں اس سے حقیقت میں سوا تم ہو

خدا کے حبیب کی تعریف وتوصیف خدا کے بندوں سے کما حقہ نہیں ہوسکتی کیونکہ جس کی توصیف خدا کرے۔اس کے اعتراف کا کتنا خوبصورت طریقہ علامہ نے اختیار کیا ہے۔اور وہ بھی آسان سے آسان تر الفاظ میں ایک شعر اور

ترا دل تو ہے جنت میں میرا دل ہے وہ جنت
یہی تو فرق ہے زاہد عبادت میں محبت میں

خدا سے بندگی اور حبیب خدا سے محبت کا یہ عالم سوائے سنیوں کے کسی کو نصیب نہیں ایسا لگتا ہے حضرت علامہ صدر العلما کا شعری اور خاص طور سے نعتیہ کلام کا ذخیرہ ضرور موجود ہوگا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ علامہ کے شعری ذخیرہ کو دستیاب کیا جائے اور اس کو زیور طبع سے مزین فرما کر منظر عام پر لایا جائے۔تا کہ علامہ کے کلام سے استفادہ ہو اور ان کا شعری مقام متعین کیا جائے سکے۔

علامہ کے وصال سے ایک خلا تو ضرور پیدا ہوا ہے لیکن جو تحریریں ان کی دستیاب ہیں اور ہوسکتی ہیں ہم سنیوں کو ان کے ذریعے ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے رہنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔خدا ہم کو صبر جمیل عطا فرمانے کے ساتھ ان کے مخلصانہ سنی طریقے پر عمل پیرا ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

احقر: محمد نوارالحق صدر شعبہ اردو بریلی کالج ربریلی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما ایک تاثر

مولانا زین الدین

آہ! حضرت فقیہ دین وملت ناشر علوم شریعت وطریقت عالم دین صدر العلما مولانا ومفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالی عنہ ان علمائے کرام میں سے تھے جن کے بارے میں بشارت مبارکہ آئی۔ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں دعائے رحمت ومغفرت بھیجتے رہتے ہیں اس انسان پر جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں بتاتا رہتا ہو۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ حضرت صدر العلما نے اپنی پوری زندگی دین وسنیت کی اشاعت اور مذہب وملت کے پھیلانے میں صرف کردی اور خدمت دین حنیف کو اپنی نقاہت اور علالت پر ترجیح دی اور اسی راہ حق میں آپ شہید بھی ہو گئے ''فجزاك الله خير الجزاء'' حضرت کا وصال پورے عالم کا وصال ہے: ''موت العالم موت العالم'' اللہ تعالی حضرت صدر صاحب قبلہ کو ہم سب جملہ اہل ایمان واسلام کی طرف سے بہتر سے بہتر جزاء عطا فرمائے شب وروز آپ کے روضۂ اقدس پر رحمتوں کی بارش برسائے اور تمام پسماندگان کو اللہ تعالی صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ۔۔۔

محمد زین الدین غفرلہ نعیمی اشرفی، شیخ الحدیث جامعہ صوفیہ درگاہ شریف کچھوچھہ مقدسہ امبیڈکر نگر یوپی ۲۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

باسمہ تعالی

صدر العلما سلسلۂ نور کی درخشاں کڑی

مولانا محمد غازی ارمان مصباحی

معمول کے مطابق ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ بروز جمعہ مبارکہ بعد نماز عصر دفتر دار العلوم میں ہم تمام اساتذہ چائے نوشی کے موقعہ سے جمع تھے، اسی اثناء میں شیخ الاساتذہ حضرت مفتی شبیم اشرف صاحب قبلہ کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ حضرت نے جب گفت وشنید کی تو کوئی مخبر اپنی زبان حال سے یوں گویا تھا کہ مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ''انا لله وانا اليه راجعون''

اس المناک خبر سے دل دماغ کی دنیا بدل گئی اور ذہن کچھ دیر کے لئے مفلوج سا ہو گیا یقیناً کچھ ایسا ہی احساس ہزاروں عقیدت مندوں کو ہوا ہوگا۔

حضرت علامہ کی ذات گرامی کو سرزمین ہند میں اہل اللہ کے سلسلۃ النور کی ایک ایسی درخشاں کڑی سے تعبیر کر سکتے ہیں جن کی تابانیوں سے نہ معلوم کتنے اذہان وقلوب کو روشنی ملی اور مردہ قلوب کو زندگی۔

جو شخص پورے دل سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی تمام اہل ایمان کے دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ''ان الذين آمنو وعملوا الصلحات سيجعل لهم الرحمن ودا'' بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت کردے گا۔ (کنز الایمان)

www.muftiakhtarrazakhan.com

نیز رسول اکرم نور مجسم ﷺ اہل اللہ کی علامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "من ذکر کم باللّٰہ وزاد فی علمکم منطقہ وذکرکم بالاخرۃ علمہ" (رواہ البزاز قرطبی) وہ شخص جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے جس کی گفتگو سے تمہارا علم بڑھے اور جس کے عمل کو دیکھ کر آخرت کی یاد تازہ ہو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت علامہ ان صفات کے عکس جمیل تھے۔ رب قدیر نے آپ کو عوام و خواص، اپنے اور غیر میں بڑی مقبولیت عطا کی تھی۔ مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور اصلاح خلق کی فکر مندی آپ کا خاص امتیاز تھا۔ مخلوق خدا کا رجوع جس کی طرف ہو اور جہاں قدم ڈال دے ہدایت بھی ساتھ چلنے لگے یہی درحقیقت قلب وارشاد کا مقام ہوتا ہے۔ حضرت انہیں نابغۂ روزگار اور مثالی شخصیتوں میں ایک صاحب نسبت، صاحب دل شخصیت تھے جنہوں نے خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پوری زندگی وقف کر رکھا تھا، جو دن کو دن رات کو رات نہ سمجھے جن کے انقلابی نگاہوں کے، جاں سوزی دل سوزی نے افسردہ دلوں کے لئے مرغ چمن ناشکیبوں کے لئے ضرب کلیم مغلوبان گمان کے لئے یقین محکم اور اسیران راہ کیلئے عمل پیہم کا کام کیا اور سب کی زبان نے یہی کہا "بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری" یوں تو حضرت کے فیوض و برکت سے پوری دنیائے اہلسنت و جماعت مستفیض ہوتی رہی مگر ۱۱ر رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار کو محسن راجستھان حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی دعوت پر راجستھان تشریف لائے اور زیر اہتمام آل راجستھان تنظیم العلما غریب نواز و اعلیٰ حضرت کانفرنس میں خطاب فرمایا۔ اور وہیں آپ نے محسن راجستھان کو خلافت و اجازت سے نوازا اور دوسرے دن سند اجازت بھی عطا فرمائی۔ حضرت محسن راجستھان مرشد برحق کی اتباع کرتے ہوئے دین کی بے لوث خدمات انجام دیتے رہے۔ آج بھی دار العلوم رضائے مصطفیٰ کوٹہ ان کے کاوش کی بولتی تصویر ہے۔

حضرت علامہ نے اسلامی فکر و پیغام کو عام کرنے کیلئے جس اخلاص، ایثار و لولہ بے نفسی، انہماک اور سائنسی پرواز و تخیل سے کام کیا ہے اس سے اسلامی تاریخ کے صفحات کو جلا ملتی ہے۔ زندگی اور موت ایک دوسرے کا لازمہ ہر ایک کا ایک وقت مقرر ہے۔

دنیا میں موت یقینی اور ہر وقت آسانی سے مل جانے والی چیز ہے اور ایک نہ ایک دن ہر جاندار کو اس کا مزہ چکھنا ہے۔

کتنی مشکل زندگی ہے اور کس قدر آساں ہے موت ۔۔۔ گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت

کلبۂ افلاس میں دولت کے کاشانے میں موت ۔۔۔ دشت و در میں شہر میں گلشن میں ویرانے میں موت

حضرت کے سانحہ ارتحال سے تعلیم و تربیت کے میدان، تدریس و افتا کی مجلس، اور دعوت و تبلیغ کی مسند میں ایک عظیم خلاء پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا بظاہر مشکل ہے۔ حضرت نے مختلف میدانوں میں نقوش جاوداں چھوڑے ہیں جو آپ کے لئے ذخیرۂ آخرت اور باقیات صالحات ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی تربت انور پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور محبین، متوسلین اور عقیدت مندوں کو ان جیسا اخلاص اور فکر مندی نصیب فرمائے اور اس عظیم خلاء کو غیب سے پر کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

محمد غازی ارمان مصباحی مدرس دار العلوم رضائے مصطفےٰ وگیان نگر کوٹہ (راجستھان)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما بریلی کا آفتاب ضوفشاں

مولانا فضل رسول رضوی

برصغیر ہندو پاک کے چند علمی دینی وخانوادوں میں خانوادۂ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ ماضیہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو شہرت دوام اور تقویٰ و برتری حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

اس خانوادہ کی ایک پر وقار تاریخ ہے، یہ ایک ایسا سلسلۃ الذھب ہے جس کا ماضی بھی روشن ومنور ہے اور حال بھی جگمگا رہا ہے اور مستقبل بھی انشاء اللہ تابناک رہے گا۔ اسی یگانۂ روزگار خانوادے کی ایک عبقری شخصیت تھی جو خود بھی اپنا اعتبار رکھتی تھی، ایک طرف عظیم الشان خانوادہ تھا تو دوسری طرف اپنا علم وفضل، طہارت وتقویٰ اور زہد وریاضت، سادگی وقناعت تھی جس نے سونے پہ سہاگہ کا کام کیا تھا اور شخصیت کو نکھار کے اوج کمال پہ پہنچا دیا تھا۔

خاتم المحدثین جلالۃ العلم استاذ العلما واستاذ نا الکریم حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت ایک درسگاہ تھی جس سے ہزاروں افراد فیضیاب ہوئے، ایک انجمن تھی جس سے، ایک زمانہ نے علم وادب حاصل کیا...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر عزیز استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ حقیقی پوتے اور صاحب الفضل والکمال حضرت علامہ حسنین رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ صاحبزادے ہیں...... محدث اعظم پاکستان منبع فضل وکمالات حضرت علامہ سردار احمد صاحب کے آپ تلمیذ خاص اور تربیت یافتہ تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے آپ کو خاص طور پر جامعہ مظہر اسلام لائل پور میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی تربیت میں دیدیا تھا جس سے آپ کی شخصیت میں زبردست نکھار پیدا ہوا، میں بھی ان خوش نصیبوں میں ہوں جنہیں حضرت کے حلقۂ درس سے وابستہ ہونے کا فخر حاصل ہے...... جامعہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں کئی سالوں تک مجھے بھی حضرت کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا موقع ملا ہے، مسلم شریف، ترمذی شریف، توضیح تلویح، مختصر المعانی، جلالین شریف وغیرہ کتابیں میں نے حضرت ہی سے پڑھی تھیں۔ نہایت سلیس اور سستہ زبان میں درس دیتے اور دور از کار باتوں سے احتراز فرماتے۔ خشک سے خشک مضمون کو آپ پُر لطف انداز میں ذہن نشین فرما دیتے۔ کبھی کبھی میر وغالب کے اشعار بھی برمحل پیش فرماتے۔ کبھی کبھی دوران درس اپنے پڑھنے کا طریقہ بیان فرماتے کہ درس میں جو باتیں میں محدث اعظم پاکستان سے سنتا وہ میں نوٹ کرلیا کرتا تھا اور وہ نوٹ میں نے اب تک محفوظ کر رکھا ہے۔ دوران درس اپنے اساتذہ میں جن کا آپ ذکر فرماتے ان میں سب سے زیادہ حضرت محدث اعظم پاکستان کا تذکرہ ہوتا اور ان کی خصوصی توجہ کا ذکر ہوتا...... جمعرات کو دو تین گھنٹے کے بعد مشقی تقریر کرواتے، میری تقریر کا انداز حضرت کو پسند آیا تو ایک مرتبہ گیارہویں شریف کا پروگرام جامعہ مظہر اسلام میں حضرت ساجد میاں علیہ الرحمہ کے زیر اہتمام ہوا کرتا تھا حضرت نے حکم دیا کہ اس میں تمہیں تقریر کرنی ہے، میں نے تقریر کی تیاری کی اور حضرت کو سنایا اور پھر وہ تقریر جلسہ میں کی...... ایک مرتبہ جامعہ قادریہ رچھا کے زیر اہتمام سیمینار میں بھی مدعو تھا۔ سیمنار میں حضرت کے علاوہ بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ و دیگر بڑی شخصیتیں تھیں، میرے مقالہ کا عنوان تھا ہندوستان میں مذہب حق اہلسنت و جماعت و مشرب اعلیٰ

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت کی اشاعت وتبلیغ کا تنقیدی جائزہ، حضرت نے میرا مقالہ سماعت فرما کر بڑی دعائیں دیں اور فرمایا کہ تم نے ڈھنگ کی باتیں لکھیں
زبان وادب پر بھی آپ کو ملکۂ تام حاصل تھا، آپ بہترین شاعر اور سخن ور تھے، نعت وغزل پر آپ کو یکساں عبور حاصل تھا، پرا
نے شہر میں کانکر ٹولہ ہی کے قریب ایک جلسہ آپ کے زیر اہتمام اور آپ کی صدارت میں ہوا کرتا تھا، اس میں ایک مرتبہ آپ نے اپنی
ایک بہت اچھی مرصع نعت شریف ترنم سے پڑھی۔ شاعر اسلام حضرت اجمل سلطان پوری بھی موجود تھے لیکن آپ کی نعت پاک کو جو
پذیرائی ملی وہ آپ ہی کا حصہ تھا...... کن کن باتوں پر روشنی ڈالوں آپ کی سنجیدگی ومتانت پر آپ کی سادگی و پروقار شخصیت پر، آپ کے علم
فضل پر، آپ کی بلند نگاہی اور دل پذیر سخن نوازی پر آپ کی شخصیت تو جامع کمالات تھی۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

مخدوم زادے حضرت مولانا حسان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی ودیگر برادران کو حضرت کے وصال سے جو صدمۂ جانکاہ پہنچا
ہے اس میں ہم سب برابر کے شریک ہیں، دار العلوم غریب نواز الہ آباد کا ایک ایک فرد شریک غم ہے۔ دعا ہے کہ رب قدیر اپنے حبیب پا
ک ﷺ کے صدقہ وطفیل اس پیکر علم وفضل کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

فضل رسول رضوی، خادم الطلبہ دار العلوم غریب نواز الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما زہد وتقویٰ کے امین

مفتی شفیق احمد شریفی

دنیا میں ہزار ہا شخصیات پیدا ہوتی ہیں جن میں کچھ لوگ اپنی زندگی میں فراموش کر دئے جاتے ہیں۔ کچھ ایسے حضرات بھی
ہوتے ہیں جو شہرۂ آفاق ہو کر اپنی حیات کے بعد بھلا دئے جاتے ہیں۔ بعض شخصیات حیات اور بعد ممات معروف تو ہوتی ہیں مگر مرور
ایام کے بند ان کی زندگی روپوش ہو جاتی ہے پھر تاریخ میں ان کا ذکر بھی نہیں ملتا، البتہ اس جہان رنگ وبو میں بعض ایسی شخصیت زیور وجود
سے آراستہ وپیراستہ ہوتی ہیں جو اپنی حیات اپنے تشخص اپنے کردار وعمل اپنی تعلیمی خدمات اپنے تلامذہ اپنی تصنیف وتالیف اور اپنے رشد و
ہدایت سے زندۂ جاوید ہو جاتی ہیں اور تاریخ کے زریں اوراق کی زینت بن کر ہر دور کے لئے قابل تقلید، نمونۂ عمل ہوتی ہیں، شاگرد اپنے
استاذ ومربی کا پرتو جمال ہوتا ہے اور اس کے تلامذہ اس کے ترجمان اور شرعی زندگی کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔
مظہر مفتی اعظم ہند استاذ العلما جلالۃ العلم بحر العلوم حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ اپنے اساتذہ
جلیل القدر کے سچے وارث تھے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد۔ صدر الشریعہ علامہ شاہ حکیم محمد امجد علی۔ مفتی اعظم عالم
سرکار مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری، شمس العلما قاضی شمس الدین جونپوری (علیہم الرحمۃ والرضوان) کے علمی فضائل ومحاسن
کے امین تھے، رب العزت نے محدث بریلوی کو بے شمار علمی فضائل ومحاسن اور دینی مناقب سے مشرف فرمایا تھا۔ آپ اپنے وقت کے ولی
کامل اور عالم باعمل تھے، علم وفن کے بحر ناپیدا کنار، زہد وتقویٰ کے امین اور جملہ علوم وفنون میں یکتائے روزگار و یگانۂ عصر تھے۔ جن

www.muftiakhtarrazakhan.com

مرتب کی جائے گی آپ کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا۔ان مراکز علمیہ میں، ہزاروں تلامذہ نے آپ سے علمی تشنگی بجھا کر علم وفضل زہد وتقویٰ میں کمال حاصل کیا اور آج وہ خود ملک وملت کی قیادت کر رہے ہیں۔

سال گزشتہ مدھ پردیش کے تبلیغی مشن پر جاتے وقت دار العلوم غریب نواز میں تھوڑی دیر کے لئے قیام فرمایا ساتھ میں مولانا محمد عرفان بھی تھے، دار العلوم کے اساتذہ کو بیحد سراہا اور اساتذہ وطلبہ کو دعاؤں سے نوازا۔آپ کے وصال کی خبر ملتے ہی راقم السطور (شفیق احمد) نے ناظم اعلیٰ جناب آفاق احمد نظامی نبیرۂ پاسبان ملت اور اساتذہ وطلبہ کی معیت میں قرآن خوانی وایصال ثواب کی محفل منعقد کی، مرکز علم جامعہ دار السلام الہ آباد ودار العلوم افضل المدارس الہ آباد، میں بھی ایصال ثواب کا پروگرام رکھا گیا آپ کے علمی کمالات وخدمت حدیث پر اساتذہ نے روشنی ڈالی، مولیٰ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے اہل خاندان کو صبر جمیل اور جماعت کو ان کا بدل عطا فرمائے۔ شفیق احمد شریفی۔خادم الطلبہ دار الافتاء والحدیث دار العلوم غریب نواز الہ آباد ۷ر شعبان المکرم۔۱۴۲۸ھ

صدر العلما علم حدیث کے تاجدار

قاری جلال الدین قادری

حضرت صدر العلما علامہ ومولانا تحسین رضا خان صاحب کا ناگہانی سانحہ ارتحال نہایت الم انگیز ثابت ہوا "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون و للّٰہ ما أخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمیٰ"

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ والرضوان ۱۹۹۹ء میں الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ رونا ہی دورۂ حدیث پاک کے طلبا کے امتحان کے لئے تشریف لائے اگر چہ وہ صرف چند گھنٹے تک یہاں قیام پذیر رہے تاہم میں ان سے بے حد متأثر ہوا، ان کی وضع قطع اور ان کی سادگی ان کا روشن وتابناک چہرا بہت پر کشش تھا۔ہر شخص ان کو دیکھتے ہی گرویدہ ہو جاتا کیونکہ وہ نہایت دیندار، خوش اخلاق، پیکر رشد وہدایت، علم حدیث کے تاجدار تھے۔وہ نہایت کم سخن بزرگ تھے۔ان کی کم سخنی کی وجہ سے لوگ متأثر ہو جاتے تھے۔

بخاری شریف اور دیگر اہم کتابوں کا انہوں نے امتحان لیا، وہ طلبہ سے جب سوال کرتے تھے نہایت فکر انگیز ہوتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ علم کے بحر بے کراں ہیں، ان کی عادت کریمہ یہ نہیں تھی کہ اپنی شخصیت کو طلبا ومدرسین کے روبرو نمایاں کر کے پیش کریں لیکن جب امتحان کے بعد اساتذۂ کرام کے ہمراہ میں ان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو انہوں نے چند ایسے نصیحت آمیز جملے اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائے جو سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔یہ جملہائے نصیحت آمیز بہت مختصر اور جامع تھے۔ان کی باتوں سے محسوس کیا جا سکتا تھا کہ وہ دین اسلام وسنیت کا کتنا درد رکھتے ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ

اس نازک دور میں سب سے اہم دین اسلام کی خدمت اسی سے ہو سکتی ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے مکمل طور سے جدوجہد کرے جس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت بے خوفی وبے لوثی کے ساتھ مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے اپنی زبان وبیان سے عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کی تھی ٹھیک اسی طرح آج بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں میں محبت رسول ﷺ کے جذبے کو عام کرنے کے لئے مکمل جدوجہد کی جائے تاکہ مسلم عوام عشق رسول ﷺ سے سرشار ہوں، بغیر کسی خوف وملامت کے آگے قدم بڑھائیں۔ظاہر ہے کہ ہمارے ایمان کی حفاظت دین اسلام کی حفاظت ہے،

www.muftiakhtarrazakhan.com

فرق باطلہ کے لوگ ہر طرح سے سنیت پر یورش کر رہے ہیں۔ اس یلغار سے اپنے آپ کو بچانا اور دوسروں کو صحیح راستے پر گامزن کرنا ایک اہم دینی فریضہ ہے۔

یہ حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مختصر سا بیان تھا جس کے لئے کوئی بھیڑ بھاڑ اکٹھا نہیں کی گئی صرف علما کا ایک گروہ ان کے ارد گرد ایسا پایا جا رہا تھا جیسے چاند کے ارد گرد ستارے ہالہ بنائے ہوں۔ میرے پاس اپنے قلبی تأثرات کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کے نورانی چہرے کو بہت دیر تک دیکھنے کے بعد یہ احساس لیکر اٹھا کہ آج کل جو یہ بات مشہور کی جاتی ہے کہ بریلی صرف روحانیت کا مرکز رہ گیا ہے سراسر درست نہیں ہے، کیونکہ ایسے عالم نبیل فاضل جلیل علم حدیث کے تاجدار فضل وکمال کے پیکر مجسم بریلی شریف میں پائے جاتے ہیں جن کی موجودگی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ جہاں بریلی شریف مرکز روحانیت ہے وہیں علوم اسلامیہ کے حصول کے لئے ایسی بلند وبالا شخصیت پائی جا رہی ہے جو بذات خود دار العلوم سے کم نہیں ہے، چند گھنٹوں کی مصاحبت اور الجامعۃ الاسلامیہ میں ان کے قیام سے میں ان کا ایسا دلدادہ وگرویدہ ہوا کہ اب تک مرے دل میں ان کی محبت و عقیدت کی شمع روشن ہے اور میں ان کو کسی حالت میں بھی فراموش نہیں کر سکتا، کیونکہ میرے نہاں خانہ قلب میں ایسے گہرے نقوش پائے جاتے ہیں جن کو کسی طرح سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ رب قدیر حضرت صدر العلما کی قبر انور پر اپنے رحمتوں کی بارش تا صبح قیامت نازل فرمائے اور ان کا فیضان عوام وخواص میں جاری وساری رکھے۔ آمین ثم آمین

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورزو اس گھر کی نگہبانی کرے

قاری جلال الدین قادری ناظم اعلی الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ روناہی ضلع فیض آباد یوپی انڈیا

صدر العلما اہل سنت کی بلند پایہ شخصیت

مولانا محمد مکرم رضوی مصباحی

موت کی دستک پہ تو لبیک کہہ کر چل پڑا | موت تھی گویا حیات جاودانی کا پیام
موت عالم کی یقیناً موت ایک عالم کی ہے | یہ مقولہ اہل دانش کا اٹل ہے لا کلام

دنیائے فانی کی کتنی عمر ہو چکی اور کتنی عمر ابھی باقی ہے اس کا حال کسی کو معلوم نہیں اور نہ ہم کو اس کے بارے میں تلاش وجستجو کی کوئی حاجت ہے۔ ہمیں پتہ نہیں جو صورتیں آج ہمیں دکھائی دے رہی ہے وہ کل ہماری نظروں سے غائب ہو جائیں گی۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا مسافر خانہ ہے، یہاں جو بھی آیا اس کو ایک دن جانا ہے، اس سرائے فانی میں بے شمار لوگ آئے اور چلے گئے اور بے شمار انسان آئیں گے اور چلے جائیں گے۔ خلاق دو جہاں کا روز ازل سے یہ اعلان رہا ہے ''کل من علیھا فان '' اس دار فانی کی ہر شی فنا اور نابود ہو جائیگی، آقا ہو یا غلام، امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا محکوم، بادشاہ ہو یا رعایا، عالم ہو یا جاہل، باپ ہو یا بیٹا، استاذ ہو یا شاگرد، بہر حال ہر ذی روح کو اس راہ سے گزرنا ہے۔ یوں تو اس سرائے فانی میں روزانہ حوادثات رونما ہوتے رہتے ہیں اور ہزاروں جانیں جاتی ہیں مگر ان سب کے جانے سے دنیا اتنی غمگین اور پر ملال نہیں ہوا کرتی جتنی اس محسن قوم وملت کی رحلت

www.muftiakhtarrazakhan.com

پراشکبار ہوتی ہے جس نے اپنی پوری زندگی خدمت دین متین کے لئے وقف کردی تھی اور جس کی حیات مبارکہ کی ایک ایک ساعت علم نبوی کی اشاعت اور تبلیغ حق کے لئے وقف تھی اور جو اخلاق و کردار میں اپنے آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ کے ایسے مجسم تھے جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے، جس کا مقصد حیات پوری دنیا کو احکام اسلام سے روشناس کرانا تھا، وہ علم دین کا سچا علم بردار ۳ / اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ اس دار فانی سے جاتا رہا۔ یعنی شبیہ مفتی اعظم ہند صدر العلما، سند المحدثین، استاذ العلما الشاہ علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ دنیائے فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

حضرت ممدوح دنیائے سنیت کی بلند پایہ شخصیت، یکتائے زمانہ اور خانوادۂ رضویت کے وہ چشم چراغ تھے جن کے دم قدم سے علمی محفلوں میں بہار کی آمد آمد تھی۔ آپ نے اپنی تقریبا پینسٹھ سال کی عمر عزیز درس و تدریس میں گزار دی۔ علم و فضل کے ایسے بحر بیکراں تھے کہ تشنگان علوم دینیہ نے آپ سے منسلک ہو کر اپنے علم کی پیاس بجھائی اور آج بھی آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت ہند و پاک کے طول و عرض میں خدمت دین میں مصروف ہے۔

یوں تو ہر عالم اہلسنت و جماعت بے مثل ہے مگر جو مقام عالی اور مرتبۂ علم و فضل حضرت علامہ موصوف علیہ الرحمہ کو حاصل تھا وہ یقیناً بے مثال تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی ذات ستودہ صفات میں بہت سی خوبیاں تھیں ان میں ایک خوبی عاجزی و انکساری تھی۔ تواضع و انکساری کا یہ عالم تھا کہ کوئی آپ سے ملاقات کرنے جاتا تو بڑی کشادہ ظرفی اور خوش اخلاقی سے ملتے اور بڑی سنجیدگی، متانت اور پیار سے نصیحت آمیز کلمات فرماتے کہ آنے والا ان کے گلہائے شگفتہ سے اپنے مشام جاں کو معطر کر کے ہی جاتا لوگوں کی نظر میں باوقار، باعزت، مکرم و محترم مگر خود اپنی نگاہ میں کچھ بھی نہیں۔ حدیث مبارک کے ان کلمات طیبہ کے پرتو تھے۔ "اللھم ذلل نفسی فی عینی وعززنی فی عین الناس" اے اللہ تو مجھکو خود میری نگاہ میں ذلیل کر اور دوسروں کی نگاہ میں باعزت فرما۔ انکسار نفس کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ راقم السطور خود اپنے برادر کبیر کو لیکر اپنے گاؤں بمن پورہ، پوسٹ کھنڈیا ضلع رامپور سے جامعہ نوریہ رضویہ محلہ باقر گنج بریلی شریف حضرت کی خدمت اقدس میں پہنچا اور اپنے برادر کبیر کی علالت گوش گزاری کی اور دعائے شفا کی درخواست کی تو حضرت نے بڑے پیارے میٹھے انداز میں تسلی دیکر دعا فرمائی اور احسان بالائے احسان ایک تعویذ مبارک اپنے دست اقدس سے تحریر فرما کر عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا اس تعویذ کو گلے میں ڈال لینا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوتاہی نہ کرنا پھر دست شفقت پھیر کر رخصت فرما دیا۔ اس نرم گفتاری، بلندی اخلاق، تواضع انکساری، خدا ترسی اور احکام شرع کی پابندی و پاسداری کو دیکھ کر میرے برادر کبیر نے گھر جا کر کہا مجھکو حضرت ہی سے مرید کراؤ۔ کچھ عرصہ بعد برادر کبیر کو لیکر محلہ کانکر ٹولہ حضرت کی قیام گاہ پر گیا اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کرا دیا۔ بہر حال حضرت علامہ مرحوم کی ذات گوناگوں خوبیوں کی حامل تھی جن کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ آپ کی تعلیمی و تدریسی خدمات ایک عظیم شاہکار ہیں جن سے آپ کی یاد تازہ ہوتی رہے گی اور آپ کے علمی جواہر پارے ہمارے محزوں دلوں کو تسکین دیتے رہیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کے صدقے حضرت علامہ صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ و بلند و بالا مقام عطا فرمائے اور ان کی مزار مبارک کو انوار و رحمت کے پھولوں سے مزین فرمائے۔ ان کے فیوض و برکات سے ہمارے دلوں کو مستفیض و مستنیر فرمائے اور اہل ایمان کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

محمد مکرم رضوی مصباحی رامپوری خادم التدریس دار العلوم اہلسنت تنویر الاسلام قصبہ امرڈوبھا۔ پوسٹ بکھرا بازار، سنت کبیر نگر

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی کچھ یادیں کچھ باتیں

خواجہ محمد کلیم اشرف سنبھل

قبلہ گاہی جناب منشی خواجہ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں قدس سرہ کا نام سنا تھا۔ کثرت تذکرہ نے دید کا مشتاق بنا دیا۔ کسی کام سے روھیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی شریف جانا تھا ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب کے سامنے ذکر آ گیا۔ انہوں نے کہا ایک کام ہمارا بھی ہے اگر زحمت نہ ہو تو کر دیجیے گا۔ میں نے عرض کیا حکم فرمایئے۔ ان کی تازہ ادبی تصنیف "توضیح فنون ادب" پریس سے آئی تھی۔ اسکی پہلی کاپی اٹھائی، پہلے صفحہ پر ادب واحترام کے ساتھ مع القاب وآداب حضرت صدر العلما کا نام تحریر کیا اور اپنے دستخط ثبت کر کے وہ نذر خلوص منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے میرے سپرد کر دی۔ میں نے یہ ذمہ داری بخوشی قبول کر لی۔ اگر چہ ڈاکٹر صاحب کی جانب سے اجازت تھی کہ اس کتاب کو براہ راست یا کسی معتمد کے ذریعہ سے حضرت تک پہنچا دوں۔ لیکن میں نے تہیہ کر لیا کہ خود ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کروں گا۔

اس وقت حضرت جامعہ نوریہ رضویہ میں درس دیا کرتے تھے۔ اسی ادارے میں میرے کرم فرما جناب مولانا صغیر اختر صاحب بھی مدرس ہیں۔ وہ ہری مسجد بڑے بازار میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ وہاں ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کے اصرار پر شب میں قیام بھی وہیں کیا۔ فرمانے لگے لایئے یہ کتاب میں حضرت کی بارگاہ میں نذر کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا مجھے دیدار بھی تو کرنا ہے۔ کہنے لگے یہ تو بہت اچھا ہے۔ صبح میرے ساتھ مدرسہ چلئے اور اپنے ہاتھوں سے یہ کام انجام دیجئے۔ اگلے دن ناشتہ کر کے ہم دونوں جامعہ نوریہ پہنچے۔ حضرت مقررہ وقت پر درس گاہ میں جلوہ افروز تھے۔ مولانا مجھے حضرت کی درس گاہ تک پہنچا کر اپنی درسگاہ چلے گئے۔ یہ پہلا موقع تھا جب میں مظہر مفتی اعظم ہند کے رخ زیبا کا دیدار کر رہا تھا۔ عجب سادگی تھی مگر اس سادگی میں بلا کی دلکشی۔ میں احتراماً کچھ فاصلے سے کھڑا تھا۔ ناگہاں نگاہ اٹھی اور مجھے قریب ہونے کا اشارہ فرمایا۔ آگے بڑھ کر میں نے حضرت کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ نام و پتہ دریافت کیا۔ قبلہ گاہی کے حوالے سے میں نے اپنا تعارف کرایا۔ بے پناہ شفقتوں سے نوازا اور دعائیں دیں۔ پھر میں نے ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب کی کتاب مذکور پیش کی۔ اس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور مصنف کے لئے دعائے خیر بھی۔ فہرست مضامین پر نظر ڈالی فرمایا فرصت سے مطالعہ کروں گا۔ مشمولات کتاب کے تعلق سے کوئی بات چھڑ گئی۔ حضرت نے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ کسی پہلو کو تشنہ نہ رہنے دیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اردو ادب کی اعلیٰ کلاس چل رہی ہے اور کوئی محقق ادبی نکات بیان کر رہا ہے۔ مجھے یاد آیا "بلاغت کے تحت کون کون سی چیزیں آتی ہیں" اس پر بھی حضرت نے اپنی رائے ظاہر فرمائی تھی۔ کچھ ہی دیر میں گھنٹی بجی اور طلبہ اپنی کتاب لیکر حاضر ہو گئے۔ میں نے اجازت طلب کی۔ حضرت نے دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ درسگاہ سے باہر آیا اور سوچنے لگا کہ میری ملاقات کسی دینی ادارے میں درس دینے والے عالم سے ہوئی ہے یا یونیورسٹی کے پروفیسر سے؟ پھر اچانک مجھے سر ضیا الدین وائس چانسلر کی فن ریاضی کے ایک مسئلہ کے حل کے سلسلے میں بارگاہ امام احمد رضا قدس سرہ میں حاضری یاد آ گئی۔ استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے علم وادب کے وارث نے یہ ثابت کر دیا کہ حقیقت میں عالم وہ ہے جسے مختلف علوم وفنون میں مہارت تامہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

حاصل ہو۔

حضرت نے سنبھل کے متعدد دورے فرمائے۔ اکثر آپکا قیام مولانا قاری محمد عرفان الحق صاحب رضوی کے یہاں رہتا۔ قاری صاحب کو حضرت کی بارگاہ میں قرب خاص حاصل تھا۔ حضرت کے آخری سفر میں بھی قاری صاحب ہم سفر تھے۔ جس حادثہ میں حضرت کا وصال ہوا اس میں قاری صاحب بھی شدید زخمی ہوئے۔ جب بھی حضرت سنبھل تشریف لاتے قاری صاحب کے والد گرامی جناب الحاج فضل حق صاحب از راہ خلوص و محبت مجھے مطلع کر دیتے۔ اس طرح بار بار شرف زیارت و ملاقات حاصل ہوتا رہا۔

حقیقت میں حضور صدر العلما حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مظہر اتم تھے۔ دعا ہے کہ رب کریم ان کے فیضان کو جاری و ساری فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ فقط محتاج کرم خواجہ محمد کلیم اشرف سنبھلی خواجہ منزل دیپا سرائے سنبھل

صدر العلما کی سادگی

مولانا محمد فضل حق نوری دار العلوم گلشن رضا کولمی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر

عالم اسلام کے کامیاب شخصیتوں کی زندگی پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ یہ کامیاب و بامراد حضرات اپنا ہر کام خلوص وللہیت اور نیک نیتی سے محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے وقت پر پایہ تکمیل تک پہنچاتے رہتے تھے کبھی کل پر نہ چھوڑتے تھے۔ اسلئے کہ کل کا کام آج اور آج کا کام ابھی کرنے کی عادت ہی کامیابی و کامرانی کی دلیل ہوا کرتی ہے اور یہی وہ کامیابی ہے جس سے انسان کی زندگی روشن و تابندہ ہوتی ہے۔

یادگار سلف صدر العلما حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں نور اللہ مرقدہ کی ذات بھی کچھ اسی طرح کی تھی کہ آپ اپنا ہر کام بذات خود اپنے وقت پر پورا کر دیا کرتے تھے کسی دوسرے کے سہارے پر نہ چھوڑتے تھے۔

حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میری ملاقات پہلی مرتبہ اس وقت ہوئی جب میں دار العلوم علیمیہ بستی میں جماعت خامسہ کا ایک طالب علم تھا۔ اس وقت حضرت صدر العلما دار العلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر ختم بخاری شریف کے لیے تشریف لائے تھے۔

اس سے قبل میں حضرت کے صرف نام سے واقف تھا ملاقات نہ کر سکا تھا لیکن زہے قسمت کہ جب میں نے حضرت کو دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس لئے کہ اب تک جتنی نامور ہستیوں کو میں نے دیکھا تھا یا ان سے ملاقات کیا تھا وہ اکثر و بیشتر لحیم و شحیم اور جبہ و دستار سے مزین نظر آئے تھے اور اس وقت تک میرا یہی خیال بھی تھا کہ جو جس قدر قابل اور پرہیز گار ہوتا ہے وہ اتنا ہی آراستہ و پیراستہ بھی ہوتا ہے مگر حضرت صدر العلما کی ذات سے ملاقات کے بعد میرے تخیلات کا عالم بھی متغیر ہو گیا۔ اس لئے کہ جب میں نے حضرت کی سادگی اور خلوص و محبت کی طرف نگاہ ڈالی تو میں نے اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ بعض حضرات حضرت کے قریب آکر بھی حضرت کو پہچان نہیں پاتے تھے پھر کسی دوسرے سے دریافت کرتے کہ علامہ تحسین رضا صاحب کون ہیں۔ اس طرح جب وہ صاحب حضرت سے دست بوسی کرتے تو حضرت اپنے انداز سے ایک خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا دست مبارک آگے بڑھا دیتے۔ اور یہی انداز ہر کس و ناکس،

www.muftiakhtarrazakhan.com

امیر، غریب، صغیر کبیر سب کے ساتھ ہوتا۔

مختصر یہ کہ ایک رات قیام فرما کر دوسرے ہی دن حضرت رخصت ہو گئے، مگر حضرت کی رخصتی کے بعد آپ کی سادگی اور مشفقانہ انداز میرے سینے میں منقوش ہو گیا جس کی وجہ سے جماعت خامسہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں سیدھا جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں داخلہ کی غرض سے حاضر ہو گیا۔ اتفاق سے اس وقت جامعہ میں داخلہ بند ہو چکا تھا پھر بھی میں نے اپنے طور پر صاحب جامع الاحادیث استاذ العلما حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب قبلہ رضوی دام ظلہ کی خدمت میں اپنی درخواست پیش کر دی۔ استاذ العلما نے کچھ توقف کے بعد میری طرف دیکھ فرمایا کہ اس وقت جامعہ میں داخل بند ہو چکا ہے مگر آپ کا داخلہ اس امید پر ہو سکتا ہے جب کہ ٹسٹ دیکر مجھے مطمئن کر دیں کہ آپ اپنی مطلوبہ جماعت میں چل سکتے ہیں۔

اس طرح سے مجھے امید کی کرن نظر آئی تو میں بے پناہ خوش ہوا پھر رب کریم نے میری آرزوں کو پورا فرمایا اور میں جامعہ میں ایک طالب علم کی حیثیت سے جامعہ ہی میں رہنے لگا۔ پھر اس وقت میری مسرتوں کی انتہا نہ رہی جب میری ایک کتاب مختصر المعانی حضرت صدر العلما کے پاس گئی اس طرح سے روزانہ حضرت صدر العلما کی زیارت سے مشرف ہوتا رہتا تھا۔ یونہی دیکھتے دیکھتے دو سال کا عرصہ حضرت کی خدمت میں رہکر کر مکمل کیا۔ ان ایام میں حضرت کے ساتھ دینی محفلوں میں، دعوتوں اور ایصال ثواب کی مجلسوں میں بھی شرکت کی سعادت میسر آئی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت جس جگہ جاتے بس ایک ہی انداز یعنی سفید رنگ کا سادہ کرتا اور چوڑی موری کا پائجامہ اور کپڑے والی سادہ سی ٹوپی اور کبھی جب سردی کا احساس ہوتا تو شیروانی زیب تن فرماتے بس یہی انداز ہوتا چاہے کسی تقریب میں ہوں یا اپنی درسگاہ میں۔ اور درس و تدریس سے تو اس قدر انسیت اور محبت تھی کہ حضرت اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود سردی کا موسم ہوتا یا گرمی کا حضرت بریلی شریف میں ہوتے تو ضرور جامعہ میں تشریف لاتے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھار اتنی سخت سردی ہوتی کہ ہم لوگ لحافوں میں یہ سمجھ کر چھپے رہتے کہ آج اتنی کڑاکے کی سردی میں حضرت کہاں تشریف لائیں گے۔ اسی طرح بارش کے موسم میں جب کبھی دیر تک بارش ہوتی رہتی تو ہم لوگ بے فکر ہو جاتے کہ آج حضرت شاید تشریف نہ لائیں مگر جیسے ہی بارش بند ہوتی اس کے کچھ ہی دیر بعد حضرت جامعہ میں تشریف لے آتے اور سیدھے اپنی درسگاہ میں پہونچ کر طلبہ کو طلب فرماتے اور اس طرح درس شروع فرماتے کہ پہلے جماعت کا کوئی ایک طالب علم عبارت خوانی کرتا اور حضرت اصلاح فرماتے پھر حضرت اپنے مخصوص انداز میں مطلب اور مفہوم کو کما حقہ واضح فرما کر دریافت کرتے کہ سمجھے یا نہیں؟

چونکہ اور درسگاہوں کی بہ نسبت حضرت کے یہاں بے تکلفی کی بنیاد پر اگر کوئی بات کسی طالب علم کی سمجھ میں نہ آتی تو فوراً عرض کر دیتا تو حضرت اپنے نرالے انداز میں ہلکا سا تبسم فرماتے اس کے بعد پھر اسی عبارت کے مفہوم کو کچھ اس طرح بیان فرماتے کہ طالب معترض کے علاوہ دوسرے طلبہ بھی اس بات کو سمجھ کر مسکرائے بغیر نہ رہتے اور بارہا ایسا بھی ہوتا کہ حضرت مفہوم عبارت کو واضح کر کے مطمئن کر دیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے طلبہ حضرت کے پاس پڑھنے کے مشتاق رہا کرتے تھے غرضیکہ حضرت کے درس و تدریس کا ایسا نرالا اور انوکھا انداز تھا کہ اگر کوئی طالب علم بیمار ہوتا تو وہ بیماری کے باوجود بھی حضرت کی درسگاہ میں ضرور حاضر ہوتا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت سے ملاقات کی غرض سے بعض حضرات پہلے ہی سے موجود رہتے اور جیسے ہی حضرت تشریف لاتے دست بوسی کے بعد وہ حضرات حضرت کے پیچھے پیچھے لگ جاتے جب حضرت درسگاہ میں پہنچ جاتے تو ان لوگوں سے فرماتے کہ ابھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ لوگ خاموش بیٹھئے پہلے ان بچوں کو سبق پڑھادوں پھر آپ لوگوں سے گفتگو کرتا ہوں۔ اس لیئے کہ میں یہاں پر انھیں بچوں کے لئے آیا ہوں تو پہلے ان کا کام کردوں بعد میں آپ لوگوں کا بھی کام کردوں گا۔

پھر حضرت جب درس سے فارغ ہوجاتے تو اگر کوئی ملنے والے ہوتے تو حسب ضرورت گفت وشنید کرتے پھر جب درسگاہ سے باہر تشریف لاتے تو طلبہ چاروں طرف سے دست بوسی کے لئے کھڑے ہوجاتے اور حضرت اپنی جگہ پر کھڑے ہوکر سب سے مصافحہ فرماتے یہاں تک کہ شعبہ ابتدائی درجات کے چار چار پانچ پانچ سالہ ننھے ننھے بچے بھی دست بوسی کرنے کو آگے بڑھتے تو حضرت جب تک ان سبھوں سے مصافحہ نہ فرمالیتے وہاں سے آگے نہ بڑھتے۔

اسی طرح حضرت جب رکشہ پر سوار ہوکر جامعہ کی طرف تشریف لاتے تو محبین اور معتقدین اپنی دوکانوں اور مکانوں سے نکل کر دست بوسی کے لیے دوڑتے چلے آتے اور حضرت ان سے مصافحہ کرتے رہتے اور آپ کا رکشہ بان آہستہ آہستہ رکشہ چلاتا رہتا اور کچھ اسی طرح کی کیفیت جامعہ سے واپسی پر بھی ہوتی تھی۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل حضرت صدر العلما کے ہم سبھی تلامذہ کو حضرت ہی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مولانا محمد فضل حق نوری

صدر العلما کو شہادت کی آرزو تھی

مولانا عبدالخالق مصباحی

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری — گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھرانے میں بڑے بڑے جلیل القدر عالم دین، فقیہ اسلام اور عاشق رسول پیدا ہوئے۔ جنہوں نے دنیائے سنیت کو علوم دینیہ اور ان کی افادیت سے نوازا اور ہم سب پر احسان عظیم فرمایا یہ ایسا احسان ہے جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا، مگر خصوصا خاندان اعلیٰ حضرت کو اور عموما افراد اہلسنت کو اس وقت ایک بہت بڑا جھٹکا لگا جب یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت، علامہ تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ بتاریخ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ ناگپور اور چندر پور کے درمیان ایک حادثہ میں وصال فرماگئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) یقینا یہ اہل اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ سے کم نہیں۔ لیکن مرضی مولیٰ تعالیٰ کے آگے سب خم ہے۔ حضرت صدر العلما بالیقین خداشناس، متقی، پرہیزگار، علوم وفنون کا بحر ناپیدا کنار، عاشق رسول، کشف وکرامت کا ایسا مجموعہ جس سے پارسائی نور کی طرح جھلکے، بلکہ یہ وہ قدسی نفوس ہیں جن کے نقش پا آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ ہیں، سب نے آپ کو صدر العلما، محدث بریلوی کا خطاب دیا مگر میری نظر میں آپ عارف باللہ، فنافی اللہ اور خدائے تعالیٰ کے مقدس ولی ہیں، ظاہری اور باطنی علوم کے ایسے سنگم جہاں پر ہر تشنہ لب کو سیرابی ملے وہ صدر العلما کی شخصیت ہے۔ ایک ایسا عابد وزاہد۔ شب زندہ دار کہ تقوی، پرہیزگاری جس کے دامن کی خوبصورت جھالر ہیں۔ میں نے بار بار دیکھا کہ راستے سے یوں گذر جائیں کہ کسی کو احساس تک نہ ہو، سادگی جس سے عالمانہ وقار خوب، خوب ظاہر ہو۔ گفتار میں ایسی مٹھاس اور نرمی گویا لبوں سے پھولوں کی خوشبو آرہی ہو۔ ایسے کریم ومہربان کہ طلبہ ماں، باپ سے بھی زیادہ شفقت

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا احساس کریں۔ اپنے اکابرین کی عظمت کا لحاظ یوں کہ جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں اور حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا اسم گرامی سنیں تو چہرہ کلی کی طرح کھل اٹھے۔ درس حدیث دیں تو گویا حضور ﷺ کے فیوضات عطا فرما رہے ہیں۔ "ذلك فضل الله يوتيه من يشاء" آپ دور رس، روشن ضمیر تھے۔ آپ کی روشن ضمیری کا اندازہ اس سے لگتا ہے کہ چند لوگ ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور آپ کا تذکرہ چل رہا تھا۔ آپ کے پسر عزیز مولانا محمد صہیب رضا خاں صاحب نے بتایا کہ جب ابا حضور ناگپور کے سفر کے لئے تیار تھے تو گھر میں سب سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میں جا رہا ہوں تم سب نمازوں کی پابندی کرنا، زندگی کا کیا بھروسہ ہے تو ہماری بہن نے کہا والد محترم میرا دل گھبرا رہا ہے۔ آپ نہ جائیں جواباً والد صاحب نے فرمایا کہ تم ہمیشہ یوں ہی کہتی ہو جب بھی میں عازم سفر ہوتا ہوں، پھر فرمایا یہ تعویذ لو، اور ورد کرتی رہو "یاالله یارحمن یارحیم دل مارا کن مستقیم بحق اياك نعبد واياك نستعين"۔ آپ خود فرماتے کہ میں خواب میں بار بار یہ دیکھتا ہوں کہ کوئی مجھے قتل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ ناگپور کے سانحہ سے آپ کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ گویا آپ کو شہادت کی مکمل آرزو تھی۔ ان دونوں مختصر سے واقعہ سے آپ کی روشن دلی، تقوی، پرہیزگاری کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ صدر العلما نے درس وتدریس کے علاوہ سیوان، گوپال گنج اور میر گنج (بہار) کے مضافات کے مذہبی جلسوں، کانفرنسوں میں شریک ہو کر دین وملت کی خدمات انجام دیں۔

عبد الخالق مصباحی، اولیا جامع مسجد، نزد مزار میر جمال شاہ، گوپال گنج بہار

صدر العلما کا گھرانہ سب کا سب آفتاب

محمد عرفان محی الدین ریسرچ اسکالر

الحمد للہ ہندوستان ایک مردم خیز خطہ ہے یہاں ہر دور میں بڑی بڑی شخصیتیں پیدا ہوئیں اور پھر موت کی تاریک بادیوں میں گم ہو گئیں، بے نام ونشان ہو گئیں مگر انقلاب لیل ونہار کے ساتھ۔ساتھ انسانی تاریخ کے صفحات پر کچھ ایسی قد آور عبقری شخصیتیں بھی پردۂ عدم سے منصۂ وجود پر نمودار ہوتی ہیں جنکی عظیم علمی وجاہت اور بے پایاں فیض بخشی سے پوری قوم مستفیض ہوتی ہے ان ہی تاریخ ساز ہستیوں میں وہ ذات گرامی وقار بھی ہے جس کے عشق رسول ﷺ علمی تبحر، روحانی فیضان، اور دینی وملی کارناموں کا عالم بھر میں چرچا ہے۔ جس کو صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ ومولانا تحسین رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی اور صدر العلما ومظہر مفتی اعظم کے گونا گوں القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی پوری زندگی ارشاد وتربیت اور وعظ ونصیحت میں گزری نام ونمود، ریا ونمائش سے الگ رہ کر للہ اور فی اللہ خدمات انجام دیتے تھے، آپ کا ظاہر بہت سادہ اور بے تکلف تھا لیکن باطن شگفتہ، تابناک اور حد درجہ اثر انگیز تھا۔

یقیناً بزرگان دین اولیائے عظام کے پاکیزہ حالات زندگی کا تذکرہ بھی، اسی گمراہی کے دور میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے ان کے پاکیزہ اسوۂ حیات کی روشنی میں صراط مستقیم پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ آج جن اخلاقی جرائم کی روک تھام کیلئے مادی دنیا کے ترقی یافتہ تمام قوانین عاجز آچکے ہیں وہ صرف بزرگوں کے پاکیزہ حالات زندگی کی کثیر نشر واشاعت سے خود بخود کالعدم ہو کر رہ جائیں گے اور قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جو اس غم کی گھڑی میں بھی اپنے اسلاف کی زندگی کو منظر عام پر لانے کیلئے کوشاں ہیں اور کوشاں ہیں اور "تجلیات رضا..... صدر العلما نمبر" سے مربوط کرنا قابل تحسین قدم ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی شخصیت فقط ایک شخصیت نہ تھی ایک عہد کی پہچان، ایک تہذیب کا نشان، ایک تمدن کا گہوارہ، تعلیم وارشاد کا محور، علم وادب کا مرکز، قول وعمل کا سنگم اور شریعت وطریقت کا ایک عظیم امتزاج تھی، فرد کی صورت میں انجمن تھے، عالم ظاہر وباطن کے ایسے سنگم کہ جہاں پر پیاسے کو پانی ملے جنکی سادگی سے عالمانہ وقار پھوٹ پھوٹ کر برستا تھا ایسی ہستیاں ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں، کروڑوں میں ایک ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مسند رشد ہدایت پر متمکن ہوئے تو وہ علوم شریعت وطریقت، کا سحاب رحمت بنکر برسے کہ ہر اہل علم وفضل جھوم اٹھے گمراہوں کو صراط مستقیم نظر آنے لگا اور جب اپنے مصلے پر بیٹھ کر ذکر وفکر میں مشغول ہوئے تو مجذوب وقلندر، صوفی وسالک طالب دعا وفیض نظر آئے۔

ایں خانہ تمام آفتاب است ایں سلسلہ از طلائے نایاب است

مظہر اعلی حضرت کے لقب سے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو دنیا پہچانتی ہے اور خود حضرت صدر العلما مظہر مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنے پیر کامل شیخ طریقت شہزادۂ اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے متعلق اپنا تاثر یوں بیان کرتے ہیں (جس کو مفتی اختر حسین قادری مدظلہ العالی استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی) اپنے مقالے میں بعنوان ''مفتی اعظم اکابر علما ومشائخ کی نظر میں'' حضرت صدر العلما مظہر مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا تاثر یوں پیش کرتے ہیں۔

''تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں شریعت وطریقت، علم وعمل، زہد وورع، تقوی وتقدس، تفقہ اور اس طرح کے سینکڑوں کمالات اس دور میں جس ایک ذات اقدس میں مجموعی طور پر پائے جاتے تھے وہ آقائے نعمت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی مقدس شخصیت تھی'' (جہان مفتی اعظم ص/١٠٠٥)

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کا ایک سرسری مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جن مصلحین نے امت کا بیڑا افراط وتفریط کے بھنور سے نکال کر کنارے لگایا ہے یہ وہی حضرات تھے جنھوں نے اپنی اصلاح باطن کیلئے شیخ کامل کو ڈھونڈ لیا اور خود کو انکے حوالے کر دیا اور ان حضرات سے رشد وہدایت کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے اس کے برخلاف جن حضرات نے اصلاح باطن کو غیر ضروری جانا اور فقر ودرویشی یا تصوف سے اپنا رشتہ قائم نہ کیا وہ علم وفضل کے آفتاب وماہتاب بن کر بھی لغزشوں سے دور نہ رہ سکے کیونکہ جہاد اصغر (مشرکین وکفار سے جہاد) بغیر امیر کے کیسے درست ہو سکتا ہے اور جہاد اکبر کا امیر شیخ کامل ہے حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کا گھرانہ تمام کا تمام آفتاب ہے باوجود اس کے حضرت علیہ الرحمہ نے شیخ کامل کو تلاش کیا اور ان کے نقش قدم پر چل کر مظہر مفتی اعظم کے لقب سے پہچانے گئے تو ان لوگوں کو کیا کہیں گے جن کا تعلق کسی علمی روحانی گھرانے سے نہیں ہوتے ہوئے بھی شیخ کامل کی تلاش میں جستجو نہیں رکھتے۔

حضور مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ کے خلفا وتلامذہ اور مستفدین کی ایک طویل فہرست ہے (مولانا شہاب الدین رضوی صاحب اڈیٹر سنی دنیا) مفتی اعظم کے چند مشاہیر خلفا میں علامہ صدر العلما تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ بانی ضیاء العلوم کانکر ٹولہ بریلی شریف کا تذکرہ کیا ہے۔ (جہان مفتی اعظم ص/١٠١١)

اس احقر نے یہ حقیر کوشش کی ہے کہ صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے بارے میں کچھ تاثر پیش کیا اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اور اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ وطفیل سے اور فیضان اعلیٰحضرت سے قبول فرمائے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

روزنامہ ''اعتماد'' بتاریخ ۶ راگست بروز پیر حضرت علامہ تحسین رضا خاں کو خراج عقدت'' کے عنوان سے خبر شائع کی جس میں حیدرآباد کے نامور علمائے کرام نے خراج عقیدت پیش کیا۔

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند کے سانحۂ ارتحال سے اس بات کا شدید احساس ہو رہا ہے کہ متوسلین اپنے رہبر و رہنما سے محروم ہو گئے ہیں۔ان خیالات کا اظہار جامعہ طیبۃ الرضا میں منعقدہ جلسۂ تعزیت سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد ذاکر حسین نوری مصباحی نے کیا۔

(نوٹ) آخر میں اس احقر کے متعلق کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ احقر عربک لیکچرر کی حیثیت سے سینٹ جوسف ڈگری کالج حیدرآباد (انڈیا) میں خدمت انجام دے رہا ہے نیز ریسرچ اسکالر عثمانیہ یونیورسٹی بھی ہے عثمانیہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد مصطفےٰ شریف صاحب سابق صدر شعبۂ عربی کی زیر نگرانی (دراسة عن الحواشي للعلامة احمد رضا خان علی امهات الكتب في الحديث الشريف) پر

Study of Marginal notes of Allama Ahmad Raza Khan on the major books Hadeeth

تحقیق کر رہا ہوں اللہ تعالی اپنے فضل، کرم اور اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ وطفیل اور اعلی حضرت، مفتی اعظم ہند اور صدر العلما علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضان سے اس کام میں آسانیاں عطا فرمائے۔

MOHAMMED IRFAN MOHIUDDIN (9290284889)

PROF Dr.Mohammed Mustafa Shareef (9885584402)

Arts s Sacial Science College

ARA BIC DEPARTMENT OSMANIA UNIVERSTY

HYDERABAD 500007

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما کی جمالیاتی کیفیات

مولانا محمد شمشیر عالم تحسینی

نبیرۂ استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں، پسر علامہ حسنین رضا خاں، حضور صدر العلما استاذ الاساتذہ، شیخ المشائخ، حضرت علامہ مفتی الحاج شاہ محمد تحسین رضا محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ نازش بزم تدریس تھے، رشد و ہدایت کے بلند اور روشن مینار تھے، اقلیم علم و حکمت کے تاجدار تھے، عجز و انکساری کا مجسمہ تھے، کشور فکر و فن کے شہنشاہ تھے، آبروئے رضویت تھے، مظہر مفتی اعظم تھے، مظہر اعلیٰ حضرت تھے، آہ وہ چل بسے۔''انا للہ و انا الیہ راجعون'' روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

۳؍اگست ۲۰۰۷ء، بروز جمعہ بوقت ۱۲؍بج کر ۱۰؍منٹ ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو وصال ہوا حادثہ کے بعد حضرت صدر العلما محدث بریلوی کے جسد مبارک کو ناگپور پہنچایا، غسل وکفن دیا جاتا ہے حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ جنازہ کی امامت فرماتے ہیں ہزاروں افراد شریک جنازہ ہوئے ہیں، وہاں سے ہفتہ کی شام کو بریلی آمد ہوتی ہے، لوگ استقبال کے لئے کھڑے ہیں، آنکھیں ساون بھادوں کی طرح بہہ رہی ہیں، رات بھر حضرت کا دیدار کرایا جاتا ہے، شہر میں سناٹا چھایا ہوا ہے کانکر ٹولہ پرانہ شہر سے جنازہ نکالا جارہا ہے، ہر طبقہ کے لوگوں کی جماعت کی زبان پر کلمہ، درود شریف، تسبیح وتہلیل جاری ہے، آنکھیں اشکبار ہیں، لاؤڈ اسپیکر پر نعت ومناقب پڑھی جارہی ہیں، نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت کی صدا گونج رہی ہے جابجا پولیس کیمپ لگا ہوا ہے، ڈی ایم، اور منتری کی گاڑی بھی ہے، ہر طرف آدمیوں کی قطاریں ہیں، چھتوں پر عورتوں کی بھیڑ ہے، جنازہ آگے آگے جارہا ہے، دھوپ کڑی ہے، گرمی بہت تیز ہے، راستہ جام ہے، ٹرافک بند ہے، لوگ پریشان، حلق خشک ہورہے ہیں، زبان سوکھی ہوئی ہیں، چپلیں چھوٹ رہی ہیں، دنیا ماتم کررہی ہے، ہم غریبوں کا حال پرساں کہاں ہے؟

استاذ گرامی حضور تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ڈھائی بجے ہوتی ہے۔ عجیب بھیڑ کا عالم ہے، کسی کو نماز ملی، کسی کو نہیں، جبکہ صبح ۹؍بجے ہی سے کالج میں بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ دل ودماغ حیران اتنا ہجوم کیسے؟ حکمراں بدحال، مجمع لاتعداد، شمار سے باہر، بس ایک محتاط اندازہ ہے کہ تقریبا ۵؍لاکھ کا مجمع ہوگا۔ وہ تحسین ملت جنہوں نے سیدی سرکار مفتی اعظم کے جنازہ کی یاد تازہ کردی۔ پروردگار عالم انکی قبر انور پر رحمتوں کے پھول برسائے، ان کے درجات بلند ہوں اوران کے فیوض وبرکات سے ہمیں مالامال فرمائے اورانکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

ملفوظات وآثار

(۱) صدر العلما اکثر یہ دعا فرماتے: پروردگار ہمیں شہیدوں کی جماعت میں اٹھانا (چندر پور جانے سے ایک روز پہلے مسجد نورانی کانکر ٹولہ میں بعد نماز عصر بھی حضرت نے فرمایا مولیٰ شہیدوں کی جماعت میں اٹھانا)

(۲) مکتبہ مشرق کانکر ٹولہ میں سفر سے دودن قبل فرمایا:...... پتہ نہیں اس سفر میں میرا سفر ہوجائے۔

(۳) مارچ ۲۰۰۷ء میں حضرت کا دورۂ بائسی پورنیہ ہوا۔ آپ نے تنظیم المسلمین میں فرمایا: ''اب میرا یہاں آنا نہیں ہوگا''

(۴) بائسی کی واپسی میں حضرت نے اپنی بیٹھک میں فرمایا:...... ''اب میرا بہار کا دورہ نہیں ہوگا''

(۵) امسال عرس رضوی کے بعد حضرت مارشیش گئے ہوئے تھے حضرت کے ہمراہ صاحبزادہ حضرت صہیب رضا صاحب بھی تھے حضرت نے فرمایا تھا...... ''اب میں نہیں آؤں گا ان لوگوں کو بلالینا''

(۶) یکم اگست ۲۰۰۷ء، بروز ہفتہ حضرت جامعۃ الرضا۔ سے کانکر ٹولہ دولت کدہ پر تشریف لے آئے، حضرت نے کار ڈرائیور عارف سے فرمایا:...... اب مجھے ''لینے مت آنا، میں آرام کروں گا''

(۷) ۲؍اگست ۲۰۰۷ء، بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے رات حضرت ناگپور پہنچ کر گھر فون کرتے ہیں ان کے چھوٹے صاحبزادے حضرت صہیب رضا نے فون اٹھایا، حضرت فرداً فرداً سب کا نام۔ لے کر خیریت پوچھتے ہیں اور کافی دیر تک بات کرتے ہیں (جب کہ پہلے کبھی اتنی دیر بات نہیں کرتے تھے) اور تنبیہ فرماتے ہیں...... ''ٹھیک سے رہنا، مل کر رہنا، صبر وتحمل کرنا''

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۸) حضرت مسجد میں لوگوں سے کہتے، سنت پر عمل کرنا اور اسے اپنانا اور فرماتے:....."صبر اور نماز سے مدد چاہو اور اس کی پیروی کرو"

(۹) حضرت نے ناگپور روانہ ہوتے وقت اپنی صاحبزادی کو صبر کے لئے تعویذ عنایت فرمایا۔

(۱۰) ایک بار کا واقعہ ہے کہ "صدر العلما" ضلع پورنیہ بائسی تشریف لے گئے تھے جس دن حضرت کی بریلی شریف کے لئے واپسی تھی اس دن صبح ہی سے موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، ٹرین کا ٹائم قریب تھا، آخر حضرت نے ایک تعویذ لکھا اور مولوی صاحب کو عنایت فرمایا اور فرمایا اسے بانس پر کھڑا کر دو، ایسا کرنا تھا کہ بارش رک گئی۔ حضرت بریلی شریف کے لئے اسٹیشن سے روانہ ہو گئے اور بارش رکی رہی حضرت کی یہ کرامت آج بھی پورے علاقہ میں مشہور ہے۔

(۱۱) حضور صدر العلما کو بہار سے بڑی محبت تھی، انہیں میں نے تقریباً دسیوں سال سے بہار کا دورہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، ایک بار کا واقعہ ہے استاذ گرامی صدر العلما بہار سے واپسی پر استاذ گرامی تاج الشریعہ کے دولت کدہ پر جلوہ فگن ہوئے، حضرت تاج الشریعہ نے دوران گفتگو فرمایا:......"معلوم ہوا کہ آپ بہار گئے ہوئے تھے وہاں تو کافی گرمی پڑتی ہے" حضور صدر العلما نے برجستہ فرمایا......" بہار والے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں"

منبع علم و حکمت، کاشف اسرار حقیقت حضور صدر العلما کا ثانی اس دور میں نہیں، آپ کی ممتاز شخصیت پابند شریعت، متبع سنت، صورت، سیرت، رفتار، گفتار، کردار، اور عمل میں منفرد المثال ہے استاذ گرامی مولانا صغیر اختر مصباحی نے خوب کہا ہے:......

"تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے"

صدر العلما کے بہار میں تبلیغی اسفار: صوبہ بہار کے مختلف اضلاع میں آپ کا دورہ کثرت سے ہوتا تھا ان میں خصوصیت کے حامل پورنیہ اور کٹیہار کشن گنج ہیں۔ پورنیہ میں ایک خاص جگہ بائسی ہے جس کو کافی شہرت حاصل ہے۔ وہیں ایک ادارہ "تنظیم المسلمین ہے" وہاں سالانہ عرس رضوی اور دستار بندی کا پروگرام ہوتا ہے، لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے، تقریب میں صدر العلما خصوصی مدعو ہوتے تھے جب حضرت کی آمد کا اعلان ہوتا تھا لوگ استقبال کے لئے باادب کھڑے ہو جاتے۔ ہر سال ہزاروں ہزار کی تعداد میں لوگ مستفیض ہوتے اور شرف بیعت حاصل کرتے اس علاقہ کی مساجد، مدارس، اکیڈمی اور لائبریری کا افتتاح اور ان کا معائنہ حضرت صدر العلما کے ذریعہ ہوتا تھا، مقصد یہ ہوتا کہ "حضرت کا قدم مبارک پڑ جائے نزول رحمت اور حصول برکت ہو"۔ حضرت بہت بہت دعاؤں سے نوازتے اور مسرور ہوتے تھے"۔ حضرت اس علاقہ میں جب گاؤں کی طرف رخ فرماتے لوگ دوڑ دوڑ کر راستہ میں ہی ملاقات کے لئے آتے، قدموں کو چومتے۔

بائسی کے اردگرد کے وہ گاؤں جہاں حضرت کو کثرت سے دعوت ہوتی تھی جیسا کہ بڑا رہوا کبیہ، ضیا، ہری پور چنکی ہرنتوڑ بہتا، طکلہ، بالباڑی پہریہ، پانصدرہ، سوریگاؤں، کھوٹیہ، بنگواں وغیرہ ان گاؤں میں ہزاروں کی تعداد میں مریدین ہیں اور ہر گاؤں کے لوگوں کو یہ خواہش ہوتی کہ حضرت میرے یہاں قدم رنجہ فرمائیں تو ہمارا مقدر اوج ثریا سے بڑھ کر ہوتا اور فخر حاصل ہوتا۔ حضرت کے وصال پر ملال پر جابجا قرآن خوانی، میلاد و فاتحہ اور تعزیتی جلسے منعقد ہوئے اس اطراف کے مریدین اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے کہ "صدر العلما" ایک غریب پرور اور بندہ نواز پیر ہیں بہت ہی محسن اور سادگی کے پیکر ہیں۔

حضرت کا دورہ بائسی سے کشن گنج، اتر دیناج پور، بہادر گنج، راج محل، صاحب گنج ہوتا تھا، اس خطے میں شاگرد، مریدین اور خلفا

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی ایک لمبی فہرست ہے، کٹیہار شہر اور اس کے اطراف میں کافی دورہ ہوتا اور لوگ کافی متمنی رہتے تھے جب حضرت کٹیہار پورنیہ تشریف لے جاتے تو محمد حسین رضوی ازہری کے دولت کدہ پر قیام فرماتے، وہ علما نواز اور عقیدت مند آدمی ہے، حضرت کی خبر سنتے ہی اسٹیشن پر پہنچ جاتے اور ایک قافلہ لے کر جاتے۔ حضور صدر العلما جامعہ نظامیہ فیض العلوم ملک پور، دالکولہ رضا مسجد بھی مدعو ہوتے تھے حضرت کے پہنچتے ہی لوگ متاثر ہوتے اور بیعت کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔

مولانا محمد شمشیر عالم رضوی تحسینی، ڈائریکٹر رضا لائبریری بڑار ہوا بائسی پورنیہ

حیات صدر العلما

مولوی محمد رئیس اشرف

اس خاک دان گیتی پر بیشمار انسانوں نے جنم لیا، یوں تو سارے انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں مگر ان میں کچھ انسان اللہ تعالیٰ کے خاص اور محبوب بندے بھی ہیں۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور فضل فرمایا ہے۔ قرآن شاہد ہے۔ "اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین۔ انبیائے کرام ورسولان عظام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کو دیا اور ان کو سیدھا راستہ بتا کر، دار الفنا کو خیر آباد کہہ کر دار البقاء کو زینت بخشی۔ اسی طرح صدیقین نے بھی اپنی صداقت اور سچائی سے دنیا کو نکھارا اور یادیں قائم کر گئے، اور شہیدوں نے بھی شہادت سے سرفراز ہو کر باقی زندگی پائی۔ اور صالحین اور اولیاء اللہ نے بھی اپنے فیوض و برکات سے بھول بھلیوں میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو علم و حکمت۔ کے چشمۂ صافی میں غوطہ زن کیا اور واصل بحق ہو گئے۔

لیکن سب ہی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت انجام دی، اور گمگشتگان راہ حق کو حق کا راستہ بتایا۔ انہیں صالحین اور اولیاء اللہ اور مقبول ہستیوں میں سے ایک ہستی رہبر شریعت، پیر طریقت، نبیرہ استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی بھی ہے جن کو صدر العلما کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو کہ تاحین حیات تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا کام انجام دیتے رہے۔ اور پریشان حالوں کی پریشانیوں اور مصیبت زدوں کی مصیبتوں کو بھی دور فرماتے رہے۔ اور طالبان علوم و معارف کو علم و عرفان کے جام پلاتے رہے اور حقیقی پیر کے متلاشیوں کو اپنے دامن کرم میں لیکر ان کی قسمتوں کو چمکاتے رہے۔ اور سیدھے سچے مسلمانوں کو مصنوعی پیروں کے جال سے نکال کر اپنے دست حق پرست پر مرید کرتے رہے۔

تحمل و برد باری

میں اپنے استاذ جناب حافظ عبد الحمید صاحب مراد آبادی کو لے کر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو وقت حضرت کے آرام فرمانے کا تھا۔ لیکن جیسے ہی آپ کو خبر ہوئی کہ ایک صاحب باہر سے آئے ہوئے ہیں تو حضرت فوراً قاری عرفان صاحب کے مکتبہ میں تشریف لائے اور میرے استاد کی عرض کو سنا اور ان کو عطا بھی کیا۔ یہ ہے حضرت کا تحمل اور برد باری اور اخلاق حسنہ کہ جو بھی حضرت سے پہلی ملاقات کرتا وہ بار بار دیدار اور ملاقات کا متمنی رہتا اور مرید ہو جاتا۔ اور یہ بھی حضرت کی خاصیت تھی کہ کسی پر آپ ناراض نہیں ہوتے۔ چاہے وہ کسی حالت میں گیا ہو اور کتنا ہی کچھ مانگا ہو اور سوال کیا ہو، اس کو جس چیز کی ضرورت ہوتی عطا کرتے اور سوالوں کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جواب بھی دیتے۔

میں حضرت کے دولت خانہ پر متعدد بار حاضر ہوا کیونکہ جب میں جامعہ نوریہ رضویہ میں پڑھتا تھا تب بھی کئی مرتبہ باقر گنج سے چل کر وہ بھی پیدل کانکر ٹولہ جاتا تھا اور یہ سب حضرت سے عقیدت تھی لیکن ایک مرتبہ میں امین رضا رہپورہ چودھری عزت نگر بریلی کے ساتھ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور حالت یہ تھی کہ میں نے اپنی ٹوپی اسی وقت دھوئی تھی تو وہ پانی میں تر تھی اور اسی کو اوڑھ کر میں چلا گیا۔ اب میں اس فکر میں تھا کہ حضرت سے صرف مصافحہ کر کے دست بوسی کر لیں اور سر پر ہاتھ نہ رکھوائیں اس لئے کہ ٹوپی گیلی ہے کہیں حضرت ڈانٹ نہ دیں لیکن ایک اس بات کی بھی فکر تھی کہ حضرت کے دست شفقت سے محروم ہو جائیں گے۔

پھر یہ ذہن میں بات آئی کہ حضرت خود ہی آج دست شفقت سر پر رکھیں گے یہ سوچا تھا اور دست بوسی کی تو حضرت نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیا اور برکتیں عطا فرمادیں۔ تو اس واقعہ سے اس یقین میں اضافہ ہو جاتا ہے کہ حضرت کی نظر ہمارے دلوں پر بھی ہے۔ اس کے بعد حضرت کی بارگاہ میں بیٹھے اور حضرت۔ کے چہرے کی زیارت کرنے لگے کہ رخ انور سے انوار و تجلیاں برس رہی تھیں۔ ایک مسئلہ خدمت میں عرض کیا کہ حضور ایک صاحب ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ میں سید ہوں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سید نہیں ہیں تو اب جو یہ کہے کہ میں سید ہوں اور ہم کو اس بارے میں تحقیق نہ ہو تو کس طرح پیش آئیں۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ میں سید ہوں اور تم کو تحقیق نہیں ہے تو ان کے ساتھ سیدوں کی طرح ادب کرو۔ یہ مسئلہ مجھ کو تب ہی سے معلوم ہوا اور جب بھی کسی سید کے سلسلہ مس علم ہوتا ہے تو فوراً سید صاحب کا ادب واحترام دل میں آجاتا ہے۔ اور وہ نورانی سماں بھی یاد آجاتا ہے جس وقت یہ مسئلہ بتایا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ حضرت ابھی ہمارے سامنے جلوہ افروز ہو کر وہ مسئلہ بیان فرما رہے ہیں۔ اس طرح کے ایک دو واقعات نہیں ہیں بلکہ بہت سے واقعات ہیں جو کہ مرید اور معتقدین اپنے ذہنوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اور ہم تک موصول ہوا وہ ڈاکٹر حسن رضا خان کے حوالے سے ہے۔ جو رہپورہ چودھری کے رہنے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت سے مرید ہونے کا ارادہ کیا اور حضرت سے مرید ہونے کی رغبت اس وقت ہوئی کہ ہم نے حضرت کی ایک کرامت کا ظہور دیکھا۔ وہ کرامت یہ تھی کہ جب ہم مسجد کی بنیاد رکھوانے کیلئے حضرت کو لائے اور جب واپس چھوڑنے کو جا رہے تھے تو پٹرول پمپ سے ایک ڈیڑھ کلومیٹر پہلے ہی تیل ختم ہو گیا۔ اور گاڑی بند ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا ہوا تو عرض کیا گیا کہ خرابی آگئی ہے۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ گاڑی چلاؤ چلے گی۔ جب گاڑی چلائی گئی تو گاڑی چلنے لگی اور پیٹرول پمپ پر جا کر رک گئی۔

اس وقت سے میرے دل میں حضرت سے مرید ہونے کی رغبت پیدا ہو گئی اور آرزو یہ تھی کہ حضرت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر مرید ہوں کپڑا وغیرہ پکڑ کر مرید نہ ہوں۔ تو جب وہ ساعت سعید آئی تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضرت نے رومال نکالا کہ مرید کریں اور میرے ہاتھ میں دینے سے قبل رکھ لیا اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھ کو مرید کیا اور قسمت چمکادی۔

حضور تحسین میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب دنیا سے رخصت ہو چکے۔ مگر ان کا علم وعمل، تقویٰ و طہارت، زہد و سادگی و صفائی ہماری نظروں کے سامنے آج بھی موجود ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے نقش قدم پر ہم سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد رئیس اشرف لاڑپور بیسرا۔ سوار۔ رامپور

www.muftiakhtarrazakhan.com

واقعات، مشاہدات

منسوبات

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما سے پہلی اور آخری ملاقات

مولانا محمد ایوب صاحب اشرفی خطیب مسجد نورالاسلام بولٹن (یو۔کے)

۳؍اگست ۲۰۰۷ء کو یہ فقیر راقم الحروف حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خانصاحب قبلہ رضوی کے دولت خانہ پر بعد نماز جمعہ حاضر ہوا کچھ ہی دیر بعد ایک خبر ملی کہ مظہر اوصاف مفتی اعظم شیخ العلماء حضرت علامہ ومولانا شاہ تحسین رضا خانصاب رضوی بریلوی کا ایک حادثہ فاجعہ کے نتیجہ میں اچانک انتقال ہوگیا۔ خبر یقیناً بڑی المناک اور انتہائی افسوسناک تھی کہ اسمیں دنیائے سنیت کے ایک عظیم محسن اور علماء ومدرسین کے ایک عظیم رہبر وسرپرست کی جلوہ ریزیوں اور درسگاہی وخانقاہی نکتہ آفرینوں سے بظاہر محروم ہونے کی اطلاع تھی۔ خبر سنتے ہی ان سے اس پہلی ملاقات کا تصور جواب. آخری بھی ہو چکی تھی نگاہوں میں گھوم گیا۔ تقریباً ۳؍ساڑھے تین سال پہلے کی بات ہے جب میں برطانیہ سے انڈیا آیا اور بغرض فاتحہ بریلی شریف حاضری دی تو اسی دوران جامعہ نوریہ بریلی شریف بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ وہیں پر حضرت علامہ ومولانا محمد حنیف خانصاحب رضوی [مرتب، جامع الاحادیث] وصدر مدرس مدرسۂ ھذا اور بڑے قدیمی رفیق درس جو تمام ساتھیوں میں سب سے زیادہ بزرگ اور معمر تھے یعنی حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رضوی مدرس مدرسۂ ھذا سے ملاقاتیں ہوئیں۔ انہیں کے ذریعہ علم ہوا کہ خانوادۂ رضویہ کے ایک. بزرگ شہزادے اسی مدرسہ میں شیخ الحدیث ہیں۔ شہزادہ اور دارالحدیث کی پابندیاں؟
فی زمانا اس پر اگر کوئی تعجب کرے تو کر بھی سکتا ہے کہ حالات کی نیرنگیاں اب ان دونوں کے درمیان بعد المشرقین جیسا فاصلہ کرتی جارہی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ماضی قریب تک شہزادوں ہی کے ذریعہ دارالحدیث کو نمایاں عزووقار ملتا چلا آیا ہے اور وہی اس کے سچے حقدار رہے ہیں۔ خاص طور سے خانوادۂ رضویہ کی خدمات اس حوالہ سے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آج کے نئے پروان چڑھتے ہوئے اکثر خانوادوں کے اکثر شہزادوں کی طرف سے عموماً لوگ یہ تاثر دیا کرتے ہیں کی وہ حضرات اولاً تو چھوٹے موٹے لوگوں سے گفتگو کرنے کو کسر شان سمجھتے ہیں۔ اور خوش نصیبی سے اگر گفتگو کا موقع ملے تو پر رعب لہجہ، اور آثار جلال چہرے سے ہویدا کوئی اظہار تمنا کرے تو کیسے؟ عرض مدعا ہو تو کیوں کر؟ مگر حضرت کی بارگاہ میں جب میں حاضر ہوا تو بلاشک ان کو اکابر اسلاف کا نمونہ اور حسن اخلاق کا جامع پایا۔ بڑی خوش روئی اور شفقت سے پیش آئے۔ بیٹھنے کو کہا اور حال چال پوچھا۔ ان کے نرم لہجہ اور خوش روئی کو دیکھ کر جان میں جان آئی اور از خود بٹھائے ہوئے تصوراتی رعب سے چھٹکارا ملا۔ گزرتی ساعات کو چہار جانب سے اپنے موافق پایا تو بلا تمہید عرض مدعا بھی کر دیا۔

حضور! یہ فقیر حضور صدر العلما علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات وخدمات پر ایک ضخیم کتاب نکالنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر آپ بھی کچھ تاثر عطا فرمادیں تو ہمت افزائی بھی ہوگی اور کرم نوازی بھی۔ مسکرائے اور دعائیں دیں۔ اور پھر کثرت مشاغل اور ہجوم کار کا ذکر کرتے ہوئے تاثر دینے کا بطیب خاطر وعدہ بھی فرمالیا۔ جو آج الحمد للہ، صدر العلما میرٹھی حیات وخدمات، میں تاثرات کی زینت ہے۔ اب بھلا کون ایسا انسان ہوگا کہ. جو ایسی خورد نوازیوں اور کرم فرمائیوں کو ذکر کر کے انہیں یاد نہ کریگا۔ ہاں مگر شاید کسی کو یہ خیال گزرے کہ انکی شفقتیں اور عنایتیں خاص خاص لوگوں پر ہونگی عوام پر نہیں۔ مگر حالات ومشاہدات اس بات پر شاہد ہیں کہ انکی

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس طرح کی عنایات میں خواص وعوام سبھی شریک تھے۔ دلوں کو جیت لینے والا انکا یہ موہنا انداز سبھی کیلئے عام تھا۔ یوم انتقال کے دوسرے دن راقم الحروف بریلی کی ایک مشہور کپڑے کی دوکان پر گیا نہ کوئی جان نہ پہچان مگر صاحب دوکان نے از خود انکا تذکرہ چھیڑ دیا، مجھے تو اندازہ بھی نہ تھا کہ اس شخص کے دل میں بھی انکی عقیدت ہوگی۔ کہنے لگا کہ جناب! جن حضرت کا انتقال ہوا ہے ایسے وسیع القلب بے نفس اور منکسر المزاج تھے کہ مثال مشکل سے ملے گی۔ میں نے جب اس دوکان کا افتتاح کیا تو قران خوانی کا پروگرام رکھا مگر ان سے کہنا بھول گیا۔ وہ بعد فجر ادھر سے ٹہلتے ہوئے گزرتے تھے دیکھا کہ قرآن خوانی ہو رہی ہے اور اپنے کی طرف سے ہی بلا جھجھک اندر آئے انہوں نے ایک لحہ کیلئے بھی یہ نہ سوچا کہ یہ اقدام میرے اونچے قد کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ انکی وسیع القلبی کو دیکھکر انکا قد میری نظر میں اور بھی بلند ہو گیا تھا، میں جہاں اپنی بھول پر شرمندہ ہو رہا تھا وہیں ان کی عقیدت ومحبت کو اپنے نہاں خانہ دل میں پختہ ہوتے محسوس کر رہا تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت علامہ ومولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی جو کہ نبیرۂ استاذ زمن علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد رشید اور ان کے خلیفۂ ومجاز بھی ہیں انہوں نے اس فقیر۔ سے ارشاد فرمایا کہ واپسی سے پہلے پہلے اس مختصر وقت میں کچھ نہ کچھ تاثر ہونا چاہیے سو تعمیل حکم کرتے ہوئے عجلت میں جو بن سکا وہ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور حضرت قدس سرہ کے مراتب کو بلند سے بلند فرمائے اور تمام تر سوگواران بالخصوص حضرت حسان میاں صاحب قبلہ رضوی خلف اکبر حضرت شیخ العلماء بریلوی قدس سرہ القوی اور آپ کے تمام تر اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز آفات وبلیات اور دقتوں مصیبتوں سے محفوظ ومامون رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خطیب نور الاسلام، بولٹن (یو۔کے)

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ رب محمد صلیٰ عیہ وسلّما نحن عباد محمد صلی علیه وسلّما

مظہر مفتی اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم ستون

مولانا سراج رضا خاں نوری

سنیت کی آبرو تھا تیرا دم
یہ رہے قائم دعا کرتے ہیں ہم
میرے عم محترم اب یہ سراج
آپ کے غم میں بہت غمگیں ہے آج
ہو تمہاری نسل میں تم سا کوئی
جو تمہاری کر سکے پوری کمی
ہم سبھی پر آپ کا احسان ہے
مشعل حق کی ضیا ہر آن ہے
میرے مرشد مفتی اعظم کو تھا
ناز بیشک آپ پر تحسین رضا
تیری الفت میرے مرشد نے مجھے
دی ہے گھٹی میں پلا تحسین رضا

میرے عم محترم، مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ اور میرے بہنوئی حضرت حافظ ظہیر رضا خاں نواس داماد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بحالت سفر دینی! ایکسیڈینٹ کا شکار ہو کر چندر پور مہاراشٹر کے قریب شہید ہو گئے انکی روح پر فتوح کو ہمارا سلام۔

یہ ایسا سانحہ ہے جو نا قابل برداشت ہے مگر مرضی مولیٰ۔از ہمہ اولیٰ جو کچھ اللہ رب العزت نے دیا وہ سب اسی کا ہے اور جو اس نے لیا وہ بھی سب اسی واجب الوجود کا ہے۔بہر حال مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی دو عظیم ستون گر گئے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین

میرے نانا جان مرشد و مہربان حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ میرے دادا جان حضرت علامہ الشاہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ جن کو خاندان والے ''صاحب'' کہہ کر یاد کیا کرتے ہیں ان کے شہزادگان کے بارے میں فرماتے تھے کہ ''صاحب'' کے گلدستہ میں اچھے سے اچھا پھول ہے لیکن ان پھولوں میں گلاب کا پھول ''تحسین میاں'' ہے، میرے نانا جان اکثر مجھے دینی تعلیم کے لئے اپنے ساتھ رکشہ پر کانکر ٹولہ لے جاتے تھے اور فرماتے تھے اسے پڑھاؤ مگر یہ میری کم نصیبی رہی کہ میں دینی تعلیم اپنے عم محترم علیہ الرحمہ کے ساتھ رہ کر بھی اُن سے حاصل نہ کر سکا۔میرے عم محترم حضور تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ ایکسیڈینٹ کے بعد کچھ دیر حیات رہے لیکن جائے حادثہ پر ہی وصال ہو گیا۔اور میرے بہنوئی حافظ ظہیر رضا خاں نواس داماد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا انتقال ہاسپٹل جا کر ہوا۔''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو اور ہم سب کو اور تمام مریدین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔اور خانوادۂ رضویہ میں جو علمائے کرام و مشائخ عظام باحیات ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی عمر، عمل، فیضان میں بے حساب برکتیں عطا فرمائے اور ان سب کا سایۂ عاطفت دراز تر فرمائے۔فقط والسلام

غمزدہ: الحاج محمد سراج رضا خاں نوری۔ناظم اعلیٰ دار العلوم مفتی اعظم۔ ۱۰۷ خواجہ کتب بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما......چند یادیں

حضرت مولانا حسان رضا خاں خلف اکبر صدر العلما

حضرت مولانا محمد حنیف خاں رضوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ (مرتب جامع الاحادیث) جو حضور صدر العلما کے بہت سعادت مند شاگرد ہیں انہوں نے مجھے حضور صدر العلما کی ذات و شخصیت سے متعلق کچھ باتیں قلمبند کرنے کو کہا تو انکے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے سینہ میں کچھ محفوظ یادوں کو قلم کے حوالے کر رہا ہوں۔

میں بات شروع کرنا چاہتا ہوں عالی شان نورانی مسجد سے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا نورانی مسجد کو میں نے آپ کا میدان عمل پایا، یہ عالی شان مسجد جب انار والی مسجد کہلاتی تھی، ایک چھوٹے سے خطۂ ارض پر ایک چھوٹا سا کڑیوں والا کمرہ، آگے ٹین کی چھت تھی، جس میں کل ڈھائی تین نمازی ہوتے تھے، ڈھائی اس طرح کہ حضور ہمدر العلما اپنے ساتھ مجھے بھی لے جاتے تھے جبکہ میری عمر پانچ سال رہی ہوگی۔ یہ ان کی خدمت کا صلہ ہے کہ آج تقریباً تیس سال کے بعد نورانی مسجد بریلی شریف کی مساجد میں ایک عالی شان اور خوبصورت مسجد شمار کی جاتی ہے، نمازیوں کی تعداد بھی کثیر پیمانے پہ ہوتی ہے، اسی مسجد میں آپ فی سبیل اللہ امامت فرماتے تھے۔ میں نے آپ کو آندھی، طوفان، بارش اور دھوپ ہر موسم میں بلا ناغہ جماعت کی پابندی کرتے دیکھا۔ ۲۰۰۶ء میں حضرت کو غدود بڑھ جانے کی شکایت ہوگئی تھی، حالت یہ ہوگئی تھی کہ دن میں تین تین بار کپڑے نجس ہوجاتے، مگر کڑاکے کی ٹھنڈ میں ہر بار غسل فرماتے اور نماز ادا فرماتے تھے، جسم پر شدت سے کپکپی ہوتی لیکن نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔

اب سے دس پندرہ سال قبل تک ہماری زندگی کوئی خاص خوشحالی میں نہیں گزری، خاندان میں ایک شادی تھی، کچھ ضروریات کے لئے والدہ صاحبہ نے روپئے مانگے تو آپ کمرے میں جاکر تھوڑی دیر تک بکسیہ کھکھوڑتے رہے، پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ لاج رکھ لے کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ حلم و بردباری کا عالم یہ تھا کہ ایک بار گھر میں کسی کی طبیعت خراب تھی، ہر طرح کے علاج ہو چکے تھے، ایک دن میں بریلی کے مشہور و معروف عمر دراز غیر مسلم ڈاکٹر کو بلالایا، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عام ڈاکٹروں کے برخلاف بدزبان ہے۔ ہوا یوں کہ اس نے مریض کو دیکھ کر اپنی تجویز بتائی، اس وقت میرے چچا حضرت مولانا حبیب رضا خاں صاحب اور والد حضور موجود تھے، اس ڈاکٹر نے ابا حضور کی طرف مخاطب ہو کر فارسی کا ایک شعر پڑھا اور بولا اس کا مطلب آپ نے سمجھا؟ صدر العلما بس مسکرا دیئے۔ ڈاکٹر نے کہا نہیں سمجھے، بس داڑھیاں رکھ لی ہیں، علم سے کوئی واسطہ نہیں، حضور صدر العلما مسکرا دیئے پھر تو ہمارے چچا جان نے صدر العلما سے مخاطب ہو کر غصہ سے فرمایا: کچھ بولتے کیوں نہیں، اب بھی آپ مسکراتے رہے اور کچھ نہ فرمایا، تب چچا جان نے اس شعر کے پہلے تو صحیح الفاظ بتائے پھر اس کا ترجمہ کیا، اور چچا جان نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ علما کے استاذ ہیں۔ یہ سن کر اس موذی ڈاکٹر کا سر شرم سے جھک گیا۔

درس و تدریس کا مشغلہ اس کثرت سے تھا کہ پڑھنے کے زمانہ سے ہی پڑھانا شروع فرما دیا تھا، جتنا پڑھا اس سے کہیں زیادہ پڑھایا۔ پچاس سال سے زیادہ آپ نے بریلی شریف کے چاروں مشہور مدارس میں درس دیا۔ وصال سے پندرہ دن قبل میں نے پوچھا کہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ جب دوروں پر جاتے ہیں تو کیا آپ کی تنخواہ کٹتی ہے؟ فرمایا کاٹتے تو نہیں ہیں مگر میں کٹوادیتا ہوں۔

حضور صدر العلما کے پاس حضور مفتی اعظم کی دی ہوئی تمام اسناد تھیں، اور بزرگوں کے محبت بھرے خطوط بھی تھے، لیکن آپ نے ان تمام تبرکات کو چھپا کر رکھا، ان کی تشہیر نہیں کی۔ ان میں سب سے زیادہ اہم حضور مفتی اعظم کی سند خلافت ہے جس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے:"عممته عمامتي والبسته جبتي في مجلس العرس المبارك عام ١٣٨٠ھ

ایک بار حضرت مولانا ابراہیم خوشتر قادری رضوی بانی وسربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل (ماریشش) جو والد محترم کے ہم سبق، ہم پیالہ وہم نوالہ اور بچپن کے دوست تھے۔ بریلی تشریف لائے اور حضور صدر العلما سے عرض کیا: میں تذکرہ جمیل لکھ رہا ہوں، وہ تمام اسناد جو حضرت نے آپ کو دی ہیں مجھے عنایت فرمادیں میں اس تذکرہ میں ان کو شائع کروں گا، مگر آپ نے صاف انکار کردیا۔ پھر خوشتر صاحب نے مجھ سے کہا کہ مجھے تو اسناد نہیں دے رہے ہیں، تم ان سے لےلو اور کم از کم فریم کر کے بیٹھک میں لگا دو تا کہ لوگ انہیں پہچان سکیں، مگر اس وقت میں بھی وہ اسناد حاصل نہ کرسکا۔ اب چند سال پہلے مولانا اجمل رضا صاحب نے "حیات صدر العلما" لکھنے کا ارادہ کیا اور اس کتاب کے لئے مجھ سے اسناد مانگیں تو میں نے حضرت صدر العلما سے یہ کہہ کر اسناد یں مانگیں کہ کاغذ بوسیدہ ہوگیا ہے آپ مجھے دیدیں میں لیمینشن اور فوٹو کاپی کرا کر انہیں محفوظ کرلونگا، اس طرح یہ تبرکات میں حاصل کرسکا اور فوٹو کاپی مولانا اجمل رضا صاحب کو بھیجی اور یوں آپ کی اسناد دوسروں کے سامنے آسکیں جس سے حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں آپ کی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

مولانا ابراہیم خوشتر صاحب نے اپنے وصال سے پہلے یہ وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب پڑھائیں۔

آپ کو سرکار مفتی اعظم ہند نے "گل سرسبد" فرمایا اور سند عملیات پر "قرة عيني ودرة زيني" تحریر فرمایا یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری زینت کا موتی۔

حضور صدر العلما کے استاذ محترم علامہ مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان کے وصال کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند نے ایک منقبت لکھی تھی اس میں ایک شعر تھا۔

پیارے تحسینِ رضا سے پوچھئے
شغل تحسیں رضا جاتا رہا

اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سے حضور مفتی اعظم کو کتنا پیار تھا۔

وہ مظہر مفتی اعظم تھے، ان کا علم حضور مفتی اعظم کے علم کا مظہر تھا صورت وسیرت مفتی اعظم کی سیرت کا مظہر تھی۔ ان کا جلوس جنازہ مفتی اعظم کے جلوس جنازہ کا مظہر تھا۔ اب بریلی کی عوام انہیں ڈھونڈ رہی ہے۔ نورانی مسجد کے محراب ومنبر انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ جامعۃ الرضا کی مسندِ تدریس انہیں ڈھونڈ رہی ہے، میری اور سب کی نگاہیں انہیں ڈھونڈ رہی ہیں، مگر جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ ازہری میاں سب کو اس انداز میں تسلی دیتے نظر آتے ہیں کہ:

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا وہ مالک جنت کی محبت میں گما ہے

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کا چوکیدار بنائے۔ آمین

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے ابا جان..................کی یادیں اور باتیں

جناب محمد رضوان رضا خان صاحب نوری خلف اوسط حضور صدر العلما)

امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر، بریلی شریف کے ذمہ داران، اکیڈمی کے سالنامہ ''تجلیات رضا'' کا صدر العلما نمبر، نکال رہے ہیں۔ یہ حضور صدر العلما سے انکی عقیدت و محبت ہے۔ یہ حضرات اس نمبر کو عرس چہلم میں منظر عام پر لانا چاہتے ہیں۔ کام زیادہ ہے اور وقت تھوڑا ہے۔ اس تھوڑے وقت میں ایک ضخیم نمبر نکالنا امر دشوار معلوم ہوتا ہے، لیکن اکیڈمی کے اراکین اور ان کے معاونین خصوصاً حضور صدر العلما کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ کے بلند ارادے اور رات دن ان کی محنت دیکھ کر امید یہ ہے کہ ان شاء اللہ یہ حضرات اس دشوار مہم کو سر کر لیں گے۔

میں بھی چاہتا ہوں کہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے میرے ذہن میں جو یادیں ہیں انہیں لکھ دوں۔ تاکہ اس نمبر کے ذریعہ محفوظ ہو جائیں۔ ان یادوں میں کچھ ان کی ہم پر شفقت سے متعلق ہیں، کچھ ان کے معمولات کے بارے میں ہیں اور کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی نوازشوں کے تعلق سے ہیں۔

ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ میں ماریشش جانے سے پہلے ابا جان نے ایک جگہ میرا رشتہ بھیجا۔ ان لوگوں کی طرف سے یہ باتیں دریافت کرائی گئیں۔ رضوان میاں کا بینک بیلنس کیا ہے؟ نوکری کچی ہے یا پکی؟ کارخانہ کی آمدنی کیا ہے؟

ابا جان نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ بڑی محبت سے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں امیر کر دے۔ پھر افسوس کرتے ہوئے فرمایا ہمارے زمانے میں خاندان دیکھے جاتے تھے لیکن اب لوگ پیسہ دیکھ رہے ہیں۔

جون ۲۰۰۷ء میں میں نے ابا جان سے عرض کیا کہ مجھے کارخانے کے لئے کچھ روپیہ دیدیں۔ اس پر فرمایا: اب اس میں پیسہ مت لگاؤ۔ اب کی برسات میں ان شاء اللہ یہ جگہ بنوا دیں گے۔ اوپر منزل میں تم رہنا اور نیچے بھی کچھ ہو جائے گا۔

ابا جان اس جگہ کی تعمیر تو نہ کرا سکے لیکن اس جگہ کی خوش نصیبی ہے کہ وہ خود ہمیشہ کے لئے اس کے قریب میں آرام فرما ہو گئے۔ ابا جان کے وصال کی خبر کے بعد میں نے چاہا تھا کہ اسی کارخانہ کی زمین میں آپ کی تدفین، ہو۔ اور اسی غرض سے میں نے ہفتہ کی صبح کو صفائی بھی کرادی تھی۔ لیکن امریکہ سے خالہ صاحبہ کا فون آگیا کہ میری خواہش ہے کہ تمہارے کارخانے سے متصل جو میرا پلاٹ پڑا ہے حضرت کو اس میں دفن کیا جائے۔ میں نہیں آپاؤنگی لیکن میری اس خواہش کو ضرور پورا کیا جائے۔

جامعہ نوریہ رضویہ سے جب مجھے پہلی تنخواہ ملی۔ تو میں نے لیجا کر ابا جان کی بارگاہ میں پیش کر دی، واپس کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: اسے تم رکھ لو۔ تمہارے کام آئیگی۔ اور فرمایا: پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور شریعت کی پابندی کرو۔ اسی میں میری خوشی ہے۔ مجھے تمہارے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ابا جان اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔ گھر کا سامان بازار سے خود ہی خرید کر لاتے تھے۔ جب ہم لوگ بڑے ہو گئے تو یہ کام ہم انجام دینے لگے۔ ہمارے یہاں کوئی خادم نہیں تھا۔

ہمارے یہاں ایک مکان تھا جس کی چھت کڑیوں کی تھی۔ اور اوپر کھپریل پڑی ہوئی تھی۔ موسم برسات میں ابا جان خود ہی کھپریل کو درست کرلیا کرتے تھے۔

(۸) ابا جان میں حرص وطمع نام کو بھی نہیں تھی بلکہ وہ غنی طبیعت کے مالک تھے۔ اب تو بفضلہ تعالیٰ ہمارے یہاں خوش حالی ہے لیکن پہلے مالی حالات بس یوں ہی تھے۔ اس کے باوجود ابا جان تعویذ کی خدمت پر کسی سے کچھ طلب نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ اگر تعویذ لینے والوں سے معمولی رقم بھی لی جاتی تو دولت کا ڈھیر لگ جاتا۔

ایک دن میں نے عرض کیا کہ دوسرے لوگ تو تعویذ کا پیسہ لیتے ہیں آپ کیوں نہیں لیتے؟ فرمایا: ہماری اماں نے ہم سے کہا تھا کہ تعویذ کا پیسہ مت لینا۔ فی سبیل اللہ لکھنا۔ ہاں اگر کوئی خود سے دے تو قبول کر لینا۔

(۹) ابا جان صابر وشاکر تھے۔ ہم نے نہیں سنا کہ آپ نے کبھی مالی تنگی کا شکوہ کیا ہو یا کبھی قلت مشاہرہ کا رونا رویا ہو۔

(۱۰) غالباً ۱۹۸۲ء میں جناب قاری عرفان الحق کو ساتھ میں لیکر اپنی بیٹھک میں ''مکتبہ مشرق'' قائم کیا۔ تین سو پچاس روپے کی کتابوں سے آغاز ہوا۔ اس سے خاص فائدہ نہیں تھا۔ مقصود یہ تھا کہ پرانے شہر کے لوگوں کو دینی کتابیں بآسانی مل سکیں۔ کیونکہ پرانے شہر میں کوئی کتب خانہ نہیں تھا۔ جس سفر میں ابا جان کا وصال ہوا اس میں قاری عرفان الحق صاحب بھی ساتھ تھے۔ زیادہ تر سفروں میں ابا جان کے ہمراہ آپ ہی ہوتے تھے۔ وہ بھی حادثہ میں شدید زخمی ہوئے۔ ابھی تک دلی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین

(۱۱) ابا جان لوگوں کی دعوت پر پورے ہندوستان کا سفر فرماتے تھے.. ایسے مقامات پر بھی جانا ہوتا جہاں سواری کا معقول بندوبست نہیں ہوتا بلکہ ٹرین یا بس سے اتر کر بیل گاڑی یا گھوڑا تانگے سے جانا پڑتا۔ یہ سواری یقیناً آپ کیلئے کوئی آرام دہ نہیں ہوتی تھی۔ لیکن لوگوں کی محبت اور ان کی دلجوئی کے لئے جاتے تھے۔

ایک بار حضور تاج الشریعہ نے ابا جان سے فرمایا آپ اتنی کمزوری میں بہار، بنگال، اور دیہاتی علاقوں کا سفر نہ کیا کریں۔ تکلیف ہوتی ہے۔ ابا نے جواب دیا کہ جب میں خراب راستوں والے علاقہ میں جاتا ہوں تو لوگ بتاتے ہیں کہ پہلے مفتی اعظم ہند یہاں آتے تھے اور اب آپ آئے ہیں۔ تو میں سوچتا ہوں کہ ۲۵ سال پہلے حضور مفتی اعظم ہند کس طرح یہاں پہنچے ہونگے۔ اور بہار کے لوگ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کی محبت یہ زحمتیں گوارا کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

(۱۲) حضور مفتی اعظم ہند ابا جان سے بہت خوش رہتے تھے اور آپ کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ابا جان نے بتایا کہ میری یہ نعت پاک جس کا مطلع ہے۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
در حقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

بھائی صاحب (حضرت مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ) نے برائے اشاعت ماہنامہ ''نوری کرن'' بریلی شریف میں بھیج

www.muftiakhtarrazakhan.com

دی۔ حضور مفتی اعظم اس وقت جبل پور میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے وہیں یہ نعت پاک پڑھی۔ جب واپس تشریف لائے تو مجھے بلایا اور فرمایا تم اتنا اچھا کلام کہتے ہو، مجھے معلوم نہیں تھا۔ نعت پڑھی تو میں نے سمجھا کہ شاید چچا میاں کا غیر مطبوعہ کلام ہے۔ لیکن جب مقطع پڑھا تو تمہارا نام آیا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ پڑھ کر سناؤ۔ میں نے نعت پاک سنائی تو حضرت نے دس روپے انعام عطا فرمایا۔

(۱۳) پھوپھا جان حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ اور ابا جان کے باہمی تعلقات بڑے اچھے تھے، دونوں ایک دوسرے کی قدر و عزت کرتے تھے۔ میں نے بارہا دیکھا کہ کہیں پر ابا جان پہلے سے موجود ہوتے اور حضور تاج الشریعہ تشریف لاتے تو ابا جان کھڑے ہو جاتے، اور یہی طریقہ ابا جان کے لئے ان کا تھا۔

حضرت پھوپھا جان تاج الشریعہ نے ہمارے سروں پر دست شفقت رکھا، ہم سب بھائیوں کی دلجوئی فرمائی، ہماری ہمتیں بندھائیں، اور ہمیں امید ہے کہ حضرت اسی طرح ہماری سرپرستی فرماتے رہیں گے اور ان کی شفقتیں ہمیں حاصل رہیں گی، اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ شفقت ہمارے سروں پر دائم رکھے۔

ابا جان کی حادثاتی رحلت کی خبر سن کر ہم لوگ ہوش کھو بیٹھے۔ نہ کھانا پینا اچھا لگتا تھا اور نہ کسی سے بات کرنا۔ دل کو کسی طرح چین نہیں آتا تھا، ہر اولاد کا اپنے باپ کی موت پر یہی حال ہوتا ہوگا۔

کہتے ہیں وقت ہر زخم کا مرہم ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غم کی شدت کم ہو جاتی ہے اور یہ بھی اللہ کا فضل ہے ہم لوگ بھی رفتہ رفتہ اپنے معمولات کی طرف لوٹ رہے ہیں، غم میں کمی ہوتی جارہی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ ہم بھائیوں کو اور اقربا کو تو غم تھا ہی لیکن اہل سنت کے خواص و عوام بھی کم دکھی نہیں تھے، خصوصاً پرانا شہر کے لوگوں کو ابا جان کی جدائی کا بہت رنج تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ابا جان طریقوں کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

محمد رضوان خاں نوری خلف اوسط صدر العلما کانکر ٹولہ بریلی شریف

صدر العلما کے چند واقعات

عارفہ بیگم شہزادی صاحبہ صدر العلما

میرے شوہر مجھ سے پاسپورٹ بنوانے کے لئے کہہ رہے تھے، ابا نے حج ٹور والوں سے بات کی۔ تو انہوں نے بتایا کہ راشن کارڈ میں نام ہو۔ یا پہچان پتر ہو۔ یا بینک اکاؤنٹ ہو۔ لیکن ان تینوں چیزوں میں کوئی چیز بھی نہ تھی، ابا مارشس سے آئے اور انہوں نے پاسپورٹ رکھنے کا پرس میرے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا۔ لو اس میں اپنے پاسپورٹ رکھنا۔ میں نے وہ پرس رکھ لیا۔ چند دنوں میں ہی میرا ویزہ سعودیہ سے آگیا اور کلیان ضلع تھانہ مہاراشٹر میں راشن کارڈ میں نام بھی پڑ گیا۔ اور میں سعودی عرب (الخوبر) چلی گئی۔

حج کے موقعہ پر ۱۱ر ذی الحجہ کو ابا کا فون آیا۔ اور انہوں نے پوچھا کہ تمنے رمی کسی سے کرائی؟ میں نے کہا میں نے خود کی، تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آخری رمی کی فکر ہے آخری رمی کے بعد فون کرنا۔ ہم لوگ طواف زیارت کرنے کے بعد منی پہنچ گئے، اور آخری رمی کے لئے جارہے تھے کہ تیز بارش شروع ہوگئی اور پانی خیمے میں بھر گیا، بمشکل تمام ہم لوگ برج پر پہنچے اور کسی بس میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے بس کی چھت پر بیٹھ کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ابا کا فون آیا ہم نے انہیں بتایا کہ تیز بارش ہو رہی ہے ہم لوگ درود

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھیک پڑھ رہے ہیں آپ کچھ پڑھنے کے لئے بتائیے۔ تو والد صاحب نے فرمایا: "یسبح الرعد بحمدہ والملئکة من خیفته" پڑھو۔ ہم نے جیسے ہی پڑھنا شروع کیا فوراً بارش رک گئی اور ہم بخیریت مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

ایک دن مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی تو والد صاحب نے دو تعویذ لکھے۔ ایک اپنے ہاتھ پر باندھا اور دوسرا میرے ہاتھ پر۔ اور فرمایا یہ حضرت علی کا بتایا ہوا تعویذ ہے۔ جو ہر بلا و آفت، بیماری اور نظر کے اثر کے لئے ہے۔ ابھی وصال سے ۲۱ دن پہلے مدرسہ عالیہ رامپور کی کاپیاں چیک ہونے آئیں تھیں اور ۲ شعبان کو مدرسے کے جلسے میں شرکت کے لئے دعوت نامہ بھی آیا تھا، آپ کو کاپیاں چیک کروانے کی بیحد فکر تھی اور اسی دن اورنگ آباد کے لئے روانہ ہونا تھا۔ آپ نے بنڈل کھول کر دیکھا تو اس میں بہت سی کاپیاں تھیں تو فرمایا اس میں تو بہت، کاپیاں ہیں۔ مجھے وقت نہیں۔ میری طرف سے معذرت کا خط لکھ دو۔ اور جلسے میں بھی شریک نہیں ہو پاؤں گا، شعبان میں کسی بھی تاریخ میں مجھے فرصت نہیں، اور اورنگ آباد سے واپسی کے بعد یکم اگست کو مجھ سے کہا مجھے چندر پور جانا ہے چار کرتے نئے رکھ دو اور ان کے ساتھ پائجامے، نیا تہبند بھگو دو۔ تاکہ اس کی کانجی نکل جائے، دو جبے دو عمامے اور ایک اونی چادر اوڑھنے کے لئے رکھ دو، لوگ بستر لگا دیتے ہیں اوڑھنے کو کچھ نہیں دیتے۔ بعد مغرب مختار بیڑی والوں کا مسجد میں ہارٹ فیل ہو گیا، والد صاحب جب گھر میں تشریف لائے۔ تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا صبح کا پروگرام کینسل کر رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میری ان سے بات ہو گئی ہے۔ ۲ راگست کو صبح ساڑھے چار بجے فجر کی نماز ادا کی اور چندر پور جانے کے لئے اعلیٰ حضرت ایکسپریس سے دہلی کے لئے روانہ ہو گئے۔ بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ میں نے والد صاحب سے عرض کی کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیں تو آپ نے دوپہر میں قبل ظہر ایک تعویذ میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا اسے گلے میں ڈال لو۔ اس طرح کہ دل پر رہے۔ رات ساڑھے نو بجے ناگپور پہنچنے کے بعد والد صاحب کا فون آیا۔ صہیب میاں سے بات ہوئی کہ خیریت سے ناگپور پہنچ گئے ہیں اور صبح چندر پور کے لئے روانہ ہونگے دوسرے دن جب ڈھائی بجے تک کوئی فون نہیں آیا تو ہم پریشان ہونے لگے۔

شہزادی صدر العلما کانکر ٹولہ بریلی شریف

صدر العلما کی کہانی.......... بیٹے کی زبانی

جناب صہیب رضا خاں خلف اصغر حضور صدر العلما

جو ایک بار اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن رخصت ہونا ہے، لیکن کچھ لوگ ایسے دنیا میں تشریف لائے ہیں جو اپنی زندگی کی شروعات سے لے کر آخری سانس تک دین اسلام کی خدمت میں گزار دیتے ہیں اور اس فانی ہونے والی دنیا کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کتنی ہی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہر حال میں شکریہ ادا کرتے ہیں غریبوں بے سہاروں کو سہارا دیتے ہیں اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسروں کے دکھ درد زندگی بھر دور کرتے ہیں۔ یہ چمک دمک والی دنیا کے لوگ جن کی آنکھیں چمک سے دھندلا چکی ہوں ایسی شخصیات کو ان کے جانے کے بعد ہی پہچانتے ہیں کیوں کہ وہ اپنی چمک جاتے وقت دکھاتے ہیں۔ انہیں ان کی زندگی میں پہچاننے کے لئے آنکھ والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ میری عمر ابھی تقریباً ۲۴ رسال ہے لیکن میں اللہ کا شکر ادا کروں گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بچپن میں ہی وہ آنکھیں عطا فرمائیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو بخوبی پہچانا اور چھ سال کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

کم عمری میں یہ جائزہ لے لیا کہ ان سے اچھا مرشد کامل نہیں مل سکتا اور ان کے دست اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کرلیا۔ کہتے ہیں کہ باپ جسم کا مربی ہوتا ہے اور مرشد روح کا مربی ہوتا ہے، میری خوش نصیبی تو دیکھیں جو رشتہ میرا اس دنیا میں صدر العلما سے ہے وہ واحد ہے کہ میرے جسمانی وروحانی مربی وہی ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ میں نے اپنے والد محترم کی نماز کبھی قضا ہوتے ہوئے نہیں دیکھی وہ ہمیشہ نماز پنجگانہ پڑھنے کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے چاہے کتنی بھی سردی ہو۔ نماز فجر بھی اس ضعیفی کے عالم میں نورانی مسجد میں ادا کرنے جاتے، اس کے بعد گھر لوٹ کر ناشتہ کرتے، پھر مدرسے جانے کی تیاری کرتے، مدرسے سے لوٹنے کے بعد کھانا تناول فرماتے پھر ایک گھنٹہ قیلولہ کرنے کے بعد نماز ظہر ادا کرتے۔ مسجد سے لوٹتے وقت لوگوں کی آمد ورفت شروع ہوجاتی مکتبہ مشرق میں بیٹھ کر تعویذات لکھتے، ہر ایک سائل کی بات غور سے سنتے اور مختلف پریشانیوں کے تعویذات عطا کرتے، پھر عصر کا وقت ہوجاتا نماز عصر کے بعد بھی اکثر یہ سلسلہ مغرب تک چلتا۔ نماز مغرب کے بعد تھوڑا سا وقت ہم گھر والوں کو بمشکل مل پاتا، عشا کے بعد مطالعہ کرتے پھر سوجاتے۔ کھانے میں ہمیشہ دوپہر ورات کو دو چپاتی روٹی اور بکری کا شوربہ حضرت عالی مرتبت کی پسند تھا۔ صبح ناشتہ چائے اور پاپے سے کرتے اور ایک کپ چائے ظہر سے قبل نوش فرماتے بیچ میں کبھی بھی کچھ نہ کھاتے، رات کو جلدی سوتے صبح فجر سے قبل بیدار ہوتے۔ یہ سلسلہ تقریباً میں نے پچھلے ۲۰ رسال سے دیکھا۔ سادہ سفید سوتی کرتا پیجامہ پہنتے اوپر صدری اور ٹھنڈ کے موسم میں شیروانی پہنتے۔ شفقت ومحبت کا یہ عالم کہ ہر شخص یہ خیال کرتا کہ حضرت سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ اتنے بڑے عالم ہونے کے بعد بھی سادگی کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی دروازے پر دستک دیتا تو خود ہی بڑھ کر دیکھ لیتے۔ ہر ایک چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، سب سے بے حد خوش اخلاقی سے پیش آتے، پریشانیوں میں صبر کرتے اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند فرماتے، آدمی جس جگہ رہے اس کے مقامی لوگ اس کی عزت کریں ایسا کم ہوتا ہے لیکن حضرت کا معاملہ یہ تھا کہ دوسرے شہروں سے زیادہ چاہنے والے والد صاحب کے بریلی شریف میں ہیں جس گلی میں ہمارا غریب خانہ ہے اس میں زیادہ تر حضرات ابا حضور سے ہی بیعت ہیں۔ بریلی شہر کے علاوہ بریلی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی آپ اکثر جاتے سادگی کا یہ عالم کہ اگر کوئی رکشہ لے آئے تو رکشے میں بیٹھ کر فاتحہ دینے چل دیتے۔ ایک بار کسی سے وعدہ کرلیتے تو چاہے کچھ بھی ہوجائے اپنے وعدے پر عمل کرتے۔ ایک مرتبہ کی بات ہے نماز عصر کے بعد میرے بڑے بھائی حسان رضا خاں صاحب، میں اور میرے والد محترم جیسے ہی مسجد سے باہر نکلے تیز بارش ہونے لگی۔ ابا حضور کو کوئی فاتحہ میں شرکت کے لئے مدعو کر گیا تھا میں نے اور بھائی صاحب نے والد صاحب کو یہ کہکر بہت روکنے کی کوشش کی کہ بارش تیز ہے آپ رک جائیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے وعدہ کرلیا ہے اب تو جانا ہی ہوگا کہکر سیدھے رکشہ میں بیٹھ کر چل دئے۔ ہم لوگ دیکھتے رہ گئے۔ ابھی حال ہی کی بات ہے کہ میرے پھپھا جان تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری (جو میرے والد کے بھانجے بھی ہیں اور بہنوئی بھی) کے صاحبزادے عسجد بھائی نے خواب میں حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں تحسین میاں سے اپنے والد کے لئے تعویذ لاؤ جس سے انکی آنکھوں کو فائدہ پہنچے۔ بات آئی گئی ہو گی کچھ دنوں کے بعد عسجد بھائی کی سب سے چھوٹی ہمشیرہ نے حضور مفتی اعظم کو جاگتے میں دیکھا کہ حضرت جلال میں ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے عسجد سے کہا تھا کہ اختر میاں کے لئے تحسین میاں سے تعویذ لاؤ۔ انہوں نے اپنے خادم کو صدر العلما کی بارگاہ میں بھیجا اس وقت میں ابا حضور کے پاس موجود تھا تو اس نے سارا ماجرا بیان کیا۔ ابا حضور نے پھپھا جان کے لئے تعویذ تیار کیا اور فرمایا اس آنکھوں کے تعویذ کی خصوصی اجازت مجھے حضور مفتی اعظم نے عطا فرمائی تھی، جو نہیں جتنا جانتا اتنا گرویدہ ہوجاتا تھا میں نے ایسے ایسے لوگوں کو ان

www.muftiakhtarrazakhan.com

کا مرید ہوتے دیکھا ہے جنہیں کوئی پیر پسند نہیں آتا تھا جو بیحد دنیادار ہوتے یا پھر بہت زیادہ دیندار ہوتے اور انہیں سچے مرشد کامل کی تلاش ہوتی۔ کچھ وقت سے ابا حضور کے ساتھ مجھے بھی دوروں پر جانے کا شرف حاصل ہوا چند سال پہلے کی بات ہے میں ابا حضور کے ساتھ لدھیانہ جو پنجاب کا ایک شہر ہے گیا، بیحد تکلیف کا سامنہ کرنا پڑا لوگ تو محبت میں یہ چاہتے ہیں ایک ایک گھر میں حضرت جائیں اور فاتحہ پڑھیں وہی ہوا تین دن تک اس دورے میں صبح سے شام تک لوگوں کے گھر جانا اور رات کو جلسے میں شرکت کرنا، بیحد گرمی کا موسم ، بیت الخلا کی چھت تک نہیں، غرض یہ کہ مجھ جیسے جوان آدمی کو بخار آگیا، لیکن ابا حضور کی ہمت اور ان کی طاقت سبحان اللہ بیشک وہ روحانی طاقت تھی جو انہیں اہل سنت کی خدمت انجام دینے کے لئے ہمیشہ ساتھ رہتی۔

تین مرتبہ میرا ابا حضور کے ساتھ ماریشس بھی جانا ہوا میں نے دیکھا کہ وہ ہمیشہ سفر میں بھی نماز کی پابندی فرماتے ایروپلین میں بھی نماز ادا کرتے اور اگر ٹرین چلتی ہوتی تب بھی نماز ادا کرتے۔

ایک مرتبہ میں نے ابا حضور سے دریافت کیا، کہ چلتی ٹرین میں نماز ہوتی نہیں ہے پھر آپ نماز کیوں ادا کرتے ہیں، رکنے کا انتظار نہیں کرتے؟ جب رکتی ہے تو دوبارہ ادا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا ایسا میں حرمت وقت کے لئے کرتا ہوں۔ پھر دہرا لیتا ہوں

آخری مرتبہ جب پچھلے بارہ ربیع الاول شریف کو ابا حضور کے ساتھ ماریشس میں تھا تب وضو کرتے وقت ابا حضور کا پیر پھسل گیا اور پیٹھ کی ہڈی میں چوٹ لگ گئی تھی معلوم یہ ہوا کہ باتھ روم میں رکھی کرسی جس پر بیٹھ کر ابا حضور پیر دھوتے تھے وہ کسی نے صفائی کے دوران ہٹادی تھی، نماز کی جلدی میں انہوں نے ایک پیر اٹھا کر واش بیسن میں پیر دھونا چاہا تو پیر پھسل گیا۔ درد اتنا تھا کہ سیدھا بیٹھنا مشکل تھا، سات گھنٹے فلائٹ کے دوران درد اور بڑھ گیا، پھر وہاں سے ٹرین کے ذریعہ بریلی شریف لوٹنا تھا۔ جب ہم دلی پہنچے تو میرے پاس حضور تاج الشریعہ کا فون آیا، انہیں ابا حضور کے گرنے کی خبر مل گئی تھی، انہوں نے فرمایا میری گاڑی منگوالی ہوتی ابا کو گاڑی سے لے کر آنا، پلیٹ فارم پر کافی چلنا پڑے گا، لیکن پہلے سے ریزرویشن ہونے کی وجہ سے یہ طے ہوا کہ ٹرین سے واپسی ہوگی۔

جب ٹرین دلی سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئی تو کچھ ہی دیر میں عصر کا وقت شروع ہوگیا۔ ابا حضور وضو کے لئے اٹھے میں بھی سہارا دیتا ہوا ان کے ساتھ ساتھ ٹرین کے واش بیسن پر آیا اور ابا حضور وضو فرمانے لگے جیسے ہی پیر دھونے کی باری آئی ابا حضور نے پھر ویسے ہی داہنا پیر واش بیسن کی طرف بڑھایا، میری روح کانپ گئی اور میں نے دونوں ہاتھوں سے واش بیسن کو پکڑ کر ابا کو سہارا دیا۔ جس چوٹ کے درد کی شدت سے صدر العلما بیٹھ بھی نہیں پا رہے تھے نماز کی محبت میں سب بھول جاتے۔

عرس رضوی کا قل شریف ابا حضور اکثر خانقاہ شریف میں یا منانی میاں کے گھر کے کسی کمرے میں بیٹھ کر کسی عام آدمی کی طرح کرتے رہے سادگی کی وجہ سے باہر سے آئے مہمان انہیں اکثر پہچان نہ پاتے کہ وہ خانوادۂ رضویہ کے کتنے عظیم فرد ہیں۔

دنیا میں کون ایسا مرید ہوگا جو نہ چاہے کہ اس کے پیر کو لوگ پہچانیں میں بھی ایک عام انسان ہوں میں نے جب ہوش سنبھالا تو میں نے آپ سے ضد کی کہ آپ کو اسٹیج پر رونق افروز ہونا چاہئے اور علماء کی طرح جبہ عمامہ پہننا چاہئے میری بے حد ضد پر وہ گزشتہ دو تین سال سے ازہری مہمان خانے کی تقریب میں شرکت فرماتے تھے لیکن کئی مرتبہ باہر کے مہمان ہونے کی وجہ سے ان کی ذات کو نہ پہچان پاتے اور ان کے ساتھ اسٹیج تک پہنچنا مشکل ہوتا اور کئی بار دھکا مکی کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

ان کے ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان جیسی سادگی، عاجزی انکساری، زہد و تقویٰ، دین کے لئے اپنے دکھ درد بھول

www.muftiakhtarrazakhan.com

کر خدمت دین کا جذبہ ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتا۔ یہ میں نہیں کہتا بریلی کے سمجھدار عوام جنہوں نے مفتی اعظم کی صحبت پائی پھر مظہر مفتی اعظم سے فیضیاب ہوئے ان کے دل کی آواز ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تینوں بھائیوں میں ہمیشہ میل جول باقی رکھے اور ہمارے ابا حضور نے جو راہ ہمیں دکھا گئے ہمیں اس پر چل کر نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیں خانقاہ صدر العلما کی عزت وشان قائم ودائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، وہ بھلے ہی آج ہمارے بیچ نہیں ہیں، مگر ان کی یادیں ہمارے دل میں زندہ ہیں اور جیسے ہم ان کی زندگی میں فیضیاب ہوتے تھے، آج ان کے روضۂ مبارک پر جو دعا مانگ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما رہا ہے۔

میرا ایک دوست زمین خریدنا چاہتا تھا، لیکن کسی وجہ سے اڑچنیں آرہی تھیں مجھ سے کہا کہ ابا حضور کے مزار شریف پر آپ دعا کریں، میں نے جس رات دعا کی دوسرے ہی دن زمین کا بیعنامہ ہو گیا یہ ہے اللہ کے ولیوں کی شان۔

کام وہ لے لیجئے تم کا جو راضی کرے　　　ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

صہیب رضا خاں

صاحبزادہ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ

صدر العلما میرے مربی

مولانا محمد سلمان رضا خاں

برادران ملت اسلامیہ امام احمد رضا اکیڈمی کے رکن خاص حضرت مولانا صغیر اختر صاحب مصباحی کے محبت بھرے اصرار پر یہ چند سطریں اس عظیم سانحہ کے تعلق سے جس نے ساری دنیائے سنیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، یعنی عم محترم و معظم صدر العلما استاذ الاساتذہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ناگپور اور چندر پور کے سفر کے دوران سڑک حادثہ میں انتقال پر ملال ایک ایسا حادثہ ہے کہ جس نے تمام اہل سنت کو نڈھال کر دیا تو ہم اہل خانہ پر اس کا کیا اثر ہوا ہوگا، اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بہر حال مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ ان کا وجود مسعود اہل سنت کے لئے کتنا بابرکت تھا۔ ''قدر نعمت پس از زوال بود'' کے مصداق اب لوگوں کی سمجھ میں آیا انہوں نے کس انہماک سے اللہ ورسول کے دین کو عام کیا، اور لوگوں تک پہنچایا۔ آپ کی روزانہ کی معروفیات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے تو جوانی سے تادم وفات درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا، ہندوستان کے بڑے بڑے علما کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ نے بریلی شریف کی چاروں درسگاہوں مظہر اسلام، منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور جامعۃ الرضا میں تشنگان علم کو اپنے علمی فیضان سے سیراب کیا اور چاروں درس گاہوں میں آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے، فی الوقت آپ جامعۃ الرضا میں علمی خدمات انجام دے رہے تھے، مدرسہ سے فرصت ہوتی اور گھر آتے تو اکثر ہوتا کہ کسی کی نماز جنازہ پڑھانا ہے، بلاشبہ آپ نے ہزاروں کی نماز جنازہ پڑھائی ہوگی، شام ہوتی تو دعا تعویذ معتقدین اور مریدین کی بھیڑ آپ کو گھیر لیتی، جمعہ جس دن مدرسہ سے فرصت ملتی اس دن درس قرآن و حدیث اہل شہر کو بھی دیا کرتے، اور کچھ سالوں سے آپ کے تبلیغی دوروں میں بھی اضافہ ہو گیا تھا، غرضیکہ آپ کے شب وروز

www.muftiakhtarrazakhan.com

اشاعت دین اور خلق خدا کی خدمت میں گذرے، خدمت خلق کا یہ عالم کہ اگر چہ روزانہ مشاغل سے فرصت نہ ہوتی پھر بھی جب کوئی مسلمان بھائی تبرکا اپنے مکان یا دکان پر چلنے کی درخواست کرتا تو باوجود عدم فرصت، بے آرامی اور پیرانہ سالی کے خندہ پیشانی کے ساتھ مسلمان بھائی کی درخواست قبول فرماتے، خود تکلیف اٹھاتے، مگر آنے والوں کی دلشکنی نہ ہونے دیتے، اسی خلوص اور بےلوث خدمت کا نتیجہ تھا جو آپ کے نماز جنازہ میں دیکھنے میں آیا کہ اندازوں اور قیاسوں سے کہیں زیادہ تعداد میں لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، اور اپنی محبت اور آپ سے قلبی لگاؤ کا اظہار کیا۔

یہ میری سعادت مندی اور خوش بختی ہے کہ مجھے بزرگوں (مع سیدی ومرشدی آقائی وملجائی سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ) کی عنایتوں اور شفقتوں کا وافر حصہ اور ان کی محبت اور قرب کا موقع ملا۔ آپ جب منظر اسلام سے علیحدہ ہوئے اور جامعہ نوریہ کا قیام وجود میں آیا تو ابتداءً پرانا شہر کی مسجد مرزائی مسجد میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، اسی وقت سے میری بھی باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز ہوا، اعدادیہ سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم میں ہر درجہ کی کوئی ایک کتاب ضرور میری خواہش پر ان کے درس میں شامل رہی، جو کتابیں میں نے ان سے پڑھیں اور جن کا ان سے پڑھنا مجھے خوب یاد ہے۔ وہ یہ ہیں:

منہاج العربیہ، میزان، منشعب، مرقات، نور الایضاح، ہدایۃ الحکمت، ہدیہ سعیدیہ، مختصر المعانی، جلالین، بخاری شریف وغیرہ، آمدم برسر مطلب مجھے اصل میں کہنا یہ ہے کہ انہوں نے کیسی محنت اور جانفشانی سے خدمت دین کے کام کو انجام دیا ہے، حضرت کی رہائش گاہ (کانکر ٹولہ) سے جامعہ نوریہ رضویہ کی دوری کم از کم چار کلومیٹر ہوگی، آپ جامعہ رکشا سے تشریف لے جاتے، ابتداءً دوران تعلیم میں بھی حضرت کے ساتھ رکشا میں گیا، اس رکشا کے سفر میں جو دقتیں ہوتیں اس سے میں بخوبی آشنا ہوا، یوپی میں خاص طور پر بریلی شریف اور اس کے گردونواح میں موسم بہت سخت ہوتا ہے، سردی کے موسم میں سردی پریشان کرتی اور بارش کے موسم میں بارش رکاوٹیں کھڑی کرتی، اور گرمی میں سورج کی تمازت طبیعت بے حال کرتی، مگر حضرت صدر العلما موسم کی شدت وسختی کی پرواہ کئے بغیر پابندی سے مدرسہ تشریف لے جاتے، ان کی جن خوبیوں پر ان کی زندگی میں کسی کی توجہ نہ گئی، جواب بار بار سامنے آرہی ہیں، جس طرح آپ موسم کی سختی سے بے پرواہ ہو کر مدرسہ تشریف لے جاتے اسی طریقہ سے آپ مسجد میں فریضۂ نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے، سخت سردی ہو یا گرمی، یا بارش، آپ نماز پنجگانہ مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔

مگر افسوس کہ اب وہ ہم سے رخصت ہوئے اور اب صرف ان کی یادیں رہ گئیں، تمام ماحول پر خاموشی اور خوفناک سناٹا ہے، گھر سونا کر گئے، راستے سونے کر گئے، وہ مسجد جس میں نماز ادا فرماتے سونی ہوگئی، باوجودیکہ مسجد میں نمازیوں کی تعداد وہی ہے، مگر لوگوں کی نگاہیں مسجد میں کسی کو تلاش کرتی ہیں، ایسے کو ڈھونڈتی ہیں کہ جواب کسی کو نظر نہ آئے گا۔ افسوس! اس سچے نمازی کو ہم نے کھو دیا، وہ ہم سے بہت دور چلا گیا درسگاہیں بے کیف ہوگئیں، طلبہ ایک مشفق ومہربان استاذ سے محروم ہوگئے بندگان خدا اپنے ایک عظیم محسن اور غمخوار سے محروم ہوگئے، اور میں نے اپنے محبوب چچا کہ چچا مرتبہ میں باپ کے ہے کھو دیا، کہ جنہیں ہم چچا صاحب کہہ کر پکارتے اور وہ ہم پر پیار اور شفقت فرماتے اور مریدوں نے اپنے سچے پیر کو کھو دیا، اور اہلسنت اپنے ایک عظیم قائد سے محروم ہوگئی، وہ تنہا گئے مگر احساس محرومی سب کو ستا رہا ہے ہر شخص کو یہ احساس ہے کہ اس نے کچھ کھو دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل فرمائے اور عم محترم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قبر پاک کو رحمت ونور سے پُر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ (احقر العباد محمد سلمان رضا غفرلہ، کانکر ٹولہ ۲۰ راگست ۲۰۰۷ء)

www.muftiakhtarrazakhan.com

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

صدر العلما زیبائش کے موتی

حضرت مولانا محمد سلطان اشرف صاحب بہیڑی

مظہر مفتی اعظم، صدر العلما، غزالی دوراں، محدث بریلوی الحاج الشاہ علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم و چراغ تھے۔

امام اہل سنت کے برادر خورد، استاذ زمن، حضرت علامہ الحاج الشاہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کے خلف صالح ،حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند تھے۔

پندرہویں صدی کے مجدد تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید خاص اور آپ کی شفقت ومحبت کا مرکز تھے۔

تحسین ملت علیہ الرحمہ کے مقام عظمت وشان رفعت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب بتاریخ ۲۵ر صفر ۱۳۸۰ھ عرس رضوی کے حسین وپر بہار موقع پر اکابر علمائے کرام ومشائخ عظام کی موجودگی میں تاجدار ولایت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو خرقۂ خلافت واجازت عطا فرمایا۔ تو مرشدی گرامی کا کرم خاص تھا کہ اپنے دست پاک سے اپنا عمامہ شریف صدر العلما کے سر پر باندھا اور اپنا جبۂ مبارکہ پہنایا۔ اور سند اجازت وخلافت پر اپنے قلم سے اس عبارت کا اضافہ فرمایا "عـمـمته بعمامتی والبسته جبتی" یعنی میں نے اپنا عمامہ ان کو عطا کیا اور اپنا جبہ ان کو پہنایا۔

پھر جب تاجدار اہل سنت علیہ الرحمہ نے اوراد ووظائف اور عملیات کی اجازت عطا فرمائی۔ تو اس کی سند پر تحریر فرمایا۔" قـرة عینی ودرة زینی محمد تحسین رضا خاں "یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری زینت وزیبائش کے موتی تحسین رضا خاں۔

بہ الفاظ دیگر، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، پندرہویں صدی کے مجدد اور صاحب فیض ولی کامل تھے، ان کی نگاہ ولایت ملاحظہ فرما رہی تھی کہ ۳۲ر سال کی عمر میں داخل سلسلہ ہونے والا یہ جوان مستقبل کا صدر العلما ہے، فخر الفقہا ہے، غزالی دوراں ہے، میرے علم وعرفان اور میری ولایت وکرامت کا مظہر ہے، اور صاحب کرامت ولی کامل ہے۔

یہی وجہ تھی مرشد گرامی علیہ الرحمہ والرضوان حضرت علامہ تحسین رضا خاں کو، گل سرسبد فرمایا کرتے تھے، صدر العلما کے برادر خورد حبیب ملت، یادگار سلف حضرت علامہ الحاج المفتی محمد حبیب رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور مفتی اعظم ہند اور میں رکشے میں بیٹھ کر جارہے تھے کہ حضرت نے فرمایا تحسین رضا خاں گل سرسبد ہیں۔ پھر فرمایا جانتے ہو گل سرسبد کیا ہے؟ باغباں پھولوں کی ٹوکری میں سب سے خوبصورت اور پسندیدہ پھول نمایاں طور پر اوپر رکھتا ہے اس پھول کو گل سرسبد کہتے ہیں، اس واقعہ سے بھی حضرت تحسین ملت کے مقام ومرتبے کی عظمتوں کا اظہار ہوتا ہے جس کو سرکار مفتی اعظم کی نگاہ ولایت ملاحظہ فرما رہی تھی۔

یہی حبیب ملت حضرت علامہ مفتی حبیب رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت مفتی اعظم نے فرمایا دو لوگ

www.muftiakhtarrazakhan.com

ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھرپور بھروسہ ہے، ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں۔ (یعنی حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ)

یہ واقعات ایک طرف علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان عظمت و رفعت کو بیان کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و کرامت کا اعلان کر رہے ہیں، صدر العلما حضرت تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ اتباع شریعت، تقویٰ و طہارت، دین حق کی حفاظت، مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں گذری۔ قرآن کریم نے ولایت کا معیار بیان فرمایا ہے: " الذین آمنوا و کانوا یتقون " مفہوم یہ ہے کہ ولی وہ ہیں جو صاحب ایمان ہیں اور متقی ہیں۔ خوف الٰہی کا پیکر ہیں، یعنی دو شرطیں ہیں جن پر ولایت کا دارومدار ہے۔ ایک شرط ایمان کامل اور دوسری تقویٰ۔ خوف خدا۔ پرہیزگاری۔

ایمان کامل نام ہے عشق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا، جیسا کہ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ☆☆ ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

قرآن کریم کی بتائی ہوئی یہ دونوں شرطیں حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ میں بدرجہ اتم کارفرما تھیں، اور چونکہ ان دونوں صفتوں اور شرطوں کے لئے علم ضروری ہے، لہٰذا حضرت کی علمی جلالت کو اکابر علمائے کرام سلام کرتے ہیں، صدر العلما کہتے ہیں عشق رسول کا عالم یہ تھا کہ حضرت۔ مظہر اسلام۔ منظر اسلام۔ جامعہ نوریہ رضویہ۔ جامعۃ الرضا جہاں رہے شیخ الحدیث رہے۔ جب طلبہ کو حدیث کا درس دیتے۔ یا تشریح فرماتے تو حضرت پر رقت طاری رہتی تھی۔ کبھی کبھی زار و قطار روتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے۔ پھر ۱۹۸۰ء میں عوامی درس حدیث کا آغاز ہوا۔ پہلے رہائش گاہ کی بیٹھک میں۔ پھر شرکا مجلس کی کثرت کی وجہ سے نورانی مسجد میں۔ اور جب سامعین کی تعداد میں اضافہ ہوا تو چھ مینارہ مسجد میں درس حدیث ہونے لگا۔

غرضیکہ مدرسہ ہو یا جلسہ گاہ۔ عوامی درس کی مجلس ہو یا چند لوگوں کی محفل، جہاں بھی حضرت حدیث بیان فرماتے تو عشق و محبت رسول کی وجہ سے حضرت کے قلب مبارک پر رقت طاری رہتی تھی جس کا اظہار آواز کی دل گرفتگی اور اشکوں کی روانی سے ہوتا تھا۔

ارباب علم و اصحاب نظر حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ عشق رسول زندگی کی تکالیف کے احساس کو ختم کر دیتا ہے۔ بلکہ رنج میں راحت اور درد میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ حضرت تحسین ملت، کے بارے میں سنا گیا ہے کہ بریلی میں جب اپنے مکان پر ہوتے تو بعد نماز عشا اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر اپنے کمرے کی گھڑی باہر رکھوا کر دیتے کہ اس کی ٹِک ٹِک نیند میں خلل انداز ہوتی ہے۔ ضعف جسمانی کے ساتھ نازک مزاجی کا یہ حال کہ گھڑی کی آواز بھی ناقابل برداشت، لیکن سبحان اللہ یہ عشق مصطفےٰ ہی تھا کہ اندرون ملک اور بیرون ملک۔ ماریشس، افریقہ، زمبابوے وغیرہ کے طویل ترین اسفار میں نہ کبھی جسمانی نقاہت سد راہ بنی اور نہ مزاج کی نزاکت مانع ہوئی۔

جب تشریف لے گئے تو مسکراتے ہوئے اور جب واپس تشریف لائے تو لبوں پر تبسم کے پھول سجائے ہوئے۔ عشق رسول کی اسی کیفیت کا ذکر امام اہل سنت نے فرمایا ہے:

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

وارفتگی کا یہ عالم کہ سفر حج کے موقع پر ارکان حج سے فارغ ہو کر دیار حبیب کی حاضری کے لئے جب سوئے مدینہ جا رہے تھے تو

www.muftiakhtarrazakhan.com

دل کی بے تابیاں عروج پر تھیں اس کیفیت کو خود ارشاد فرماتے ہیں:

دل کو یہ کہہ کر راہِ طیبہ میں بہلاتا ہوں میں
آ گئی منزل تری بس اور دو اک گام ہے

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں

چھ مینارہ مسجد کے سابق امام جناب قاری محمد الطاف رضا صاحب کا بیان ہے کہ کبھی کبھی حضرت نعتِ پاک سنانے کی فرمائش کرتے تھے۔ تو میں کبھی اعلیٰ حضرت کی اور کبھی استاذ زمن کی تصنیف فرمودہ کوئی نعتِ پاک سناتا تو کسی شعر پر حضرت کے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

تقویٰ کا یہ عالم کہ کبھی کوئی کام خلاف شرع سرزد ہوتے کسی نے نہیں دیکھا، کبھی کوئی لفظ خلاف شریعت مطہرہ حضرت کی زبان مقدس سے ادا ہوتے کسی نے نہیں سنا، حضرت کا ہر فعل شرافت کے مطابق اور ہر قول شریعت کے موافق تھا۔

لہٰذا قرآن پاک کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق حضرت صاحب کشف وکرامت ولی کامل تھے۔

اُتراکھنڈ ضلع نینی تال میں قصبہ کچھا کے قریب ایک مقام ہے سرولی کلاں، وہاں کی ایک مسجد میں ہیں سید شہادت علی میاں، کئی سال سے خادم سے کہہ رہے تھے کہ مجھے حضرت سے خلافت دلوا دو، خادم بھی چاہتا تھا کہ سید ہیں باشرع ہیں، صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ کیا حرج ہے، مسلک کا فائدہ ہوگا، اچانک ایک دن صبح کے وقت انہوں نے فون پر کہا کہ میں آ رہا ہوں بریلی شریف چلنا ہے، ان دونوں خادم کے تین بیٹوں محمد فیضان اشرف، محمد فرحان اشرف، محمد حسان اشرف، میں سے درمیان والا یعنی فرحان عرف فرخ بہت علیل تھا اور چند روز پہلے شیل اسپتال بریلی میں ایک ہفتہ سے زیادہ رہ کر آیا تھا، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا، ڈاکٹروں نے آنتوں کی ٹی بی کا مرض بتایا تھا، جب سید صاحب نے فون پر کہا میں آ رہا ہوں تو خادم نے سوچا موقع اچھا ہے، سید صاحب کا کام بھی ہو جائے گا، اور خادم بھی اپنے بچے کے لئے حضرت سے دعا کرائے گا۔

لہٰذا سید صاحب آئے تو خادم اور سید صاحب اور فرحان، تینوں بریلی پہنچ گئے اور دوپہر کے وقت حضرت سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

خادم نے حضرت سے عرض کیا حضور یہ سید ہیں، شہادت علی ان کا نام ہے، سرولی کی مسجد میں امام ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند اور پرہیزگار ہیں، اگر ان کو خلافت عطا فرما دیں تو مسلک کا فائدہ ہوگا، حضرت نے سید صاحب کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا: زبانی خلافت تو میں آپ کو دے چکا ہوں، قاری عرفان صاحب سے سند لے لیجئے، یہ سن کر سید شہادت علی میاں حیران رہ گئے، اور خادم کے ذہن کو بھی جھٹکا سا لگا، لیکن اس وقت خاموش رہا، قاری عرفان صاحب سند کی خانہ پوری کر رہے تھے، اسی اثنا میں خادم نے عرض کیا، یہ بچہ حضور کا غلام ہے محمد فرحان اشرف اس کا نام ہے، علیل ہے، شیل اسپتال کے ڈاکٹروں نے اسے آنتوں کی ٹی بی کا مرض بتایا ہے حضور دعائے صحت فرما دیں، حضرت نے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی، ایک تعویذ عنایت فرمایا، اور فرمایا ڈاکٹر کیا جانتے آنتوں کی ٹی بی نہیں ہے، اللہ شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے۔ کسی حکیم کا علاج کرائیں۔

اس کے بعد سلام ومصافحہ کر کے سب لوگ واپس ہوئے، راستہ میں حضرت کی رہائش گاہ کے قریب ہی خادم کے بیٹے محمد فیضان اشرف کا الماری کا کارخانہ ہے، کچھ دیر کے لئے وہاں رکے تو خادم نے سید صاحب سے پوچھا کہ جب آپ کو حضرت نے زبانی طور پر خلافت سے نواز دیا تھا تو خادم سے ساتھ چلنے کا اصرار کیوں تھا؟ سند قاری عرفان صاحب سے لے لیتے، سید صاحب نے بتایا گذشتہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

دنوں میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت مجھے خلافت عطا فرما رہے ہیں، اور خادم نے سوچا کہ یہی ولایت و کرامت ہے کہ خواب دیکھ رہے ہیں سید شہادت میاں اور اخواب کو ملاحظہ فرما رہے ہیں حضرت تحسین ملت۔ سبحان اللہ

اس کے بعد جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا، کسی حکیم کا علاج کرائیں، خادم اپنے بیٹے کو بدھولیہ بریلی میں حکیم محمد شفیع صاحب کے پاس لے گیا، اور ان کا علاج شروع کر دیا، ساتھ ہی بہیڑی کے ایک ڈاکٹر سے مشورہ کیا، اس نے کہا مجھے شیل کے ڈاکٹروں کی رپورٹوں پر بھروسہ نہیں ہے آپ بمبئی کا الائزہ ٹیسٹ کرائیں، وہ ٹیسٹ کرایا تو معلوم ہوا کہ وہ مرض ہی نہیں ہے جو شیل کے ڈاکٹروں کی رپورٹوں میں تھا، اور خادم نے سمجھ لیا کہ حضرت نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یہ مرض نہیں ہے، حضرت کی دعا کا اثر ہے کہ اب ماشاء اللہ خادم کا بچہ شفایاب اور تندرست ہے۔

کیونکہ دعا کے الفاظ کسی عام انسان کی زبان سے نہیں ایک ولی کامل کی زبان سے نکلے تھے، سچ ہے کہ:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا

اسی سرولی کلاں کے رہنے والے جناب حاجی حبیب الرحمٰن صاحب کا ایک واقعہ ایسا ہی ہے، ان کے ایک عزیز حاجی محمد حنیف صاحب بہت زیادہ بیمار تھے۔ اور بریلی کے مشہور اسپتال کیش لتا میں ایڈمٹ تھے، حاجی حبیب الرحمٰن صاحب حضرت کے پاس گئے، مریض کے حالات بیان کئے اور عرض کیا کہ ڈاکٹروں نے ٹیسٹ کر کے بتایا ہے کہ انہیں کینسر ہے، حضور دعا فرمادیں اور، حضرت نے دعا فرمائی اور فرمایا: یہ مرض نہیں ہے، پندرہ دن کے بعد مجھے حال بتانا، حاجی صاحب کا بیان ہے کہ اسی دوران اسپتال میں ہی ان کی حالت بہت خراب ہوگئی، عزیز و اقارب بہت پریشان اور افسردہ ہو گئے، بعض تو رونے بھی لگے، اچانک مریض نے آنکھ کھولی اور بڑی کمزور آواز میں کہا، گھبراؤ مت میں مروں گا نہیں، کیوں کہ حضرت نے دعا فرما دی ہے، پھر جب پندرہ دن گذر گئے تو مریض یعنی حاجی محمد حنیف رو بصحت ہونے لگے، حتی کہ کچھ دنوں بعد صحت مند ہو گئے معلوم ہوا کہ کینسر نہیں ہے، آج بھی بفضلہ تعالیٰ حضرت کی کرامت کے اظہار کے لئے حیات ہیں اور تندرست ہیں، سچ ہے:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بہیڑی کے قریب موضع پیرانا نکار کے رہنے والے حاجی ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب بہت پریشان تھے کیونکہ گاؤں میں جھگڑا ہوا تھا۔ اور ایک غیر مسلم مارا گیا تھا۔ اور قتل کا الزام ڈاکٹر مجیب پر تھا، مقدمہ کی کارروائی ڈاکٹر مجیب صاحب کے خلاف جاری تھی، آثار ایسے تھے کہ ڈاکٹر مجیب صاحب مقدمہ ہار جائیں گے اور سزا ہو جائے گی۔

حضرت مولانا الحاج محمد مشکور صاحب زید عمرہ و مجدہ مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کے آبائی گاؤں موضع پیگہ کے ساکن جناب حاجی محمد اشفاق صاحب جو حضرت سے بہت قربت رکھتے ہیں ہر سال اپنے گھر پیگہ میں گیارہویں شریف کی نیاز میں ایک جلسے کا انعقاد کرتے ہیں۔ اس میں حضرت بھی شرکت فرماتے تھے۔ بعد میں موضع پیرانا نکار کے جناب میاں اسرار احمد صاحب کے صاحبزادے امتیاز احمد جو علاقائی سفر میں حضرت کے ساتھ رہتے تھے۔ حضرت کو اپنے گاؤں موضع پیرہ لے آتے تھے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی امتیاز احمد حضرت کو پیرا لے آئے تھے۔ ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دے چکا تھا۔ اب حضرت تحسین میاں تشریف لائے تو میں نے مقدمہ کا حال اور اپنی پریشانیوں کا ذکر کر کے دعا کے لئے عرض کیا: حضرت نے دعا فرمائی اور فرمایا فکر نہ کریں، انشاء اللہ بہت جلد بری ہو جائیں گے۔ حضرت کے یہ الفاظ سن کر مجھے یقین ہو

www.muftiakhtarrazakhan.com

گیا کہ مقدمہ سنگین سہی میں ضرور بری ہو جاؤں گا۔ پھر وہی ہوا کہ چند دنوں میں مقدمہ ختم ہو گیا اور میں بری ہو گیا۔ یہ سب میرے مرشد حضور مفتی اعظم کا کرم اور حضرت مظہر مفتی اعظم کی دعا کا اثر تھا۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند زرہ

محلہ قرولان بریلی شریف کے ساکن جناب حافظ سراج احمد صاحب نے یہ واقعہ راقم الحروف خادم محمد سلطان اشرف نوری کو سنایا کہ نقور کشے والا جو حضرت کو مدرسے تک لے جانے والا اور واپسی لانے کی خدمت انجام دیتا رہا ہے۔ اور بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں حضرت کا رکشا والا ہوں۔ وہ کہتا ہے میں بہت غریب آدمی ہوں چھوٹے سے ٹوٹے پھوٹے گھر میں رہتا ہوں۔ گھر کی مرمت کے لئے میں نے دن رات محنت کر کے کچھ رقم جمع کر لی۔ وہ رقم ایک پلاسٹک کی تھیلی میں رکھ کر گھر میں زمین میں گاڑ دی، وہ کہتا ہے کہ اس کا علم اللہ و رسول کو تھا یا مجھے، ایک دن مجھے بہت سخت ضرورت تھی۔ تو مدرسہ سے واپسی پر جب حضرت رکشا سے اتر رہے تھے۔ تو میں نے عرض کیا حضور! پچاس روپے کی سخت ضرورت ہے، یہ سن کر حضرت مسکرائے اور میری آنکھوں میں دیکھ کر فرمایا:

گاڑی ہوئی رقم سے نکال لئے ہوتے...... یہ سن کر میں تو حیران رہ گیا۔ اور حضرت نے اسی وقت اپنی جیب سے پچاس روپے کا نوٹ نکال کر مجھے عطا فرمادیا۔ سبحان اللہ یہی تو ولایت کاملہ ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی عظیم شخصیت کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کے حالات و واقعات لکھے جاتے ہیں...... لیکن حضرت تحسینِ ملت علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری میں ہی ان کے حالات حیات کے موضوع پر ایک کتاب منظر عام پر آ گئی جس کا نام ہے "حیات صدر العلما" اس کتاب کی تقریظ میں ایک عظیم و ضخیم کتاب "جامع الاحادیث" و دیگر کتب کثیرہ کے مصنف و مؤلف و مرتب، جامع معقولات و منقولات، حضرت علامہ الحاج مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی زید عمرہ و مجدہٗ پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف نے راقم الحروف خادم مسلک اعلیٰ حضرت محمد سلطان اشرف نوری کے تعلق سے ایک واقعہ "مظہر مفتی اعظم" کے بارے میں تحریر فرمایا ہے جو بالکل صحیح و درست ہے۔

دراصل تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر ملال کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت صدر العلما کو "مظہر مفتی اعظم" کہا جانے لگا تھا۔

لیکن چونکہ خادم نے مرشد گرامی وقار، سرکار مفتی اعظم عالم علیہ الرحمۃ والرضوان کو بہت قریب سے دیکھا تھا حضرت کے شب و روز دیکھے تھے، شام و سحر دیکھے تھے، سفر و حضر دیکھے تھے، لحہ لحہ سنتِ رسول اللہ پر عمل دیکھا تھا، بات بات میں رشد و ہدایت دیکھی تھی، نفس نفس میں عبادت دیکھی تھی، قدم قدم پر کرامت دیکھی تھی، خصوصی مجلسوں میں عام جلسوں میں حضرت کی موجودگی میں نعتیں منقبتیں پڑھی تھیں، تقریریں کی تھیں۔

لہٰذا خادم کی سوچ یہ تھی کہ آج کے دور میں حضور مفتی اعظم کے علم شریعت و طریقت، عرفان حقیقت و معرفت۔ رشد و ہدایت، ولایت و کرامت، اِتقاء و پرہیز گاری، خوش اخلاقی و خوش گفتاری، علمی فضیلت، فقہی بصیرت، صبر و استغناء، طاعتِ بے ریاء، مفلسوں ناداروں پر مہربانی، بے عمل مالداروں سے روگردانی، غرضیکہ حضرت مفتی اعظم کے بے شمار اوصاف حمیدہ و صفات کمالیہ کا مظہر کون ہو سکتا ہے۔

جلسوں میں نعرے لگتے رہے۔ مظہر مفتی اعظم زندہ باد۔ خواص و عوام کہتے رہے تحسینِ ملت کو مظہر مفتی اعظم۔ لیکن مرشدِ گرامی سرکار مفتی اعظم کی عقیدت خادم کو روکتی رہی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آخر وہ دن آ ہی گیا جب خادم کا ذہن تبدیل ہو گیا اور سوچنے کا انداز بدل گیا۔

قصبہ آنولہ کے قریب خیلم کے مقام پر ایک عظیم الشان جلسہ تھا جس میں حضرت صدر العلما بھی تشریف فرما تھے۔ بعد نماز عشا جلسے کا آغاز ہوا ہزاروں کی تعداد میں سامعین حضرت کے دیدار کے لئے حاضر تھے۔ کئی شعراء و مقررین کے بعد تقریباً ساڑھے بارہ بجے سے دو بجے تک خادم نے تقریر کی۔ حضرت بھی منبر پر تشریف فرما تھے۔ تقریر سے فارغ ہو کر حضرت سے اجازت لے کر خادم قیام پر آ گیا۔ دسمبر کا مہینہ تھا۔ سردی شباب پر تھی لحاف اوڑھ کر لیٹ گیا تو نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے رومال اور چادریں پھیلی ہوئی ہیں، لوگوں کے ہاتھ ان پر رکھے ہوئے ہیں اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں سے کہلوا رہے ہیں:

"یا اللہ یا رحمن یا رحیم دلِ ما را کن مستقیم بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین"

اور خادم سوچ رہا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت کا وصال ہو گیا لیکن حضرت تو بحمدہٖ تعالیٰ حیات ہیں، فوراً آنکھ کھل گئی۔ اسٹیج سے صدر العلما کی آواز آ رہی تھی اور حضرت وہی الفاظ کہلوا رہے تھے مرید ہونے والوں سے جو خادم نے ابھی خواب میں تاجدار اہلسنت سے سنے تھے۔ بس ایک لمحہ ضائع کئے بغیر خادم اٹھا اور جا کر منبر پر حضرت صدر العلما کے قریب بیٹھ گیا۔ اور رومال پر ہاتھ رکھ لیا۔ کیونکہ تاجدار اہلسنت نے خواب میں بتا دیا تھا کہ دور حاضر میں میرے اوصاف و صفات کے مظہر و معتمد خاص مولانا تحسین رضا خاں ہیں۔

اس واقعہ کے بعد جلسۂ عام ہو یا نجی محفل و مجلس۔ ہر جگہ خادم خود تحسینِ ملت کو مظہر مفتی اعظم کہتا رہا اور مظہر مفتی اعظم زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ لیکن افسوس ۳ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک مظہر مفتی اعظم لاکھوں عقیدت مند سوگواروں کو سسکتا، بلکتا، دھاڑیں مار مار کر روتا چھوڑ کر داغِ مفارقت دے گئے۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

لوگ کہتے ہیں کہ کار حادثہ تھا...... لیکن ہم کہتے ہیں کہ حادثہ تو ایک ظاہری کیفیت تھی حقیقت یہ ہے کہ مشیتِ پروردگار نے حضرت کو بہت سے مناصب جلیلہ سے نواز دیا تھا ایک منصب شہادت رہ گیا تھا سو وہ بھی حادثے کی شکل میں عطا فرما دیا کیونکہ آپ کا وہ سفر بھی دین حق کے لئے رشد و ہدایت کا آخری سفر تھا۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کی راہ میں
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

۵ر اگست ۲۰۰۷ء بروز اتوار جنازۂ مبارکہ اٹھا جس میں ہزاروں علمائے کرام شریک تھے کیونکہ آپ علما کے صدر تھے۔ ملک و بیرون ملک کے لاکھوں عقیدت مند تھے جن کے دل رو رہے تھے اور آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ اور عاشق رسول کی زبان حال فرما رہی تھی۔

میرے جنازے پہ رونے والو مرا نہیں ہوں بغور دیکھو
نبی سے ملنے کی آرزو میں لباسِ ہستی بدل گیا ہے

اور سوگوار ہوائیں، غمزدہ فضائیں پکار رہی تھیں:

جو تھے دکھی دلوں کا سہارا چلے گئے
دریائے رنج و غم کا کنارہ چلے گئے
آواز دے رہا تھا کوئی دور سے انہیں
دنیا نے ان کو لاکھ پکارا چلے گئے

محمد سلطان اشرف نوری: خادم التدریس، مدرسہ سلطان العلوم، محلہ شیخوپور، بہیڑی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما انسانیت کے پیکر جمال

مولانا سید محمد میاں

اگر گیتی سراسر باد گردد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

ہر زمانے اور ہر عہد میں صفحۂ عالم پر بعض ایسی شخصیتیں جلوہ افروز ہوتی رہیں جن کو بلاشبہ تاریخ ساز کہا جاسکتا ہے۔ ان کا انداز فکر ونظر ان کا علم وفضل خود اعلان کر دیتا ہے کہ وہ دنیا میں ایک عظیم منصب پر فائز ہیں اور انسانی گروہ کے جلیل القدر باعظمت افراد میں سے ہیں جو دراصل قوم وملت کی رہنمائی کا عظیم کام انجام دینے اور ان کی فلاح و بہبود کے واسطے خاکدان گیتی پر قدم رکھتے ہیں۔

ہمارے اکابرین عظام نے اللہ ورسول کی محبت اور اشاعتِ اسلام میں اپنی زندگیاں فنا کر دیں۔ ایسے لوگ اس کائنات میں آئے اور اپنی خدمات اور اشاعت اسلام سے لوگوں کو مسحور کر دیا، ایسے فرزندانِ اسلام کے اسمائے گرامی بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا اور سب سے آخر میں نبی آخر الزماں علیہ التحیۃ والثنا کو مبعوث فرما کر نبوت ورسالت کا دروازہ بند فرما دیا، آپ کے بعد انسانوں کا تزکیۂ نفس اور ہدایت کا کام آپ کی امت کے اولیائے کرام وصوفیائے عظام کے سپرد ہوا۔ تبلیغ واصلاح اور شریعت کی حفاظت واشاعت علمائے کرام کے ذمہ رہی اور یہی علمائے کرام حامل ومحافظ شریعت وطریقت کہلائے اور ظلمت کدہ عالم میں ہدایت کا چراغ روشن کرنا اور باطل پرستوں کو راہ ہدایت دکھانا انھیں کے ذمہ رہا۔

انہیں مقدس اور پاکیزہ ہستیوں میں سے ایک عظیم اور مایہ ناز ہستی مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلماء شیخ طریقت ومعرفت حضرت علامہ الحاج الشاہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خانصاحب قدس سرہ کی تھی جس کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں، آپ اپنے وقت کے اعلیٰ پایہ کے باکمال عالم وفاضل ومحدث۔ دیندار تقویٰ شعار۔ حق گو۔ حق پرست اور قابل قدر وفخر ہستی تھے اور بہترین علما ومشائخ میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کے علم وفضل ودینی خدمات کا اعتراف ہر صاحب علم ودانش کو ہے اور سنی دنیا کا باشعور فرد بخوبی واقف ہے۔

حضرت موصوف کریم النفس شریف الطبع اور بڑی خوددار طبیعت کے مالک تھے۔ اور اخلاق وانسانیت کے پیکر جمال تھے۔ آپ نے علم وفضل۔ دینی خدمات۔ زہد وتقویٰ وطہارت وپاکدامنی کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ لہذا ہم پر ضروری ہے کہ ہم ایسی عظیم ترین ہستیوں سے جنھوں نے حیات جاوداں حاصل کی سبق لیں۔ ان کی پاک زندگی کا مطالعہ کریں۔ ان کی خوبیوں کو دیکھیں کہ ایسی بزرگ ہستیوں نے ایسے کونسے کارنامے انجام دیئے کہ جن کی وجہ سے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ان کے نام صفحۂ ہستی پر موجود ہیں اور رہیں گے۔

حضرت صدر العلما راقم السطور کے گھر سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور حضرت راقم السطور کے غریب خانہ پر دوبار تشریف لا چکے ہیں اور یہ چند یادیں جو ہمیشہ دل پر نقش رہیں گی کچھ اس طرح ہیں۔

(۱) راقم السطور کے والد ماجد حضرت سید بشر علی میاں صاحب محسن قبلہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند کے انتقال کے موقع پر جب سید محمد عاصم میاں نوری سلمہ نماز جنازہ کیلئے حضرت کی خدمت میں بریلی شریف پہونچے تو طبیعت ناساز ہونے کے باوجود حضرت بہیڑی

www.muftiakhtarrazakhan.com

تشریف لے آئے اور آپ نے والد ماجد کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۲) قصبہ بہیڑی میں ایک جلسہ حفظ وقرأت کے موقع پر جس میں حضرت صدر العلما بھی تشریف فرما تھے۔اس جلسہ میں راقم السطور کے پوتے حافظ سید محمد عاصم میاں سلمہ کے سر پر رسم دستار حضرت کے ہی ہاتھوں انجام پائی تھی۔حضرت سر پر عمامہ لپیٹتے جاتے تھے اور دعائیہ کلمات بھی ادا فرماتے جاتے تھے۔

(۳) قصبہ بہیڑی کے نزدیک ایک موضع پنڈھیرا ہے وہاں ایک جلسہ تھا جس میں حضرت صدر العلما بھی رونق افروز تھے۔اس جلسے میں راقم السطور نے اپنی ایک مختصر تقریر میں جاہل وخلاف شرع پیروں کے متعلق ایک لطیفہ بھی بیان کیا جس کو سُن کر حضرت بہت ہنسے اور کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ"واہ سید صاحب واہ۔بہت خوب"اور جب تک منبر پر تشریف فرما رہے تب تک برابر نیچے نظریں کئے مسکراتے ہی رہے۔

مولیٰ تبارک تعالیٰ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وبطفیل جملہ اولیائے کرام واکابرین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت صدر العلما پر بے شمار رحمتیں وبرکتیں نازل فرمائے اور آپ کی خواب گاہ کو اپنی رحمتوں اور عنایتوں سے بھر دے اور آپ کے درجات کو بلند وبالا فرمائے۔آمین

آخر میں جناب مولوی حسان رضا خاں صاحب کے لئے اللہ تعالیٰ بے نیاز کی بارگاہِ عالیہ میں التجا ہے کہ موصوف کی عمر دراز فرمائے اور موصوف کو اپنے والد ماجد کا سچا جانشین بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

سید محمد میاں محلہ شیخ پور بہیڑی ضلع بریلی شریف

صدر العلما ایک دلنواز شخصیت

مولانا محمد اشفاق حسین قادری

۱۸ ررجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ ایک تبلیغی سفر کے دوران ناگپور سے چندر پور کے راستے میں سڑک کے اتفاقی حادثہ میں مظہر مفتی اعظم محدث بریلوی جلالۃ العلم حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب وصال فرماگئے۔بعد جمعہ یہ خبر بذریعہ موبائل موصول ہوئی،اناللہ وانا الیہ راجعون۔خبر کیا کہ کتنے ہی لمحے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا،گویائی مفلوج ہوگئی،بہت دیر کے بعد جب میں بولنے کے قابل ہوا تو محسوس ہوا ہمارا سرمایہ ہم سے رخصت ہوگیا۔رہے سہے اوسان بھی خطا ہوگئے،پورے برصغیر میں کہرام برپا ہوگیا۔ایک عالِم کی موت ایک عالَم کی موت بن گئی۔وہ بھی کیسے عالم جن کی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ دین متین کی خدمت میں صرف ہوا،جنہوں نے ہر دور میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے ارباب علم پیدا کئے ہوں،جنہوں نے اپنی پر وقار اور باصلاحیت شخصیت کو ملت کے لئے وقف کردیا ہو،اپنی علمی کاوشوں سے کتنے پیچیدہ مسائل کی عقدہ کشائی کی ہو،وہ حضرت محدث بریلوی جو بیک وقت مسند افتاء کی زینت تھے۔رشد وہدایت کے منارۂ نور تھے،جس نے اس دور قحط الرجال میں بزرگوں کے مسلک کو زندہ رکھا ہو،جن کی نشست وبرخاست،رہن سہن،غرض یہ کہ جملہ امور سے سنت مصطفےٰ کی ادائیں جھلکتی ہوں۔آہ!اب وہ ذات گرامی ہمارے درمیان نہیں ہے جس

www.muftiakhtarrazakhan.com

[illegible] رخصت ہو

چکی ہے، ان کے غم میں آج پورا عالم اسلام نوحہ کناں ہے، ان کے جانے سے ایک خلاء پیدا ہو چکا ہے، پوری دنیائے اسلام سوگوار ہے

[illegible]

کس کس کا ذکر کروں ہر آنکھ پُر نم ہے، ہر جگر ٹکڑے ٹکڑے ہے، ہر قلب مضطرب و بے چین ہے۔ حضور محدث بریلوی کو یاد کر کے ایک عام تاثر ہے، اب وقار اہلسنت کی آبرو کی حفاظت کون کرے گا؟ کون اختلاف کے زمانے میں علماء و عوام کے لئے مرجع بنے گا؟ اب کس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنا جائے گا؟ کون ہمارے جلسوں کی سرپرستی کرے گا؟ کون مدارس کی سرپرستی و صدارت کرے گا؟ مشکل کی گھڑی میں اب کون مربیانہ انداز میں شفقت فرمائے گا۔

آہ! افسوس صد افسوس! جماعت اہلسنت کا ایک اہم اور بلند پایہ ستون ہم سے جدا ہو گیا۔ حضرت محدث بریلوی کیا تھے؟ امام احمد رضا کے علم کی آبرو تھے، استاذ زمن کا وقار تھے، حضور مفتی اعظم کے تقوے کی منہ بولتی تصویر تھے، محدث اعظم پاکستان کے علم کے سچے وارث تھے، وہ اپنے اکابرین کے معتمد تھے، وہ اہل سنت کا وقار اور مسلک اعلیٰ حضرت کا افتخار تھے، وہ بیک وقت بلند پایہ ادیب ہشاندار مدرس، عدیم المثال محدث، جلیل القدر مفتی، مایۂ ناز مفکر، شہرۂ آفاق مرشد گرامی کی حیثیت سے عالم اسلام میں جانے اور پہچانے جاتے تھے۔ دراصل محدث بریلوی جیسی نابغۂ روزگار شخصیت شاذ و نادر ہی پیدا ہوتی ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اصل میں انسان تو ہزاروں سال سے پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا مگر انسانوں کے اس انبوہ میں کم ہی ایسے ہوتے ہیں جنہیں میر کارواں کہا جا سکے۔ مبدأ فیاض نے ان کے اندر وہ اوصاف و محامد جمع فرما دیئے تھے جن اوصاف و محامد کی میر کارواں کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ شاعر مشرق نے کہا تھا ؎

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز   یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

قارئین کرام! جماعت اہل سنت نے پورے اعزاز کے ساتھ ان کو قافلہ سالار بنایا اور ان کی زندگی کے آخری لمحات تک اس کو تسلیم بھی کیا۔ حضرت محدث بریلوی نے بھی کبھی قوم کے اعتماد کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ کوئی مسئلہ ہو، کوئی معاملہ ہو حضرت فکر مند رہتے جب تک اس کو حل نہیں فرما لیتے۔ حضرت محدث بریلوی کیا تھے بظاہر تو وہ ایک تن تنہا انسان تھے مگر حقیقت میں وہ ایک انجمن تھے۔ جدھر نکل جاتے راستے گلزار بن جاتے، ایمان و عقیدے کی کھیتی لہلہانے لگتی، شہر پُر رونق بازار مرقعۂ حسن نظر آتے۔

درس و تدریس، تقریر و تحریر، مناظرہ و معاملات، ملت کی شیرازہ بندی غرضیکہ وہ ہر جگہ شانِ قیادت کے ساتھ جلوہ فگن نظر آتے اور ہر محفل میں نمایاں نظر آتے۔ جماعت اہل سنت ان پر جان چھڑکتی تھی۔ حضرت محدث بریلوی بھی جماعت اہل سنت کے شانہ بشانہ نظر آتے تھے۔ کتنے اساطین اسلام ان کو اپنا معتمد کہتے تھے اور ان پر پورا بھروسہ کرتے تھے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ حضور مفتی اعظم، حضور حافظ ملت، حضور مجاہد ملت، حضرت احسن العلماء، حضور محدث اعظم پاکستان ان سب حضرات کے نور نظر تھے حضور محدث بریلوی۔ یہ وہ افراد ہیں جن کے تقدس کی گواہی آنکھ بند کر کے دی جا سکتی ہے۔ حضرت کے ہر قول و فعل سے اسلامی شان ٹپکتی تھی، حضرت محدث بریلوی کی کس کس ادا کا تذکرہ کروں، کس کس بات کا ذکر کروں۔ ہر ماحول میں، ہر انداز میں حضرت منفرد اور بے مثال نظر

www.muftiakhtarrazakhan.com

آتے۔ مجھے اچھے طریقے سے یاد ہے جب میں الجامعۃ القادریہ رچھا میں زیر تعلیم تھا، غالباً ۱۹۸۸ء کی بات ہے، امتحان سر پر تھا، طلبہ میں گفتگو ہوتی تھی۔ دیکھتے ہیں امسال تقریری امتحان لینے کون آتا ہے؟ چونکہ جامعہ قادریہ میں ان دنوں تقریری وتحریری دونوں قسم کے امتحان ہوتے تھے۔ تحریری امتحان سے فارغ ہوتے ہی تقریری امتحان کا دور شروع ہوتا تھا۔ ہم لوگ فکر مند تھے دیکھتے ہیں کون آتا ہے؟ ان ہی ایام میں ایک دن بعد عصر استاذ العلماء، مصنف کتب کثیرہ، صاحب جامع الاحادیث حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے اعلان فرمایا کہ تقریری امتحان کے ممتحن بن کر اس بار حضرت مظہر مفتی اعظم محدث بریلوی تشریف لا رہے ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی اس سے پہلے میں نے حضرت محدث بریلوی کو دیکھا نہیں تھا مگر حضرت کی آمد کا سن کر کتنا خوش ہوا بیان سے باہر ہے، کہاں تو امتحان کی فکر دامنگیر تھی، کہاں حال یہ ہوا کہ کیسے رات کی سیاہی دور ہو اور خورشید خاور جلوہ نما ہو تو ہم بھی نیر برج ولایت، ماہ درخشاں، مظہر مفتی اعظم حضرت محدث بریلوی حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی زیارت کریں۔ بڑی مشکل سے آنکھوں ہی آنکھوں میں رات کاٹی۔ فجر کے بعد انتظار کی گھڑیاں طویل ہوتی گئیں، اشتیاق دید کا عالم یہ تھا کہ حضرت کے ہی تذکرے زبانوں پر تھے۔ (مولانا آفاق صاحب پلیاوی) نے فرمایا کہ آنے والا کوئی معمولی شخص نہیں ہے، ممتحن بن کر آنے والے حضرت خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ ہیں۔ اپنے وقت کے جلیل القدر مفتی و محدث ہیں، اپنے زمانہ کے مایہ ناز شیخ الحدیث ہیں، دل میں ایک کیفیت پیدا ہوئی کہ دیکھیں حضرت کیسے ہوں گے؟ کس قدر جاہ و جلال کے حامل ہوں گے؟ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ ہیں۔ غرض یہ کہ ایک پُر جلال شخصیت کا تصوراتی پیکر تراش لیا، کشاں کشاں حضرت صبح نو بجے تشریف لائے۔ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، کہاں تصوراتی پیکر، کہاں ایک پروقار مگر سادہ دلنواز شخصیت طلبہ کا ہجوم کچھ کم ہوا تو میں نے بھی ساعت ہمایوں سمجھ کر حضرت کی دست بوسی کی سعادت حاصل کی، امتحان شروع ہوا۔ اللہ اللہ کیسا دلنواز تبسم لئے ہوئے حضرت سوال کر رہے تھے اور ہم لوگ نہایت ادب سے ہی جوابات عرض کرتے تھے۔ حضرت نے بہت سے سوالات پوچھے اللہ کی توفیق سے صحیح جوابات عرض کئے۔ حضرت بہت خوش ہوئے حضرت نے پوچھا تمہاری کتاب کس کے پاس ہے؟ میں نے عرض کیا حضور شیخ الجامعہ حضرت علامہ محمد حنیف خان صاحب کے پاس۔ بہت خوش ہوئے، دُعائیں عطا فرمائیں اور حضرت نے محنت، لگن، مسلک کی پابندی، اساتذہ کا ادب، مادر علمی سے محبت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کا خارجی مطالعہ کرنے کا حکم عطا فرمایا۔ جاتے جاتے حضرت نے حکم فرمایا ہمیشہ اپنے مسلک پر قائم رہنا۔ اللہ رب العزت تمہیں عالم دین بنائے تا کہ تم لوگ مسلک اعلیٰ حضرت و مذہب اہل سنت کی ترویج و اشاعت میں حصہ لے سکو۔ یہ پہلا موقع تھا کہ جب محدث بریلوی کی زیارت و خدمت سے ہم لوگ مشرف ہوئے۔ پھر تو سال میں کتنی مرتبہ حضرت کی زیارت کا موقع میسر آیا۔ اتفاق یہ ہوا حضرت علامہ محمد حنیف خان صاحب قبلہ الجامعۃ القادریہ سے بریلی شریف جامعہ نوریہ باقر گنج تشریف لے گئے۔ حضرت کی ہمراہی میں ہم لوگ بھی بریلی شریف حاضر ہو گئے۔ حضرت محدث بریلوی جامعہ نوریہ میں اس وقت شیخ الحدیث تھے۔

اس دوران حضرت کی زیارت و خدمت کا خوب خوب موقع میسر آیا۔ حضرت کا رکشہ جب آتا تو میں اور میرے رفقائے درس مدرسہ کے دروازے پر حاضر رہتے، حضرت کی دست بوسی کرتے، جب حضرت اپنی درسگاہ میں تشریف لے جاتے تو ہم لوگ بھی اپنے اپنے کلاس میں جاتے۔ درس میں گھنٹی ہوتے ہی پہنچ جاتا۔ جب کہ میرے ساتھی تاخیر سے پہنچتے تھے، حضرت فرماتے تم گھنٹی ہوتے ہی آ جاتے ہو جب کہ تمہارے ساتھی تاخیر سے آتے ہیں۔ عرض کرتا حضور میں پڑھنے بھی آتا ہوں اور آپ کی زیارت کرنے بھی۔ حضرت تبسم فرماتے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اورزبانِ فیض ترجمان سے فرماتے ماشاءاللہ روزانہ صبح کو مدرسے کے ایام میں حضرت کی دست بوسی کی سعادت حاصل ہوتی تھی۔ جاتے وقت بھی حضرت کی دست بوسی کا موقع مل جاتا۔ یہ وہ سعادت ہے، جس کو میں اپنے لئے بہت بڑی نعمت سمجھتا ہوں۔ پھر یہ ہوا کہ میں پرانے شہر میں مرزائی مسجد میں خطیب مقرر ہوا۔ پھر تو حضرت کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان دنوں انجمن فرضِ مومن خوب جلسوں کا انعقاد کراتی تھی۔ میں بحیثیت مقرر، حضرت بحیثیت صدر وسرپرست تشریف لاتے۔ چونکہ میرا شروع سے مزاج رہا ہے کہ عام مقررین کی روش سے ہٹ کر معتبر روایت ہی بیان کرتا ہوں۔ حضرت محدث بریلوی مسکراتے اور دعا دیتے کہ تمہاری تقریر یاوہ گوئی اور جملوں کی اُلٹ پھیر سے صاف ہوتی ہے۔ حضرت بہت دعائیں دیتے، جلسہ کے اختتام پر جب تک حضرت کا رکشہ تیار نہیں ہوتا تھا۔ میں حاضر رہتا کبھی کبھی حضرت فرماتے تمہاری تقریر ہو چکی ہے، جاکر سو جاؤ۔ صبح تمہیں مدرسہ بھی جانا ہے۔ عرض کرتا حضور آپ کی زیارت ورفاقت کے جو لمحے میسر ہیں وہ میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ مجھے میرے سرمائے سے محروم نہ فرمائیں، حضرت تبسم فرماتے۔

انہیں ایام میں نواب مُنن صاحب کا انتقال ہوا، ان کے بیٹے عالی جناب فرید خان صاحب نے آکر کہا مولانا صاحب ابا میاں کی نماز جنازہ اگر حضرت پڑھادیں تو بہت اچھا ہو۔ ابا میاں کی خواہش بھی تھی۔ حضرت کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا، حضرت نے قبول فرمایا۔ حضرت تشریف لائے مرزائی مسجد کے صحن خارج میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ نماز جنازہ سے فراغت کے بعد عصر کی نماز کے لئے حضرت سے عرض کیا حضور! نمازِ عصر یہیں پر ادا فرمالیں حضرت نے فرمایا کیا مضائقہ ہے؟ میں نے ہر چند کوشش کی کہ حضرت امامت فرمائیں مگر حضرت نے حکم فرمایا نہیں، تمہیں نماز پڑھاؤ۔ میں سمجھ گیا کہ آج سے میرا مقدر بلند ہو گیا کہ اپنے وقت کی نابغۂ روزگار شخصیت، مظہر مفتیٔ اعظم کا حکم ہے کہ نماز تم پڑھاؤ۔

خیر حضرت کی کس کس پر کتنی عنایتیں تھیں یہ لکھنا تو بہت دُشوار ہے مگر اجمالاً ہی سہی ایک مرتبہ برسات کے دنوں میں حضرت مدرسہ تشریف لائے، اتفاق یہ ہوا بارش زور سے ہونے لگی، حضرت شرابور ہو گئے مدرسین وطلبہ جمع ہو گئے تھے، عرض کیا حضور! لباس تبدیل فرمالیں ورنہ یہ بھیگنا آپ کو نقصان دے جائے گا۔ حضرت نے پیار سے منع فرمایا کہ تھوڑی دیر میں کپڑے سوکھ جائیں گے۔ مدرسین وطلبہ چلے گئے۔ حضرت اپنی درسگاہ میں تشریف لے گئے۔ میرے ہم درس ساتھی مولانا آفاق، مولانا عبدالواحد، مولانا سلیم، مولانا نواب صاحب حضرت کی خدمت میں اجازت کے بعد حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا حضور! لباس تبدیل فرمالیتے تو ہمیں سکون مل جاتا۔ حضرت نے مسکرانے کے بعد فرمایا اچھا ہے۔ اتنا فرمانے کے بعد حضرت خاموش ہو گئے، موقع غنیمت جان کر میں نے عرض کیا حضور! کس کے کپڑے لاؤں؟ حضرت نے فرمایا کیا مدرسہ میں مولانا حنیف خان صاحب ہیں؟ عرض کیا حضور! ہیں فرمایا جاؤ ان کے کپڑے لے کر آؤ۔ میں نے عرض کیا حضور ان کا لباس شاید پورے طور پر فٹ نہ ہو سکے۔ حضرت نے فرمایا نہیں، تم ان کے ہی کپڑے لے آؤ۔ میں حضرت استاذ گرامی صاحب جامع الاحادیث کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا۔ حضرت بنفس نفیس اپنے ہاتھوں سے دُھلا دُھلایا لباس لے کر حاضر ہوئے اور حضور محدث بریلوی کی خدمت میں پیش کر دیا، پہنا تو واقعی کرتا تھوڑا اونچا تھا، دوسرے مدرسین بھی آگئے اور انہوں نے عرض کیا حضرت فلاں مولانا صاحب قد میں آپ کے جیسے ہیں، ان کا لباس پہن لیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں یہی ٹھیک ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں ایک پاکباز شخصیت اپنے لائق فائق شاگرد کو پہچانتی تھی کہ لباس کس کا بہتر رہے گا اللہ اللہ! یہ عنایتیں، یہ شفقتیں کہ حضرت مولانا حنیف خانصاحب کو زمانے کے لئے اپنے عمل سے ممتاز فرمادیا۔ یہ انہیں کی نظر کرم تھی اور انہیں کا حصہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھا۔حضرت مظہر مفتی اعظم یوں تو بہت نحیف و نزار تھے مگر اپنے ارادے کے کوہ ہمالہ تھے، بات ۹۲ء کی ہے۔بابری مسجد کی شہادت کے بعد پورے ملک میں آگ لگ چکی تھی، بریلی شریف بھی اس آگ سے نہ بچ سکی، کرفیو کے ایام گذرنے کے بعد مدارس کھلے مگر آپسی اتحاد نفرت وعداوت میں بدل چکا تھا۔شہر کے حالات دیکھ کر اندازہ کرنا مشکل تھا کہ حالات کیا رخ اختیار کریں گے، میں اور میرے کچھ دوست خاص طور پر جناب اختر حسین، جناب دلدار حسین، جناب معین خاں ساکن سیلانی بریلی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ شہر کے حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، حضور! آپ چند روز مدرسہ نہ جائیں۔جب امن وامان ہو جائے تب تشریف لے جائیں۔حضرت نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا حضور آپ کو بریلی شہر میں لوگ اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں۔حالات کیا رخ اختیار کریں کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شر پسند آپ کی اذیت رسانی کا باعث بنے چونکہ آپ تن تنہا رکشہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اس بات سے خوف کھاتے ہو کہ کوئی مجھے شہید کر دے گا۔تو الحمد للہ میری تمنا ہی یہ ہے اور اگر میں موت کے ڈر سے گھر میں بیٹھ جاؤں تو کیا ضمانت ہے؟ اگر میرا وقت پورا ہو چکا ہے تو موت یہاں پر بھی آجائیگی۔مجبوراً ہم نے عرض کیا حضور تو پھر ایسا کریں راستہ بدل لیں اور ہم میں سے کسی کو ہمراہی میں رکھ لیں تاکہ کچھ تو ہم لوگوں کو طمانیت رہے۔حضرت نے فرمایا نہ میں راستہ بدلوں گا اور نہ کسی کو ساتھ رکھوں گا۔میرا حامی و ناصر میرا پروردگار ہے۔مجبوراً ہم لوگ واپس ہوئے،شہر کے حالات بد سے بدتر ہو جانے کے باوجود بھی حضرت نے مدرسہ آنا نہیں چھوڑا مگر اللہ کے ولی کی دلی تمنا شہادت تھی۔پندرہ برس کے بعد بشکل دیگر پروردگار نے پوری فرمادی۔

الحاصل حضرت ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی یادیں ہمارے مشام جاں کو معطر کئے ہوئے ہیں۔جانے والا چلا گیا مگر اپنے تلامذہ وخلفاء کی ایک کثیر تعداد مسلک ومذہب کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔اللہ رب العزت حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی قبر انور پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور حضرت کے فیض کو عام سے عام تر فرمائے۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں بہت کچھ جاچکے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

اس قحط الرجال میں حضور محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے جانے سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ پر ہونا تو مشکل اور قریب ناممکن ہے مگر ہم ان کے مشن کو آگے بڑھا کر، ان کے پیغام کو گھر گھر پہنچا کر کسی حد تک حضرت کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں۔ضرورت ہے حضرت محدث بریلوی کے نام پر اسکول قائم کئے جائیں۔مکاتب ومدارس کا جال پھیلایا جائے، ادارۂ تصنیف وتالیف قائم کیا جائے۔

حضرت "امام احمد رضا اکیڈمی" بریلی شریف کے سرپرست تھے۔اکیڈمی کے کاز کو آگے بڑھایا جائے، لائبریری قائم کی جائے، اسکولوں، کالجوں، یونیورسیٹیوں تک حضرت محدث بریلوی کی فکر کو پہنچایا جائے۔

ملک اور بیرون ملک حضرت محدث بریلوی پر سیمینار منعقد کئے جائیں جس میں حضرت کی فقہی بصیرت، علمی استحضار، وسعت مطالعہ، علوم وفنون کی جامعیت، فکر ونظر کی پختگی پر خاصہ مواد فراہم کیا جائے۔

قابل مبارکباد ہے ادارہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف جس نے حضرت محدث بریلوی کی حیات وخدمات اور چھوڑے ہوئے علمی سرمائے پر حضرت کی حیات مستعار کے ایک ایک گوشے کو "تجلیات رضا" کے "صدر العلماء نمبر" کو ضخیم صورت میں قوم کے سامنے

www.muftiakhtarrazakhan.com

لانے کا عزم مصمم کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کو کامیاب وکامران فرمائے اور تمام سوگواران اہل سنت تک حضرت کی زندگی کے مبارک حالات کتابی شکل میں پہنچ جائیں فقط۔

محمد اشفاق حسین قادری پیلی بھیتی چیئرمین امین ملت ایجوکیشنل ٹرسٹ، دہلی ۲۰ ر اگست ۲۰۰۷ء

صدر العلما محبوب عوام وخواص

مولانا محمد نجف علی قادری (رامپور)

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو ندائے غیبی ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے فلاں بندے کو اپنا محبوب ومقرب بنالیا ہے۔ اے لوگو! تم بھی اس سے محبت کرو۔ خداوند قدوس جل مجدہٗ اپنے اس محبوب بندے کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا فرمادیتا ہے اور پھر مخلوق خدا اس محبوب بندہ کی طرف کشاں کشاں، جوق در جوق چلی آتی ہے۔ اور معرفت خداوندی کی لازوال دولت خدا کے اس محبوب بندہ کے ذریعہ حاصل کر کے اپنی دنیا بھی سنوارتی، اور عقبیٰ بھی منور وتابناک بناتی ہے۔

ان ذوات قدسیہ میں مظہر مفتی اعظم، صدر العلما حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں نوری، بریلوی کا بھی شمار ہوتا ہے۔ صدر العلما گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے۔ ان کے قریب رہنے والے، ان کی فیض صحبت سے مستفید ہونے والے، ان کو صرف ایک نظر دیکھنے والے، ان کے تلامذہ، مریدین، اور ان کے دست کرم کے مرہون منت۔ ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، مختلف گوشوں کو اپنی اپنی بساط بھر اجاگر کر کے دنیا والوں کو اس سے روشناس کرائیں گے میں یہاں خدا کے اس محبوب بندے صدر العلما کی عوام الناس میں مقبولیت اور محبوبیت سے ہی بحث کروں گا۔

حضرت صدر العلماء کو اپنی مختصر ملاقات میں جب بھی دیکھا مسکراتے دیکھا اس سے ان کی طمانینت قلب کی عکاسی ہوتی ہے۔ اور ان کا نحیف ولاغر جسم مقدس اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ خوف خدا ان کی رگ وپے میں سرایت کر چکا ہے۔ جس نے قلب وروح کو مجلّی ومصفّٰی کر دیا ہے۔ اور یہ ہی خدا کا محبوب ومقبول بندہ ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کے قریب رہ کر ان سے فیض حاصل کرتے۔ بعد عصر ان کے دولت کدہ پر لوگوں کی بھیڑ رہتی جو اپنی اپنی ضرورتیں بارگاہ صدر العلماء میں پیش کر کے مطمئن ہو جاتے کہ اب ہماری مشکلات کا حل نکل آیا۔ ان آنے والوں میں مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی ہوتے اور ان کا فیض سب کیلئے یکساں ہوتا۔ بارش کرم برستی تو سب کو فیضیاب کر دیتی۔

اس حقیقت کو واشگاف کر دیا، حضور صدر العلماء علیہ الرحمۃ کے جلوس جنازہ نے، جس میں پانچ لاکھ چاہنے والے موجود تھے۔ یہ سب ملک کے طول عرض سے ہی نہیں بلکہ غیر ممالک سے دیار رضا بریلی شریف میں اپنے محسن ومربی، اپنے شیخ واستاذ اور اپنے فیض رساں کے آخری دیدار کے لئے سمٹ آئے تھے۔ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد عام خیال یہ تھا کہ اہل سنت وجماعت کے مرکز بریلی میں اب کون شخصیت ایسی ہے جو اس قدر مقبول عام ہو مگر حضرت صدر العلماء علیہ الرحمۃ کے وصال نے

www.muftiakhtarrazakhan.com

دنیا والوں کو یہ بتا دیا کہ مرکز علم وعرفان بریلی خالی نہیں۔ انگشت نمائی کرنے والے اپنی اس بدگمانی سے بچیں اور سوچیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا فیضان جب عالم اسلام پر سایہ فگن ہے تو کیا وہ اپنے خانوادے کے افراد کو یوں ہی چھوڑ دیں گے۔ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ حضور صدر العلماء کی شخصیت وہ ہے کہ جس نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مأۃ ماضیہ کا روحانی فیض بھی حاصل کیا اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم مجدد ماۃ حاضرہ کی حیات مبارکہ میں علمی وروحانی دونوں فیض پائے اور نمونہ سلف بن کر زندگی گزاری۔ بلاشبہ وہ مظہر مفتی اعظم ہند تھے۔ ان کا دل عشق رسول سے سرشار تھا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

صدر العلماء ''خلوت میں جلوت اور جلوت میں خلوت'' کے خاصہ سے متصف تھے۔ یعنی جب وہ خلوت میں ہوتے تو اپنے چاہنے والوں کو نہیں بھولتے، ان کی حاجتوں کو بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے او جب وہ مخلوق کے درمیان ہوتے تو اپنے خدا کو نہیں بھولتے۔ یعنی دل بیار دست بکار۔

مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کا سانحۂ ارتحال نہ صرف دنیا بھر کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کے واسطے غم والم کا سبب ہے بلکہ مذہب حق اور ملت بیضا کا ایک عظیم اور نا قابل تلافی نقصان ہے۔

ہمارے لئے یہ احساس بھی جانگداز ہے کہ اس خلد کو پُر کیسے کیا جائے۔ رب العالمین قادر مطلق ہے وہ غیب سے مدد فرمائے اور آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حسان رضا خاں رضوی مدظلہ العالی کے ذریعہ وہ تمام ذمہ داریاں کماحقہٗ پوری کرائے جو صدر العلماء کے ذمہ تھیں۔ حضرت صدر العلماء کی شخصیت شبیہ غوث اعظم مجدد ابن مجدد اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات لاثانی کا آئینہ تھی۔ بہت سی مذہبی وملی تنظیمیں آپ سے وابستہ تھیں۔ اور آپ ان کے روح رواں تھے۔ لوگ دعاؤں کیلئے آپ کے پاس آتے فتاویٰ کے لئے، کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا تو اس کے تصفیہ کے لئے آتے، تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے اور راہ حق کے متلاشی آپ کے فیض صحبت سے فیضیاب ہونے کیلئے بیماری وعلالت میں دعا وتعویذ کیلئے آتے گویا کہ آپ کی ذات مرجع خلائق تھی حیات ظاہری میں بھی اور بعد وصال بھی مرجع خاص وعام ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ دنیا کبھی بھی ایسی خدا رسیدہ اور برگزیدہ ہستیوں سے خالی نہیں رہی کہ جنہوں نے راہ حق میں بھٹکے ہوؤں کی راہنمائی نہ کی ہو۔ اور انہیں اندھیروں سے نکال کر اجالوں سے منور ومجلی نہ کیا ہو۔ سرزمین ہند اور خاص کر بریلی شریف کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ جہاں ایسے ایسے عاشقان خدا جل جلالہ رسول ﷺ موجود رہے کہ جنہوں نے ہر دور میں آواز بلند کی اور باطل قوتوں کو پاش پاش کر دیا۔ حق کے متلاشی ان کے نقش پا پر چل کر معرفت کی منزلیں طے کرتے رہے۔ اور روسائے وقت اپنے تمام تر جاہ وجلال ودبدبے کے باوجود ان کی چاکری میں فخر محسوس کرتے رہے۔ ان عظیم شخصیتوں میں خانوادہ رضا کے چشم وچراغ صدر العلماء کی بھی ذات ہے جن کے سلسلہ میں کچھ لکھنا مجھ جیسے کم علم کیلئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ ایسی ہستی کے تذکرہ کے واسطے نہ میرے پاس اس قدر علم ہے نہ استعداد۔

کہاں میں اور کہاں دعویٰ مجھے ان کی محبت کا نوازش نے انہیں کی اپنا دیوانہ بنایا ہے

حقیقت یہ ہے کہ حضرت صدر العلماء کے کردار وعمل اور ان کی روشن وتابناک زندگی کے گوشوں کو بیان کرنے کیلئے زبان وقلم

www.muftiakhtarrazakhan.com

دلوں کو بڑی احتیاط اور بڑے اعتمادی ضرورت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے رگ، وپے میں عشق رسالت کا والہانہ پن، ورفتگی شوق اور الفت اولیائے کرام میں فنائیت اس درجہ رچی بسی ہے کہ جس کو بیان کرنا ہر ایک کا حصہ نہیں۔ صدر العلما ہمہ وقت تبلیغ دین متین میں سرفروشانہ عزم وحوصلہ کے ساتھ مصروف رہے۔ تبلیغ کیلئے نہ انہیں کسی اعلیٰ سواری کی ضرورت تھی نہ جاہ وحشم اور ہمدم وخدم کی۔ ان کی سادگی میں وہ رچاؤ تھا کہ ایک بار جوان کا گرویدہ ہو جاتا۔ ان کی پر بہار شخصیت تبلیغ دین کرنے والوں کے لئے ایک نمونہ عمل اور آئینہ ہے۔

حضرت صدر العلما عالم اسلام خصوصا برصغیر ہندو پاک کی ان متقدر شخصیتوں میں سے ایک تھے جن کے قدم سے علم وعمل کی بہاریں ہر چہار جانب جلوہ ساماں ہیں۔ جنہوں نے اپنے پیچھے امت مسلمہ کی فلاح وبہبود کیلئے اپنے شاگردوں، مریدوں اور اپنے روشن تابناک کردار کا ایک ایسا سرمایہ چھوڑا ہے جو صبح قیامت تک قوم مسلم کے کام آئے گا۔ اور جو اتنا عظیم سرمایہ چھوڑے اس ذات گرامی کا تذکرہ اس کی یاد انجمن درانجمن رواں دواں رہے گی۔ اور اس کی محبت کے نقوش ہر دل میں ابھرتے رہیں گے۔ جگر نے کیا خوب کہا ہے۔

جگر راہ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں　　　کہ دنیا دیکھتی ہے اور مجھ کو یاد کرتی ہے

بہر حال صدر العلما علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کا دنیائے سنیت میں سب سے زیادہ قابل قدر انکا خلوص عمل اور جذبۂ دلی ہے جس نے مذہب وملت کی خاطر انہیں ہمیشہ فعال ومتحرک رکھا۔ وہ حقیقت میں تنہا تھے مگر ان کی گوناں گوں خوبیوں، اچھائیوں تقدس اور پرہیزگاری، خوش طبعی، نرم کلامی اعلیٰ ظرفی اور دیگر عظیم خوبیوں کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں اک انجمن ایک فعال قائد اور ایک زندہ تنظیم تھے۔ صدر العلما سے میرا رابطہ اس وقت ہوا جب وہ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ کے درجہ حدیث شریف کے طلبہ کے امتحان لینے کے لئے رامپور تشریف لائے۔ تو میں نے ان کو لائق تحسین اور اسم بامسمّیٰ ہی پایا۔

صدر العلما کے وصال کی خبر سے دل کو دھچکا لگا، آنکھیں پرنم ہو گئیں خود فراموشی کے عالم میں "انا لله وانا اليه راجعون" پڑھا اور مصمم ارادہ کر لیا کہ میں بھی صدر العلما علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کروں گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے جنازہ کی شرکت گنہگاروں کے لئے باعث سعادت ہی نہیں بلکہ مغفرت کا ذریعہ بھی ہے۔ جنازہ میں شرکت بھی ہوئی اور دیدار بھی ہوا ۔۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ ۵راگست ۲۰۰۷ء کی صبح کو قاضی شرع ومفتی ضلع رامپور خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی جمالی شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ رامپور کے ہمراہ میں اور چند ساتھی جن میں مولانا ولی محمد صاحب رضوی شیخ الادب جامعہ بھی شامل تھے۔ بذریعہ کار بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صدر العلما کو علم وعرفان کی وہ لازوال دولت عطا فرمائی تھی کہ جس نے انہیں مقبول خاص وعام بنا دیا۔ وہ درسگاہوں سے لے کر خانقاہوں تک قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ وہ صرف ایک عالم، ایک فقیہ، اور ایک بے مثال مفتی ہی نہیں تھے بلکہ ایک ولی کامل بھی تھے۔ وہ تازیست آسمان ولایت کے افق پر آفتاب وماہتاب کی صورت میں حضور مفتی اعظم کی زندہ کرامت بن کر جگمگاتے رہے۔ آج بھی ان کی شخصیت کی تابانی ضوفشانی اور چمک دمک سے لوگوں کی نظریں خیرہ ہیں۔ بلاشک وشبہ اپنے دور کے اتقیاء کی رنگا رنگ کہکشاں میں وہ نہ صرف منفرد ممتاز ہیں بلکہ آبروئے شب زندہ دار بھی ہیں۔ وہ بظاہر ہم سے رخصت ہو گئے مگر حقیقت یہ ہے۔

نہیں ہے پیر میخانہ مگر فیضان باقی ہے　　　کہ اب تک میکدہ سے بوئے عرفانی نہیں جاتی

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ہمارا سچا خراج عقیدت یہ ہو گا کہ جہاں ہم ان کے ایصال ثواب کی محفلوں کا انعقاد

www.muftiakhtarrazakhan.com

کریں۔ وہیں ان کے نقوشِ حیات کو اپنی زندگیوں میں اتار لیں۔ اللہ رب العزت ہمیں ان کی سچی عقیدت ومحبت عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہِ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔ محمد نجف علی قادری رضوی

غفرلہٗ نائب شیخ الحدیث ومفتی مرکزی درس گاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ، گنج قدیم رامپور (یو۔ پی)

صدر العلما کی امانت داری وبزرگی

مولانا حبیب القادری طیبی

تلمیذ تحسین ملت علامہ سعید اختر صاحب بھوجپوری کا بیان ہے کہ میں چھوٹا سا تھا مظہر اسلام میں آپ کے زیر سایہ رہ کر تعلیم حاصل کرتا تھا اس وقت آواز اچھی تھی خوش گلو تھا جلسوں اور میلادوں میں نعت وغیرہ پڑھتا تھا اس وقت حضرت کے گھر میں عسرت اور تنگدستی کا عالم تھا مظہر اسلام سے پونے دوسو روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی اس کے باوجود بھی میرا پیسہ۔ جوں کا توں رکھتے تھے ایک مرتبہ زیادہ ہی خرچ کے لئے پریشان ہوگئے تو حضرت نے مجھ سے فرمایا سعید اختر تمہارے دوسو روپے جو بطور امانت ہمارے پاس رکھے ہیں اس میں سے بیس روپے لے کر اپنی ضرورت کو پورا کرلیں اگر تم اجازت دو تو لے لیں ہمارے پاس جب ہو جائیں گے تو انہیں روپیوں میں رکھ دیں گے، میں نے عرض کیا! حضور اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے یہ سب آپ ہی کے ہیں اپنی ضرورت کو پورا کرلیں قارئین کرام! آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ کہاں ہیں ایسے لوگ جو ہر موڑ پر شریعت کا اتنا لحاظ وپاس رکھتے ہوں۔ آپ کی امانت داری اور انہیں سب صفات حسنہ کی بنیاد پر آپ کی شرافت وبزرگی عوام الناس وعلما کے نزدیک مسلم ہے بلاشبہ آپ عمدۃ الخلف بقیۃ السلف تھے اور حضور مفتی اعظم ہند کے وصال مبارک کے بعد باعتبار عمر وعلم وبزرگی موجودہ خاندان رضا وحسن کی سرپرستی فرماتے رہے! اور ملک اور بیرونی ملک کے کتنے مدرسے تنظیمیں سوسائٹیاں آپ کی سرپرستی میں چل رہی ہیں آپ کی مخصوص دعائیں ہمیشہ ان کے ساتھ ہیں یہ آپ کی بزرگی کا بین ثبوت ہے۔

کشف وکرامات

محب گرامی وقار حضرت حافظ محمد یامین صاحب مدرس جامعہ عربیہ رضویہ اشاعت العلوم وخطیب وامام روڈ والی مسجد بنڈیا کچھا اتراکھنڈ جو صاحب الرائے ایک اچھے مشیر اور ملنسار انسان ہیں، آپ کے وصال پر ملال اور حادثۂ فاجعہ کی خبر سننے کے بعد قصبہ کچھا کی جامع مسجد میں مسلمانان کچھا کی طرف سے ایک مجلس ایصال ثواب کا انعقاد کیا جس میں شہر کے ائمۂ مساجد ودیگر علمائے اہل سنت شریک ہوئے حافظ صاحب موصوف نے حضور تحسین ملت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کے متعلق ایک حیرت انگیز اور تعجب خیز واقعہ بیان کیا اور اس واقعہ کی صداقت وحقانیت کی سب سے روشن دلیل یہ ہے کہ یہی حافظ صاحب موصوف آج سے دو سال قبل موضع جاٹوں پیلیا کے اندر جلسۂ بیعت میں حضور تحسین ملت علیہ الرحمہ کی موجودگی میں بیان کر چکے تھے، لہٰذا اس میں اب تو کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے حافظ صاحب موصوف نے بیان کیا کہ جمعہ کا مبارک دن تھا نماز جمعہ سے کچھ پہلے ایک خوبصورت صحت مند چہرے پر داڑھی اسلامی وضع قطع سے آراستہ ایک شخص مسجد میں وارد ہوا میں جب گھر سے مسجد کے اندر آیا تو اس نو وارد شخص کو دیکھ کر میں نے گمان

www.muftiakhtarrazakhan.com

کیا کہ چندہ کے لئے آیا ہوگا پھر اس پر مستزاد جمعہ کا دن میرا گمان یقین میں بدل گیا اور میں پوچھ ہی بیٹھا کیا کسی مدرسے یا کسی مسجد یا اپنی ضرورت کے لئے چندہ کرنے آئے ہو اس نے جواب میں کہا نہیں حضرت نہیں میرے خواجہ نے اور بریلی کے مولانا صاحب نے اتنا دے دیا اور اس حد تک میری ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے مجھے اب کسی چندے ونڈے کی ضرورت نہیں۔

یہ ڈائری اور قلم ہے شعر و شاعری کرتا ہوں نعتہائے مصطفیٰ و مناقب اولیاء لکھتا ہوں اور الحمد للہ میں زندگی گزر رہی ہے جب اس نے یہ کہا تو میں اس کی طرف بھر پور طریقہ سے متوجہ ہوا اور اس کی داستان انقلاب زندگی سننے کا میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا میرے ذہن سے ساری بدگمانیاں دور ہو گئیں اس نے واقعہ شروع کیا اور کہا کہ میں کچھا کے قریب شانتی پور نمبر ۵ کا باشندہ ہوں اور ایک ہندو ٹھاکر کی اولاد ہوں کچھ دن پہلے ایک مہلک اور لا علاج بیماری میں مبتلا تھا جس کی بنا پر مجھے ایک جھونپڑی میں اکیلے اور تن تنہا ڈال دیا تھا، دوست احباب اعزہ واقارب اور بھائیوں، بہنوں نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا تھا یہاں تک کہ والد مہربان اور مادر مشفقہ اور رفیق حیات نے بھی مجھ سے منہ موڑ لیا تھا کوئی بھی میری اس لا علاج بیماری بدبو کی وجہ سے جھونپڑی میں آنا گوارہ نہ کرتا تھا میرا نہ کوئی مونس تھا نہ کوئی غم خوار اکیلا چارپائی پر کروٹیں بدل رہا تھا اور زندگی کی آخری سسکیاں لے رہا تھا اور موت وحیات سے جنگ کر رہا تھا اچانک ایک دن ایسا ہوا میری جھونپڑی کے دروازے پر ایک پھیری کرنے والا اپنی سائکل پر قوالی کی کیسٹ لگائے ہوئے تھا اس قوالی میں خواجہ اجمیری کی کرامتوں کا ذکر تھا بے ساختہ میرے دل سے اخلاص کے ساتھ ایک پکار نکلی لاکھوں کی بگڑی بنانے والے خواجہ اللہ کے اذن سے مریضوں کو شفا دینے والے خواجہ بے نواؤں محتاجوں کی یاوری کرنے والے مہاراجہ مجھ کو بھی اس موذی مرض سے شفایاب فرمادیجئے مجھ پر بھی دیا کیجئے اور اپنی کرپا سے مجھ بے کس اور بے بس کی بیماری صحت مندی میں تبدیل فرمادیجئے ، پھیری والا تو چلا گیا میں یونہی انکا نام لے لے کر روتا رہا، اور فریاد کرتا رہا روتے روتے میری آنکھ لگ گئی تھوڑی ہی دیر کے بعد خوبصورت چہرے والے متناسب الاعضاء ایک بزرگ خواب میں تشریف لائے اور انہوں نے سر سے لیکر پیروں تک اپنا دست کرم پھیرا اور تشریف لے گئے میں جب نیند سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے جسم کے اندر قوت، وتوانائی نظر آئی اور مجھ کو ایسا محسوس ہوا کہ میں مریض ہی نہ تھا میں سمجھ گیا کہ مجھ پر کرم کرنے والے وہی اجمیر کے ولی خواجہ ہیں جن سے میں نے خلوص دل سے فریاد کی تھی انہوں نے خواب میں آکر میری تقدیر کو بدل دیا۔

دل سے جو آہ نکلتی ہے اثر رکھتی ہے	پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی	بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میں صبح اٹھکر بغیر کسی کو بتائے کچھا کی طرف چل دیا اسٹیشن پر پہونچا بریلی کے لئے گاڑی پکڑی بریلی جنکشن پر اترا بریلی جنکشن پر ایک شخص لحیم وشحیم موٹے تازے خوبرو رخسار مثل سیب کے اگر ناخون ماردو تو خون چھلک آئے میرے پاس آئے اور گاڑی آنے تک میرے ہی پاس رہے اور جب ٹرین آگئی تو اجمیر کی طرف جانے والی گاڑی پر بٹھا کر غائب ہو گئے میں انکو دیکھتا ہی رہ گیا میں نے کسی سے کچھ نہ پوچھا بس چلتا رہا

ان کا پتہ نہ پوچھ بس آگے بڑھے چلو	ہوگا کسی گلی میں تو میلا لگا ہوا

یہی سوچتا سوچتا میں اجمیر کی نگری میں پہنچ گیا میں نے اسی خواجہ کی بارگاہ میں جا کر حاضری دی جس نے میرے مرض کو دور کیا تھا اور کمزور جسم کو توانائی بخشی تھی اور مجھ کو یہاں آنے کے قابل بنایا تھا دعائیں مانگتا رہا، روتا رہا گڑگڑاتا رہا اور خواجہ کی بارگاہ سے فیوض وبرکات حاصل کرتا رہا ایک دن میں مزار خواجہ کے قریب صحن میں سو رہا تھا حضرت خواجہ اجمیری نورانی صورت بزرگوں کے ساتھ خواب میں تشریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

لائے اور پھر انہوں نے میرے پورے جسم پر ہاتھ پھیرا اور ان بزرگوں میں سے ایک بزرگ کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے جتا جتا کر کہا ان بزرگ کو اچھی طرح دیکھ لے یہ بریلی کے مولانا تحسین رضا ہیں یہ تجھ کو بریلی میں ملیں گے یہی تجھ کو مسلمان کریں گے اور تیری دینوی ضرورتوں کو پورا کریں گے حالانکہ بزرگ اور بھی تھے اس بافیض دربار سے آنے کو دل تو نا چاہتا تھا لیکن ایک دن میں اچانک اجمیر سے بریلی کی طرف چل دیا ان بزرگ کی شکل وصورت میرے ذہن میں رہی بریلی جنکشن پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ تحسین میاں باہر گئے ہوئے ہیں۔

آگے بیان کرتا ہے کہ میں بریلی سے چل کر پنت نگر کے پاس ایک مقام لنگا کے نام سے مشہور ہے میں وہاں تک پہنچ گیا اور وہاں سے لال کنواں کی طرف بڑھتا رہا یہاں تک کہ میں لال کنواں تک پہنچ گیا اور رات کا وقت ہو گیا میں نے روڈ کے قریب ایک ٹنکی پر اپنے کپڑے دھوئے اور نہایا ابھی میں فارغ ہی ہوا تھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے کدھر سے کب آئے مجھ کو پتہ نہیں مجھ کو پکڑ کر ایک جلسہ گاہ کی طرف لے گئے جس میں لوگ جمع تھے اور میں نے دیکھا منبر شریف پر ہی نورانی سورت والے بزرگ بھی موجود ہیں جنکی نشاندہی خواجہ صاحب نے کی تھی اور میں نے ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ مذکورہ بالا واقعہ بارگاہ خواجہ میں حضرت صدر العلما کی مقبولیت کی روشن دلیل ہے۔

واقعہ دوممبئی قبلہ محمد یامین صاحب چشم دید ایک دوسرا واقعہ بطور کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ آج سے تقریبا دو سال پہلے چاٹوں پپلیا ضلع بریلی میں حافظ مجیب احمد صاحب کی نگرانی میں ایک اجلاس بنام جلسۂ بیعت منعقد کیا گیا جلسہ دن میں ہونا تھا حضور تحسین ملت علیہ الرحمہ وقت موعود سے قبل صبح ہی تشریف لے آئے جب کہ سارے مدعوین علما و خطبا، اور شعرا اپنے اپنے وقت پر تشریف لائے۔

واقعہ دوم:

گرامی قدر جناب حافظ وقاری محمد طاہر صاحب مدرس جامعہ عربیہ رضویہ اشاعت العلوم وخطیب وامام چھوٹی مسجد کچھا اترا کھنڈ ایک خوش طبع منکسر المزاج اور متواضع انسان ہیں ان کا بیان ہے مجھے محلہ کے ایک شخص حفیظ احمد نے مرید ہونے کے لئے کہا کہ مجھے کسی کا مرید کروا دیجئے تو اس کے لئے میں نے حضور تحسین ملت کا انتخاب کیا اور میں نے اس سے کہا کہ عرس رضوی کا وقت قریب ہے میرے ساتھ چلنا میں عرس رضوی کے موقع پر اسلامیہ انٹر کالج جب اسٹیج پر ہی مرید کرا دوں گا اچھا میرے ذہن میں ایک مسئلہ بھی تھا جو حضور تحسین ملت سے معلوم کرنا تھا میں ۲۴ رصفر کو حفیظ احمد کو لے کر سیدھا اسلامیہ انٹر کالج پہونچا معلوم ہوا حضور تحسین ملت ابھی تشریف نہیں لائے ہیں میں ان کو لے کر سیدھا پرانا شہر کانکر ٹولہ کے لئے روانہ ہو گیا لیکن حضرت مجھے اپنے گھر کی قریب والی مسجد کے پاس ہی مل گئے، میں نے دست بوسی اور مصافحہ کے بعد عرض کیا حضور ان کو مرید ہونا ہے آپ نے فرمایا جلدی آؤ مجھے تاخیر ہو رہی ہے اور اسی مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ کر جلدی مرید کر لیا، رہ گیا میرا مسئلہ تو میں نے کہا حضور ایک مسئلہ معلوم کرنا تھا آپ نے مسئلہ بغیر بیان کئے ارشاد فرمایا: آپ کا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ۔ میں تعجب میں رہ گیا۔ یہ ہے اللہ والوں کی شان۔

اسی طرح:۔فقیر کو بھی کتنے ایسے جلسوں اور کانفرنسوں میں حاضری کا شرف حاصل ہوا جن میں حضور تحسین ملت بھی تشریف لائے غالبا ۲۰۰۱ء یا ۲۰۰۲ء میں جس وقت میں درسگاہ گلشن مصطفیٰ بھکاری پور میں تدریسی خدمات پر بحیثیت صدر المدرسین مامور تھا عزیز القدر مولینا غلام محی الدین حشمتی مالک برکاتی کتاب گھر دہلی نے اصلاح معاشرہ کے نام سے ایک عظیم الشان کانفرنس کرائی تھی مجھے علماء کرام کے قیام وطعام کی ذمہ داری سونپی تھی حضرت کے قیام کے لئے مدرسہ کا ایک کمرہ مخصوص کر دیا گیا تھا میں نے دیکھا حضور مفتی اعظم ہند کیطرح دیوانوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی مرد اور عورتیں بیعت ہونے کے لئے بے تاب تھے گئے رات تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور بعد نماز فجر پھر یہ سلسلہ شروع ہوگیا ایسے ہی شیر پور کے اندر طبیعت خراب ہونے کے باوجود مرید کرتے رہے اور اپنی زیارت سے لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے لوگ سونے نہیں دے رہے تھے لیکن اس کے باوجود مسکرار ہے ہیں اور غصہ کا اظہار نہیں فرمایا یہی حال کھیڑا ضلع بریلی کی ایک عظیم الشان کانفرنس کے اندر دیکھا۔

خراج تحسین

مولانا ارشاد احمد رضوی

منبع علم وحکمت، استاذ الاساتذہ، صدر العلما، مظہر مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات با برکات کے تعلق سے کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے۔

مگر کچھ سطر تحریریں کر کے ان کے غلاموں میں اپنے کو شامل کرنا مقصود ہے حضور صدر العلما علیہ الرحمہ زندگی بھر لوگوں کو رشدو ہدایت کی تعلیم دیتے رہے۔ حضرت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ، پڑھنا، پڑھانا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، سب کچھ سنت مصطفی ﷺ کے مطابق تھا حضور مظہر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی گفتار کا عالم یہ تھا کہ حضرت کبھی تیزی کے ساتھ کسی سے کلام نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ بہت آہستہ متانت وسنجیدگی کے ساتھ کلام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ شاگردوں کے ساتھ بھی محبت وشفقت بھرے انداز میں کلام فرمایا کرتے تھے، حضور صدر العلما نگاہیں نیچی کر کے چلا کرتے تھے، سونے کا جو انداز تھا اس کو میں ایک خاص دن اور تاریخ کے ساتھ بیان کروں تو زیادہ بہتر ہے۔

(واقعہ) ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ مطابق ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ بروز جمعہ مبارکہ کو جامعہ رشیدیہ رضویہ جھاڑ جھوڑا مزار شریف فائق کالونی بریلی شریف کا پہلا جشن دستار حفظ کا پروگرام ہوا تھا جس میں حضور صدر العلما علیہ الرحمہ صدارت فرمار ہے تھے، آپ قاری عرفان صاحب کے ساتھ بعد نماز عشا مدرسہ میں تشریف لائے، ناچیز نے قاری عرفان الحق صاحب سے دریافت کیا کہ صدر العلما کھانا کب تناول فرمائیں گے؟ تو قاری صاحب نے فرمایا کہ حضرت ابھی کھانا تناول فرمائیں گے۔ تو ناچیز نے حضرت کے کھانے کا اہتمام کیا، جب کھانا تناول فرما چکے تو میں نے قاری صاحب سے پوچھا کہ اب آگے کا کیا پروگرام ہے، تو قاری صاحب نے فرمایا کہ اب حضرت آرام فرمائیں گے اور حضرت کو تقریباً ایک بجے دستار بندی کے وقت بیدار کر دیا جائے گا، حضرت کے سونے کا انتظام مدرسے کے ہال میں کیا گیا تھا جہاں پر پروگرام کے مائک کی آواز کافی تیز آرہی تھی، میں نے دیکھا کہ حضور صدر العلما علیہ الرحمہ بستر پر کچھ اس طریقے سے آرام فرمار ہے تھے کہ حضور کا چہرہ قبلہ کے رخ اور داہنا ہاتھ سر کے نیچے اور پیر سٹے ہوئے تھے، گویا اپنے جسم کو نام محمد کی شکل دیدی تھی جس کو شہزادۂ اعلی حضرت حجۃ الاسلام حضور شاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنے شعر میں کچھ اس انداز سے تحریر فرمایا ہے۔

نام اللہ ہاتھ میں نام نبی ہے ذات میں نام محمدی بنے جسم کو وہ نظام دو

حضور صدر العلما علیہ الرحمہ بستر پر ضرور آرام فرمار ہے تھے لیکن حضرت ذرا دیر بھی سو نہیں سکے ہوں گے چونکہ مائک کی آواز تھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

جس کی وجہ سے حضرت کے آرام میں کافی خلل پڑا ہوگا مگر حضرت کا اس تکلیف کے بارے میں کسی سے کہنا تو در کنار آپ کے چہرے پر شکن بھی رونما نہیں ہوئی جب کہ حضرت کی اس تکلیف۔ کو ناچیز نے کل بھی محسوس کیا تھا اور آج بھی اس کا احساس ہے کہ میری ذات سے حضور مظہر مفتی اعظم ہند کو اس رات تکلیف شدید ہوئی، حضور صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان امر بالمعروف ونہی عن المنکر بغیر کسی رعایت کے فرمایا کرتے تھے، اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ آپ کے ایک مرید جن کا نام زاہد علی خان نوری تحسینی ہے جو فائق کالونی جھاڑ جھوڑا مزار شریف بریلی شریف میں رہتے ہیں، اپنے مرید ہونے کا واقعہ کچھ اس طریقے سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضور مظہر مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت میرے داہنے ہاتھ میں چاندی کی دو انگوٹھیاں تھیں، جب حضرت کی نظر ان پر پڑی تو حضرت نے فوراً ارشاد فرمایا کہ ایک انگوٹھی رکھ لو کیونکہ مرد کے لئے چاندی کی ایک انگوٹھی ہی نگ کی جائز ہے، لہذا حضرت کے مرید نے فوراً ایک انگوٹھی اتار کر جیب میں رکھ لی، اسی طریقے سے حضرت کی بارگاہ میں تعویذ لکھوانے والوں کا میلا لگا رہتا تھا، ہر شخص اپنی فریاد لیکر آتا اور گوہر مراد سے دامن کو بھرلے جاتا، انہیں لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام بابو علی خاں ہے جو مالیوں والی گلی صوفی ٹولہ پرانا شہر میں رہتا ہے ان کا بیان ہے کہ میرے پانچ بچوں کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا اس بات کو لیکر میں بہت پریشان تھا کہ آخر بچوں کا انتقال کس وجہ سے ہو رہا ہے، اس کے علاج کی غرض سے کافی ڈاکٹروں سے مشورہ لیا مگر نتیجہ کچھ بھی نہ نکل سکا، پھر کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ روحانی علاج کرائیے ہوسکتا ہے آسیبی خلل یا جادو وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہو تو میں نے بہت عاملوں کو دکھایا اور ان کا علاج بھی کیا گیا مگر نتیجہ یہاں بھی کچھ نہیں نکل سکا، جب عاملوں سے پوچھا گیا تو ان لوگوں نے کہا ہم اس کا علاج کرنے سے قاصر ہیں، لہذا جب موصوف بہت پریشان ہو گئے اور ان کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں تو حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کے کچھ عقیدت مندوں نے حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا، لوگوں کے مشورہ پر موصوف نے حضرت کی بارگاہ میں حاضری دی، اور اپنی پریشانی اور تکلیف کو حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا، جس وقت موصوف حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اس وقت موصوف کی بیوی حمل سے تھی، جس کو تقریباً پانچ مہینے ہو چکے تھے اس بات کا بھی حضرت کی بارگاہ میں ذکر کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو دو مہینے پہلے آنا چاہیئے، تھا مگر اس وقت آپ نہ آسکے تو کوئی بات نہیں آپ کو تعویذ دے رہا ہوں انشاء اللہ العزیز مریض بھی ٹھیک ہو جائے گا اور بچے بھی زندہ رہیں گے، پھر کیا تھا ایام حمل کے پورا ہونے کے بعد ان کے گھر لڑکی کی پیدائش ہوئی، جس کی خبر حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں دی گئی اور بچی کا نام دریافت کیا گیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس بچی کا نام نوری رکھو یہ بہت ذہین، فتین اور ہوشیار بچی ہے، اب اس کی عمر تقریباً آٹھ سال ہے، یہ حضرت کی دعاؤں کی برکت ہے کہ مریض بھی اچھا ہو گیا اور پیدائش کے بعد بچی بھی زندہ رہی ان لوگوں پر حضور مظہر مفتی اعظم ہند کا فیض کل بھی جاری تھا اور آج بھی جاری ہے اور قیامت تک انشاء اللہ العزیز جاری اور ساری رہے گا۔

ان سب واقعات سے حضور مظہر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی ذات کو رشد وہدایت کا پیکر اور غم والم کو دور کرنے کا جو جذبہ اور قدرت عطا کی تھی وہ مظہر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ہی حصہ ہے، کیونکہ حضرت نے زندگی بھر بھوکوں کو کھانا کھلانے اور روتوں کو ہنسانے میں گذار دی، حضرت کی بارگاہ میں روتا آیا ضرور ہے مگر ہنستا اور مسکراتا جایا کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب لوگوں کو حضرت کے حادثے کی خبر لگی تو لوگوں کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ حضرت کے ساتھ ایسا واقعہ ہو گیا ہے، بلکہ لوگ ایک دوسرے کو خبر کچھ اس انداز سے دے رہے تھے کہ میں نے حضور صدر العلما کے بارے میں ایسا سنا ہے کیا یہ خبر درست ہے تو سامنے

www.muftiakhtarrazakhan.com

والا اس خبر سے باخبر ہوتا تو وہ بھی یہی کہتا کہ میں نے بھی حضرت کے بارے میں ایسا سنا ہے یہ بات غلط ہے یا صحیح ،اس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم۔ آخر کار جن لوگوں کے پاس فون اور موبائل تھے ان لوگوں نے اس کے ذریعہ معلومات حاصل کیں اور لوگوں کو گھنٹوں خبر دیتے رہے، اور شہر بریلی شریف کے لوگ حضرت کے دولت کدے پہ حاضر ہونے لگے۔ اس دن لوگوں کا حال یہ تھا کہ سلام کے بعد خیریت معلوم کرنا بھول گئے تھے، ہر چہرہ غمزدہ آنکھوں میں آنسوں چھلک رہے تھے، ایسا لگ رہا تھا کہ شہر کی درو دیوار، گلی کوچے اور مکانات کو مسکراہٹ عطا کرنے والا اس دنیا سے چلا گیا، کیونکہ کانکر ٹولہ ہی نہیں بلکہ پورا شہر اداس نظر آ رہا تھا، اس دن کا منظر سوچنے کے بعد آج بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک اللہ کے ولی کی کیا شان ہوتی ہے کہ مخلوق خدا اس کے لئے کس قدر بے قرار ہوتی ہے، اور یہ کیوں نہ ہو؟ حضور صدر العلما زندگی بھر لوگوں کو خوشیاں تقسیم کرتے رہے اور ان کے مسائل کو حل فرماتے رہے، حضور صدر العلما کے چلے جانے سے جو خلا ہو گیا ہے اس خلا کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے پورا فرمائے اور حضرت کے درجات میں بے شمار بلندیاں عطا فرمائے۔ اور ان کے فیوض و برکات سے امت مسلمہ کو مالا مال فرمائے اور ان کے صدقے ناچیز کو بھی حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین آمین بجاہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت بالخیر

حقیر ارشاد احمد رضوی غفرلہ
خادم جامعہ رشیدیہ رضویہ جھاڑ جھوڑا مزار شریف
فائق کالونی بریلی شریف یو۔پی انڈیا ۲۴۳۰۰۶
موبائل: ۹۲۵۸۰۲۹۰۵۳۴۔۹۲۵۹۲۲۲۸۶۵۔۹۸۹۷۶۷۰۲۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر العلما سراپا شفقت

حافظ محمد ناصر رضا خاں تحسینی

ارباب چمن ان کو بہت یاد کریں گے ہر شاخ پہ وہ اپنا نشاں چھوڑ گئے ہیں

اس دنیا میں آج تک نہ جانے کتنے انسان آئے اور چلے گئے اور بے شمار شخصیتوں نے اس خاکدان گیتی پر جنم لیا اور اپنے قیمتی لمحات گزار کر رخصت ہو گئے، اور ان کی یادیں لوگوں سے گم ہو گئیں، لیکن اس عالم کو کچھ ایسے پاکیزہ نفوس نے بھی زینت بخشی جنھوں نے اپنے بلند پایہ افکار و خیالات کی بنا پر علوم و فنون کی دنیا میں چار چاند لگا دیئے اور مسلمانوں کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیکر مذہب و ملت کی وہ عظیم خدمات انجام دیں جنھیں عالم اسلام کبھی فراموش نہ کر سکے گا۔

ملت اسلامیہ کے ہر دور میں قابل فخر اور گراں قدر علما گزرے ہیں جنھوں نے اپنی خدا داد صلاحیت سے مذہب اہلسنت وجماعت کی تبلیغ اور اس کی اشاعت پر اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دیا۔

انہیں نفوس قدسیہ میں سے صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج شاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

ذات بابرکات بھی تھی۔

صدر العلما قوم وملت کے عظیم سرمایہ اور اسلام وسنیت کے عظیم مفکر تھے جنہوں نے ملک وبیرون ملک تبلیغی اسفار کئے اور تبلیغ دین فرمائی، ہزاروں فرزندان اسلام کو اسلامی فکر، شعور اور علم وآگہی عطا کی، کبھی آپ نے قوم وملت کا سودا نہیں کیا، ہمیشہ حقانیت وصداقت کے علم بردار رہے۔ آپ نے ہمیشہ آپسی اختلاف وانتشار کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ آپ کے سامنے جب کسی آپسی اختلاف کا ذکر ہوتا تو اس کی تائید وحمایت کرنے کے بجائے اختلاف شکن اتحاد آفریں کلمات سے نوازتے۔

آپ کی پوری زندگی احکام شریعت کی پابندی میں گزرتی، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے روحانی سکون پاتے تھے۔ آپ سے ملنے کیلئے کسی سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، آپ کی بارگاہ غریب پرور بارگاہ تھی، آپ مہمانوں کی بہت پذیرائی فرماتے تھے، آپ نے جو وعدہ فرمایا اسے ہمیشہ پورا کیا، آپ نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس کے لئے وقف کردی تھی۔

آپ ہمیشہ علم حاصل کرنے والوں سے خوش رہا کرتے تھے، آپ کی سادگی کا عالم تو یہ تھا کہ آپ اپنے دولت کدے سے باقر گنج میں واقع جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف رکشہ سے تشریف لاتے، راستہ میں لوگ آپ کے رکشہ کو روک لیتے اور آپ کی دست بوسی کرتے اور اپنے لئے دعائیں کراتے، حضرت سب کے لئے دعا کرتے، حضرت کبھی کسی سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے، ہمیشہ خوشدلی کے ساتھ لوگوں کے سروں پر ہاتھ رکھتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے۔

آپ طلبہ سے بہت محبت فرماتے تھے، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا کبھی مایوس نہیں لوٹا، اگر آپ کی بارگاہ میں درجنوں لوگ بھی ہوتے تو ہر شخص یہی گمان کرتا کہ حضرت خاص کر میری طرف توجہ دے رہے ہیں۔ حضرت کی نرم گفتاری لوگوں کے دلوں کو موہ لیتی تھی، اپنا ہو یا بیگانہ ہر کوئی حضرت کا شیدائی نظر آتا تھا۔ مگر افسوس! کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت حضرت بھی اس دار فانی سے ۱۸ر رجب المرجب بروز جمعہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ر اگست کو دار آخرت کی طرف کوچ فرما گئے۔

حافظ محمد ناصر رضا خاں تحسینی متعلم جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

صدر العلما چند جھلکیاں

مولانا محمد صابر رضا مصباحی مالیگاؤں

مرکز عقیدت، خانوادۂ اعلیحضرت کی عظیم المرتبت شخصیت عالم باعمل حضور سید الاتقیا صدر العلما حضرت علامہ شاہ مفتی تحسین رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح پاک بتاریخ ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ساڑھے بارہ بجے دن جام شہادت نوش کر کے رفیق اعلی سے جا ملی۔

ناگپور اور چندر پور کے درمیان گاڑی ڈرائیور کی عجلت پسندی کی وجہ سے قابو سے باہر ہوگئی سڑک کے نشیب وفراز سے ہچکولیاں کھا کر الٹی اور پاش پاش ہوگئی اور جائے حادثہ ہی پر حضور صدر العلما اور علامہ ظہیر احمد خاں علیہما الرحمۃ والرضوان نے جام شہادت نوش فرمایا، حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کسی طرح تشنہ کام نہ رہے آپ نے اپنے ایک شعر میں جو آرزو وتمنا کی تھی وہ بر آئی، یعنی آپ ہر اعتبار

www.muftiakhtarrazakhan.com

سے سیراب وشاد کام ہوئے کہ دینی خدمات انجام دیتے ہوئے راہ خدا میں شہادت کا درجہ نصیب ہوا، آپ فرماتے ہیں۔

ساقی کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں کون کہتا ہے کہ تحسین آج تشنہ کام ہے

یقیناً آپ نے دلی مراد پالی، اور جام شہادت نوش فرما کر شاد کام ہوئے اور اب آج کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضور صدر العلما تشنہ کام رہ گئے۔

تعارف: سید الاتقیا استاذ زمن حضرت علامہ و مولانا حسن رضا بریلوی (۱۲۷۶ھ ۱۳۲۶ھ) کے پوتے اور حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہم الرحمہ والرضوان کے صاحبزادے تھے۔ بچپن ہی سے جبیں مبارک میں علم وہنر اور شرافت وکرامت کے آثار آشکار تھے، آپ فیضان اعلیٰ حضرت، عطائے استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم ہند اور صاحب میاں کے پارۂ جگر تھے۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۳۰ء ماہ شعبان المعظم کو محلہ سوداگراں بریلی شریف میں علمی خانوادہ میں ہوئی۔

نشوونما اور ابتدائی تعلیمات : حضور صدر العلما کے والد ماجد علامہ حسنین رضا خاں نے اپنی سسرال محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی شریف میں سکونت اختیار کرلی تھی، اس لئے آپ نے بھی مستقل سکونت وہیں اختیار کرلی بچپن اور جوانی کا حتی کہ کہولت کا زمانہ وہیں گزارا اور اب بھی وہیں قیام پذیر تھے، اور اپنے قدوم ناز سے اس سرزمین کو سعادت وشرافت بخش رہے تھے، اور اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چل کر خدمت دین انجام دی۔

آپ نے سب سے پہلے قاعدہ بغدادی حضرت سید شبیر علی بریلوی سے پڑھا، پھر وہیں ایک چھوٹے سے مدرسہ میں قرآن مجید اور اردو وحساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، پھر اس کے بعد اکبری مسجد معروف بہ مرزائی مسجد واقع محلہ گھیر جعفر خاں پرانے شہر کے مدرسہ میں فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں، اعلیٰ تعلیمات فارسی عربی وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے حضرت والد ماجد نے دارالعلوم مظہر اسلام اور بعد منظر اسلام میں داخلہ کرادیا، آپ نے شوق وجذبات اور خوب محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کی پھر حضرت والد ماجد کے حسب فرمائش وخواہش دورۂ حدیث کی تکمیل کے لئے ۱۹۵۶ء کو جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد پاکستان تشریف لے گئے وہاں کے مشاہیر علماو فضلا سے تقریباً ایک سال اکتساب فیض کیا اور علمی تشنگی بجھائی، علوم ظاہرہ سے فراغت۔

حضور صدر العلما علیہ الرحمہ شعبان المعظم ۱۳۵۷ھ کو جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے سند فراغت حاصل کر کے بریلی شریف تشریف لائے، نیز آپ نے گورنمنٹ تعلیمی بورڈ یوپی سے مکمل امتحانات دیئے تھے، یعنی ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۴ء تک منشی، مولوی، عالم، کامل اور فاضل ادب کے امتحانات نمایاں کامیابی کے ساتھ دیئے تھے، اس طرح آپ نے تحصیل علوم وفنون کی تمام راہوں کا سفر طے فرمایا تھا، پھر آپ کی محنت رنگ لائی اور بہترین عالم محقق، فقیہ اور ذی استعداد مدرس، ومفکر اور باکمال شاعر وسخن ور بن گئے۔

بیعت وخلافت: جب حضور صدر العلما علیہ الرحمہ بفضلہ تعالیٰ ہر طرح ظاہری علوم وفنون سے مزین وآراستہ ہوگئے والد ماجد نے آپ کو ۱۹۴۳ء میں ہی عرس رضوی کے مبارک موقع پر حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت وارادت سے مشرف کروادیا تھا، پھر اس کے بعد ہی ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۸۰ھ میں عرس رضوی کے پر بہار موقع جلسہ عام میں حضور سرکار مفتی اعظم ہند نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ نے اپنے دور کے اجلۂ فقہائے کرام ومحققین عظام کی بارگاہ میں حصول علم کے لئے زانوے ادب تہ کیا اور خوب بجھائی علم

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی پیاس بجھائی۔ چند نامور اساتذۂ کرام کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں۔

☆ حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری قادری ☆ حضور صدر الشریعہ فقیہ اعظم ہند مولانا ابوالعلا مولوی امجد علی رضوی اعظمی ☆ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد رضوی ☆ حضرت شمس العلما علامہ شمس الدین جونپوری رضوی، شیخ المعقولات مولانا سردار علی خان رضوی بریلوی ☆ حضرت شیخ العلما علامہ غلام جیلانی رضوی اعظمی ☆ حضرت مولانا مفتی وقار الدین رضوی دار العلوم کراچی ☆ حضرت علامہ مولانا غلام یٰسین رشیدی پورنوی علیہم الرحمۃ والرضوان،

حج وزیارت حرمین شریفین: حضور صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۹۸۶ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، اور آپ نے گوہر مراد سے اپنے دامن کو پر کرلیا، اور مصطفےٰ جان رحمت ﷺ سے قلبی راحت وسکون حاصل کیا،

تدریسی خدمات کا آغاز: حضرت سید الاتقیا علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد ومحسن اور شفیق استاذ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے حکم پر فراغت سے قبل ہی ۱۹۵۲ء میں دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تدریسی خدمات کا سلسلہ جاری فرما دیا تھا، پھر بعد میں دورۂ حدیث کی تکمیل کے لئے پاکستان گئے تھے، جب ۱۹۵۷ء کو وطن واپس ہوئے تو اس وقت سے باضابطہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے، آپ نے مظہر اسلام میں ۱۹۷۶ء تک تعلیم دی، پھر اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں صدر المدرسین کے منصب عالی پر فائز ہوئے، اور اس دار العلوم میں سات سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اور صدارت کے فرائض بھی بحسن وخوبی نبھاتے رہے، پھر ۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کا قیام عمل میں آیا، اور بحیثیت شیخ الحدیث وصدر المدرسین تقریباً ۲۳ سال تک جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے،

پھر اب اوائل ۲۰۰۶ء سے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے لئے حضور تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب قبلہ بانی جامعۃ الرضا نے حضور صدر العلما جیسے کہنہ مشق عالم ومفتی وتجربہ کار مدرس کا انتخاب فرمایا تھا، اور تادم حیات ۱۴۲۸ھ وہیں تدریسی خدمت انجام دے رہے تھے۔

یقیناً حضور صدر العلما کی ذات ستودہ صفات ہمہ گیر اور تمام جہات کی جامع تھی، آپ علم ظاہر وباطن کا مجموعہ، علم شریعت و طریقت کا سنگم، رشد وہدایت کا داعی اور شریعت اسلامیہ کا مبلغ ورہنما تھے، کیوں کہ آپ پر حضور سرکار مفتی اعظم ہند کا خصوصی فیض وکرم تھا جس کے صدقہ سے آپ زہد وورع اور تقویٰ وپرہیزگاری کی صفات سے متصف تھے۔ یقیناً آپ سرکار حضور مفتی اعظم ہند کے منظور نظر اور پروردہ تھے، اس لئے آپ کو دنیا مظہر مفتی اعظم ہند کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

ہندوستان کے بے شمار علاقے، خصوصاً مشرقی علاقے آپ کے ورود مسعود کے فیوض وبرکات سے مستفیض ومنور ہوئے اور مسلک امام اعظم اور رضویت کی روح زندہ وتابندہ ہوئی، اور ان شاء اللہ عزوجل قیامت تک زندہ وجاوید رہے گی۔

تلامذہ: حضور صدر العلما علیہ الرحمہ نے تقریباً ۵۰ برس تک تدریسی خدمات انجام دیں جس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس طویل عرصہ اور مدت دراز میں کتنے تشنگان علوم نبویہ نے آپ کے حلقۂ درس سے استفادہ کیا، ان میں بعض اپنے اپنے مقام پر لائق وفائق عالم و فاضل، محدث وفقیہ ومفتی اور مدبر ومفکر بن کر چمکے، جن سے ملک وبیرون ملک کی دانش گاہیں اور درسگاہیں آج ضیابار اور آباد ہیں۔

مولیٰ عزوجل ہم اور آپ سب کو حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کے فیض برکات عطا فرمائے اور آپ کی طرح داعیانہ زندگی اور

www.muftiakhtarrazakhan.com

دینی وملی خدمات کے جذبات واشتیاق ہمیں بھی عطا فرمائے۔ اور رب العزت ان کی قبر انور پر انوار ورحمت کی باراں بیکراں نازل فرمائے ،آمین بجاہ حبیبہ الامین علیہ افضل الصلوۃ والسلام

مولانا محمد صابر مصباحی

مدرس دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں

مختصر حیات صدر العلماء

محمد یونس رضا مونس اویسی رضوی خلیفہ وتلمیذ حضرت صدر العلما

استاذنا المکرم، مرشد اجازت حضرت صدر العلماء علامہ مفتی شاہ محمد تحسین رضا خاں نور اللہ مرقدہٗ کی ذات اقدس میدان تعارف کے احاطہ سے بالاتر بلکہ اکناف عالم میں مشہور ومعروف تھی، وہ ایسے جامع الکمالات، مجمع البحرین تھے، جنہیں بے شمار القاب وآداب زیب دیتے ہیں، علم وادب کے جبل شامخ، ردبدعات ومنکرات میں یکتا، وسیع النظر مدبر، تدریس وافتاء کے شاہ، دعوت وتبلیغ کے سپہ سالار، رشد وہدایت کے رکن عظیم تھے، خاندان رضا کے متعارف بزرگ اور اپنوں، بیگانوں میں یکساں مقبول تھے، مسلک رضا کے ''ستون اعظم'' اور موجودہ دور کے ''محدث اعظم'' تھے یہی وجہ ہے کہ انہیں ''محدث بریلوی'' سے زیادہ شہرت حاصل تھی اور کیوں نہ ہو کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی دین حنیف کی خدمت واشاعت ونشر علم وادب اور درس حدیث وقرآن کے لئے وقف کر رکھی تھی، ان تمام خوبیوں کے باوجود تواضع وانکسار کے پیکر اور اخلاص وایثار میں بے مثال تھے، سادگی، صبر، تحمل، ضبط، تواضع، انکسار، حسن اخلاق، ادب، آپ کے دربار فیض سے درس لیتا تھا، گو وہ ہر جہت اور نوع سے متبع شریعت تھے اور تقویٰ وطہارت ان کا طرۂ امتیاز تھا اور کامل واکمل کے ساتھ ہر میدان کے ''گل سر سبد'' تھے۔

حضرت صدر العلماء کے والد ماجد نے باطنی علوم کا رشتہ سرکار سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے مربوط کر دیا تھا، جہاں سے آپ نے باطنی علوم کا اکتساب کیا اور زمانہ کے اصفیاء کے امام ٹھہرے، تصوف میں بھی آپ کا ثانی نہیں تھا، الغرض آپ کی شخصیت، حقیقت و معرفت، شریعت وطریقت کا بہترین سنگم اور فیض بخش چشمہ تھی۔

مرشد کی عنایتیں: سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ، حضرت صدر العلماء سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور خاص عنایت فرماتے تھے، اور اس کا اظہار بھی کرتے تھے، سرکار مفتی اعظم ہند، حقیقت میں ان الفاظ کی آڑ میں اہل سنت کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ میرے بعد میری ذات کا مظہر، تحسین رضا ہوگا۔ جن کا قلب وجگر عشق مصطفیٰ سے سرشار ہو چکا ہے، جو درجہ کمال کی نہایت کا سیر کر چکا ہے سرکار مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اگر کسی کو اولاد عطا کرے تو ''صاحب'' کی اولاد کی طرح عطا فرمائے'' اور پھر فرمایا:

''صاحب کے تینوں لڑکے باصلاحیت وبالیاقت ذی ہوش اور خوب ہیں مگر ان میں تحسین کا جواب نہیں، اور کبھی کبھی اس کے ساتھ یہ بھی فرماتے: تحسین رضا واقعی تحسین ہے''

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ جو صدر العلماء کے والد ماجد ہیں ان کو "صاحب" کہا جاتا تھا۔ حضرت صدر العلماء نے مدرسہ جاتے ہوئے راستے میں گاڑی پر بیان مذکور کو راقم الحروف سے بیان فرمایا: نیز فرمایا کہ

"حضرت (حضور مفتی اعظم) نے مجھے جو اجازت اعمال و اوراد و وظائف عطا فرمائے ہیں اس میں مجھے حضرت نے "قرۃ عینی ودرۃ زینی" لکھا پھر میرا نام تحریر فرمایا ہے"۔

ایک مرتبہ "جامعۃ الرضا" میں، میں نے حضرت سے استفسار کیا کہ حضور! کیا سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ، آپ کو "گل سر سبد" فرمایا کرتے تھے۔ انوکھے انداز میں مسکراتے ہوئے جواباً فرمایا:

حضرت کی عنایت اور خاص کرم تھا کہ میراذکر تعریف وتوصیف کے ساتھ فرماتے تھے اور مجھے "گل سر سبد" کہا کرتے تھے اور پھر خود ہی گل سر سبد کی تشریح فرمایا کرتے تھے، بلکہ حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ:

"میرے خاندان میں دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے، تحسین رضا اور اختر میاں"

پھر میں نے عرض کی حضرت آپ کس عمر میں مرید ہوئے اور کب خلافت حاصل کی فرمایا کہ "غالباً میں ۱۲/۱۳ رسال کا رہا ہوں گا، والد ماجد کے حکم وارشاد کے مطابق میں عرس رضوی کے موقع سے ۱۹۴۳ء میں سرکار مفتی اعظم سے مرید ہوا، حضرت نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور چہرے و سر پر دست شفقت پھیرا جس کی ٹھنڈک آج تک محسوس کرتا ہوں" اور یہ بھی اتفاق ہی کہئے کہ عرس رضوی ہی کے موقع سے حضرت نے اکابر علماء و مشائخ مثلاً برہان ملت سید العلماء، مجاہد ملت، حافظ ملت علیہم الرحمہ اور دیگر علماء کی موجودگی میں بر سر منبر خلافت واجازت عطا فرمائی اور سب کی موجودگی میں اپنے ہاتھ سے مرے سر پر عمامہ باندھا اور مجھے اپنا جبہ پہنایا اور میری سند میں حضرت نے اپنے دست مبارک سے یہ تحریر فرمایا "عممته بعما متی والبسته جبتی" میں نے عرض کیا، حضور کیا تاریخ ودن اور سال یاد ہے، ارشاد فرمایا: دن تو یاد نہیں، عرس رضوی تھا، لہٰذا ۲۵ رصفر المظفر تاریخ ہوئی اور غالباً ۱۳۸۰ھ ہوگا، ہوسکتا ہے سند میں تاریخ ویوم اور سال مرقوم ہو"

ان کلمات طیبات سے آشکار ہے کہ صدر العلماء کا ظاہر و باطن کتنا منور ومجلی تھا۔ اور مرشد گرامی کی بارگاہ میں کیا قدر و منزلت تھی۔ جو مرشد کامل کی نگاہ میں مقبول ہوتا ہے وہ حقیقت میں زمانہ کا شاہ ہوتا ہے۔

قبل وصال سفر آخرت کی خبر: جامعۃ الرضا میں حضرت صدر العلماء صدر المدرسین کے عہدے پر تھے اور میں ان کی نیابت میں رہا جامعہ کے ایک ہی آفس میں ہم دونوں بیٹھتے رہے، حضرت کی درسگاہ بھی اسی آفس میں تھی حضرت بے پناہ محبت کا اظہار فرماتے تھے، حضرت صدر العلما "شرعی کونسل آف انڈیا" کے فیصل بورڈ کے رکن تھے۔ جامعہ میں ۱۲، ۱۳، ۱۴ ر رجب کو سیمینار کی مجلس تھی علمائے کرام باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ استاذ گرامی حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور بھی شریک سیمینار تھے انہوں نے پہلے بھی اور اس موقع سے بھی مجھ سے فرمایا کہ حضرت صدر العلما سے اجازت وخلافت وغیرہ دلا دیجئے، میں نے حضرت صدر العلما سے عرض کیا، حضرت نے رضا مندی ظاہر کی تو میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ ۱۴ ر رجب کو سیمینار میں حضرت آئیں گے تو یہ کام ان شاء اللہ کروا دوں گا۔

سیمینار کی چوتھی نشست بروز اتوار درمیان وقفہ کے وقت میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور آفس میں چلئے اس وقت حضرت

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما استاذ الفقہاء قاضی محمد عبد الرحیم صدر مفتی مرکزی دار الافتاء سے گفتگو فرما رہے تھے، میرے کہنے کے بعد حضرت میرے ساتھ ہال سے آفس کی طرف آنے لگے تو راستے میں حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ''آپ نے اتنی سند چھپوادی ان کا کیا ہوگا؟ میں تو سفر میں جا رہا ہوں'' میں نے عرض کیا کہ سفر میں جا رہے ہیں تو واپس بھی آئیں گے اور ابھی بہت لوگ متمنی ہیں انہیں سندیں دیدی جائیں گی تو حضرت نے فرمایا ''زندگی اور موت کا کوئی ٹھکانہ ہے'' میں نے کہا کہ حضور اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہم سب پر دراز فرمائے اس کے بعد حضرت کی ایک خاص ادا تھی کہ کوئی بات کہتے وقت دونوں ہاتھ کی ہتھیلی نیچے سے اوپر اٹھا کر جھٹکتے تھے اسی انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر جھٹکے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''ارے ہو گئی'' اس وقت میں تو نہ سمجھ سکا مگر جب جمعہ کو اس حادثہ کی خبر سنی تو بار بار حضرت کا جملہ دل ودماغ کو جھنجھوڑنے لگا۔

میں نے حضرت کی سند خلافت اور سند قرآن وحدیث وفقہ ۲ رسال قبل چھپوائیں تھیں، اور میرے کہنے پر حضرت نے بہت سے لوگوں کو وہ سند بھی عطا فرمائی تھی مگر کبھی ایسی بات نہ فرمائی اور ۱۳ ر رجب کو مذکورہ جملے ارشاد فرمائے افسوس! میں اس وقت ان جملوں کے معنی ومفاہم سے آگاہ نہ ہو سکا، حضرت کی بہت نوازشیں میرے ساتھ رہیں، ان سے میں نے صدارت کے اصول اور اس کی حکمتیں بھی سیکھیں، کبھی بھی کسی بات پر حضرت ناراض نہ ہوئے بلکہ کچھ میں عرض کرتا تو حضرت بڑی شفقت کے ساتھ سمجھاتے تھے اور کبھی کبھار حضرت اپنے دونوں ہاتھ میرے سر پر پھیرتے تھے اور جامعۃ الرضا کے بابت فرماتے کہ حضرت ازہری میاں نے تم لوگوں کو اسی کیلئے تیار کیا ہے یہاں درس نظامی کا آغاز بھی آپ نے کیا ہے، لہٰذا اس کی ترقی وبقاء کے لئے کوشاں رہیئے، بہت سی باتیں ہیں جو رہ رہ کر یاد آتی ہیں اور دل کو بے چین اور مضطر کر دیتی ہیں۔

صدر العلما میری معلومات میں

جناب افروز رضا قادری

کانکر ٹولہ کی چھوٹی مسجد کی آباد کاری اور صدر صاحب

۱۹۴۷ء کا دور بڑا ہی پر آشوب تھا مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی تھی، مسلمانوں کے محلے کے محلے ویران ہو چکے تھے، بہت سے مدارس اور مساجد بھی ویران ہو چکے تھیں، آج بھی پنجاب، ہریانہ، دہلی وغیرہ میں غیر آباد مسجدیں نظر آئیں گی پنجاب میں تو آج بھی ۹۰ ر فیصد مساجد غیر آباد ہیں اسی ۱۹۴۷ء کی پر آشوبی کا اثر پرانا شہر بریلی کی چھوٹی مسجد (نورانی مسجد) پر بھی پڑا یہ مسجد ویران ہو گئی تھی۔

محلے کے ایک صاحب صدر صاحب قبلہ کے پاس آکر کہنے لگے چھوٹی مسجد میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ نماز وہ ویران ہو چکی ہے بس کیا تھا صدر صاحب کا دل تڑپ اٹھا اسی دن سے صدر صاحب قبلہ نے مسجد کو آباد کرنے کا بیڑا اٹھا لیا، قرآن کریم میں ہے: "انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ وآتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولئک ان یکونوا من المھتدین ۱۸، سورہ نور"

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں مسجد عبادت کرنے کے لئے بنائی گئیں ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔

صدر صاحب قبلہ نے مسجد کی صفائی ستھرائی کا انتظام کیا اور مسجد کو آباد کردیا آپ اسی دن سے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے بلکہ امامت کی ذمہ داری کو بھی آپ نے سنبھال لیا تقریبا ۴۰ رسال صدر صاحب نے اس مسجد میں لوجہ اللہ نماز پڑھائی اس کے بعد آپ نے ایک نائب مقرر فرمادیا جو آپ کی عدم موجودگی میں نماز پنجگانہ کی امامت کے فرائض انجام دیتا۔

خدمت خلق

خدمت خلق کے جذبہ سے صدر صاحب سرشار تھے خدمت خلق کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں بلکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے نفع مسلمین کے لئے جو کام بھی کریں وہ خدمت خلق ہے تعویذ جھاڑ پھونک کو آج کے دور میں لوگوں نے کمائی کا دھندا بنالیا ہے، بلکہ اس مقدس خدمت کو بدنام کردیا ہے مگر صدر صاحب قبلہ نے اس مقدس خدمت کے تقدس کو برقرار رکھا کبھی کسی سے انہوں نے تعویذ پر اجرت نہ لی اگرچہ اجرت لینا جائز ہے۔ آپ کے برادر اصغر حضرت حبیب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ بھائی صاحب ۳۵/۴۰ رسال سے لوگوں کو تعویذ لکھ لکھ کر دیتے مگر کسی سے کوئی روپیہ پیسہ نہ لیا۔

خواہرزادۂ حضور تاج الشریعہ، خوجہ قطب بریلی شریف

صدر العلما کی ناسک میں تشریف آوری

مولانا محمد ہاشم اعظمی مصباحی

علم وفضل، فکر وفن، فہم وفراست، تقوی وطہارت کے سنہرے ورق کا دوسرا نام صدر العلما حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ہے۔

آپ آفاقی فکر ونظر کے حامل، پرعزم، حرکت وعمل کی چلتی پھرتی تصویر اور جہد مسلسل، سعی پیہم، اخلاص ووفا کے پیکر جمیل، علم و حکمت کے بحر بیکراں، عمل وکردار کے سیل رواں اور گوناگوں فضائل وکمالات کے جامع تھے۔

۱۸ ررجب المرجب مطابق ۳ راگست کو بعد نماز جمعہ دار العلوم ھذا کے طالب علم محمد علی امجدی میرے پاس یہ پوچھنے آئے کہ "بریلی شریف کے کسی مولانا کا ناگپور میں وصال ہوگیا ہے" میں نے نفی میں سر ہلادیا کچھ دیر کے بعد محب گرامی حضرت مولانا محمد عمران مصباحی صاحب قبلہ نے غم سے نڈھال ہوکر یہ جانکاہ خبر سنائی کہ آج ہی نماز جمعہ سے پہلے حضور تحسین میاں صاحب کا ناگپور میں انتقال ہو گیا یہ المناک خبر سن کر دل پر سکتہ طاری ہوگیا باوجود ہزاروں ضبط کے آنکھیں نمناک ہوگئیں زبان پر کلمہ استرجاع جاری ہوا،

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہوجائے گا ☆ ☆ ☆ یعنی آغوش زمیں میں آسماں سوجائے گا

دل کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ہمارے تحسین میاں ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوجائیں گے، بالآخر سورۃ الفجر کی آخری چار

www.muftiakhtarrazakhan.com

آیتیں تسلی کی باعث بنیں۔ "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ۲۷ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ۲۸، فادخلی فی عبادی ۲۹، وادخلی جنتی" (اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ) ان آیات کو سمجھنے کی کوشش کی تو حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے پرنور چہرے پر درخشاں اطمینان کی وجہ دل پر روشن ہوگئی کہ وہ اللہ سے راضی رہے تو اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور پھر وقت آیا کہ اللہ نے انہیں اپنے خاص بندوں میں داخل ہونے کے لئے بلالیا اپنی جنت میں داخل فرمالیا۔

مر کے ٹوٹا ہے کہیں سلسلۂ قید حیات ☆☆ ☆فرق اتنا ہے کہ زنجیر بدل جاتی ہے

جیسے ہی یہ خبر عام ہوئی دار العلوم غوث اعظم اور شہر کی فضا سوگوار ہوگئی جس نے بھی یہ اندوہناک خبر سنی نمناک آنکھوں اور غمناک دل کے ساتھ کلمۂ استرجاع ادا کیا اور حضرت کے لئے دعائے مغفرت کی۔ مذکورہ تاریخ ہی سے شہر ناسک میں قرآن خوانی وفاتحہ خوانی کا سلسلہ چل پڑا۔ اسی دن بعد نماز مغرب دار العلوم غوث اعظم کے رضوی ہال میں قرآن خوانی ہوئی، دار العلوم اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد میں مجلس ایصال ثواب منعقد کی گئی دوسرے دن بھیل باوڑی مسجد دکنی پورہ میں مجلس ایصال ثواب سنی دعوت اسلامی کی جانب سے منعقد کی گئی۔ تقریباً ہر محلے کی مسجدوں میں قرآن خوانی ہوئی۔

ناسک شہر اور سنیت و رضویت کا تصلب

ناسک شہر جنت نشاں ملک ہندوستان کا ایک مشہور ومعروف تاریخی حیثیت کا حامل بہت ہی دلکش شہر ہے کل کا گلشن آباد کہا جانے والا آج، شہر ناسک پہاڑیوں کے دامن میں آباد ہے۔ خوش گوار آب وہوا کے ساتھ ساتھ خوش عقیدگی کے رخ سے ایک تاریخی شہر مثال مانا جاتا ہے۔

سب سے نمایاں نام دار العلوم غوث اعظم کا ہے۔ ایک ہی شہر میں پانچ پانچ مدارس کا حسین سنگم بڑا ہی خوش آئند قدم ہے، ناسک تشریف آوری کے موقعہ پر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمہ نے اپنی خوشی کا اظہار ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ناسک میں آنے سے پہلے بھی یہاں کے دار العلوم غوث اعظم سے میں واقف تھا۔ ایک ہی شہر میں دو دو دار العلوم ہونا بڑی خوشی کی بات ہے، چراغ جتنے بھی زیادہ ہونگے روشنی زیادہ ہی ہوگی۔ موجودہ اور آئندہ نسل کو صحیح العقیدہ سنی مسلمان بنائے رکھنے کے لئے دالعلوم کلیدی حیثیت رکھتے ہیں اس وقت مسلمانوں پر لازم ہے کہ دینی مدارس پر پوری توجہ دیں، اللہ کا شکر ہے کہ ناسک کے مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو محسوس بھی کر رہے ہیں اور اسے پورا بھی کر رہے ہیں۔ مولیٰ عزوجل مزید توفیق عطا فرمائے۔ (محمد شریف الحق امجدی خادم الافتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۶/ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ) مدارس کے علاوہ مسلک اعلیحضرت کے فروغ میں مختلف تنظیمیں بھی کام کر رہی ہیں مثلاً رضا اکیڈمی، نوری اکیڈمی، شاہ صادق اکیڈمی، الاشرف فاونڈیشن وغیرہ۔ بزم فیضان رضا بھی اس سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے جسے ۹۵ء میں حضرت مولانا شمس الدین خاں مصباحی نے قائم فرمایا اس کے تحت ہر سال جشن یوم رضا، جشن یومفتی اعظم ہند، جشن یوم حافظ ملت اور دوسرے بزرگان دین کے اعراس کے موقع پر محفل منعقد کی جاتی ہے۔ تقریباً تین ہزار کتابیں بزم فیضان رضا کے تحت چلنے والی لائبریری میں عوام الناس بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے استفادے کے لئے موجود ہیں (زیادہ تر رضویات کے تعلق سے ہیں)۔

یہاں کی سنیت کے بارے میں لوگ کہتے ہیں، کہ پورے ملک ہندوستان میں ناشک شہر کی یہ خوش بختی ہے کہ Main city

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں ایک بھی دیوبندی وہابی ابھی تک پر نہیں مار سکا ہے، یہ ایک مبین حقیقت ہے کہ شہر کے مسلمان بدعقیدہ لوگوں سے میل جول تو در کنار ہم کلامی بھی گوارنہیں کرتے۔ یہاں کی مسجدوں میں باقاعدہ بورڈ آویزاں رہتے ہیں کہ یہ مسجد صرف اہلسنت والجماعت کی ہے یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے والے لوگوں کی ہے، اس میں دیوبندی، وہابی، جماعت اسلامی یا اس طرح کے دیگر باطل فرقوں کا داخلہ اس مسجد میں قطعاً منع ہے اس قانون کے نہ ماننے کی صورت میں سخت کاروائی کی جائے گی "منجانب ٹرسٹیان مسجد"

اور مسلک اعلیٰ حضرت پہ تصلب کا معاملہ تو اس کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ آج کے اس مادیت زدہ اور الیکٹریکلس دور میں بھی نماز پنجگانہ وجمعہ حتی کہ عیدین کی نماز بھی بغیر مائک آج تک ہوتی چلی آرہی ہے۔ جبکہ رضویت کے بڑے بڑے دعویداروں نے درمیانی راہ اپنائی ہے، ایسا کیوں نہ ہو، کہ تاجدار اہلسنت، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نے یہاں کے مسلمانوں کے سینوں میں ایسی روح پھونک دی ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا تصلب آج ان کی نسلوں میں بھی بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے اور آئندہ نسلوں میں انشاء اللہ پایا جاتا رہے گا۔

صدر العلما کی مہاراشٹر آمد

سرزمین ناسک کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے لیکر اکثر شہزادگان اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کا شرف حاصل رہا ہے، ابھی دو تین سال پہلے ہی کی تو بات ہے ۱۲ردسمبر ۲۰۰۴ء کو دارالعلوم غوث اعظم کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر خیابان رضا کے شگفتہ پھول جن کی عطر بیز خوشبوؤں سے انفس وآفاق مہک رہے ہیں، صدر العلما نازش علم وفن، حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ ناسک تشریف لائے تھے۔ حضرت کے رخ انور کی زیارت ودست بوسی کے لئے عقیدت کیشوں کا ہجوم تھا۔ حضرت کو ان کی آرام گاہ پہنچایا گیا۔ ۲۸رشوال المکرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۲ردسمبر ۲۰۰۴ء کی مبارک ومسعود سحر نمودار ہو چکی ہے، دارالعلوم غوث اعظم کی عظیم الشان فلک بوس عمارتوں کو بجلیوں اور برقی قمقموں سے آراستہ کیا جا چکا ہے، نقش ونگار رنگ وروغن اور آرائش وزیبائش دیکھ کر لوگ عش عش کررہے ہیں، آج ہی نماز ظہر رضوی ہال میں ختم بخاری شریف کی مبارک رسم ادا کی جائے گی، رضوی ہال کا دلفریب منظر بھی قابل دید ہے، رنگ وروغن اور برقی جھالروں سے قابل رشک بنایا گیا ہے، طلبۂ دارالعلوم نے مختلف انداز میں سجاوٹ کر کے بقعۂ نور بنا رکھا ہے، جو دیکھتا کہہ اٹھتا

تا قیامت رہے اس مدرسہ کا نام
اس چمکتی عمارت پہ لاکھوں سلام

ظہر کی نماز ہو چکی ہے، ختم بخاری شریف کی رسم ادا کی جانے والی ہے، بزرگوں نے ختم بخاری شریف کو نہایت متبرک اور قبولیت دعا کے لئے انتہائی مؤثر بتایا ہے، دارالعلوم غوث اعظم کا رضوی ہال بندگان خدا وعاشقان مصطفیٰ سے کھچا کھچ بھر چکا ہے، تقریباً تین بجے ہوں گے کہ حضرت علامہ شمس الدین خاں مصباحی پرنسپل دارالعلوم غوث اعظم، حضور تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو اپنے ہمراہ لئے نعرہائے تکبیر ورسالت کی گونج میں رضوی ہال میں داخل ہوئے مائک حضور تحسین میاں علیہ الرحمہ کے حوالے کیا گیا، آپ نے پہلے طلبہ سے بخاری شریف کی آخری حدیث پاک کی عبارت پڑھوائی، پھر ایسی علمی جولانیاں بکھیریں کہ علما تو علما عوام نے بھی آپ کی علمی مہارت کا لوہا مان لیا، بقول حضرت علامہ شمس الدین صاحب ہم لوگوں کو بخاری شریف ختم کرائی، حضور شارح بخاری نے اور ہمارے طلبہ کو ختم کرائی، محدث بریلوی نے، بالکل وہی نکات آفرینیاں، وہی خوش بیانیاں، وہی علمی تابانیاں میں نے یہاں بھی محسوس کیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اب مغرب کی نماز ہو چکی ہے، جلسۂ دستار بندی شروع ہو چکا ہے، مقامی و دور دراز سے آئے ہوئے سامعین حضرت کا خطاب نایاب سننے کے لئے بے تاب ہیں، حضور والا عقیدت کیشوں کے جھرمٹ میں نعرہائے تکبیر و رسالت کے ساتھ اسٹیج پر جلوہ بار ہوئے، ناظم اجلاس نے گلپوشی کا اعلان کیا، خطیب شہر کے ہاتھوں گلپوشی ہوئی، پھر حضرت کو زحمت خطاب دی گئی، آپ نے ایسی علمی، اصلاحی اور مدلل تقریر فرمائی کہ بقول عمر رضوی صدر دار العلوم ہذا ''میں نے آج تک ایسی تقریر کسی عالم سے سنی ہی نہیں''

ناسک سے تقریباً ۳۵ رکلو میٹر دوری پر سیکنہ نام کا ایک قصبہ آباد ہے، اس قصبہ سے آدھا کلو میٹر اندر کی طرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ایک محلہ رضا نگر ہے، جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ عاشقان اعلیٰ حضرت کا محلہ ہے، اس محلہ کے لوگ آقا زادے حضور تحسین میاں علیہ الرحمہ کو ناسک سے محلہ رضا نگر لے گئے وہاں حضرت نے ''نورانی مسجد'' کا سنگ بنیاد رکھا تو اس طرح سے یہ حضرت کی یادگار رضا نگر کے مسلمانوں کی چند لمحوں میں عظیم خدمت ہے۔ رضا نگر کے سیکڑوں لوگوں کو آپ نے مرید بھی کیا۔ تقریباً تین دن تبلیغ دین متین انجام دینے کے بعد ناسک سے رخصت ہونے کے وقت دار العلوم ہذا کے بارے میں اپنا تاثر تحریر فرمایا تھا جو ہماری رکارڈ کاپی میں اب تک محفوظ ہے اور ہمارے لئے تبرک ہے من وعن قارئین کی بارگاہ میں پیش ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کل بتاریخ ۲۸ رشوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۲ رستمبر ۲۰۰۴ء دار العلوم غوث اعظم کے جشن ختم بخاری وسالانہ جلسۂ دستار فضیلت میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدرسہ کا نظم ونسق اور حاضرین جلسہ کی سرگرمیاں لائق ستائش پائیں یہ سب مدرسین، وراراکین مدرسہ کی پیہم کوششوں اور پر خلوص جد جہد کا نتیجہ ہے، میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مرکز علم وعمل کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور معاونین مدرسہ کو اجر وثواب سے نوازے۔ دعا گو تحسین رضا غفرلہ۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بقول تحسین میاں علیہ الرحمہ مہاراشٹر کے کسی جلسہ میں یہ پہلی حاضری ہے میں بڑی خوشی کے ساتھ یہ تحریر کر رہا ہوں کہ یہ فخر عظیم دار العلوم غوث اعظم ہی کو میسر رہا۔

یہ ضروری تھا کہ اس خوش عقیدہ شہر میں بڑے پیمانے پر تعزیتی جلسہ منعقد کیا جائے لہٰذا دار العلوم غوث اعظم کی جانب سے عظیم الشان پیمانے پر ۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ / ۷ راگست ۲۰۰۷ء کو خطیب شہر حضرت حافظ حسام الدین صاحب قبلہ کی صدارت میں تعزیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ نظامت کے فرائض راقم الحروف (محمد ہاشم اعظمی مصباحی) نے انجام دیئے، مقرر خصوصی عمدۃ المدرسین میدان خطابت کے بے تاج بادشاہ حضرت شمس الدین خاں مصباحی نے حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات جلیلہ پر بھرپور روشنی ڈالی۔ اور گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

''حضور تحسین میاں کل تک ہمارے سامنے تھے اب علیہ الرحمہ ہو گئے۔ آپ کے نام کے آگے علیہ الرحمہ کہتے ہوئے عجیب سی کیفیت طاری ہو رہی ہے، دل بے قابو ہوا جاتا ہے، یقیناً آپ کی رحلت پوری دنیائے سنیت کے لئے عظیم سانحہ ہے، آپ بلا شبہ اکابرین علما اہل سنت میں سے تھے، آپ تاجدار اہل سنت کے تلمیذ ارشد اور مرید وخلیفہ تھے، آپ سے سرکار مفتی اعظم بے پناہ محبت فرماتے تھے۔

حضرت موصوف نے دوران تقریر فرمایا علامہ تحسین رضا خاں کے والد ماجد کو خاندان رضا کے افراد صاحب کہتے تھے، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی صاحب کہا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صاحب کے تین لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں، باصلاحیت بالیاقت ہیں، مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ آج ایک عالم خانوادہ اعلیٰ حضرت کے علمی فیضان سے سیراب ہورہا ہے ہم ان کی خدمات کا بدلہ کبھی نہیں چکا سکتے۔ حضور تحسین میاں ہمیں داغ مفارقت دے گئے مگر وہ اپنے کارناموں کے ساتھ ہم میں زندہ ہیں۔

واللہ کہ عالم کے لئے موت ہے تحسینؔ اک مردحق آگاہ کا دنیا سے گذرنا

یقیناً حضور تحسین میاں علیہ الرحمہ مختلف خصوصیات کے مالک تھے۔ کوئی تقریر کا فنکار ہوتا ہے، کوئی تدریس کا شہسوار، کوئی منصب افتا کا شاہکار ہوتا ہے کوئی مسند قضا کا بادشاہ کوئی مناظرہ ومباحثہ کا شناور ہوتا ہے، کوئی تحقیق وتدقیق کا تاجور، غرضیکہ سارے محاسن وکمالات بمشکل تمام کسی ایک ذات میں جمع ہو پاتے ہیں، مگر حضور تحسین میاں علیہ الرحمہ بلا مبالغہ بیک وقت مذکورہ سبھی فضائل وکمالات کے سلطان تھے، آج حضرت ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے مستفیدین ان کے تلامذہ ان کے عظیم الشان کارنامے اذہان وقلوب سے ان کی یادیں محو ہونے نہیں دیں گے۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں حضرت کی تربت اقدس پر پیہم اپنی رحمت وغفران کی بارشیں نازل فرمائے۔ (آمین)

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

محمد ہاشم اعظمی مصباحی۔۔دار العلوم غوث اعظم کونکی پورہ ناسک سٹی (مہاراشٹر) موبائل نمبر۔ ۹۳۲۳۶۵۴۶۱

مرنا ہے بہر حال، شہادت کی مگر موت
رب کا بڑا تحفہ ہے، بڑی خاص عطا ہے
مر جائے رہِ حق میں جو، مردہ نہ سمجھنا
زندہ ہے وہ زندہ ہے، یہ اعلان خدا ہے

گلہائے عقیدت
و
خراج تحسین
پیش کرتے ہیں

ریحان خاں ابن مرحوم عتیق احمد زری والے
باڑی، بخار پورہ، فون: 9259159032
کسی بھی قسم کے زری کے کام کے لئے ہمیشہ یاد رکھیں اور خدمت کا موقع دیں۔

وہ ذاکر حق عاشق محبوب خدا ہے
وہ عشق صحابہ میں جو دنیا سے گیا ہے
جس نے بھی کہا ہے یہ بہت خوب کہا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

حضور صدر العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین۔
دعا گو
فراست خاں ابن ریاست خاں
سیلانی روڈ، محلہ صوفی ٹولہ، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما سرپرست اعلیٰ

مفتی نثار احمد رضوی نوری

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں
زمیں میں کیسے کیسے حسن والے دفن ہیں مضطر — قیامت ہوگی جب یہ سب کے سب مدفن سے نکلیں گے

آہ! ۳ر اگست ۲۰۰۷ء تقریباً ساڑھے تین بجے دوپہر کے وقت جبکہ میں گہری نیند سو رہا تھا کہ موبائل کی گھنٹی بجی۔ ہیلو کہنے پر ادھر سے یہ جانکاہ خبر بجلی بن کر گری کہ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خانصاحب محدث بریلوی نے ایک سڑک حادثہ میں اس دار فانی کو الوداع کہا یہ خبر وابستگان دامن صدر العلما کے لئے ایسی ناگہانی اور ہوش ربا تھی کہ دیر تک سمجھ میں ہی نہ آیا کہ کیا کیا جائے پھر جلد سے دو ایک جگہ فون کر کے اس خبر کی تصدیق چاہی تو ہر جگہ سے یہی خبر ملی۔ مشیت الٰہی پوری ہو کر رہی اور بالآخر یہ یقین کرنا پڑا کہ اس مسیحا نفس نے بھی جان جاں آفریں کے سپر کردی جو عمر بھر آپسی خاندانی اختلافوں سے دور رہ کر اپنی زبان سے مردہ دلوں میں روح پھونکتا رہا، وہ شمع خاموش ہوگئی جو نصف صدی تک علم وفن کی مجلسوں میں ضیا بار رہی، پیغام اسلام کا وہ شارح وترجمان اٹھ گیا جسنے اپنی دینی بصیرت سے اس کے اسرار واحکام بے نقاب کئے۔

اس کا میدان تدریس یوں تو علوم اسلامیہ کی ہر شاخ اور ہر موضوع تھا مگر اس کی عمر عزیز کا بڑا حصہ کلام نبوی کی تدریس میں گزرا، وہ تادم واپسیں مسند تدریس وافتا پر جلوہ بار رہا۔ اور ایسا پڑھایا کہ ہزاروں مفلسوں اور تہی دستوں کو علم دین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادیں۔ آج ہندو بیرون ہند کے صدہا مدارس میں اسکے بلا واسطہ اور بالواسطہ تلامذہ کے ذریعے علوم دینیہ کی ضیا باری ہو رہی ہے۔ اس علمی کمال کے ساتھ ساتھ وہ عمل صالح اور خلوص کا بھی حامل تھا۔ اسکی عبادت، زہد تقویٰ بلکہ ہر کام خلوص سے ہوتا تھا۔ اس وجہ سے اس کا کلام پُر تاثیر ہوتا تھا، دعا مناجات سے اس کی رقت کا پتہ چلتا تھا، صبر وتحمل مزاجی اس کا شیوہ تھا، عفو ودرگزر اس کا طریقہ کار تھا، اسکا غصہ دینی نقصان کے پیش نظر تھا، احقاق حق وابطال باطل اسکا اوڑھنا بچھونا تھا، غیبت چغلی اور بدگوئی سے اس کو نفرت تھی، کینہ، بغض اور حسد سے اسکا دل پاک وصاف تھا، نہ کسی مخالف کی ترقی سے رنج، نہ اسکی مصیبت سے خوشی، بہترین سیرت، بلند اخلاق تہذیب وشائستگی کا پیکر تھا، آرام طلبی وعیش پرستی سے اس کو نفرت تھی، مسکین پرور وبیکس نواز تھا، حرص وآز، غرور وتکبر سے بری تھا، ایک عالم باعمل اور مرشد برحق میں جو محاسن ہونے چاہئیں وہ سب اس میں موجود تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ علم وعمل، سیرت وصورت ہر اعتبار سے مظہر مفتی اعظم ہند کے لقب کا مستحق ومصداق تھا۔ ان تمام صفات کے گواہ اسکے تلامذہ، مریدین اور متعلقین ہیں جنہوں نے اس کو قریب سے دیکھا۔ ان صفات کے شواہد اگر تفصیل سے قلم بند کئے جائیں تو ایک ضخیم دفتر درکار ہوگا۔

سیرت کی چند مثالیں: خاکسار راقم الحروف اپنے تعلق سے بعض واقعات ومشاہدات سپرد قلم کرتا ہے۔

۱۹۷۷ء کا واقعہ ہے جب میں سنبھل کے بعد لکھنؤ میں زیر تعلیم تھا اس وقت تک میں نے نہ تو حضرت کو دیکھا تھا نہ ان کے بارے

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں کچھ سنا تھا۔(اگر دیکھا یا سنا ہو تو کچھ یاد نہیں) الہ آباد بورڈ کا امتحان دینے کے لئے فارم بھرنے کے ارادے سے منظر اسلام بریلی شریف حاضر ہوا۔تاخیر سے پہنچا۔مدرسہ میں چھٹی ہو چکی تھی۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ کس جگہ فارم بھرا جائے گا،کس کے ذریعہ بھرا جائے گا ،یہاں کون صدر مدرس ہے۔اس بارے میں معلومات کی۔لوگوں نے بتایا کہ فارم تو صدر صاحب کے ذریعہ ہی بھرا جائیگا اور وہ کل تشریف لائیں گے۔بڑا پریشان ہوا۔اللہ میرے!اب کیا کروں،کہاں جاؤں۔کسی نے کہا۔صدر صاحب کے گھر چلے جاؤ۔جیسا ہوگا بتا دیں گے ،صدر صاحب کا کیا نام ہے؟کہاں رہتے ہیں؟میں نے عرض کیا۔جواباً کہا،''حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب۔چھ منارہ مسجد کانکر ٹولہ پرانہ شہر۔''

نام و پتہ نوٹ کیا اور رکشہ کر کے کانکر ٹولہ چھ منارہ مسجد پہنچا۔گرمی کا موسم،دوپہر کا وقت،پوچھتا پچھتا دروازہ پر جا دستک دی ۔دن بھر کی مصروفیت کے بعد آرام کا وقت تھا،اگر انکار کرا دیتے تو کوئی تعجب یا نامناسب بات نہیں تھی۔مگر باہر تشریف لائے۔میں نے مد عا عرض کیا...ہم جیسے لوگوں میں سے کوئی ہوتا تو غصہ آجاتا اور کہتا''ارے بھئی!فارم مدرسے میں بھرا جاتا ہے گھر پر نہیں۔کل مدرسہ آنا ''مگر واہ رے سیر چشمی اور اجنبی نوازی!بیٹھک کھول کر بٹھایا ضروری معلومات حاصل کر کے فرمایا ٹھیک ہے ہم تمہارا فارم بھر دیں گے ۔عالم کی مارکشیٹ بھیج دینا''میں نے واپس آکر بذریعہ ڈاک مارکشیٹ روانہ کر دی۔پھر معلوم نہ ہو سکا کہ فارم بھرا گیا یا نہیں جوابی خط لکھا تو حضرت نے کسی دوسرے کو حکم نہ دیکر بدست خود.....جواب عنایت فرمایا۔

۷۸۶ ۲۹ ستمبر ۷۷ء

عزیزم نثار احمد صاحب

وعلیکم السلام

آپ کا فارم روانہ کر دیا گیا تھا،مارکشیٹ کی نقل مل گئی تھی آپ کو اطلاعی خط بھی لکھ دیا تھا۔نہ معلوم آپ کو کیوں نہ ملا۔ٹی سی کی بھی ضرورت ہے آپ ٹی سی لیکر آجایئے تا کہ مدرسہ کے داخلے کی شرائط پوری کی جائیں۔

فاضل دینیات کی مندرجہ ذیل کتابیں یہاں پڑھائی جائینگی۔بخاری شریف،ترمذی شریف،بیضاوی شریف،ہدایہ آخرین ۔آپ کو پہلے تیاری شروع کرنا چاہئے تھی،اب فوراً شروع کر دیجئے۔

والدعاء تحسین رضا غفرلہ،

اب میری ذمہ داری تھی کہ پتہ رکھوں کب امتحان ہو رہا ہے بڑے اداروں میں صدر مدرس کی ذمہ داریاں اور مصروفیات بہت ہوتی ہیں۔وہ مدرسہ کے سب طلبہ کے ناموں اور شکلوں سے بھی اچھی طرح واقف نہیں ہوتے چہ جائے کہ کوئی باہر کا طالب علم جو چند منٹ کے لئے آیا اور فارم بھرنے کی درخواست کر کے چلا گیا اس کو کون یاد رکھے گا۔مگر بالائے کرم،حضرت نے امتحان کی تاریخ سے مطلع فر مانے کے لئے پھر بدست خود اس اجنبی اور دوسرے مدرسہ کے طالب کے نام ایک خط لکھا۔

عزیزم مولوی نثار احمد صاحب سلام مسنون

www.muftiakhtarrazakhan.com

کل بعد انتظار بسیار امتحان کی اسکیم آگئی ۲۴ فروری بروز جمعہ امتحان شروع ہو رہا ہے آپ کو ایک دو دن قبل یہاں آجانا چاہیئے سردی کا موسم ہے لہذا بستر ساتھ لائیں باقی عندالملاقات

تحسین رضا غفرلہ

۱۶ فروری ۷۸ء

میں جب جب اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتا ہوں۔ واہ! کیا اخلاق تھا۔

اس واقعہ کے ستائیس سال بعد پچھلے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت حسن پور تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے دونوں خط پیش کرتے ہوئے عرض کیا، حضور! یہ پہچانیئے کس کی رائٹنگ ہے؟ سرسری طور دیکھ کر فرمایا، ''یہ فلاں مولانا صاحب کی رائٹنگ معلوم ہوتی ہے۔''

عرض کیا حضور! پڑھیے، پڑھ کر حیرت سے فرمایا، ''اچھا یہ میرے خط ہیں۔''

''حضور! یہ آپ کی نوازشوں کے دستاویزی ثبوت ہیں۔'' میں۔ نے عرض کیا۔

۱۹۹۶ء میں دوسرے جلسۂ دستار بندی کے موقع پر خاکسار نے مظہر مفتی اعظم ہند سے دارالعلوم ھذا کی سرپرستی اور جلسہ میں شرکت کی درخواست کی۔ الطاف کریمانہ سے درخواست قبول فرمائی۔ اور جلسہ میں تشریف لائے۔ شہر حسن پور کے وہابی ہونے کے باوجود تحصیل کے دیہات بفضلہ تعالیٰ آج بھی سنی ہیں۔

حضرت کی تشریف آوری کے تعلق سے سنیوں میں جوش وولولہ اور خوشی کی عام لہر تھی۔ بعد اختتام جلسہ بے شمار لوگ حضرت کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ اور بعد نماز فجر بیعت ہونے کے خواہش مند مرد وزن کا تانتا لگ گیا۔ انتظام کرنا مشکل ہو گیا۔ پریشان ہو کر یہ طریقہ رکھا کہ حویلی کے ایک دروازے سے مردوں کو بلا کر بیعت ہونے کا موقع دیا جاتا۔ پھر کچھ دیر کے لئے مردوں کو روک کر عورتوں کو بلا کر بیعت ہونے کا موقع دیا جاتا۔ دوپہر تک یکے بعد دیگرے اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔

یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا دیکھ کر مولانا قاری عرفان الحق سنبھلی صاحب نے جو حضرت کے مقرب خاص اور سفر وحضر میں ساتھ رہنے والے تھے۔ حتی کہ اس آخری سفر میں بھی حضرت کے ساتھ تھے۔ شدید طور پر زخمی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مجھ سے فرمایا کہ مفتی صاحب! اب بس کیجیے بہت مرید ہو گئے۔ کچھ تشنگی باقی رہنے دو۔ بعد میں معلوم ہوا کہ چراغ تلے اندھیرا رہا۔ ہمارے بھائی اور کافی طالب علم بیعت نہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ فجر کے بعد سو گئے تھے۔

حضرت مظہر مفتی اعظم ہند نے اس موقع پر اپنے تأثرات مختصر انداز میں اس طرح رقم فرمائے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دارالعلوم محمدیہ لال مسجد حسن پور کے جلسۂ دستار فضیلت میں اس فقیر نے شرکت کی۔ اور دارالعلوم مذکور کا نظری معائنہ کیا۔ الحمدللہ اس دارالعلوم کو مسلک اہلسنت کا مرکز پایا۔ اور اس کی خدمات دینیہ سے مسرور ہوا۔ رب کریم اس کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اسکے مدرسین ومعاونین کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ تحسین رضا غفرلہ

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ

اس کے بعد برابر حضرت اس ادرہ کی سرپرستی فرماتے رہے۔اور جلسۂ دستار بندی کے موقع پر تشریف لاتے رہے۔

میں جب بھی جلسہ کی تاریخ کے لیئے حاضر ہوا۔ضرور تاریخ دی۔اگر تاریخ خالی نہ ہوتی تو قاری عرفان صاحب سے فرماتے ....''ڈائری دیکھو پروگرام میں تبدیلی کر کے حسن پور کے لیئے تاریخ دو''

عطائے خلافت :۔اس فقیر پر مظہر مفتی اعظم ہند کی ایک عظیم نوازش یہ ہے کہ

ایک مرتبہ صرف دعا کرانے کی غرض سے بعض طلبہ کولیکر حاضر ہوا۔بچوں کے حق میں دعاء فرمائی اور اس فقیر ناچیز کو اتنا نوازا کہ اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔صرف اتنا ہی نہیں کہ خلافت عطا فرمائی بلکہ اس کے بعد حسن پور علاقہ کا کوئی آدمی بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔تو فرمایا حسن پور میں مفتی صاحب کو ہم نے خلافت دے دی ہے۔تم لوگ وہیں مرید ہو جاؤ۔

مگر اس حقیر نے کبھی مرید کرنے کی جرأت نہیں کی۔بلکہ ہر آنے والے سے یہی کہا ابھی ہمارے بزرگ موجود ہیں۔اسلئے ہمیں نہ مرید کرنے کی ضرورت نہ جرأت۔

حضرت سے مرید ہوئے۔

حضرت کی ایک اور نوازش:۔عرس رضوی کے موقع پر ملاقات کے لئے در دولت پر حاضر نہ ہو سکا۔مگر اس سال تین مرتبہ خدمت میں حاضر ہونے کا شرف ملا۔

(۱) عید کے بعد یہ خاکسار اپنے ایک تلمیذ رشید مولانا قاری محمد شریف صابری سلمہ، الباری کولیکر حاضر خدمت ہوا۔اور عرض کیا۔

حضور! یہ مولانا ایک ذی صلاحیت باعمل عالم ہیں۔شہر تھانہ بمبئی میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ایک دینی اصلاحی رسالہ نکالتے ہیں۔ایک دینی تبلیغی تحریک چلا رہے ہیں۔ایک مدرسہ میں درس نظامی کے مدرس ہیں۔ایک مسجد کے امام وخطیب ہیں۔اور خود انوار الصالحات کے نام سے لڑکیوں کے لیئے ایک ادارہ قائم کیے ہوئے ہیں۔جس میں لڑکیاں عالمہ کا کورس کر رہی ہیں''حضور! ان کو اپنی خلافت عطا فرمادیں۔تاکہ شہر تھانہ میں اپنا رضوی تحسینی سلسلہ آگے بڑھے'' یہ سن کر حضرت کچھ خاموش رہے۔اور پھر اٹھ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ہم امید ویاس میں مبتلا رہے۔کچھ دیر بعد تشریف لائے ہاتھ میں خلافت نامہ تھا۔قاری عرفان صاحب سے اس کی خانہ پوری کرائی۔اور مولانا شریف صابری صاحب کو اپنی خلافت سے نوازا۔

یہ بھی حضرت کی بہت بڑی کرم فرمائی اور اس خاکسار پر انتہائی اعتماد کی بات ہے۔کہ مولانا شریف سے بالکل واقف نہیں۔صرف میرے کہنے پر ان کو خلافت عطا فرمائی۔

(۲) شروع اپریل ۲۰۰۷ء میں مولانا شریف نے مجھ سے کہا۔کہ اس سال ہمارے ادارہ انوار الصالحات سے کچھ لڑکیاں عالمیت سے فارغ ہو رہی ہیں۔میری، اراکین کمیٹی اور خود بچیوں کی خواہش ہے کہ حضرت مظہر مفتی اعظم ہند ختم بخاری شریف کرائیں۔اگر آپ

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت سے درخواست کریں تو امید ہے۔قبول فرمائیں گے۔

میں حاضر ہوا، قاری عرفان صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت، پرسوں ہی مہاراشٹر کے دورے سے واپس ہوئے ہیں۔اور گرجا نے کے سبب کمر میں چوٹ آگئی ہے۔ڈاکٹر نے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

پھر بھی میں نے اپنی درخواست پیش کر ہی دی۔فرمایا کہ نہیں بھئی نہیں۔پرسوں ہی بمبئی سے واپس آیا ہوں گرمی بہت ہے۔سفر لمبا ہے۔نہیں جاسکونگا۔آئندہ دیکھا جائے گا۔

(۳) تحمل مزاجی اور بردباری کا اعلیٰ نمونہ:۔ یکم اگست ۲۰۰۷ بروز بدھ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔سلام۔دست بوسی کے بعد اپنے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''یہاں بیٹھو آج سے پہلے بھی ایسا فرماتے تھے۔مگر کبھی برابر میں بیٹھنے کی جرأت نہیں کی۔اس مرتبہ ''الامر فوق الادب'' کے تحت برابر میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

لوگوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔اپنی اپنی پریشانیاں بیان کرکے دعا وتعویذ کی درخواست کر رہے تھے۔حضرت سب کو نواز رہے تھے۔لوگ اپنی پریشانیاں بڑی طول طویل تفصیل سے اور بار بار بیان کر رہے تھے۔مجھے ان کی ان حرکتوں پر الجھن ہو رہی تھی۔کہ کیا فالتو باتیں کر رہے ہیں مگر حضرت ہیں کہ خندہ پیشانی کے ساتھ سن رہے ہیں۔کبھی کسی کی زیادہ ہی بے تکی ہوتی۔تو حضرت میری طرف دیکھتے مگر ان کو کچھ نہ کہتے۔بعض بعض کا تو یہ حال تھا کہ اس کی پریشانی سن لی۔اس کے حق میں دعائے خیر فرمادی اور تعویذ بھی دے دیا مگر وہ اپنی سنائے جانے سے رک نہیں رہا۔ایک نوجوان رو، رو کر عرض کر رہا تھا، حضور ہم بہت پریشان ہیں۔ہمارا بھائی پاگل ہو گیا ہے۔اس کو رسیوں میں باندھ کر رکھتے ہیں۔ہمارا گھر تباہ ہو گیا ہم یتیم ہیں۔

حضرت نے ٹوکا یتیم مت کہو، یتیم وہ نابالغ بچہ ہوتا ہے جسکا باپ مر گیا تم اب بالغ ہو گئے ہو یتیم نہیں رہے۔وہ نوجوان بولا ''نہ حضور ہم یتیم ہی ہیں۔ہمارا بھائی پاگل ہو گیا لڑکی والوں نے رشتہ ختم کر دیا۔اب بھائی جان کو جان سے مارنے کی دھونس دے رہے ہیں''۔

میں نے کہا ارے وہ کیوں مارینگے انہیں رشتہ چھڑانا تھا چھڑالیا اب مارینگے کیوں؟ ''بولا''، نہ مولوی صاحب وہ مارینگے۔ہم بہت پریشان ہیں محنت مزدوری کرکے گزارا کرتے ہیں'' میں حیرت میں تھا کہ لوگ کیسی اول جلول باتیں کر رہے ہیں۔اور حضرت ہیں سنے جا رہے ہیں۔کتنی برداشت ہے۔بعض لوگ دست بوسی کا موقع دینے کو تیار نہیں۔چہ جائے کہ ایسی بات سنیں۔یہ کہکر ڈانٹ دیتے ہیں۔''کیا ہے خالی چوما چاٹی''

حضرت مظہر مفتیٔ اعظم ہند نے ہمیشہ یوپی، بہار، بنگال وغیرہ کے غریب لوگوں کو ٹائم دیا۔کسی دیہات کے مدرسے والے بھی جلسہ کی دعوت دینے آئے تو ان کو ناامید نہیں کیا۔اگر آپ جلسہ کے لئے تاریخ دیتے تو منتظمین جلسہ آپ کی تشریف آوری کی طرف سے مطمئن رہتے تھے۔کیونکہ آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے۔آپ کی یہ غرباء نوازی ہی ہے جس نے آپ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی۔جو نماز جنازہ میں شریک ہونے والوں کی کثرت سے ظاہر ہے۔غرض کہ آپ برابر سنتے رہے۔تعویذ دعا سے نوازتے رہے اسی دوران آپ کے مدرسے کے کسی طالب علم نے دو استفتوں کے جواب برائے تائیدی دستخط پیش کئے۔آپ ان کا مطالعہ فرمانے لگے۔اور میں یہ سوچنے لگا۔کہ حضرت اس عمر میں بھی بلا چشمہ پڑھ رہے ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں نے عرض کیا! مدرسے کے حق میں دعا فرمادیں۔ تین ماہ سے مدرسین کی تنخواہ ادا نہیں ہوسکی ہے۔ فرمایا، کہ "ایڈ کی رقم نہیں آتی ہے" عرض کیا حضور! ایڈ کہاں ہمارا مدرسہ چندے سے چلتا ہے۔ اور چندے کی وجہ سے تنخواہیں رک گئی ہیں۔ حضرت نے دعا فرمادی امید ہے کہ حضرت کی دعا رنگ لائے گی اور اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب پیدا فرمائیگا۔

مغرب کے قریب جانے کی اجازت چاہی اور چلتے ہوئے عرض کیا حضور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فرمایا، "مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا" ایسا پہلے کبھی نہیں فرمایا، آج ہی کیوں فرمایا؟ یہ آپ کی روشن کرامت ہے۔ اللہ کی طرف سے وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ آخری ملاقات ہے۔

اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ آخری ملاقات ہے تو خوب دیدار کرلیتا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ نعمت بے بہا پرسوں چھن جانے والی ہے۔ لوگوں کے دلوں کا قرار یتیموں کا ماویٰ دلجا پرسوں اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے گا۔

دل سے کس طرح مٹادوں ان کی یادوں کے نقوش۔

الٰہی تیرے دین متین کا خادم، تیرے پیغام کا مبلغ، تیرے محبوب نبی کریم ﷺ کے کلام کا شارح تیرے حضور حاضر ہے۔

اے پروردگار عالم! جب تک آسمان کے ستاروں میں چمک، مرغزاروں میں کوئلوں کی کوک اور پپیہے کی ترنم خیز صدائیں گونج رہی ہوں؛

اے کائنات کے پالنہار! جب تک سمندر کی روانی اور سطح سمندر پر مچھلیوں کا کھیل کود ہو،

اے خالق کائنات! جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل ونہار ہو۔

اے رب کریم! جب تک صحن گلشن میں کلیوں کی مسکراہٹ اور پھولوں کی مہک پر بلبلوں کی نوا سنجی ہو، اس وقت تک آقائے نعمت سیدی ومولائی مظہر مفتی اعظم ہند کے مزار پرانوار پر تیرے رحم وکرم کے پھولوں کی بارش ہو۔ ان کی تربت تیرے انوار ورحمت سے معمور ومنور اور جنت الفردوس کی خوشبوؤں سے معطر رہے۔ ان کو شہداء وصدیقین کا درجہ عطا فرما۔ آمین۔

اے خدا کے مقبول بندے! الوداع، اے شفیق استاد! الوداع، اے مرشد برحق! الوداع۔

مفتی نثار احمد رضوی نوری۔

بانی ومہتمم مرکز اہل سنت دار العلوم محمدیہ لال مسجد، حسن پور۔ جے۔ پی۔ نگر۔ یو پی۔

صدر العلما سے استفادہ

مولانا محمد اختر رضا قادری

زینت الفضلا صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم دین، محدث وفقیہ، بہت بڑے مفتی، مفسر، محقق اور مدقق تھے آپ کے ہم عصر علمائے کرام آپ کا بڑا ہی ادب و

www.muftiakhtarrazakhan.com

احترام کرتے تھے، بڑے بڑے علمائے کرام نے ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا ہے حضور صدر العلما کے تلامذہ آج دنیا بھر میں تشنگان علوم وفنون کو سیراب کر رہے ہیں، احقر کو بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے جب میں ۲۰۰۰ء میں جامعہ نوریہ باقر گنج میں درس نظامی پڑھا کرتا تھا اگر مجھ کو کچھ اسباق کے سمجھنے میں دقت والجھن ہوتی تھی تو حضور محدث بریلوی ہی کی بارگاہ میں رجوع کرتا تھا اور میرے لئے اسباق میں آسانی کے راستے فراہم ہو جایا کرتے تھے، وقتاً فوقتاً آپ کی قیام گاہ چلا جایا کرتا تھا اور چیدہ چیدہ مسائل آپ سے سمجھ لیا کرتا تھا۔ میں نے ۲۰۰۲ء میں چالیس احادیث پر مشتمل ایک کتابچہ ترتیب دیا وہ احادیث کا مجموعہ حضور محدث بریلوی کو نظر ثانی کے لئے پیش کیا، تو حضرت نے اپنے مفید مشوروں سے نواز کر دعائیں دیں اور دعائیہ کلمات رقم کئے تو مجھے سکون قلبی حاصل ہوا۔

صدر العلما حضور محدث بریلوی اپنے اسلاف کرام کی ایک نشانی تھے جن کی زیارت سے اہل علم وفن صاحب فضل وکمال وعمل کو قلبی سکون ملتا تھا، حضور محدث بریلوی علمی وعملی گھرانے میں پیدا ہوئے حرص وطمع ریا وسمعہ کو اپنے قریب نہیں آنے دیا، آخری دم تک اسلام وسنیت کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں مصروف ومشغول رہے مگر حیف صد حیف کہ اس شمع فروزاں نے یکا یک بتاریخ ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ر اگست ۲۰۰۷ء داعی اجل کو لبیک کہا، صدر العلما اہل سنت کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے اور آپ کی تدفین شہر کہنہ بریلی شریف کے محلہ کانکر ٹولہ میں ہوئی، گلزار الفت کے گلاب، شریعت مطہرہ کے بے لوث خادم، خلوص ومحبت کے عظیم پیکر حضور صدر العلما محدث بریلوی کا مزار پاک آن واحد میں ہر خاص وعام کی زیارت گاہ بن گیا۔

۲۰۰۲ء میں ایک روز میں اپنے چھوٹے بھائی محمد راشد رضا قادری کو صدر العلما کی بارگاہ عالیہ میں بغرض دعا لیکر آیا راشد رضا تقریباً ۹ برس کے تھے حضرت سے میں نے عرض کیا حضور یہ میرا چھوٹا بھائی ہے انکے حق میں دعا فرما دیجئے، حضرت نے دعا فرمائی اللہ رب العزت اس بچہ کو اس کے مقصد میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے، میں نے عرض کیا حضور کس مقصد میں؟ حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا جو مقصد لیکر حاضر ہوئے ہو مقصد میرے ذہن میں راشد رضا کے لئے حفظ قرآن کا تھا حضرت کی دعا کا اتنا بڑا اثر پڑا کہ راشد رضا نے دس سال کی عمر میں کم وبیش دس ماہ کی قلیل مدت میں حفظ قرآن کی تکمیل کر لی اور حضور محدث بریلوی کا قول پتھر کی لکیر بن گیا اور کیوں نہ بنے۔

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

صدر العلما اور مسجد باغ محمدی

محمد حسن ضیائی رضوی، تربوے موریشس

استاذ العلما محدث بریلوی مفتی تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کا شمار اپنے دور کے ان علما میں ہوتا ہے جن پر علم وفن کو ناز ہے لیکن آہ! یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ آج علم وفن، تقوی وطہارت کا وہ آفتاب ہم میں نہ رہا جس کی جلالت علمی پر شمس کی تابانی منہ چھپائے اور جس کی سادگی پر چاند کی چاندنی شرمائے اس سے میری مراد محدث بریلوی کی ذات ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایسی بھرپور شخصیت کا نعم البدل تو کیا بدل ملنا مشکل ہے۔

موریشس میں محدث بریلوی سے کئی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا راقم الحروف پر آپ کی بڑی کرم فرمائی رہی موریشس جب بھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

آنا ہوا سنی رضوی سوسائٹی کے اراکین کے ساتھ محدث بریلوی ایک جمعہ میری مسجد میں ضرور ادا فرماتے، حسن اتفاق میرے پدر بزرگوار پیر طریقت حضرت علامہ الحاج محمد امداد علی ضیائی قادری رضوی تبلیغی دورے پر اور جلوس محمدی کی قیادت کے لئے موریشس تشریف لائے ہوئے تھے بعد نماز جمعہ رضوی آفس میں محدث بریلوی اور پدر بزرگوار تشریف فرما ہوئے ناشتہ اور چائے نوشی کے بعد اصلاح معاشرہ اور بالخصوص عقائد پر بڑی فکر انگیز اور بصیرت افروز گفتگو فرمائی محدث بریلوی کی گفتگو اور زیر لب ہلکی سی مسکراہٹ کا منظر قابل دید تھا۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی　　　یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

موریشس کے آخری سفر میں بھی حضرت محدث بریلوی اپنے بڑے فرزند ارجمند حضرت علامہ حسان رضا صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور خلیفہ محدث بریلوی حضرت حافظ اظفر قبلہ ڈائرکٹر سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کرنے باغ محمدی مسجد تربوے تشریف فرما ہوئے چونکہ اعلان پہلے ہی سے ہو چکا تھا اور اس بار میں نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا تھا کہ نماز جمعہ محدث بریلوی کی اقتدا میں پڑھونگا راقم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حضرت نے فرمایا: الحمد للہ۔ چونکہ یہ گزارش اس سے پہلے بھی کئی بار کر چکا تھا مگر یہ حضرت کی ذرہ نوازی کہئے کہ ہر بار مجھے آگے بڑھایا لیکن اس مرتبہ ناچیز کی درخواست قبول کرنا جہاں تک میرا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ محدث بریلوی کی دور بینی کا نتیجہ ہے اور آپ کی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی کہ یہ میرا آخری سفر ہے کہیں شیشۂ دل ٹوٹ نہ جائے سبحان اللہ میں تو اسے حضرت کی کرامت ہی سمجھتا ہوں واللہ العظیم محدث بریلوی کی اقتدا میں وہ لطف آیا کہ میں اسے تحریر میں پیش نہیں کر سکتا بس اتنا سمجھ لیجئے کہ جس طرح نیکوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے اسی طرح بزرگوں کی امامت اہل ایمان کی پیشانی کو سجدوں کی حقیقی لذتیں فراہم کرتی ہے۔

محدث بریلوی کے ایصال ثواب کیلئے مسجد باغ محمدی میں جلسۂ تعزیت کا انعقاد ہوا محب گرامی فاضل جلیل حضرت علامہ شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ نے حضرت کی زندگی پر بھرپور روشنی ڈالی سیکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی پھر صلوۃ وسلام اور دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا محدث بریلوی کی تربیت پاک کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہے۔

آسی شہید عشق ہوں مردہ نہ جانیو　　　مر کر ملی ہے زندگی جاوداں مجھے

محمد حسن ضیائی رضوی قادری بانی بزم ضیاء غوث خطیب وامام باغ محمد تربوے موریشس افریقہ

صدر العلما اور تنظیم المسلمین

مولانا محمد مظفر حسین رضوی

تنظیم المسلمین بائسی کا قیام ۱۹۷۳ء میں سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایما پر ہوا جس میں سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان، تاج الشریعہ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم علینا کو بھی ایک بار ساتھ لے کر تشریف لائے۔ یہ سفر پورنیہ کیلئے تاجدار اہل سنت کا آخری سفر ہوا پھر اسکے بعد تنظیم المسلمین اور دیگر مقامات میں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہوتی رہی۔ قمر سنیت حضور قمر رضا خاں صاحب قبلہ، توصیف ملت حضور توصیف رضا خاں صاحب قبلہ بھی کئی بار ادارے میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

تشریف لائے

مگر مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما حضور تحسین ملت حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی تشریف آوری کشنگنج، پورنیہ، بہادر گنج، کٹیہار، اتر دیناجپور بنگال میں تقریبا ہر سال ہوتی اور ہر سال بڑی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوتے۔
لوگ حضرت سے اتنا متاثر کیوں ہوئے؟

حضرت کے علم وعمل اور نمایاں تدریسی خدمات نے حضور تحسین ملت کو صدر العلما بنا دیا، حضرت کا زہد وورع، تقویٰ وپرہیز گاری اور رفتار وگفتار کردار شریعت کے سانچے میں ڈھلا ہونا یہ ایسی صفتیں ہیں جنھوں نے تحسین ملت کو مظہر مفتی اعظم ہند بنا دیا، لیکن اہل علم اور دانشوروں کا ایک عظیم طبقہ اور عوام الناس کی کثیر تعداد جو حضرت کی ذات سے متاثر ہوئی ان کا تاثر یہ ہے کہ دو وجہ سے ہم لوگ حضرت سے زیادہ متاثر ہوئے

پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت صدر العلما جب عرس نوری منعقدہ پورنیہ اور جلسۂ دستار بندی میں تشریف لاتے تو پورنیہ کمشنری کے وہ بڑے بڑے جید علمائے کرام جن سے نگاہ ملا کر بات کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے، ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ حضرت تحسین ملت کی بارگاہ میں سلام وقدمبوسی کے بعد نظریں جھکا کر باادب یا تو کھڑے ہیں یا پھر حکم ملنے کے بعد بیٹھتے ہیں تو ہم سمجھ گئے یا اللہ اتنے بڑے بڑے علمائے کرام جب حضرت کے شاگرد ہیں تو حضرت کے علم کا عالم کیا ہوگا؟ قوم کے پیشوا اور ائمہ جہاں جھکتے ہیں تو پھر ہمیں وہاں جھکنے میں تاخیر کیوں؟
وجہ دوم۔ دوسری وجہ جو متاثر ہونے کی ہے وہ حضرت کی سادگی ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔ باغ میں تو پھول بہت سے ہیں مگر سب کی خوشبو الگ، الگ اسی طرح چمنستان رضا میں بھی پھول تو بہت سے تھے اور اب بھی ہیں مگر سب کی خوشبو الگ الگ

حضرت کی سادگی

علمبردار اہل سنت حضرت علامہ ومولانا مفتی الحاج رحمت حسین صاحب کلیمی علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مولانا اکمل رضا خاں صاحب قادری مدرس تنظیم المسلمین ایک جلسہ میں حضرت کے ساتھ تھے رات گزر گئی صبح حضرت فرمانے لگے کہ مولانا رحمت! آج رات نیند نہیں آئی آپ نے عرض کیا کیوں؟ حضرت نے فرمایا کہ تکیہ زیادہ بڑا اور اونچا تھا تو علمبردار اہل سنت نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضور مجھے تو معلوم نہیں اگر ایسی بات تھی تو آپ مجھے جگا دیتے اور میں تکیہ بدل دیتا۔ قربان جایئے تحسین ملت کی سادگی پر حضرت نے فرمایا کہ مولانا میں دیکھ رہا تھا کہ آپ سو رہے تھے اگر آپ کو جگاتا تو آپ کی نیند خراب ہو جاتی اس لئے میں نے آپ کو نہیں جگایا۔

حضرت کی خندہ پیشانی

حضرت اکثر خندہ پیشانی کیساتھ لوگوں سے ملتے اور حضرت کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی جو حضرت کی ایک امتیازی شان تھی اب اس خوبی کو شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کے قول کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے "طلاقۃ الوجہ" خندہ پیشانی بھی صوفیا کے اخلاق میں سے ہے۔ صوفیائے کرام اگرچہ خلوت میں روتے ہیں لیکن جب وہ لوگوں کے سامنے آتے ہیں تو ہشاش وبشاش اور شگفتہ رو نظر آتے ہیں انکے چہرے کی شگفتگی ان کے احوال قلب کا انعکاس ہوتی ہے۔
گانگی ہاٹ علاقہ بہادر گنج ضلع کشن گنج کے ایک جلسہ میں یہ ناچیز بھی شریک تھا تقریر کے دوران میں نے ایک جملہ استعمال کیا کہ "پڑھا نہ لکھا نام محمد فاضل" حضرت تحسین ملت نے فرمایا نہیں کہنا چاہئے۔ میں نے عرض کی حضور لوگ تو اردو محاورہ کے طور اس کو استعما

www.muftiakhtarrazakhan.com

ل کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا یہ شیعوں کی ایجاد ہے جس سے مقصد ان لوگوں کا محمد ﷺ کی توہین ہے لہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے

مریدین:

میری معلومات کے مطابق حضرت کے مریدین اس علاقے میں تقریباً ۴۰؍ ہزار ہیں جن میں ادارے کے اساتذہ وطلبہ اسکول کے ٹیچرس کالج کے پروفیسرس اورڈاکٹرس بھی شامل ہیں۔

حضرت کا آخری سفر

علمبردار اہلسنت حضرت علامہ ومولانا مفتی الحاج رحمت حسین صاحب کلیمی علیہ الرحمہ بانی ادارہ تنظیم المسلمین بائسی نے اپنی حیات میں عرس نوری کی تاریخ، ۵؍ مارچ ۲۰۰۷ء طے کی اور حضرت تحسین ملت نے بھی تشریف آوری کے لئے یہی تاریخ منظور فرمائی۔ سوئے اتفاق کہ، ۳؍ محرم الحرام، ۱۴۲۸ھ منگل کا دن گزر کر رات، ۱۰؍ بجے علمبردار اہلسنت کا وصال ہو گیا، جو ایک عظیم سانحہ تھا کیوں کہ سنیت کا فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت مشائخ کرام کو بریلی شریف سے بلا کر لوگوں کو داخل سلسلہ کرانا یہ علمبردار اہلسنت کا مشغلہ تھا اور حسن اتفاق یہ کہ اسی ۵؍ پانچ مارچ کے جلسہ میں حضرت نے شرکت فرمائی فارغین کی دستار بندی کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا کاظم رضوان ابن علمبردار اہلسنت کے سر پر بھی دستار اہتمام باندھی حضور تحسین ملت تنظیم المسلمین میں جب مولانا رحمت حسین صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھنے لگے تو حضرت کی آنکھیں اشکبار تھیں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت تحسین ملت علیہ الرحمہ علمبردار اہلسنت حضرت مولانا رحمت علی کلیمی علیہ الرحمہ سے کس درجہ محبت فرماتے تھے۔ ۳؍ مارچ ۲۰۰۷ء سے لیکر ۱۰؍ مارچ ۲۰۰۷ء تک اس علاقے میں رہے پھر ۱۱؍ مارچ ۲۰۰۷ء کو غریب نواز ایکسپریس سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ تنظیم المسلمین اور مضافات کے لئے حضرت کا آخری سفر تھا۔

مولانا محمد مظفر حسین رضوی خادم تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ (بہار)

حضور صدر العلما ایک مرشدِ کامل

محمد عمران خاں تحسینی

اپنے پیر ومرشد حضور صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت کے پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ نہ میں کوئی عالم ہوں اور نہ ہی کوئی ادیب۔ مگر مرشد کی محبت میں قلب مضطرب ہے اور شوق دل یہی کہتا ہے کہ چند کلمات میں بھی عرض کروں۔ حضرت کی عنایتیں اُن کے مریدوں اور متوسلین پر بے حد تھیں۔ میں جب بھی اُن کی بارگاہ میں حاضر ہوا، حضرت کی نگاہ عنایت سے دل سرشار ہوا۔ میں بچپن سے ہی حضرت کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتا رہا۔ حضرت جب بھی سفر سے لوٹتے اور مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے تو مسکراہٹ کے ساتھ مقتدیوں سے ملتے اور اُن سے اُن کی خیریت دریافت فرماتے۔ میں جب بھی حضرت سے ملتا حضرت خیریت پوچھتے اور میری نوکری کے بارے میں پوچھتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت سے ملنے کا بہت آسان طریقہ تھا نورانی مسجد میں نماز پڑھنا۔ حضرت بریلی شریف میں ہوتے تو پابندی کے ساتھ نورانی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔ کمزوری کے باوجود نماز تراویح بھی ہمیشہ جماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔ حضرت نے کبھی بھی کسی کو مایوس نہیں کیا، سبھی مقتدیوں کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

پانچوں وقت مصافحہ اور دعاؤں سے نوازتے۔ میں اکثر حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے نورانی مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتا۔ حضرت کا دیدار کرتا اور اکثر مسائل دینیہ دریافت کرتا۔ حضرت بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ مسائل کا حل فرماتے۔

نماز فجر کے بعد مسجد میں سلام پڑھا جاتا۔ کبھی مدرسہ کے طلبہ سلام کو بہت لمبا کر دیتے، حضرت کو کھڑے ہونے میں وقت ہوتی مگر ناراضگی کا اظہار نہیں فرماتے۔ دلوں کو ہلا دینے والے اِس حادثہ سے چند دن قبل ہی میں حضرت کی گلی کے پاس سے گزر رہا تھا۔ حضرت اکیلے ہی مسجد چراغ علی شاہ جو کہ حضرت کے گھر سے تھوڑی دور ہے پیدل ہی اکیلے کسی کے سوئم کی فاتحہ میں شرکت فرمانے جا رہے تھے، دست بوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد میں بھی حضرت کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور حسب دستور حضرت سے گفتگو کا شرف حاصل کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے فجر میں بہت کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور کھڑے ہونے میں دشواری ہوتی ہے۔ میں حضرت کے حلم و بردباری سے واقف تھا۔ اِس لئے میں نے اگلے ہی دن مدرسہ کے طلبہ سے کہا کہ سلام کو مختصر کر کے پڑھا کریں۔

حضرت کی مبارک زندگی اور تقویٰ وطہارت کا میں کیا بیان کر سکتا ہوں۔ حضرت سراپا مظہر مفتی اعظم تھے۔ آپ کی ہر ادا سنت رسول کے مطابق تھی۔ آپ بہت ہی سخی تھے۔ جب بھی کوئی حاجت مند آپ کی بارگاہ میں آتا، کبھی مایوس نہیں لوٹتا۔ پریشان حال لوگوں کو دعا و تعویذ سے بھی نوازتے اور ساتھ ہی اُن کی مالی مدد بھی فرماتے۔ تشنگانِ علمِ دین کی پیاس کچھ اِس انداز میں بجھاتے کہ اُن کے دِل مطمئن ہو جاتے۔

حضرت کی زندگی اتنی سادہ تھی کہ کوئی انجان شخص دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ اتنے بڑے عالم و محدث ہیں، اور خاندانِ اعلیٰ حضرت کے گُلِ سر سَبَد ہیں۔ محلّہ کا کوئی بچہ بھی آ جاتا اور حضرت کو فاتحہ کے لئے لے جانا چاہتا حضرت بخوشی تشریف لے جاتے۔ کبھی کبھی رکشہ نہ آنے پر پیدل ہی چل دیتے۔ ایک مرتبہ اپنے محلّہ میں کچھ خواتین کو مرید کرانے کے لئے میں نے حضرت کو ساتھ لے جانا چاہا۔ حضرت نماز مغرب کے بعد فوراً میرے ساتھ چلنے لگے۔ اُس وقت وہاں کوئی رکشہ موجود نہیں تھا۔ میں رکشہ تلاش کرنے کے لئے پریشان ہو رہا تھا اور حضرت پیدل ہی چلنے لگے۔ میں نے دوڑ کر کچھ دور سے رکشہ پکڑا مگر تب تک حضرت پیدل چل کر کافی دور آ چکے تھے۔

حضرت کی درس قرآن و حدیث کی محفل میں شریک ہونے والے لوگوں کو مسائل دینیہ سے خوب واقفیت ہے۔ حضرت مشکل سے مشکل مسائل کو بڑے آسان انداز میں سمجھاتے۔ آپ بڑی پابندی کے ساتھ درس قرآن و حدیث دیتے تھے۔ جب کبھی حضرت کو سفر کے لئے جانا ہوتا تو پوری کوشش فرماتے کہ جمعہ کے دِن واپسی ہو جائے اور درس کا ناغہ نہ ہو۔ درس کے دوران جو بھی مسئلہ درپیش آتا اُس کے ہر پہلو کو بڑی باریکی کے ساتھ بیان فرماتے تا کہ سامعین تشنہ نہ رہ جائیں۔ آپ نے ہمیشہ اپنے علم و عمل سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت فرمائی۔

حضرت کی ذات بابرکت میں عشق رسول کا دریا موجزن تھا۔ آپ سچے عاشقِ رسول تھے۔ میں نے بارہا دیکھا کہ حضرت کسی جلسہ میں تشریف رکھتے اور مقرر عشقِ رسول سے متعلق کوئی واقعہ بیان فرماتا حضرت کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے۔ یہ بات حضرت کے اِن اشعار سے بھی ظاہر ہے:

میں کہہ دوں گا قیامت میں کہ روز امتحاں ہے وہ — مرا ایماں محبت ہے مجھے جانچو محبت میں

ترا دل تو ہے جنت میں مرے دل میں ہے وہ جنت — یہی تو فرق ہے زاہد عبادت میں محبت میں

حضرت نے کبھی بھی کسی سے کسی دنیوی نفع کی اُمید نہیں کی۔ جب بھی کسی سے کوئی چیز منگواتے تو اپنے پاس سے رقم عنایت

www.muftiakhtarrazakhan.com

فرماتے اور بعد میں پورا حساب لیتے کہ کہیں اُس لانے والے نے تو اپنے پاس سے کوئی رقم خرچ نہیں کی، اگر لانے والے نے کچھ رقم اپنے پاس سے خرچ کی ہوتی تو فوراً اُس کو وہ رقم عنایت فرماتے، معتقد حضرات لینے سے منع فرماتے مگر حضرت اُن کو وہ رقم دے دیتے۔ غرض جب بھی کسی سے کوئی کام کرواتے اُس کی مزدوری بڑی فکر کے ساتھ عطا فرماتے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت کے ساتھ دو مرتبہ سفر کرنے کا موقع ملا۔ ایک مرتبہ ضلع رامپور کے ایک قصبہ میں حضرت کے ساتھ جانے کا موقع نصیب ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے لوٹتے وقت ایک کھٹارا گاڑی کا انتظام کیا۔ اُس دِن بارش ہو رہی تھی۔ تھوڑی ہی دور جانے پر گاڑی خراب ہوگئی۔ حضرت اور میں گاڑی سے اُتر گئے۔ تبھی ایک بس آئی، حضرت اور میں اُس بس میں سوار ہو کر بریلی شریف واپس آئے۔ میں نے کرایہ دینے کی بہت کوشش کی مگر حضرت نے اپنا اور میرا دونوں کا کرایہ خود ہی دیا۔ اتنی پریشانی کے بعد بھی حضرت کے حلم کا یہ عالم تھا کہ حضرت نے کہیں بھی اُن لوگوں کے تعلق سے کوئی بھی گلہ شکوہ نہیں کیا۔ میں حضرت کی یہ شان دیکھ کر حیران تھا۔

حضرت نہایت خوش مزاج تھے۔ اپنے پاس بیٹھے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے۔ حضرت کے مبارک چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ ظاہر ہوتی۔ حضرت مدرسہ کے طلبہ کا بہت خیال رکھتے۔ جب بھی گھر پر کوئی اچھی چیز بنتی، مدرسہ کے بچوں کو بھجواتے۔ مسجد اور مدرسہ کے تعلق سے جب بھی کبھی مالی تعاون کی حاجت ہوتی حضرت پیش پیش رہتے۔

انہیں الفاظ کے ساتھ میں حضرت کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میں سچے معنی میں اُن کا مُرید ثابت ہو سکوں، آمین۔

محمد عمران خاں تحسینی M.Sc. (CS)
محلہ جگیا پور، پرانہ شہر، بریلی شریف

صدر العلما کے کارہائے نمایاں

محمد سلمان خاں ابن محمد اسرائیل خاں

صوفی با صفا شاہ تحسین رضا ان کے تقوے طہارت پہ لاکھوں سلام
غوث و خواجہ رضا حامد و مصطفےٰ اور تحسین ملت پہ لاکھوں سلام

پیارے پیارے اسلامی بھائیو۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناچیز محمد سلمان خاں روہیلکھنڈ یونی ورسٹی بریلی شریف میں انجینیرنگ کا طالب علم ہے۔ ناچیز ۲۰۰۵ میں بریلی شریف آیا۔ اور ستمبر ۲۰۰۶ میں رمضان المبارک سے پیش تر روہیلکھنڈ یونیورسٹی کے ہاسٹل میں تراویح کا انتظام کرنے کا ارادہ ہوا۔ جس کی وجہ سے دماغ پریشان تھا کہ حافظ صاحب کا کیسے انتظام کیا جائے۔ تو اسی غرض سے سب سے پہلے آپ کے چھوٹے صاحب زادے جناب صہیب رضا خاں صاحب کے ذریعے حضور صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت کی بارگاہ میں ہم نے اپنے پروگرام کا ذکر کیا۔ حضور ہمارے پروگرام کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور اسی کے درمیان ایک تنظیم جس کا نام روہیلکھنڈ

www.muftiakhtarrazakhan.com

مسلم یونین ہے، وجود میں آئی۔ جس کی سرپرستی حضور صدر العلما نے قبول فرمائی۔ جن کے سائے تلے اس یونین نے کافی کم مدت میں کئی اہم کارہائے نمایاں انجام دئے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) روہیلکھنڈ یونیورسٹی کی تیس سالہ لمبی مدت میں پہلی مرتبہ یونی ورسٹی میں نماز تراویح۔

(۲) روہیلکھنڈ یونیورسٹی کے پاس ہاشمیہ مسجد میں طلبہ واساتذہ کے لئے نماز جمعہ کا الگ سے انتظام۔

(۳) یونیورسٹی کے طلبہ واساتذہ کی دینی معلومات کے لئے مسجد خاتون فاطمہ فائق کالونی بریلی شریف میں ہفتہ وار پروگرام درس قرآن وحدیث کا اہتمام۔

(۴) ہندوستان میں پہلی بار عرس اعلیٰ حضرت کے خاص موقع پر بتاریخ ۱۴،۱۵،۱۶ مارچ ۲۰۰۷ء میں رضا ایجوکیشنل کیمپ اسلامیہ انٹر کالج میدان بریلی شریف میں لگایا گیا جس کا مقصد مسلم طلبہ کی رہنمائی کرنا تھا۔

(۵) حضور صدر العلما کی سرپرستی میں پہلی بار اسلامی طریقے سے الوداعی پروگرام کے ذریعے یونی ورسٹی کے طلبہ کو رخصت کرنا۔

یہ سارے پروگرام تقریباً ۸ مہینے کی کم مدت میں روہیلکھنڈ مسلم یونین نے حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کی سرپرستی اور نگرانی میں انجام دئے گئے۔ حضرت کے اس حادثے سے یونین کے سارے افراد بہت فکرمند ہیں کہ آخر اس خلا کو پُر کیسے کریں۔ بہر حال حضور کا فیض یونین کے افراد پر کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز آگے بھی جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضور صدر العلما کے درجات کو بلند عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محمد سلمان خان B.TECH.(CSIT)

(ولد محمد اسرائیل خان۔سی۔پی۔ڈبلو۔الہ آباد۔یوپی۔انڈیا)

صدر العلما کچھ یادوں کے اجالے

مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری

دنیا میں ایسی معزز و مقتدر ہستیاں کم جنم لیتی ہیں جنکا وجود اہل دنیا کے لئے باعث خیر و برکت اور وجہ سعادت ہو ایسی ہی شخصیات کے تذکرۂ جمیل سے تاریخ کی زلفیں سنواری گئیں ان کی پاکیزہ زندگیاں اصلاح فکر واعتقاد لائق تقلید اور نمونہ عمل ہیں۔

بزم علما کے صدر نشیں صدر العلما حضرت علامہ الشاہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات عالیہ اہل علم ونظر کے لئے ایک نعمت عظمیٰ اور انمول دولت تھی جو سرمایہ سلمان وابوذر اور یادگار احمد رضا و مصطفےٰ تھے۔ وہ آج اگرچہ وہ تشریف فرما نہیں مگر انکی یادوں کے چراغ ہمارے قلب واذہان میں روشن و فروزاں ہیں۔ بریلی کی سرزمین جو علم وفضل اور روحانی قدروں کی سرزمین ہے اسے صدر العلما کی حیات وخدمات اور ان کے علم وتدین پر ناز تھا۔ ان کی رفتار گفتار میں سیرت مفتی اعظم کی جھلکیاں موجود تھیں بلکہ تقوی و طہارت میں وہ شبیہ مفتی اعظم تھے ان کی شخصیت ایسی باعظمت ومتبرک تھی کہ عصر حاضر میں جسکی مثال بمشکل ملیگی بلکہ برصغیر کے معتبر علماء میں انہیں کئی باتوں میں انفرادیت حاصل تھی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاندان اعلی حضرت سے ہونے کی حیثیت سے اگر صدر العلما محدث بریلوی کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ اپنے خصوصی فضائل میں ممتاز و منفرد ہیں لیکن اپنے ذاتی اوصاف و کمالات اور علمی خدمات و کارناموں میں بھی امتیازی خصوصیات کے حامل ہیں۔ بعض لوگ اپنے خاندانی عزت وشرافت کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں مگر وہ صرف نسبی شرافت سے نہیں بلکہ اپنے علم و فضل، طہارت و تقویٰ ،صداقت و راستبازی، متانت و سنجیدگی، خوف و خشیت، ربانی اور خلوص للٰہیت کی بنیاد پر پہچانے گئے۔ یہی اوصاف حمیدہ انکی زندگی کیلئے تمغہ کمال اور دولت لازوال ہیں ان کا وجود مسعود ہمارے لئے سامان عزت اور ملت کیلئے سرمایۂ افتخار تھا۔

حضور صدر العلما محدث بریلوی میرے استاذ و مربی تھے وہ جب منظر اسلام بریلی شریف میں صدر المدرسین کے منصب جلیلہ پر فائز تھے اس وقت میں نے ان سے کچھ کتابیں پڑھی تھیں۔ ماشاء اللہ پڑھانے اور سمجھانے کا انداز انتہائی دلپزیر اور دلکش تھا کم لفظوں میں وسیع مفہوم کو ذہن نشین کرا دینا انکے اشارہ ابرو کا ادنی کمال تھا ان کی گفتگو تصنع سے پاک و مبرا حقائق و سچائیوں کی آئینہ دار ہوتی تھی۔ درس نظامی پر انہیں کامل عبور و مہارت حاصل تھی، منقولات و معقولات کے جملہ فنون پر دسترس تھی، تشنگان علم نبویہ ان کی بافیض بارگاہ سے سیراب و شادکام اور مطمئن ہو کر اٹھتے تھے۔ ایک ماہر مصقع مدرس کا کمال فن یہی ہے کہ وہ طلبہ کو مطمئن کردے، صدر العلما میں یہ وصف نمایاں طور پر موجود تھا، انکی زندگی درس و تدریس میں گزری وہ اس کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف و آگاہ تھے۔

صدر العلما محدث بریلوی کے بخاری شریف ختم کرانے کا طریقہ یہ تھا کہ طلبہ سے یکے بعد دیگرے آخری حدیث بخاری کی عبارت پڑھواتے پھر وہ اس کی تشریح مطالب و معانی بیان کرتے ہوئے علم حدیث اور اسکے متعلقات پر مناسب علمی گفتگو کرتے تھے اس طور سے کہ وہ علما و طلبہ سب کے لئے مفید و کارآمد ہوتی تھی، بعض باتوں میں موجود عوام کو بھی مخاطب کرتے تھے گویا کہ ختم بخاری شریف کی محفل میں ان کی تقریر علمی و فکری ہونے کے ساتھ عوامی اصلاح کے لئے بھی ہوتی تھی، تقریر انتہائی مؤثر اور اپنے وجود میں ہر زاویۂ نگاہ کا حسن و بانکپن لئے رہتی تھی۔

یہ بات مشہور ہے کہ تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ ملک کے نامور جلسوں میں تشریف لے جاتے مگر وعظ یا تقریر نہیں فرماتے صرف ان کا اسٹیج پر تشریف فرما ہونا ہی ہزار مقررین کی تقریروں پر بھاری ہوتا یعنی جو نصیحت و اثر پذیری ہزاروں تقریروں سے نہیں ہوتی وہ حضور مفتی اعظم ہند کی تشریف آوری اور خاموش بیانی سے ہو جاتی، وہ خاموش رہتے مگر ان کی خاموشی بولنے والوں کی آوازوں پر غالب ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں پر حضور مفتی اعظم ہند تشریف لیجاتے وہاں کے لوگوں کی علمی دنیا میں انقلاب برپا ہو جاتا اور وہاں کی آبادی کا نقشہ بدل جاتا۔ جس طرح حضور مفتی اعظم ہند وعظ تقریر نہیں کرتے اسی طرح صدر العلما محدث بریلوی بھی جلسوں کانفرنسوں میں شرکت فرماتے مگر وعظ و تقریر نہیں کرتے ان کی خاموشی بھی صدہا تقریروں پر بھاری ہوتی تھی۔ اس حال میں انہیں دیکھنے والی نگاہوں سے یہ منظر مخفی و پوشیدہ نہیں ہے، جن لوگوں نے انہیں جلسوں میں شرکت کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ اس بات کی کھلے دل سے تصدیق و توثیق کرینگے۔

ایک موقع پر میں نے صدر العلما محدث بریلوی کی خدمت مبارکہ میں اپنی تالیف سیرت مصطفیٰ جان رحمت،، (چار جلد) کی کتابت شدہ کاپیاں پیش کیں اور گزارش کی کہ اس پر آپ تقریظ یا کچھ دعائیہ کلمات تحریر فرما دیں۔ وہ اس کتاب کو دیکھ کر سب سے پہلے میری طرف کچھ دیر تک مسلسل دیکھتے رہے۔ اور فرمایا کہ تم نے عظیم کارنامہ انجام دیا اور تم نے پوری جماعت اہلسنت کی طرف سے وہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

کفارہ ادا کردیا جو برسوں سے ملت پر قرض تھا۔ پھر فرمایا کہ تم بریلی شریف آنا وہاں پر اطمینان سے کچھ لکھدوں گا اور تمہیں سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت واجازت بھی عطا کردوں گا کیونکہ تم اس کے مستحق ہو۔ لیکن میں اپنی حرماں نصیبی کے سبب سے نہ بریلی شریف حاضر ہوسکا نہ کتاب پر کچھ لکھواسکا پھر کچھ دنوں کے بعد کتاب تو چھپ گئی مگر میں حضرت کے دونوں تبرک سے محروم رہا۔

ایک مرتبہ صدر العلما محدث بریلوی نے مجھ سے حکماً فرمایا کہ تم اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے رسالہ ''تمہید ایمان'' کی تخریج ووضاحت کردو قاری عرفان الحق صاحب اسے طبع کرادینگے کیونکہ اس رسالے میں عقائد وایمان کی اصلاح اور وہابیہ پر ناصحانہ موثر ومدلل بیان ہے۔ میں اگر چہ اس کام کا اہل نہ تھا مگر حضرت کے حکم وارشاد کے پیش نظر رحمت حق پر وثوق واعتماد کرتے ہوئے میں نے اسکا آغاز کر دیا پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کی تکمیل ہوگئی اور وہ رسالہ قاری عرفان الحق صاحب کے توسط سے طبع ہوگیا۔ اس واقعہ سے مجھے بتانا یہ ہے کہ شاید یہ صدر العلما محدث بریلوی کہ بات کا اثر تھا کہ ''تمہید ایمان'' کا وہی تخریج شدہ نسخہ ناگپور کے بعض مدارس میں داخل نصاب کرلیا گیا ہے۔

ان کی یادیں ان کی باتیں دل ودماغ پہ کچھ اس طور پر منقش ومرتسم ہیں کہ ان کے تعلق سے یہی چیزیں میرے لئے سرمایۂ افتخار وقابل رشک ہیں انہیں یادوں کے اجالے میں ہم اپنے فکر وعمل کی منزل تلاشا کرینگے۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

محمد عیسیٰ رضوی قادری الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گہر سہائے گنج، قنوج (یوپی)
یکم شعبان ۱۴۲۸ھ ۱۶/اگست ۲۰۰۷ء

صدر العلما کے...... چند واقعات

حافظ محمد ثناء اللہ خطیبی

حضور صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ کے متعلق چند واقعات لکھ رہا ہوں۔ مطلوب صرف یہ ہے کہ میں بھی حضرت کے نام لیواؤں کی فہرست میں شامل ہوجاؤں۔

۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۹/مئی ۱۹۹۴ء بروز دوشنبہ کو موضع کھیلم تحصیل آنولہ ضلع بریلی شریف میں حضرت صدر العلما کا تبلیغی دورہ ہوا۔ لوگوں نے کثیر تعداد میں حضرت سے بیعت کی۔ قریب میں موضع مہلیا اور موضع راجپور کلاں بھی حضرت تشریف لے گئے، ان تینوں مقامات پر تقریباً ایک ہزار سے زیادہ افراد داخل سلسلہ ہوئے، راقم الحروف صدر العلما کے ہمراہ تھا، راجپور کلاں میں ایک عظیم الشان اجلاس کی حضرت نے صدارت فرمائی۔ اجلاس کے اختتام پر ایک صاحب نے درخواست کی کہ حضرت راجپور کلاں میں کوئی حاجی نہیں ہے جب کہ یہاں کافی لوگ صاحب استطاعت ہیں دعا فرمادیں۔ حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں دعا

www.muftiakhtarrazakhan.com

فرمائی۔ یہ حضور صدر العلما کی دعا ہی کا اثر تھا کہ اسی سال تین آدمی موضع راجپور کلاں سے حج بیت اللہ کے لئے سفر پر گئے۔...........
موضع کھمیلم کے مولانا سجاد حسین صاحب نوری نے بیان کیا کہ میری لڑکی خورشیدہ کے سر میں درد ہوا اور اتنا شدید کہ بریلی کے گنگا چرن اسپتال میں بھرتی کرنا پڑا لیکن درد کو کوئی افاقہ نہ ہوا۔ مولانا سلیمان صاحب جو میرے سمدھی ہیں ان کو لے کر میں حضرت کی بارگاہ میں کانکر ٹولہ بریلی شریف حاضر ہوا۔ اپنی پریشانی کا اظہار کیا حضرت صدر العلما نے دعا فرمائی اور ایک تعویذ سر میں باندھنے کے لئے عنایت فرمایا ہم نے فوراً حکم پر عمل کیا اور اس کے بعد آج تک تقریباً سات سال ہو چکے ہیں سر میں درد نہیں ہوا۔

چند سال قبل ضیاء العلوم محلہ کھتاڑی قصبہ رام نگر ضلع نینی تال اترا کھنڈ کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں اراکین مدرسہ کی دعوت پر حضرت تشریف لے گئے۔ اجلاس میں خصوصی خطاب شیر قادریت حضرت قاری عبد الرحمن صاحب قبلہ مدظلہ العالی استاد دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کا ہوا۔ اختتام تک حضرت اسٹیج پر تشریف فرما رہے جلسہ۔ کے بعد حضرت نے دعا فرمائی کچھ حضرات داخل سلسلہ ہوئے واپسی کے وقت صبح کو راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضور غریب خانہ کو رونق بخشیں۔ میری عرض کو حضرت نے شرف قبولیت سے نوازا اور تقریباً ایک گھنٹہ غریب خانہ پر رہے اس مبارک سفر میں حضرت کے ساتھ جامعہ نوریہ رضویہ کے ملازم جناب شفیق احمد خاں بھی شامل تھے دوران جلسہ ان کے فلک شگاف نعروں سے حضرت خوب محظوظ ہوئے۔

جامعہ نوریہ رضویہ کے کلرک جناب ماسٹر نسیم احمد خاں بیان کرتے ہیں کہ میرا بھتیجہ امن رضا خاں جو کہ بہت بیمار تھا اس کا بخار نہیں اتر رہا تھا۔ بریلی کے اکثر بڑے ڈاکٹروں کو دکھایا لیکن شفا نہیں ملی ایک دن میں نے والدہ سے کہا کہ حضرت کو اور دکھا دو ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا، بھائی صاحب اور والدہ حضرت کی بارگاہ میں بچہ کو لے کر جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج حاضر ہوئے حضرت نے دعا بھی فرمائی اور ایک تعویذ بھی عنایت فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا بھتیجہ چند روز میں پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا۔

بے شمار لوگوں نے حضرت صدر العلما سے فیوض برکات حاصل کئے۔ نہ جانے کتنے لوگاں کے درد کا حضرت کی بارگاہ سے مداوا ہوا، نہ جانے کتنے لوگوں کو ان کے آستانے سے شاہراہ ہدایت نصیب ہوئی۔ یہ واقعات لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں ان میں سے جو قارئین کے سامنے آئے ہیں وہ ان تمام واقعات میں سے کچھ ہی ہوں گے۔

حضرت ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ جدائی بایں طور ہے کہ ان کا جسم اقدس ہم سے پوشیدہ ہو گیا لیکن ان کی روحانیت آج بھی ہمارے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ انکے فیوض وبرکات، کا چشمہ آج بھی ہمارے لئے جاری ہے۔ اور کل بھی جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ امت مرحومہ سو سکتی ہے مر سکتی نہیں

محمد ثناء اللہ خطیبی، مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اور سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

حافظ محمد اظفر ایوب رضوی

محدث بریلوی حضرت العلام مفتی تحسین رضا علیہ الرحمۃ درحقیقت اپنے وقت کے ایک عظیم المرتبت اور گوہر آبدار شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ سنت مصطفوی کے آئینہ دار تھے۔ علمی اور فنی مقام بہت اونچا تھا اپنے معاصرین میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ محدث بریلوی کے یہی وہ صفات عالیہ ہیں جن کے پاکیزہ اثرات صبح قیامت تک اہل ایمان کے دلوں پر حکومت کرتے رہیں گے۔ جس وقت آپ کی ایک کار حادثہ میں شہادت کی خبر ملی اس وقت دل کا حال کیا تھا راقم الحروف اسے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ رخصت ہونے والا رخصت ہوگیا لیکن الحمدللہ ان کی خدمات جلیلہ کے پاکیزہ نقوش آج بھی عالم اسلام میں دیکھے جارہے ہیں

مورشس ایک زمانے سے حضرت محدث بریلوی تشریف لاتے رہے ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بانی سنی رضوی سوسائٹی محدث بریلوی کے ہم سبق تھے یہی وجہ ہے کہ محدث بریلوی کو سنی رضوی سوسائٹی سے کافی لگاؤ تھا اور یقین جانئے کہ سنی رضوی سوسائٹی سے دلی محبت اور والہانہ عقیدت ہی کا نتیجہ تھا کہ سوسائٹی نے جب کبھی آواز دی ہزار ہا معروفیات کے باجود مورشش تشریف فرما ہو کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسے ذرہ نوازی نہیں تو اور کیا کہا جائے۔ محدث بریلوی کی ذات سنی رضوی سوسائٹی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتی تھی لیکن آج سوسائٹی حضرت کے پردہ فرمانے پر اپنے آپ کو یتیم محسوس کررہی ہے۔

مورشس کی سرزمین پر محدث بریلوی کی کافی خدمات ہیں آپ کے احسانات مورشش کے مسلمان بالخصوص آپ کے عقیدت اور مریدین کی جماعت کبھی فراموش نہیں کرسکتی آپ نے اپنی زبان اور اپنی نگاہ سے سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا وہ جام پلایا ہے کہ اہل سنن تا صبح قیامت اس کی حلاوت اور چاشنی محسوس کرتے رہیں گے۔

سنی رضوی سوسائٹی میں محدث بریلوی کے ایصال ثواب کے لئے جلسۂ تعزیت کا انعقاد ہوا جس میں کافی تعداد علما کرام اور ائمہ مساجد نیز عوام اہل سنت نے حصہ لیا قرآن خوانی، تقاریر علما کرام، منقبت خوانی، صلوٰۃ وسلام شجرہ خوانی پھر دعا پر جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے — حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری — خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

(خلیفہ محدث بریلوی) محمد اظفر ایوب رضوی ۲۷ ر گست ۲۰۰۷ء
ڈائرکٹر سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل
ہوٹلس مورشش افریقہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی روشن ضمیری

مولانا محمد سالک رضا

غالباً ۱۹۹۵ء کی بات ہے جب میں تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ بہار میں زیر تعلیم تھا مدرسہ مذکورہ کی جانب سے ایک کانفرنس رکھی گئی تھی۔ جسمیں سیدی مرشدی تاج الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری میاں مدظلہ الاقدس وحضور رہبر شریعت و طریقت استاذ المفسرین والمحدثین صدر العلما تحسین ملت حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ جلوہ بار تھے۔ اور بھی بہت سے شعرا تشریف لائے تھے ہر ایک کے لئے قیام وطعام کا انتظام مختلف جگہوں میں کیا گیا۔ حضور تاج الشریعہ وحضور صدر العلما جب مدرسہ ہذا میں تشریف فرما ہوئے تو استاذی الکریم مولانا رحمت حسین کلیمی علیہ الرحمہ بانی مدرسہ ہذا نے دونوں بزرگوں کی قیام گاہ کے لئے مدرسہ میں ایک الگ کمرے کا انتخاب فرمایا۔ کثرت کے ساتھ لوگ داخل سلسلہ ہو رہے تھے، ایک الگ کمرہ میں شجرہ شریف تقسیم کیا جا رہا تھا، دیوانوں کا ایک عظیم مجمع کھڑا تھا۔ میرے دل میں خیال ہوا کہ میں بھی کچھ دیر خدمت کر کے اپنے خالی دامن کو نعمتوں سے بھرلوں۔ پھر یہ خیال گزرا کہ حضور صدر العلما کی بارگاہ میں کیا حاضری۔ دوں پہلے اپنے پیر ومرشد حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضری دوں چنانچہ آپ کی قیام گاہ کے دروازے پر حاضر ہوا، لیکن لوگوں کے ازدہام کو دیکھ کر پیچھے ہو گیا۔ اور سوچا کہ چلیں پہلے حضور صدر العلما ہی کی بارگاہ نیاز میں خدمت کر کے آئیں بعد میں جب یہاں بھیڑ بھاڑ کم ہو جائے گی، تب پیر ومرشد کی بارگاہ عظمت میں حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔ بس دیوانہ وار حضور صدر العلما کی بارگاہ میں حاضر ہوا، حضور مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: جاؤ پہلے وہاں تاج الشریعہ کے یہاں خدمت کر کے آؤ۔

اللہ اللہ! اتنا سننا تھا میں بہت شرمندہ ہوا، ایسا لگا میرے پیر کے نیچے سے زمین کھسک گئی اور آنکھیں ڈبڈبا گئیں، ڈرتے سہمتے ہوئے عرض کیا حضور پہلے یہیں خدمت کرنے دیجئے، یہیں خدمت کروں گا، آپ مسکرانے لگے۔ میں نے ڈرتا سہمتا ہوا آپ کے قدم مبارک کو چھوا اور تھوڑی دیر خدمت کی اور اجازت لے کر باہر آیا۔ اور جان گیا کہ اللہ والے دلوں کے خطرات سے بھی واقف ہو جاتے ہیں، ادھر دل میں خیال گزرا کہ پہلے صدر العلما کی بارگاہ میں کیا خدمت کروں پہلے اپنے پیر ومرشد تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خدمت کرنی چاہئے۔ اُدھر حضور صدر العلما باخبر ہو جاتے ہیں کہ آنے والا پہلے کہاں حاضری دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے میں نے عنوان باندھا تھا کہ حضور صدر العلما تحسین ملت علیہ الرحمہ کی ذات واقعی روشن ضمیر ہے۔ ابھی چند ماہ پہلے مارچ اپریل میں حضور صدر العلما ضلع کشن گنج کا علاقہ بہادر گنج تشریف لائے تھے کئی جلسوں کی آپ نے قیادت وصدارت فرمائی بے شمار لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ عقیدت مندوں نے اس بھلی پیاری ذات کو پاؤں پاؤں کا بھی سفر کروایا مگر آپ نے کسی کو محروم نہ فرمایا حتی کہ مجھ فقیر کے گاؤں نور پارہ کو بھی اپنے بابرکت قدم سے فیض بخشا۔

بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ حضور صدر العلما مظہر مفتی اعظم اس عبقری شخصیت کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ جو بیک وقت محدث، مفسر مدرس، مناظر، شاعر، ادادیب وحکیم بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد انور پر رحمت وانوار کے ساون بھادوں برسائے اور اس شہید راہ خدا اور سول جل جلالہ ﷺ کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

طالب دعا فقیر محمد سالک رضا قادری دار العلوم اہل سنت حمیدیہ بغدادیہ ناگپور 09922586373

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما پیکر شفقت ومحبت

کاشف رضا قادری

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے فیضان سے پھوٹنے والا چشمہ ایک نہیں تھا بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں سوتے پھوٹے اور دنیا کو سیراب کرنے لگے۔ اسی کڑی میں حضرت علامہ حسنین رضا قادری علیہ الرحمہ کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ جنھوں نے اپنے بزرگوں کی روش پر ہی دین محمدی کی خدمت میں اپنی عمر گذاری۔ انھیں کے فرزند ارجمند حضور مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات ہے۔ حضرت تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ ایک باعمل عالم دین اور فیض بخش مرشد طریقت بھی تھے۔ حضور محمد تحسین رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی شخصیت کے بارے میں کچھ واقعات قابل غور ہیں جن سے آپ کی بلند شخصیت کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ حضرت سے میں سن ۱۹۹۷ء میں مرید ہونے کے لئے مسجد چھ مینار کانکر ٹولہ گیا۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت معمول کے مطابق درس دے رہے تھے۔ درس کے بعد میں مرید ہوا۔ حضرت نے موجودہ شیرینی پر فاتحہ پڑھنے کے بعد وہاں حاضرین میں تقسیم کرادی۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کوئی صاحب بھی جنھوں نے اعتکاف کی نیت نہ کی ہو، شیرینی مسجد کے باہر لے جاکر کھائیں۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ آپ اصل میں مظہر مفتی اعظم ہیں کیونکہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ مفتی اعظم بھی اپنے متعلقین کو احکام شریعت سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ حضور تحسین میاں کی شہرت کے ڈنکے ہندوپاک ہی میں نہیں بلکہ بیرون ملک میں ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ خاندان اعلیٰ حضرت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت نے کبھی اپنے نسب اور عظیم خدمات کی نمائش نہیں کی بلکہ ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت بریلی کے ہر جلسے کی شان ہوتے۔ اور صدارت کرتے تھے لیکن اس کے باوجود حضرت ممبر پر آکر پیچھے کی جانب ہی بیٹھ جاتے اور اگر کوئی آپ کی تعریف میں کچھ کہتا تو اسے منع فرمادیتے۔ یہی آپ کی انکساری جو آپ کو آج کی نمائش کے دور میں ممتاز کرتی ہے۔ اتنی بڑی شخصیت کہ آج کے دور میں بڑے بڑے علماء آپ سے اکتساب فیض کرتے اور تاج الاسلام حضور مفتی محمد اختر رضا ازہری مدظلہ العالی بھی جن کی تعریف اور تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا کہ جب آپ کسی جلسے میں تشریف لاتے تو حضور تاج الاسلام آپ کے لئے کھڑے ہوجاتے اور کیوں نہ ہو کہ آپ کو مفتی اعظم عالم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنی آرائش کا موتی کہا اور کہا کہ دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں۔ ان سب عظمتوں کے باوجود انکساری کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی بچہ بھی آپ کو اپنے گھر حصول برکت کے لئے بلانے گیا تو آپ نے جلدی بچے کی بات بھی نہیں ٹالی۔ ہے۔ پیار و شفقت سے پیش آتے ہوئے رکشا میں ہی اس کے ساتھ چل دیتے۔ خلق خدا ہر طور پر آپ سے فیض پاتی تھی۔ حضرت کے پاس ہر طرح کے مصیبت کے مارے آتے اور آپ ان کو دعا اور تعویذ دیتے۔ اس طرح خلق خدا آپ سے فیضیاب ہوتی رہی۔ یہ ہمارے اسلاف کا شیوہ رہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ ایک سچے عاشق رسول اور باعمل عالم دین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عشق رسول اور خلق خدا کی خدمت کے عوض اللہ نے آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیوست کردی تھی۔ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے اخلاق کی تعریف کرتے تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

شخصیت وہ ہے کریں غیر بھی جس کی تعریف ورنہ اپنوں کی تعریف تو سبھی کرتے ہیں

میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا کہ ولایت کا ثبوت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اتفاق ائمہ کا، علماء کا، جمہور کا، سواد اعظم کا۔سواد اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بیشک ولی ہے۔لوگوں نے حضرت کی زندگی میں نہ سہی۔مگر آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا کہ ہر خاص و عام اور اپنے اور بیگانے نے یہ کہا کہ آپ اللہ کے ولی اور ایک سچے عاشق رسول تھے۔آپ کے جنازے، میں شامل لوگوں کی تعداد زبان حال سے یہ بیان کر رہی تھی کہ یہ جنازہ اللہ کے ایک ولی کا جنازہ ہے۔اللہ آپ کے مزار پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور خلق خدا کو آپ کا فیض تا قیامت ملتا رہے۔

محمد کاشف رضا قادری، 241 نوادہ شیخان، بریلی شریف 9359118416

صدر العلما کا وصال مَوْتُ العَالَمِ ہے

ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی

علمائے دین ہر دور میں بکثرت ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔اور انکی اکثریت علم دین سے واقف ہونے اور تقوی و پرہیز گاری کی اہمیت وافادیت سے باخبر ہونے کے باوجود جلب منفعت اور حصول دنیا سے اپنا دامن نہیں بچا پاتی۔دنیا سازی کے لئے دین فروشی پر آمادہ ہو جاتی ہے اور چند روز، دنیا کے لئے آخرت خراب کر لیتی ہے۔ایسے ہی علما کو علمائے سو کہا جاتا ہے اور بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ان کے برعکس کچھ علما ہوتے ہیں جو کسی قیمت پر بھی دین فروشی پر آمادہ نہیں ہوتے۔تقوی و پرہیز گاری اور اتباع سنت کو اپنا شعار بناتے ہیں ان سے سر موانحراف کو گوارا نہیں کرتے اور علم پر پوری طرح عمل کرتے ہیں۔ایسے ہی علما کو علمائے حق کہا جاتا ہے۔علمائے حق اور عالم باعمل ہر دور میں قلیل التعداد رہے ہیں اور فی زمانہ کمیاب ہی نہیں نایاب بھی ہوتے جاتے ہیں۔علم وعمل کا سنگم کم ہی پایا جاتا ہے لیکن جس ذات میں نظر آتا ہے تو پھر اسے سر آنکھوں پر جگہ دی جاتی ہے، اس کی راہوں میں پلکیں بچھائی جاتی ہیں اسکی عزت واحترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا، اسے اپنا مقتدا و پیشوا سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اسے دیکھ کر اللہ و رسول اور اس کے احکام یاد آتے ہیں اور دل نیکی کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔اللہ کے ولی کی ایک بڑی پہچان یہی بتائی گئی ہے کہ اسے دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے اور اس کے حضور سر نیاز خود بخود خم ہو جاتا ہے۔ایسے علما کو زبان رسالت مآب ﷺ نے بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل قرار دیا ہے۔"علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" اس حدیث پاک کی مراد و منشا یہ ہے کہ منصب رسالت و نبوت ختم ہو گیا لیکن کار نبوت جاری رہے گا اور اس وقت کے علما و غلامان محمد ﷺ یہ فریضہ تا صبح قیامت انجام دیتے رہیں گے۔اسی لئے علما کو ورثۃ الانبیا کہا گیا ہے۔"العلماء ورثة الانبیا"

صدر العلما حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ ہر دو احادیث مبارکہ کے صحیح مصداق تھے، انہوں نے تاحین حیات خدمت دین مبین انجام دیکر انبیائے بنی اسرائیل کی مانند کار نبوت انجام دیا اور انبیا کی وراثت کے جائز حقدار قرار پائے، اس لئے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کی موت کو کیوں نہ موت العالم قرار دیا جائے۔ آخر ایسے ہی عالم کی موت کو عالَم کی موت کہا گیا ہے "موت العالم موت العالم"

عظمت و بزرگی اتفاقی بھی ہو سکتی ہے اور وہبی و کسبی بھی۔ اتفاقی عظمت تو وہ ہوتی ہے کہ جو وراثت میں مل جاتی ہے۔ جیسے سجادئہ آستانہ پر حضرت مرشد کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے کو ذاتی اہلیت وصلاحیت، علمی وقار اور تقوی و پرہیز گاری جیسی صفات سے تہی دامن ہونے کے باوجود محض اس اتفاق کی بنا پر کہ وہ حضرت مرشد کے صاحبزادے ہیں، صاحب سجادہ بنا دیا جاتا ہے اور عظمت و بزرگی کا تاج ان کے زیب سر کردیا جاتا ہے۔ یہ اتفاقی عظمت ان کی دنیا تو بنا سکتی ہے لیکن آخرت میں مہلک ثابت ہو سکتی ہے بلکہ ان کے ساتھ ان کے معتقدین ومتوسلین کو بھی گمراہی وہلاکت میں مبتلا کر سکتی ہے۔

وہبی و کسبی عظمت سے مراد وہ عظمت ہے جو خداداد تو ہوتی ہے لیکن اس کا ظہور تبھی ہوتا ہے جب کوئی شخص خود اپنے علم وعمل سے تقوی و پرہیز گاری سے، عبادت وریاضت سے اور حسن اخلاق سے اس میں چار چاند لگا دیتا ہے۔ حقیقت میں یہی عظمت دیرپا، خوش آیند اور فوز وفلاح کی ضامن ہوتی ہے یہی حقیقی مرشد کامل کا درجہ دلاتی ہے یہی خالق ومخلوق دونوں کی محبوب اور دونوں جہاں میں مقبول بناتی ہے۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کا امتیاز یہ ہے کہ انہیں دونوں قسم کی عظمت وسربلندی حاصل تھی۔

فراغت تعلیم کے بعد آپ نے درس وتدریس کو مشغلہ بنایا۔ بریلی کے مختلف علمی مراکز، دار العلوم منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ اور مرکز الدرسات الاسلامیہ کی مسند تدریس وارشاد کو زینت بخشی، میرے والد گرامی حضرت علامہ الحاج حافظ مبین الدین صاحب فاروقی قادری رضوی محدث امروہوی اور صدر العلما کے درمیان بڑے ہی مخلصانہ ومحبانہ مراسم تھے۔ دونوں میں کئی مماثلتیں تھیں۔ دونوں ہی علم وفضل، تقوی وطہارت میں ممتاز تھے، دونوں ہی ہنگامہ بیزار اور گوشہ گیر طبیعت کے مالک تھے۔ دونوں ہی مسلک اعلیٰ حضرت کے زبردست مداح اور داعی ونقیب تھے۔ دونوں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت اور ان کے خلفا تھے، دونوں نے طویل عرصہ تک دار العلوم مظہر اسلام میں ایک ساتھ درس وتدریس کی خدمات انجام دیں لیکن کبھی معاصرانہ چشمک پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت والد علام کے بریلی سے آجانے کے بعد بھی دونوں. کے درمیان برابر خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ کے وصال کی خبر سنکر آپ بروقت امروہہ پہنچے اور اپنے دیرینہ رفیق کار کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ نے تمام عمر وطن مالوف میں گزاری لیکن سوئے اتفاق کہ آپ کا وصال بہت دور دراز کے ایک مقام اور وہ بھی سڑک حادثہ میں ہوا بہر حال تدفین وطن میں ہی ہوئی، امید ہے کہ نہ صرف آپ کا شاندار مقبرہ تعمیر ہوگا بلکہ علمی یادگار بھی شایان شان قائم کی جائیگی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے خدمت دین مبین کا بھرپور صلہ عطا فرمائے اور ہم سب کو بھی آپ کے فیوض وبرکات سے متمتع فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ورحمۃ العالمین ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین

ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی، D.59 میڈیکل کالونی، اے، ایم، یو، علی گڑھ (202002) یوپی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اور کشف وکرامات

مولانا مفتی محمد افضال احمد رضوی

بقیۃ الاسلاف، عمدۃ الاخلاف، مظہر مفتی اعظم، استاذ الاساتذہ حضور صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہمہ جہت، کثیر الصفات، عظیم المراتب تھی۔ آپ پیکر شفقت ومحبت، منبع جود وسخا، نازش بزم تدریس، مینار رشد وہدایت، تاجدار اقلیم علم وحکمت، آفتاب شریعت، ماہتاب ولایت اور مجسمۂ عجز وانکساری تھے۔ جہاں آپ ایک عظیم خاندان کے فرد جلیل تھے، وہیں عظیم مدرس ومحدث بھی تھے، تقریباً پچپن سال مسند تدریس پر فائز رہ کر ہزاروں تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے، اتنے عظیم منصب پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ سادہ مزاج اور سادگی پسند مرشد طریقت بھی تھے، بیشمار لوگ آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں جن میں علما کی کثرت آپ سے مرید ہے بہت ایسے علما ہیں جن کی نظر میں کوئی جچتا ہی نہ تھا، وہ آپ کے روئے تاباں وپر ضیا کو دیکھتے تو دل دے بیٹھتے اور سلسلہ ارادت میں داخل ہو کر دامن کرم سے وابستہ ہو جاتے۔

ایسا ہی ایک واقعہ استاذی الکریم، ماہر علوم وفنون، جامع منقول ومعقول حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب قبلہ دام ظلہ، مرتب جامع الاحادیث وصدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف نے بیان فرمایا ہے کہ پاکستان کے ایک جلیل القدر عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد اسلم رضا صاحب، متعدد ممالک میں حصول علم کے لئے تشریف لے گئے، اور عظیم درسگاہوں میں باصلاحیت اساتذہ کی خدمت میں رہ کر علوم دینیہ حاصل کئے۔ بڑے بڑے علماء کی زیارت اور مشائخ طریقت کی بارگاہوں میں حاضری دی، مشہور خانقاہوں، درگاہوں کے سجادگان سے شرف نیاز حاصل کیا مگر وہ کسی سے مرید نہیں ہو سکے، ایک بار مولانا محمد اسلم رضا صاحب کی ملاقات استاذی الکریم دام ظلہ سے ہوئی۔ اثناء کلام مولانا موصوف نے بڑے قلق کے ساتھ کہا مختلف ممالک جانے کا موقعہ ملا مشائخ طریقت سے ملاقاتیں کیں۔ اور ان کی زیارتوں سے مشرف ہوا مگر اب تک بیعت کے لئے کسی کی طرف مائل نہیں ہو سکا۔ استاذی الکریم دام ظلہ نے فرمایا مولانا اسلم رضا صاحب میرا ایک مشورہ ہے اگر مناسب خیال فرمائیں تو قبول کر کے دیکھ لیں آپ ایک بار مظہر مفتی اعظم صدر العلما صاحب قبلہ سے ملاقات کیجئے مولانا موصوف نے مشورہ قبول کیا۔ اور حضور صدر العلما قبلہ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سلام ودست بوسی کے بعد چہرہ کی زیارت کر کے صدر العلما کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے اور دامن کرم سے وابستہ ہو گئے

-

بحمدہ تعالیٰ آپ روشن ضمیر تھے آنے والا کس خیال وتصور کے ساتھ حاضر ہو رہا ہے، بفضلہ تعالیٰ آپ پر ظاہر ہو جاتا۔ حاجی حبیب احمد تحسینی عرف منّی کا بیان ہے کہ حضور صدر العلما صاحب قبلہ کا جب سے مرید ہوا ہوں اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضل فرمایا اور حضور کی دعا کی برکت سے میرے پاس سب کچھ ہے۔ اور بڑے سے بڑا کام حضور کی دعا سے کر گزرتا ہوں اور پورا ہو جاتا ہے۔ ایک دن میں زیارت ودست بوسی کیلئے آرہا تھا، راستہ میں خیال آیا کہ میں حضور سے عرض کروں گا کہ حضور آمد تو بہت ہوتی ہے مگر بچت نہیں ہوتی دفعتہً ذہن میں بات آئی کہ اگر اس وقت حضور نے فرمادیا: منّی تمہارا کوئی کام رکتا ہے، تو میں کیا کہوں گا۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ سلام ودست بوسی کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

بعد بیٹھ گیا، حضور حاجت مندوں کی حاجتیں سنتے اور انکے مطابق کسی کو دعا، کسی کو تعویذ عطا فرماتے، ساتھ ساتھ بات چیت بھی فرماتے رہے درمیان کلام میں نے اپنا مدعا عرض کر دیا، حضور روپئے کی آمد تو بہت ہوتی ہے مگر رکتا نہیں، دعا فرما دیں، یہ سنتے ہی آپ مسکرائے اور فرمایا کہ تمہارا کوئی کام رکتا ہے؟ یہ سنتے ہی میں بہت شرمندہ ہوا اور مجھے یقین کامل ہو گیا کہ حضرت پر میرے دل کا حال روشن ہو گیا تھا۔

ایسا ہی ایک واقعہ حضور صدر العلما علیہ الرحمہ کے رکشہ والے محمد حسین عرف نتھو (جس نے سالہا سال آپ کو در دولت سے جامعہ نوریہ رضویہ پہنچایا) نے واقعہ سنایا۔ محمد حسین عرف نتھو کہتے ہیں کہ برسات کا موسم تھا بارش کئی دنوں سے مسلسل ہو رہی تھی، ایک دن سورج ظاہر ہوا، دھوپ نکلی، میں نے اپنا بستر سوکھنے کیلئے باہر دھوپ میں ڈال دیا پھر رکشہ لیکر صدر العلما کے در دولت پر حاضر ہوا، آپ باہر تشریف لائے میں نے سلام کیا آپ جواب دیکر رکشہ پر جلوہ فرما ہو گئے، میں رکشہ لے کر چل دیا، حضرت صدر العلما کی عادت کریمہ تھی کہ آپ مجھ حقیر سے گفتگو فرماتے جاتے، گاہے گاہے دینی مسئلہ بھی بتاتے، جب جامعہ نوریہ کے طلبہ کو حدیث شریف پڑھاتے اور میں موجود ہوتا تو مجھ سے فرماتے نتھو یہ بات تمہارے مطلب کی ہے غور سے سنو! میں ہمہ تن گوش ہو کر حضور کا درس حدیث سنتا اور فیضیاب ہوتا، حضرت رکشہ پر جلوہ فرما ہیں رکشہ چل رہا ہے، تھوڑی دیر بعد موسم بگڑنا شروع ہو گیا، گھٹا ٹوپ چھا گئی، بارش بالکل تیار، میں سوچنے لگا ایک ہی بستر ہے وہ بھی باہر پڑا ہے بھیگ گیا تو کیا ہوگا اے کاش حضور آج چھٹی کر لیتے اور میں بارش آنے سے پہلے گھر جا کر بستر اٹھا لیتا، ابھی میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضور صدر العلما نے فرمایا نتھو رکشہ واپس لے چلو آج مدرسہ نہیں جائیں گے، میں نے فوراً رکشہ موڑ کر واپس کر لیا، رفتار بڑھا دی، مجھ کو یقین کامل ہو گیا کہ حضور پر میرے دل کا حال ظاہر ہو گیا، حضور کو در دولت پر پہنچایا سلام رخصت عرض کیا آپ مسکراتے ہوئے اندر تشریف لے گئے، میں رکشہ لے کر گھر آیا جو نہی بستر اٹھایا بارش شروع ہو گئی۔

محب مکرم حضرت علامہ صغیر اختر صاحب مدرس جامعہ نوریہ بریلی شریف نے بتایا کہ محمد فہیم ساکن خانپور تھانہ کیمری ضلع رام پور کی چھ لڑکیاں تھیں، ان کی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ایک لڑکا عطا فرما دے، یہی تمنا لے کر وہ بریلی شریف حضور صدر العلما صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنی تمنا بیان کی، حضور صدر العلما صاحب قبلہ سننے کے بعد خاموش رہے، فہیم صاحب حضور کی خاموشی کی وجہ سے ناامید ہونے لگے، تب حضرت نے فرمایا ایک سیب لاؤ وہ فوراً سیب لے کر آئے، آپ نے کچھ پڑھ کر دم فرما دیا اور فرمایا اپنی اہلیہ کو کھلا دینا، انشاء اللہ تمہارا کام ہو جائے گا، فہیم احمد شاداں و فرحاں اپنے گھر گئے، اہلیہ کو سیب کھلا دیا، اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا، اہلیہ امید سے ہوئی، الحمد للہ ان کے گھر لڑکا پیدا ہوا، آج وہ بچہ تقریباً چھ ماہ کا ہو چکا ہے۔

حاجی رفیق احمد صاحب قصبہ دنکا ضلع بریلی شریف کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ ایک ضروری کام سے نیپال جا رہا تھا۔ بریلی شریف پہنچ کر حضور صدر العلما علیہ الرحمہ سے دعا لینے کیلئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سلام عرض کر کے مدعا بیان کیا کہ حضور میں ضروری کام سے نیپال جا رہا ہوں دعا فرما دیں حضرت نے برجستہ فرمایا اگلے ہفتہ جانا، میں نے عرض کیا حضور بہت ضروری کام ہے ارشاد فرمایا! تمہارے گھر بھی تمہاری ضرورت ہے، میں حضور کی بات سمجھ نہ سکا پھر بھی سر تسلیم خم کر کے نیپال جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور گھر لوٹ گیا، دوسرے دن اچانک بغیر کسی سابقہ مرض کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تب مجھے حضور کی بات یاد آئی اور سمجھ میں آ گیا کہ حضور نے کیوں مجھ کو نیپال جانے سے روکا تھا۔

حضرت مولانا محمد یونس صاحب اویسی رضوی نائب پرنسپل جامعۃ الرضا بریلی شریف کا بیان ہے کہ ۲۸/۲۹ر جولائی ۲۰۰۷ء کو

www.muftiakhtarrazakhan.com

منعقدہ فقہی سیمینار کے موقع پر حضور صدر العلما صاحب قبلہ نے مجھ سے فرمایا: مولانا تم نے سند اجازت وخلافت بہت زیادہ چھپوادی ہیں ان کا کیا ہوگا؟ میں نے عرض کیا حضور یہ کیوں ارشاد فرمارہے ہیں فرمایا سفر پر جارہا ہوں موت وحیات کا کیا بھروسہ؟ میں نے فوراً عرض کیا۔ حضور کو اللہ تعالیٰ لمبی عمر عطا فرمائے ایسا نہ فرمائیں، دو تین دن کے بعد حضور صدر العلما صاحب قبلہ مہاراشٹر وآندھرا پردیس کے تبلیغی دورے کے لئے تشریف لے گئے اور ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک بارہ بج کر دس منٹ پر وہ حادثہ معرض وجود میں آگیا جس سے دنیائے سنیت لرز کر رہ گئی۔ یہ خبر سن کر مجھے فوراً حضرت کی بات یاد آئی کہ سفر پر جارہا ہوں موت و حیات کا کیا بھروسہ؟ ہوسکتا ہے کہ اس ارشاد میں یہ اشارہ ہو کہ ہمارا یہ سفر زندگی کا آخری سفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حضرت صدر العلما کے کشف وکرامات کے کثیر واقعات ہونگے۔ مجھے جو واقعات معتبر ذرائع سے معلوم ہوئے اُن کو سپرد قلم کردیا گیا۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

محمد افضال رضوی مرکزی دار الافتا سوداگران بریلی شریف یوپی

مفتیٔ اعظم نے جس کو ''قرۃ عینی'' کہا
حق نما وحق رساں تھے سیدی تحسین رضا
قبر پر ہوں بارشیں انوار ورحمت کی سدا
قوم کے تم پاسباں تھے سیدی تحسین رضا

حضور صدر العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں اور اپنے والد محترم مرحوم اظہر یار خاں صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل کرتے ہیں۔

برائے ایصال ثواب
مرحوم اظہر یار خاں

وہ تیرا جنازہ تھا کہ اسلام کا پرچم
تا دیر فرشتوں کے جو کاندھوں پہ رہا ہے

خراج عقیدت
از طرف

بلال زری پوائنٹ

ساڑی، دوپٹا، سوٹ وغیرہ پر زری کا کام کیا جاتا ہے اور مناسب داموں پر بیچا جاتا ہے۔
76، بخار پورہ، بریلی شریف

Bilal Zari Point
Deals in Saree, Dupatta, Suit
76, Bukharpura, Bareilly
Mobile : 9219187208

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما میری یادوں کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب رضا مصباحی

اللہ رب صمد نے اس خاکدان گیتی پر ایسی ایسی مقدس عبقری شخصیتوں کو پیدا فرمایا جنھوں نے اپنے علم وحکمت، تقویٰ وطہارت اور زہد وقناعت سے ایک جہاں کو فیض یاب فرمایا، زندگی کے ہر ہر موڑ، ہر مرحلہ پر مسلمانوں کی ہدایت ورہنمائی کی، ان کے لیل ونہار قرآن وسنت کی تبلیغ ودعوت، دین اسلام کی نشر واشاعت میں صرف ہوتے تھے، ان کے شام وسحر خدمت دین اور خدمت خلق میں گزرتے تھے ما ایسی ہی۔ مستند محترم ترین شخصیتوں میں شہزادۂ استاذ زمن مظہر مفتی اعظم ہند حضور صدر العلماء سیدی مرشدی علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات بھی ہے، صدر العلماء ہر لحہ امت مسلمہ کی صلاح وفلاح، عروج وارتقاء کیلئے کوشاں رہتے تھے، آپ کی ذات اقدس میں وراثتی، خاندانی علم وعمل کا سمندر موجیں مارتا دکھائی دیتا تھا، جن حضرات نے آپ کی صحبت پائی، آپ کے شب وروز کو ملاحظہ کیا وہ حضور صدر العلماء کی جلالت علمی، فقہی بصیرت، خوف الٰہی، عشق رسول، تقویٰ وپرہیز گاری کے اعلیٰ ترین مقام کو خوب سمجھ سکتے ہیں، حضور صدر العلما کے کشف وکرامات کے واقعات تو بہت ہیں مگر میں اپنے اس مختصر مضمون میں کم علمی وکم مائیگی کے احساس کے ساتھ چند آنکھوں دیکھے حالات وکرامات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، حضرت ۱۹۹۵ء سے مسلسل جامعہ اہلسنت بدر العلوم جسپور اور اس کے زیر نگرانی منعقد ہونے والی ''رحمت عالم کانفرنس'' کی سرپرستی فرمارہے تھے، اپریل ۲۰۰۶ء میں رحمت عالم کانفرنس کے موقع پر حضور کو لینے حضرت قاری انظار حسین صاحب اشرفی وحافظ رئیس جسپوری اور فقیر کاتب الحروف بریلی شریف پہنچے، بعد نماز ظہر ہم ماروتی کار سے حضرت کو لے کر جسپور روانہ ہوئے تو بالخصوص اثنائے سفر تین واقعات پیش آئے جن کا میں ترتیب وار ذکر کرتا ہوں۔

(۱) مزار کے ایک ناواقف مجاور کی اصلاح

ہمارا نورانی قافلہ بریلی شریف سے نکل کر ''دیورنیا'' نامی گاؤں کے پاس پہنچا تو حضرت نے فوراً فرمایا کہ نماز عصر یہیں ادا کی جائے، تعمیل حکم میں گاڑی پولس چوکی کے پاس بنے ایک مزار شریف کے قریب روک دی گئی، حضرت عادت کریم کے مطابق باوضو تھے ہم سب نے وضو کیا، اثنائے وضو اس مزار کے کم علم وناواقف مجاور نے کہا آپ لوگ۔ مزار کے قریب نماز مت پڑھو یہاں نماز نہ ہوگی، مختصر جواب دے کر ہم نے مزار شریف کے قریب ہی باہر گراؤنڈ میں حضرت کی اقتدا میں نماز ادا کرلی، اور حضرت کے ساتھ مزار شریف پر حاضری دی میں نے موقع پاکر مجاور سے ہوئی گفتگو عرض کردی تو حضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا: ''اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ کے قریب اگر نماز پڑھی جائے تو نماز کا کیف وسرور چاشنی ولطف بڑھ جاتا ہے'' حضرت مجاور کی طرف بڑھے آپ کی بارعب شخصیت سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ خود ہی معذرت کرنے لگا آپ نے مسکراتے ہوئے، اس کی معذرت قبول فرمائی، اور اپنے امتیاز کریمانہ سے اس کی اصلاح فرمادی۔

آپ کی ذات سے اس کا متاثر ہونا یقینی تھا کیونکہ آپ کی ذات میں ایسی کشش تھی کہ نظریں ہٹائے نہیں ہٹتی تھیں، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب سے ہم نے حضرت کے چہرے کو دیکھا ہے نہ جانے ایسا کیا ہے کہ دل بار بار ان کو دیکھنے کے لئے بے قرار رہتا ہے ایک عجیب سی کشش ہے جو ہمیں ان کی طرف کھینچتی رہتی ہے۔

(۲) گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہماری گاڑی مختلف مقامات طے کرتی ہوئی جب یوپی واتراکھنڈ کی سرحد وسیما کے آس پاس آتی ہے تو ہمارے درمیان سرحد کو لے کر بحث چھڑ گئی، بعض ہم سفر کہتے ہیں کہ ہم اتراکھنڈ میں چل رہے ہیں تاہم بعض رفیقان سفر اس کا انکار کرتے ہیں حضرت اپنے اوراد و وظائف میں مصروف گردن جھکائے بڑی سنجیدگی سے ہماری گفتگو ساعت کر رہے تھے، فریقین کی نظریں گاڑی سے باہر کے مناظر پر لگی تھیں یکا یک حضرت اپنی نگاہ ناز ہماری جانب مبذول کر کے فرماتے ہیں سنو ہم اتراکھنڈ میں داخل ہو گئے ہیں، میری قوت ساعت حضرت کے ارشاد پر اور نظریں گاڑی سے باہر متوجہ تھیں، حضرت نے اپنا جملہ کہا ہی تھا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ روڈ کے ارد گرد کئی ایک بورڈ نظروں کے سامنے سے گذر کر سرحد کا پتہ دے رہے ہیں ہم سب حضور کی نگاہ ولایت پر رشک کرنے لگے، بے شک ولی کی نظروں کی رسائی بہت دور تک ہوتی ہیں، اور میرے مرشد گرامی زندہ ولی تھے جس کا اعتراف خواص وعوام سب متفقہ طور پر کرتے ہیں۔

(۳) پابندی نماز وشرعی احتیاط

وقت بڑی برق رفتاری سے پرواز کر رہا ہے اور ہم منزل کی طرف رواں دواں تھے، قبل از مغرب رودر پور (ادھم سنگھ نگر) پہنچ گئے حضرت نے اپنی عادت مبارکہ کے تحت فرمایا کہ نماز مغرب یہیں ادا کی جائے، تاہم حضرت کے خادم خاص محترم قاری عرفان صاحب (جو حضرت سے کافی بے تکلف تھے) نے کہا کہ ابھی مغرب میں وقت ہے حضور آگے پڑھ لیں گے، ڈرائیور نے بھی حضرت قاری صاحب کی تائید کر دی، حضرت بادل نخواستہ خاموش ہو گئے گاڑی نہایت تیزی سے چل رہی تھی، مگر وقت اس سے بھی تیز رفتار تھا، یہاں تک کہ جب وقت مستحب نکلنے کے قریب ہوا تو حضرت نے جلال میں آکر فرمایا میں نے کہا تھا کہ نماز مغرب پڑھ لی جائے کہ نا جانے تم لوگ کہاں نماز مغرب ادا کرو گے، اتنا سننا تھا کہ ہم سب گھبرا گئے، میں نے ڈرائیور سے تاکید کر دی کہ گاڑی کی رفتار مزید تیز کر کے مناسب جگہ پر گاڑی فوراً روک دی جائے، تعمیل حکم کرتے ہوئے ڈرائیور نے ''قلعہ کھیڑا'' مسجد کے قریب گاڑی روک دی اور فوراً اُتر کر گاڑی سے حضرت کو نہایت ادب واحترام کے ساتھ اتارنے لگا، بشمول حضرت کے ہم سب نے وضو کیا، میں نے ٹنکی کی ٹونٹی اپنے ہاتھ سے کھولنی چاہی تو حضرت نے میرا ہاتھ ہٹا کر مدد لئے بغیر خود ہی ٹونٹی کھولی اور وضو مکمل فرمالیا، میں حیران تھا کہ اگر چہ وضو میں غیر سے مدد لینا مکروہ ہے مگر حضرت کو تو بتقاضائے عمر ضرورۃً کراہت نہ ہونی چاہئے، لیکن قربان جاؤں اپنے مرشد کے تقویٰ پر، نثار ہو جاؤں اپنے پیر کی طہارت وشرعی احتیاط پر، واقعی آپ تقویٰ وطہارت کا سراپا اور علم وعمل کا پیکر تھے، حضرت کی اقتدا میں ہم نے نماز مغرب ادا کر لی اور گاڑی پر سوار ہو گئے، حضرت کے اس طرز عمل کو دیکھ کر ہمارے غیر مسلم ڈرائیور نے اپنے تأثرات کا یوں اظہار کیا ''مولانا اپنے مذہب پر اتنی سختی سے عمل کرنے والا ایسا متقی و پرہیز گار انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا'' اب ہم کافی محتاط ہو چکے تھے، لہٰذا نماز عشاء باز پور میں ادا کی اور بے شمار لوگوں کو حلقۂ ارادت میں داخل فرما کر حضور جسپور کے قریب پہنچے، اہل جسپور نے ان تمام راستوں اور مقامات کو پہلے ہی سے سجا رکھا تھا، جدھر سے حضرت کی سواری گزرنے والی تھی، لکڑی منڈی میں جامعہ بدر العلوم ورحمت عالم کانفرنس کے اراکین ومدرسین ومتعلمین ومسلمانان جسپور کا ہجوم حضرت کے استقبال میں پھول ومالا لئے قطار لگائے گھنٹوں سے کھڑا تھا، قاری نعیم صاحب رضوی، ممبر تسیم احمد تحسینی بار بار موبائل فون پر رابطہ کر کے پل پل کی خبر لے رہے تھے، اور سب بڑی بے صبری سے گاڑی کا انتظار کر رہے تھے، ہر ایک دل کی تمنا یہی تھی کہ سب سے پہلے میں حضرت کا استقبال کروں، سب سے پہلے میں اپنا ہار حضرت کو پہناؤں، سب کی نظریں روڈ کی طرف لگی تھیں، جیسے ہی کار آتی نظر آئی چہار جانب سے نعرۂ تکبیر ورسالت کی صدائیں فضا میں بلند ہونے لگیں، اور ایک ایسا پر کیف سماں بندھ گیا جسے الفاظ میں تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ سب نے اپنے اپنے طور پر حضرت کا پر جوش استقبال وخیر مقدم کیا، جسپور میں حضرت کا قیام تین دن رہا اس دوران مرید ہونے والوں کا سیل رواں قابل دید تھا، صرف شہر جسپور ہی نہیں بلکہ اطراف ونواح کے قصبوں اور دیہات کے لوگوں کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

قافلے بس، ٹرک، کار، ٹریکٹر وٹرالی اور دوسری سواریوں سے بلکہ کتنے تو پیدل ہی چلے آرہے تھے۔

راقم الحروف حلقہ ارادت میں

فقیر کاتب الحروف ۱۹۹۸ء میں حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا، واقعہ یوں ہے کہ احقران دنوں مدرسہ عالیہ نعمانیہ غریب نواز شیش گڑھ میں زیر تعلیم تھا، محب محترم حضرت قاری انوار حسین رضوی مرادآبادی کے ہمراہ زیارت کرنے بریلی شریف پہنچا ،بارگاہ رضا میں حاضری کی سعادت حاصل کی، حضرت مولانا سید شاکر میاں رامپوری سے ازہری میاں کے ہاتھوں بیعت ہونے کے تعلق سے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ نماز ظہر کے بعد آپ کو مرید کروادیا جائے گا، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، ہمارے پاس وقت کافی تھا، تو قاری صاحب نے فرمایا کہ چلو ہم آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ سے ملواتے ہیں، ہم بذریعہ رکشہ کانکرٹولہ کاشانۂ تحسینی پر پہنچ گئے، جب میں نے حضرت کا دیدار کیا تو ایسا لگا کہ عرصۂ دراز سے جس مسیحا کی مجھے تلاش تھی وہ میرے روبرو ہے، ایک بے پایاں خوشی سے میرا جسم لرز رہا تھا، وفور مسرت سے میری آنکھوں میں آنسو آرہے تھے، اسی عالم میں دفعتۂ تحسینی نوازشات وعنایات بڑھ کر میرے خالی دامن میں سماجاتی ہیں، حضرت میرے گندے ہاتھ اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر بیعت فرمالیتے ہیں، بلاشبہ میرے مرشد گرامی ولی کامل تھے، کیوں کہ ایک ولی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ ایسا پابند شرع ہو کہ جسے دیکھ کر خدایاد آجائے، آپ اس کے مظہر اتم تھے، پیدائش سے لے کر وصال تک کوئی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا جس پر انگلی اٹھائی جاسکے۔

علم کسبی محنت ومشقت چاہتا ہے

۲۰۰۱ء میں احقر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم تھا، تعطیلات کے موقع پر اپنے گاؤں کھنڈیا رامپور آتے جاتے بریلی شریف میں حضرت سے ملاقات کرلیا کرتا تھا، ایک ملاقات میں میں نے حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ کوئی ایسا تعویذ عطا فرمادیجئے جس کی بدولت میں اپنے تعلیمی سفر میں خوب خوب ترقی کرسکوں، تو حضرت نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا علم کسبی ہے محنت ومشقت چاہتا ہے، محنت کے مطابق کامیابی کا ترتب ہوتا ہے، اس کے بعد حضرت نے قیمتی دعاؤں سے نوازا، حضرت کا کلمۂ ارشاد طلبہ کے لئے لائق عمل و درس عبرت ہے، یوں تو تحسینی عنایات ہر پل میرے ساتھ رہیں تاہم بعد فراغت ۲۰۰۴ء میں جب مدرسہ اہل سنت بدر العلوم جسپور میں میرا تقرر ہوا تو تحسینی نوازشات میں اضافہ ہوگیا، کیونکہ حضرت وصال فرمانے تک سال میں دوایک مرتبہ تشریف لاتے رہے، اور ہم غلاموں کو اپنے جلوؤں سے شادکام کرتے رہے، حضور صدر العلما کی عبقری شخصیت سے خیر وصلاح کے چشمے پھوٹے، آپ کی پوری زندگی دوسرے انسانوں کی خیرخواہی وخدمت کے لئے وقف رہی۔

بالآخر "لكل امة اجل" کے تحت یہ آفتاب سنیت تقریباً ستتر ۷۷/سال کی عمر شریف میں ۱۸/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳/اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ المبارک اہل سنت کو روتا، بلکتا، سسکتا ہوا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جاملا، دل آج بھی ان کے جلوؤں کو تلاش کرتا رہتا ہے، نظریں آج بھی ان کے سراپا کو ڈھونڈ رہی ہیں۔

رخ زیبا کے جلوؤں سے دل تاریک روشن ہے ۔۔۔ تیری یادوں کے پھولوں سے میرا صحرا بھی گلشن ہے

محمد حبیب رضا مصباحی، رامپوری جامعہ بدر العلوم جسپور (اترا کھنڈ)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اور آپ سے میری بیعت

مولانا محمد جابر خاں مصباحی

شہر مراد آباد میں جیسے ہی بس اسٹینڈ پر بس سے اترا۔ کہ موبائل کی بیل گنگنانے لگی۔ اسکرین پر نعیم بھائی (کچھا) بصر نواز ہوئے۔ رسیو کیا۔ سلام ودعا کے بعد بولے آپ کو بریلی شریف کے تعلق سے کچھ علم ہے؟ نفی مین جواب دینے پر بولے، حضرت صدر العلما قدس سرہ نے آج قبل جمعہ اس عالم فانی کو الوداع کہہ دیا۔ یہ جانکاہ اطلاع بجلی بن کر گری۔ یہ المناک خبر مجھ جیسے وابستۂ دامن تحسینی کے لئے ایسی ناگہانی اور ہوش ربا تھی کہ کچھ دیر تک سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہوگیا۔ سکوت وجمود کا مجسمہ بن گیا، آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اجداد کرام استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں، امام احمد رضا خاں علیہما الرحمہ کے علم وجوہر کا وفادار جانشیں اس خاکدان گیتی سے رخصت ہوگیا؟ بالآخر یہ یقین کرنا پڑا کہ اس علم وفن کے تاجور نے بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی جو عمر بھر اپنے کردار، عمل اور علم سے مردہ دلوں میں تازگی پیدا کرتا ہے، وہ شمع رضا خاموش ہوگئی جو عرصہ دراز تک فکر وفن کی ہر مجلس میں تابناک رہی، کتاب وسنت کا وہ عظیم ترجمان اٹھ گیا جس نے اپنی بصیرت سے اس کے رموز واسرار کو اجاگر گیا۔ ناچیز آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر ایک سیٹ پر بیٹھ گیا وہ آنسو جو بہت دیر سے نکلنے کے لئے بیقرار تھے۔ ناچاہتے ہوئے بھی سیل رواں کی طرح جاری ہوگئے۔ اسی اثنا میں رفیق ہمدم حضرت مولانا محمد حبیب رضا مصباحی رامپوری زید مجدہ پر نظر پڑی۔ وہ زیر لب مسکراتے قریب تشریف لائے۔ کہنے لگے ارے آپ تو بہت اداس اور نروس نظر آرہے ہیں؟ کیا بات ہے؟ مولانا موصوف صدر العلما کے خاص عقیدت کیشوں میں سے ہیں وہ اس اندوہناک خبر سے ناواقف تھے۔ راقم الحروف کے ذریعے جب وہ اس غمناک خبر سے مطلع ہوئے ان کی حالت قابل دید اور کیفیت مجھ سے زیادہ غیر ہوگئی۔ جذبات میں بے قابو ہوکر کرسی پر گرا چاہتے تھے کہ خاکسار نے سنبھالا دیا۔ کافی دیر تک سکوت کا ماحول رہا۔ آخر کار مولانا موصوف نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا: وقت کا بلند پایہ عالم دین، دنیائے سنت کا تاجدار۔ کشور رضویت کا بطل جلیل آخر کار داغ مفارقت دے ہی گیا۔ حضرت موصوف نے اپنی گزشتہ برسوں کی یادوں کا آئینہ میرے سامنے کردیا، پورے سفر میں حضور صدر العلما کا ہی تذکرہ جمیل ہوتا رہا، کچھ یادیں عاجز کے ذہن میں بھی تھیں۔

مجھے یاد آتا ہے جب کہ ۱۹۹۸ء میں بند علم ودانش کی عظیم درسگاہ مدرسہ عالیہ نعمانیہ غریب نواز شیش گڑھ میں درجہ ثالثہ کا طالب تھا۔ دل میں ایک خواہش بیدار ہوئی۔ کسی مرشد برحق، پیر طریقت کے دامن کرم سے وابستہ ہونا چاہئے۔ احباب نے حضور صدر العلما ہی کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اس موقع پر پہلی بار آپ کے اسم گرامی سے کان آشنا ہوئے۔ نام کتنا خوبصورت؟ مادۂ ح، س، ن کا مجموعہ! یقین ہوگیا کہ صاحب مادۂ حسن واقعی صاحب حسن صورت وسیرت ہوگا، یہی نہیں آپ کے جد امجد کا اسم شریف علامہ حسن رضا خاں، والد محترم کا علامہ حسنین رضا خاں، خود کا تحسین رضا خان قدس اسرارہم ولد عزیز کا حسان رضا خاں۔ اوپر سے نیچے تک حسن کی سرکار، حسن علم وعمل سے سرشار، پورے خاندان میں ہر طرف حسن کی بہار۔ ناموں کے مادوں میں وحدت یہ محض اتفاق نہیں بلکہ علم وہنر، فضل وتقویٰ کا حسن پورے عشیرت میں مشترک حقیقی ہے "کما لا یخفی علیٰ ذی العلم والفضل" حضور صدر العلما بمطابق حدیث نبوی الولد سر لابیہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی سچی تصویر ہیں۔ان سب باتوں سے اشتیاق دیدار میں اضافہ ہونے لگا مگر شرف باریابی سے نرانہ رہا۔عرصۂ دراز تک یہ امنگ بارآور نہیں ہوئی۔آخر عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا موسم آگیا طلبہ جانے کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔راقم نے بھی کسی طرح جانے کا انتظام کرلیا۔بریلی دیار اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں ۲۳ رصفر کی شام کو حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔اسلامیہ انٹر کالج میں طرحی مشاعرہ سے محظوظ ہوا۔۲۴ رصفر کو بعد نماز ظہر جامعہ نوریہ رضویہ کے جلسۂ دستار بندی میں پہنچا۔خیال رہے اس موقع پر الثقافۃ السنیۃ کے بانی وسربراہ حضرت شیخ ابوبکر قبلہ دام ظلہ العالی رونق اجلاس تھے آپ نے ردوہابیہ پر عربی زبان میں ایک جامع خطاب فرمایا۔ترجمہ کا کام حضرت مولانا صغیر احمد جوکھنپوری انجام دے رہے تھے جب کہ علامہ ابوالحقانی اور حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی مصباحی بھی زینت بزم تھے۔وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں'' خاکسار کو پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔نماز عصر سے قبل عارضی طور پر جلسہ کا اختتام ہوا۔حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قادری استاذ جامعہ نوریہ رضویہ نے لاؤڈ اسپیکر سے یہ اعلان کیا کہ: آج نماز عصر کی امامت وقت کے زندہ ولی حضرت علامہ مفتی شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قادری دامت برکاتہم القدسیہ فرمائیں گے جو حضرات بے وضو ہیں وہ وضو کر کے جلد پنڈال میں سکون کے ساتھ تشریف رکھیں،، یہ اعلان سن کر فرحت ومسرت کی انتہا نہ رہی۔خاکسار اپنی خوش بختی پر فخر،دل ہی دل میں فرحت وشادمانی سے سرشار کہ آج عہد حاضر کے رہنما،وقت کے پرشکوہ پیشوا کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوگا،رخ انور کے دیدار کا حسین موقع نصیب ہوگا،اس خواہش کی تکمیل کے لئے بڑی جدوجہد کے بعد آگے جگہ بنائی۔یہ دیرینہ آرزو پایۂ تمام تک پہنچی۔مگر دل بیمار میں ایک حسرت پھر بھی مچلتے مچلتے دم توڑنے لگی،وارفتگان رضا کا وہ جم غفیر،شمع رضا کے پروانوں کا وہ ہجوم کثیر،وابستگان صدر العلما قدس سرہ کا وہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر حضرت کی دست بوسی سے مانع رہا۔چند مخصوص احباب کے گھیرے میں اپنی جائے قیام پر تشریف لے گئے۔تاحد نگاہ ٹکٹکی باندھ کر نظارہ کرتا رہا۔جو آرزو دل میں موجزن تھی اس سے ہم کنار نہ ہوسکا،بیعت تو دور کی بات مصافحہ تک کی نوبت میسر نہ ہوئی۔یہ حضور صدر العلما محدث بریلوی قدس سرہ کے نظارۂ پرانوار سے خود کو منور کرنے کا پہلا موقع تھا۔

جب نگاہ اول ذات بابرکات پر مرکوز ہوئی آنکھیں پلک مارنا بھول گئیں۔چند لمحات بیت جانے کے بعد آنکھوں میں پانی کی ایک دبیز تہ در آئی۔دل غمگین متمنی تھا یہ شمع رضا اسی طرح پروانوں کے جھرمٹ میں روشن رہے،فریفتگان رضا جلوۂ مسعود سے آنکھوں میں ضیا حاصل کرتے ہیں۔جلوۂ جاناں کی کشش کا عالم یہ تھا کہ تصویر محبوب ہر وقت نگاہوں کے سامنے گردش کررہی تھی۔اس سے متاثر ہوکر دل بیقرار ہوگیا۔کاش حضرت کے دست اقدس کے لمس کی برکت حاصل ہوجاتی،مجھ گنہگار،سیاہ کار کو دامن کرم میں پناہ دے دیتے۔لیکن یہ تمنا تمنا ہی رہی۔انتھک کوشش کے بعد بھی شرف بیعت حاصل نہ کرسکا۔اس بات سے ضرور مسرور تھا کہ آج پیکر ولایت کا سر کی آنکھوں سے دیدار کررہا تھا۔

ہم نے درسی کتابوں میں پڑھا تھا:''الولي هو العارف بالله تعالیٰ وصفاته حسب ما يمكن ،المواظب على الطاعات ،المجتنب من المعاصي ، المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات'' اس کی روشنی میں کیا صدر العلما اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت سے سرشار،طاعات پر مداومت ومواظبت کی حامل،منکرات سے اجتناب اور لذات وشہوات میں اشتغال سے اعراض کرنے والے نہیں تھے؟اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو پھر ولایت میں کیا شک؟ بلا ریب آپ رازی کی فکر،غزالی کے تصوف،رومی کے سوز وگداز،امام اعظم کے فقہ،مفتی اعظم ہند کے تقویٰ وطہارت اور علم وفضل کے آئینہ دار تھے۔مخلوق خدا

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کو شبیہ مفتی اعظم ہند کہتی ہے میرا یقین ہے آپ صرف بشرے میں شبیہ نہیں بلکہ ہر ہر وصف میں مفتی اعظم ہند کی تصویر ہیں۔عرس رضوی شریف بڑے ہی تزک احتشام کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔نہ جانے کتنے دیوانگان رضا دلی مرادوں،آرزؤں کی تکمیل کے ساتھ اپنے اپنے آشیانوں کی طرف رواں دواں تھے،مجھے تو ہر پروانہ بشاشت وانبساط کا پیکر نظر آتا۔ایک مجھ جیسا غریب،دل پر الم ورنج اور چہرے پر افسردگی کے نمایاں آثار کے ساتھ مادر علمی مدرسہ عالیہ نعمانیہ غریب نواز شیش گڑھ کے لئے رخصت ہو گیا۔اس کے بعد ایک وقفۂ دراز تک بعض عوارض وموانع کی بنا پر آستانہ رضا کی حاضری سے محروم رہا،۱۹۹۹ء میں متعدد بار دیار رضا میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی مگر اس امر خیر سے سرفراز نہ ہو سکا۔حضرت کے ہی دامن عنایت سے منسلک ہونے پر دل مطمئن اور متیقن ہو چکا تھا۔

۲۰۰۰ء کا آغاز ہو گیا،یہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تعلیمی دور کا پہلا سال تھا۔اختتام سال میں مبارک پور سے غریب کدہ حاضر ہوا۔حافظ وقاری محمد مطلوب حسین صاحب قادری (رب قدیر غریق رحمت فرمائے) مدرس مدرسہ رضویہ قاسمیہ شیش گڑھ کی خدمت میں وارد ہوا۔موصوف کے ذریعے معلوم ہوا۔آج سند الوقت،مفتی اعظم ہند کے آئینہ جمال وکمال،فقیہ فقید المثال حضور صدر العلما کی آمد آمد ہے۔آج شیش گڑھ کی شاہراہوں کو دلہن بنا دیا گیا ہے۔گلی کوچے استقبال کے لئے شدت سے منتظر ہیں۔قارئین راقم الحروف کے جذبات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔یہ خوش خبری سننے کے بعد یہ حقیر ناچار کس جہان میں تھا؟الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔

مدرسہ رہبر اسلام کے جلسۂ دستار بندی میں آپ کی تشریف آوری یقینی تھی،بعد نماز عشا حافظ موصوف کے ہمراہ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا ابھی علامہ قدس سرہ سر بزم ضیا بار نہیں ہوئے تھے،اس اجلاس میں دور حاضر کے محقق شہیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حنیف خاں صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کا بھی ورود مسعود ہوا تھا۔غالباً علم دین کے موضوع پر آپ نے ایک مدلل،جامع اور پر مغز خطاب سے سامعین کو محظوظ فرمایا تھا۔سامعین کی بےچینی،بیقراری کو دیکھ کر بار بار یہ اعلان نشر کیا جا رہا تھا،حضور صدر العلما چند ہی دقیقوں میں زینت منبر رسول ہونے والے ہیں،ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی سمع نواز ہوئی،،محدث بریلوی کے دامن بخشش سے خود کو منسلک کرنے کے آرزو مند حضرات کے ارمانوں کی تکمیل کی جائے گی،،وہ لمحات قریب آگئے تھے جن میں بارگاہ تحسینی میں جبیں سائی کرنے کا دقیقہ دستیاب ہونے والا تھا،نصف شب سے زائد حصہ گزر چکا تھا۔خدا خدا کر کے وہ ساعت آ ہی گئی!امرد حق آگاہ،کشور علم وعرفان کے بے تاج بادشاہ،فرد یگانہ،اسٹیج پر جلوہ بار ہوئے۔نعرہائے تکبیر ورسالت وصدر العلماء زندہ باد سے فضا گونج اٹھی۔فرط مسرت سے دل جھوم اٹھا۔مجلس میں بشاشت وحرارت کی لہر دوڑ گئی۔محسوس ہوتا تھا کہ چشمۂ فیضان کرم پھوٹ پڑا ہے اور پیاسے جوق در جوق کھنچے چلے جا رہے ہیں۔انہیں میں عاجز بھی تھا،رخ انور پر نگاہ پڑتے ہی دم بخود ہو گیا،تمام خواص وعوام کے ساتھ خاکسار بھی شرف بیعت سے ہمکنار ہوا۔اور دامن تحسینی کو والہانہ عقیدت ومحبت سے تھام لیا۔

چہرے پر جلالت علمی کے نمایاں آثار،زہد وورع میں بے مثالی کے شاہکار سے ایسا متاثر ہوا کہ دامن قسمت سے چمٹنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔یہ شب بہت فیروز بخت شب تھی،خاکسار شاداں اور فرحاں پھولے نہ سا رہا تھا مجھے وہ گوہر مراد حاصل ہو گیا تھا جس کے حصول کی تڑپ ایک مدت مدیدہ سے بے تاب کئے ہوئے تھی۔

۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۸ء سے ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء تک کے اس تصوراتی سفر نے عملی جامہ پہن لیا تھا۔کیا خبر تھی کہ ایک دن یہ روشن آفتاب یہ المناک خبر لے کر طلوع ہوگا:"اقلیم رضویت کا شہنشاہ،شریعت وطریقت کا پاسدار اس جہان بے باقی سے کوچ کر چکا ہے"

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضور صدر العلماء جیسی ذوات صدیوں میں جنم لیتی ہیں۔ رب قدیر نے اس عالم رنگ وبو میں جینے کے جولمحات مرحمت فرمائے آپ نے ان کا حق ادا کر کے دکھادیا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت استقامت فی الدین اور تصلب فی المذہب تو رگ و پے میں پیوست تھا، اوراوامر ونواہی کے زبردست پابند۔ آپ نے ایسے پاکباز خاندان میں پرورش پائی جس نے طاغوتی قوتوں کے آگے سر تسلیم خم کرنا نہیں سیکھا تھا۔ آپ کی زندگی نہایت صاف، شفاف اور پاکیزہ تھی۔ انہوں نے عقائد کے معاملے میں کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ دولت وثروت کے چمک نے اچھے اچھوں کو ہو کا شکار بنادیا، مگر علامہ قدس سرہ کے ایمان کی دولت ساری دنیوی تابانیوں پر فائق رہی۔ سب کچھ ہوتے ہوئے از حد سادہ! یقیناً آپ کا دیدار اسلاف کرام کی یاد تازہ کردیتا۔ اگر علامہ کو کوئی ارادت مند کسی عام سواری پر اپنے غریب کدہ لے جانے کی زحمت دیتا کبھی فرمائش نہیں کرتے کہ میرے لئے اے، سی، گاڑی ہونا چاہئے۔ جامعہ نوریہ رضویہ ہمیشہ رکشے پر تشریف لاتے۔ علامہ کے اس حسن کردار سے وہ حضرات درس حاصل کریں کہ اگر وہ بغیر اے، سی، کے باہر قدم رکھ دیں مزاج میں زلزلہ، طبیعت میں اضمحلال، روح میں ہلچل اور وجود میں بھونچال پیدا ہو جائے۔ پتا نہیں، یہ حضرات اس طرح کے عادی ہو کے باعث ایجاد عالم ﷺ کے کم از کم واقعۂ جنگ خندق کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں؟ آپ کا ارتحال پر ملال عالم اہلسنت کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ اس سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ سلام ہو تجھ پر اے وراثت رسول کا حق ادا کرنے والے۔ سلام ہو تجھ پر اے سلف صالحین کی یاد تازہ کرنے والے۔ سلام ہو تجھ پر اے امام اہلسنت کی علمی امانت کی حفاظت کرنے والے، سلام ہو تجھ پر اے مفتی اعظم ہند کے اوصاف حمیدہ کے اجاگر کرنے والے۔

ابر رحمت تیری تربت پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

دریوزہ گر کاشانہ تحسینی، بندۂ کمترین: محمد جابر خاں مصباحی
سکریٹری برائے نشریات واطلاعات تنظیم ابنائے اشرفیہ اترانچل
خادم شعبۂ درس نظامی جامعہ عربیہ اہلسنت بدر العلوم۔ جسپور، ضلع یو، ایس نگر۔ اترا کھنڈ۔ انڈیا

صدر العلما...... رخِ حیات کے چند درخشاں پہلو

مولانا غلام مصطفیٰ قادری رضوی

رسول اکرم ﷺ نے علامات قیامت میں ایک علامت یہ بھی بتائی کہ علم اٹھالیا جائے گا، علما کی قلت ہو جائے گی، آج ہم جہاں اور بہت سی نشانیاں دیکھ رہے ہیں وہیں یہ بھی عیاں ہے کہ علما جا رہے ہیں، علم وعمل کی دنیا میں رونق کم ہوتی جارہی ہے وہ علما جن کے نظریات وافکار میں ہمارے لئے سامان بصیرت ہے وہ اٹھتے چلے جارہے ہیں، جو ظاہری علوم وفنون کے تاجدار اور باطنی علوم ومعارف کے رمز شناس ہیں ان سے ہم محروم ہوتے جارہے ہیں۔.. اس صدی کے آغاز میں ہی ہماری جماعت کے کئی باوقار صاحبان فکر وعمل عالم

www.muftiakhtarrazakhan.com

نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے او باد صبا! یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو دنیائے سنیت کی ایک اور شمع علم و دانش گل ہو گئی وہ جو خدا کا برگزیدہ بندہ بھی تھا اور بارگاہ مصطفوی کا مثالی عاشق بھی، علمی بصیرت و بصارت میں اپنے معاصرین میں ممتاز بھی تھا اور اکابر علما و مشائخ کی معتمد ہستی بھی، زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین و ملت میں بسر ہوا، اور دنیا سے جاتے وقت بھی کسی کار خیر میں شامل ہونے کے لئے سفر کر رہا تھا۔ میری مراد صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ محمد تحسین رضا خاں قادری رضوی نوری قدس سرہ السامی کی ذات گرامی ہے۔ تقریباً ۷۸ رسال کی عمر میں بھی اس مرد خدا نے اپنی خداداد علمی صلاحیتوں اور بے مثال کردار و عمل سے جو لازوال اور بیش قیمت خدمات مذہب و ملت انجام دیں وہ صبح قیامت تک انہیں زندہ رکھیں گی۔ (انشاء اللہ المولی العظیم)

حضور صدر العلما گلستان رضویت کے اُس گل سر سبد کا نام ہے جس کی خوشبو نے نہ صرف بریلی شریف کی رہ گذر کو مہکایا بلکہ جہاں جہاں بھی تشریف لے گئے اپنی مہک سے اہل ایمان اور صاحب دل حضرات کے قلوب و اذہان کو مہکا دیا۔ بھلا صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری، محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد رضوی لائل پوری اور شمس العلما علامہ قاضی محمد شمس الدین رضوی جونپوری (علیہم الرحمۃ والرضوان) جیسے نجوم و کواکب علم و بصیرت سے جس نے روشنیاں پائیں وہ کیوں نہ دوسروں کو روشن و منور کرے گا۔ ان باوقار شخصیات نے علامہ تحسین رضا خاں کو علمی لعل و گوہر بنا دیا۔

اللہ کا خوف اور خشیت آپ کے دل میں خوب تھا جس کا اندازہ لگانے کے لئے ایک بار آپ کی زیارت اور انداز عبادت دیکھ لینا کافی تھا "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" کی آپ سچی تصویر تھے آپ کی سادگی و ملنساری، شفقت و مروت، اخلاص و دردمندی اور علمی و فکری رہنمائی نے نہ جانے کتنوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ عشق رسول ﷺ کی دولت تو آپ کو ورثہ میں ملی تھی خانوادۂ رضا کا بچہ بچہ جام عشق سے سرشار ہوتا ہے بلکہ الفت مصطفیٰ تو انہیں گھٹی میں پلا دی جاتی ہے اور بقول مولانا کوثر نیازی (پاکستان) ''عشق اور علم کو ہم آغوش کیا جائے تو امام احمد رضا بنتے ہیں'' اور صدر العلما اسی احمد رضا کے پوتے تھے آپ کی محبت و عشق رسول کا اندازہ کرنے کے لئے یہ مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ جب محفل میلاد یا جشن مصطفیٰ میں نعتیہ اشعار گنگنائے جاتے تو آپ والہانہ انداز میں سماعت کرتے تھے نیز خود آپ کے فیض یافتہ قلم سے واردات قلب اور سوز دروں شعر و شاعری کے توسط سے صفحۂ قرطاس پر آجاتے۔ نمونہ کے طور پر مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ کریں۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

خدا کے محبوبوں سے محبت رکھنا ان کی عقیدتوں کا چراغ اپنے دل میں روشن رکھنا بلند ہونے کی دلیل ہے، یہ ادنیٰ کو اعلیٰ بنانے والی چیز ہے، علامہ تحسین رضا خاں بڑوں کی بارگاہ کے ادب شناس تھے اکابر حضرات کی بڑی قدر فرماتے ان کی حیات زریں کے قیمتی گوشوں سے خوب استفادہ کرتے، اور اپنے شاگردوں کو بھی اسی کی تعلیم دیتے، مولانا محمد شہاب الدین رضوی کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

حضور مفتی اعظم ہند کا زہد و تقویٰ، بزرگانہ شفقت میرے لئے سب سے زیادہ باعث کشش ہوئی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

(مفتی اعظم اوران کے خلفا:ص ۲۶۵ رجلد اول)

میں نے مذکورہ بالا سطور میں کہا ہے کہ عقیدت بزرگان دین معتقد کو بلند کر دیتی ہے اور بڑوں کی نگاہ میں با عزت بنا دیتی ہے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ صدر العلما کے والد ماجد علامہ حسنین رضا قادری قدس سرہٗ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''صاحب'' کے جتنے لڑکے ہیں، باصلاحیت و بالیاقت ہیں مگران میں تحسین رضا کا جواب نہیں'' (حوالہ مذکور)

آپ کے عمل میں اخلاص تھا، جو بھی نیک کام کرتے لوجہ اللہ کرتے، نام ونمود اور شہرت سے حد درجہ بچتے تھے آپ کی خاموش تبلیغ اور درس وتدریس کا ایک بڑا طبقہ معترف ہے جہاں بھی پیغام حق پہنچانے جاتے وہاں اخلاص واثر کے جلوے نظر آتے، اس وصف نے بھی آپ کی عظمت میں چار چاند لگا دئے، ضعیف العمری میں بھی جامعۃ الرضا اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں تشنگان علم ومعرفت کو سیراب کرنا بلاشبہ آپ کے مخلص ہونے کی دلیل ہے، اسی لئے علامہ محمد ابراہیم رضوی خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''پڑھنے کے زمانے ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے جتنا پڑھا اس سے کہیں زیادہ پڑھایا، مگر پھر بھی نام ونمود سے دور، شہرت سے نفوز اور بیگانوں کے مشکور اور عنداللہ ماجور ہیں: (تذکرۂ جمیل ص: ۲۳۷)

اتنے اوصاف وکمالات کی جامع شخصیت کی کئی بار زیارت اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس فقیر قادری اپنی خوش بختی اور سعادت مندی تصور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین

مولانا غلام مصطفیٰ قادری۔ باسنی ناگور، راجستھان

صدر العلما کا علم وعمل

مولانا انیس القادری

ہزاروں سال نرگس اپنے بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور

واقف اسرار حق عاشق شاہ ھدیٰ
مظہر مفتی اعظم مرشدی تحسیں رضا

اللہ رب العزت نے بے شمار علما وفضلا کو اپنے فضل وکرم سے اس امت محمدیہ میں پیدا فرمایا جن کے علم وعمل زہد وتقوی سے دنیا ہمیشہ روشن ومنور رہی۔ جن کی بدولت بھٹکے ہوؤں کو راہ راست نصیب ہوئی۔ حق اور اہل حق کا بول بالا رہا اور باطل کی سرکوبی ہوتی رہی۔

انہیں نفوس قدسیہ میں سے سیدی مرشدی سندی استاذی مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی ہے۔ جن کے تبحر علمی کو دیکھ کر علما ومشائخ نے صدر العلما کا خطاب دیا۔ جن کے بے مثال تقوی اور پرہیز گاری کو دیکھ کر خواص وعوام سبھی آپ کو مظہر مفتی اعظم پکارا تھے۔

آپ کی پوری زندگی درس وتدریس فتوی نویسی اور خدمت خلق میں گذری، درس کا سلسلہ تو تادم آخر چلتا ہی رہا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آپ کے ہزاروں تلامذہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جو بڑی خوبی کے ساتھ دین متین کی خدمت کر رہے ہیں اور مسلک اعلٰحضرت کا علم بلند کیے ہوئے ہیں۔

بڑا سہانا معلوم ہوتا تھا وہ منظر کہ جب حضرت صدر العلماء جامعہ نوریہ میں پڑھانے کے لئے تشریف لاتے اور مہمانان رسول ﷺ اس نائب رسول ﷺ حضرت صدر العلما کے استقبال کے لئے دوڑے چلے آتے اور حضرت مسکرا کر سب کی طرف دیکھتے تو دلوں کو بڑا سکون میسر ہوتا۔ اور دل آپ کے قدموں میں عقیدت سے بچھا چلا جاتا۔

اور جب پڑھاتے تو دوران درس وہ نکتہ آفرینی فرماتے کہ علم تفسیر میں امام رازی کے جانشین معلوم ہوتے اور کلام میں امام غزالی کا عکس صاف نظر آتا اور علم حدیث میں نکتہ آفرینی فرماتے تو امام اہل سنت علیہ الرحمہ کا جلوہ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

غرض کہ آپ علم کا ایک سمندر تھے جس میں ہر قسم کا قیمتی سے قیمتی موتی موجود ہوتا ہے۔

اک مفکر اک مفسر اک محدث اک فقیہ جانے کیا کیا نکتہ داں تھے مرشدی تحسین رضا

آپ کے زہد و تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ ضعیفی و کمزوری کے باوجود حتی الامکان ہر نماز با جماعت ادا فرماتے، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بارش کی وجہ سے شاہراہوں پر پانی جمع ہو جاتا مگر حضرت چھاتا لگا کر کپڑوں کو سنبھالے ہوئے اسی پانی میں نکلے چلے آتے، مسجد میں پاؤں دھوتے اور با جماعت نماز ادا فرماتے۔

اور اگر سفر وغیرہ میں جماعت نکل جاتی تو اس کا احساس بھی بہت فرماتے۔

جس وقت میں دار العلوم رضویہ پرانا مصطفیٰ آباد دہلی میں پڑھاتا تھا تو حضرت صدر العلما کو دار العلوم رضویہ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں دعوت دی حضرت دہلی تشریف لے گئے، قیام گاہ پہنچتے ہی فرمایا کہ مجھے مسجد لے چلو، ڈیڑھ بج چکا تھا۔ حضرت پہلے مسجد تشریف لے گئے وضو کیا اور نماز ظہر ادا فرمائی۔ اس کے بعد قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئے، دو بجے ظہر کی اذان مسجد میں ہوئی تو حضرت فرماتے لگے کہ مجھے آپ لوگوں نے کیوں نہیں بتایا کہ ابھی نماز ظہر نہیں ہوئی میں نے نماز ظہر پڑھ لی اور بلا وجہ جماعت کا ثواب جاتا رہا۔ یہ دیکھ کر آنکھوں سے آنسو نکل آئے کہ اس ضعیف العمری میں یہ نماز کی پابندی کہ سفر کی تکان کے باوجود آپ نے آتے ہی نماز ادا فرمائی، اور جماعت کا آپ کو کس قدر احساس ہو رہا ہے۔

اس وقت جس نے بھی یہ بات سنی آپ کی محبت میں دل گھائل ہو کر رہ گیا، اور آپ کا معتقد ہوئے بغیر رہ نہ سکا۔

اللہ اللہ! کیسا تقویٰ تھا آپ کا کہ ایک مرتبہ آپ، جامعہ بدر العلوم جسپور کے سالانہ جلسے میں تشریف لے گئے دن میں امتحان لیا اور رات کو جلسے میں شرکت فرمائی۔

جب عشاء کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو کے لئے پانی منگایا (قاری شریف صاحب جو اس وقت وہاں پڑھاتے تھے) انہوں نے معلوم کیا حضرت گرم یا تازہ؟ حضرت نے فرمایا کہ گرم ہو تو بہتر ہے کیونکہ سردی کا موسم تھا قاری صاحب نے کہا کہ ابھی گرم کرائے دیتا ہوں۔

مدرسہ میں گرم پانی کرانے کے بجائے قاری صاحب نے جلدی کی وجہ سے مسجد سے منگا لیا اور خدمت میں پیش کر دیا، حضرت نے فرمایا کہ اتنی جلدی پانی گرم ہو گیا؟ کسی نے کہہ دیا حضرت مسجد میں گرم پانی موجود تھا اس لئے وہاں سے منگا لیا حضرت نے فرمایا کہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

مسجد کا گرم پانی غیر مسجد میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ وہیں استعمال ہو سکتا ہے، اور آپ نے اس پانی سے وضو نہیں فرمایا، بلکہ تازے پانی سے وضو فرمایا اس وقت بے ساختہ زبان سے نکلا کہ آپ مظہر مفتی اعظم ہند ہیں۔

سنت کی پابندی کا ہم نے یہ عالم دیکھا کہ ایک مرتبہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آپ کے در دولت پر حاضر ہوا، حضرت سے شرف ملاقات حاصل ہوا تھوڑی دیر بعد عصر کی اذان ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ نماز کے لئے مسجد چلو میں بھی وضو کر کے آتا ہوں، ہم لوگ مسجد چلے گئے، وضو کر کے صف میں جا بیٹھے، جماعت کا وقت ہو چکا تھا مؤذن نے تکبیر شروع کر دی اتنے میں حضرت مسجد میں داخل ہوئے اور وہیں دروازہ کے قریب بیٹھ گئے جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو آپ اس وقت اٹھ کر صف میں تشریف لائے، کہ تکبیر بیٹھ کر سننا سنت ہے، اس سنت پر آپ کا عمل دیکھ کر دل قدموں میں بچھ گیا، اور میرے ساتھی اسی دن سے آپ کے عقیدت مندوں میں شامل اور آج تک آپ کی اس بات کا چرچا کرتے ہیں۔

حقوق العباد کا آپ کس قدر خیال فرماتے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ مدرسہ حمایت الاسلام کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں تشریف لائے تو آپ کے قیام کا انتظام لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے میں نے مدرسہ درسگاہ محمدی میں رکھا۔ بھیڑ بھاڑ میں آپ کا دستی رومال گم ہو گیا، میں نے اس وقت درسگاہ محمدی کے مدرس قاری عبدالقدوس صاحب سے رومال لے کر حضرت کو پیش کر دیا۔

تقریباً ایک ماہ بعد حضرت جامعہ بدر العلوم کے سالانہ جلسے میں جسپور تشریف لائے تو میں بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت نے ملاقات کے فوراً بعد وہی رومال اپنے بیگ سے نکالا اور مجھے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ رومال آپ کے مدرسہ میں جو قاری صاحب پڑھاتے ہیں ان کا ہے انہیں واپس دے دینا میں نے عرض کی حضور ہم نے تو آپ کو پیش کر دیا تھا اب واپسی کی کیا ضرورت تھی؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کے مالک نہیں تھے، یہ ان کی امانت ہے واپس دے دینا، اللہ اللہ یہ ہے حقوق العباد کی ادائے گی کا معاملہ کہ جن باتوں کی طرف ہمارا وہم وگمان بھی نہیں وہ اس پر عمل فرما رہے ہیں، یہ ہے مظہر مفتی اعظم ہند کی شان تقویٰ۔

اصلاح معاشرہ کی فکر آپ کو دامن گیر رہتی اور اس کی آپ ہمیشہ تدبیریں بھی فرماتے، اسی فکر کا نتیجہ تھا کہ آپ نے ہمیشہ چھ مینارہ مسجد محلّہ کانکر ٹولہ میں درس قرآن وحدیث کا سلسلہ شروع فرمایا جو تادم آخر جاری رہا جس میں شہر و بیرون شہر سے کثیر تعداد میں عوام و خواص بھی شریک ہوتے اور آپ کے فیضان علم سے مالا مال ہوتے، درس کے بعد زبانی مسائل معلوم کرنے کی بھی لوگوں کو عام اجازت تھی اور لوگ درس کے بعد زبانی مسائل معلوم کرتے، اور اپنی علمی تشنگی کو دور کرتے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کی ذات مقبول انام تھی۔ علمی جاہ وجلال کے باوجود آپ کی سادگی کا عالم بھی بڑا عجیب تھا، آپ کے محلے کے لوگ آپ کو اپنے یہاں کسی چھوٹی تقریب میں بھی بلاتے تو آپ بلا تکلف تشریف لے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی ہر آنکھ پُر نم اور ہر دل پُر غم ہو گیا، سب سے عجیب بات تو یہ ہے کہ آپ کے وصال کی خبر بجلی کی طرح ذرا دیر میں پورے عالم میں پھیل گئی جیسے کارکنان قدرت نے کانوں میں پھونک ماردی ہو، جس نے سنا وہ دوڑا چلا گیا، لوگوں نے آپ کے غم میں کاروبار اور دکانیں بند رکھیں، شہر بریلی میں دیوانوں کی بھیڑ لگ گئی جس کو دیکھ کر غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے شہر کی سڑکیں بھی جام ہو گئیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہی وجہ ہے کہ حضرت کا جنازہ مبارکہ گاڑی پر سوار ہونے کے باوجود حضرت کے گھر سے ڈیڑھ گھنٹے میں اسلامیہ انٹر کالج پہنچا، جہاں گیارہ بجے سے ہی لوگ نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے اسلامیہ انٹر کالج میں جمع ہو رہے تھے، لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب آپ کا جنازہ مبارکہ اسلامیہ انٹر کالج میں نماز جنازہ کے لئے لایا گیا وہ منظر تو احاطۂ تحریر سے باہر ہے، ہم نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا ہجوم اور ایسا منظر صرف اور صرف پہلی بار دیکھا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت کے شہزادگان و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کا فیضان علم جاری وساری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

اسیر بارگاہ تحسینی: محمد انیس القادری خادم جامعہ امام احمد رضا ٹھاکردوارہ، ضلع مرادآباد (یوپی)

صدر العلما کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا عبدالجلیل نظامی

جب یہ خبر گوشۂ سماعت سے ٹکرائی کہ محدث بریلوی کا ایک سڑک حادثہ میں وصال ہو گیا ہے تو دل یقین کرنے کو تیار نہیں ہوا۔ مسلسل کوشش کے بعد ادھر ادھر فون پر رابطہ کرنے سے بھی کوئی مصدقہ اطلاع نہیں مل سکی۔ ابھی کرب کے عالم سے دوچار ہی تھا کہ اس دوران رضا اکیڈمی کے چیئرمین الحاج سعید نوری صاحب نے تصدیق فرمائی کہ حضرت کا وصال ہو چکا ہے۔ حضرت کے وصال کی خبر دل پر بجلی بن کر گری حضرت کے بارے میں اندازہ نہیں تھا کہ حضرت ہم سے اتنی جلدی جدا ہو جائیں گے لیکن موت پر کس کا بس ہے۔ حضرت ایک کم گو شخص تھے لیکن حضرت کی معلومات نہایت وسیع تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ خاموش طبع تھے کیوں کہ جب علم بڑھ جاتا ہے تو کلام گھٹ جاتا ہے حضرت کے انتقال کی خبر سن کر حلقۂ اہلسنت میں صف ماتم بچھ گئی۔ اتنے بلند اور اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود ہر شخص کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ ایک دن تھا کہ جب مٰں حضرت سے ملاقات کے لئے جامعہ نوریہ رضویہ میں حاضر ہوا حضرت درس حدیث دے رہے تھے۔ میں طلبہ کے جھرمٹ میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے پانی منگایا اور آدھا گلاس پی کر رکھ دیا۔ میں نے گذارش کی کہ حضور میری خواہش ہے کہ باقی پانی میں پی لوں حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ پانی پی لو گے تو اور لانا پڑے گا۔ کیوں کہ حضرت کا معمول تھا کہ اپنے پاس ہمیشہ پانی رکھتے تھے۔ اب حضرت ہم میں نہیں ہیں تو بیتے لمحات ایک ایک کر کے یاد آ رہے ہیں۔ مگر ساری باتوں کو صفحۂ قرطاس پر لانا ایک بہت دشوار گذار امر ہے۔ ابھی چند دن پہلے کی بات ہے کہ جب میں نے اپنے کرم فرما دوست مولانا رئیس الدین نوری کو حضرت کی بارگاہ میں گلشنِ فاطمہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (نیوریا پیلی بھیت شریف) کی سنگ بنیاد رکھنے کے لئے دعوت دینے روانہ کیا تھا۔ حضرت نے کمال کرم فرما کر دعوت قبول فرمائی اور اپنے خادمِ خاص جناب قاری محمد عرفان صاحب کے ہمراہ چلچلاتی دھوپ میں تشریف لا کر اپنے دست اقدس سے ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ پروگرام کے بعد مجلسی گفتگو میں ایک دین دار شخص نے علماء بیزاری کا اظہار کیا۔ حضرت نے بڑے دلنشیں انداز میں ان کو سمجھایا۔ حضرت کی گفتگو کا ہر لفظ ذہن

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں بیٹھتا چلا گیا مجلس میں سبھی حاضرین پر حضرت کی سحر آفریں گفتگو جادوئی اثر کرتی چلی گئی۔آج حضرت ہمارے درمیان نہیں ہیں کیوں کہ ایک نہ ایک دن ہر کسی کو جانا ہے۔اس احساس سے بچھڑنے والے کا دکھ کچھ کم ہو جاتا ہے۔اللہ رب العزت حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ہم تمام سوگواران اہل سنت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)

فقط عبد الجلیل نظامی اسلامی تعلیمی بورڈ آف انڈیا دریا گنج دہلی۔

عظمت تری شوکت تری رفعت تری کیا ہے
یہ اہل نظر جانتے ہیں ان کو پتہ ہے

تحسین مری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ضیا ہے
یہ یوں ہی نہیں مفتی اعظم نے کہا ہے

خراج عقیدت

مرشد برحق حضور صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت کے پھول پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اُن کا فیضان ہم اہلسنت پر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے۔اللہ تعالیٰ اُن کے مراتب کو بلند فرمائے اور اُن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی رفاقت عطا فرمائے، آمین۔

مبارک باد

ساتھ ہی میں امام احمد رضا اکیڈمی کو صدر العلما محدث بریلوی نمبر شائع کرنے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

منجانب: انجینیر مصروف احمد

Er. Masroof Ahmad

157, City Station Road, Bareilly Shareef. Phone : 0581-2473853

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی ذرہ نوازیاں

طاہرہ فاطمہ بنت مولانا محمد حنیف خاں رضوی

مظہر مفتی اعظم شیخ المشائخ حضور صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی شخصیت جس طرح دور حاضر کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے درمیان منفرد و ممتاز دکھائی دیتی ہے اسی طرح زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، خدا ترسی اور عشق رسول میں خود آپ اپنی مثال ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ عشق رسول کا سبق ایک سچے عاشق رسول سے حاصل کیا ہے جس کو دنیائے سنیت تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

آپ کی دینی و علمی خدمات جس وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہیں وہ بیان سے بالاتر ہیں نصف صدی سے زائد پر محیط آپ کی دینی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت، ہند و بیرون ہند آپ کی پھیلی ہوئی روحانی اولاد آپ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کی واضح دلیل ہے، آپ کا مقصد حیات فقط خدمت دین رہا ہے، آپ نے علم و فضل کا ایک ایسا دریا جاری کیا ہے جس سے تشنہ کام اقوام قیامت تک سیراب ہوتی رہے گی، آپ نے اپنی ساری زندگی دین کی اشاعت حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور اخلاق کریمانہ کو عام کرنے میں صرف کی اور یہ سلسلہ تادم حیات جاری رہا، غرضیکہ حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی زندگی کے جس رخ پر نگاہ ڈالئے اور اوراق زندگی کا جو ورق بھی الٹئے ہر جگہ اصلاح و انقلاب کا ایک چشمۂ سیال ابلتا نظر آئے گا۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ پورے ہندوستان کے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام کی نظروں میں محبوب رہے اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، سبھی تلامذہ و مریدین محبت و عقیدت سے آپ کی راہ میں پلکیں بچھاتے تھے، آپ کی نوازشیں سب پر تھیں، آپ کی ذات تعصب اور تنگ نظری سے پاک تھی، جہاں بھی تشریف لے جاتے لوگ آپ کی دست بوسی اور آپ کا دست مبارکہ اپنے سروں پر رکھوانے کے لئے بے چین ہو جاتے، طلبہ کی دیکھا دیکھی ہمارے اندر بھی یہ خواہش پیدا ہوتی کہ کاش ہمیں بھی حضرت کی دست بوسی کا شرف حاصل ہو جائے، لیکن شرم و حیا آڑے آجاتی اور ہم لوگ اپنا سر حضرت کے سامنے جھکا دیتے تھے تو حضرت اپنی دائمی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا دست شفقت ہمارے سروں پر رکھ دیتے اور جس کو بھی یہ شرف حاصل ہو جاتا اس کی خوشی کو کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا اور اگر کوئی لڑکی سبقت لے جانے کے چکر میں دست بوسی کر بھی لیتی تو اس کو آہستہ سے منع فرما دیتے اور اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھ دیتے، یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم لوگ چھوٹے تھے اور جامعہ نوریہ رضویہ میں ہمارے سب گھر والوں کا قیام تھا، حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ جامعہ نوریہ رضویہ کے شیخ الحدیث تھے اور ہم لوگ تقریباً ہر روز ہی حضرت کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے۔

میں اپنی تسمیہ خوانی کا وہ دن کبھی نہیں بھول سکتی۔ وہ بہت ہی مبارک و مسعود دن تھا جب حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ نے میرے آبائی گاؤں بھوگپور کو رونق بخشی، حضرت کی یہ عادت کریمہ تھی کہ جب کوئی آپ کو مدعو کرتا تو اس کی دعوت بغیر کسی پس و پیش کے قبول کر لیتے، خواہ وہاں تک پہنچنے میں آپ کو کیسی ہی دشواریوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑتا، لہٰذا ابو کی گذارش پر آپ نے فوراً دعوت منظور فرمالی اور وقت موعود پر آپ ہمارے یہاں جلسہ میں تشریف لائے تھے اور وہ جلسہ ہمارے ابو نے میری اور میری چھوٹی بہن طیبہ فاطمہ کی تسمیہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

خوانی اور میرے دونوں بھائی منیف رضا اور عفیف رضا کے عقیقہ مسنونہ کے موقع پر کروایا تھا، جب مجھے حضرت سے شرف تلمذ حاصل ہوا، آپ کے رخ انور پر نظر پڑتے ہی تسمیہ خوانی سے پہلے جو ہیبت تھی وہ ختم ہو چکی تھی اور جتنے اچھے انداز میں حضرت نے ہمیں پڑھایا یوں لگ رہا تھا حضرت ہمیں پڑھاتے ہیں رہیں اور ہم پڑھنے کے ساتھ ساتھ حضرت کے رخ انور کا دیدار بھی کرتے رہیں، لیکن وقت نہ کبھی ٹھہرا ہے اور نہ ٹھہرے گا۔ اس جلسہ میں بہت سے علما شریک ہوئے تھے، لیکن حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی ذات گرامی سب سے زیادہ قابل ذکر ہے، آپ کے قدم رنجہ فرمانے سے ہمارے گاؤں میں جو خوشی کا منظر تھا وہ بیان نہیں کیا جا سکتا، بہت سے لوگ حضرت کے دست حق پرست پر مرید بھی ہوئے تھے، میں نے اپنے ابو سے سنا ہے کہ بالکل ایسا ہی منظر تھا جب تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہمارے یہاں تشریف لائے تھے؛ آپ کے دست حق پرست پر بھی بہت سے لوگ مرید ہوئے تھے اور سارا گاؤں ہی حضرت کی زیارت کے لئے ہمارے گھر پر جمع تھا، مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آئے اور پوچھتے کیا ہم آپ کے حضرت کے درشن کر سکتے ہیں؟

عام طور سے کسی عظیم شخصیت کے ماننے والے یا تو اس کے خاص احباب ہوتے ہیں، یا اس کے شاگرد و مرید ہوتے ہیں، لیکن صدر العلما علیہ الرحمہ کے ماننے والوں کی ایک بھاری تعداد ان عقیدت مندوں کی ہے جو نہ مرید ہیں نہ شاگرد اور نہ انہیں حلقۂ ارادت میں کبھی بیٹھنے کا اتفاق ہوا، آپ کی محبت وشفقت علماء، طلبہ، عوام وخواص، بچے بوڑھے، مرد وعورت سب پر یکساں تھی اور جس کو دیکھتے وہ یہی کہتا نظر آتا ہے کہ ہم پر حضرت صدر العلما کی خاص عنایت رہی ہے، میری امی کہتی ہیں حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کے مزاج میں جو سادگی تھی وہ شاید ہی کہیں ملے، کہتی ہیں ایک مرتبہ جب میں ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھی تو حضرت بذات خود میرا حال پوچھنے کے لئے تشریف لائے تھے، ہمارے ابو سے میرا حال پوچھا؟ حضرت کو کمرہ میں آتے دیکھا تو میں نے تعظیما بستر علالت سے اٹھنا چاہا تو فوراً منع کروا دیا اور کچھ دیر بیٹھ کر اور اپنی نیک دعاؤں سے نواز کر تشریف لے گئے۔

ویسے تو حضرت تمام عوام وخواص کے لئے سراپا رحمت تھے ہی لیکن ہم لوگوں سے اور خصوصاً میرے ابو سے جتنی محبت فرماتے تھے اسکا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ابو کی آنکھ کا آپریشن ہوا تو حضرت خود ہمارے گھر ابو کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے، لیکن اتفاق سے ابو ڈاکٹر کے یہاں گئے ہوئے تھے، کوئی اور ہوتا تو شاید اسی پر اکتفا کر لیتا، لیکن حضرت دوسرے یا تیسرے دن دوبارہ تشریف لائے اور بیش قیمت دعاؤں سے نوازا، ایک واقعہ میری پھوپھی کی شادی کا بھی ہے، اکثر بڑے لوگوں کو دیکھا ہے کہ شادی یا کسی بھی تقریب میں ان کی شرکت برائے نام ہوتی، لیکن حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کا کیا کہنا، نکاح میں کچھ وجوہات کی بنا پر دیر ہو گئی تھی پھر بھی حضرت آخر وقت تک رہے اور نکاح پڑھا کر ہی تشریف لے گئے۔

موت برحق ہے جو اس دنیا میں آیا ہے وہ ایک دن ضرور جائے گا، اصل سانحہ تو یہ ہے کہ جانے والے جا رہے ہیں مگر ان کی جگہ لینے والا کوئی پیدا نہیں ہو رہا ہے، ان کے انتقال سے ملک وملت میں جو خلا پیدا ہوا ہے شاید کبھی نہ بھر سکے، ان کی یادیں ہمیشہ تازہ رہیں گی، حضرت کا ارتحال صرف آپ کے خاندان کے لئے سانحہ نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے عظیم حادثہ ہے۔

آج ہمارے پاس اپنے پرخلوص مہربان مربی کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کرنے کے لئے شایان شان الفاظ نہیں ہیں اور زبان قلبی احساسات کی ترجمانی کرنے سے قاصر ہے، دعا ہے کہ رحمت الٰہی کی نسیم بہاراں ان کی قبر وروح کو ہمیشہ ہمیشہ شاداب وشادماں رکھے اور ان کے فیوض وبرکات سے گلشن علم کی رعنائی قائم رہے، مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

طاہرہ فاطمہ برکاتی، متعلمہ جماعت خامسہ، آنندوہار، صالح نگر، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اپنی بڑی ہمشیرہ کی معلومات کے اجالے میں

سوالات و جوابات

مرتبہ: طاہرہ فاطمہ برکاتیہ متعلمہ جماعت خامسہ

سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی دو صاحبزادیاں اپنے برادرزادوں یعنی استاذ زمن کے صاحبزادوں حضرت مولانا حکیم حسین رضا خاں صاحب اور حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب کو منسوب فرمائیں، حسن اتفاق کہ حکیم حسین رضا خاں صاحب کے عقد میں جو تھیں ان کا نام کنیز حسین تھا، اور مولانا حسنین رضا خاں کے نکاح میں جو تھیں ان کا نام کنیز حسنین تھا۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں کی صاحبزادی جو کنیز حسنین سے اکلوتی بیٹی اور اعلیٰ حضرت کی حقیقی نواسی ہیں، یہ صدر العلما سے دس سال بڑی ہیں اور اس وقت باحیات ہیں، آپ کا عقد آپ کے تایازادے مولانا جرجیس رضا خاں صاحب سے ہوا تھا، لیکن چند سال کے بعد بیوہ ہوگئی تھیں، اس کے بعد انہوں نے زیادہ تر وقت اپنے بھائیوں کے یہاں ہی گزارا اور اکثر صدر العلما کے یہاں ہی رہتی آئی ہیں، خانوادۂ رضویہ میں معمر خاتون ہیں۔ ۹۰ رسال کی عمر کو پہونچ رہی ہیں، ضعیفی کا عالم ہے اعلیٰ حضرت کی نواسیوں میں اس وقت تنہا یہی باقی ہیں۔ آپ کی والدہ یعنی اعلیٰ حضرت کی صاحبزادی نے اپنی بیٹی کو اعلیٰ حضرت سے چھ ماہ کی عمر میں بیعت کرا دیا تھا اور اعلیٰ حضرت کے وصال کے وقت ان کی عمر ایک سال تھی۔ باقیات الصالحات سے ہیں، آپ کا نام شمیم فاطمہ ہے لیکن خاندان کے سب چھوٹے بڑے ''آپا بیگم'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کی خدمت میں صدر العلما علیہ الرحمہ کے تعلق سے معلومات حاصل کرنے کے لئے راقم الحروف نے اپنی بڑی بیٹی طاہرہ فاطمہ کو بھیجا، یہ اپنی والدہ کے ساتھ مورخہ ۱۱ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ کو حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کے یہاں حاضر ہوئیں، حضرت کی صاحبزادی عارفہ بیگم اور بھتیجیوں کی مدد سے ان کی خدمت میں چند سوالات پیش کئے، ان میں سے اکثر کے جواب آپ نے لکھوائے، آپ کی ضعیفی کے پیش نظر آپ کو زیادہ زحمت دینا مناسب نہیں سمجھا گیا، لہذا خاندان رضا کی بزرگ ترین ہستی اور سلسلۂ عالیہ رضویہ سے منسلک تمام ارباب عقیدت کی مخدومہ کے تبرکات اور اقوال مبارکہ سے قارئین بھی شادکام ہوں۔ ذیل میں سوالات مع جوابات درج کئے جارہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(محمد حنیف خاں رضوی بریلوی)

(۱) سوال: آپ نے حضور صدر العلما کا بچپن دیکھا ہے لہذا آپ ان کے بچپن کے کچھ واقعات سنائیں؟

جواب: میں اپنی نانی جان ارشاد بیگم کے پاس رہتی تھی، اس لئے مجھے ان کے بچپن کے واقعات کا زیادہ علم نہیں۔

(۲) سوال: کیا حضرت کی رسم بسم اللہ خوانی ہوئی تھی؟ اگر ہوئی تھی تو کس نے پڑھائی؟

www.muftiakhtarrazakhan.com

جواب: بسم اللہ خوانی تو ہوئی تھی لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ بسم اللہ کس نے پڑھائی تھی۔

(۳) سوال: حضرت کی تعلیم کہاں شروع ہوئی اور سب سے پہلے استاذ کون تھے، یاد ہوں تو ارشاد فرمادیں؟

جواب: آپ کی تعلیم مرزائی مسجد میں شروع ہوئی، پہلے استاذ مولانا شمس الدین اور مولانا غلام یٰسین ہیں قرآن کریم سید شبیر علی صاحب سے پڑھا۔

(۴) سوال: کیا حضرت نے اپنے والد ماجد قبلہ سے بھی کچھ پڑھا تھا؟

جواب: والد ماجد سے کیا پڑھا اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں، ہاں وہ اپنے بچوں سے بہت سی دینی اور علمی باتیں کرتے ،بزرگوں کے قصہ سناتے اور نعتیں وغیرہ پڑھتے اور پڑھواتے تھے۔

(۵) سوال: طالب علمی کی زمانہ کے کچھ معمولات بیان فرمائیں، آپ کس طرح تعلیم حاصل کرتے تھے؟

جواب: آپ نے ابتدائی تعلیم مرزائی مسجد میں حاصل کی بعد میں منظر اسلام میں داخلہ لیا ظہیر میاں جن کا انتقال حضرت کے ساتھ ہی ہوا ان کے والد ابتداً ساتھ میں پڑھتے تھے، پھر ان کے والد (یعنی ظہیر میاں کے دادا) کا انتقال ہو گیا تو وہ اپنے گھر واپس چلے گئے دوبارہ جب وہ پڑھنے کے لیے آئے تو حضرت فارغ التحصیل ہو چکے تھے اور حضرت نے ان کو پڑھایا۔

(۶) سوال: جس طرح طلبہ تقریریں کرتے ہیں اور گھر والوں کو سننے کا اتفاق ہوتا ہے، بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان سے تقریریں گھر پر بھی کرائی جاتی ہیں، کیا اس طرح کے کچھ واقعات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔

جواب: اس طرح کا واقعہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔

(۷) سوال: آپ اپنے والد محترم حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اور عم مکرم حضرت علامہ حکیم حسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے بھی کچھ واقعات سنائیں، اور حضرت کے بارے میں ان حضرات کا کوئی واقعہ ہو تو سنائیں؟

جواب: اپنے والد محترم حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتی ہیں: جب ان کا انتقال ہوا تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو ان کے انتقال کے بارے میں نہیں بتایا گیا، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے حضرت صدر العلما کو اپنے گلے میں سے ہار اتار کر دیا اور فرمایا اس کو اپنے والد ماجد کے گلے میں ڈال دو، حضرت کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ ہار اپنے والد ماجد کی قبر پر لیجا کر ڈال دیا۔

عم مکرم حضرت علامہ حکیم حسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے متعلق ایک واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ وہ تو پاکستان چلے گئے تھے ،وصال کے بعد وہاں سے ان کی لڑکی کا خط آیا تو اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ابا کے وصال سے کچھ دن پہلے جب میں ان کے لئے کھانا لے کر جاتی تو فرماتے میں نے کھانا کھالیا ہے۔ جب میں کہتی کہ میں نے تو ابھی آپ کو کھانا دیا ہی نہیں ہے، کہتے دیکھو میرے منھ سے کھانے کی خوشبو آرہی ہے تو حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا وہ تیس سال سے تہجد کی نماز پڑھتے تھے، اس لئے ان کے لئے جنت سے کھانا آتا تھا۔

(۸) سوال: بچپن اور جوانی میں حضرت کا تقویٰ وطہارت، عادت واطوار، خصائل اور حسن اخلاق سے متعلق جو چیزیں آپ نے دیکھی ہوں ان کو بھی بیان فرمائیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

جواب: اخلاق تو بہت ہی اچھا تھا، کبھی کسی سے اونچی آواز میں کوئی بات ہی نہیں کی، طہارت کا بھی ماشاء اللہ بہت خیال رکھتے تھے، اور تقوی کا تو یہ عالم تھا کہ اگر بارش وغیرہ کی وجہ سے لقاں کہتیں کہ آج مدرسہ مت جاؤ تو کہتے امّی جان! تو پھر اس دن کی تنخواہ لینا بھی حرام ہوگی۔

(۹) سوال: آپ حضرت سے تقریباً دس سال بڑی ہیں، آپ نے اپنے برادر عزیز کے کچھ ناز بھی اٹھائے ہوں گے گود میں کھلایا ہوگا اس طرح کے کچھ واقعات بھی سنائیں؟

جواب: گود میں تو میں نے دونوں کو کھلایا ہے یعنی تحسین میاں کو بھی اور سبطین رضا خاں کو بھی، چونکہ میں نانی جان کے پاس رہتی تھی، اس لئے زیادہ واقعات کا مجھے علم نہیں، حضرت کی پیدائش کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں: جب میں نے سنا بھیّا آیا ہے تو میں فوراً نہلانے سے پہلے ہی اندر جانے لگی، لیکن عورتوں نے روک دیا کہ پہلے بھائی کو نہلانے دو بعد میں دیکھنا۔

(۱۰) سوال: ان تمام چیزوں کے علاوہ بھی جو خاص باتیں آپ کو یاد ہوں ان کی تفصیل بھی بیان فرمائیں

جواب: حضرت کا ایک واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ سبطین رضا خاں کی بیٹی صالحہ کی شادی تھی، بارش اور آندھی بہت تیز تھی، یہاں تک کہ دیگوں کے ڈھکن بھی اڑے جا رہے تھے، تو وہ وہیں آنگن میں بیٹھ کر وظیفہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا جسم مبارک پورا بھیگ گیا اور جسم میں کپکپاہٹ پیدا ہوگئی سب لوگ منع کرتے رہے کہ اندر آ جاؤ لیکن حضرت نہیں مانے اور اس وقت تک وظیفہ کرتے رہے جب تک بارش رک نہیں گئی۔

ایک اور واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رات کے دو بجے کوئی مسئلہ پوچھنے آیا اس کی شکل ایک کشمیری لڑکے سے ملتی جلتی تھی، صبح کو ان سے پوچھا کہ مسئلہ رات میں کیوں پوچھنے آئے تھے دن میں کیوں نہیں آئے وہ بولے میں تو نہیں آیا تھا، (یعنی مسئلہ معلوم کرنے والا کوئی جنات سے تھا)

پاکستان جانے کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ پاکستان جب پڑھنے کے لئے گئے اور واپس آئے تو آپ کے استاذ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب نے ایک خط دیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میری جگہ تحسین میاں کو رکھا جائے تو وہ خط کسی کو نہیں دکھایا اس لئے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ خود لکھوا کر لائے ہیں۔

طاہرہ فاطمہ برکاتیہ متعلمہ جماعۃ خامسہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی باکردار شخصیت

مولانا سعید اشرفی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یوں تو اس خاکدان گیتی پر ان گنت افراد نے جنم لیا۔ اور دنیوی مال ومتاع سے حسب استطاعت متمتع ہو کر اس دار فانی کو الوداع کہدیا، جن میں سے اکثر افراد کو تاریخ نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ ہاں کچھ افراد اپنے نمایاں کردار کی بنا پر اس دار فانی میں سرخرو ہو کر جئے اور جب قفس عنصری سے ان کی روح نے پرواز کی تو ان افراد کی زندگی تاریخ کا ایک شاندار باب بن گئی جس کا مطالعہ رہتی دنیا تک کیا جائے گا اور ہر نصیحت آموز نگاہ اس سے نصیحت حاصل کرے گی ماضی کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس خاکستان ہند پر کئی روزگار شخصیات رونما ہوئیں جن میں سے کچھ نے دین متین کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تو کچھ نے دنیوی مال وزر کے حصول کو مقصد اولیں بنایا، دونوں طرح کی شخصیات، اپنے مقصد کے حصول میں کوشاں رہیں، اور تاریخ نے دونوں کو اپنے اندر سمو لیا، لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، زمانہ میں انقلاب آتا گیا، جن افراد نے حصول زر کو ہی اپنا مقصد تخلیق بنایا، آج ان سے زیادہ سرمایہ دار طبقہ پیدا ہو گیا تو لوگوں نے ان کی حیات کو قصہ پارینہ سمجھ کر قرطاس ذہن سے محو کر دیا، لیکن جن افراد نے " وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون " کے سانچے میں ڈھل کر اپنی زندگی کو گزار کر اس قید خانہ حیات کو خیر آباد کہہ دیا، تاریخ نے ان کے فعال وکردار کا ایک سنہرا باب مشک وعنبر کی روشنائی سے ترتیب دیا جس کی مہک آج تک اس فرش گیتی پر سونگھی جارہی ہے، اور ہر سال یوم ولادت ووفات پر اس کی مہک شام جاں کو معطر کرتی ہے، اسی تاریخ کی ورق گردانی میں ایک باب چمنستان رضا سے متعلق نظر آتا ہے جس چمن کا ایک ایک گل وغنچہ حق وصداقت کا علم بردار بن کر اس دنیا میں رہا، اور جب اس دار فانی سے رحلت کر گیا تو عقیدت کیشوں کے دلوں میں ایک درد بھری ٹیس چھوڑ گیا، یہ چند سطور بھی اس چمن سے ایک گل کی جدائی پر اس کی بارگاہ میں خراج عقیدت ہے۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

ایک حسین صبح جس کی شام اتنی اندوہ ناک ہوگی، حاشیۂ ذہن وخیال میں بھی یہ بات نہیں تھی، صبح کے وقت جو گل وغنچہ اور بلبلیں عید ہفت روزہ کی آمد کے باعث خوشی کے ترانے سنا کر ایک پُر کیف سماں باندھ رہے تھے سامعین کے دلوں کو محظوظ کر رہے تھے، کہ اچانک شام ہوتے ہوتے وہ آہ وفغاں کا بازار گرم کرنے لگے ہر چہار جانب سکتے کا عالم تھا، دلوں کا چین وسکون غائب ہو چکا تھا، پردہ ذہن پر سوالات کے نقوش رونما ہوئے، کہ آخر جو عنادل صبح کے وقت میں خوشی کے ترانے گا رہے تھے، اچانک اپنا موضوع بدل کر نالہ کیوں کرنے لگے عید سعید کی خوشی میں جو دل صبح سے مسرور وپُر سکون نظر آرہے تھے، اچانک ان میں اختلاج کیسے پیدا ہو گیا، مغرب کے بعد ان سوالات کا جواب ملا اور اس جواب میں ایسی روح فرسا خبر موجزن تھی جس کو سن کر قدموں کی زمین کھسک گئی آہ وفغاں کا مطلب بھی سمجھ میں آ گیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

کہ عندلیبان گلستاں اس عظیم شخصیت کی رحلت کا مرثیہ پڑھ رہی ہیں جس نے اپنی رفتار و گفتار اور اعمال و کردار سے تبلیغ دین متین کا کام تا حین حیات انجام دیا اور تبلیغ دین متین کی ہی راہ میں اپنی جان کو داعی اجل کے حوالے کر دیا، یعنی صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ناگپور سے چندر پور کے سفر تبلیغ کے دوران ایک حادثہ میں داعی اجل کو لبیک کہکر اپنے عقیدت مندوں میں قلق و اضطراب کا عالم پیدا کر گئے " انا للہ وانا الیہ راجعون "آپ کی شخصیت حلقۂ اہل عقل وخرد میں محتاج تعارف نہیں، آپ کی شکل وصورت، کیریکٹر، رفتار و گفتار اور کردار میں معاصرین کے بیان کے مطابق شہزادۂ مجدد دین وملت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے کردار کا مکمل عکس نظر آتا تھا، اب آپ کا کردار مکمل طور پر سنت نبوی کے آئینے میں ڈھلا ہوا تھا، آپ کی زیارت کا آخری مرتبہ شرف وادئ راجستھان کے تاریخی شہر جودھ پور میں حاصل ہوا، جب حضور مفتی اعظم ہند راجستھان کی ساٹھ سالہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے بنام جشن مفتی اعظم راجستھان کانفرنس منعقد ہوئی، اور حضرت اس میں تشریف لائے، ضعف ونقاہت کے باوجود حضرت نے آخری لمحات تک اس میں شرکت فرمائی، اور مجلس کا اختتام آپ ہی کی دعا پر ہوا، آغاز سے اختتام تک کانفرنس میں حاضری لوگوں کے اندر احساس ذمہ داری بیدار کرنے کا بہترین نمونہ عمل ہے، ایفائے عہد احساس ذمہ داری، پابندی وقت آپ کی عہد ساز شخصیت کے بہترین زیورات تھے، عمر کے آخری مراحل میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھنا، اس کا بین ثبوت ہے جس کی ایک جھلک ہمارے دار العلوم کے ایک استاذ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ کہتے ہیں مدرسہ میں درس وتدریس کے علاوہ جمعہ مبارکہ کو اپنے کاشانۂ مبارک سے متصل چھ منارہ مسجد میں درس حدیث دے کر سیکڑوں ایسے افراد کی تشنگی کو دور کرتے تھے، جن کے قلب وجگر میں باضابطہ مدارس میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کے ارمانوں کا خون ہو چکا تھا مذکورہ جملہ بدیہی ہونے کے باوجود حیطۂ تحریر میں لاکر صرف اس بات کو بتانا مقصد ہے کہ حضرت کے اندر احساس ذمہ داری اور ایفائے عہد کس حد تک پایا جاتا تھا، ایک مرتبہ میرے غریب خانے پر ایک مجلس کا انعقاد ہوا جس میں حضرت کو دعوت شرکت پیش کی گئی، قبول فرما کر سکون قلب بخشا، حسن اتفاق جمعرات کی شب تھی جب کہ صبح جمعہ مبارکہ کو حضرت کو حسب معمول درس حدیث دینا تھا، لہذا آگاہ فرمایا کہ پابندیٔ وقت کے ساتھ لے جا کر رخصت دینا، لیکن مصروفیات کے باعث لینے کے لئے سواری وقت مقررہ سے تاخیر کے ساتھ پہنچی جس پر تاخیر کے سبب کے بارے میں استفسار فرمایا معذرت پیش کی گئی ڈرائیور کی وجہ سے آنے میں تاخیر ہوئی حضرت نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ٹھیک ہے اس وقت ڈرائیور نے دھوکا دیا اب میں بھی دھوکا دیتا ہوں جواب سنتے ہی خوابوں کا شیش محل چکنا چور ہو گیا، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آج مدت کی جو مراد پوری ہونے کا موقع تھا وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہا لیکن کچھ توقف کے بعد دیکھا کہ حضرت ملبوسات فاخرہ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے، اور فرمایا چلو اتنا سننا تھا کہ مسرت وشادمانی سے مرجھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے، دل کی مردہ کلیاں سرسبز وشاداب ہو گئیں، کلفت سفر اور جائے وقوع پسماندہ ہونے کے باوجود بطیب خاطر نصف شب تک مجلس میں شرکت فرمائی، پھر اس کے بعد روانہ ہوئے تا کہ صبح کو درس کا ناغہ نہ ہو، آپ کے اس مسحور کن عمل نے حاضرین کو بے حد متاثر کیا، یہ تھی حضرت کے ایفائے عہد اور پابندئ وقت سے متعلق کردار وعمل کی ایک جھلک۔ مولی تعالی آپ کے اس عمل کو ہمارے لئے مشعل راہ بنائے۔ آج حضرت کی عہد ساز شخصیت کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ چکا ہے جس کی وجہ سے اکیلے پن اور اجنبیت نے ہمارے اردگرد ڈیرا جما رکھا ہے، اور آپ کی رحلت کی وجہ سے جماعت اہلسنت میں ایک بڑا خلا محسوس کیا جا رہا ہے بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی حضرت کی قبر انور کو بقعۂ نور بنائے، اور ہم مسلمانان اہلسنت کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے   حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

از: محمد سعید اشرفی (مہتمم) دار العلوم فیضان اشرف باسنی ناگور شریف (راجستھان)

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی نوازشات

مولانا محمد صابر علی رضوی

۷ ارجولائی ۲۰۰۳ء کی بات ہے آبروئے خاندان اعلیٰ حضرت، پاسبان تحفظ ناموس رسالت، غزالی زمانہ حضرت علامہ تحسین رضاخاں صاحب بریلوی حضرت مولانا منظور عالم نوری صاحب کی دعوت پر ایک دورافتادہ بستی جو علم کی روشنی سے کافی دور، زمانہ حال کی ترقی، کامیابی سے نامانوس علاقہ قلعہ دروازہ ضلع ہاتھرس میں آمد ہوئی۔ غربت زدہ اور ناخواندہ لوگوں کی آبادی میں کسی اتنی بڑی علمی اور مذہبی شخصیت کی آمد کسی نعمت غیر مترقبہ سے کسی طرح کم نہ تھی، اگر چہ راقم الحروف تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضاخاں علیہ الرحمہ کے دامن کرم سے وابستہ تھا اور میری والدہ ماجدہ کو حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم قاضی ہندوستان مفتی محمد اختر رضاخاں ازہری میاں مدظلہ العالی سے شرف بیعت حاصل ہیں۔ لیکن میرے والد مرحوم اللہ عزوجل ان کی قبر پر رحمتوں کی برسات فرمائے، وہ دیہات کی زندگی عادی تھے، اپنے وقت کے بڑے بہادر جری اور بیباک آدمی تھے، لوگ علاقہ میں چودھری سے خطاب کرتے تھے، گھر اور علاقہ میں ہر جگہ لوگ بہت خوف کھاتے تھے، ہم لوگ مارے ڈر کے ان سامنے کچھ نہیں بولتے تھے لیکن یہ بہت بڑا کرم ہے مولانا منظور عالم نوری کا کہ انہوں نے میرے والد مرحوم کے ذہن میں یہ بات کسی طرح ڈال دی اور راضی کر لیا کہ آپ پیر کے دامن سے وابستہ ہو جایئے اللہ کی شان کہ حضرت مفتی تحسین میاں صاحب کے دست حق پر میرے والد مرحوم سلسلۂ رضویہ برکاتیہ میں داخل ہوئے، قلعہ دروازہ اور قندھاری گڑھی اور دیگر محلوں میں لگ بھگ چھ سو سے زائد لوگ اس پاکیزہ کڑی سے مسلک ہوئے۔

۷ ارجولائی ۲۰۰۳ء کے پروگرام میں عزت ووقار خاندان برکات، خلف اخلاف صاحب البرکات حضرت سید شاہ یحییٰ میاں صاحب مارہروی تشریف لائے تھے، اور اسی پروگرام میں مظہر مفتی اعظم ہند حضرت شاہ تحسین صاحب قبلہ بھی تشریف لائے تھے۔ رات میں اسٹیج پر جو میری نظروں نے دیکھا وہ یہ کہ یحییٰ میاں ملنے کے لئے خود جھکے جارہے ہیں ٹھیک یہی حال تحسین میاں کا تھا کہ وہ خود یحییٰ میاں کی طرف جھکے جارہے ہیں، یہ محبت کے تقاضے اور یہ رشتۂ ایرانی خوب بھارہا تھا، یہ خوش نما منظر دل میں گھر کرتا چلا گیا، حضرت مفتی تحسین میاں صاحب میرے غریب خانہ پر تشریف لے گئے، دیہاتوں کے رواج کے مطابق چارپائی والان میں بچھائی گئی آپ جلوہ فرما ہوئے شربت نوش فرمایا۔ حضرت تحسین میاں صاحب کے ساتھ آپ کے خادم خاص قاری عرفان صاحب تھے۔ حضرت تحسین میاں صاحب قبلہ نے دارالعلوم کا نام دارالعلوم غوثیہ برکات رضا تجویز کیا، سرپرستی قبول کی اور ایک تحریر لکھ کر دی وہ تحریر مولانا منظور عالم نوری صاحب کے پاس موجود ہے، آپ نے مولانا نوری کو مشورہ دیا کہ تعلیم کے ساتھ باہری طلبہ کے قیام وطعام کا بھی انتظام کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے تعلیمی فائدہ بھی ہوگا اور مسلکی فائدہ بھی۔

میں کافی دیر تک حضرت کے ساتھ رہا گھر پہ، مدرسہ میں، پھر جب حضرت کی بریلی کے لئے واپسی ہونے لگی تو میں اسٹیشن چھوڑنے گیا حضرت مسلسل کچھ نہ کچھ پند ونصیحت فرماتے، دعاؤں اور وظائف کی تلقین کرتے، حضرت نے بیشمار دعائیں دیں، اور خوب

www.muftiakhtarrazakhan.com

خوب نوازش فرمائی، اگر چہ میرا بچپنا بریلی شریف میں گزرا ہے لیکن بالمشافہ اتنا قریب سے حضرت مفتی تحسین میاں صاحب قبلہ کو دیکھنے اور ملنے کا پہلی بار اتفاق ہوا۔ حضرت کا لباس نہایت سادہ ٹوپی کپڑے والی، چہرے پہ وہی سادگی، عجز وانکساری، بناؤ نہ سنگار یعنی ریاو نمود کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ آپ کے چہرے مہرے اور سراپا میں مجھے مفتی اعظم کا جلوہ نظر آیا انہیں دیکھ کر مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہوگئی۔ ان کی زندگی کھلی ہوئی کتاب کے مانند تھی، عام طور پر لوگ انہیں کم جانتے تھے مگر اہل علم ان سے خوب واقف تھے، اس وقت وہ بریلی شریف ہی نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کے عظیم قائد، معمر رہنما، زبردست عالم دین، فقیہ اعظم اور محدث جلیل کے منصب عظیم پر فائز تھے۔ انہوں نے منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج، اور اخیر میں مرکز الدراسات الاسلامیہ بریلی میں تدریس کے فرائض انجام دئے۔ ان کے خوشہ چینوں میں عظیم ترین قد آور ہستیاں اور بلند پایہ شخصیات شامل ہیں۔ انہوں نے تدریس کو نصب العین بنایا اور اسی سے ہمیشہ منسلک رہے۔ نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ بلاشبہ آبروئے خانوادۂ رضویہ تھے، ان کے انتقال سے ملت کو شدید دکھ پہنچا ہے۔

محمد صابر علی رضوی چیرمین امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ

دختران ملت کی دینی عربی اسلامی وعصری معیاری، اقامتی درسگاہ

جامعہ روضۃ البنات

بمقام محلہ علی باغ نزد مسجد صدیق شاہ تعلیم بیدر، کرناٹک

بتوسط: ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد ساجد حسین قادری بانی وناظم اعلیٰ معہد انوار الحق حیدآباد

حضور صدر العلما کی خدمت میں جامعہ روضۃ البنات کی جانب سے بھرپور خراج عقیدت

ترجیہات جامعہ: مسلم خواتین میں دینی اجتماعات کے ذریعہ دینی معلومات فراہم کرنا باعمل ماہر وتجربہ کار معلمات کی نگرانی میں علوم اسلامیہ مکمل اسلامی ماحول مہیہ کرنا۔ خطابت کے فن سے آراستہ کرنا۔ ہر جماعت میں کم سے کم طالبات تاکہ معلمات ہر طالبہ پر بھرپور توجہ مرکوز کر سکیں۔ مکمل پردے کا ماحول۔ جامعہ کے قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی۔

ٹیلرنگ سینٹر: ماہر وتجربہ کار لیڈیز ٹیلر کی زیرنگرانی دختران ملت اسلامیہ کو خود کفیل بنانے کے لئے جامعہ میں ٹیلرنگ سینٹر کا انتظام ہے۔ دختران ملت کو حفظ قرآن کرایا جاتا ہے۔

گزارش: آج دینوی مدارس وکالجیز کے نصاب تعلیم سے اسلامیات واخلاقیات کو نکال کر دختران ملت کی مذہبی زندگی کو برباد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اسی لئے مغربی تہذیب وتمدن افکار ونظریات سے دختران ملت کو محفوظ رکھنے کے لئے اور حصول تعلیم کے مقدس فرض کی ادیگی کا اغاز ماں کے تقدیس آفریں گود سے ہوتا ہے۔ اس لئے انسانیت کی پہلی درسگاہ کو حقیقی معنی میں درس گاہ بنانے کے لئے جامعہ روضۃ البنات میں داخلہ دلوائیں تاکہ دختران ملت عالمہ وحافظہ بن کر نکلیں اور اُن کی مذہبی زندگی جگمگاتی رہے۔

لہٰذا ماہ صیام کے موقع پر اصحاب خیر سے گزارش ہے کہ جامعہ روضۃ البنات کادل کھول کر تعاون کریں۔ زکوٰۃ، صدقات، عطیات کے ذریعہ مزید معلومات کے لئے اوقات کار جامعہ روزانہ صبح ۵ بجے تا ۴ ساعت شام دفتر جامعہ پر پرنسپل جامعہ سے اسلامی مائیں اور بہنیں شخصی طور پر یا اس فون نمبر پر بھی رابطہ کر سکتی ہیں۔ 9901955848 اور اسلامی بھائی اس نمبر پر ناظم جامعہ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ 9745906615

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کے چند یادگار اجلاس

مولانا سرور رضا خاں رضوی

آقائے دو جہاں حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے اخلاق کریمانہ، صحابہ اہلبیت، ائمہ دین، اولیائے امت، اور غوث وخواجہ و رضا وحامد ومصطفیٰ علیہم الرحمۃ والرضوان کے حسن سلوک کی تصویر تھے حضور صدر العلما علیہ الرحمہ۔

جب میں حضور استاذی صدر العلما کی درسگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرتا تھا اس وقت کی بات ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہوتا حضرت کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرتا تو آپ نہایت پیار ومحبت سے جواب عطا فرماتے۔

وطن سے باہر بہت حضرات مقبول ہو جاتے ہیں لیکن حضرت کی مقبولیت خود ان کے شہر میں مثالی تھی۔

طالب علمی کے زمانہ میں بریلی شہر میں اپنی مسجد کے پاس میں نے ایک جلسہ رکھا۔ حضرت تشریف لائے اور جب جلسہ کا اختتام ہوا تو مرید ہونے والوں کا جم غفیر ہو گیا۔ دو ڈھائی گھنٹہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر میں یہ اعلان کرنا پڑا کہ وقت کافی ہو چکا ہے اور حضرت تو اسی شہر میں رہتے ہیں آپ حضرت کے گھر جا کر بھی مرید ہو سکتے ہیں جب کہیں جا کر لوگ تھمے۔ لیکن حضرت نے کسی کو نہ جھڑکا اور نہ اکتاہٹ کا اظہار فرمایا جب کہ آپ جلسہ کے شروع سے ہی اس میں موجود تھے۔

آپ کی عام عادت کریمہ تھی کہ کوئی شخص بھی آتا خواہ امیر ہو یا غریب، سب کی دلجوئی فرماتے، اور سب کے یہاں ان کی خواہش پر تشریف لے جاتے۔

میں نے اپنی دستار فضیلت کے بعد اپنے گاؤں اہرو ضلع رامپور میں پروگرام رکھا اور دعوت پیش کی تو حضرت نے قبول فرمائی اور میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ میں نے بختیار رضا خاں ساکن اہرو کے بارے میں عرض کر دیا تھا کہ حضرت کو وہ اپنی گاڑی کے ذریعہ میرے یہاں لے آئیں گے، لہٰذا حضرت ان کی گاڑی سے میرے یہاں کے لئے روانہ ہوئے، راستہ میں متعدد مقامات پر لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور حضرت ہمارے یہاں مغرب سے قبل تشریف فرما ہو گئے۔

اس جلسہ میں بھی علمائے کرام کی تقاریر کے بعد وہی داخل سلسلہ ہونے کا دور شروع ہوا اور ڈیڑھ دو گھنٹہ تک لوگ مرید ہوتے رہے۔ حضرت کی آمد سے گاؤں میں وہ جشن تھا کہ اپنے اور بیگانے سب حضرت کے دیدار کے لئے بے تاب نظر آ رہے تھے، گرد ونواح کے دیہات مثلاً قائم گنج، کھجوریا، دھانی، پنوڑیا، ٹھہری، مختوش، بمن پورہ، بگڑی، سسونہ، منصور پور حتی کہ شیش گڑھ کے لوگ بھی آ کر مرید ہوئے۔

۲۰۰۶ میں علاقائی سطح پر بہت بڑی کانفرنس بلاسپور ضلع رامپور میں مدرسہ اقتدار الاسلام کی جانب سے منعقد ہوئی اس میں بھی حضرت صدر العلما تشریف لائے تھے۔ جب آپ کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا تو لوگ مرید ہونے کے لئے ٹوٹ پڑے، اسٹیج پر موجود علما ومقررین وشعراء بھی شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بھاری تعداد میں عوام کے مرید ہونے کا سلسلہ تقریباً دو گھنٹہ جاری رہا۔ مستورات

www.muftiakhtarrazakhan.com

کے لئے علیحدہ پردہ کا انتظام کیا گیا تھا جن کو حضرت نے بعد میں مرید فرمایا۔ غرض کہ بعد نماز فجر بھی یہ سلسلہ چلتا رہا۔

اس وقت میرا قیام اترولی علی گڑھ میں ہے، یہاں کا ماحول بالعموم صلح کلیانہ رہا ہے، اہل سنت و جماعت کے معمولات و معتقدات کی ترویج میں یہاں طرح طرح کی رکاوٹیں پیش آتیں، یہ دیکھ کر جی اچاٹ ہو گیا تھا، حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے دکھ درد کی کہانی سنائی، حضرت نے فرمایا ہمت و مصلحت دونوں سے کام لو انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ملے گی حضرت کی دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ چند سالوں کی محنت سے آج ہر طرف مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند ہے۔ وہ مساجد جہاں ۱۰/۲۰/۳۵ حتیٰ کہ ۸۰/ سال سے مظفر نگری اور سہارنپوری امام تھے ان پر اہل سنت کا قبضہ ہو چکا ہے، اور سیدنا اعلیٰ حضرت کا مشہور سلام نہایت محبت و عقیدت سے پڑھا جاتا ہے۔

اس کامیابی کے نتیجہ میں نے یہاں عظیم الشان جشن منانے کا اعلان کر دیا اور حضرت سے تاریخ کا تعین کرا کے رجب ۱۴۲۶ھ میں یہ جشن رکھا گیا، ہندوستان کے جلیل القدر مقررین تشریف لائے۔

اس کانفرنس میں حضرت کی آمد کے پیش نظر مجمع ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ اترولی کے علاوہ ڈبائی، علی گڑھ، پہاسو، چھپرہ دادوں، اور دیگر مقامات سے کثیر تعداد میں لوگ آئے تھے۔ لیکن کم نصیبی کہ اچانک حضرت علیل ہو گئے اور تشریف نہ لا سکے، صبح تک لوگ منتظر رہے، اس کے بعد متعدد گاڑیاں بریلی شریف اسی غرض سے روانہ ہوئیں کہ وہاں جا کر مرید ہو جائیں۔

اس جشن کے بعد جب میں خدمت میں حاضر ہوا تو اس کامیابی کے صلہ میں شوال ۱۴۲۷ھ میں حضرت نے اس حقیر کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل — حضور کی بندہ پروری ہے

امسال حضرت کو بلانے کا پروگرام تھا بلکہ پورے علاقہ کا دورہ کرانے کا خیال تھا لیکن اللہ رب العزت کو ایسا منظور نہ تھا۔ بہر حال حضرت کا فیض آج بھی ہم پر جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

محمد سرور رضا خاں پرنسپل جامعہ صمدیہ، اترولی علی گڑھ

صدر العلما یادوں کے جھرونکوں سے

مولانا محمد عثمان مصباحی

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک نہ جانے کتنے انسانوں نے اس خاکدان گیتی پر جنم لیا۔ زندگی گزاری اور اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔ اور آج انکا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ لیکن اس کرۂ ارض پر آنکھیں کھولنے اور پیدا ہونے والی شخصیات میں کثیر تعداد ان ہستیوں کی بھی ہے جو اس دنیا میں آئیں اور اپنی زندگی کے کچھ انمٹ نقوش چھوڑ گئیں۔ اس عالم رنگ و بو میں انہوں نے جو بہترین کردار ادا کیا تاریخ نے ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے سینے میں جذب کر لیا۔ اور انکی زندگی کی ہر ہر ساعت صبح قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے نور بن گئی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان ہی بزرگ اور جلیل القدر شخصیات میں سے ایک ذات ہے حضور صدر العلما، مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قدس سرہ کی جو ابھی حال ہی میں ۱۳؍اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ اپنے رفیق حقیقی سے جا ملے۔ صدر العلما مہد سے لحد تک اپنی نظیر آپ تھے۔ فضل وکمال، حکمت ودانائی، تدبر وتفکر، تفسیر وحدیث، فقہ وکلام وغیرہ جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں انکا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ علوم رضا کے حقیقی وارث تھے۔ اور حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے مظہر۔ آپ کی ذات میں عشق مصطفےٰ، تکریم سادات، احترام علمائے کرام اور اصاغر نوازی حد درجہ تھی۔ آپ صرف خانوادۂ اعلیٰ حضرت ہی کے چشم وچراغ نہیں تھے بلکہ ساری دنیائے سنیت کے لئے سرمایۂ افتخار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے انتقال پر ملال پر وقت کے جلیل القدر عالم دین آبروئے اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری ازہری آپ کی جلالت علمی سے بہت متاثر ہیں آپ نے فرمایا: صدر العلما خاندان رضا کے ایک عظیم بزرگ اور اہل سنت وجماعت کے صف اول کے رہنما تھے ان کے وصال سے دنیائے سنیت میں جگہ خالی ہوگئی ہے دین اسلام کا ایک بہت بڑا عالم ہم سے جدا ہوگیا''

حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سجادہ نشیں آستانہ عالیہ رضویہ صدر العلما کی رحلت پر اس طرح اظہار افسوس فرماتے ہیں کہ ''مرکز اہل سنت نے ایک عظیم شخصیت کو کھودیا ہے۔ تحسین میاں نے اپنی پوری زندگی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے مشن اور سنیت کو فروغ دینے میں گزار دی، مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری قدس سرہ نے انہیں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتایا تھا''

آپ کی ذات مبارکہ میں عجز وانکساری حد درجہ تھی۔ عشاق کا گرد وپیش ایک جم غفیر ہمہ وقت موجود رہتا تھا۔ اس پیرانہ سالی کے زمانے میں بھی اکثر لوگوں سے کھڑے ہو کر ہی مصافحہ فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی بہت تھک جاتے تو بیٹھ جاتے مگر لوگوں کی دلجوئی کا پورا خیال رہتا تھا۔ تقریباً ۱۹۹۵ء سے برابر حضرت جامعہ عربیہ اہل سنت مدر العلوم جس پور کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں بحیثیت سرپرست تشریف لاتے رہے ہیں، جلسہ کا اختتام رات کے ڈھائی بجے حضرت کی دعا پر ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ہمیشہ اپنے مرید خاص نسیم احمد صدیقی کے گھر تشریف لے جاتے۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جلسہ کے بعد نماز فجر تک کا درمیانی وقت اکثر وبیشتر اوراد وظائف میں مشغول رہ کر گزارتے اور نماز فجر کے بعد ہی آرام فرماتے۔

۱۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ کی صبح تھی رات بھر کے تھکے ہارے حضرت صدر العلما نماز فجر جامع مسجد جس پور میں پڑھا کر آرام کے لئے بستر پر لیٹے ہی تھے کہ راقم السطور بیعت کے ارادے سے کمرہ میں داخل ہوا۔ ۹؍شعبان کو حضرت مغرب سے کچھ پہلے جس پور پہنچے تھے، جامع مسجد میں نماز مغرب کی امامت فرمائی، اور پھر بیعت ہونے والوں کی ایک لمبی قطار لگ گئی، اور یہ سلسلہ تقریباً نصف شب تک چلا۔ بڑی مشکل سے نماز عشا اور کھانے کا وقت نکالا گیا۔ اب صبح کے وقت جبکہ آرام کے لئے حضرت بستر پر لیٹے ہی تھے کہ خادم آپہنچا۔ لیکن قربان جاؤں اپنے مرشد کامل پر کہ جبین اقدس پر شکن تک نہ آئی اور مکمل عالمانہ ومالکانہ وجاہت کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ بڑے ہی پیار سے خیریت پوچھی۔ آمد کا مقصد دریافت فرمایا اور پھر میرے عرض کرنے پر شرف بیعت سے سرفراز فرمایا۔

اس اقلیم سنیت کے تاجدار، معاملات شریعت کے پاسدار، پیر طریقت، رہبر شریعت، کا ایک اہم اور خاص وصف یہ بھی تھا کہ قدم قدم پر سنت نبوی کا خاص خیال فرماتے تھے۔ راقم نے خود اس امر کا کئی مرتبہ مشاہدہ کیا ہے کہ جب حضرت کسی مکان پر تشریف لے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جاتے اور اندر داخل ہوتے وقت قدموں کے تسلسل سے بایاں قدم اندر گھر میں رکھنے کا نمبر آتا تو فوراً ٹھہر جاتے اور پھر دایاں قدم اندر داخل فرماتے تھے۔ اور یہ معمول صرف مکان میں داخل ہونے کا ہی نہیں تھا بلکہ کمرہ کے اندر داخل ہونے میں بھی پہلے داہنا قدم ہی رکھتے فرماتے تھے۔

یہ معاملہ دیکھ کر ساتھ چلنے والے تمام لوگ حیران و ششدر رہ جاتے۔ کیوں کہ ایسے مواقع پر ہم جیسے لوگوں کا سنت نبوی پر عمل پیرا ہونا تو کجا خیال آنا بہت دور کی بات ہے۔

محمد عثمان مصباحی رام پوری، صدر تنظیم ابنائے اشرفیہ، اترا کھنڈ استاذ جامعہ عربیہ اہل سنت بدر العلوم، جس پور (یو۔ ایس نگر، اترا کھنڈ)

صدر العلما کا جسپور سے خصوصی تعلق

نسیم احمد صدیقی

بیعت ہونے کا واقعہ:

میں اور میرے دوست محمد عرفان کئی سال تک اس جستجو میں رہے کہ ہمیں کوئی اچھا اور پابند شرع پیر مل جائے۔ کیوں کہ جسپور میں کئی پیر آتے تھے۔ لیکن ان کے خلاف شرع کاموں کو دیکھ کر ہماری عقل ان کو تسلیم ہی نہیں کرتی تھی، ہم سوچتے تھے کہ جو شخص شریعت کی خلاف ورزی کرے وہ پیر کیسے ہوسکتا ہے، ہم دونوں نے اس سلسلہ میں کئی علمائے کرام سے مشورہ کیا جن میں ہمارے جامعہ کے صدر مدرس حضرت حافظ اختر حسین صاحب صدیقی، مفتی محمد یونس رضا مصباحی، قاری خلیق احمد رضوی، مولانا محمد ارشاد احمد صاحب شیر پوری وغیرہم خاص طور پر شامل ہیں تو ان سب حضرات کا ایک ہی جواب تھا کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ حضور صدر العلما حضرت علامہ مولانا مفتی تحسین رضا خاں صاحب کی ذات بلا شبہ جائے شرائط ہے۔ آپ ایک جید عالم بھی ہیں، صاحب تقویٰ و طہارت بھی اور پیکر اخلاق حسنہ بھی ہیں۔

حضرت کا ہر ہر قدم شریعت کے مطابق ہے، جب ان علمائے کرام سے حضور صدر العلما کے بارے میں سنا تو ہمارے دل مین حضرت کے دیدار کی تڑپ پیدا ہوئی اور ہم دونوں نے حضرت سے بیعت ہونے کا پکا ارادہ کرلیا، ہماری خوش قسمتی دیکھئے کہ حضور صدر العلما ۱۹۹۵ء میں جامعہ عربیہ اہل سنت بدر العلوم جسپور تشریف لے آئے، اور جب ہم نے حضرت کی زیارت کی تو واقعی حضرت کے تعلق سے جیسا علمائے کرام کی زبانی سنا تھا اس سے کہیں زیادہ حضرت کی ذات میں پایا، اور ہمیں حضرت سے بیعت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی حضرت کا کرم اور ہماری خوش بختی دیکھئے کہ ۱۹۹۵ء سے حضرت مسلسل تشریف لاتے رہے، کبھی بھی حضرت نے جسپور آنے سے انکار نہ فرمایا، ہم اہل جسپور کے لئے اتنے فخر اور خوشی کی بات ہے کہ حضرت ہمیں اپنے جلووں سے مسلسل سرفراز فرماتے رہے۔ جسپور میں اکثر حضرت ہی کے مرید ہیں ہم نے حضرت کی مومنانہ شان اور رعب و دبدبہ کا ایسا اثر دیکھا کہ حضرت کے بغیر کہے مریدین خود بخود داڑھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

رکھتے اور نماز کی پابندی کرتے، حضرت کے اکثر مریدین باشرع اور نمازی ہیں، ہم بھی بیعت ہونے کے بعد باشرع ہو گئے، اور حضرت کا کرم دیکھئے کہ آپ کی نگاہ کرم سے جسپور میں متعدد خاندانوں کا نقشہ بدل گیا۔ حضرت کے قدم مبارک جس جس گھر میں چلے گئے وہ لوگ نمازی، حاجی اور دیندار ہو گئے جب کہ حضرت کے دامن سے وابستہ ہونے سے پہلے وہ لوگ دینداری سے بہت دور تھے، ایک اللہ کے ولی کے اندر جو باتیں ہونا چاہئے، جیسے کم سونا، کم کھانا، کم بولنا، حضور صدر العلما قدس سرہ کے اندر یہ تینوں باتیں مکمل طور پر موجود تھیں۔ میں نے کبھی بھی جی بھر کر سوتے ہوئے نہیں دیکھا، حضرت، رات کو جلسے کے پروگرام سے ڈھائی تین بجے فارغ ہو جاتے اور آرام کے لئے گھر پر تشریف لے آتے، اور آرام کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے، جب اذان، فجر ہوتی تو ہم سوچتے کہ حضرت کو ابھی اور آرام کرنے دیا جائے، لیکن جب دیکھتے تو حیران رہ جاتے، کہ حضرت پہلے ہی سے بیدار بستر شریف پر بیٹھے ہوئے اوراد و وظائف میں مشغول ہیں، ہم عرض کرتے حضور نماز فجر گھر پر ہی ادا فرمائیں گے یا مسجد میں؟ تو جواب فرماتے مسجد ہی میں نماز ادا کریں گے۔

حضرت کے تقویٰ اور سنت کی پابندی کا یہ حال تھا کہ ایک بار آپ۔ کے گھٹنے میں درد تھا اور جلسہ سے فارغ ہو کر حضرت جب گھر تشریف لے آئے تو میں نے دیکھا کہ حضرت پائینچے کے اندر ہاتھ ڈال کر اپنے گھٹنے پر درد کا ٹیوب مل رہے تھے، میں نے کہا حضور لائیے میں مل دیتا ہوں تو حضرت نے فرمایا نہیں یہ گھٹنے کا معاملہ ہے، اور دوسرے کو گھٹنا دکھانا حرام ہے۔ میں اکثر حضرت کے ساتھ رہا کرتا تو کیا دیکھتا تھا کہ جب بھی حضرت کسی کمرے میں داخل ہوتے تو قدموں کی رفتار کم کر لیتے اور دایاں قدم ہی کمرے کے اندر داخل فرماتے، گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے سلام کیا کرتے۔

ایک بار رام پور میں حضرت ایک گھر میں عورتوں کو مرید فرمانے کے۔ لئے تشریف لے گئے، وہاں پر سب عورتیں پورے پردہ کے ساتھ حضرت کے سامنے آکر بیٹھ گئیں، لیکن ایک لڑکی جو تقریباً دس یا گیارہ سال کی تھی، اس کے سر پر تو دوپٹا تھا، لیکن چہرہ کھلا ہوا تھا، حضرت نے پاس کھڑے ایک شخص سے کہا کہ اس لڑکی سے کہو چہرہ ڈھک کر آئے، اس کے بعد حضرت نے سب کو بیعت فرمایا۔ فقط والسلام

نسیم احمد صدیقی، ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ اہل سنت بدر العلوم (یو۔ ایس۔ نگر) اتراکھنڈ

صدر العلما ہمہ جہت شخصیت

محمد احسان اللہ خاں

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کا سالنامہ ''تجلیات رضا'' عرس چہلم کے موقع پر صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند علامہ تحسین رضا خاں صاحب کی سیرت و سوانح پر ''صدر العلما محدث بریلوی نمبر'' نکال رہا ہے۔

صدر العلما اک ایسی ہمہ گیر شخصیت کا نام ہے جن کو سمجھنا اور جاننا کسی معمولی انسان کا کام نہیں' احقر صدر العلما کی صحبت سے تقریباً پچاس سال کے عرصہ تک فیضیاب ہوا ہے' حضرت علم و عمل کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھے' آپ کے بزرگوں اور اکثر ہمجولیوں سے سنا

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے اور خود بھی دیکھا ہے کہ بچپن سے لیکر شہادت تک آپ کو کسی نے کوئی غیر شرعی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، میری نظر میں اس شخص کا رتبہ بہت بڑا ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے اللہ ورسول۔کے بتائے ہوئے راستہ پر لفظ بہ لفظ چلے ایسی ہی شخصیت کے حامل صدرالعلما تھے۔

صدرالعلما ایک بہت پاکیزہ اور سادہ شخصیت کے حامل تھے، غرور چھو کر بھی آپ کے پاس سے نہیں گزرا تھا ہر شخص کی مدد کیا کرتے تھے ہر شخص کے ساتھ خوشی خوشی چل دیتے تھے، ہزاروں لوگوں کو اپنے تعویذات اور دعاؤں سے فیضیاب کرتے تھے، غریبوں کی مالی مدد کرتے تھے۔

صدرالعلما ایک جید عالم تھے آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں، کتنے ہی شاگرد عالم اسلام میں اپنی قابلیت کا جھنڈا گاڑے ہوئے ہیں، آپ پڑھانے سے پہلے بلاناغہ مطالعہ کیا کرتے تھے، آپ مشکل سے مشکل مسائل کا جواب چٹکیوں میں دیدیا کرتے تھے، اس احقر نے اکثر دیکھا کہ کوئی شرعی امور میں مشورہ لینے گیا تو حضرت نے منٹوں میں اس کا جواب عنایت فرمادیا۔ جبکہ دوسرے مفتی صاحبان کو کتابوں میں دیکھنا پڑتا ہے۔

حضرت کے پڑوس کا ایک مرید جس کا نام لڈن میاں ہے، ریلوے میں ڈرائیور تھے، بذات خود نہایت نیک آدمی ہیں، کسی جھوٹے مقدمے میں انہیں جیل جانا پڑ گیا، جیل میں داخل ہوتے ہوئے نمبردار ہر شخص کو دو دو ڈنڈے مار رہا تھا، یہ نظارا دیکھ کر لڈن میاں نے اپنے پیر صدرالعلما کو یاد کیا۔ لہذا انہیں دیکھ کر نمبردار کا دل پگھل گیا اور اس نے لڈن میاں کو باعزت جیل میں داخل کیا۔

پچھلی ۱۲ر جولائی کو اس احقر نے صدرالعلما سے دس ہزار روپئے ادھار لئے، غلطی سے سو سو کے سو نوٹوں کی جگہ ایک سو ایک نوٹ آگئے، احقر نے یہ نوٹ بینک کے لفافہ میں رکھ کر آئی سی، آئی بینک کے کاؤنٹر پر جمع کردئے، بینک والوں نے جب نوٹ مشین سے گنے تو ایک سو ایک نوٹ نکلے، بینک ایک افسر نے رات میں مجھے فون کیا کہ آپ کے سو روپئے زیادہ ہیں، آپ کل آکر واپس لے لیں، کہتے ہیں کہ زکاتی مال کبھی ضائع نہیں ہوتا، حضرت مستقل طور پر زکاۃ دیتے تھے، اور جب کھیتی کی زمین تھی تو مستقل طور پر عشر دیتے تھے۔

اس احقر کو نمازی بنانے والے ہی صدرالعلما ہیں، اب سے پچاس سال پہلے جب میری عمر تیرہ سال کی تھی، اس وقت صدرالعلما چھوٹی مسجد یعنی نورانی مسجد میں نماز پڑھاتے تھے، ایک بار میں عشا کی نماز پڑھنے اسی مسجد میں گیا تو حضرت کی آواز کانوں کو اتنی میٹھی اور اچھی لگی کہ میں مستقل طور سے آپ۔کے پیچھے نماز پڑھنے جانے لگا۔

ایک بار ہم لوگ اپنے بھائی ڈاکٹر محسن اللہ خاں۔کے یہاں دہلی گئے ہوئے تھے، ڈاکٹر صاحب حضرت کو لال قلعہ دکھانے کے واسطے لے گئے، وہاں ایک انگریز عورت اپنا کیمرہ لے کر آئی اور حضرت سے درخواست کی کہ میں آپ کا فوٹو کھینچنا چاہتی ہوں، مجھے آپ کے چہرے میں ایک خاص قسم کی روشنی اور کشش نظر آرہی ہے۔ حضرت نے فوٹو کھینچنے سے منع کردیا۔ ایک غیر مسلم عورت بھی حضرت کے اندر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کا نور دیکھ رہی تھی۔ میں خود شاہد ہوں کہ مجذوب فقیر بھی حضرت کے سامنے باادب بیٹھتے تھے اور ہاتھ چومتے تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے ☆☆ ☆ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدا ور پیدا

محمد احسان اللہ خاں ایڈووکیٹ نائب صدر ضلع کانگریس کمیٹی، بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند

ڈاکٹر محمد اسد نوری علیگ

صدر العلما حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب، شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج ناگپور سے چندر پور جاتے ہوئے حادثہ کا شکار ہونے پر ۳ر اگست ۲۰۰۷ء کو شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کو مظہر مفتی اعظم ہند بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ حضور مفتی اعظم ہند بہت ہی آہستہ آہستہ گفتگو فرماتے تھے، گفتار میں نرمی، انکساری ہوتی، اور نگاہیں نیچے رکھتے، اور آپ میں اعلیٰ درجہ کی سادگی تھی، یہی خصلتیں حضرت تحسین میاں صاحب علیہ الرحمہ کے اندر تھیں، کبھی بھی کسی سائل کو واپس و نامراد نہیں کیا، گھر والوں کے منع کرنے کے باوجود خدمت کو ہمیشہ تیار رہتے تھے، آپ کے لبوں پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی۔

میں یہاں حضرت کے تعلق سے کچھ اپنے اور کچھ مسموعہ واقعات درج کرتا ہوں:

(۱) جناب ذاکر الرحمٰن شمسی کا بیان ہے کہ پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کے بعد پریشان رہنے لگا، کہ اپنی پریشانیاں کس کے روبرو کہوں، جو مجھ کو تسلی و تشفی دے۔ پیر و مرشد کے وسیلہ سے فوراً ذہن میں آیا کہ صدر العلما حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب مدظلہ العالی سے ملوں، شاید وہ میرا مداوا کر سکیں۔ میں نے مظہر مفتی اعظم کے دولت کدے پر حاضر ہو کر دستک دی، ان کے صاحبزادے صاحب نے دروازہ کھول کر فرمایا: کہ حضرت تو آرام فرما رہے ہیں، ابھی ملاقات ناممکن ہے، پیلی بھیت سے بریلی بڑے ارمانوں سے گیا تھا، میں فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ میں اب کیا کروں، اس اثنا میں حضرت مسکراتے ہوئے تشریف لائے، مصافحہ و معانقہ فرما کر بیٹھک میں لے گئے، میرے آنے کا سبب دریافت کیا، میں اتنا پریشان تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں، حضرت نے دو تعویذ عطا فرمائے جن سے میری ساری پریشانیاں دور ہو گئیں۔

(۲) حضرت سید ناظم میاں صاحب ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت کا بیان ہے کہ میری زندگی کا بیشتر حصہ حضرت کے مکان کے سامنے گذرا ہے، حضرت کو کبھی بھی خلاف شریعت کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ اپنے وقت کے ولی کامل تھے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کے مکان کے چاروں طرف کے ہمسایوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں تھی، اور ان سے خوش تھے، اور حضرت کی تعریف فرماتے تھے، اس علاقے کے بیشتر نوجوان لڑکے حضرت سے بیعت ہیں، اور وہ خود کو فخریہ تحسینی کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

(۳) ایک دلشاد نام کے عقیدت مند حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ میں بلا کر لے گئے، حضرت بغیر کسی تکلف اور بغیر کر و فر کے تشریف لے گئے۔

(۴) آپ کی وفات کی خبر سن کر بہت سے اداروں نے اپنے پروگرام منسوخ کر دئے، اور جو جلسے ہونا تھے ان کو تعزیتی جلسوں میں تبدیل کر دیا، کیونکہ آپ دوسروں کی دل جوئی کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت تحسین ملت نے کم وبیش بیس سال سے خود کو قوم کے لئے وقف کر دیا تھا، اور بہت سی تنظیموں کے صدر اور سرپرست تھے۔ متعدد مدارس اسلامیہ کے نگراں اور مجلس مشاورت کے رکن تھے۔ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی تشکیل زیر پرستی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ۸/اگست ۲۰۰۳ء بروز جمعہ مبارکہ سات کمیٹیاں بنائی گئیں، ان سات میں سے تین کا رکن نامزد کیا گیا۔

(۱) رکن مجلس شوریٰ۔ (۲) فیصل بورڈ (۳) انتظامیہ کمیٹی

اس کے علاوہ آپ ماہنامہ ''سنی دنیا'' کے مجلس مشاورت کے رکن اور سالنامہ ''تجلیات رضا'' کی مجلس مشاورت کے رکن تھے۔
تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ علم وعمل کے پیکر تھے، کم سخن تھے، لبوں پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی، جو بولتے تھے ناپ تول کر فرماتے، مجھ ناچیز پر بڑی شفقت فرماتے تھے، آپ سے ملتے وقت اجنبیت کا احساس بالکل نہ ہوتا تھا۔

۵/اگست ۲۰۰۷ء کو آپ کی نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں سسکیوں اور ہچکیوں کے درمیان ہوئی۔ حضرت تاج الشریعہ نے نماز جنازہ پڑھائی، لاکھوں لوگ شریک جنازہ تھے، آپ کی آخری آرام گاہ شاہدانہ اسپتال کے قریب ہے۔

ڈاکٹر محمد اسد علیگ میڈیکل اسٹور سینتھل ضلع بریلی

مدرسہ انوار العلوم حمیراء للبنات پربھنی مہاراشٹر

کی جانب سے حضور صدر العلما الشاہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی کی خدمت میں بھرپور خراج عقیدت
بتوسط: ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، مولانا محمد ساجد حسین قادری بانی وناظم اعلیٰ معہد انوار الحق حیدرآباد

مدرسہ انوار العلوم حمیراء للبنات اسلامی خواتین وطالبات کی منفرد دینی درسگاہ ہے۔ جو شہر پربھنی میں پچھلے ۵/سال سے دختران ملت کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کر رہی ہے اس مدرسے میں اب تک سیکڑوں طالبات نے علم دین حاصل کیا ہے۔ یہ مدرسہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کی شاخ ہے۔ یہاں سے طالبات تعلیم حاصل کر کے جامعہ نظامیہ میں امتحانات کامیاب کر کے اسناد حاصل کرتی ہیں۔
اس مدرسہ کی کارکردگی پر مفتی جلیل احمد شیخ الجامعہ نظامیہ اور حضرت حافظ مولانا الحاج عبد اللہ قریشی الازہری خطیب مکہ مسجد اور بے شمار علمانے معائنہ کر کے تعاون کی درخواست کی ہے۔ اس مدرسہ میں لگ بھگ ڈیڑھ سو طالبات کی تعلیمات وتربیت کا نظم ہے۔ جن میں سے بیشتر مجبور وبے سہارا یتیم وغریب طالبات کو مفت قیام وطعام کی سہولت دی جاتی ہے۔
یہ مدرسہ لکڑی سے بنی دیواروں اور ٹین شیڈ کی عمارت میں دینی تعلیم کو عام کر رہا ہے۔ اس مدرسہ کی اعانت ثواب جاریہ ہے۔
لہٰذا ملت اسلامیہ کے دردمند اصحاب خیر سے گزارش ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ وصدقات وعطیات کے ذریعہ تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر ورابطہ کا پتہ

حافظ الحاج محمد شکیل احمد، بانی وناظم مدرسہ انوار العلوم حمیراء للبنات
درگاہ حضرت تراب الحق شاہ روڈ، غوث کالونی، پربھنی، مہاراشٹر
فون نمبر 02452-241917 , سیل نمبر 09922303638

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی بارگاہ میں

مولانا عبدالحسن رضوی

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا فرش پر ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا

۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ر اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک ساری دنیائے سنیت میں بطور یادگار قائم رہے گا۔ کیوں کہ مذکورہ تاریخ میں مظہر مفتی اعظم "صدر العلما" تاج الفقہاء علامہ الشاہ حضور محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ کا ایک حادثہ میں وصال ہوگیا۔ جیسے ہی آپ کے وصال کی خبر ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبار وغیرہ کے ذریعے نشر ہوئی لوگ سکتے میں آگئے اور اپنے مرکز عقیدت بریلی شریف کی طرف دوڑ پڑے۔

آہ! صد آہ! خانوادۂ رضویہ کے درخشاں آفتاب، سنیت کے ماہتاب، شبیہ مفتی اعظم ہند نے چشم عالم سے پردہ فرمالیا۔

اس ارتحال اور حادثے کی جانکاہی میرے احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ "ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف بازگشت ہے"

نائب غوث الاعظم، مظہر مفتی اعظم، صدر العلما والفقہاء، شاہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس سرہٗ جہاں درسگاہ ومسند افتاء کی زینت اور ماہر علوم وفنون مدرس تھے، وہیں وہ خانقاہ کے کامل درویش، صوفی باصفا، صاحب زہد وورع، پیکر علم وعمل، اور پیر طریقت تھے۔ موصوف خانوادۂ رضویہ کے لائق وفائق فرزند، استاذ زمن، علامہ حسن رضا خاں صاحب کے پوتے اور مولانا حسنین رضا خاں صاحب کے نامور بیٹے تھے۔

۱۹۳۰ء میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب خلیفہ مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی اور مرکزی درسگاہ "منظر اسلام" بریلی شریف سے تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا۔ اس کے بعد مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ "منظر اسلام" "جامعہ نوریہ رضویہ" اور آخر میں "جامعۃ الرضا" متھرا پور بریلی شریف میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر علوم وفنون کے چشمے بہائے۔ ہزاروں علماء وفضلاء، مدرسین، مناظرین، مقررین، قائدین، صوفیاء آپ کے شاگرد مرید اور خلفاء ہیں موصوف شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید وخلیفہ۔ اور مظہر مفتی اعظم وصدر العلما جیسے القاب سے مشہور تھے۔

دیکھ کر شکل تحسین رضا مفتی اعظم کی یاد آئی ہے

رب کائنات کا بے حد شکر واحسان اور اس کے پیارے حبیب رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والثناء کا کرم ورحمت ہے کہ میری زندگی کے چند اہم وناقابل فراموش، ایمان افروز واقعات میں یہ مہتم بالشان واقعہ بھی شامل ہے۔ کہ اب سے تقریباً دوسال قبل عارف باللہ، شریعت وطریقت کے بدر کامل، تاجدار قوم وملت، فخر اہل سنت، دریائے علم، ظاہر وباطن کے بحر ناپیدا کنار شہنشاہ کشور علم وعرفان، گلشن امام احمد رضا کے مہکتے پھول صدر العلما حضور محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا شانۂ مبارک پر استاذی المکرم مولانا محمد

www.muftiakhtarrazakhan.com

انور علی صاحب قبلہ مدرس منظر اسلام کی معیت میں حاضر ہو کر دست بوسی کے سرمایۂ عزت و عظمت سے مشرف ہوا۔

یوں تو صدر العلما کی حیات ظاہری میں متعدد بار حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن اس بار یہ میری خوش بخت حاضری تھی کہ سراپا کرم و کرامت مظہر مفتی اعظم نے اپنی ذرہ نوازی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ناچیز کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں سند اجازت و خلافت اپنے دست کرم سے عطا فرما کر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حالانکہ فقیر کو مریدی کا شرف شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور پر نور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان سے ۱۶ ر سولہ سال کی عمر ہی میں حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند کی زیادہ دنوں تک صحبت میسر نہ ہو سکی۔ اس کے برعکس صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضور محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی صورت میں مرشد برحق، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا سراپا دیکھنے کو ملا۔ جو گفتار میں، کردار میں، لطف و کرم میں، اخلاق و عادات میں، زہد و تقویٰ، فقر و استغناء، حلم و بردباری، احسان و ایثار، طہارت و پاکیزگی، ضبط و تحمل، صبر و رضا، میں حقیقتاً بلاشبہ مظہر مفتی اعظم ہند تھے۔

جامع شخصیت

اس دور میں صدر العلما کی ذات پاک ہمہ جہت و ہمہ گیر شخصیت تھی۔ شریعت و طریقت میں اپنے بزرگوں کے سچے وارث۔ احقاق حق و ابطال باطل میں بھی آپ اپنی پہچان الگ رکھتے تھے۔ ان وجوہ کے پیش نظر آپ کا ارتحال علم و فن کا ارتحال ہے۔

خانقاہیں، ادارے، مدارس بے رونق، جلسے بے روح، گویا جانِ بہار، روحِ رونق زمیں سے چلی گئی۔ علامہ طحطاوی نے کیا خوب فرمایا: "العلم حیات الاسلام و عماد الدین" دینی علم اسلام کی روح اور اسکی زندگی ہے اور دین کا ستون بھی۔ اسی وجہ سے یہ ایک زندہ جاوید حقیقت ہے۔ "موت العالم موت العالم"

اسی طرح اس کا عکس بھی صادق ہے۔ "حیات العالم حیات العالم" ہر خلاف شرع امور پر برملا ٹوکتے، خلوت ہو یا جلوت ہر موقع پر اپنے پیر و مرشد، شیخ برحق، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے کردار پر عمل کرتے ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر آپ کا شیوہ تھا۔ یوں تو آپ سے کثرت سے خارق عادات واقعات کا ظہور ہوا مگر میری معلومات میں یہ دو واقعے کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ چند لوگ ہلدوانی شہر صوبہ اترا کھنڈ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز عید الاضحیٰ پڑھانے کے لئے ہلدوانی چلنے کی درخواست کرنے لگے تو آپ نے برجستہ یہ کہتے ہوئے ہلدوانی جانے سے انکار کر دیا کہ اس نماز عید کو کچھ لوگ آڑ بنا کر شہر میں سیاست کرنا چاہتے ہیں، یہ سب سیاست ہے میں نہیں جاؤں گا۔ کچھ دن کے بعد لوگوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حقیقت میں جو حضرت نے فرمایا وہ صحیح تھا۔ اسی طرح کچھ لوگ آپ کے پاس نماز سے متعلق مسئلہ دریافت کرنے آئے تو ابھی لوگوں نے سوال بھی نہیں کیا تھا کہ آپ نے سوال کرنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔ فرمایا: نماز کسی کی نہیں ہوئی۔ نہ امام کی اور نہ مقتدیوں کی۔ بعد میں لوگوں نے جب مسئلہ بیان کیا تو جواب وہی نکلا جو حضرت پہلے بیان فرما چکے تھے۔ یہ واقعے آپ کے روشن ضمیر ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس طرح اور بہت سے واقعات ہیں جن کو تحریر کیا جائے تو ایک دفتر پر ہو جائے گا۔

حضور صدر العلما نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہما الرحمۃ والرضوان کے مشن و تحریک اشاعت دین وسنیت کے لئے اپنی زندگی کے شب و روز کو وقف کر دیا تھا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بیسویں صدی میں امام احمد رضا فاضل بریلوی اور ان کے فرزند تاجدار اہل سنت حضور

www.muftiakhtarrazakhan.com

مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہما رب کریم کا فضل و احسان بن کر قوم و ملت کی اصلاح کے لئے تشریف لائے۔ اور امام احمد رضا نے ایک مجدد کی حیثیت سے تمام عصری تقاضوں کو لبیک کہتے ہوئے انسانیت کو زندگی کی توانائیوں سے مالا مال کر دیا۔ مذہب کی روح بنے، اور انسان کو عرفان عطا فرمایا، وہ انسان جو بیک وقت مادیت و نجدیت کا شکار بن کر اپنی حیثیت فراموش کر چکا تھا مذہب کے نام پر مذہب سے بیگانگی، رسول دشمنی اور احسان فراموشی کے عمیق گڑھے میں گرتا چلا جا رہا تھا۔ اسے امام احمد رضا و حضور مفتی اعظم ہند کی جرأت عمل نے صراط مستقیم پر گامزن فرما دیا۔ اور نجدیت و وہابیت کے لئے ایسا تازیانۂ عبرت بنے کہ اب ان کا نام بھی ایوان نجدیت و وہابیت میں زلزلہ برپا کرنے کو کافی ہے۔ اب سنیت کا شعار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں کے اس مشن کو جس کو ان کے عظیم شہزادے سیدی حضور مفتی اعظم ہند نے آگے بڑھایا۔ اسی تحریک و مشن کے فروغ کے لئے حضور صدر العلما، تاج الفقہاء، مظہر مفتی اعظم، محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے شب و روز کو وقف کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات اور اپنے آخری قطرۂ خون کو بھی اسی مشن کے لئے قربان کر کے دنیا کو یہ پیغام دے دیا۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مندرجہ بالا واقعات نے یہ آفتاب نیمروز کی طرح واضح کر دیا کہ حضور صدر العلما قدس سرہٗ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے صحیح فرض شناس اور اس پر پوری طرح عمل پیرا اور کاربند تھے۔ "اللّٰہ تبارک و تعالیٰ ان کے مراتب کو بلند فرمائے اور علمائے زمانہ کو ان کے نقش قدم پر چلائے اور عوام و خواص سب کو اتباع شریعت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

العبد: عبدالحسن رضوی، ایم۔ اے

فاضل درس نظامی۔ سابق مدرس مرکزی درسگاہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال۔ اترا کھنڈ۔

صدر العلما کی دہلی آمد پر

مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری

وہ گھڑی کتنی تاریک اور وہ سماں کتنا المناک تھا جب آسمانِ علم و عرفان کا ایک تابندہ ستارہ اچانک ٹوٹ گیا اور اپنے بے شمار چاہنے والوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر آسودۂ خاک ہو گیا۔

یوں تو موت زندگی کا ایک عام سا واقعہ ہے ہم روز اس کا مشاہدہ کرتے، سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ زندگی کے بہت سے واقعات کی طرح یہ بھی ایک واقعہ ہے جو ہوتا رہتا ہے لیکن یہ صرف اس وقت تک ہے جب تک اس کو بنی نوع انسان کے تناظر میں دیکھا جائے ہاں اگر کسی شخص کی وفات کو اس کے عزیز و اقارب، معتقدین و متوسلین، مریدین و محبین کی نگاہ سے دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ کسی کی موت سے زیادہ جانکاہ، قیامت خیز، روح فرسا اور دل ہلا دینے والا واقعہ شاید کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ رات کے دوسرے پہر یہ تحریر لکھتے ہوئے دل خون کے آنسو رو رہا ہے، ہاتھ تھرتھرا رہے ہیں، قلم کانپ رہا ہے، دماغ منتشر ہے، آنکھ پُرنم ہے اور یہ حالت صرف میرے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ساتھ خاص نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا یہی حال ہے۔

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

میں تو جمعہ سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں دسترخوان پر تھا کہ اچانک ایک صاحب نے فون پر بتایا کہ حضور صدر العلماء ناگپور سے چندر پور کے راستے میں وصال فرما گئے۔ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پہلے تو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا مگر صحیح صورت حال کا علم تب ہوا جب الحاج سعید نوری صاحب کا پیغام آیا۔ پھر ایسا محسوس ہوا کہ تاریکی کا ایک جھونکا سا آیا اور اس نے ہمارے وجود کو چاروں طرف سے نرغے میں لے لیا۔ غم واندوہ کی ایک لہر سی نس نس میں دوڑ گئی۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا، روح میں تیرگی اترنے لگی، سورج کی کرنیں سیاہ ہو گئیں اور دل ہی دل میں یہ سوچنے لگا کیا وہ محسن جدا ہو گیا جو جماعت اہل سنت پر ہمیشہ سحاب کرم بن کر برستا رہا۔ جس کا دل قوم مسلم کے لئے ہمیشہ دھڑکتا رہا۔ جس کی آنکھیں فروغ اہل سنت کے لئے ہمیشہ چھلکتی رہیں، جس کی زبان محبت خدا ورسول کا درس دیتی رہی، ہائے اب ''قال اللہ وقال الرسول'' کے دل نواز نغمے کون سنائے گا۔ ہائے اب فقہ حنفی کے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں کون سلجھائے گا، ہائے اب علم وادب کے گوہر نایاب کون کھلائے گا۔ ہائے اب طریقت ومعرفت کے انمول موتی کون لٹائے گا، ہائے اب فن تفسیر کے نکات کون سمجھائے گا، ہائے اب جزئیات فقہیہ کی باریکیاں کون بتائے گا، ہائے اب صدر العلماء اور مظہر مفتی اعظم ہند کون کہلائے گا، ہائے مفتیان کرام کی قیادت ورہنمائی کون کرے گا، ہائے اب ہمارے جلسوں اور مدرسوں کی سرپرستی کون فرمائے گا۔

اب صبا سے کون پوچھے گا سکوت گل کا راز　　کون سمجھے گا چمن میں نالۂ بلبل کا راز

ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے کلیجہ منھ کو آرہا ہے۔ یقین ہی نہیں ہوتا کہ کل تک جو متین، سنجیدہ اور بارعب شخصیت اپنی نرم گفتاری سے ہمارے دلوں پر حکومت کرتی تھی اس طرح اچانک ہمیں داغ مفارقت دے جائے گی۔ اور ایسی دنیا میں چلی جائے گی جہاں سے کسی کی کوئی خبر نہیں آتی مگر یہ بات ناقابل انکار ہے۔ اسے سواد اعظم اہل سنت کی سستی وکوتاہی سمجھئے یا شخصیت ناشناسی کا نام دیجئے کہ ہم میں ایسی ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیات کی اصل حقیقت اس وقت سامنے آتی ہے جب وہ ہم سے دور ہو جائے اتنی دور جس کو قرآن کریم نے اجل سے تعبیر کیا ہے۔ خداوندا ہمارے شعور کو بیدار فرمائے۔

حضور صدر العلماء سے میری شناسائی کچھ زیادہ پرانی نہ تھی ان کے علم وعمل، تقویٰ وطہارت، خلوص وللہیت، فقہی بصیرت، اخلاق وکردار کی عظمت، اور ندرت افکار کی شہرت تو اپنے اساتذہ اور بزرگوں سے سنتا رہتا تھا۔ مگر ذرا قریب سے دید وشنید کی عمر دو سال سے چند ہی ماہ زیادہ ہوئی ہوگی۔ مدرسہ گلشن مصطفیٰ وجے پارک میں جلسۂ دستار بندی کے موقع پر میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ لیکن اس پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ میں نے عرض کیا حضور! مدرسہ گلشن اسلام جعفر آباد تشریف لے چلیں۔ بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہونا چاہتے ہیں۔ ایک زمانہ سے لوگ آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔ فرمایا صبح ایک جگہ سب کو جمع کر لینا وہیں سب لوگ مرید ہو جائیں گے۔ سحر کا اُجالا پھیلا چاہتا تھا۔ میری آنکھ کا ہے کو لگ جاتی۔ وقت مقررہ پر گاڑی لے کر وجے پارک پہنچ گیا۔ آپ، حاجی صغیر احمد صاحب صدر مدرسہ گلشن مصطفیٰ کے مکان پر ناشتہ میں مشغول تھے۔ میں خاموش کھڑا ہو گیا، فرمایا آ گئے۔ میں نے ہاں کہتے ہوئے سر ہلا دیا۔ گاڑی پر حضرت کو بیٹھایا اور روشن ضمیر بزرگ میر کارواں کی معیت میں یہ مختصر سا قافلہ خادم دین وملت جناب حاجی عابد

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاں صاحب کے مکان پر ٹھہر گیا۔ تمام لوگ چشم براہ پہلے سے ہی تھے، گل پوشی ہوئی اور بڑے سکون کے ساتھ سب لوگوں کو داخل سلسلہ فرمانے کے بعد ماحضر تناول فرمایا۔ کھانے سے فراغت کے بعد مجھ سے فرمانے لگے مولانا! آپ کا مدرسہ کہاں ہے؟ چلئے مدرسہ میں آرام کیا جائے گا۔ ہم سب لوگ حضرت کو لے کر مدرسہ پہنچ گئے۔ اب یہ خبر جنگل کی آگ طرح پورے علاقہ میں پھیل گئی، خدا جانے کیا کشش تھی اس رخ زیبا میں جس کی زیارت کے لئے پورا علاقہ اُمڈ آیا۔ پلک جھپکتے ہی لوگوں کا جم غفیر لگ گیا۔ میں نے ہر چند گذارش کی کہ رات کو حضرت نے آرام نہیں کیا ہے۔ آرام کرنے دیا جائے مگر لوگ تھے کسی بات پر کان دھرنے کو تیار نہیں۔ دیوانوں کی طرح زینے پر چڑھے آرہے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور لوگوں کا تانتا لگا ہوا ہے، ہزاروں مشتاقانِ دید آپ کی اجازت کے منتظر ہیں۔ اگر حکم ہو تو اندر بلا لوں۔ ارشاد فرمایا، صرف ملاقات کے لئے بلا لو۔ مرید بعد مغرب کروں گا۔ لوگ آتے جاتے رہے آمد و رفت کا یہ سلسلہ تقریباً ایک گھنٹہ تک چلتا رہا۔

جب ماحول پُر سکون ہوا اور لوگوں کا سیلاب تھما اس کے بعد کیا ہوا؟ یہیں پر آ کر ہاتھ رُک جاتے ہیں، قلم ٹھہر جاتا ہے، دل بے قرار، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ حواس باختہ اوسان خطا ہو جاتے ہیں جب وہ جملے میرے حافظے سے ٹکراتے ہیں جو حضرت نے مدرسہ گلشن اسلام میں تمام احباب کے سامنے مجھ سے فرمائے تھے۔ ”کہ مولانا یہاں بہت آرام ہے بڑی پرسکون جگہ ہے۔ دہلی جب بھی آنا ہوگا یہیں قیام ہوا کرے گا۔“ میں نے عرض کیا حضور یہ تو میرے لئے افتخار کی بات ہے یقیناً میں اپنی سعادت مندی سمجھوں گا۔ میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے ادارے کی سرپرستی قبول کرنے کا عریضہ لگا دیا۔ مسکراتے ہوئے فرمایا لے آؤ قلم کاپی۔ میں نے حاضر کر دیا فرمایا قلم اپنے ہاتھ میں لو اور میں جو بول رہا ہوں لکھو۔ میں نے عرض کیا حضور خود تحریر فرما دیں تا کہ وہ تحریر میں یادگار اور نشانی کے طور پر محفوظ کر لوں۔ فرمایا مولانا ہم بہت لکھ چکے۔ قلم چلاتے ہیں تو ہاتھ ہلنے لگتا ہے۔ تحریر صاف نہیں آپاتی۔ میں نے قلم اٹھایا اور سراپا ہمہ تن گوش بن کر بیٹھ گیا۔ اس زبان فیض ترجمان سے جو گلہائے آبدار جھڑے تھے اس طرح تھے۔

”آج بتاریخ ۱۳ر شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ کو مدرسہ گلشن اسلام واقع گلی نمبر ۱۹ر جعفر آباد میں حاضری ہوئی۔ یہاں کا نظم و نسق دیکھ کر خوشی ہوئی، یہاں کے اراکین مدرسہ نے اس مدرسہ کی سرپرستی اس ناچیز کے سپرد کی اللہ کے بھروسہ پر میں بھی اس پیش کش کو قبول کرتا ہوں مولائے کریم اس مدرسہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور اراکین مدرسہ کو فیوض و برکات سے مستفیض کرے۔ (آمین)

تحسین رضا غفرلہٗ ۱۳ر شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

بعد مغرب طلبہ کو بلایا سب کو ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اساتذہ اور اراکین کی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ اس حساس معاملہ پر دکھ کے آثار آپ کے رخ زیبا پر صاف عیاں تھے۔ چند مخربین دین و ملت کے روبرو حضرت کے تیکھے تیور سے ہمارے دلوں میں یہ امید جاگ اٹھی تھی کہ اگر حضرت کے اسی طرح کے چند دورے مسلسل ہو گئے تو یہ کام پایہ تکمیل کو جلد پہنچ جائے گا۔ مگر واحسرتا! وقت کب اور کہاں کروٹ بدل دے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یہ دو سال کا عرصہ کیسے سمٹ گیا پتہ ہی نہ چل سکا۔ ایسے میں یہ احساس ہمیشہ رُلاتا رہے گا کہ کاش وقت کی نبض تھم جاتی یا گردش

www.muftiakhtarrazakhan.com

کائنات رُک جاتی۔ کسے خبر تھی کہ وہ شمع فروزاں جسے مسائل کی تیز وتند آندھیاں بھی بجھانے کی جسارت نہ کرسکتی تھیں۔ اجل کے ایک جھونکے سے اپنے وجود کی جنگ ہار جائے گی۔ جب جب ان کی یاد آئے گی آنکھیں اشکبار ہوجائیں گی کیوں کہ وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع ہی نہیں دلوں کے فاتح بھی تھے۔ سانحہ صرف یہ نہیں ہے کہ حضور صدر العلماء ہمارے درمیان نہیں رہے۔ بلکہ اصل سانحہ تو یہ ہے کہ اب ان سا دوسرا بھی کوئی نہیں۔ ستارے ٹوٹتے جارہے ہیں۔ تاریکی بڑھتی جارہی ہے میکشوں کا اُٹھ جانا تو سانحہ ہے ہی میکدے کی ویرانی اس سے بڑا سانحہ ہے۔

۲۰ راگست ۲۰۰۷ء فقط ضیاء المصطفی قادری صدر مدرس مدرسہ گلشن اسلام جعفرآباد دہلی

صدر العلما شریعت وطریقت کا سنگم

مولانا مشکور احمد قادری

اس دار فانی کو نہ جانے کتنے پاک باز بندوں نے اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی اور اپنی حیات مبارکہ کی متعینہ ساعتیں گذار کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو ناقابل فراموش ہیں۔ ''یاایتھاالنفس المطمئنۃ، ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ'' ۔(سورۂ فجر ۲۸/۸۹) کے جام سے سرشار ہوگئے۔ یہ پاک طینت فرزندان توحید جب تک دنیا میں بقید حیات رہے زمانہ ان کے علم وفضل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت اور خشیت الٰہی کا قائل رہا۔

کائنات ان کے فیوض وبرکات کے ساحل ناپیدا کنار سے اپنی تشنہ لبی کو سیراب کرتی رہی۔ اور جب یہ حضرات اس خاکدان گیتی سے رحلت فرماگئے تو ان کے مزارات پرانوار اور ان کی آرام گاہیں اہل محبت اور اصحاب الفت کا مرکز التفات اور راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے مینارۂ نور وہدایت ثابت ہوئیں۔

یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ خدمت خلق، اشاعت مسلک حق، تبلیغ دین مبین، ترویج سنت کریمہ ﷺ، احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے وقف کررکھا تھا۔

مجھے یاد ہے وہ زمانہ جب راقم ۲۰۰۳ء میں جامعہ نوریہ رضویہ میں طالب علم تھا حضور صدر العلما کے دیدار پرانوار سے خود کو کتنی بار مشرف کیا ہوگا؟ اس کا اندازہ نہیں۔ خاکسار نے حضور کے شب وروز کو بڑی قریب سے ملاحظہ کیا ہے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ انہیں حق گو، حق پسند، اور پاکباز نفوس قدسیہ میں مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما حضرت علامہ مفتی شاہ محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی ذات والاصفات بھی تھی۔ آپ اپنے وقت کے متبحر عالم دین، متبع شریعت وسنت، ولی صفت، درویش خصلت، صاحب علم وفضل، ماہر فقہ وافتاء نیز بلند پایہ متقی وپرہیزگار تھے۔ حضور صدر العلما جہاں بیشمار خوبیوں کے حامل تھے وہیں اخلاق وکردار کے پیکر تھے۔ نیچر کے ایسے حسین جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ جس طرح علماء ومفتیان کرام سے ملاقات کے وقت اخلاق کریمانہ کا نمونہ پیش کرتے تھے اسی طرح ایک عام آدمی سے بھی خندہ پیشانی کا اظہار فرماتے۔ متعلمین اور بچوں سے خلق جمیل کے ساتھ محو گفتگو ہونے کا تو جواب نہیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

تھا۔

اک سال تک برابر حضرت کی بارگاہ سے اکتساب فیض کرتار باروزانہ آپ کے دیدار سے مشرف ہوتا۔آپ سے شرف کلامی حاصل کرتا۔لیکن کسی گوشہ کسی لمحہ اور کسی بھی وقت آپ کو کسی سے ترش روئی سے پیش آتے نہ دیکھا۔

اسلام کا وہ بطل جلیل اور استقامت کا جبل عظیم، جس کے در کی جبیں سائی وقت کے بڑے بڑے مسند نشینوں نے کی اور کر رہے ہیں وہ صدر العلما و شریعت وطریقت کا حسیں امتزاج تھا۔ جہاں پر تشنہ لب کو سیرابی و آسودگی کی دولت گراں مایہ ملتی تھی اور تا قیامت ملتی رہے گی۔ میرا مرشد برحق تھا۔ پیر کامل تھا، رہبر شریعت تھا۔ آہ! میرے پاس الفاظ نہیں کہ جنہیں اس بارگاہ میں نذر کرکے دل بچین کو کچھ تسلی دوں، اب ہمارے آنسو کون پونچھے گا؟ ہمارے بے صبر دل کو کون دلاسہ دے گا؟ لمحہ لمحہ تمہاری یاد ہمیں ستاتی رہے گی۔ عالم اسلام کو ایک نیا جوش دینے والا اسلام کے پودے کو اپنے کردار وعمل، خطاب وتحریر سے سینچنے والا، شریعت مصطفیٰ کی پیروی کرنے والا، امام اہل سنت کی نیابت کرنے والا۔ مفتی اعظم ہند کی خلافت کی لاج رکھنے والا، علماء کے سر کو بلند رکھنے والا، اس دنیائے فانی سے کوچ کر چکا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت اہل سنت کو اس کا متبادل اور عاشقان رضا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

گدائے باب تحسین۔ محمد مشکور احمد قادری، جعفر پوری

جس پور۔ یو۔ ایس۔ نگر۔ اتراکھنڈ بھارت

''وہ دھوپ اور تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے''

سید محمد اسرائیل رضوی

خاکسار سے بھی کہا گیا کہ حضرت صدر العلما کے تعلق سے وہ بھی کچھ لکھے جب کہ خاکسار مضمون نگاری کے اصول اور تصنیف و تالیف کے قواعد سے واقف ہی نہیں ہے۔

اگرچہ گذشتہ تیس پینتیس سال سے صدر العلماء کی خدمت میں مجھے، اکثر و بیشتر حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہی، مگر مجھ میں یہ صلاحیت کہاں جوان جیسے بحر العلوم استاذ الاساتذہ صدر العلماء فضائل حمیدہ اور اخلاق جمیلہ کے حامل عالم باعمل کے بارے میں کچھ لکھ سکوں۔ تاہم کچھ حضرات کے اصرار پر اوران کے قرب خاص نے مجھے مجبور کر دیا کہ چند سطور رقم کروں۔ خدا کرے ان کی بارگاہ میں یہ سطور پسند آئیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

پاک طینت، صاف باطن، سادہ لوح انسان۔ کم گفتن، کم خوردن، کم خفتن پر سختی سے پابند، سادہ لوحی کا یہ عالم کہ ہر چھوٹے بڑے سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ ہر ایک کے دکھ درد سنتے اور تسلی و تشفی دیتے اور تعویذ و دعا سے نوازتے تھے۔ سادہ لیکن صاف ستھرا لباس پسند فرماتے، موسم کے لحاظ سے لباس زیب تن فرماتے: خود سے کسی کے یہاں نہ جاتے، جانے آنے میں احتیاط برتتے، اُس کے یہاں پہلے جاتے جس کی دعوت قبول فرماتے۔ بھلے ہی وہ غریب آدمی ہو۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص تھری وہیلر ٹیمپو لایا جبکہ دوسرے

www.muftiakhtarrazakhan.com

صاحب کار لائے۔ آپ کار میں نہیں بیٹھے بلکہ تھری وھیلر میں ہی سوار ہوئے اور فرمایا چونکہ وہ پہلے آیا لہٰذا اس کو سبقت دینا ضروری ہے۔
میزبان حسب حیثیت جو بھی پیش کرتا اس مقصد سے کہ اس کی دل آزاری نہ ہو تناول فرما لیتے تھے۔ کروفر اور جاہ وحشم ناپسند فرماتے۔ ہمیشہ فرش و دسترخوان پر ہی کھانا کھاتے حتی کہ آپ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی میں جبکہ بارات بمبئی سے آئی تھی مہمانوں کے کھانا کھانے کے لئے فرش و دسترخوان کا ہی اہتمام کرایا تھا۔ ہر وہ چیز جو قبض کردے یا دست آور ہو یا خشکی پیدا کرے، اس سے پرہیز فرماتے۔
نیند بمشکل آتی۔ کلاک یا ٹائم پیس کی ٹک ٹک بھی آپ کو ناگوار لگتی۔ جب کئی دن تک نیند بھر نہ سو پاتے تو کوئی ہلکی سی نیند آور دوا لے لیتے۔ اور ہلکی اس لئے کہ نماز فجر قضا نہ ہو جائے۔ ان کے ایک ہم عمر بچپن کے ساتھی شفن خاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب نینڈ کی کمی کی وجہ سے پریشان ہو جاتے اور مریدین و معتقدین اور محبین کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا تو کسی طرح سے خاموشی سے گھر سے نکل آتے اور شفن خاں صاحب موصوف کے گھر آرام کرنے کے لئے پہونچ جاتے۔ ان کا فرمانا یہ ہے کہ الارم کی گھڑی ان کے پلنگ کے پاس اسٹول پر اس لئے رکھ دی جاتی تاکہ وہ نماز کے وقت اٹھ سکیں۔ تھوڑی کروٹیں بدلنے کے بعد فرماتے شفن میاں اس کی ٹک ٹک سونے نہیں دیتی۔ اسے دور ہٹا دو۔ تو میں اسے دور رکھ دیتا۔ چند منٹ کے بعد پھر فرماتے اب بھی نیند نہیں آرہی ہے تو میں اس کو دوسرے کمرے میں رکھ دیتا۔ حضرت کو پھلوں میں کیلا اور پپیتا پسند تھا۔ خوش مزاجی اس قدر کہ ہر ایک سے ہنس کر خندہ پیشانی سے کلام فرماتے۔
ایک بار چند لوگ گوبھی لے کر آئے اور آپ کو نذر کے طور پر پیش کی اور کہا کہ پہلی فصل ہے۔ حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ دعا کی اور اس کے بعد فرمایا ایک شادی میں سہرا پڑھا گیا تھا جس میں ایک شعر یہ بھی تھا......

گلِ گوبھی سے بنالائی ہے مالن سہرا بعد شادی کے یہ ہو جائے گا سالن سہرا

ان کی خوبیاں کہاں تک شمار کرائی جائیں، تفصیلی وضاحت کے لئے دفتر اوراق اور طویل وقت درکار ہے۔ بہر حال ان کے سانحۂ ارتحال سے قوم و ملت کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ اور یہ وہ خلاء ہے جو مستقبل قریب میں پر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اور ہم ان کی شفقتوں، عنایتوں اور نوازشوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ ان میں خوبیاں ہی خوبیاں تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے مریدین، معتقدین اور محبین کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ ان کے چاہنے والے پرانے شہر میں ہی دفن کرانے کے لئے مصر تھے۔ بالآخر ان کی مراد پوری ہوئی۔ حضور صدر العلماء کی آخری آرام گاہ ان کی رہائش گاہ کے قریب ہی محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر میں طے پائی۔
اللہ تعالیٰ نے صدر العلماء کو اپنے فضل و کرم سے فضیلت و ولایت سے نوازا ہی تھا اور اب شہادت کی عظیم نعمت سے بھی نواز دیا جو مرحوم و مغفور کی خوش نصیبی اور فیروز بختی کی دلیل ہی نہیں بلکہ تقرب الٰہی کی بھی دلیل ہے۔ جس نے صدر العلماء کے وقار کو اور مراتب و درجات کو مزید بلند و بالا کر دیا۔ بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ حضرت تحسین ملت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ نیز پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حضور صدر العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت و شہادت اظہر من الشمس ہے۔ ولایت سے متعلق چند باتیں یہاں تحریر کی جارہی ہیں
بریلی شہر کے محلہ کٹ کوئیاں میں رہنے والے یوسف علی کھوئے والے نے ضیافت طعام کی اور اپنے مکان پر بغرض دعائے خیر و برکت حضرت صدر العلماء کو مدعو کیا۔ اس کے کچھ مہینے بعد یعنی جنوری ۲۰۰۶ء میں ان کی اہلیہ عصمت یوسف فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

مکہ معظمہ پہونچیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت حجر اسود کا بوسہ لینا چاہا۔ بوسہ لینا دشوار ہوگیا۔ ان کے ساتھ جو محترمہ تھیں ان سے عصمت صاحبہ نے کہا کہ مجھے بوسہ نہیں مل پا رہا ہے۔ جواب ملا کہ اپنے پیر کا تصور کیجئے۔ عصمت صاحبہ کا بیان ہے کہ اس وقت تک میں کسی کی مرید نہ تھی۔۔ لہٰذا میں نے آنکھیں بند کر کے دعا مانگی کہ اے اللہ العالمین میری مدد فرما میں ابھی کسی کی مرید نہیں ہوں اتنا کہہ کر آنکھ جو کھولی تو صدر العلماء کو وہاں اپنے سامنے پایا اور جوں ہی بوسہ لینا چاہا ان کو بوسہ حجر اسود کی سعادت نصیب ہوگئی۔ دو ایک دن بعد پھر طواف کعبہ کرنے آئیں تو پھر بوسہ ملنا مشکل ہوگیا، پھر اسی طرح دعا مانگی اور جوں ہی تصور کیا صدر صاحب کو اپنے سامنے موجود پایا اور پھر بوسہ کی سعادت حاصل ہوگئی، جبکہ صدر العلماء ان دنوں ہندوستان میں ہی تھے۔ عصمت صاحبہ نے حج سے واپس آتے ہی حضور صدر العلماء سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی، حضرت کی مصروفیت اور مصلحت کی بنا پر وقت اور تاریخ کئی ہفتہ بعد مل پائی۔ حضرت ان کے مکان پر ۷رمئی ۲۰۰۶ء کو بعد نماز عشاء پہنچے میں اور قاری عرفان الحق صاحب۔ سید محمد مزمل صاحب۔ سید بختیار عالم وغیرہم مدعو تھے۔ ضیافت طعام سے فارغ ہو کر حضرت۔ کے سامنے مذکورہ بالا واقع پیش کیا گیا جس پر انہوں نے فرمایا بہت آہستگی سے وسیلہ ہوتا ہے اور جب وہ گھر میں تشریف لے گئے تو نہ صرف عصمت صاحبہ بلکہ ان کے شوہر دیور۔ دیورانی لڑکے لڑکیاں سب ہی داخل سلسلہ ہوگئے۔ اس بات کی راوی عصمت صاحبہ بفضلہ تعالیٰ تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

حضرت صدر العلماء رحمۃ اللہ علیہ کو میانہ روی نہایت پسند تھی، نظام قدرت دیکھئے کہ آپ اپنے والد ماجد علامہ حضرت حسنین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منجھلی اولاد اور منجھلے بیٹے تھے ایک بہن اور ایک بھائی آپ سے بڑے اور ایک بھائی اور ایک بہن آپ سے چھوٹے یہ چاروں بفضلہ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ حسن اتفاق کہ آپ کے والد ماجد بھی اپنے بھائیوں میں منجھلے تھے اور آپ کے دادا استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائیوں میں منجھلے تھے اور یہ تینوں یعنی حضرت تحسین ملت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد ماجد اور دادا صاحب عالم دین اور نعت گو شاعر تھے مزید برآں یہ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا تین بھائی آپ کے والد تین بھائی آپ خود تین بھائی اور آپ کے شہزادگان بھی تین بھائی (حسان رضا خاں، رضوان رضا خاں اور صحیب رضا خاں)

حضور صدر العلما محدث بریلوی نے پرانے شہر میں درس حدیث کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا پوری زندگی پابندی کے ساتھ اس کو جاری رکھا۔ حضرت موصوف نے آخری درسِ قرآن وحدیث حسب معمول مسجد چھ مینارہ کانکر ٹولہ بریلی میں ۲۷رجولائی ۲۰۰۷ء بروز جمعہ صبح ساڑھے چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک دیا، جبکہ اس دن بارش ہو رہی تھی اور صرف نو صاحبان ہی آئے تھے۔ اس سے حضرت موصوف کی ذمہ داری کے احساس اور درس سے رغبت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے اور یہ تبلیغ دین کا سب سے اچھا ذریعہ بھی ہے اس کے بعد ۳راگست ۲۰۰۷ء کو درس نہیں ہوسکا جو صبح ساڑھے چھ بجے سے ہوتا تھا کیونکہ حضرتِ موصوف ۲راگست ۲۰۰۷ء کو صبح تبلیغ کے لئے دورہ پر نکل چکے تھے اور سوئے اتفاق اس دن قاضی شہید عالم صاحب قبلہ بعارضہ درد گردہ علیل تھے اور مفتی خورشید مصطفیٰ صاحب کی طبیعت بھی ٹھیک نہ تھی لہٰذا درس ملتوی کر دینا پڑا یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اسی دن تقریباً ۲ بجے یہ تکلیف دہ اور دل خراش خبر ملی کہ ناگپور سے چندر پور بذریعہ کار جاتے ہوئے دورانِ سفر صدر العلماء کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور حضرت شہید ہوگئے۔ اگلے جمعہ یعنی ۱۰راگست، ۱۷راگست اور ۲۴راگست ۲۰۰۷ء کو قاضی شہید عالم صاحب نے درس قرآن وحدیث پابندیٔ وقت سے حسب معمول دیا یہ انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ کیونکہ محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناگپور کے سفر سے پہلے قاضی شہید عالم صاحب کو بلا کر یہ تاکید کر دی تھی کہ درس کا خیال رکھنا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

دسمبر ۲۰۰۲ء میں درس نظامی اور حفظ وقراءت کے لئے حضرت نے ایک مدرسہ کا قیام فرمایا جس کا نام مدرسہ اہل سنت ضیاء العلوم تجویز فرمایا میں نے ایک دن موقع پا کر حضور سے عرض کیا کہ اگر اس کا نام تحسین العلوم یا حسن العلوم کر دیا جائے تو مناسب رہے گا کیونکہ ضیاء العلوم نام کے مدارس اور بھی ہیں اور تحسین العلوم وحسن العلوم سے نسبت آپ کی اور آپ کے خاندان کی ہو جائے گی فرمایا میں یہی تو نہیں چاہتا ہوں کہ مجھ سے یا میرے خاندان سے اس کو منسوب کیا جائے۔

چند یادگاری لمحات

آخری دیدار: ۵/اگست ۲۰۰۷ء بوقت تقریباً ساڑھے آٹھ بجے صبح بروز اتوار ان کے اپنے کمرۂ خاص میں جب کہ ان کا جنازہ وہاں رکھا تھا اور تھوڑی دیر بعد نماز جنازہ کے لئے جانے والا تھا۔

آخری بات: بذریعہ ٹیلی فون ۳۱/جولائی ۲۰۰۷ء بروز سہ شنبہ وقت ساڑھے چار بجے، کیونکہ میں علیل تھا اور ان کی خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔

آخری تفصیلی ملاقات: ۱۸/جولائی ۲۰۰۷ء چہار شنبہ ۸/بجے صبح سے ۹ بجے تک۔ جب میں حاضر خدمت ہوا آپ اپنے مکتبہ مشرق میں تشریف فرما تھے اور مدرسہ جانے کے لئے تیار تھے۔ کار کا انتظار تھا مجھے دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا اچھا ہوا آپ آگئے میں آج شام مہاراشٹر کے دورہ پر جا رہا ہوں۔ دریافت کرنے پر فرمایا حسان میاں ہم سفر ہوں گے۔ اس کے بعد دیگر موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی کہ اتنے میں عارف (ازہری میاں کی کار کا ڈرائیور) کار لے کر آگیا میں بھی حضرت کے ساتھ کار میں بیٹھ گیا اور محلہ مولانگر جو عزت نگر ریلوے کراسنگ سے پہلے ہی ہے تک ان کے ساتھ رہا کار سے اتر کر ان سے مصافحہ کیا اور اپنی منزل کی طرف چل دیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ میرا ان سے آخری مصافحہ تھا۔

آخری میٹنگ: مدرسہ اہل سنت ضیاء العلوم کانکر ٹولہ بریلی کی جنرل باڈی کی ایک اہم میٹنگ ۲۵/مئی ۲۰۰۷ء کو زیر صدارت صدر العلماء منعقد ہوئی جس میں دیگر عہدہ داران واراکین نے شرکت کی اور قاری عرفان الحق صاحب نے قراءت فرمائی جو اتنے اچھے پیارے انداز میں پڑھی گئی کہ سماں بندھ گیا۔ اس کے بعد ۱۹/اگست ۲۰۰۷ء کو جنرل باڈی کی ایک میٹنگ ہوئی جو یہ ایسی میٹنگ تھی جس میں حضرت تشریف فرما نہیں تھے ورنہ قیام مدرسہ سے اب تک حضرت نے ہر میٹنگ میں صدارت فرمائی یہ ایک ایسی میٹنگ تھی جس میں آپ کی رحلت پر تعزیت کی جاتی تھی۔

ان کی اقتداء میں آخری نماز جمعہ: ۸/جولائی ۲۰۰۷ء نئی تعمیر شدہ مسجد (مسجد محمدی واقع چکی والی گلی، جگت پور روڈ بریلی) میں پہلا جمعہ صدر صاحب نے ایک بجے دن پڑھایا جس میں میں نے میرے فرزند نوید اسماعیل اور معشوق حسین صاحب نے شرکت فرمائی۔

آخری ضیافت طعام: ۱۸/فروری ۲۰۰۷ء بروز اتوار بعد نماز عشاء بر مکان حاجی طفیل احمد صاحب قاضی ٹولی بریلی جس میں میں چند محبان صدر صاحب مدعو تھے۔

غریب خانہ پر آخری تشریف آوری: ۲۷/دسمبر ۲۰۰۶ء بعد نماز عشاء بسلسلہ نوشاہ سازی میرے بھتیجے محمد اختر سلمہ اس دن تقریباً تین گھنٹے میرا ان کا ساتھ رہا۔ میرے ساتھ ہی بذریعہ کار بخانہ عروس پہنچے ما حضر تناول فرمایا تقریب نکاح میں شرکت فرمائی نوشاہ عروس کو دعاؤں سے نوازا پھر بذریعہ کار اپنے مکان تشریف لے گئے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کے ساتھ میرا آخری سفر: ۴ر جون ۲۰۰۱ء کو میں قاری عرفان الحق صاحب اور حاجی خالد حسین خاں صاحب بذریعہ کار صدر صاحب کے ساتھ آنولہ (ضلع بریلی کی ایک بڑی تحصیل) پہنچے وہاں کے مسلمانوں نے نہایت ہی گرم جوشی سے حضرت کا استقبال کیا۔ آنولہ میں داخل ہوتے ہی سڑک کے دورویہ لوگ پھولوں کے گجرے لئے کھڑے تھے۔ حضرت کی گل پوشی کرتے جارہے تھے جلوس کی شکل میں آپ کی سواری جن سڑکوں اور گلیوں سے گذر رہی تھی لوگ دیوانہ وار آپ کے دیدار کے لئے کھڑے تھے اور ہر شخص ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا تھا یہاں آپ نے ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جگہ جگہ آپ کا قیام کرایا گیا سینکڑوں کی تعداد میں مرد عورت بوڑھے بچے جوان آپ کے دست حق پرست پر داخلِ سلسلہ ہوئے جبکہ بارش ہورہی تھی اور ان کے عقیدت مندوں میں ذرا بھی کمی نہیں آرہی تھی۔ لوگ عقیدت میں اس قدر جذباتی تھے کہ نہ انہیں بارش ستارہی تھی اور نہ ہی انہیں بھوک و پیاس کی پرواہ تھی، بادلِ ناخواستہ ڈبڈبائی آنکھوں سے انہوں نے حضرت کو رخصت کیا اور ظہر کے وقت حضرت بریلی تشریف لاسکے۔

آخری بار حضرت کے ساتھ جامعۃ الرضا جانا: ۲۶ر نومبر ۲۰۰۵ء کو حضرت کے ساتھ میں اور قاری عرفان الحق صاحب بذریعہ کار متھرا پور جامعۃ الرضا پہنچے یہ میرا ان کے ساتھ آخری بار جانا ہوا اگرچہ اس سے قبل بھی مجھے یہ سعادت حاصل ہوتی رہی تھی

نومحلہ مسجد کے بلند دروازہ کا سنگ بنیاد: ماہ اپریل ۱۹۸۱ء میں دن جمعہ کو حضرت نے بریلی کی مشہور و معروف مسجد نومحلہ کے بلند دروازہ کا سنگ بنیاد رکھا اس وقت ان کے ساتھ مولانا حبیب رضا خاں صاحب راقم الحروف رفیق احمد صابری صاحب (مرحوم) جناب بشیر احمد صابری صاحب، جناب عزیز احمد صابری صاحب، جناب مختار احمد انصاری صابری صاحب موجود تھے۔

لکھنے کو اتنا کچھ ہے کہ جس کے لئے ایک دفتر درکار ہے لیکن مضمون کی طوالت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی بات کو یہیں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ آئندہ کبھی کسی شمارہ یا کسی خاص نمبر میں کچھ ایسے واقعات قلمبند کرنے کی کوشش کروں گا جو کہ یہاں لکھنے سے رہ گئے ہیں۔ اگر میرے مضمون میں کسی قسم کی کوئی شرعاً خامی ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمائے۔ سید محمد رائیل بذریعہ عنایت گنج بریلی

جس نے لٹائے علم کے گوہر قدم قدم
جس نے پلائے عشق کے ساغر قدم قدم
جس کو گل رضا نے گل سرسبد کہا
اس گل سے ہیں فضائیں معطر قدم قدم

اُسی گلِ سرسبد کی بارگاہ میں خراج عقیدت کے پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں

ناصر حسین صابری
سخاوت سویٹ ہاؤس
سیلانی چوراہا، بریلی شریف
فون: 9897904393

K.G.N. Palace
کے۔ جی۔ این۔ پیلیس
انشاءاللہ تعالیٰ جنوری ۲۰۰۸ء تک ایک خوب صورت اور وسیع ہوٹل اور شادی ہال آپ حضرات کی خدمت کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔
رابطہ کا پتہ
محمد لئیق خاں
مالیوں کی بلیا، بھارت پیٹرول پمپ کے پاس
شاہجہان پور روڈ، بریلی شریف
فون: 0581-2524039, 9359102821

www.muftiakhtarrazakhan.com

فن شاعری

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما اپنے اشعار کے آئینہ میں

صغیر اختر مصباحی

جملہ اصناف سخن میں نعت گوئی اگرچہ مشکل ترین صنف ہے بقول حسان الہند امام احمد رضا قدس سرہ تلوار کی دھار پر چلنا ہے مگر پرشوق بصیرت ہر دشوار گزار مرحلہ بہ آسانی طے کر لیتی ہے اور شستہ و پاکیزہ اسلوب کے ذریعہ اپنے سرکار کرم، رحمت دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں مخلصانہ و غلامانہ خراج عقیدت پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتی ہے۔

نعت گوئی کا اصل محرک جذبۂ عشق رسول ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو بارگاہ خداوندی سے عشق رسالت کی عظیم دولت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس کے بغیر ایمان و عمل کا کوئی تصور ہے ہی نہیں۔

یہ عشق رسول جتنا زیادہ ہوگا اسلوب بیان، طرز فکر اور مضمون نگاری اتنی ہی مثبت، پائیدار اور نتیجہ خیز ہوگی۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی گرانقدر شخصیت میں یہ دولت بے بہا بدرجہ اتم تھی، ان کے عشق رسالت کو ان کے ان اشعار سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، فرماتے ہیں۔

الروح فداك فزد حرقا، يك شعله دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا، یہ جان بھی پیارے جلا جانا

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

جان ہے عشق مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا ۔۔۔ جس کو ہو درد کا مزہ، ناز دوا اٹھائے کیوں

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے، جلنے سے چھٹے سستے ۔۔۔ جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

ممدوح محترم صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ نے عشق رسول کا سرمایہ اپنے اجداد سے وراثت میں پایا اور اس سرمایہ نے فکر رسا کو ذوق نعت بخشا۔ آپ کی فکر رسا سے نکلنے والا پہلا شعر ہمارے دعوی کا بین ثبوت ہے۔ فرماتے ہیں۔

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہونچا میں دم بھر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں

اس کا پس منظر یہ ہے کہ مبلغ اسلام مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی صاحب (جو آپ کے مخلص دوست اور عزیز ساتھی تھے) نے ایک طرح مصرع پر لکھنے کو مجبور کیا تو آپ نے اس کا پہلا شعر یہ تحریر فرمایا اور یہیں سے آپ کی شاعری کا آغاز ہو گیا۔

یوں تو صدر العلما کی کی شاعری بہر لحاظ گوناگوں خوبیوں کی جامع ہے اور ہر پہلو سے اس پر گفتگو کی جا سکتی ہے مگر اس موقع میں ان کا ایک خاص رنگ ظاہر کرنا چاہتا ہوں یعنی مدینہ منورہ سے غایت درجہ وابستگی اور یہ سب کچھ ان کے اشعار ہی کی روشنی میں ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

بلفظ دیگر "ان کی کہانی ان کے اشعار کی زبانی" یعنی اب جو اشعار استعمال کئے جائیں گے وہ حضرت صدر العلما ہی کے ہیں۔

آپ وقتاً فوقتاً طبع آزمائی فرماتے رہے، آپ کا کلام اہل علم طبقہ میں پسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا رہا، احباب و متعلقین تو اپنی جگہ خود حضور مفتی اعظم ہند خوب خوب پسند فرماتے۔ ایک مرتبہ جب آپ نے اپنی منظوم نعت پاک جس کا مطلع ہے۔

جس کو کہتے ہیں قیامت، خلد جس کا نام ہے
درحقیقت ان کے دیوانوں کا جشن عام ہے

حضور مفتی اعظم ہند کی موجودگی میں سنائی، حضرت بہت محظوظ ہوئے جب مقطع پڑھا تو حضرت نے فرمایا! اچھا تمہارا کلام ہے میں تو سمجھ رہا تھا کہ چچا جان (استاذ زمن) کی کوئی غیر مطبوعہ نعت ہے۔

وہ کوئی اور عشق ہوتا ہے جو زیاں اور تباہ کاری کا سبب ہوتا ہے، عشق رسول تو بہر صورت بار آور اور نفع بخش ہوتا ہے، اگر جذبۂ عشق کامل ہو تو دنیا کی ہر شئی بے رنگ و نور نظر آتی ہے، عاشق رسول غموں سے آزاد ہو جاتا ہے، وہ ایسا پختہ خیال اور ثابت قدم ہوتا ہے کہ آلام و مصائب روزگار اس کے جذبات کو سرد نہیں کر پاتے ہیں، وہ محبت میں غرق رہتا ہے، اس کو فنائیت و فدائیت کا مقام بلند حاصل رہتا ہے۔ وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوتا ہے کہ۔

مرے دل میں محبت ہے، مرا دل ہے عبادت میں
تصور میں مدینہ ہے، میں ہوں ہر وقت جنت میں

یا بلفظ دیگر۔

طیبہ کا تصور کیا کہئے، اک کیف کی حالت ہوتی ہے
جس سمت نگاہیں اٹھتی ہیں، بس سامنے جنت ہوتی ہے

اس کی ایک یہ بھی خواہش ہوتی ہے۔

یارب دل تحسین کی بھی برآئے تمنا آجائے بلاوا در سرکار کرم سے

اور اپنی ہر آرزو کا نچوڑ یوں بتاتا ہے۔

مری ہر آرزو کا ماحصل تحسین بس یہ ہے کسی صورت پہنچ جاؤں میں دربار رسالت میں

کبھی دل کا حال زار یوں بھی کہہ دیتا ہے۔

طیبہ کی بہار دلکش کا جب تذکرہ کوئی کرتا ہے
اس وقت مریض الفت کی کچھ اور ہی حالت ہوتی ہے

بلکہ یوں بھی کہہ اٹھتا ہے۔

احساس فزوں جب ہوتا ہے اس باب کرم سے دوری کا
وہ قلب ہی جانے بیچارہ جو قلب کی حالت ہوتی ہے

اور اسے کبھی یہ تک کہنا پڑتا ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

زیارت روضۂ سرکار کی اک بار ہو جائے
پھر اس کے بعد چاہے یہ نظر بے کار ہو جائے

اللہ کریم بڑا کارساز ہے، دلوں کا راز داں ہے، اس کی سرکار میں جذبۂ صادق کی حقیقی قدر ہے، اس کے یہاں دیر ہو تو ہو مگر اندھیر کبھی نہیں ہے۔ آخرش دعا قبول ہو کر مژدۂ جانفزا سناتی ہے، وہ رخت سفر باندھکر پروانہ وار چل دیتا ہے اور یہ کہہ کر سفینہ پر سوار ہو جاتا ہے۔

کرم ان کا اگر اپنا شریک کار ہو جائے
تلاطم خیز طوفانوں سے بیڑا پار ہو جائے

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تیز وتند اور سرکش موجوں کی زد پر آ کر صحیح وسالم کشتیاں بھی حوصلہ کھو بیٹھتی ہیں مگر ہر طوفان بلا کو خاموش کر دینے والی ایک نگاہِ معتبر کے سہارے شکستہ وناہموار کشتیاں بھی کنارے لگ جاتی ہیں، ذرا دیکھیں کہ وہ اس نگاہ معتبر پر اعتماد کر کے کس بے اعتنائی و بے نیازی سے عرض مدعا کر اٹھتا ہے۔

مجھے پرواہ نہیں موجیں اٹھیں، طوفان آ جائیں
شکستہ ہے اگر کشتی تو غم کیا؟ ناخدا تم ہو

اور کبھی یوں بھی کہتا ہے۔

مجھے پرواہ نہیں موجیں اٹھیں، طوفان آ جائے
نگہبان دو عالم میری کشتی کا نگہباں ہے

کیونکہ وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے۔

ڈوبنے والے نے ان کا نام نامی جب لیا
موج ساحل بن گئی، طوفاں کنارا ہو گیا

اپنے رب کے فضل وکرم اور اپنے رسول کے لطف اعم سے وہ ہر دشوار گزار مرحلہ طے کرتا ہوا حدود حرم میں قدم رکھتا ہے، لیجئے اب وہ مکہ معظمہ میں داخل ہو رہا ہے دیکھتے ہی دیکھتے مسجد حرام میں داخل ہو گیا، سامنے خانہ کعبہ ہے، شوق عبادت محو نیاز ہے، جبیں عقیدت بیتابانہ سجدے کئے جا رہی ہے، کیف وسرور اور رحمت ونور کے دلاویز مناظر اس کے ذوق عبادت کو پروان چڑھاتے ہیں، بارگاہ عظمت میں سجدوں پہ سجدے کئے جا رہا ہے، یہ اس کا روزمرہ کا عمل ضرور ہے مگر اس کی تلاش کچھ اور ہے اسی جستجو میں در ودیوار حرم سے کان لگا دیتا ہے، ایک طرب انگیز صدا نے دل کی دھڑکنیں تیز کر دیں، کہنے والے نے کیا کہا؟ سننے والے نے کیا سنا؟ لیجئے لیجئے وہ آپ کو بھی سناتا ہے۔

دیکھو مری آنکھوں سے در شاہ امم کو
آتی ہے صدا یہ در ودیوار حرم سے

صدا کیا آئی؟ بے چینی اور بڑھ گئی، دل نے وہ ہنگامہ برپا کر دیا کہ رکنا مشکل ہے۔ آخر دل کی مراد پوری ہوئی، مدینہ منورہ کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

لئے رخت سفر باندھا اور چلدیا۔شوق کا عجب عالم ہے مستانہ وار چلا جارہا ہے، مدینہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے، راستے کے دل ربا مناظر جذبات کو اور بھڑکا رہے ہیں کیوں کہ

ع نظر میں جذب ہیں رنگینیاں گلزار طیبہ کی

حالانکہ وہ دل کو تسلیاں دیتا جارہا ہے، لیجئے اس کی تسلی کا انداز دیکھیں۔

دل کو یہ کہکر رہ طیبہ میں بہلاتا ہوں میں
آ گئی منزل تری بس اور اک دو گام ہے

دشت طیبہ پر نظر پڑتی ہے، طرب انگیز اور کیف ساماں مناظر دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے۔

طرب انگیز ہے، راحت فزا ہے، کیف ساماں ہے یہ کوئی گلستاں ہے یا مدینے کا بیاباں ہے

یا یوں سمجھ لیں۔

جس نے دیکھا بیابان طیبہ اس کو رضواں کی جنت نہ بھائی

طرح طرح کے خیالات سطح ذہن پر مرتسم ہوتے ہیں، وہ یوں بھی کہتا ہے۔

جو مجنوں بن کے کھو جائے خیال دشت طیبہ میں اسے آغوش میں لینے نہ کیوں خلد بریں آئے

پھول تو پھول وہ یہاں کے کانٹوں کا بھی احترام کرتا ہے وہ بھی اس شان سے۔

دیار پاک کے کانٹوں سے کر کے دوستی ہمدم ریاض خلد کے پھولوں کو اپنا رازداں کرلیں

اب مدینہ بالکل سامنے ہے، وہ وارفتہ شوق چلا جارہا ہے مگر دل کی بے چینی تھمنے کا نام نہیں لیتی، آخر اسے کہنا پڑتا ہے۔

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہونچا میں دم بھر میں تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں

وہ پہونچ بھی گیا، خوشگوار اور مشکبار شاہراہوں سے گزر کر در نبی پر پہونچ جاتا ہے۔محبوب کا در جنت سے کم نہیں ہوتا وہ اب جنت میں داخل ہورہا ہے۔

مگر پاؤں بوجھل ہیں، خیالات منتشر ہیں کچھ بھی کہہ پانے کی ہمت نہیں ہے، بہت کچھ کہنے آیا تھا میں اب کچھ بھی کہنے کی سکت کھو بیٹھا ہے، حالانکہ یاد سب کچھ ہے مگر کہے تو کیسے؟ رقت طاری ہے لرزہ براندام ہے اور زبان گنگ ہے، اپنی ساری ہمتوں کو یکجا کیا اور سراپا فریاد بن کر عرض گزار ہے۔

وہ سنتے ہیں زمانہ سرگزشت غم سناتا ہے ذرا موقع جو مل جائے تو کچھ ہم بھی بیاں کرلیں

اور موقع ملتے ہی فوراً عرض کردیتا ہے:

تمہارا نام لیوا ہے گدائے بے نوا تحسین
کرم کی اک نظر اس پر بھی اے سرکار ہوجائے

دعا حقیقت بن جاتی ہے اور نگاہ کرم اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ گدائے بے نوا کو شرف یاب کرتی ہے پھر کیا؟ مچل کر کہہ اٹھتا ہے......

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

مری جانب نگاہ لطف سردار رسولاں ہے
مقدر پہ میں نازاں ہوں مقدر مجھ پہ نازاں ہے

اس نگاہ کرم نے اسے اپنی پہلی حالت پر لوٹا دیا۔ ایک بار پھر آستان اقدس پر نظر پڑتی ہے دل کی حسرت انگڑائی لیتی ہے اپنی جبین شوق کو مزید پر وقار بنانے کیلئے اپنی دلی خواہش کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔

وفور شوق میں مل کر جبین کو آستانے سے
نشان سجدۂ توحید کو جنت نشان کر لیں

مگر نشان توحید کو جنت نشاں کریں تو کیسے؟ کیا پیشانی اس قابل ہے بھی؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں! پیشانی اس قابل ہے ہی کہاں۔

منظور نہیں ہے کہ وہ پامال جبیں ہو
یوں سجدہ کرایا نہ در پاک پہ ہم سے

اس بارگاہ کی حاضری کیلئے تسکین خاطر بھی ضروری ہے، جس کے لئے کوشش جاری ہے، دل کو سمجھا بجھا کر در دولت پر بٹھا دیا اور بے قراری دل کو قرار آنے لگا، دنیا سے بے نیاز بارگاہ کرم میں حاضر رہ کر مختلف خیالات کے سہارے محو گفتگو ہے مثلاً۔

امام الانبیاء تم ہو ، رسول مجتبی تم ہو
جو سب کے پیشوا ہیں ان کے آقا پیشوا تم ہو

اور کبھی یہ کہتا ہے۔

تری ذات مبارک وجہ تخلیق دو عالم ہے
یہ الفاظ دگر تیرے لئے دنیا و دیں آئے

کبھی خیال اور بلند ہو جاتا ہے۔

روئے انور کا تصور، زلف مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے

پر کیف نظاروں میں گم ہے، اٹھنے کو جی نہیں چاہتا، جرأت شوق یہاں تک بڑھی کہ ہنگامہ محشر کو بھی خطاب کر دیا۔

بیٹھے ہیں یہاں چھوڑ کے نیرنگی عالم
ہم کو نہ اٹھا حشر در شاہ امم سے

لیکن وہاں بیٹھے رہنا اپنے اختیار میں نہیں، اٹھنا ہی پڑتا ہے، بادہر آیا آخر کار اٹھتا ہے، اب روضہ انور کا بیرونی اور بالائی منظر سامنے ہے، رحمت ونور کی موسلا دھار بارش نے ہر ایک منظر کو سیس تر بنا دیا ہے، گنبد خضرا کے طلسماتی نظارے کتنے پر کشش ہیں لبوں پر درود پاک کا مبارک ورد ہے اور آنکھوں میں جمال گنبد خضرا کے دلاویز نظارے، وجدانی کیفیت بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ ایسے میں دل کی حسرت جاگی، لب اظہار کو قوت گویائی ملتی ہے تو یوں۔

لب پر ہو درود اور ہوں گنبد پہ نگاہیں
ایسے میں بلاوا مرا آجائے عدم سے

کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ یہ بلاوا کس شان کا ہے؟ یہاں کا لکا ہوا سیدھے سیدھے فردوس بریں پہونچتا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ع مدینہ سے جو ہم نکلے تو فردوس بریں آئے

بہر حال یہ پر شوق حاضری روزمرہ کا معمول ہوگئی، ذکر وفکر نبی کی محفلیں آراستہ ہیں، کس خوش عقیدگی سے آقا کا ذکر ہو رہا ہے، سماں بندھا ہوا ہے، کیف آور جھونکوں سے مشام جاں معطر ہے، متاثر ہو کر عرض گزار ہوتا ہے۔

سکون پرور ہیں لمحے ذکر آقائے دو عالم کے
الٰہی زندگی وقف غم سرکار ہو جائے

شب و روز اسی ماحول میں گزرتے رہے، آخر کار واپسی کی خبر سننے کو مل جاتی ہے، اف! کتنی روح فرسا ہے یہ خبر! آہ کتنی کربناک ہے یہ خبر! سیاسی اور قانونی مجبوریاں نہ ہوتیں تو کون جاتا یہاں سے؟ لیکن جاتے جاتے کچھ اپنا مدعا بھی عرض کر دوں۔

اگر عکس رخ سرکار کی ہو جلوہ آرائی
مرے دل کا سیہ خانہ زار ہو جائے

بلکہ حضور!

عطا فرمایئے آنکھوں کو میری ایسی بینائی
نظر جس سمت اٹھے آپ کا دیدار ہو جائے

اب اپنے وطن واپس ہو رہا ہے، لرزتے ہونٹوں، برستی آنکھوں اور دھڑکتے دل سے روضۂ اقدس کو الوداع کہتا ہے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ہونٹوں پر سجا ہوا ہے، نبی نبی کی صدائیں جاری ہیں، زبان بول رہی ہے مگر دل خاموش اور اداس ہے، اپنی محرومی اور تشنہ کامی کا احساس رلا رہا ہے، اتنے میں کوئی پر لطف آواز آتی ہے۔

ساقی کوثر کا نام پاک ہے ورد زباں کون کہتا ہے کہ تحسین آج تشنہ کام ہے

دل تحسین نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اپنے نبی پاک کے دامن خطا پوش و کرم نواز دیکھ کر بے پایاں مچل کر عرض کرتا ہے۔

مرحبا اے وسعت ذیل خطا پوش نبی
عاصیوں کو منہ چھپانے کا سہارا ہو

☆☆☆☆☆

صغیر اختر مصباحی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدر العلما کی تقدیسی شاعری........ایک جائزہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف

بقیۃ السلف حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......تخلص:۔ تحسین

ولادت: ۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء وصال:۔ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء

اپنے جد امجد حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ اور ان کے برادر بزرگ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نیز شاہزادگان امام احمد رضا (حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ مولانا حامد رضا خاں اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قدست اسرارہم) کے فضل وکمال اور علم وفن کے وارث وامین تھے۔ آپ کو شاعری ورثے میں ملی تھی۔

نعت گوئی کا محرک اصلی حضرت منعوت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت وعقیدت ہے۔

اور اسی عشق وعقیدت اور واردات قلبی کے اظہار میں ناعت وصف نبوی کے گل ویاسمن کھلاتا ہے اور وہ خود اپنے وجود کو سرشار وشادکام کرنے کے ساتھ ساتھ غلامان مصطفیٰ کے ایمان وعقائد کو سرسبزی وشادابی اور عطر بیزی عطا کرتا ہے۔

حضرت علامہ تحسین رضا کی شعر گوئی کے رویے کی بابت صرف اتنا عرض ہے کہ خاندان کے ادبی ماحول اور دیگر نعتیہ مشاعروں اور نشستوں میں شرکت اور ان میں دیئے جانے والے طرحی مصارع نے آپ کو شعر گوئی کی طرف مائل کیا اور اس طرح آپ کا شعری ذوق جلا پانے لگا۔ آپ کے صدیق محترم حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اشعار کہا کرتے تھے۔

نیز دوسرے ساتھیوں کو بھی شعر گوئی کو شوق تھا۔ ایک طرحی مشاعرہ کے لئے علامہ خوشتر صاحب نے آپ سے بھی مصرع طرح پر کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔ آپ نے جو مطلع لکھا وہ اس طرح تھا۔

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں تجسس کروٹیں یوں لے رہا ہے قلب مضطر میں

یہ شعر جب خوشتر صاحب نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو دکھایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کو بلا کر داد وتحسین دی۔ اس طرح آپ وقتاً فوقتاً اشعار کہتے رہے۔

حضرت تحسین نے نعتوں کے علاوہ ''دعائیہ اشعار'' بھی لکھے ہیں اور منقبت بھی لکھی ہے۔ آپ کے دعا مانگنے کا انداز دیکھئے۔ اپنے لئے اپنے خدا اور سارے جہان کے رب سے کچھ نہ مانگ کر امت مسلمہ کی فلاح وصلاح طلب کرتے ہیں۔ اس سے آپ کے دینی وملی درد اور جذبۂ غلبہ اسلام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ملاحظہ کیجئے: دعائیہ اشعار

خدایا مرادوں سے دامن کو بھر دے جنون محبت دے ذوق نظر دے

www.muftiakhtarrazakhan.com

بدل دے نوشتے وہی دور کر دے علی کی سی ہیبت شکوہ عمر دے
پڑے جو بھی مشکل وہ آسان کردے مسلماں کو پھر سے مسلمان کردے

حضرت تحسین کو عصر حاضر کے مسلمانوں کی شکست وریخت کا شدید احساس ہے

قوم کی بدحالی، بے عملی اور انحطاط سے آپ حد درجہ دردمند نظر آتے ہیں اور اس عالم میں کائنات گیر اقتدار کے مالک اور دستگیر اعظم، رسول معظم ﷺ سے اس طرح التجا کرتے ہیں۔

مدد فرمایئے آقا پریشاں حال امت کی کہ شور المدد برپا ہے بیچاروں کے جھرمٹ میں
لرز جاتی ہے ہر موج بلا سے آج وہ کشتی رہا کرتی تھی جو خنداں کبھی دھاروں کے جھرمٹ میں
حسین ابن علی کی آج بھی ہم کو ضرورت ہے گھرا ہے آج بھی اسلام خوں خواروں کے جھرمٹ میں

اسی تناظر میں رد بدمذہباں کا یہ انداز طنز بھی ملاحظہ کیجئے۔

تلاش جذبۂ ایماں عبث ہے کینہ کاروں میں وفا کی جستجو اور ان جفا کاروں کے جھرمٹ میں

اسی رد بدمذہباں کے توسط سے طنز کا یہ متین انداز بھی لائق دید ہے۔

(۱) نظر آئے جسے حسن شہ کونین میں خامی الہ العالمیں ایسی نظر بے کار ہو جائے
(۲) جس نے سمجھا انہیں اپنا جیسا اس نے ایماں کی دولت گنوائی

قرآن کریم نعت کا ماخذ اول ہے۔ قرآن کریم میں ناطق قرآن، رسول ذیشان ﷺ کی اطاعت، محبت، محبوبیت، عظمت ورفعت کا بھی ذکر ہے اور ان سے متعلق عقائد اسلامی مثلاً آقا حضور علیہ التحیۃ والثنا کی نورانیت، علم غیب، شفاعت اور تصرفات واختیارات وغیرہ کا اظہار بھی اسی کلام خداوندی میں موجود ہے، لہٰذا اسی قرآنی پیروی میں حضرت تحسین ''نعت خالص'' کا انداز پیش فرماتے ہوئے عقیدہ وعقیدت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

(۱) تری ذات مبارک وجہ تخلیق دو عالم ہے بہ الفاظ دگر تیرے لئے دنیا ودیں آئے
(نور اور اصل تکوین عالم)

(۲) آرہے ہیں وہ سر محشر شفاعت کے لئے اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے
(شفاعت)

(۳) تمہاری واقعی توصیف ہم سے غیر ممکن ہے کہ ہم جو کچھ کہیں اس سے حقیقت میں سوا تم ہو
(بے نظیری)

(۴) خدا دیتا ہے تم تقسیم کرتے ہو زمانے کو میان خالق ومخلوق محکم واسطہ تم ہو
(وسیلہ، حاکمیت وغیرہ)

(۵) مختار دو جہاں ہیں وہ تحسین جو مانگو وہ ان سے ملتا ہے
(اختیار، مالکیت، محبوبیت وغیرہ)

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

اظہار عقیدت: مدنی محبوب اور مکی سرکار۔کونین کے مالک ومختار ہی جان جہان بھی ہیں، اور جان ایمان بھی انہیں کی رضا واطاعت پر رب کائنات کی رضا واطاعت اور قرب الٰہی ومحبت الٰہی، محبوبیت خداوندی اور مغفرت موقوف ہے۔ نبوی عقیدت ومحبت ہی نعت کا محرک اصلی ہے اور اس اظہار عشق وعقیدت کے جداگانہ انداز اور جداگانہ جلوے ہیں۔ نبی کونین کی یاد، ان کا ذکر وخیال، ان کی عظمتوں کا اعتراف واظہار، رب کے حبیب لبیب ﷺ سے منسوب ہر شی بالخصوص ان کے شہر ودیار۔مدینہ امینہ سے وابستگی بھی نبوی عشق وعقیدت کے اظہار کے انداز ہیں اور اس اظہار محبت میں وہ لمحۂ نازک اور حسین ولطیف عالم بھی شامل ہے جب مدنی محبوب کا عاشق صادق اور مکی تاجدار کونین کے مالک ومختار کا غلام واردات قلبی کا بھی اظہار کرتا ہے۔

حضرت تحسین کے یہاں اس اظہار کے اپنے حسین ورنگین انداز بلاغت فکر ونزاکت خیال اور معنی آفرینی کے ساتھ تجلیات بکھیرتے نظر آتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

(۱) جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے — درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

(۲) روئے انور کا تصور زلف مشکیں کا خیال — کیسی پاکیزہ سحر ہے، کیا مبارک شام ہے

یہ شعر طرز ادا کے بانکپن، معنی آفرینی اور تشبیہات کے جلووں کا عمدہ نمونہ ہے

(۳) دل کو یہ کہہ کر رہ طیبہ میں بہلاتا ہوں میں — آگئی منزل تری بس اور دو اک گام ہے

(۴) ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے ورد زباں — کون کہتا ہے کہ تحسیںؔ آج تشنہ کام ہے

(۵) مرے دل میں محبت ہے، مرا دل ہے عبادت میں — تصور میں مدینہ ہے، میں ہوں ہر وقت جنت میں

(٦) میں کہدوں گا قیامت میں کہ روز امتحاں ہے وہ — مرا ایماں محبت ہے، مجھے جانچو محبت میں

یہ شعر بھی نزاکت خیال اور بلاغت فکر کا حسین گلدستہ ہے

(۷) ترا دل تو ہے جنت میں مرے دل میں ہے وہ جنت — یہی تو فرق ہے زاہد عبادت میں محبت میں

(۸) پیمبر کی حقیقت کو کوئی تحسیںؔ کیا سمجھے — جو مقطع ہے تخیل کا وہ مطلع ہے نبوت میں

اس شعر سے " ھوالاول ھوالآخر ھوالباطن ھوالظاھر "کا نکتہ بھی واضح ہے نیز استعارہ کی نادرہ کاری بھی

(۹) اللہ اللہ نشۂ صہبائے الفت کا سرور — دل کی آنکھیں کھل گئیں ان کا نظارہ ہوگیا

(۱۰) ارمان نکلتے ہیں دل کے آقا کی زیارت ہوتی ہے — کون اس کو قیامت کہتا ہے، ایسی بھی قیامت ہوتی ہے

حقیقت بیانی کے ساتھ ساتھ عقیدت بیانی نیز قیامت لفظ کی تشریح۔ معنی آفرینی کے ساتھ اس شعر میں عیاں ہے اور اس شعر کا سلسلہ شعر نمبر(۱) ہی سے ہم آہنگ ہے یعنی:

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے — درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

(۱۱) سکوں پرور ہیں لمحے ذکر آقائے دوعالم کے — خدایا زندگی وقف غم سرکار ہوجائے

یہ شعر حضرت تحسیںؔ کی تمنائے حسین کا خوبصورت اظہار ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اور یہ شعر بھی دیکھیں آرزو کا یک جہان جگمگاتا نظر آتا ہے۔

لب پر درود، گنبد خضریٰ پہ نگاہیں ایسے میں بلاوا مرا آجائے عدم سے

حضرت تحسین کے جد امجد حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسی ہی تمنا اس طرح کرتے ہیں۔

آستانے پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو اور اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

(۱۲) نبی کی یاد ہے کافی سہارا دونوں عالم میں یہاں وجہ سکون دل، وہاں بخشش کا ساماں ہے

خاندانی بزرگوں کا رنگ و انداز:۔ شعر و شاعری پر خاندانی ماحول کا اثر پڑنا لازمی ہے۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں تحسین علیہ الرحمہ تو اس خانوادے کے چشم و چراغ ہیں جہاں شاہ ملک سخن، حضرت امام اہل سنن امام احمد رضا، استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن، حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں حامد حضرت تحسین کے والد ماجد حضرت حسنین رضا خاں حسنین اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے علم و فضل و فن و ادب کے یکتائے روزگار ہوئے ہیں اور جن کے تقدیسی ترانوں سے نبوی عقیدت و الفت کی دنیا سرسبز و شاداب ہے۔ جن نعت گویان رسول سے دنیائے نعت گوئی کے مشاہیر شعرا نے رہنمائی اور روشنی حاصل کی ہو، ظاہر ہے خلف کو اپنے اسلاف سے رہنمائی اور روشنی کیوں نہیں ملے گی اور وہ ان اعاظم زمانہ کی تقلید سے کیونکر الگ ہو سکتے ہیں امام نعت گویاں۔ امام احمد رضا کی بدولت تو نعت کے ایک منفرد دبستاں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں حضرت تحسین کے کلام میں ان کے ان بزرگوں کا کہاں کہاں اور کیسا کیسا رنگ نمایاں ہے۔

(۱) حضرت استاذ زمن سے ملتا جلتا رنگ:

استاذ زمن کے خیال و مضمون کلام تحسین میں بھی ملاحظہ کریں۔

حضرت استاذ زمن:

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

حضرت تحسین:

یہ مانا باغ رضواں روح پرور کیف ساماں ہے مدینہ کا گلستاں پھر مدینہ کا گلستاں ہے

حضرت استاذ زمن:

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو

حضرت تحسین:

رُکتا نہیں ہر گز وہ ادھر باغ ارم سے وابستہ جو ہو آپ کے دامان کرم سے

حضرت مفتی اعظم علامہ مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک نعت پاک کا مطلع ہے:۔

بہار جانفزا تم ہو، نسیم دل ستاں تم ہو بہار باغ رضواں تم سے ہے زیب جناں تم ہو

اسی زمین میں حضرت تحسین نے بھی ایک نعت لکھی ہے۔ مطلع ہے:۔

امام الانبیا تم ہو رسول مجتبیٰ تم ہو جو سب کے پیشوا ہیں ان کے آقا پیشوا تم ہو

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت تحسین رضا خاں تحسینؔ کی زبان سلیس اور شگفتہ اور رواں دواں ہے اور بیان میں بڑی صفائی ہے۔ حضرت کی اس سادگی زبان و بیان میں عجیب طرح کی دل کشی، طرح داری اور رنگینی و رعنائی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کریں

(۱) سرِ محشر نگاہ منتظر تو جن کی جویاں ہے   ابھی آئے، ابھی آئے یہیں آئے، یہیں آئے،

[ابھی آئے یہیں آئے کی تکرار بہت خوب ہے]

(۲) جو مجنوں بن کے کھو جائے خیال دشت طیبہ میں   اسے آغوش میں لینے نہ کیوں خلد بریں آئے

اس دیار پاک کے کانٹوں سے کرکے دوستی ہمدم   ریاض خلد کے پھولوں کو اپنا راز داں کرلیں

نظر میں جذب ہیں رنگینیاں گلزار طیبہ کی   جہاں جائیں وہاں پیدا نیا باغ جناں کرلیں

[یہ شعر مضمون آفرینی کا حسین و دلکش اور رنگین نمونہ ہے بہتر جمالیات و امیجری بھی لائق دید ہے]

(۵) عطا فرمایئے آنکھوں کو میری ایسی بینائی   نظر جس سمت اٹھے آپ کا دیدار ہو جائے

(۶) زیارت، روضۂ سرکار کی اک بار ہو جائے   پھر اس کے بعد چاہے یہ نظر بیکار ہو جائے

(۷)۔ بیٹھے ہیں یہاں چھوڑ کے نیرنگیٔ عالم   ہم کو نہ اٹھا حشر در شاہ امم سے

منقبت۔ حضرت علامہ تحسینؔ کی ایک منقبت درشان امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چند اشعار بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

مطلع ہے:۔ خندہ پیشانی سے ہر صدمہ اٹھاتے ہیں حسین ☆☆ ☆عشق کے آداب دنیا کو سکھاتے ہیں حسین

مندرجہ ذیل اشعار بھی لائق توجہ اور قابل داد ہیں:۔

جب گذرتی ہے کسی دشوار منزل سے حیات   دفعۃً ہر مبتلا کو یاد آتے ہیں حسین

کیوں نہ ہوگی ہم گنہگاروں کی بخشش حشر میں   سر ہتھیلی پر لئے تشریف لاتے ہیں حسین

موج کوثر جس پہ قرباں اس مقدس خون سے   داستان عشق کو رنگیں بناتے ہیں حسین

خلاصۂ کلام

قلمکار کی تحریریں اور شاعر کے اشعار ان کی شخصیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں تحسینؔ کے اشعار سے، ان کے جذبے کے خلوص و صداقت، نبوی عشق و عقیدت، دینی و علمی دردمندی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت تحسین کی سادگی، کریم النفسی اور تواضع کے پردے میں ان کے علم و فضل، ان کی شخصی عظمت کی تجلیات بکھری پڑی ہے، اس طرح ان کے زبان و بیان کی سادگی اور سلاست کے جلو میں ان کے فکر و خیال کی نزاکت و بلاغت کے جلوے بھی مچل رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے زیادہ سے زیادہ کلام تلاش کرکے یکجا کئے جائیں تاکہ دنیائے شعر و ادب پر یہ حقیقت واضح ہوسکے کہ علم و فضل و فن و ادب کے اعاظم، مشاہیر کی یہ اولاد بھی انہیں کے فضل و کمال کی وارث و امین ہے۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدرالعلما اور نعتیہ شاعری

ڈاکٹر توقیر حسن خاں

صدرالعلماء حضرت قبلہ تحسین رضا خاں صاحب قادری رضوی جامع معقول ومنقول کامیاب مدرس، عالم باعمل، شہزادہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی اور خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند بڑی دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی ولادت ۱۴ رشعبان المعظم ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۳۰ء کو محلہ سوداگران بریلی میں ہوئی۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کے والد ماجد نے اپنی خسرال محلہ کانکرٹولہ پرانہ شہر، بریلی میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ آپ نے اپنی ننہال میں ہی بچپن اور جوانی کا زمانہ گزارا اور آخری وقت تک وہیں قیام پذیر رہے۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں ایک باکمال مفسر، محدث اور کہنہ مشق استاد ہونے کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ آپ تحسین تخلص فرماتے، آپ کے استاد مولوی سردار علی خاں صاحب ایک اچھے عالم ومحدث ہونے کے ساتھ ساتھ سخن شناس بھی تھے، آپ نے ابتدائی نعتیہ اشعار اپنے استاد کو سنائے۔ استاد نے اشعار پسند فرمائے اور حوصلہ افزائی کی۔ بعد میں چند نعتیہ مشاعروں میں شرکت کی جن میں آپ کے کلام کو بہت پسند کیا گیا۔ آپ باقاعدہ شعر کہنے لگے۔ اپنے ذوق کو ہی رہنما بنایا۔ اور استادی وشاگردی کے بکھیڑوں سے آزاد رہے۔

الفاظ کی شائستگی، خیال کی بلند پروازی، معنی میں وسعت نظری اور جدید طرز بیان ان کی نعتیہ شاعری میں ایسی پائی جاتی ہے کہ جس سے دوسرے شعراء کے کلام اگر چہ خالی نہیں لیکن نادرالوجود ضرور ہیں۔ چنانچہ حاضر خدمت ہے ان کی ایک نعت پاک ۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے — در حقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

روئے انور کا تصور زلفِ مشکیں کا خیال — کیسی پاکیزہ سحر ہے، کیا مبارک شام ہے

تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیہ کاروں کے دن — ہاتھ میں تیرے عنانِ گردشِ ایام ہے

آرہے ہیں وہ سرِ محشر شفاعت کے لئے — اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے

ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں — کون کہتا ہے کہ تحسیں آج تشنہ کام ہے

جب ہم حضرت علامہ تحسین رضا خاں" بریلوی کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی شخصیت ہر زاویے سے کامل ومکمل و اکمل نظر آتی ہے۔ اور ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے ابھر کر نگاہوں کے سامنے آتی ہے۔ ایسا نہیں کہ عشق کے بہاؤ میں فن شاعری کا کوئی اصول مجروح ہوا ہو یا شریعت کے تقدس کو جراحت پہونچی ہو، بلکہ آپ کی شاعری عشق رسول کا مکمل شرح وبیان ہونے کے باوجود ہر شعر میں فن عروض کی کامل جلوہ گری بھی موجود ہے۔

وہ یوں تشریف لائے گنہگاروں کے جھرمٹ میں — مسیحا جیسے آجاتا ہے بیماروں کے جھرمٹ میں

تلاش جذبہ ایماں عبث ہے کینہ کاروں میں — وفا کی جستجو اور ان جفا کاروں کے جھرمٹ میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

حسین ابن علی کی آج بھی ہم کو ضرورت ہے گھرا ہے آج بھی اسلام خونخواروں کے جھرمٹ میں
مدد فرمایئے آقا پریشاں حال امت کی کہ شور المدد برپا ہے بے چاروں کے جھرمٹ میں
انھیں کا عکس جلوہ فگن ہے ورنہ اے تحسینؔ چمک ایسی کہاں سے آگئی تاروں کے جھرمٹ میں

حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کے اشعار میں خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی زبان وبیان بہت سادہ اور سلیس ہے۔ آپ دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے جذبات بہت سادہ لفظوں میں پرو دیتے ہیں جو دل سے نکلتے ہیں اور دل میں اتر جاتے ہیں۔ محاورات کا جابجا استعمال اور اس کے ساتھ ساتھ جدت طرازی اور معنی آفرینی آپ کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ آپ کے جذبات جو شعر میں ڈھلتے ہیں اس میں آمد ہی آمد کی بہار ہے۔ لفظوں کے انتخاب اور شوکت الفاظ کے ساتھ ساتھ فارسی اور عربی کی آمیزش بھی شعر کے حسن کو دوبالا کردیتی ہے۔ تشبیہات، تمثیلات، استعارہ وکنایہ کی جلوہ گری بھی آپ کے نعتیہ کلام میں جگہ جگہ دیکھنے کو ملتی ہے۔

وجہ تخلیق دو عالم عالم آرا ہو گیا آج دنیا کو غم دنیا گوارا ہو گیا
ڈوبنے والے نے ان کا نام نامی جب لیا موج ساحل بن گئی طوفاں کنارا ہو گیا
شوق سے مجھ کو فرشتے لے چلے سوئے جحیم میں نہ بولوں گا اگر ان کو گوارا ہو گیا
بس ابھی ہوتے ہیں طے یہ نیک وبد کے مرحلے آپ یہ فرما تو دیں تحسینؔ تمہارا ہو گیا

حضرت موصوف نے بارگاہ رسالت کے گستاخوں کے سینے اپنی قلم کی ضرب کاری سے برابر چھلنی کئے ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار ایسے ہیں جو بدمذہبوں اور دشمنان دین کے لئے ایک نصیحت سے کم نہیں ہیں۔ آپ کا ایک قطعہ ملاحظہ ہو ؎

علم غیب رسول کے منکر ایک حقیقت کو بھول جاتے ہیں
غیب مانا کہ راز ہے لیکن راز اپنے سے کب چھپاتے ہیں

حضرت مولانا مفتی تحسین رضا بریلوی نے اپنی شاعری میں نئے نئے خیالات لانے کی کامیاب کوشش کی ہے اور ان کی شاعری میں جو معنی آفرینی ہے، خیالات کی جو جدت ہے، اس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی ایک نعت کے چند اشعار پیش ہیں۔

امام الانبیاء تم ہو رسول مجتبیٰ تم ہو جو سب کے پیشوا ہیں انکے آقا پیشوا تم ہو
وہ کعبہ ہے جہاں سر جھک رہے ہیں اہل عالم کے مگر کعبہ بھی جس کے سامنے خم ہو گیا تم ہو
ہمیں تسلیم ہیں عرش بریں کی عظمتیں لیکن وہ منزل اور ہی کچھ ہے جہاں جلوہ نما تم ہو
خدا دیتا ہے تم تقسیم کرتے ہو زمانے کو میان خالق و مخلوق محکم واسطہ تم ہو
دل تحسینؔ سے غم کی گھٹائیں چھٹ گئیں آقا سنا ہے جب سے اس نے شافع روز جزا تم ہو

حضرت قبلہ تحسین میاں حضور نے اپنی شاعری کے متعلق ایک واقعہ مجھے خود سنایا۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک نشست میں نعت پاک پڑھ رہا تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند قبلہ بھی وہاں موجود تھے، بہت غور سے میرا کلام سنتے رہے۔ جب میں نے مقطع پڑھا تو بہت داد دی اور فرمایا سبحان اللہ اتنا اچھا کلام کہتے ہو۔ میرا تو یہ گمان تھا کہ تم اپنے دادا میاں (حضرت استاذ زمن حسن رضا خاں حسن بریلوی) کا کلام پڑھ رہے ہو۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت قبلہ نے اردو نعتیہ شاعری کو جو زینت بخشی ہے اس کی توصیف و تعریف چند صفحات میں کرنا ناممکن ہے۔ جب جب بریلی کی تاریخ میں اردو نعتیہ شاعری کا تذکرہ ہوگا آپ کا نام اپنے اجداد حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ، حضرت حسن بریلوی علیہ الرحمۃ اور حضرت نوری بریلوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ آئے گا۔

ڈاکٹر توقیر حسن خاں
ایم اے (انگریزی، ہندی، اردو) پی ایچ ڈی
(شعبۂ انگریزی) اسلامیہ کالج، بریلی

یادگار صدر العلما مدرسہ اہلسنت ضیاء العلوم نورانی مسجد کانکر ٹولہ بریلی شریف

قائم شدہ: شوال المکرم ١٤٢٣ھ مطابق دسمبر ٢٠٠٢ء

بانی: صدر العلما حضرت محمد تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ نرم نرم ہوائیں ہیں کس کے دامن کی؟ چراغ دیر و حرم جھلملائے جاتے ہیں

روز بروز مسلمانوں کی بڑھتی زبوں حالی اور ان میں یہود و نصاریٰ کے رسموں کا رواج پانا، دینی امور سے ان کی بے رغبتی اور بے توجہی، یہ وہ حالات ہیں جس نے رہبر قوم و ملت، نائب مصطفیٰ، پیکر رشد و ہدایت، استاذ الاساتذہ، مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما حضرت علامہ محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے لئے پرانا شہر بریلی شریف میں ایک دینی درسگاہ کے قیام کو ناگزیر بنا دیا۔ آخر کار حضرت نے اپنے عقیدت مندوں کی ایک جماعت کے مشورے اور تعاون سے نورانی مسجد کانکر ٹولہ پرانا شہر "مدرسہ اہلسنت ضیاء العلوم" اور تحسینی دار الافتاء نورانی مرکز کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کی کمان ایک صاحب علم، متدین، باشرع، باذوق ارادت مند جماعت کو سونپ دی۔ جس کے تحت مدرسہ تاہنوز شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ پانچ سال کی قلیل مدت میں مدرسہ ہذا میں شعبۂ حفظ و قرأۃ اور عصری علوم کے ساتھ ساتھ درس نظامی کا شعبہ بھی از اعدادیہ تا رابعہ قائم ہے۔ کافی طلبہ یہاں کے معیار تعلیم کو مکمل کر کے اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کی مشہور درسگاہوں میں پہنچ چکے ہیں۔

مظہر مفتی اعظم ہند کا فیضان لوٹنے کے لئے کثیر طلبہ عریضہ پیش کرتے ہیں۔ مگر وسائل کی کمی اور سہولیات میسر نہ ہونے کی وجہ سے تنگیٔ دامن کا عذر پیش کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اراکین ادارہ نے مظہر مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی سربراہی میں تقریباً پندرہ لاکھ روپے کی ایک وسیع زمین کا معاہدہ بیع کر لیا ہے لہذا اہلسنت والجماعت کے مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ یادگار تحسین ملت مدرسہ اہلسنت ضیاء العلوم نورانی مسجد کو منزل مقصود تک پہنچانے میں ہمارا بھرپور تعاون کریں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ آخر میں رب قدیر سے دعا ہے کہ مسلمانان عالم کو حضرت علامہ صدر العلما کا نعم البدل عطا فرمائے اور فلاح دارین کی راہ چلائے۔ آمین ثم آمین

مدرسہ ہذا کے شعبہ جات

(١) تحسینی دار الافتاء (٢) درس نظامی (٣) حفظ (٤) قرأت (٥) عصری علوم ہندی، انگریزی، ریاضی (٦) حسنی دار المطالعہ۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

منتخب کلام صدر العلما

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں

مجھے پہنچا گیا ذوقِ طلب دربارِ سرور میں
مسرت کلبلا اُٹھی نصیبِ دیدۂ تر میں

انہیں قسمت نے ان کی رفعتِ افلاک بخشی ہے
گرے جو اشک آنکھوں سے مری ہجرِ پیمبر میں

گنہگاروں کے سر پر سایہ ہے جب اُن کی رحمت کا
سوا نیزے پہ آکر شمس کیا کر لے گا محشر میں

مرے بختِ سیہ کو تو اگر چاہے بدڈالے
ترے رحمت کو کافی دخل حاصل ہے مقدر میں

مدد اے ہادی امت نوائے بے نوایاں سُن
چراغِ بے کسی تھرا رہا ہے بادِ صرصر میں

مری ہر آرزو کا ماحصل تحسین بس یہ ہے
کسی صورت پہنچ جاؤں میں دربارِ پیمبر میں

❁❁❁❁❁

کرے مدح شہ والا، کہاں انساں میں طاقت ہے
مگر اُن کی ثنا خوانی، تقاضائے محبت ہے

نہاں جس دل میں سرکار دو عالم کی محبت ہے
وہ دل مؤمن کا دل ہے، چشمۂ نور ہدایت ہے

میں دنیا کی خوشی ہرگز نہ لوں دے کر غمِ آقا
یہی غم تو ہے جس سے زندگی اپنی عبارت ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

فلک کے چاند تارے تم سے بہتر ہو نہیں سکتے
رہ طیبہ کے ذرو! تم پہ آقا کی عنایت ہے

اُسے کیا خوف خورشیدِ قیامت کی تمازت کا؟
جو خوش انجام زیرِ سایۂ دامانِ حضرت ہے

مچل جائے گی رحمت دیکھ کر مجرم کو محشر میں
وہ مجرم جس کے لب پر نامِ سرکارِ رسالت ہے

بدل سکتے ہیں حالاتِ زمانہ آج بھی تحسینؔ
مگر اُن کے نگاہِ فیض ساماں کی ضرورت ہے

❀❀❀❀❀

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

عظمت فرق شہ کونین کیا جانے کوئی
جس نے چومے پائے اقدس عرش اس کا نام ہے

آرہے ہیں وہ سر محشر شفاعت کے لئے
اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے

تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیہ کاروں کے دن
ہاتھ میں تیرے عنان گردش ایام ہے

روئے انور کا تصور، زلف مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے

دل یہ کہہ کر رہِ طیبہ میں بہلاتا ہوں میں
آگئی منزل تری بس اور دو اک گام ہے

ساقیِ کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں
کون کہتا ہے کہ تحسین آج تشنۂ کام ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

❁❁❁❁❁

امام الانبیاء تم ہو رسول مجتبیٰ تم ہو
جو سب کے پیشوا ہیں ان کے آقا پیشوا تم ہو

حقیقت آپ کی سمجھیں تو کیا سمجھیں خرد والے
خدا والے یہ کہتے ہیں خدا جانے کہ کیا تم ہو

تمہاری واقعی توصیف ہم سے غیر ممکن ہے
کہ ہم جو کچھ کہیں اس سے حقیقت میں سوا تم ہو

خدا دیتا ہے تم تقسیم کرتے ہو زمانے کو
میان خالق و مخلوق محکم واسطہ تم ہو

مجھے پرواہ نہیں موجیں اٹھیں طوفان آجائیں
شکستہ ہے اگر کشتی تو غم کیا ناخدا تم ہو

وہ کعبہ ہے جہاں سر جھک رہے ہیں اہل عالم کے
مگر کعبہ بھی جس کے سامنے خم ہوگیا تم ہو

دل تحسین سے غم کی گھٹائیں چھٹ گئیں آقا
سنا ہے جب سے اس نے شافع روز جزا تم ہو

❁❁❁❁❁

جو ہر شئی کی حقیقت ہے جو پنہاں ہے حقیقت میں
اسی کے حسن کا جلوہ ہے اس شمعِ رسالت میں

مرے دل میں محبت ہے مرا دل ہے عبادت میں
تصور میں مدینہ ہے میں ہوں ہر وقت جنت میں

نبی کے اک اشارہ سے قمر کیونکر نہ ہو ٹکڑے
کہ فطرت کار فرما ہے تجابات نبوت میں

میں کہہ دوں گا قیامت میں کہ روز امتحاں ہے وہ
مرا ایماں محبت ہے مجھے جانچو محبت میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

ترا دل تو ہے جنت میں مرے دل میں ہے وہ جنت
یہی تو فرق ہے زاہد عبادت میں محبت میں

وہ مسلم جس کو تو نے خاص رحمت سے نوازا تھا
وہ اب بے حد پریشاں ہے وہی ہے اب مصیبت میں

سمجھ کیا حقیقت کو کوئی تحسیں کیا سمجھے
جو مقطع ہے تخیل کا وہ مطلع ہے نبوت میں

❁❁❁❁❁

رسولوں میں بایں صورت امام المرسلیں آئے
کہ جیسے بزم انجم میں کوئی ماہ مبیں آئے

خبر کیا ہم کو زاہد راستے میں تجھ پہ کیا گزری
مدینہ سے جو ہم نکلے تو فردوس بریں آئے

تری ذاتِ مبارک وجہِ تخلیق دو عالم ہے
بہ الفاظ دگر تیرے لئے دنیا و دیں آئے

سرِ محشر نگاہِ منتظر تو جنکی جویا ہے
ابھی آئے ، ابھی آئے، یہیں آئے یہیں آئے

جو مجنوں بن کے کھو جائے خیالِ دشتِ طیبہ میں
اسے آغوش میں لیتے نہ کیوں خلدِ بریں آئے

زمانہ مبتلا تھا وہم کی پوجا میں سر تا پا
ترے قدموں کی برکت ہے کہ آدابِ یقیں آئے

❁❁❁❁❁

اگر ذوقِ عمل کو آج امیر کارواں کر لیں
بدل کر پھر وہی پہلی سی تقدیر جہاں کر لیں

وہ سنتے ہیں زمانہ سر گزشت غم سناتا ہے
ذرا موقع جو مل جائے تو کچھ ہم بھی بیاں کر لیں

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

ادھر آؤ بہت ممکن نشان راہ مل جائے
یہ ہیں نقش قدم بڑھ کر تلاش کارواں کر لیں

لپٹ کر ان کے دامن سے مچل کر ان کے قدموں پر
ہم اپنی پستیوں کو پھر حریفِ آسماں کر لیں

دیار پاک کے کانٹوں سے کر کے دوستی ہمدم
ریاض خلد کے پھولوں کو اپنا رازداں کرلیں

نظر میں جذب ہیں رنگینیاں گلزار طیبہ کی
جہاں چاہیں وہاں پیدا نیا باغ جناں کر لیں

وفور شوق میں مل کر جبیں کو آستانہ سے
نشان سجدۂ توحید کو جنت نشاں کرلیں

یہیں سے رحمتوں کا ساتھ ہو جائے اگر تحسینؔ
کسی کے ذکر کو حرف اخیر داستاں کر لیں

❀❀❀❀❀

وجہ تخلیق دو عالم عالم آرا ہو گیا
آج دنیا کو غم دنیا گوارا ہو گیا

ڈوبنے والے نے انکا نام نامی جب لیا
موج ساحل بن گئی طوفاں کنارا ہوگیا

اللہ اللہ نشۂ صہبائے الفت کا سرور
دل کی آنکھیں کھل گئیں ان کا نظارا ہو گیا

مرحبا اے وسعت ذیل خطا پوش نبی
عاصیوں کو منھ چھپانے کا سہارا مل گیا

شوق سے مجھ کو فرشتے لے چلیں سوئے جحیم
میں نہ بولوں گا اگر ان کو گوارا ہو گیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

بس ابھی ہوتے ہیں طے یہ نیک و بد کے مرحلے
آپ یہ فرما تو دیں تحسیںؔ ہمارا ہو گیا

❀❀❀❀❀❀

ارمان نکلتے ہیں دل کے آقا کی زیارت ہوتی ہے
کون اس کو قیامت کہتا ہے اک بھی قیامت ہوتی ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

طیبہ کا تصور کیا کہئے اک کیف کی حالت ہوتی ہے
جس سمت نگاہیں اٹھتی ہیں بس سامنے جنت ہوتی ہے

احساس فزوں جب ہوتا ہے اس باب کرم سے دوری کا
وہ قلب ہی جانے بے چارہ جو قلب کی حالت ہوتی ہے

ہے ان کی رضا پر حق کی رضا اور ان کا کیا ہے حق کا کیا
جو ان کا ارادہ ہوتا ہے وہ حق کی مشیت ہوتی ہے

اس باعثِ خلقِ عالم کا جب نام لبوں پر آتا ہے
راحت سے بدل کر رہتی ہے جو کوئی مصیبت ہوتی ہے

طیبہ کی بہار دلکش کا جب تذکرہ کوئی کرتا ہے
اس وقت مریض الفت کی کچھ اور ہی حالت ہوتی ہے

مختارِ جہاں ہیں وہ تحسیںؔ جو مانگو وہ ان سے ملتا ہے
تقسیم انہیں کے در سے تو کونین کی دولت ہوتی ہے

❀❀❀❀❀❀

مئے حب نبی سے جس کا دل سرشار ہو جائے
وہ دانائے حقیقت واقف اسرار ہو جائے

زیارت روضۂ سرکار کی اک بار ہو جائے
پھر اس کے بعد چاہے یہ نظر بے کار ہو جائے

کرم ان کا اگر اپنا شریک کار ہو جائے
تلاطم خیز طوفانوں سے بیڑا پار ہو جائے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اگر بے پردہ حسن سید ابرار ہو جائے
زمیں سے آسماں تک عالم انوار ہو جائے

نظر آئے جسے حسنِ شہ کونین میں خامی
الٰہ العالمیں ایسی نظر بے کار ہو جائے

عطا فرمایئے آنکھوں کو میری ایسی بینائی
نظر جس سمت اٹھے آپ کا دیدار ہو جائے

اگر عکس رخ سرکار کی ہو جلوہ آرائی
مرے دل کا یہ خانہ تجلی زار ہو جائے

سکوں پرور ہیں لمحے ذکر آقائے دو عالم کے
خدایا زندگی وقفِ غمِ سرکار ہو جائے

تمہارا نام لیوا ہے گدائے بینوا تحسیں
کرم کی اک نظر اس پر بھی اے سرکار ہو جائے

❁❁❁❁❁

وہ یوں تشریف لائے ہم گنہ گاروں کے جھرمٹ میں
مسیحا جیسے آجاتا ہے بیماروں کے جھرمٹ میں

مدد فرمایئے آقا پریشاں حال امت کی
کہ شورِ المدد برپا ہے بے چاروں کے جھرمٹ میں

لرز جاتی ہے ہر موج بلا سے آج وہ کشتی
رہا کرتی تھی جو خنداں کبھی دھاروں کے جھرمٹ میں

تلاش جذبۂ ایماں عبث ہے کینہ کاروں میں
وفا کی جستجو اور ان جفاکاروں کے جھرمٹ میں

حسین ابن علی کی آج بھی ہم کو ضرورت ہے
گھرا ہے آج بھی اسلام خوں خواروں کے جھرمٹ میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

انہیں کا عکس رخ جلوہ فگن ہے ورنہ اے تحسینؔ
چمک ایسی کہاں سے آگئی تاروں کے جھرمٹ میں

❁❁❁❁❁

رکتا نہیں ہرگز وہ ادھر باغ ارم سے
وا بستہ جو ہو آپ کے دامان کرم سے

www.muftiakhtarrazakhan.com

للہ کرم کیجئے سرکار مدینہ
دل ڈوب رہا ہے مرا فرقت کے الم سے

آلام زمانہ کا بھلا اس میں گزر کیا
آباد ہے جو دل شہ خوباں کے الم سے

لب پر ہو درود اور ہوں گنبد پہ نگاہیں
ایسے میں بلاوا مرا آجائے عدم سے

منظور نہیں ہے کہ وہ پامال جبیں ہو
یوں سجدہ کرایا نہ در پاک پہ ہم سے

دیدار کی امید نہ ہوتی جو سر حشر
بیدار نہ ہوتے کبھی ہم خواب عدم سے

بیٹھے ہیں یہاں چھوڑ کے نیرنگیٔ عالم
ہم کو نہ اٹھا حشر در شاہ اُمم سے

دیکھو مری آنکھوں سے در شاہ اُمم کو
آتی ہے صدا یہ در و دیوار حرم سے

یا رب دلِ تحسینؔ کی بھی برآئے تمنا
آ جائے بلاوا درِ سرکارِ کرم سے

❁❁❁❁❁

طرب انگیز ہے راحت فزا ہے کیف ساماں ہے
یہ کوئی گلستاں ہے یا مدینہ کا بیاباں ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

مری جانب نگاہِ لطفِ سردار رسولاں ہے
مقدر پر میں نازاں ہوں مقدر مجھ پہ نازاں ہے

یہ مانا باغ رضواں روح پرور کیف ساماں ہے
مدینہ کا گلستاں پھر مدینہ کا گلستاں ہے

مجھے دنیا میں کوئی غم نہ عقبیٰ میں پریشانی
یہاں بھی ان کا داماں ہے وہاں بھی ان کا داماں ہے

نبی کی یاد ہے کافی سہارا دونوں عالم میں
یہاں وجہ سکون دل وہاں بخشش کا ساماں ہے

مجھے پروا نہیں موجیں اٹھیں طوفان آجائے
نگہبان دوعالم میری کشتی کا نگہباں ہے

نبیوں میں کچھ ایسی شان ہے سرکار والا کی
کہ اگلے انبیاء کو امتی بننے کا ارماں ہے

جو ان کے ہیں انہیں نار جہنم چھو نہیں سکتی
خدا کے خاص بندوں پر خدا کا خاص احساں ہے

نہیں فعلِ عبث سرکار طیبہ کی ثنا خوانی
جو وہ تحسین فرما دیں تو یہ بخشش کا ساماں ہے

❀❀❀❀❀

یاد سرکار طیبہ جو آئی — مل گئی دل کو غم سے رہائی
جس نے دیکھا بیابان طیبہ — اس کو رضواں کی جنت نہ بھائی
مجھ کو بے بس نہ سمجھے زمانہ — ان کے در تک ہے میری رسائی
پھر مصائب نے گھیرا ہے مجھ کو — اے غم عشق آقا دہائی
جس نے سمجھا انہیں اپنا جیسا — اس نے ایماں کی دولت گنوائی

❀❀❀❀❀

www.muftiakhtarrazakhan.com

منقبت در شان امام عالی مقام رضی اللہ عنہ

خندہ پیشانی سے ہر صدمہ اٹھاتے ہیں حسین
عشق کے آداب دنیا کو سکھاتے ہیں حسین

جب گذرتی ہے کسی دشوار منزل سے حیات
صبر و استقلال [illegible] آتے ہیں حسین

محسن انسانیت ہیں نو نہال مصطفیٰ
ظلم کی ظلمت کو دنیا سے مٹاتے ہیں حسین

خاک میں مل جائے گا اک آن میں تیرا غرور
اے گروہ اشقیاء تشریف لاتے ہیں حسین

کیوں نہوگی ہم گنہگاروں کی بخشش حشر میں
سر ہتھیلی پہ لئے تشریف لاتے ہیں حسین

موج کوثر جس پہ قرباں اس مقدس خون سے
داستان عشق کو رنگیں بناتے ہیں حسین

❀❀❀❀❀

خدایا مرادوں سے دامن کو بھر دے
جنون محبت دے ذوق نظر دے
بدل دے نوشتے وہی دور کر دے
علی کی سی ہیبت شکوہ عمر دے
پڑے جو بھی مشکل وہ آسان کر دے
مسلماں کو پھر سے مسلمان کر دے

قطعات

لن ترانی نصیب موسیٰ تھی
ان کو جلوے دکھائے جاتے ہیں
وہ سر طور خود گئے لیکن
عرش پر یہ بلائے جاتے ہیں

❀❀❀ ❀

رب نے سب کچھ عطا کیا ان کو
پانے والے انہیں سے پاتے ہیں
حق شناسی ہے فطرت مومن
جس کا کھاتے ہیں اس کا گاتے ہیں
علم غیب رسول کے منکر
غیب مانا کہ راز ہے لیکن
اک حقیقت کو بھول جاتے ہیں
راز اپنوں سے کب چھپاتے ہیں

www.muftiakhtarrazakhan.com
www.muftiakhtarrazakhan.com

دینی اقامتی مدرسہ ''معہد انوار الحق'' حیدر آباد

کی جانب سے حضور صدر العلما پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ الشاہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی

کی خدمت میں بصد احترام بھرپور خراجِ عقیدت

بفیض روحانی: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں فاضل عرب وعجم علیہ الرحمۃ والرضوان وحضرت شیخ الاسلام، عارف باللہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی خاں بہادر فضیلت علیہ الرحمۃ والرضوان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان ''معہد انوار الحق'' حیدر آباد

حضرت مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف و جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کی زیر سرپرستی پچھلے چھ ۶ برس سے شہر حیدر آباد فرخندہ بنیاد کی سرزمین پر علوم شرعیہ اسلامیہ کی بے لوث خدمت اور مسلکِ حق سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں الحمد للہ ایک سنگِ میل کی حیثیت کا حامل ہو چکا ہے۔ جس کی پوری ریاستِ آندھرا پردیش میں اپنی ایک منفرد شناخت ہے۔ اس مدرسہ سے اب تک ۹ حفاظ کرام، ۵۲ قراء کرام اور ایک سو پچیس علمائے کرام فارغ التحصیل ہو کر ریاست و بیرونِ ریاست خدمتِ علم دین وخدمتِ دین متین میں منہمک ہیں، ملک ہندوستان کے نامور علمائے کرام واکابرین ملت نے مدرسہ کا معائنہ فرما کر اپنے اطمینان کا اظہار فرمایا اور ہر حیثیت سے اس مدرسہ کی اعانت کرنے کے لئے اصحاب خیر سے مخلصانہ اپیل کی ہے۔ جن میں قابلِ ذکر حسب ذیل ہیں۔

(۱) مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خاں اعظمی صاحب۔ خلیفہ حضرت مفتی اعظم ہند و جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن۔
(۲) محدثِ کبیر حضرت علامہ مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ امجدی صاحب بانی جامعہ امجدیہ گھوسی۔ یوپی۔
(۳) شہزادۂ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد ادریس رضا خاں قادری حشمتی صاحب، پیلی بھیت۔ یوپی
(۴) مفتی اعظم مہاراشٹرا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند و بانی جامعہ امجدیہ ناگپور۔
(۵) ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی صاحب، بانی مرکز اہل سنت برکات رضا پوربندر گجرات۔
(۶) حضرت مولانا محمد ابو الحسن علی رضوی القادری بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ نلگم پیٹھ آندھرا پردیش۔ وغیرہم

اس مدرسہ میں کئی غریب ونادار مسکین ویتیم طلبا کو مفت قیام وطعام کے ساتھ تعلیم وتربیت دی جاتی ہے، یہ مدرسہ کرایہ کی عمارت میں استقامت کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس مدرسہ کو ذاتی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

ملت اسلامیہ کے اہل خیر حضرات سے دردمندانہ ومخلصانہ اپیل ہے کہ اس مدرسہ کی اعانت کے لئے آگے آئیں۔ اور فراخدلانہ تعاون فرمائیں تاکہ خدمت علم دین، کے فریضہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی بکثرت ترویج واشاعت ہو سکے۔

ثواب جاریہ کے بہتے چشمے مدرسہ کے لئے حسبِ ذیل ضروریات کی تکمیل بہت ضروری ہے۔

☆ مدرسہ کے لئے ذاتی عمارت کی اشد ترین ضرورت ہے اصحاب خیر اس جانب خصوصی توجہ دیں۔
☆ ماہِ رمضان المبارک کے موقع پر زکوۃ وصدقات اور عطیات کے ذریعہ وافر مقدار میں تعاون فرمائیں
☆ غریب ونادار یتیم طلبا کی کفالتی اسکیم میں حصہ لیں۔ شعبۂ حفظ میں فی طالب علم سالانہ خرچ چھ ہزار ۶۰۰۰ روپے تین سال تک ادا کریں۔ ایک حافظ قرآن تیار ہو جائے گا۔
☆ دار الاقامۃ کے لئے چاول، دال، تیل، اناج اور طلبا کے لئے کپڑے، کمبل، بستر وغیرہ عنایت فرمائیں۔
☆ لائبریری کے لئے دینی کتب وقف کریں اور کمپیوٹر سسٹمس فراہم کریں۔

آپ ملک کے کسی بھی کونے سے حسب ذیل نمبرات: 09290192447,09347318799 پر رابطہ پیدا کریں تو کارکن/خصلین آپ کی خدمت میں حاضر آ جائے گا۔

ترسیل زر اور رابطہ کا پتہ:

محمد ساجد حسین قادری، کامل الحدیث والفقہ جامعہ نظامیہ، ایم اے (پی ایچ ڈی) بانی وناظم معہد انوار الحق مکان نمبر ۸-۳-۱۶۷/A/۵۵/۱ متصل بلورین ہوٹل، وکاس پوری، روبرو ای۔ اے۔ جی کالونی، ایرہ گڈہ، حیدر آباد، اے، پی، انڈیا، پن کوڈ نمبر 500038

چیک یا ڈرافٹ ہو تو برائے مہربانی اس پر ''انوار الحق ایجوکیشنل سوسائٹی'' لکھئے۔

ANWAARU HAQ EDUCATIONAL SOCIETY A/C NO. 007505004715
icici Bank SR Nagar Branch, Hyderabad

مزید تفصیلات: ویب سائٹ پر ملاحظہ کریں: WWW.MAHADANWAARULHAQ.COM

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعارفی رپورٹ

جامعہ غوثیہ رضویہ

باسمہ تعالیٰ

www.muftiakhtarrazakhan.com

جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹھ ضلع نظام آباد صوبہ آندھرا پردیش کا خالص مذہبی آفاقی ادارہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو طلبا ہمہ وقت تعلیم حاصل کرتے ہیں، مدرسین وملازمین ۵ رہیں دارالاقامہ کے اخراجات اور مدرسین کی تنخواہوں کی تکمیل مخیرین کی اعانت سے ہوتی ہے، اس کی مستقل آمدنی کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے، ادارہ ۱۹۸۷ء میں قائم ہوا، ۱۶ر سالوں میں شعبۂ حفظ وقرأت اور درجہ مولویت میں تقریباً دوسو بچے فارغ ہو چکے ہیں، جو ملک کے طول وعرض میں مختلف مذہبی اداروں میں برسر خدمت ہیں، اخراجات کا تخمینہ پانچ لاکھ روپے سالانہ ہے، خیرالاذکیا قائم مقام مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مفتی اختر رضا ازہری کے دست اقدس سے ادارہ کا افتتاح ہوا اور پھر مختلف تعلیمی وتعمیری مراحل میں ان کی اعانت وحمایت حاصل رہی۔

یہاں شعبۂ حفظ وقرأت، درجہ مولویت، بقدر ضرورت انگلش حساب اور تلگو کی تعلیم کا انتظام ہے۔ غریب ونادار طلبا کی ادارہ مفت کفالت کرتا ہے، اور ان کے تمام اخراجات برداشت کرتا ہے۔ طعام وقیام کی مناسب سہولت عمدہ تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ آپ اپنے زکوٰۃ وصدقات چرم قربانی کی ادائے گی وغیرہ کے مخصوص مواقع پر اس ادارہ کو فراموش نہ کریں۔ یہ ادارہ مفت کفالت کرتا ہے۔ یہ ادارہ آپ کے تعاون کا یوں بھی مستحق ہے کہ یہ ایک دیہات میں قائم ہے۔۔۔۔۔۔ مواضعات ہیں ہر موضع میں چند گھ مسلمان ہیں جن کی علمی قیامت کا فریضہ یہ ادارہ ادا کرتا ہے۔

طریقہ تعاون

(۱) آپ کسی غریب بچے کی کفالت کریں (۲) ماہانہ ممبر بن جائیں۔ (۳) لائبریری میں اپنے اور والدین کی طرف سے دینی کتاب وقف کریں۔ (۴) تعمیر میں حصہ لیں۔ (۵) اپنے قریبی رشتہ داروں اور احباب کو اعانت کی ترغیب دیں۔

مدرسہ کا اکاؤنٹ نمبر: I.O.B.2224 لنگم پیٹھ برانچ ڈرافٹ یا چیک پر صرف جامعہ غوثیہ رضویہ لکھیں۔

ترسیل زر ورابطہ کا پتہ

مولانا محمد ابوالحسن علی رضوی

بانی ومہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ

لنگم پیٹھ منڈل ضلع نظام آباد۔ (اے، پی) 503124

فون نمبر: 08465_271262

صدر ادارہ: الحاج اقبال حسین صاحب جنرل سکریٹری ٹوین سٹیز اری اونس یونین حیدر آباد

www.muftiakhtarrazakhan.com

مقالات

عربی۔ انگریزی۔ گجراتی

www.muftiakhtarrazakhan.com

صدرالعلماء تحسين رضا خان

مولانا العلام مصطفى انعام القادرى (جامعة الازهر مصر)

www.muftiakhtarrazakhan.com

العلماء ورثة الأنبياء۔كما صح عن النبي صلى الله عليه وسلم وذلك يعني أن العلماء ينسجون وفق مسلك الأنبياء والمرسلين في إنقاذ مجتمعاتهم من دركات فساد الاعتقاد والأخلاق والقوانين وفي بذل الجهد الى اعلاء كلمة الحق عن طريق الدعوة والارشاد وسائرالأحوال.

والقيام بتلك الوظيفة على أكمل وجه يتطلب من العلماء استصحاب المعطي الثقافي والحضاري الذي تتحرك فيه دعوتهم فاعلة ومتفاعلة ولعل أصدق أنموذج ومثال فريدلاستحضار تلك المعطيات من الناحية النظرية.العمل ا لجبار الذي انجزه شيخ الإسلام والمسلمين الإمام أحمد رضا خان وأسرته ا لكريمة الطيبة ومنهم الشيخ العلامة صدرالعلماء تحسين رضا خان فقد كان بحق رائدامن روائد المقاومة الفكرية والعملية في مجتمعات الإسلامية الهندية الأخيرة.

نبذة عن حياته

ألقابه وإسمه : هو المحدث الكبير ، فريدالعصر ، عمدةالأتقياء ،تاج الأزكياء، صدرالعلماء العلامة تحسين رضا خان القادري بن العلامة الشيخ حسنين رضا خان بن العلامة الشيخ حسن رضا خان القادري (الشقيق للإمام أحمد رضا خان)الملقب ب"استاذ الزمن" بن المفتى نقي علي خان عليهم الرحمة والرضوان.

ولد ــ رحمه الله ــ ١٤ من شهر شعبان المعظم سنةثماني وأربعين و ثلث مائة وألف من الهجرة الموافق سنة ثلثين و تسع مائة وألف للميلاد في مدينة بريلي من ولاية أترابراديش بجمهورية الهند.

نشأته: نشأ ــ رحمه الله ــ وترعرع فى بيئة إسلامية حافلة بثقافة دينية ، وكان متدينا منذ نعومة أظفاره ، وتقيا و رعا منذ صباه ،وحل أسرته مكانة مر موقة في المجتمع الهندى بعمومه، فذاع صيتها كأسرة علمية مثقفة گي كل ارجاء البلاد.

و شرع ــ رحمه الله ــ فى تلقى تعليمه و تربيته على أيادى فضلاء أسرته و بعده التحق

www.muftiakhtarrazakhan.com

بدارالعلوم منظر الإسلام و تخرج منها اذ كمل المرحلة الدراسية النظامية .

هذا ومن أساتذته المشاهير.

(١) صدرالشريعة بدرالطريقة المفتي أمجد على عليه الرحمة

(٢) العلامة الشيخ مصطفى رضا خان المعروف بالمفتى الأعظم بالهند

(٣) العلامة الشيخ سردار أحمد القادري الملقب بالمحدث الأعظم بباكستان و غيرهم من العلماء والمشائخ.

بايع ـــ رحمه الله ــ على يد الخلف الأصغر لإمام الأئمة أحمد رضا خان المفتى الأعظم بالهند و أخذ عنه الطريقة القادرية أجازه إجازة عامة و تامة فى عام ١٩٤٣ من الميلادوما زاده فضلا ومجداً وعزا وشرفا ما يشهد به له شيخه الكريم المفتي الأعظم بالهند قائلاً ''عممته بعمامتى وألبسته جبتي''

بعد تكميل الدراسة شرع ـــ رحمه الله ــ فى التدريس و الإفتاء والتصنيف والوعظ والإرشاد إلا أنه بذل وركز أغلب وقته وبالغ جهده في التدريس فدرس العلوم الإسلامية وغيرها نحو الفلسفة والمنطق فانه رحمه الله كان يجد رغبة وافرة في نفسه الى نشر العلوم من أجل كمال له وهبه الله تعالىٰ وعلو كعب اكتسبه في الدرس والتدريس.

جلس الشيخ ــ رحمه الله ــ للتدريس تحت قبة دارالعلوم مظهر الإسلام بمدينة بريلي فاستمر الى ١٨ عاما وفي دارالعلوم منظر الإسلام فاستغرقت مدة تدريسه نحو ٧ أعوام فيما تشرفت الجامعة اكنورية الرضوية بخدمة تدريسه الى أطول مدة وذالك نحو ثلث وعشرين عاماً وفي آخر حياته ولي شيخ الحديث في مركز الدراسات جامعة الرضا بمدينة بريلي و أخذ مهام التدريس فأجاد علما أن خدماته الجليلة عمت شتى مجالات التدريس من فقه وحديث و تفسير ونحو و صرف بلاغة ومااليها من العلوم الأخرى فآتي بطرائف لو تفتخر بها الهند لكان لها حقها ولم يدخر ــ رحمه الله ــ أى جهد إلا بذله وأي طريق إلاسلكه لأجل العلم والمعرفة ويوضع هو في طليعة العلماء الهنود المتأخرين الذين سجل التاريخ أسمائهم وحفظ ما ثرهم فنهل من معنيه طوائف لا يحصون.وأما فهرس الذين استفاد من الشيخ فأصبحو أعلاما بارزين علماء فاضلين ربانيين قامو بالخدمة العظيمة للدين والمسلمين فلا يجدر هذا الموجز بذكره. وفيما يلي أسماء بعض أشعة لشمس العلم البازغة أتشرف بتقديمها كالقطيرة من البحيرة.

(١) العلامة الشيخ خالد علي خان مدير دارالعلوم مظهر الإسلام

www.muftiakhtarrazakhan.com

(۲) العلامة الشيخ منان رضا خان يعرف بمنانى ميان

(۳) العلامة الشيخ أستاذي محمد حنيف خان حفظه الله مرتب الكتاب "جامع الأحاديث" ورئيس الجامعة النورية.

وبجانب ذالك كان من مشاغله الدينية إصدار الفتاوى وفق المذهب الحنفي — المذهب الوحيد لأهل السنة والجماعة بشبه القارة الهندية — لكن هذه الفتاوى لم تجمع و لم تر النور بعد. اللهم وفق احدا من تلاميذه لهذا العمل العظيم.

www.muftiakhtarrazakhan.com

وكان شاعرا ذا حس مرهف، متذوقا حلاوة الشعر على نهج أسرته. هذا العلام له ادوار بارزة في مجال الدعوة الإرشاد و اعتمد عليه مشائخه وأساتذته يوما من الأيام قال المفتي الأعظم "اعتمد على تحسين رضا و اختر رضا ما لا اعتمدت على غيرهما" فقضاء حياة حافلة بخدمة الاسلامى الضخمة انتقل الى رحاب ربه ورحمته ورضوانه ولم يزل هذ العبقري داعية عظيماً طوال حياته وحتى سفره الذي لفظ فيه أنفاسه الأخيرة كان من اسفار دعودته حيث اصطدمت سيارته وذلك رجوعا من الناغفور يوم الجمعة الثامن عشر من شهر رجب المرجب الموافق الثالث من شهر أغطس كان عمره يناهز ثمانين عاما فإن لله وإنا إليه راجعون. تغمده الله بغفرانه فأجره أجرا جذيلاً عن سائر المسلمين على ما خدم من خدمات جبارة للأمة الاسلامية السمحا والملة البيضاء.

انعام القادرى

كلية اصول الدين

جامعة الازهر الشريف القاهرة مصر

Email: mgm_inam@yahoo.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

وصل حبیب الی حبیب

بقلم الاستاذ محمد عمران الحنفی المرادآبادی
رئیس "علماء یونین اوف انڈیا"

حقا لقد تهلل وجهی بشرا عند ما تلقت المشاعر ان "اکادیمیة الامام احمدرضا" بریلی التی یرئسها الحبرالطمطام والبحر القمقام مفکرالاسلام استاذی المجید واستاذالعلماء العلامة السید /محمد حنیف خاں الرضوی دام ظله العالی مادامت الایام واللیالی تقوم باصدار مجلة سنویة للاکادیمیة تحتوی هذا العام علی ترجمة من کان منارا للهدی واماما للتقی والنقی المحدث الکبیر العبقری العظیم صدرالعلماء العلامه المحدث سیدناالشیخ محمد تحسین رضا خان قدس سره۔

وانا نحن اذنهنئ مسئولی الاکادیمیة علی مایبذلون من مجهودات شاملة وعنایات بالغة فی هذا المجال .فکان لابد من ذکر محاسنه ومننه علی الامة وترجمة حیاته الحافلة بالعمل الخالص لوجه الله الرحیم ورسوله الکریم۔

لن انسی ذلک المساء الاسود الذی کنت فیه مشغولا فی تناول العشاء، اذ یرن الجوال ،یتصل بی هاتفیا واحد من احبائی الاخ /شهزاد حسین من ممبائی مخبرا ان شمس العلم لقد غربت الیوم وهدء بحرالفضل المواج هدوء،یعنی حبیب وصل الی حبیب عابرا جسرالموت .وهناک فقدت السیطرة علی نفسی ومباشرة تغشی امام عینی الظلام وطوال اللیل لم یزل یطیرالمنام .فقدادی هذاالخبرالی قلق بالغ واسف شدید فی قلبی ومن المتوقع بل من المؤکد نفس الشئ فی قلب الملائین ممن کان له به اتصال۔

فان شخصیةصدرالعلماء لم تکن شخصیة عادیة، ادما هی شخصیة قلما تجود بمثلها الاجیال۔ کان هو داعیة عظیما عبقریا وحیدا فی القرن الواحد والعشرین ،عالما نحریرا ومثالا فریدا فی اتباع سنة رسول الله واحیاء ماتنوسی منها وتوجیه الامة الی الطاعة لله ورسوله وکذلک فی التمسک بالدین والالتزام بالشریعة الغراء۔

کان عینا من الاعیان وعلما من الاعلام،شخصیة بارزة ،لعبت دورا بارزا فی منح مجال التدریس اتجاهات وتیارات تجمع بین القدیم الصالح والجدید النافع، فلقد عاش قائدا ورائدا وحمی للعلماء والفضلاء ولذلک لقبه اتباعه ب"صدرالعلماء"

سبحان الله کان عمدة الاتقیاء نخبة الاصفیاء ساذج المعیشة متواضع الملبس والماکل، حسن الاخلاق ولاشک موت مثل هؤلاء یتسبب موت العالم وحیته حیاة العالم.نافذالقول بالغ الطول عرفته فصول المدارس خیر استاذ انجب عددا کبیرا من تلامیذه واتباعه وخلفائه فی مجال التربیة الدینیة

www.muftiakhtarrazakhan.com

والتزكية والارشاد وشاهدته افنية المعاهد العلمية مدة تستغرق نحو نصف قرن فسجل له تاريخ المدارس ماثر كثيرة ومناقب جليلة فى مضمار التزكية والتربية.

وبماكان له شخصية شاملة وحاذلة بكل الكمال والجمال فانه كان ركز عمله على دعامة اساسية وهى التدريس والتدريب. عندما كان يفيض ماء نهر علمه فى الفصول فكان لايغادر صغيرة ولاكبيرة الا اسألها.

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان الشيخ تحسين رضا كان من اسرة الاعيان والاعلام كما لايخفى على من له ادنى بصيرة.تربى الشيخ هنا فى الهندمستكملا تعليمه البدائى ههنا وتخرج من كلية المحدث الاعظم بباكستان.

وكفى بشهادة فضله ماقال عنه كباره وخصوصا المفتى الاعظم بالهند سيدنا الشيخ مصطفى رضا خان ابن المجدد الاعظم سيدنا الشيخ الامام احمد رضا.حيث ماقال .اعتمد على تحسين رضا مالااعتمدعلى غيره وبالاضافة الى ذلك قوله عن شخصيته. "عممته بعمامتى والبسته بجبتى" وهذا فضل من الله عليه يؤتيه من يشاء.

وفى ريعان شبابه تخطى صيته حدود البلادالنائية من العرب والعجم.

كان له فى الفقه الحنفى نظرة واسعة وخيردليل وشاهد عدل على ذلك فتيا الطلاق التى اصدرها مرة قاضى شهيد عالم حيثما قال وقع الطلاق فاصلح الشيخ واتى بالادلة التى اثبتت انه لم يقع الطلاق.والتفاصيل عند الاخ رضوان ميان ابن صدرالعلماء فاليراجع من كان يجد رغبة الى التفاصيل.

وهنا فى الختام ادل على خير دليل على فضل الشمس فاشير الى شعاع لها منور.والمعرفة بالشعاع افضل تعرف على الشمس. وذلك الشعاع المحدث الفقيه التقى الورع العلام فخامة الاستاذ سماحة الشيخ محمد حنيف خان الذى له صلة بصدرالعلماء صلة الشعاع بالشمس ومن يرغب الى التعرف على فضل وكمال صدرالعلماء فليعرف فضل استاذ العلماء محمد حنيف خان حفظه الله.

كان متعلقا بالدعوة والارشاد كداعية اعظم شانا وفضلا .وانا سعيد فانه كان لى شرف التحدث اليه اثناء مروره على مدينة كاشيفور فى طريقه الى المؤتمر السنوى للمدرسةبدرالعلوم بجسفور فى ٢٠٠٦ء حيثما دعيت انا ايضا من حيث خطيب لالقاء كلمة حول العلم والعلماء. ففى مجال الدعوة والارشاد له مكانة مرموقة بل يمكننا ان نقول انه حدث بوفاته فراغ هائل فى مجالات التعليم والتربية الاسلامية والتزكية القلبية .والدعوة والارشاد .وكذا فراغ كبير فى هيئة التدريس ومجلس الاساتذة والمجتمع الطلابى ،علما ان وفاته كانت على اثر حادث اصطدام حدث رجوعا من ناكفور وهذا كان له آخرسفر للدعوة والارشاد فمات فى سبيل الله ومات شهيدا ونحن كلنا لفقده لمحزنون وح سبنا قولنا انا لله وانا اليه راجعون.

تغمده الله بواسع رحمته واغدق عليه شابيب متوبته ورضوانه وجعله ممن انعم عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا

www.muftiakhtarrazakhan.com

A SRPITUAL MIRACLE OF SADRUL ULAMA

Mushahid Rafat

As-Salam-alaykum,

It is a great honour for me to be able to let all the sunnis know about one of the innumerable karamaat of my sheikh Hazrat Allama Mohammad Tehseen Raza Khan Sahab Radi-Allah-Taala-Anhum.

Today, I am a Research Analyst with Evalueserve, a leading Research & Analytics company in Gurgaon. However, it was never an easy task for me to be a part of this company. In fact, I wanted to get a job in Evalueserve and could not find a way in. I tried to get in touch with a lot of people but every time I was told that they were not recruiting. Even the consultants could not help me.

I came to Bareilly and went to meet my sheikh. I said, "Hazrat, I want to get a job in Evalueserve but I can not find a way. There is no one who can get me there. Please make dua for me."

Hazrat smiled and made dua for me.

I went back to Gurgaon. After two days, I received a phone call. The call was from a consultant whom I had met a long time ago. They asked me, "Do you want to join Evalueserve?". I said, "Is that possible?" The answer was-YES!

The consultant told me to send my resume through an email. I sent the email at around 3:00 PM. They called me at 6:30 PM and told me that I could appear for an interview in a couple of days. After 15 minutes, I received a call from an employee of Evalueserve. He referred me to his company. Within a week, I became a Research Analyst at Evalueserve. Such is the greatness of my sheikh. Maasha-Allah, I have been working in Evalueserve for more than eight months now.

Ghulam-e-Tehseen Raza
Mushahid M. Khan
Research Analyst Market Research Evalueserve
Mobile: +91 987 374 2944, Fax: +91 124 304 4195, www.evalueserve.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

ALLAH-o-AKBAR

Hazrat found his niche of his life in following the path and teachings of RASOOL ALLAH (sallallahoalaihewasallam) and to spread MASLAK-e-ALA HAZRAT and never ever hanker for even iota of worldly things.

Last time I was honoured to meet Hazrat on 1st of july in delhi when Hazrat was going to attend a jalsa in Aurangabad.

www.muftiakhtarrazakhan.com

A decrepit but having so much vigour to show people the right path that makes even young one astounded and ALLAH Ta'ALA was so kind to me that I embrace the idea to be his Mureed.

Hazrat was very kind and gentle to everyone. Anyone can meet him easily loath to fact of truancy he gives an hour or two everyday to write taweez for those in needs ina gratis. Some of them included me honoured to get scolded from Hazrat facing difficulty to determine either Hazrat is saying something or Telling Off because of the nuance of pitch of his voice between the two.

The personality which once described by the greatest personality of his contemporary period Huzoor MUFTI-e-AZAM as QURRATUL AINI DURRATUL ZAINIis really the coldness of unknown numbers of his admirers and mureeds and ofcourse he was the pearl of beauty.Anyone can find solace in the company of Hazrat

Sometimes I had a thought in my mind that as we were born after the wisaal of Huzoor MUFTI-e-AZAM so we are not blessed to see him.but after having conversation of many persons who was also present at that time I am totally convinced by the fact that to know Hazrat Tehseen Raza Khan is tantamount to know Huzoor MUFTI-e-AZAM.

My Peer-o-Murshid is the only in this world who deserve the title of MAZHAR-e-MUFTI-e-AZAM..

May ALLAH forgive all our sins and grant makhfirat on the behalf of ALLAMA TEHSEEN RAZA KHAN SAHAB, AMEEN-

Shariq Khan (nephew huzoor sadar-ul-ulama)

3899379464, shariq.83@rediffmail.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

personality for all muslim students and specially for me.

Mohd. Nahid Akhtar B.TECH. (ME)

So in conclusion I am of the opinion that the sudden demise of SADRUL ULAMA MUFTI TAHSEEN RAZA KHAN is a great loss for the entire Islamic World that can not be filled in future.I my self feel proud to write such factual events that inspired me to do something unde this guidance for the betterment of our society. I pray ALLAH to provide him JANNAT -UL- FIRDOUS for his dedicated services to Islam and Humanity. Amin .

WA -AAKHIRU- DAWANA-ANIL-HAMDULILLAHI- RABBIL -AALAMIN.

MOHD. SALMAN KHAN B.TECH. (CSIT)
(S/o Mr. Mohd Israil Khan C.P.W.D, Allahabad, U.P.)
Founder and vice president
Rohilkhand Muslim Union, Bareilly ,U.P., India
Member
Tanzeem Islahay Muashra, Allahabad
Anjuman Ashikanay Mustafa, Allahabad
Anjuman Ghaulamanay Mustafa, Allahabad
Mob. : 09319619985
E- Mail ID : khanms786@rediffmail.com

SADRUL ULAMA - THE GREAT MURSHID

Shariq khan

Assalamolaikum.

I am giving thanks to ALLAH Ta'ala in every jiffy of my life for giving me the sagacity to choose Hazrat Tehseen Raza Khan Sahab as my Peer-o-Murshid.

Before writing this I was totally flummoxed by the fact that. Will I get the words for the description of such an impeccable personality. As to describe anyone you should know evrything about him to know hazrat is beyond the comprehension of people like us. Well I will be very greatful to ALLAH If i accomplish to describe even iota of Hazrat's personality. But I choose to write because I know as usaual I will surmount with this difficulty by just having a thought of Hazrat and by doing that this also become so conducive for me.

The personality who was one of the mainstay of MASLAK-e-ALA HAZRAT is the

QUINTESSENCE of AALIM ba AMAL

QUINTESSENCE of true lover of RASOOL ALLAH (sallallahoalaihewasallam)

QUINTESSENCE of AULIYA ALLAH

www.muftiakhtarrazakhan.com

4) As our holy Prophet MOHAMMAD SALLALLAHU ALAI HI WA SALLAM said that each muslim should be educated.For distributing this message among muslims first time in India on the occasion of URS-E-A'LA HAZRAT on dated 14,15,16 March 2007 Raza Educational Camp was held at IslamiaInter Collage ground Bareilly Sharif where Professors,Doctors and Engineers guided the muslim students for their better prospects in Professional and Academic streams.So it became very popular among muslims to facilitate their future propspects .

www.muftiakhtarrazakhan.com

5) Every year for final year muslim engineering and medical students of Rohilkhand university a farewell party is conducted.When I met Mufti Tahseen Raza Khan he told me that it is better for finalyear students that they should conduct their farewell party in Islamic atmosphere like Dastarbandi program.So we have conducted Farewell Party named 'ALVIDA' in Islamic atmosphere following Islamic rules and regulation on dated 22nd April 2007at home Mr Akhtar Hussain (Lect. IET MJP Rohilkhand University Bareilly)Faique Enclave Bareilly. Sadrul Ulama came and graced all students.We awailed their precious presence.

The above mentioned works were completed under the guidance of MUFTI TAHSEEN RAZA KHAN.Now I want to express the feeling of some of the university teachers and students about MUFTI TAHSEEN RAZA KHAN ---------

1) There was no Islamic activity in Rohilkhand University before the establishmentof Rohilkhand Muslim Union.I am highly obligue to SADRUL ULAMA that he made impossible to possible and guided us as according to the way of holy QURAN.I can never forget his works and efforts for the Mankind.According to me no one can fulfill his empty space.

Er Akhtar Husain M. TECH. (Asst. Professor IET MJP Rohilkhand University Bareilly)
President : Rohilkhand Muslim Union Bareilly U.P. India Mob. 09359104498
EMail ID :husainakhtar@yahoo.com

2) We met Mufti Tahseen Raza Khan many times.We were very much impressed to his simplicity.Before doing any Islamic work we always took his advice first . Soin future we will always remember him as a good mentor.

Mohd Alam And Laique Ahmad (Union Bank Of India R U Bareilly U.P.)

3 Mufti Tahseen Raza Khan is a complimentary guide to new generation Professional Students. He always said that muslim students like medical and engineering students should take interest in Islamic activities.So Mufti Tahseen Raza Khan is an Islamic mirror for talented Muslim Youth.

Mohd Jahangir B.TECH (CSIT)

4) It was really a golden opportunity for me when I met Mufti Tahseen Raza Khan with Salman Khan Sir. His Noorani face induced me much.I personally achieved benefits to all programs which is conducted under his guidance .So I think that he was the biggest

www.muftiakhtarrazakhan.com

A TRIBUTE TO SADRUL ULAMA

Mohammad Salman khan

Soofi -a - Ba- Safa Shah TAHSEEN RAZA
Un Ke Taqwe Taharat Pe Lakhon Salam
Ghous -o- Khwaja Raza Hamid -o- Mustafa
Aur TAHSEEN -E- MILLAT Pe Lakhon Salam

Hon'ble Brethren (ISLAM) .... As - salam - o- alaikum

On the auspicious occassion of publishing the book on the characteristics of SADRUL ULAMA MUFTI TAHSEEN RAZA KHAN, I personally feel my responsibility to highlight the facts those encouraged me to achieve some of my life objects in respect of 'QAUMI KHIDMAT' with the help and proper guidance of SADRUL ULAMA MUFTI TAHSEEN RAZA KHAN.I met MUFTI TAHSEEN RAZA KHAN with his son Suhaib Raza Khan on September 2006 at his home.I requested him that I want to start some Islamic activities in Rohilkhand University Bareilly for the better guidance of professional students.He became very happy and told me that it is an important work and I will help you at all your needs.So first of all we established a muslim favouring committee 'ROHILKHAND MUSLIM UNION' on 11 September 2006 and started our works under the guidance of Mufti TahseenRaza Khan.We did many works under his good guidance. So here I am illustrating those works that we have conducted under the guidance of Mufti Tahseen Raza Khan ---

1) First time in ROHILKHAND UNIVERSITY Bareilly there was an arrangement of Namaz -e- Taravih (Khatm -e- QURAN of 11days time duration) during the holy month of Ramzan -ul-Mubarak from 24th Sep.2006 to 4th Oct.2006 in University campus. All muslim engineering and medical students used this facility and became very happy to this arrangement. It is a better achievement because in the thirty years history of Rohilkhand University it was the first time that this kind of work has been started and also first time in any on muslim university in India.

2 There was problem to all muslim teacher and student to offer the Namaz -e- Juma because they had to loose their class if they attend Namaz -e- Juma.To solve this problem I met Mufti Tahseen Raza Khan and he told me that there should be an arrangement of Namaz -e- Juma for all university students and teachers at their lunch time.So Namaz -e- Juma has been started in Hashmia Mosque near Rohilkhand University Bareilly on timing Azan 12:30 PM and Khutba 12:40 PM and all muslim teacher and student are awailing this facility till now and feel good.

3) To increase the knowledge of QURAN and HADIS for university students and teachers, Dars QURAN And HADIS was started on 11 NOV. 2006 every Saturday after Namaz -e- Maghrib at Khatoon FatmaMosque,Faique enclave Bareilly and many students are awailing such precious facility and increasing their knowledge of QURAN and HADIS.

www.muftiakhtarrazakhan.com

EYE WITNESS-

It was a hot June of 2000 my railway builty has been lost my mail post and did not came to me up to 21 days beings helpless and hopeless I went to sadar sahib for prayer seeing my face sadar sahib asked me why are you anxious what happened ? I told him my builty has been lost some where Hazrat Tehseen Mian said, "Allah will send your builty up to Asar Namaz after hardly half an hour later an unknown person came to my door having my builty in hurry took my builty and went inside my house and I forget to ask his name and address when I run back to my door he was perish from my door .it was amazed at last I would like to say that wealth is certain and every body has to taste the death with the passage of time it is great loss of all the Sunni muslims who were flourishing under the auspicious blessing of Hazrat Allama Tehseen Raza Khan Rahmato-Wa-Ridwan Muhaddis-A-bareilly who was precious and price less personality of this Era.

Tahseen Raza Khan
s/o Ali raza Khan
Mob-170 kot old city bareilly U.P 243005

SADRUL ULAMA - A GREAT MUHADITH

JUNAID RAZA

Assalamu'Alaikum,

I met Huzoor Tehseen Mia, the Great Muhadith and Scholar, the Ocean of Love and of the intimate Knowledge of ALLAH ALMIGHTY, at the URS-E-RAZVI (2007) in Bareilly Shareef and was struck with such awe and wonder at this magnificent Wali. So humble and yet so magnificent. I've never felt this same magnetic effect after my own Beloved Murshid (Huzoor Taajush Shariah, Mufti Akhtar Raza Khan).

So drawn was I to Him, that my hands involuntarily went out to touch His Blessed Body. All I can relate is that when I saw Him(Huzoor Tesheen Raza), I immediately made the zikr of ALLAH ALMIGHTY and my beloved Makdhum loved Him and He loved my Makhdum and this being only for the sake of LOVE FOR ALLAH ALMIGHTY and THE BELOVED RASUL OF ALLAH (SALL ALLAHU ALAIHI WASALAM).

Huzoor Tehseen Mia will always have an impact on my heart and I will always treasure my meeting with this Wali of ALLAH ALMIGHTY (InshAllah) and I sincerely hope that through
the Barakah of this, that I get to love my Murshid more and more.

Junaid Raza Akhtari son of Abdul Yaseen (South Africa)

www.muftiakhtarrazakhan.com

holiness as moulvi in words.

As we have read about many great personalities from ages. HAZRAT ALLAMA MAULANA TEHSEEN RAZA KHAN RAHMATO-WA-RIDWAN are auspicious priceless personalities for all sunni muslims of the world: now who has departed from this emitiable world who left his shadow behind the miracle of Islamic teaching and precious services of islam the one and only name is MAULANA TEHSEEN RAZA KHAN MOHADDIS-A-BAREILLY ALLAHAI RAHMATO-WA-RIDWAN. He had been teaching hadees in madarsa's since five decades continuously and without hazitingly.

HIS LIFE STYLE :

He lived his life very simple an ordinarily but he was a complete spiritual Sufi saint in our eyes. It's my true faith and experience Allama Tehseen Raza Khan Rahmato-Wa-Ridwan Alias, "sadar sahab lives on the while work and talks about the horizon".

SPRITUAL MIRACLES :

My wife named Shabana Tahseen mureeda Allama Tehseen Raza Khan Rahmato -Wa-Ridwan .she has been suffering from delusion and incantation (Asarat or jadoo) since ten year's and her treatment is going on under the survival (advocacy) of maulana mufti Nazim Qadri of zakhira is the shrine of shah Dana wali sarkar kutube bareilly and Dargah of Ala Hazrat of bareilly .during this case pleading many hurdle and typical problem stand before me. I convey my all questions before the shrine (Mazar Shareef) and Kept waiting for answers I got all my answers in the dream through a Allama Tehseen Raza khan very minutely and clearly expressed.

When he was alive I used to ask the secret of mazar shareef .he always kept smile and says miya do not try to know the secret of Aulia-A-allah because wali dil dekhte hai aur Aalim zaban always convey your problems very humbly and softly. Do not quarrel with him and he himself answered me my all question regarding my wife case through the mazar.

From where I have been inspired about Allama Tahseen Raza Rahmato-WA-Ridwan- Once mufti Nazim Qadri of Zakhira masjid said to me about Tahseen Mian in august 1998. When first time I went to Nazim Sahib with my wife he asked what had happened to your wife. Nazim Sahab asked me from where you have come. I said i have come from kankatola.who send you to me I told him that I was send by Allama Tehseen Raza Khan .He didn't belief me. When I show Tehseen mian's letter to him he was shocked and began to fear and said to me you know that Allama Tahseen mian is himself Hayat wali same as Huzoor Mufti-E-Azam -A-hind were in Hayat. Remember hold him properly as Huzoor Mufti-E-Azam-A-Hind.He is called Mazhar-A-Mufti-Azam because Tehseen Mian has many similarities and qualities as Huzoor Mufti-E-Azam-A-Hind has

Allama Tehseen mian can did biggest of all big work by his eye glance. He never disclosed his spiritual mystery of his own in front of any body and ordinary Moulvi.

www.muftiakhtarrazakhan.com

excellent example of a true SUNNI MUSLIM.

LOVE OF MUFTI-E-AZAM

Muft-e-Azams love for Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) was incomparable.It can be only identified by the lines written by Mufti-e Azam on the sanad(marksheet) of Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma).Mufti-e-Azam wrote "QURRATO AENI,DURRAT-UZ-ZAENI" which means "peace of my eye's,pearl of my grace". Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) was the first khalifa of Mufti-e-Azam in the khanvaada-e-razvia,at the function held on the occassion of giving khilafat to Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma),Mufti-e-Azam gave him his own Jubba and Amama .Mufti-e-Azam called hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) the "GUL-E-SARSABAD" which means the most graceful flower of the bouquet.

www.muftiakhtarrazakhan.com

This all shows Mufti-e-Azam's love for hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) and hazrat also had a great respect and deep love for Mufti-e-Azam(alaihir rehma) which can be seen by the efforts of Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) to walk on the foot prints of Mufti-e-Azam even at this old age hazrat rendered his best khidmaat to DEEN-E-ISLAM.A few years back hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) established a madarsa "ZIA-UL-ULOOM"at NOORANI MASJID.Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) did imamat for more than 50 years at Noorani Masjid and gave dars-e-QURAN and HADITH in Masjid Cheh Minaar at Kankar Tola continuosly from 1982 till the end of his hayat-e-mubarak.Hardly any madarsa of Bareilly markaz would have left where Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) did not taught Talib-e-ilm.The seniority of Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) is recognized by the fact that each and every person of khanvaada-e-razvia had a great respect for Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma).

Mazhar-e-Mufti-e-Azam Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma)proved by his acts and deeds that he was the real MAZHAR OF MUFTI-E-AZAM.

MOHAMMED HARIS KHAN
(JOINT SECRETARY: USTAD-E ZAMAN SOCIETY)
CONTACT NO-09719426333
Email-harryk1983@gmail.com

SADRUL ULAMA - A SPRITUAL PERSONALITY

T. Raza khan

I can't dare to write any word to a great lenient linguist religious SUFI saint HAZRAT ALLAMA MAULANA TEHSEEN RAZA KHAN RAHMATO-WA-RIDWAN. But on the other hand I myself feel pleasure I and my family get the chance to share my joys and sorrows in the blessings I can't add any word in his appreciation because his name is itself full of respect, honor and appreciation. It's very difficult for me to express his grace spirituality and

www.muftiakhtarrazakhan.com

Alhumdulillah, during the days I spent in Harare , Zimbabwe , Huzoor Sadrul Ulama (alaihir rahma) had come to Harare for a little while. It was there that many of us had the opportunity of sitting with him for many hours and listening to his words of wisdom and feeling his spiritual presence. Alhumdulillah, it was during this trip, that he also blessed this humble servant with Khilaafat at the residence of Dr Ahmed Girach Razvi Noori and Brother Afroz Girach Razvi Noori, in the presence of other Ulama and sunni brothers. For me, this was a great honour and a blessing to receive such an honour from a great personality. I admired him for his humility and the love he showed for our Master Huzoor Taajush Shariah, Rahbar-e-Tareeqat Hazrat Allama Mufti Mohammed Akhtar Raza Khan Qadri Azhari Qibla and the love that Hazrat showed him.

The passing of Huzoor Sadrul Ulama is a great loss to us all. I pray that Almighty Allah grants his family patience in this testing time and blesses us all with his immense blessing. Aameen

Sag-e-MUFTI-E-AZAM
Muhammad Afthab Cassim Razvi Noori
Imam Mustafa Raza Research Centre
Overport, Durban , South Africa(www.noori.org) (noori@noori.org)

THE NOOR OF NOORI, THE CHIRAAGH OF HASAN

MOHAMMED HARIS KHAN

The grand personality of sadar-ul-ulema hazrat ALLAMA TEHSEEN RAZA KHAN MOHADDIS-E-BARELVI (alaihir rehma) does not need any introduction,hazrat is also known as MAZHAR-E-MUFTI-E-AZAM as harat's glowing nooraani face had a glimpse of ALLAMA SHAH MUSTAFA RAZA KHAN(alaihir rehma).Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma) was an excellent example of simple living high thinking.I must say that with the grace of ALLAH TABARAK-WA-TAALA thousands of people were able to see,meet and get the kind blessing of Allah's wali,and that was just because of hazrat's soberty.Hazrat was easily available to everyone.Hundreds of people used to come and meet hazrat daily in order to get taavizat or to ask hazrat to do dua in their favour.After namaaz-e-Asar till namaaz-e-Maghrib,hazrat used to meet people in the maktaba near hazrat's house.At maktaba hazrat gave taavizat to people regarding their problems and difficulties,with the grace of ALLAH TABARAK-WA-TAALA their problems and difficulties were solved.Writing and giving taavizat was an act of Allama Shah Mustafa Raza Khan(alaihir rehma) which was very nicely and finely adopted Hazrat Allama Tehseen Raza khan(alaihir rehma).I never saw hazrat saying no to anyone.Hazrat's door's were open for all either rich or poor.Hazrat was not at all impressed by the idea of living a lavish and luxurious life.Hazrat lived his whole life giving his best services to DEEN-E-ISLAM.From every aspect hazrat's life was an

www.muftiakhtarrazakhan.com

Sadrul Ulama Hazrat Allama

SADRUL ULAMA : A Blessed and Pious Personality

Muhammad Afthab Cassim Razvi Noori

There is no doubt that Hazrat Tehseen Raza Khan was a blessed and pious personality. Being a descendant of Ustaz-e-Zaman Hazrat Maulana Hassan Raza Khan (alaihir rahma), Hazrat Tehseen Raza Khan (alaihir rahma) was the embodiment of the beautiful qualities of his pious predecessors. His passing from this world has left a great sadness in the hearts of the Ahle Sunnat throughout the world.

www.muftiakhtarrazakhan.com

I had the blessed opportunity of meeting him on numerous occasions in Bareilly Shareef during my studies at Darul Uloom Manzar-e-Islam and ever since, noticed his piety, simplicity and humility.

He was a man of great knowledge, wisdom and piety, but he lived a humble and simple life. He was blessed with one other very great quality, that being his resemblance in looks to Ghaus-ul-Waqt Huzoor Sayyidi wa Sannadi Sarkaar Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu). All those who saw Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu) on seeing him would immediately proclaim, "He looks so much like Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu)".

This I think was because of the tremendous love that Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu) possessed for Hazrat Maulana Tehseen Raza's revered father, Hazrat Hasnain Raza Khan (alaihir rahma) and the special love that he inturn possessed for Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu). This can be seen from the following words of Hazrat Hasnain Raza Khan:

"I was born six months before Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu), but he is much greater than I am. He has been blessed with a very exalted status. The Truth is that Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu) is Qutbul Irshaad. I am his cousin, and one who lived with him in the same house. We both spent our childhood together, but I never saw him waste any time playing (like other children). Take note of this statement of mine, 'If you take a bright light and search the entire earth, then By Allah, you will never find a Sheikh like Huzoor Mufti-e-Azam Hind (radi Allahu anhu)."

Hazrat Tehseen Raza (alaihir rahma) was also regarded as a great Muhadith and had In depth knowledge of the Ahadith of the Holy Prophet (Sall Allahu alaihi wasallam). He was noted for his masterful manner of teaching and explaining the Hadith of Rasoolullah (Sall Allahu alaihi wasallam). Hazrat was also a great poet and wrote beautiful couplets in praise of the Holy Prophet (Sall Allahu alaihi wasallam). This, he had definitely inherited from his beloved grandfather Ustaz-e-Zaman Hazrat Hassan Raza Khan (alaihir rahma) and from the beloved brother of his grandfather, the Mujaddid of the 14th Century, Aala Hazrat Ash Shah Imam Ahmed Raza Khan (radi Allahu anhu)

www.muftiakhtarrazakhan.com

Janaza salah of mazhar-e-muftia-e-azam [radi allahu anho] was performed by Tajjus Shariyah Allama Akhtar Raza Khan Quadri at Islamia Inter College ground in bareilly shareef. About two and a half million people attend his Janaza Salah .

Sadr-ul-Ulama buried near his house in kankar tola ,old city bareilly shareef and a thousands of posse of his followers are visiting on his shrine and getting his blessings

CHARACTER AND HABITS

Wealth, worldly satisfaction and happiness can be given to a person by anyone but such people do not have the spritual insight to give tranquility for there disturb heart and they cannot put a smile on to the face of a depressed person .But Huzoor Sadr-ul-Ulama have both the treasure of physical world and the spritual world to those in need .Every day hundreds of people in need of spritual,phisical and academic needs would come to him and each of them would return with complete satisfaction.

Sadr-ul-Ulama Moulana Tehseen Raza Khan posses great heights of good character,moral standard,kindness sincerity,love and humbleness.he never refuse the invitation of any muslim irrespective of wealth, caste and anything .He always stayed away from those who were very wealthy and lavish.He was the possessor of great moral and ethical values.

LOVE FOR THE NAAT SHAREEF

Sadr-ul-Ulama had never expose himself because of his love towards simplicity and due to that most of the people cant understand how great Aalim he was.

He wrote many NAATS but unique one which was very much appreciated by Huzoor Mufti-e-Azam is given below.

JISKO KEHTE HAI KAYAMAT HASHR JISKA NAAM HAI
DAR HAQEEQAT TERE DEWAANO KA JASHN E AAM HAI,
AZMATE FARQE SHAHE KAUNAN KYA JAANE KOI
JISNE CHOOME PAAYE AQDAS ARSH USKA NAAM HAI,
AA RAHE HAI WO SARE MAHSHAR SHAFAAT KE LIYE
AB MUJHE MALOOM HAI JO KUCH MERA ANJAAM HAI,
TU AGAR CHAHE TO FIR JAAYEN SIYAHKAARO KE DIN
HAATH MAIN TERE INANE GARDISHE AYYAAM HAI,
ROO-E-ANWAR KA TASSAWUR ZULF-E-MUSHKIN KA KHAYAL
KAISI PAAKIZAH SEHAR HAI KYA MUBARAK SHAAM HAI,
SAAQIYE KAUSAR KA NAAM-E-PAK HAI VIRD-E-ZABAN
KAUN KEHTA HAI KE TEHSEEN AAJ TISHNA KAAM HAI,

SOHAIB RAZA KHAN (B.Tech)
(Son Of Huzoor Sadar-ul-ulema)
Contact no.097194777725
Email-srk12683@yahoo.co.in

www.muftiakhtarrazakhan.com

Hazrat left behind three sons and a daughter names are as follows:

*Moulana Mohammad Hassan Raza Khan [khalifa of Huzoor SADR-UL-ULEMA and TAJUSH-SHARIAH]

*moulana Mohammad Rizwan Raza Khan [khalifa of Huzoor SADR-UL-ULEMA and TAJUSH-SHARIAH]

*SAG-e-TEHSEEN Mohammad Sohaib Raza Khan [Engineering. student]

VISAAL

www.muftiakhtarrazakhan.com

Huzoor Sadr-ul-ulama [radi alla a]was very well aware that he will not come back after this journey. He gave many hints but no one comprehend at that time. Before going he gave a taveez to his daughter and told her it is for sabar.(patience)

During his last visit to mauritius he told that this is his last visit over here now you people has to choose among the three of my sons who will be visit on next turn,everyone thought that Hazrat was saying due to the weakness

Hazrat said to his driver which always took him to Jamia tur Raza that you won't have to come further because I will do rest.

In an another incident he said to the Vice Principal of jamia Yunus Raza Monis that why you have printed so many sanads [certificate for khilafat] as I am going for a journey and there is no surity that I will be back,Yunus Raza replied.:. Hazrat dont say like this you will INSHALLAH come back then hazrat replies ....its enough .

Hazrat Allam Tehseen Raza allahir rahma started his journey from bareilly shareef in the morning of thursday 2nd of August' 07 and reached New Delhi and boarded a flight for Nagpur on the same day , after reaching nagpur he called me and told me that tonight I will stay in nagpur and tommorow morning we leave for chandarpur .Usually he conversate on phone very less but on that day he was loath to put the reciever down and asked about each an every member of family seperately and I asked him ABBA are you ok? He said.. Yes I am fine!..Undoubt of me that this was his last call.

According to the people of nagpur on the day of accident before starting the journey for chandarpur he had visited the Mazar Shareef of Taj ud-deen Baba in nagpur and was looking very happy. After that he started the journey for chandarpur after half an hour the tyre of the car got inflated they do the reparing over there it takes about an hour and they continue the journey. Before the accident Hazrats khadim was reading a new NAAT shareef written by Hazrat ,driver was in a hurry because hazrat has to do the IMAMAT for JUMA salah ...on the final destination the speed of vechicle was very high and vehicle become out of control Hazrat was sitting in front seat with the drivor ,he fall down and a stone hits Hazrats head INNA LILAHE WAINNA ILAHAE RAJAEOON another aalim Zaheer Sahab also fall down and passed away from this temporary world, Hazrat's khadim Qari Irfan is under treatment.Rest all three including driver was discharged after giving first aid.

JANAZA SALAH

www.muftiakhtarrazakhan.com

EARLY EDUCATION

Huzoor sadr-ul-Ulema started his education from a small madarssa in mirzae mosque kankar tola bareilly shareef which is near his house.for further arabic and persian education he joined madarsa mazhar-e-islam which was founded by huzoor Mufti-e-Azam-e-Hind. over there he studied various branches of knowledge under the guidance of his most learned and blessed uncle Huzoor Mufti-e-Azam and hadith shareef with moulana Sardar Ahmad Sahab.He walk for his madarsa from kankar tola to mohallah saudagran. After partition of India and Pakistan his blessed Ustad Moulana Sardar Ahmad Sahab transfer himself to faisalabad Pakistan and founded Mazhar-e-Islam over there ,huzoor Sadri Ulama shows his keen int-est and with the permission of his father he went to pakistan for completing Daura-e-Hadith.

BLESSED TEACHERS

*Sadrushshariyah Badrut Tariqah Maulana Shah Amjad Ali aazmialahir rahma

*Mufti-e-Azam -e-Hind Maulana Mustafa Raza khan alahir rahma.

*Shams-ul-Ulama Mufti Qazi Shams-ud-Deen Ahmed Razvi Jafri Jaunpuri.

*Mufti-e-Azam pakistan Moulana Waqar ud-deen Qadri Razvi.

*Shaikh -ul-Ulama Moulana Ghulam Jeelani Razvi Azmi alahir rahmato wa rizwan

*Shaikh ul Maqulaat Moulana Sardar Ali Khan Razvi Bareilvi

*Hazrat Moulana Ghulam Yaseen Sahab Razvi Purnavi.

VISIT TO HARAMAIN SHAREEF

Ziyarat Rauza-e-Sarkar ki ek bar ho jae
phir uskae baad chahain yeh nazar bekar ho jae.

{Allaam Tehseen Raza alahir rahma}

In the above couplet huzoor Sadr-ul-Ulama doing dua from ALLAH Subhanahu TA'ala that once I got the chance to have just a glance of Gumbad-e-Khazra after that i dont bother if I become blind.

But even in the old age of about 77 he dont need spects for reading or writing.

Huzoor Sadr-ul-Ulema once went for Hajj-e-Baitullah in the year 1986 a.d.

When he is about to reach Madina Shareef then he wrote this poem:-

Madina samnae hae bas abhi panuncha mae dum bhar me
tajassus karwatain kyun le raha hae qalb-e-muztar mae.
madad ae hadi-e-ummat nawae be nawaya sun
chirag-e-baekasi tharra raha hae baad-e-sar sar main.

MARRIAGE AND FAMILY

Sadr-ul-Ulama alahir rahma married with the daughter of Sayeed Ullah Khan [who was a respected farmer of the city of bareilly shareef.] on 26 feb 1967 a.d.

www.muftiakhtarrazakhan.com

Ustad-ul-Ulema Allama Shah Hasnain Raza khan

Allama Shah Hasnain Raza Khan was the son of Ustad-e-Zaman and nephew of Ala-Hazrat [alahir rahma]. He was also the son-in-law of Ala hazrat alahir rahma and blessed father of sadr-ul-ulama Allama Shah Tehseen Raza Khan [alahir rahma] and also the father-in-law of Tajjush Shariyah Allama Akhtar Raza Khan Azhari damad barkata humul qudsiya.He was born on 1315 hijri and visaal 1407 hijri.

He wrote the WASIHAT of Ala Hazrat as prompted and Ala Hazrat before his visal said to both of his son Hujjatul Islam Hamid Raza Khan alalhir rahma*,mufti-a-azam Mustafa Raza Khan alahir and nephew Ulstad-ul-Ulama Moulana Hasnain Raza Khan if three of you after me collectively do the futher work then you can be able to do it you can imagine by this sentence how much he love his nephew and put him in the row of his son because of his knowledge, hardworking and sincerity.

Due to some circumstances Hasnain Raza Khan Sahab leaves Mohallah Saudagran and settled in Kankar Tola,old city bareilly shareef which is about 3 kms from Dargah Ala Hazrat and since then his whole family is living in old city Bareilly shareef.

Allama Hasnain Raza is the first person who established hasni press and printed many books of Ala Hazrat.

Mufti-e-Azam is a lovely friend of him he oftenly visited his home in old city and both of them have a great respect and admiration for each other, others were confused who is elder to whom.

Once a follower put a question in front of Moulana Hasnain Raza alahir rahma that you are elder or Huzoor Mufti-e-Azam.he gave such a suitable answer to him that in position[rutba] Mufti-e-Azam is elder to me but in this world i came six month before him. He donated his house in dargah Aala Hazrat so Huzoor Mufti-e-Azam always insist him to be buried near Aala Hazrat but he always replies that i want my place near his legs.according to his vasihat his mazar shareef is at extreme left at the main entrance of Dargah-e-ALA HAZRAT.

These are the personalities who never expose their work whatever they had done is only for ALLAH TA'ala and ALLAH's beloved prophet MUHAMMAD sallahu alahi wasallam they never think about there position and stature at all.

Mazhar-e-Mufti-e-Azam Sadr-ul-Ulema Allama Shah TEHSEEN RAZA KHAN alahir rahmato wa rizwan

GLORIOUS BIRTH

Gaus-ul-waqt Mazhar-e-Mufti-e-Azam-e-Hind was born on friday 14 shaban-ul-moazzam 1348 hijri [1930 a.d]in mohallah Saudagran Bareilly Shareef..

www.muftiakhtarrazakhan.com

In the name of ALLAH the most Beneficent and Merciful

SADRUL ULAMA : AN INTRODUCTION

ALLAMA HASAN RAZA KHAN (ALAIHIR REHMA)

SOHAIB RAZA KHAN

Sadr-ul-Ulema Mazhar-e-Mufti-e-Azam Shaikh-ul-Mashayakh Hazrat Allama Shah Mufti Mohammad Tehseen Raza Khan[alahir rahmato wa ridwan] is the grand son of Huzoor Ustad-e-Zaman Moulana Hasan Raza Khan [alahir rahma] who was the younger brother of Ala Hazrat Moulana Shah Imam Ahmad Raza Khan [alahir rahmato wa ridwan]

Allama Hasan Raza Khan [alahir rahman] was a master of urdu poetry at that time and due to this reason he got a title of Ustad-e-Zaman.He wrote many books one of the famous is Zauq-e-Naat which is au'fait among the followers.

Ustad -e-Zaman assist elder brother AlaHazrat alahir rahma in every field,you can imagine how much he took care for his elder brother that he even used to sharpen a pencils twice a day and prepare the ink whenever necessary.

Aala hazrat [alahir rahma] was very busy in writing books so Moulana Hasan Raza [alahir rahma] handle all the work of farming as well as house hold.Once Ustad-e-Zaman ask Ala Hazrat that he want permission of the marriage of their daughters. Ala Hazrat replies ....Hasan Miya even yet i didn't thought of a preparation of marriage of my daughters and you are asking about the permission how it can be possible Ustad-e-Zaman replies.... Dear brother even the spices are ready for preparing food.then Ala Hazrat said that you never left any stone unuturned to make me free from all the house hold works, and because of you,, I become Ala Hazrat otherwise its next to possible for me to do this precious services for Islam at that level.

Ustad-e-Zaman passed away from this temporary world in 1326 hijri... Ala Hazrat had a dream of him holding a big paper in his hand which is full of ashars poems in the phrase of Prophet MUHAMMAD sallalahu alahi wasallam and said brother my these poems are accepted in bargah-e-risalat, all this incident was further told by Ala Hazrat in his speech in RAZA Mosque before JUMA salah and countinously weeped and said if a single couplet of a poem is accepted in Bargah-e-RISALAT the one got magfirat INSHALLAH but my brothers so many couplets are accepted in Bargah-e-RISALAT.

A couplet from the poem(mankabat) written by AALA HAZRAT (ALAIHIR REHMA) in praise of ALLAMA HASAN RAZA KHAN(ALAIHIR REHMA)in Persian -

"Quwwat-e-baazu-e-mann sunni-e-najdi figan,
hajiyon zayir hasan sallamahu zuiminan "

www.muftiakhtarrazakhan.com

ગયા. અને લગભગ આઠ મહિના રહીને દૌરાએ હદીષની પરિપૂર્ણતા કરી. ત્યાંથી આવ્યા બાદ દારુલ ઉલૂમ મઝહરે ઈસ્લામ–બરેલીમાં આપે દર્સ આપવાનું શરૂ કર્યું. હઝરતે ઈ.સ. ૧૯૭૨ સુધી મઝહરે ઈસ્લામમાં દર્સે નિઝામિયાની તા'લીમ આપી. પછી બે વરસ સુધી એ જ મઝહરે ઈસ્લામમાં સદર મુદર્રિસીનની ફરજો અંજામ આપી. અને ઈ.સ. ૧૯૭૫થી દારુલ ઉલૂમ મંઝરે ઈસ્લામમાં સદર મુદર્રિસીન મુકર્રર થયા. સાત વરસ તદરીસી ફર્ઝો અંજામ આપતા રહ્યા. હજારો તલબા આપના ઈલ્મો હિકમત તથા કમાલથી ફયઝયાબ થયા, એમાંથી કેટલાક લાયક, બાકમાલ, આલિમ, ફાઝિલ, મુહદ્દિષ, મુફતી, ફકીહ બન્યા જેઓ દેશ વિદેશમાં ઈલ્મી અશ્આ'ત ફેલાવી રહ્યા છે.

www.muftiakhtarrazakhan.com

ઈ.સ. ૧૯૮૨માં જામિઆ નૂરીયા રઝવિય્યહ્–બરેલી શરીફની સ્થાપના થતાં તેને ચલાવવાની સંપૂર્ણ જિમ્મેદારી હઝરત અલ્લામા તેહસીન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوان ને સોંપવામાં આવી અને હાલ જામિઅતુર્રઝા બરેલી શરીફમાં સદરની હૈસિયતથી ખિદમત આપી રહ્યા હતા. આપ અવાર નવાર તબ્લીગી દૌરાઓ પણ કરતા હતા, એવા જ એક દૌરામાં નાગપુર નજીક તા. ૩–૮–૨૦૦૭ના રોજ રોડ અકસ્માતમાં આપ શહીદ થઈ ગયા. انا للہ وانا الیہ راجعون જીવનના અંતિમ શ્વાસ સુધી આપ દીન તથા સુન્નિયતની ખિદમત માટે ઝઝુમતા રહ્યા. આપ આપની પાછળ ત્રણ પુત્રો તથા એક પુત્રીને છોડી ગયા જેમનાં નામો આ પ્રમાણે છે : મૌલાના હસ્સાન રઝા, રિઝવાન રઝા, હબીબ રઝા તથા આરિફા બેગમ.

આપના વાલિદે બુઝુર્ગવાર હઝરત અલ્લામા હસ્નૈન રઝા علیہ الرحمۃ و الرضوان એ આપને ઈ.સ. ૧૯૪૩માં ઉર્સે રઝવીના પ્રસંગે હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમે હિંદના દસ્તે હક્ક પરસ્ત પર બયઅત કરાવી દીધા હતા. ૨૫–સફર હિ.સ. ૧૩૮૦માં આમ જલસામાં મુફતીએ આ'ઝમે હિંદે علیہ الرحمۃ و الرضوان એ ઈજાઝત તથા ખિલાફત અતા કરી, એ સમયે સ્ટેજ પર સૈયદુલ ઉલમા સૈયદ આલે મુસ્તફા બરકાતી મારહરવી, બુરહાનુલ મિલ્લત મુફતી બુરહાનુલ હક્ક રઝવી જબલપુરી તથા મુજાહિદે મિલ્લત મૌલાના હબીબુર્રહમાન રઝવી ઓરિસવી વગેરે મહાન ઉલમા તથા મશાઈખે ખિર્કાપોશી કરાવી અને હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમે અમામો બાંધ્યો.

આપ હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમે હિંદની ખૂબ જ અદબ કરતા હતા તથા આપથી ખૂબ જ અકીદત હતી, જેનો ઈઝહાર આપે એક પત્રમાં આ પ્રમાણે કર્યો છે કે, "હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમનો ઝોહદ તથા તકવો, બુઝુર્ગાના શફકત મારા માટે સૌથી વિશેષ આકર્ષણનો સબબ બની." અને હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમે હિંદ પણ આપનાથી ખૂબ જ પ્રેમભાવ ધરાવતા હતા. અલ્લામા તેહસીન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوان ના વાલિદ સાહબને ઘરવાળાં "સાહિબ" કહીને સંબોધતાં હતાં તો હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમ પણ "સાહિબ" કહેતા હતા. આપ ત્રણ ભાઈઓ છે અને સૌ અલ્લાહના ફઝલથી પોત પોતાના સ્થાને ગર્વ લેવા સમાન આલિમો તથા હસ્તીઓમાંથી છે. મુફતીએ આ'ઝમે હિંદ قدس سرہ ફર્માવતા હતા કે, "સાહિબના જેટલા પુત્રો છે સૌ સારા છે, બાસલાહિયત તથા બાલિયાકત છે, પણ એમાં તેહસીન રઝાનો જવાબ નથી !" વલીએ કામિલ હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમની પવિત્ર જીભ મુબારકથી નીકળેલા આ શબ્દો આપની મહાનતા તથા કમાલો બાબતે ઘણુ બધું કહી જાય છે. *(કિતાબ "મુફતીએ આ'ઝમ ઔર ઉન્કે ખુલફા"ના સૌજન્યથી)*

અલ્લાહ તઆલા આ નૂરાની હસ્તીઓના ફયઝાનથી આપણને સૌને ફયઝયાબ ફર્માવે અને ગુલશને રઝાનાં આ મહેકતાં ફૂલોની ખુશ્બુથી સુન્ની જગતને કિયામત સુધી મહેકતુ ચહેકતુ રાખે આમીન. બિજાહિન્નબી કરીમ ﷺ.

www.muftiakhtarrazakhan.com

અલ્લામા તેહસીન રઝાખાં એક બાકમાલ શખ્સિયત

રજૂ. પટેલ શબ્બીર અલી રઝવી, તંત્રી : બરકાતે ખ્વાજા (માસિક)–દયાદરા, તા. જિ. ભરૂચ, ગુજરાત

ઈસ્લામના મહેકતા ગુલશનમાં ૧૪૦૦ વરસથી ઈમાન તથા ઈલ્મની ખુશ્બૂ વેરતાં અગણિત પુષ્પો ખીલતાં રહ્યાં અને પોત પોતાની વિશિષ્ટ મહેક વડે આલમે ઈસ્લામને મઘમઘાવતાં રહ્યાં. એમાં ઘણા એવાં અનેરાં પુષ્પો થઈ ગયાં જેમની ખુશબુથી આજે પણ આલમે ઈસ્લામ તથા સુન્નિયતની દરેક વ્યક્તિનાં દિમાગો તાજગી પામી રહેલ છે. એવા જ એક મહેકતા તથા અનેરી ખુશ્બુવાળા ફૂલનું નામ છે હઝરત અલ્લામા તેહસીન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوان. આપના થકી એવી નૂરાની ખુશ્બુ ફેલાયી છે કે આપની ઈલ્મી, ઈમાની, રૂહાની ખુશ્બુ દિર્ઘકાળ સુધી સુન્ની જગતને મહેકાવ્યા કરશે. અને કેમ ન મહેકાવે કે જેની પરવરિશ સમયના મહાન મુજદ્દિદ ઈમામ અહમદ રઝા મુહદ્દિષે બરેલ્વી رحمۃ اللہ علیہના ઘરાનામાં થઈ હોય, જેમના દાદા ઉસ્તાદે ઝમન હઝરત હસન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوان હોય કે જેઓ પોતાના મોટાભાઈ ઈમામ અહમદ રઝા رحمۃ اللہ علیہ તથા વાલિદે બુઝુર્ગવાર હઝરત નકી અલીખાં علیہ الرحمۃ و الرضوانના ઈલ્મ તથા અક્કલના ખજાનાથી તથા સોહબતથી ફયઝયાબ થયા હોય, જેમના વાલિદ હઝરત અલ્લામા હસ્નૈન રઝા علیہ الرحمۃ و الرضوان હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમે હિંદ હઝરત મુસ્તફા રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوانના સમકાલિન હોય કે જેમણે આ'લા હઝરતના મદરસા મન્ઝરે ઈસ્લામમાં ઈમામે અહલે સુન્નત ઈમામ અહમદ રઝાથી તા'લીમ, ખિલાફત તથા ઈજાઝત હાંસલ કરી હોય એમનાં ફરઝંદ હઝરત તેહસીન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوان કેમ ખૂબીઓના માલિક ન બને !

હઝરત અલ્લામા તેહસીન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوانએ સૈયદ શબ્બીર અલી બરેલ્વી મર્હૂમથી કાઈદાએ બગદાદી પઢયો પછી એક મકતબમાં કુર્આને કરીમ તથા ઉર્દૂ હિસાબ વગેરેની તા'લીમ પ્રાપ્ત કરી. ફારસીની પ્રારંભિક કિતાબો પૂરાના શહેરના એક મદરસામાં પઢી જે ધીર જાફર ખાનના મહોલ્લામાં આવેલ હતો. અરબીની તા'લીમના માટે વાલિદે મોહતરમે દારુલ ઉલૂમ મઝહરે ઈસ્લામ બરેલી તથા મન્ઝરે ઈસ્લામમાં દાખલ કરાવ્યા. દૌરાએ હદીષના માટે વાલિદે મોહતરમની ઈચ્છાનુસાર અલ્લામા તેહસીન રઝાખાં علیہ الرحمۃ و الرضوان જામિઆ રઝવિય્યહ્ મઝહરે ઈસ્લામ–ફૈસલાબાદ (પાકિસ્તાન) તશરીફ લઈ ગયા, અને ત્યાં દૌરાએ હદીષની મોહદ્દિષે આ'ઝમે પાકિસ્તાન હઝરત મૌલાના મુહમ્મદ સરદાર અહમદ રઝવી علیہ الرحمۃ و الرضوان થી પઢી.

આપ હિ.સ. ૧૩૭૫ શાબાનુલ મોઅઝ્ઝમમાં જામિઆ રઝવિય્યહ્ મઝહરે ઈસ્લામ–ફૈસલાબાદ (પાક.)થી ફારિગ થઈ બરેલી શરીફ પરત આવ્યા. આપ ઈ.સ. ૧૯૪૯થી ૧૯૫૪ સુધીમાં ક્રમશઃ મોલ્વી, આલિમ, મુન્શી, ફાઝિલ તથા કામિલ થયા.

આ'લા હઝરત વ મુફતીએ આ'ઝમના ફયૂઝાન તથા સમયના મહાન ઉસ્તાદો જેમ કે સદરુશ્શરીઅહ્ (બહારે શરીઅતના લેખક) મૌલાના અમજદઅલી રઝવી આ'ઝમી, હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમ હઝરત અલ્લામા મુસ્તફા રઝાખાં બરેલ્વી, મુહદ્દિષે આ'ઝમે પાકિસ્તાન મુહમ્મદ સરદાર અહમદ રઝવી, શમ્સુલ ઉલમા મૌલાના શમ્સુદ્દીન જોનપુરી ઉપરાંત અન્ય બાકમાલ ઉલમા થકી જાહેરી તથા રૂહાની ઈલ્મની સિંચાઈ આપના સીનામાં થઈ હતી, જેણે આપને ઈલ્મ તથા તક્વાના કમાલના દરજ્જે પહોંચાડયા હતા.

આપે હુઝૂર મુફતીએ આ'ઝમ رحمۃ اللہ علیہના હુકમ પર દારુલ ઉલૂમ મઝહરે ઈસ્લામ બરેલીમાં તદરીસી સિલસિલાની શરૂઆત કરી, પછી ઈ.સ. ૧૯૫૬ ઓગસ્ટમાં ફૈસલાબાદ (પાકિસ્તાન) ચાલ્યા

www.muftiakhtarrazakhan.com

હેઝ્મંત-ચેતનવંતી કરી રહયાની વાત ઉથાડી છે.

નેક લોકોની આલમે બકા તરફની કૂચનો ઈશારો માટે રજબુલ મુરજ્જબ મહિનો બતાવે છે. સુલ્તાનુલ હિંદ, અતાએ રસૂલ, ખ્વાજએ ખ્વાજગાન, ખ્વાજા મુઈનુદ્દીન ચિશ્તી સંજરી (રદિયલ્લાહો તઆલા અન્હો), કિછોછાં શરીફની ધરતી ઉપર મદફુન હુઝૂર મોહદ્દીષે આઝમે હિંદ જેવી અનેક શખ્સીયતો આ મહિનામાં રહેલત થયાની તારીખો શાહીદ છે.

દોસ્તો ! બરેલી શરીફની સરઝમીન [illegible] મરકઝ છે. આ કેન્દ્ર ઉપરથી એક-એકથી ચઢિયાતા તારલાઓ આવીને એહલે સુન્નતને મહેંકાવીને ચાલી ગયા.

બરેલી શરીફની સરઝમીનની અઝમત-વ-બરકાતોને મહેંકાવનારાઓમાં મુજદ્દીદે દીનો મિલ્લત, તાજદારે એહલે સુન્નત, ઈમામે એહલે સુન્નત, બુલબુલે બાગે નબુવ્વત, કલામુલ ઈમામ-વ-ઈમામુલ કલામ, હઝરત ઈમામ એહમદ રઝા' ફાઝિલે બરેલ્વી (રદિયલ્લાહો તઆલા અન્હુ), રૂહાની કમાલાત, પાકીઝા ખયાલાત, કશ્ફો કરામાત, અખ્લાકો ઈનાયત, ઉખુબતો મસાવાત, દાઈએ હકકો સદાકત, પયકરે ખુલ્ક, શેહઝાદએ આલા હઝરત, રહનુમાએ એહલે સુન્નત, અઝીમુલ મુકફ્કિરો-મુબલ્લીગ, આરિફ બિલ્લાહ હુઝૂર મુફતીએ આઝમે હિંદ (રહમતુલ્લાહે અલયહ), હુજ્જતુલ ઈસ્લામ હઝરત હામિદ રઝા (રહમતુલ્લાહે અલયહ) ઉસ્તાદે ઝમન હઝરત હસન રઝા (રહમતુલ્લાહે અલયહ), રયહાને મિલ્લત હઝરત રયહાન રઝાખાં સાહબ, જાયે નામે ગિરામીઓ સાથે હઝરત મૌલાના તેહસીન રઝાખાં સાહબ (રહમતુલ્લાહે અલયહ)નો પણ સમાવેશ થઈ રહયો છે.

હઝરત તેહસીન રઝાખાં સાહેબ (રહમતુલ્લાહે અલયહ)એ હઝરત મૌલાના અલ્હાજ નવાબ રહમતે હુઝૂર મુફતીયે આઝમે હિંદ રહમતુલ્લાહે અલયહની હયાતે ઝાહિરી'માં હુઝૂર સરકારે મુફતીયે આઝમને પંદરમી સદીના મુજદ્દીદ ઠેરવતી ઠોસ દલીલો પેશ કરતી કિતાબ પંદરવી સદી હિજરી ઔર મનસબે-તજદીદમાં આ નબીરએ ઉસ્તાદે ઝમન, શહેનશાહે સુખન-બિરાદરે આ'લા હઝરત મોહમ્મદ તેહસીન રઝાખાં સાહેબે પ્રસ્તાવના પેશ કરી છે એ પણ હઝરતે રહમતુલ્લાહે અલયહનું નેક લોકોની પહેચાનનું આપણા સૌ સુન્નીઓ ઉપર ભારોભાર એહસાન છે.

આસમાં ઉનકી લહદ પર બારિસે અન્વાર કરે, આમીન.

હન્ફી કીતાબ ઘર
અલ્વી કોલોની,

ખાકસારે એહલે સુન્નત
ગુલામ મોહયુદ્દીન ઈસ્માઈલ હાફિઝ' નબીપુરી

www.muftiakhtarrazakhan.com

આહ ! બરેલી શરીફની સરઝમીન ઉપરથી ઈલ્મનો મિનારો ખર્યો

અલવિદાઅ..... અલવિદાઅ..... અય તહસીન રઝા અલવિદાઅ.......

હઝારો સાલ નરગીશ અપની બેનૂરી પે રોતી હૈ

બડી મુશ્કિલસે હોતા હે ચમનમેં દિદાવર પયદા

પેશકશ : ગુલામ મોહયુદ્દીન ઈસ્માઈલ ટહાફિઝ' નબીપુરી

બરેલી શરીફની ધરતી ઉપરથી એક પછી એક ખાનવાદએ રઝવીયહના ઈલ્મના ઝળહળતા દિવડાઓ હોલવાઈ રહયા છે ત્યારે વધુ એક ઈલ્મનું તેજ અને મસ્લકે આ'લા હઝરતની પ્રતિભા પાથરતો દિવડો ૧૯ રજબુલ મુરજ્જબના રોજ જુમ્આના દિવસે આ ફાની જગતને અલવિદા કહી આલમે બકા તરફ કૂચ કરી ગયો. ઈન્ના લિલ્લાહે વઈન્ના ઈલયહે રાજેઉન.

મૌતુલ આલિમે.... મૌતુલ આલમ.....

હકીકત દિવા જેવી ચોખ્ખી થઈ કે જેઓનું મૌત થયું છે, જેઓએ આ ફાની દુનિયાને આખરી સલામ કહયા છે. જેઓ આલમે બકા સિધાવી ગયા છે. તેઓ હવે કોઈ સામાન્ય શખ્સીયત નહીં, પરંતુ એક અઝીમ શખ્સીયત છે. એક અસામાન્ય વ્યકિત છે અને તે કારણે હઝરતે અલ્લામહ, મૌલાના, શયખુલ હદીષ, તેહસીન રઝાખાં સાહબ રહમતુલ્લાહે અલયહ (ઉસ્તાદે ઝમન – બિરાદરે તાજદારે એહલે સુન્નત, મુજદ્દીદે દીનો-મિલ્લત, હુઝૂર, અશ્શાહ હઝરત ઈમામ એહમદ રઝા ફાઝિલે બરેલ્વી હઝરત હસન રઝાખાં સાહબ)ના પૌત્ર અને હસનૈન રઝાખાં સાહેબના શેહઝાદા એક ઈલ્મનો દરિયો હતા.

હા, કેમ ન હોય ? જેમના ખાનદાનનું આજે એહલે સુન્નત ઉપર ભારોભાર એહસાન છે કે, ગુમરાહીની ઉંડી ખાઈમાંથી બચાવ્યા, બદ મઝહબોના જૂઠા ફરેબોથી ચેતવ્યા, સુન્ની સહીહુલ અકીદાની પારખ કરાવી, બદ મઝહબોના પેશ્વાઓએ અઝમતે મુસ્તફા (સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ)ની શાનમાં જે ગુસ્તાખીઓ કરી છે તેના જડબાતોડ જવાબો આપીને એહલે સુન્નતને ઉભારી છે. એ જ ખાનદાનના ચશ્મો ચિરાગ, પયકરે એહલે સુન્નત, ખાનવાદએ રઝવીયહ, આલીયહના ચમકતા તારા, હઝરત અલ્લામા મૌલાના તેહસીન રઝાખાં સાહબનું આ દુનિયાથી ઉઠી જવું એહલે સુન્નત માટે સુન્નીયતનો એક પહાડ તૂટયા સમાન છે.

બિરાદરાને એહલે સુન્નત ! એ વાત યાદ અપાવવી અને તાજી કરાવવી ખૂબ જરૂરી છે કે, ઈલ્મના ઠાઠ મારતા સમંદરમાં પૈદા થનાર શખ્સીયતનો સુમાર ટહઐરા-ગયરા નથ્થુ ખયરા''માં નથી થતો બલ્કે ઈલ્મી વાતાવરણ, ઈલ્મી ઘરાનામાં જન્મ લેનાર વિક'રે ઈલ્મ અને તહફ્ફુઝે શરીયતમાં સુમાર થાય છે.

તો બસ..... હુઝૂરે વાલા, હઝરત અલ્લામહ, મૌલાના તેહસીન રઝાખાં રહમતો રિદવાનુલ્લાહે તઆલાનો સુમાર પણ એહલે ઈલ્મ તહફ્ફુઝે શરીયતમાં થયાનો ઈન્કાર કયારેય કરી શકાય તેમ નથી.

બરેલી શરીફની બા-બરકત સરઝમીન ઉપર તાજદારથી તાજદારી, ઈલ્મો ફઝલના વહેતા ઝરણા અને મઝહબી જ્ઞાનની મસ્તી મારતા મોજાંઓ આલમે સુન્નીયતના ખૂણે ખૂણે પથરાયને એહલે સુન્નત-વ-જમાઅતને

www.muftiakhtarrazakhan.com

گلہائے تحسین

(مناقب)

صدر العلما کی بارگاہ میں خراج تحسین

www.muftiakhtarrazakhan.com

شعرائے کرام

(۱)۔ حضور تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی (۲)۔ حضرت مولانا حبیب رضا خاں صاحب قبلہ (۳)۔ مفتی محمد فاروق صاحب فارق بریلوی (۴)۔ قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیت شریف (۵)۔ جناب سلطان احمد صاحب سلطان بریلوی (۶)۔ جناب الحاج محمد احمد صاحب نجمی بریلوی (۷)۔ جناب نشاط عرشی پیلی بھیتی (۸)۔ جناب مولانا علی احمد صاحب علی سیوانی (۹)۔ صغیر اختر مصباحی (۱۰)۔ جناب شکیل اثر نورانی صاحب (۱۱)۔ جناب عبدالروف نشتر بریلوی (۱۲)۔ جناب رئیس احمد صاحب رئیس بریلوی (۱۳)۔ جناب مختار صاحب مختار تلہری (۱۴)۔ جناب محمد فاروق صاحب فاروق مدناپوری (۱۵)۔ ڈاکٹر محمد شفیق صاحب خادم مرادآبادی (۱۶)۔ مولانا شمس الحق صاحب شمس گونڈوی کشمیر (۱۷)۔ جناب ابرار احمد صاحب ابرار بہیڑوی (۱۸)۔ مولانا صداقت حسین اکمل (۱۹) جناب محمد عرفان شمسی بریلوی (۲۰) جناب اسد مینائی صاحب بریلی شریف (۲۱) جناب حاجی اختر حسین صاحب اختر موہن پوری (۲۲) مولانا اظہر حسین صاحب اظہر فاروقی (۲۳) جناب فاروق علی خاں صاحب فاروق بدایونی (۲۴) جناب محمد احمد صاحب امن تلکپوری (۲۵) جناب محمد میاں صاحب ثمر بریلوی (۲۶) جناب ثروت پرویز صاحب ثروت سہوانی (۲۷) مولانا طہارت سدھارتھ نگری (۲۸) مولانا محمود فاروقی صاحب چمپارن (۲۹) مولانا نورالعین انور صاحب (۳۰) جناب صغیر احمد صغیر بدھولیاوی (۳۱) مولانا سلطان اشرف صاحب سلطان بہیڑوی (۳۲) علامہ بدرالقادری صاحب ہالینڈ (۳۳) مولانا عبدالسلام صاحب ہنر رضوی (۳۴) صغیر اختر مصباحی (۳۵) مولانا علی احمد سیوانی (۳۶) جناب سلطان احمد صاحب سلطان بریلوی (۳۷) قاری امانت رسول صاحب نوری پیلی بھیت شریف (۳۸) ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی گھوسی مئو (۳۹) جناب شکیل اثر نورانی بریلی شریف (۴۰) جناب توفیق احسن برکاتی ممبئی (۴۱) جناب محمد فاروق صاحب مدناپوری (۴۲) جناب عبدالروف نشتر بریلوی (۴۳) جناب کوثر بریلوی صاحب پاکستان (۴۴) مولانا ابوالحسن صاحب انور نوری حیدرآباد (۴۵) مولانا اجمل رضا صاحب پاکستان (۴۶) مولانا سلیم رضا صاحب بیسلپوری (۴۷) مولانا محمد مشرف صاحب بریلی شریف (۴۸) مولانا محمد اختر رضا صاحب قادری بہیڑوی (۴۹) مولانا ذوالفقار احمد صاحب بریلی شریف (۵۰) جناب محمد صہیب رضا خاں صاحب قادری بریلی شریف (۵۱) جناب شان عالم صاحب بہرائچی

www.muftiakhtarrazakhan.com

گلہائے تحسین

منظوم خراج عقیدت

بارگاہ حضور صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ

حضور صدر العلما کے وصال پر ملال کے بعد میں نے ارادہ بنایا کہ حضرت سے متعلق تعزیت کے سلسلہ میں ایک مشاعرۂ منقبت کا اہتمام کیا جائے، سب سے پہلے استاذ محترم حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب قبلہ اور حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب ہنر رضوی سے مشورہ کیا، دونوں شخصیتوں سے تائید حاصل کرنے کے بعد حضرت حسان میاں صاحب و دیگر ارباب حل وعقد سے مشورہ وتائید چاہی، مثبت جواب ملنے کے بعد طرحی مصرع کی تلاش میں رہا، صبح کو حسب معمول نماز فجر کے لئے بیدار ہوا، برجستہ میری زبان پر "تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے" آ گیا، مصرع کے تعلق سے مولانا عبد السلام صاحب نے اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا، میں نے یہی مصرع متعین کر دیا۔

محترم شکیل اثر نورانی صاحب کی معاونت سے دعوت نامہ ترتیب دیا، صدارت کے لئے حضرت حبیب میاں صاحب قبلہ اور نظامت کے لئے نقیب اہل سنت مولانا علی احمد صاحب سیوانی کا انتخاب ہوا، محترم شکیل اثر نورانی صاحب مشاعرہ کے کنوینر رہے اور بڑی خوبصورتی سے اپنے فرائض انجام دیئے، اور مشاعرہ کے لئے تمام تر انتظامات واخراجات کی ذمہ داری انجمن شان اسلام (کانکر ٹولہ) نے اپنے ذمہ لیں۔

الحمد للہ! جناب اختر رشید صاحب کانکر ٹولہ کے مکان پر مقررہ تاریخ ۴؍شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۸؍اگست ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ایک عظیم الشان مشاعرہ منعقد ہوا، جس کے تعلق سے میں صرف اتنا کہوں گا کہ بہت سے مشاعروں میں بحیثیت شاعر شرکت کا موقعہ ملا مگر اتنا کامیاب مشاعرہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

ایک خوبی یہ بھی رہی کہ حضور تاج الشریعہ نے بھی مصرع طرح پر کچھ اشعار املا کرائے جن کو آپ کے صاحبزادہ مولانا عسجد رضا خاں صاحب نے مترنم آواز میں سنا کر پر کیف سماں باندھا، ادھر حضرت حبیب میاں صاحب نے بھی اپنے تاثرات منظوم فرمائے جن کو مولانا محمد افضال صاحب بحسن وخوبی پڑھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں حضرات کا سایۂ فیض بخش دراز فرمائے۔ آمین

www.muftiakhtarrazakhan.com

نقیب اہل سنت حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب کی سنجیدہ و پُر وقار نظامت نے ہر قدم مشاعرہ کو پروان چڑھایا۔ حضرت حسان میاں اور حضرت تسلیم میاں کی موجودگی نے او، چار چاند لگائے۔

میں چاہتا ہوں کہ انجمن شان اسلام کو مشاعرہ کی کامیابی کی مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تمام حاضرین وشرکاء کا تہہ دل سے امتنان وتشکر ادا کروں۔

مناسب خیال کرتا ہوں کہ شاعروں [illegible] پیش کرنے کے بجائے ہر شاعر کے پورے کلام کو پیش کیا جائے۔

علاوہ ازیں وہ تمام مناقب جو الگ سے آئیں ان کو بھی اس گوشہ میں شامل کیا جارہا ہے۔

پیش کردہ تمام کلام حضرت صدر العلما کی بارگاہ میں نذر عقیدت وخراج تحسین ہے اس لئے اس زمرہ کا نام ''گلہائے تحسین'' منتخب کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے یہ گلہائے تحسین آپ حضرات سے داد وتحسین حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔

عرض گزار

صغیر اختر مصباحی (مدیر)

www.muftiakhtarrazakhan.com

خراج عقیدت

در شان حضور مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ

گل زار حسن کا گل رنگین ادا ہے
تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

توصیف میں اس کی جو کہوں اس سے سوا ہے
تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

نام اس کا بہت خوب ہے خود اس کی ثنا ہے
تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

رحمانی غیاؤں کی ردا میں وہ چھپا ہے
تحسین رضا سرحدِ تحسیں سے ورا ہے

اب عقل کی پرواز اسے چھو نہیں سکتی
تحسین رضا ایسا بلندی کا سما ہے

فردوس کے باغوں سے اِدھر مل نہیں سکتا
وہ مالک جنت کی محبت میں گما ہے

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری میاں صاحب مدظلہ العالی

اے وقت کے فرعون ذرا دیکھ! یہ کیا ہے
کس شان سے اسلام کا دیوانہ اٹھا ہے

ہر سمت جدھر دیکھو تہلکہ سا مچا ہے
اشکوں کے سمندر میں جہاں ڈوب رہا ہے

جب چاہے بلا لے ہمیں یہ رب کی رضا ہے
یہ جام قضا وہ ہے جو نبیوں نے پیا ہے

وہ تیرا جنازہ تھا کہ اسلام کا پرچم
تا دیر فرشتوں کے جو کاندھوں پہ رہا ہے

گفتار میں کردار میں سیرت میں عمل میں
تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

رحمت کے فرشتوں نے کہا رب سے یہ جاکر
کس شان سے اسلام کا دیوانہ اٹھا ہے

تحسین کی تحسین کروں کس سے میں خادم
ہر شخص کا اخلاص تو مصروف دعا ہے

جناب محمد شفیق خادم مرادآبادی

وہ ذاکر حق عاشق محبوب خدا ہے
وہ عشق صحابہ میں جو دنیا سے گیا ہے

جس نے بھی کہا ہے یہ بہت خوب کہا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

مرنا ہے بہر حال شہادت کی مگر موت
رب کا بڑا تحفہ ہے بڑی خاص عطا ہے

مر جائے رہِ حق میں جو، مردہ نہ سمجھنا
زندہ ہے وہ زندہ ہے یہ اعلان خدا ہے

یہ راز کیا ہے جس کے لئے روتی ہے دنیا
وہ ہنستا ہوا جانب فردوس چلا ہے

ہے ہر گل گلزار حسن قابل تحسیں
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

اچھے ہیں حبیب رضا سبطین رضا بھی
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جس کو نہ بھلا پائے گی دنیا کبھی ہرگز
جو کرنا ہے فاروق اسی وقت ہی کر لو

کچھ ایسے بھی وہ نقش بنشاں چھوڑ گیا ہے
کب لوٹ کے آئے گا جو دنیا سے گیا ہے

جناب فاروق مدناپوری صاحب بریلی شریف

جو مالک کونین ہے محبوب خدا ہے
تعظیم کریں اس کی فرشتے بھی جہاں میں
وہ غل حسن مظہر حسنین رضا ہے
اعمال نہ پوچھو مرے لو دیکھو فرشتو
ہفتے کی جسے عید کہا میرے نبی نے
اس طرح اچانک ہی جدا ہو گیا سب سے
روتا ہوا وہ چھوڑ گیا اہل جہاں کو
یہ میری نہیں سب کی صدا ہے اے طہارت

دل میرا اسی نور کی چوکھٹ پہ پڑا ہے
سرکار کی الفت میں جو دنیا سے اٹھا ہے
اس کی ادا میں مفتی اعظم کی ادا ہو
پٹہ یہ محمد کے غلامی کا پڑا ہے
وہ عید منانے بھی اسی روز گیا ہے
لگتا ہے سفر سے وہ ابھی لوٹ رہا ہے
لکھتے ہوئے یہ بات قلم کانپ رہا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

مولانا طہارت رضا سدھارتھ نگر

ان جیسا ہی وہ عاشق محبوب خدا ہے
یہ کیسے کہیں آج وہ دنیا سے جدا ہے
یوں رب نے کیا تجھ کو عطا جام شہادت
یہ بھی تو دکھانا تھا تجھے دین کی خاطر
تعریف تری کیوں نہ کریں اہلِ محبت
بے شک ہے ولی ابن ولی ابنِ ولی وہ

تحسین رضا پیکر تحسین رضا ہے
وہ دل میں ہر اک چاہنے والے کے بسا ہے
تو دین کے آغوش میں رہ کر ہی جیا ہے
جینے سے زیادہ کہیں مرنے میں مزا ہے
تو مظہر توصیف ہے تحسین وفا ہے
بے شک وہ رئیس اہل ولایت کی ولا ہے

جناب رئیس احمد صاحب۔ رئیس بریلوی

تحسین رضا نازش گلزار رضا ہے
یہ گل کدۂ مفتی اعظم کی عطا ہے
یہ گلشن مولانا نقی کا گل خوشتر
اے گلشن احمد رضا خاں تیرے تصدق
استاد زمن شاہ حسن جس کے ہیں دادا
تقسیم جو کرتا رہا تاعمر مسرت

قرآن کی تعلیم ہے تدریس وفا ہے
جو مرتبۂ حضرت تحسین رضا ہے
جو اپنی جدائی کا الم دیکے گیا ہے
جس کا گل تقدیس یہ تحسین رضا ہے
جو نور نگاہ شہہ حسنین رضا ہے
آج اس نے ہمیں رونے پہ مجبور کیا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ کرے سایہ ہو سبطین رضا کا
ہرشام وسحر لب پہ مرے یہ ہی دعا ہے

داماں حبیب اپنے سروں پر رہے قائم
اک یہ بھی تمنا لئے ہر شخص کھڑا ہے

دے صبر خدا اختر وسبحان رضا کو
اور اس کو جو اس رنج سے بے حال ہوا ہے

اب جلوۂ زیبا کو ترستی ہیں نگاہیں
ہر دیدۂ تر یاد میں مدہوش ہوا ہے

نشتر یہی کلمات ترے لب پہ ہوں جاری
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

عبدالرؤف نشتر بریلوی بہاری پور، معماران، بریلی شریف

فیضان حسن سایۂ حسنین ملا ہے
تحسین رضا اس لئے تحسینِ رضا ہے

یونہی نہیں ہر شخص دل وجاں سے فدا ہے
تحسین رضا پیکر تحسین رضا ہے

یہ بات ہر اک جاننے والے کو پتہ ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

بچپن ہو جوانی ہو کہ ہو عالم پیری
کردار ترا لائق تحسین رہا ہے

اب تو یہی کہہ کہہ کے سکوں دیجئے دل کو
اللہ کی مرضی تھی یہ جو کچھ بھی ہوا ہے

شہرت کی کبھی آپ نے خواہش تو نہیں کی
اس موت سے شہرت کی بلندی کو چھوا ہے

جانا تو سبھی کو ہے سبھی جائیں گے لیکن
غم یہ ہے کہ اک علم کا مینار گرا ہے

اشعار تو مختار کوئی خاص نہیں ہیں
آواز یہ دل کی ہے جو کچھ میں نے کہا ہے

جناب مختار احمد صاحب مختار تلہری محلہ شاہ آباد بریلی شریف

یہ آخری دیدار سے محسوس ہوا ہے
تو لائق تعظیم ہے مقبول خدا ہے

تو مرشد کامل ہے فنا تیری بقا ہے
لاریب تجھے رتبہ شہیدوں کا ملا ہے

وہ اسوۂ سرکار دو عالم پہ چلا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

کردار ترا دین کی راہوں کا محافظ
چہرا بھی ترا مفتی اعظم سا لگا ہے

مہکا ہے بریلی کا چمن جس کی مہک سے
گلشن میں حسن آپ کے وہ پھول کھلا ہے

تو صدر نشینِ محفل ہے یقیناً
فیضان ترا چاروں اداروں پہ رہا ہے

فرقت سے صغیر اس کی پریشان سبھی ہیں
فرقت میں تڑپتا وہ ہمیں چھوڑ گیا ہے

ماسٹر صغیر احمد صغیر بدھولیاوی

☆☆☆

ہم کو یہ پتہ مفتی اعظم سے چلا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

میں نے ہی نہیں آج یہ ہر اک نے کہا ہے
ہمت نہ کبھی ہارنا باطل کے مقابل
مسلک کے مخالف سبھی مٹ جائیں گے لیکن
یہ بات حقیقت ہے کوئی مانے نہ مانے
سرکار تمہیں جس نے بھی دیکھا یہی بولا
کر ناز مقدر پہ تو اے شہر بریلی
جو پرچم اسلام اٹھایا تھا رضا نے
میرا ہے یقیں اہل عقیدت کی نظر میں
مشکل میں اگر نام لیا میں نے رضا کا
آباد رہے شاد رہے گلشنِ تحسین

تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
یہ درس ہمیں مفتی اعظم نے دیا ہے
مسلک یہ رضا کا نہ مٹے گا نہ مٹا ہے
مرشد کو مرے درجہ شہادت کا ملا ہے
ان کی ادا میں مفتی اعظم کی ادا ہے
آباد تری گود میں تحسین رضا ہے
وہ پرچم اسلام جھکے گا نہ جھکا ہے
تحسین دوا بھی ہے دعا بھی ہے شفا ہے
گستاخ حرج اس میں ترے باپ کا کیا ہے
اکمل کی شب وروز خدا سے یہ دعا ہے

مولانا سید صداقت حسین اکمل قصبہ شاہی ضلع بریلی شریف

ہونٹوں پہ مرے اس کی ثنا اسکی ثنا ہے
اک میں ہی نہیں کہتا یہ دنیا نے کہا ہے
کردار و عمل مفتی اعظم سے لیا ہے
اک میں ہی نہیں کہتا ہے یہ سارا زمانہ
قرآن کی تفسیر حدیثوں کا پڑھانا
ہر رُخ سے اجل تیری شہادت کی ہے شاہد
پل بھر میں مریض آکے شفایاب ہوئے ہیں
ممکن ہی نہیں تیرا بھٹکنا رہِ حق سے

ہر وقت، وظائف میں جو مشغول رہا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
تبلیغ کا کام آپ نے کیا خوب کیا ہے
اخلاق ترا سب سے الگ سب سے جدا ہے
یہ کام صدا آپ نے انجام دیا ہے
درجہ بھی شہیدوں کا تمہیں خوب ملا ہے
تعویذ وعمل آپ نے کچھ ایسا دیا ہے
محمود ترا رہنما تحسین رضا ہے

جناب مولانا محمود فاروقی صاحب (چمپارن بہار)

تو پھول کی خوشبو ہے عنادل کی صدا ہے
فکروں میں تری وادئ طیبہ کی فضا ہے
تحسین شہادت کا تجھے رتبہ ملا ہے
تو دین کا خادم ہے شریعت کا بھی رہبر

گردوں کے ستاروں کی چمک تجھ پہ فدا ہے
آنکھوں میں تری چہرۂ سرور کی ضیا ہے
یہ دین کی خدمت کا گراں قدر صلہ ہے
تو مفتی اسلام ہے رتبے میں بڑا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com
www.muftiakhtarrazakhan.com

فیضان الٰہی سے تری قبر پہ واللہ — ہر آن برستی ہوئی رحمت کی گھٹا ہے
جو راہ بتائی تھی ہمیں شاہِ اُمم نے — اُس راہ پہ تا عمر تو چلتا ہی رہا ہے
طوفاں کے تلاطم سے تجھے خوف ہو کیوں کر — ہاتھوں میں ترے دامنِ محبوب خدا ہے
ہو چشم کرم لطف و عنایت کی نظر بھی — یہ دل مرا دنیا میں گرفتار بلا ہے
سرکارِ مدینہ کا کرم کیوں نہ ہو تجھ پر — تو صاحب کردار ہے تصویر وفا ہے
تو خلد میں جائے گا یقیناً سرِ محشر — سرکار کی جانب سے اشارہ یہ ہوا ہے
دربارِ گہربار سے ہو کچھ تو عنایت — برسوں سے علیؔ آپ کی چوکھٹ پہ پڑا ہے

از: مولانا علی احمد سیوانی

اس ورق میں اخلاق و محبت کا نشہ ہے — جس ورق پہ اے دوستو تحسین لکھا ہے
تحسین نہیں گھر میں تو سونا سا لگا گھر — ویسے تو بہت پھول ہیں گلدان بھرا ہے
تم تھے تو مہکتی تھیں بہت شوخ ہوائیں — جس دن سے گئے ہو بڑی خاموش فضا ہے
کیا پیش کروں میں کسی قابل ہی نہیں ہوں — تحسین رضا تم پہ مری جان فدا ہے
اللہ کی مرضی ہے کسی کا نہیں چارہ — فاروقؔ بہر حال یہی حکم خدا ہے

فاروق علی خاں: فاروقؔ (بدایونی)

دل اہل عقیدت کا جسے ڈھونڈ رہا ہے — فردوس کے باغوں میں وہ اب جلوہ نما ہے
سچ اس نے کہا واقعی یہ جس نے کہا ہے — تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
دل اہل بصیرت کا یہی بول رہا ہے — تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
بے شک چمن علم کا ایک پھول تھے حضرت — اس واسطے گل مفتی اعظم نے کہا ہے

حضرت مولانا حبیب رضا خاں صاحب برادر خورد صدر العلما

کیوں غرق اداسی میں گلستان رضا ہے — جو رونق گلشن تھا سفر اس نے کیا ہے
ملت کے لئے حادثہ یہ کتنا بڑا ہے — اک ماہِ ضیا بار نگاہوں سے چھپا ہے
اللہ کی رحمت سے ملی تم کو شہادت — یہ موت وہ ہے زندگی خود جس پہ فدا ہے
تسخیر ہوئی جس کی بلندی نہ کسی سے — وہ کوہِ گراں علم کا تحسین رضا ہے
تھی خواہش انعام نہ چاہت تھی صلہ کی — مولیٰ کے لئے دین کا ہر کام کیا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ظاہر میں ہدف جس کی تھی تحسین کی ہستی
ہر ایک ادا آپ کی دیتی ہے گواہی
جب مفتی اعظم کی جدائی نے رلایا
جو رحلت مرشد سے لگا قوم کے دل پر
وہ سنگ اجل قوم کے ماتھے پہ لگا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
تیری ہی زیارت سے سکوں دل کو ملا ہے
وہ زخم ہرا آپ کے جانے سے ہوا ہے
ابرار کہے کیسے مسلماں انہیں مردہ
قرآن میں اعلان حیات شہدا ہے

ابرار احمد نوری بھیڑی۔ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

یہ خدمت دیں عشق شہ دیں کی عطا ہے
اس شہر میں ہر شخص کے لب پر یہ صدا ہے
اللہ شہیدوں ہی کے زمرے میں اٹھائے
مقبول جو ہو جائے تو قسمت ہے یہ میری
رتبہ شہ تحسین رضا کو جو ملا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
یہ قبل وصال آپ کے ہونٹوں پہ دعا ہے
انور نے تری مدح میں جو نظم کیا ہے

جناب مولانا نور العین انور بریلی شریف

کیسی یہ خبر آئی ہے یہ سانحہ کیا ہے
ہر فرد ہے بے چین سا مغموم فضا ہے
سکتے میں ہر اک شخص کھڑا سوچ رہا ہے
اس درجہ پریشان سی کیوں بزم رضا ہے
میں نے کہا تخییل سے پرواز دکھا آج
تخییل یہ بولی مرے بس کی نہیں ہے بات
اب پیش قلم مدحت تحسین رضا ہے
مدحت کروں ان کی مری اوقات ہی کیا ہے
اخلاق کے گفتار کے کردار کے غازی
ہر شخص کے چہرے پہ پڑھا ہم نے یہ مصرع
ورثے میں بزرگوں کے یہ سب ان کو ملا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
اشعار اس کی شان میں جو میں نے لکھے ہیں
تحسین رضا کا ہے کرم ان کی عطا ہے

جناب نشاط عرشی صاحب
بسنت وہار کالونی۔ عزت نگر (بریلی شریف)

☆☆☆

ہر دل میں غم حضرت تحسین رضا ہے
کیا ہے جو بریلی میں یہ ہنگامہ بپا ہے
افسردہ ہے ماحول تو مغموم فضا ہے
روشن تھا دیا کوئی یقیناً جو بجھا ہے
تو ہی تو میرے پیارے مری فکر رسا ہے
جس بزم میں دیکھا ہے تجھے ایسا لگا ہے
کیا حال مرے دل کا ہے یہ تجھ کو پتہ ہے
جیسے گلِ خوش رنگ گلستاں میں کھلا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اے محسن و مخدوم میں ہوں تجھ سے مخاطب　　واللہ کہ تو شمع شبستان رضا ہے
ہاتھ آیا مجھے غوث کا دامانِ ولایت　　جب دست مبارک ترا ہاتھوں میں لیا ہے
ایماں کی حرارت ہو کہ ہو زہد یا تقویٰ　　ہر ایک عمل آپ کا مرشد کی عطا ہے
تحسین کی تحسین زمانے میں نہ کیوں ہو　　تحسین رضا مفتیٔ اعظم کی دعا ہے
اس نور سے معمور ہے دربار کہ جس میں　　بس غوث و رضا حامد و نوری کی ضیا ہے
آئے گی اسے یاد ترے درس کی محفل　　اک بار بھی جو درس کی محفل میں گیا ہے
تحسین ہوئی اس کی ہر ایک سمت جہاں میں　　جس نے ترے میخانۂ علمی سے پیا ہے
سچائی ہے یہ امنؔ نہیں اس میں کوئی شک　　تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

جناب محمد احمد صاحب امنؔ تلیاپوری

عظمت تری شوکت تری رفعت تری کیا ہے　　یہ اہل نظر جانتے ہیں ان کو پتہ ہے
تحسین مری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ضیا ہے　　یہ یوں ہی نہیں مفتیٔ اعظم نے کہا ہے
جب تجھ پہ فدا ہو ہی گئے پھر مرا کیا ہے　　آنکھیں بھی تری سر بھی ترا دل بھی ترا ہے
ہے سچ تو یہی ہم سے بیاں ہو نہیں سکتا　　رحلت سے تری ہم کو جو نقصان ہوا ہے
جس نے بھی تجھے دیکھا تو بے ساختہ بولا　　سرتا بقدم مفتیٔ اعظم کی ادا ہے
ہے علم و عمل تیرا ہر اک شخص پہ ظاہر　　ہر شخص یہاں اس لئے بھی تجھ پہ فدا ہے
اب کوئی مجھے آپ کے جیسا نہیں لگتا　　یہ میں نے نہیں یہ تو مرے دل نے کہا ہے
آنکھوں سے ہٹے کیسے ترا روئے منور　　تازہ ہے ترا درد ابھی غم بھی نیا ہے
یاد آگئی وہ سادگی وہ نرمی گفتار　　محفل میں ترا جب بھی کہیں ذکر سنا ہے
ہر سانس ترا وقف تھا اسلام کی خاطر　　ہر تیرا قدم دین کی خدمت میں اٹھا ہے
ہے عشق ترا جو ترے عشاق کے دل میں　　یہ عشق شہنشاہِ دو عالم کا صلہ ہے
اظہرؔ یہ حقیقت ہے حقیقت ہی رہے گی　　تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

مولانا محمد اظہر حسین صاحب اظہرؔ بریلوی

اللہ کی تحسین میاں کو جو عطا ہے　　وہ خود ہی خبر رکھتا ہے کیا اس نے دیا ہے
تحسین میاں ہیں بڑی تعظیم کے قابل　　لوگوں کے لئے آپ نے کیا کیا نہ کیا ہے
کرتے ہیں حقیقت میں دلوں پر یہ حکومت　　جس کو بھی عقیدت ہے وہی ان پہ فدا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اک درجہ شہادت کا ہے اک درجہ ولی کا
ولیوں کی ولایت کے جو قائل نہیں عرفاںؔ
اللہ کی حضرت کے لئے دوہری عطا ہے
بس اتنا سمجھ لیجئے رب ان سے خفا ہے

محمد عرفان شمسی، بریلی شریف

گلشن میں رضا کے مرے جو پھول کھلا ہے
www.muftiakhtarrazakhan.com
تحسین رضا اس کو زمانہ نے کہا ہے
ہر شخص کی زباں پہ یہی ایک صدا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
جس نے پڑھا تم سے نہ بھلا پائے گا ہرگز
کچھ ایسا حدیثوں کا سبق تم نے دیا ہے
اس شخص کو منجدار ہی خود دے گی سہارا
تحسین رضا نام ترا جس نے لیا ہے

جناب ثروت پرویز صاحب سہسوانی

اک نور ہے چہرے پہ عجب رنگ ضیا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
وہ سادہ مزاجی ہے کہ قربان زمانہ
وہ عالم تقویٰ ہے کہ تقویٰ بھی فدا ہے
وہ نرمی گفتار وہ پھولوں سا تبسم
وہ روئے دل آویز جو گلزار رضا ہے
زندہ ہے ولی اہل سنن کا ہے عقیدہ
قرآن بتاتا ہے کہ یہ رب کی عطا ہے
ولیوں کی محبت سے جو واقف نہیں بے درد
ان سے یہ کہو درد بھی روح فزا ہے
یہ بات الگ ہے کہ گیا دنیا سے پردہ
نجمی وہ تصور میں مگر جلوہ نما ہے

جناب الحاج محمد احمد نجمی شمسی بریلی شریف

اس بات کو غیروں نے بھی محسوس کیا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
قسمت تو ذرا دیکھئے کیا رب کی عطا ہے
فہرست شہیداں میں ترا نام لکھا ہے
تحسین رضا بن کے دکھائے تو میں جانوں
کہنے کو کوئی کچھ بھی کہے کہنے میں کیا ہے
کس طرح سے بھر پائے گا بھر پانا ہے مشکل
جو زخم جدائی کا ہمیں تو نے دیا ہے
اک ہم ہی نہیں سارے زمانے کو پتہ ہے
تحسین رضا عاشق محبوب خدا ہے
دامن ہے مرے ہاتھ میں تحسین رضا کا
اختر تو پریشان ہے کیوں خوف زداہ ہے

اختر حسین: اختر موہن پوری

کیا سادگی پاکیزگی کیا زہد وتقی ہے
کیا درس ہے تدریس ہے کیا رشد و ہدا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

کوئی نہ بناوٹ نہ نمائش نہ ریا ہے
اوصاف میں اخلاق میں کردار و عمل میں
دیکھا گیا ہر زاویۂ فکر و نظر سے
ہے وصف تو یہ مفتیٔ اعظم کے ہیں مظہر
اللہ رے شادابیاں یہ حسن عمل کی
لے جا کے کہاں جام شہادت سے نوازا
حیرت سے جنازہ کا جلوس آپ کے دیکھو
بخشی ہے خدا نے انہیں کیا عظمت و رفعت
ہے وادیٔ احساس میں ہیجان کا عالم
اک محسنِ ملت سے ہوئی اور جدائی

جو بات ہے وہ حق و صداقت کی ادا ہے
دیکھو تو عیاں سنت محبوب خدا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
عظمت یہ کہ کردار میں خوشبوئے رضا ہے
چہرہ ہے کیا اک پھول تقدس کھلا ہے
کیا ساقیٔ میخانۂ وحدت کی عطا ہے
یک لخت امنڈ آئی جو مخلوق خدا ہے
اب اہل بریلی کو یہ احساس ہوا ہے
پھر حادثہ اس شہر میں اک اور ہوا ہے
مغموم شکیل اپنے دل و جاں کی فضا ہے

جناب شکیل اثر نورانی بریلوی

جس سمت نظر جاتی ہے تحسین رضا ہے
دھڑکن ہے دل زار کی یا ان کی صدا ہے
حورانِ بہشتی نے یہ آپس میں کہا ہے
برسے گی در حضرت تحسین رضا پر
گلزار رضا مہکا ہے مہکے گا ہمیشہ
کیسے بھی ہوں غم پل میں ہوا ہونے لگے ہیں
مہکی ہوئی ہیں آج ترے شہر کی گلیاں
واللہ چھپا پردۂ رحمت میں وہ جاکر
دیوار و درو بام نمایاں نہ کیوں ہوں
تحسین رضا مفتیٔ اعظم کے تھے مظہر
احسان ثمر ہے شہِ تحسین رضا کا

آنکھوں میں مری ان کے ہی چہرے کی ضیا ہے
یہ کس نے مجھے روتا ہوا چھوڑ دیا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے
چھائی ہوئی جو رحمت عالم کی گھٹا ہے
سچ یہ ہے کہ یہ مفتیٔ اعظم کی دعا ہے
تحسین ترا نام ہر ایک غم کی دوا ہے
کیا مہکا ہوا گلشن تحسین رضا ہے
ہر دیدۂ دل جسکو یہاں ڈھونڈ رہا ہے
ہر سمت ضیائے رخِ تحسین رضا ہے
رحلت سے تو ان کی بڑا نقصان ہوا ہے
یہ شہر کہن آج جو گلزار رضا ہے

جناب محمد میاں ثمر بریلوی

وہ راہ حق میں جان لٹاکر چلے گئے
عشق نبی کی جوت جگا کر چلے گئے

مژدہ حیاتِ نو کا وہ پاکر چلے گئے
عاشق سبھی کو اپنا بنا کے چلے گئے

www.muftiakhtarrazakhan.com

داغ جدائی ایسا لگا کر چلے گئے
ہر دل میں اپنا درد بٹھا کر چلے گئے

رخصت سے سنیت میں ہے بھاری خلا مگر
وہ سنیت کی شان بڑھا کر چلے گئے

وہ خود تو مسکراتے ہوئے سوئے حق چلے
اور عاشقوں کو اپنے رلا کر چلے گئے

بچوں کا پیار راہ میں حائل ہوا مگر
تعویذ صبر کا وہ پلا کر چلے گئے

ہر لمحہ درس مسلک احمد رضا دیا
جنت کی راہ ہم کو بتا کر چلے گئے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جلوہ کبھی جو مفتی اعظم میں دیکھا تھا
تحسین رضا وہ جلوہ دکھا کر چلے گئے

کیا شان خاندانِ رضا وحسن کی ہے
یہ بات زمانے کو دکھا کر چلے گئے

وہ نائب رسول بریلی کے محدث
فرض نیابت اپنا ادا کر چلے گئے

فاروق اس جہان سے جانا سبھی کو ہے
خوش بخت ہیں جو رب کو منا کر چلے گئے

غنچۂ فکر فاروق مدناپوری (بریلوی)

نائب غوثِ جلی تھے حضرت تحسیں رضا
یعنی اک کامل ولی ہیں حضرت تحسیں رضا

مظہر نوری بھی تھے اور مظہر حسنین بھی
وہ بہر صورت ولی تھے حضرت تحسیں رضا

جس سے ہوتے تھے سبھی اپنے پرائے فیضیاب
آپ اک ایسے سخی تھے حضرت تحسیں رضا

ہیں بہت سے پیر اب بھی پر نہیں آئے نظر
آپ جیسے متقی تھے حضرت تحسیں رضا

والدوداد چچا تایا ولی سب آپ کے
خاندانی ہی ولی تھے حضرت تحسیں رضا

آپ رہنے کو تو رہتے تھے بریلی میں مگر
سارے جگ کی روشنی تھے حضرت تحسیں رضا

دیکھ کر فاروق رضوی جسکو یاد آئے خدا
ہاں وہی تھے ہاں وہی تھے حضرت تحسیں رضا

غنچۂ فکر فاروق مدناپوری (بریلوی)

گلِ سرسبد

نائبِ خیر الوریٰ ہیں حضرت تحسین رضا
پیکرِ رشد و ہدیٰ ہیں حضرت تحسیں رضا

مفتی اعظم نے فرمایا گلِ سر سبد ہیں
اک بہارِ جانفزا ہیں حضرت تحسیں رضا

علم وعرفان دست بستہ حاضر دربار ہیں
رہبروں کے رہنما ہیں حضرت تحسیں رضا

سادگی ہے جن کی وجہ زینت صد انجمن
ایسی ذاتِ بے ریا ہیں حضرت تحسیں رضا

جس کا ہر لمحہ فدائے عظمتِ شاہِ اُمم
وہ شہید باوفا ہیں حضرت تحسیں رضا

ہے بہت مشہور سلطاں حق شناسی آپ کی
حق نما و حق رسا ہیں حضرت تحسیں رضا

محمد سلطان اشرف نوری مدرسہ سلطان العلوم، بہیڑی

www.muftiakhtarrazakhan.com

سانحہ ارتحال سے متأثر ہو کر علامہ بدر القادری اسلامک اکیڈمی، ہالینڈ کے منظوم تاثرات

ربط کس درجہ قوی ان کا تھا معبود کے ساتھ — عمر بھر لگ کے رہے حامد و محمود کے ساتھ
رب تعالی نے عجب شان سر افرازی دی — سجدہ کرنے کو چلے جا ملے مسجود کے ساتھ

☆☆☆☆

کتنی تابندہ و پر نور رہی تیری حیات — سنت سرور کونین کی تابانی سے
مثل رخسار چمکتا تھا تیرا باطن بھی — صاحب گنبد اخضر کی درخشانی سے

☆☆☆☆

خال و خد میں تھیں رضا اور حسن کی کرنیں — نور تقوی سے چمکتا ہوا چہرا تیرا
حال اور قال میں اسلاف کی تصویر تھا تو — پیکر مفتی اعظم تھا سراپا تیرا

☆☆☆☆

عمر بھر پڑھتے پڑھاتے رہے قرآنِ مبیں — نور عرفاں سے منور رہی تابندہ جبیں
ہم بھلا سکتے نہیں ان کے عنایات و کرم — حیف رخصت ہوئے وہ صاحب کردار حسیں

☆☆☆☆

قالَ حق قالَ بنی سے تیرا یارانہ تھا — دلِ پُر درد رہِ عشق کا نذرانہ تھا
کر دیا مرگِ شہادت نے جہاں پر ثابت — واقعی تو شہِ کونین کا دیوانہ تھا

☆☆☆☆

منزل سعادت تک پہونچے — طاعت سے کرامت تک پہونچے
کیا خوب معطر وقت جمعہ — ایوان شہادت تک پہونچے

☆☆☆☆

سادہ بے لوث حیات تری — اچھی ساری عادات تری
ہر دن تیرا روشن روشن — طاعت والی ہر رات تری

☆☆☆☆

جادہ تیرا آئینِ رضا — منزل تیری تسکینِ رضا
شاہین فضائے بریلی تو — بیشک تو تھا تحسینِ رضا

☆☆☆☆

www.muftiakhtarrazakhan.com

اک امامِ وقت اک شیخِ زماں ہم سے گیا　　اک اصول دینِ رب کا پاسباں ہم سے گیا

اسوۂ نبوی کا پیکر تھی سراپا جس کی ذات　　علم و حدت کا وہ بحر بیکراں ہم سے گیا

خوفِ رب حبّ نبی کا جو سراپا تھا جمال　　سوز ساز عشق کا وہ ترجماں ہم سے گیا

تھا رضائے مصطفیٰ سے جو رضا کا ترجماں　　رضویوں کے باغ کا وہ باغباں ہم سے گیا

ابنِ حسنین رضا تھا وہ کہ تحسین رضا　　چھوڑ کر کتنے نشانوں کا نشاں ہم سے گیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

رونق ممبر بھی تھا اور زینت محراب بھی　　کیا کہوں وہ حامل سوزِ نہاں ہم سے گیا

کیسی کیسی ہے حقیقت نام میں اسکے نہاں　　داستانوں کی جو تھا اک داستاں ہم سے گیا

گفتگو اس کی ہے کانوں میں تو صورت ذہن میں　　کون کہتا ہے کہ ایسا خوش بیاں ہم سے گیا

محرم راز مئے عرفاں کہے جس کو جہاں　　آج کوثر ایسا اک پیر مغاں ہم سے گیا

جناب کوثر بریلوی ۳/۱۱۰۲ شاہ فیصل کالونی کراچی پاکستان

جو مثلِ گلِ خنداں شگفتہ ہی رہا ہے　　وہ کون ہے؟ وہ کون ہے؟ تحسین رضا ہے

تحسین گل سرسبد باغِ رضا ہے　　تحسین کی تحسین بھی تحسینِ رضا ہے

وارفتگی شوق سے عالم یہ بپا ہے　　دل جان سے قربان ہے جاں دل سے فدا ہے

ہر وصف ترا دیکھ کے کہنا ہی پڑا ہے　　تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

ہر رخ سے تجھے پڑھ کے سمجھ کے ہی کہا ہے　　تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

سو بار تجھے دیکھا ہر اک بار کہا ہے　　تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

پہلے بھی کہا اب بھی کہا کہتا رہوں گا　　تحسین رضا واقعی تحسینِ رضا ہے

اخلاص، عمل زہد، ورع، تقویٰ، طہارت　　ہر وصف ترا مظہر نوری و رضا ہے

وہ ہوگیا آزاد ہر اک رنج و الم سے　　جو شخص ترے گوشہ دامن میں چھپا ہے

کچھ راز ہی ہے ورنہ یہ کیا بات ہے اختر　　ہر شخص کا دل مضطرب آہ و بکا ہے

مولانا صغیر اختر مصباحی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

حق نما اک آئنہ تھے حضرت تحسیں رضا　　در دِ عصیاں کی دوا تھے حضرت تحسیں رضا

صورت وسیرت سے جن کی تھا عیاں علمی وقار　　بالیقیں وہ مقتدیٰ تھے حضرت تحسیں رضا

یوں تو کتنے پھر رہے ہیں رہنما کے بھیس میں　　در حقیقت رہنما تھے حضرت تحسیں رضا

مظہر مفتی اعظم، شان استاذ زمن　　اور تحسینِ رضا تھے حضرت تحسیں رضا

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہر ادا تھی جن کی بیشک سنت خیر الوریٰ — عامل دین ھدیٰ تھے حضرت تحسیں رضا
جن کی رگ رگ میں شراب معرفت تھی موجزن — رہنما وہ رہنما تھے حضرت تحسیں رضا
بس سمجھ لو آپ کو سرمایۂ علم و عمل — کیا کہوں اختر میں کیا تھے حضرت تحسیں رضا

مولانا صغیر اختر مصباحی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

جس نے لٹائے علم کے گوہر قدم قدم — جس نے پلائے عشق کے ساغر قدم قدم
جس سمت چاہو دیکھو اجالا اسی کا ہے — اس کی ہی دین ہیں مہ و اختر قدم قدم
جس کو گل رضا نے گل سرسبد کہا — اس گل سے ہیں فضائیں معطر قدم قدم

مولانا صغیر اختر مصباحی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

نائب غوث الوریٰ تحسیں رضا خاں قادری — سنیت کے رہنما تحسیں رضاخاں قادری
حق پہ چل کر ہو گئے قربان حق کی راہ میں — حامیٔ دین ہدیٰ تحسیں رضاخاں قادری
پی لیا جام شہادت، کر لیا درجہ بلند — خوب پا یا مرتبہ تحسیں رضاخاں قادری
اپنے تو پھر بھی ہیں اپنے غیر بھی شیدا ہوئے — دیکھ کر تقویٰ ترا تحسیں رضاخاں قادری
مظہر مفتی اعظم جس کا تھا پیارا لقب — سوچئے وہ کون تھا؟ تحسیں رضاخاں قادری
دیکھ کر نورانی چہرہ یاد آجائے خدا — ایسے تھے مرد خدا تحسیں رضاخاں قادری
آہ !اپنی حاجتیں کس سے کہے جاکر صہیب — ہے تو منگتا آپ کا تحسیں رضاخاں قادری

جناب محمد صہیب رضا خاں قادری خلف اصغر حضرت صدر العلما

علم کا کوہ گراں تھے سیدی تحسین رضا — صدر بزم مفتیاں تھے سیدی تحسین رضا
علم وفضل و زہد وتقویٰ میں نہیں جن کا جواب — ایسے پاکیزہ میاں تھے سیدی تحسین رضا
کس کو کہتے ہیں طریقت کوئی ان سے سیکھ لے — بالیقیں پیر مغاں تھے سیدی تحسین رضا
مفتیٔ اعظم نے جس کو "قرۃ عینی" کہا — حق نما و حق رساں تھے سیدی تحسین رضا
کون کر سکتا ہے اندازہ تمہاری ذات کا — تم گمان بے گماں تھے سیدی تحسین رضا
اک تمہاری موت سے سنی ہراک مغموم ہے — کیوں نہ ہو سرّ نہاں تھے سیدی تحسین رضا
پھولتا، پھلتا، رہے گا مدرسہ ضیاء العلوم — کیوں کہ تم روح رواں تھے سیدی تحسین رضا
قبر پر ہوں بارشیں انوار و رحمت کی سدا — قوم کے تم پاسباں تھے سیدی تحسین رضا

www.muftiakhtarrazakhan.com

اشک کا دریا بہائے کیوں نہ تیرا ذوالفقار
تم سکون قلب و جاں تھے سیدی تحسین رضا

مولانا ذوالفقار احمد مدرس ضیاء العلوم، کانکر ٹولہ بریلی شریف

ہر لمحہ مرا رب کے لئے وقفِ ثنا ہے
توصیفِ شہ دین بھی توصیفِ خدا ہے

اصحاب نبی قابل تعریف نہ کیوں ہوں
اللہ بھی جب واصفِ اصحاب ھدیٰ ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

اغواث کے سردار نہ ہوں کیوں شہ جیلاں
فیض شہ ابرار انہیں خوب ملا ہے

سردار عرب کی ہیں عطا ہند میں خواجہ
پھر ان کی بلندی کا بھلا پوچھنا کیا ہے

ہے عشق رسالت کا نگہبان محافظ
احمد رضا تو واقعی احمد کی رضا ہے

توصیفِ کا توقیر کا تعریف کا سنگم
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

تدریس کا تعلیم کا تبلیغ کا مخزن
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

زہد و ورع و تقویٰ طہارت میں مکمل
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

ہے مفتی اعظم نے کہا قرۃ عینی
اور درۃ زینی بھی ترے حق میں کہا ہے

جو سادہ مزاجی کے لئے اپنی تھا مشہور
وہ سادگی سے رخت سفر باندھ گیا ہے

تھا سائی الی الذکر مسافر بھی جمعہ بھی
اس حال میں ہی جام شہادت کا پیا ہے

تعجیل الی الجمعۃ کی حالت تھی سفر تھا
داعی اجل آیا تو لبیک کہا ہے

رحلت تو ہوئی آپ کی پر زندہ ہو آقا
اس واسطہ کہ درجہ شہادت کا ملا ہے

یہ شمسِ حزیں مکتب فیض ہے آقا
اوروں کو بھی تو آپ نے سیراب کیا ہے

نتیجۂ فکر: مولانا سید شمس الحق صاحب گونڈوی اسلام آباد کشمیر

نور نگاہ مفتی اعظم چلا گیا
تھا نائب رسول مکرم چلا گیا

پوتا شہ حسن کا وہ تحسین سیّت
احمد رضا کا فیض مجسم چلا گیا

تھا جانشینِ مفتی اعظم چلا گیا
احمد رضا کا فیض مجسم چلا گیا

کہتی تھی خلق جس کو محدث بریلوی
مسند نشینِ سید عالم چلا گیا

شیخ الحدیث شیخ طریقت تھی جس کی ذات
اہل سنن کا محسن و ہمدم چلا گیا

مخدوم اہل سلسلۂ رضویہ بھی تھا
مفتی فقیہ شیخ مفخم چلا گیا

گھر سے چلا تھا جلسے میں واپس نہیں ہوا
ہر آنکھ کر کے پرنم و پرغم چلا گیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

پڑھنے نماز جمعہ چلا راستے ہی میں | واصل بحق ہوا وہ معظم چلا گیا
اٹھائیس ہجری جمعے کو اٹھارویں رجب | سوئے جناں بماہ معظم چلا گیا
جوتھا غریب پرور و غربت پسند بھی | بیشک جو تھا غریبوں کا ہمدم چلا گیا
شیخ الحدیث چا روں مدرسوں کا جو رہا | وہ عالموں کا شیخ مسلم چلا گیا
قاری امانت اس کا بیاں کیا ہو مرتبہ | مرشد کا تھا خلیفۂ اعظم چلا گیا

قاری امانت رسول صاحب نوری، پیلی بھیت شریف

منقبت در بار حضور مظہر مفتی اعظم علامہ مفتی تحسین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان جو دہلی ایرپورٹ سے میت کے ساتھ بریلی شریف آنے میں کہی گئی۔

آنکھ جھپکی رہنما نے راہ بتلائے گا کون | زندگی گزرے گی کیسے اب رحم کھائے کون
اب کسے آواز دوں وقت مصیبت اے کریم | وقت غم ہم دور افتادوں کے کام آئے گا کون
اے امیر کارواں بس ایک ہے تم سے سوال | اب ہماری الجھنوں کی ڈور سلجھائے گا کون
اے ولی ابن ولی اے مفتی اعظم کرم | آئنہ تو جا رہا ہے چہرہ دکھلائے گا کون
اے بریلی کی زمیں تحسین ملت کی امیں | میرے اشکوں کی زباں اب یاں سمجھ پائے گا کون
گلشن احمد رضا کے پھول سب مرجھا گئے | ان کے چہروں پر الٰہی پھر ہنسی لائے گا کون
بلبل بے پر یہ تیرا سر پٹکنا ہے عبث | باغباں جاتا رہا تجھ پر ترس کھائے گا کون
انور اب تو ہوش کر، اشکوں کو پی، کچھ صبر کر | گر ہوش، تو نے کھو دیا پھر ہوش میں لائے گا کون

مولانا ابوالحسن صاحب نوری حیدرآباد اے پی

جنازہ میں شریک ہو کر دہلی سے حیدرآباد واپسی پر کہے گئے

دنیا اندھیری ہو گئی آقا ترے بغیر | ایسی بھی کیا حیات ہو جینا ترے بغیر
مجھ کو تو ایسی خلد بھی ہرگز نہ چاہئے | رہنا پڑے اگر میرے آقا ترے بغیر
تو ہی تو تھا وہ آئینۂ مصطفیٰ | اب کیسے دیکھا جائے گا جلوہ ترے بغیر
گلشن کی ساری رونقیں ترے ساتھ ہی گئیں | ساری بہاریں ہو گئیں صحرا ترے بغیر
کون اب کرے گا یاد دعاؤں میں اے کریم | انور بے چارہ رہ گیا تنہا ترے بغیر

مولانا ابوالحسن صاحب نوری حیدرآباد اے پی

ہر نقش قدم آپ کا یہ بول رہا ہے | ''تحسین رضا'' واقعی تحسینِ رضا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہر گل کی مسرت سے عیاں نقش وفا ہے
اس باغ کو تحسین نے کیا کیا نہ دیا ہے

تھے صاحب اخلاق و وفا، عزم کے پیکر
ہر وصف ترا مفتی اعظم کی عطا ہے

اس سمت ہیں ریحان تو اس سمت ہیں تحسین
مہکا ہوا لہکا ہوا گلزارِ رضا ہے

تسکیں ملی جذبوں کو آہوں کو ملا چین
جب جب دل بیکس نے ترا نام لیا ہے

آیا جو ترا نام مری نوک زباں پر
تقریر نے ہونٹوں کو مرے چوم لیا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہر اہل عقیدت کو اسد کہنا پڑیگا
جو کچھ ہے مرے پاس ترے در کی عطا ہے

اسد مینائی ۱۵۵۔ کنگھی ٹولہ، بریلی شریف

خاموش سا کیوں آج گلستانِ رضا ہے
کیا آج مشیت نے نیا رنج دیا ہے

یاد آیا ہے کیا مفتی اعظم کا تقدس
یا رحلت تحسین رضا رنج رسا ہے

کونین کے ہر ذرے کو افسوس ہوا ہے
سرمایۂ سنت جو سر راہ لٹا ہے

رخسار بریلی پہ رضا جلوہ نما ہے
وہ گوشہ مقدس ہے جہاں نام رضا ہے

اے شہر کہن تجھ کو شرف آج ملا ہے
سینے میں ترے مدفن تحسین رضا ہے

اے راہ برِ راہ شریعت ترے قرباں
ہر دل پہ منقش ترا نقش کف پا ہے

دے بندۂ مغفور کی ہم سب کو محبت
اے خالق کونین یہ ہم سب کی دعا ہے

اک بار تو پھر بہرخدا ہم کو دکھا دو
وہ صورت نورانی جو دل ڈھونڈ رہا ہے

تحسین رضا تخت مرصع پہ مکیں ہیں
باد سحر خلد نے یہ آکے کہا ہے

ملتا ہے سر راہ شہادت کا خزینہ
دیوانۂ سلطانِ امم گھر سے چلا ہے

سلطان بہر حال ہے وہ حامی و رہبر
جو نائب پیغمبر و صدرالعلما ہے

سلطان احمد سلطان بریلوی

ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں
ہو کس سے بیاں شوکت تحسین رضا خاں

ہے نور فشاں نکہت تحسین رضا خاں
اشکوں سے لکھوں عظمت تحسین رضا خاں

کیا شان ہے کیا شوکت تحسین رضا خاں
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

ہر سو نظر آنے لگے انوار کے طالب
سیلاب نما سنت سرکار کے طالب

جائیں گے کہاں جلوۂ رخسار کے طالب
انبوہ در انبوہ ہیں دیدار کے طالب

پائیں گے یہاں صورت تحسین رضا خاں
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

اب حسرت دیدار اٹھا لائی جنوں کو
بیداری جرأت عطا فرمائی جنوں کو
ہے جوش پہ جب الفت تحسین رضا خاں

افسردہ طبیعت جو نظر آئی جنوں کو
سورج کی تمازت نہ ہلا پائی جنوں کو
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

تھا جس کے تدبر سے ضیا بار زمانہ
اب پردۂ قدرت میں ہے شہوار زمانہ
ہے سب پہ عیاں طلعت تحسین رضا خاں

تھا جس کی نظر میں رہن و دار زمانہ
آنکھوں میں نمی دل جگر افگار زمانہ
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

ہم آج بھی غمگین ہیں غمگین رہیں گے
جب ان کے رہیں گے تبھی شاہین رہیں گے
مسنون جو تھی عادت تحسین رضا خاں

ہم ان کے اصولوں کے بھی شوقین رہیں گے
تحسینؔ رضا قابل تحسین رہیں گے
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

یہ شہر رضا شہر ضیا شہر بریلی
ہے مفتی اعظم کی حیا شہر بریلی
جب بن ہی گئی تربت تحسین رضا خاں

ہے مرکز انوار خدا شہر بریلی
ہے واقعی تحسینِ رضا شہر بریلی
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

اس مسند ملت کا امیں کون ہے دیکھیں
اس راہ میں اب خندہ جبیں کون ہے دیکھیں
شاداب رہے عزت تحسین رضا خان

اس پردہ اخفا کا مکیں کون ہے دیکھیں
اس تخت وراثت کا نشیں کون ہے دیکھیں
ہے بارگراں رحلت تحسین رضا خاں

حاصل ہے زمانے میں جسے اوج ولایت
تحسین رضا جیسا ملے صاحب خلعت

ہے جس کی بلندی میں ہی ایماں کی حرارت
سلطانؔ یہ ہے مسلک سنت کی ضرورت

قطعات

چھوٹے نہ کبھی دامن تحسین رضا خاں
ہر لمحہ رہے پیش نظر درس محبت

ہو چہرہ صدا احسن تحسین رضا خاں
شاداب رہے گلشن تحسین رضا خاں

دل دھڑکنے لگے احساس کے ایوانوں میں
آج گلزار رضا کیوں ہو یہ سونا سونا

پھول خاموش ہیں نمدیدہ ہیں گلدانوں میں
کس کی رحلت کی صدا آئی مرے کانوں میں

نائب ختم رسل حضرت تحسین رضا
دے گئے آج جدائی کا داغ دنیا کو

رضویہ باغ کے گل حضرت تحسیں رضا
جنکی رحلت کا ہے غل حضرت تحسیں رضا

غم کا ماحول ہے ہر سمت خدا والوں میں
دین وحدت کے معلم رہیں پائندہ باد

آپ شامل ہیں شہادت کی ادا والوں میں
آپ کا نام ہی کافی ہے خدا والوں میں

سلطان احمد سلطان بریلوی

www.muftiakhtarrazakhan.com

عاشق شمس الضحیٰ تھے حضرت تحسیں رضا
بنفا بوح رضا تھے حضرت تحسیں رضا
غوث اعظم اور حسین و حسن کے فیض سے
اب خلاء کیسے بھرے گا سنیت کا دوستو
رو رہے ہیں آپ کے عشاق یوں بھی سوچ کر
اک جہان سنیت تم سے ہوا ہے فیضیاب
کہہ رہے ہیں غمزدہ ہو کر سبھی اہل سنن
آج سونی کر گئے ہیں محفل اہل سنن
مفتی اعظم کا اک اعلیٰ نمونہ چل بسا
آج بھی سارا زمانہ دے رہا ہے یہ صدا
ہے بڑا رنجیدہ اختر طالب دیدار ہے

نائب بدرالدجیٰ تھے حضرت تحسیں رضا
صاحب صدق و صفا تھے حضرت تحسیں رضا
پرتو احمد رضا تھے حضرت تحسیں رضا
گوہر صد مدعا تھے حضرت تحسیں رضا
خوش ادا تھے خوش ادا تھے حضرت تحسیں رضا
راہ حق میں تم فنا تھے حضرت تحسیں رضا
اک بہار جانفزا تھے حضرت تحسیں رضا
اعلیٰ حضرت کی ضیا تھے حضرت تحسیں رضا
کیا بتاؤں تم کو کیا تھے حضرت تحسیں رضا
ہم پہ اک فضل خدا تھے حضرت تحسیں رضا
زندگی کا تم صلہ تھے حضرت تحسیں رضا

مولانا اختر رضا صاحب، بہیڑی

www.muftiakhtarrazakhan.com

منقبت درشان مظہر مفتی اعظم حضور صدر العلما

مرے دل کی جلا ہو اور آنکھوں کی ضیا تم ہو
ہو استغنا کا خواہاں یا کہ ہو تعویذ کا سائل
محدث ہو مفسر ہو معلم ہو مبلغ ہو
تمہیں آنکھوں کی ٹھنڈک مفتی اعظم نے فرمایا
تمہیں پر فخر کرتے ہیں رضا کے چاہنے والے
مشرف کو کوئی مشکل اگر درپیش آتی تھی

مرے ملجا مرے ماویٰ مرے تحسیں رضا تم ہو
جو سب کے کام آئے ایسے مرد با خدا تم ہو
ہر اک میں منفرد اے شیخ بے چون وچرا تم ہو
حضور مفتی اعظم کے لعل بے بہا تم ہو
سبھی کے ملتجیٰ تم ہو سبھی کے مقتدا تم ہو
وہ جس سے حال دل کہتا تھا وہ مشکل کشا تم ہو

مولانا محمد مشرف صاحب دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف

منقبت درشان حضور تحسین رضا خان قادری علیہ رحمۃ الباری

آپ کی کیا شان ہے تحسین رضا خاں قادری
مفتیٔ اعظم کی نگہ فیض نے بخشا شرف
خدمت دین کی تڑپ تھی موجزن افکار میں
گلشن رضوی پہ ضوباری تمہارے فیض سے
ہو درخشاں اہل سنت کا چمن کر دو کرم
حضرت احمد رضا خاں کے علم کے وارث ہوئے

خلد کا مہمان ہے تحسین رضا خاں قادری
علم کا گلدان ہے تحسین رضا خاں قادری
اس لئے ذیشان ہے تحسن رضاخاں قادری
؟وہر آن ہے تحسین رجاخاں قادری
جو بھی کچھ ویران ہے تحسین رضاخاں قادری
بے مثالی خان ہے تحسین رضاخاں قادری ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیکر حسن و عقیدت مظہر حامد رضا — نیک دل انسان ہے تحسین رضاخاں قادری
قبر انور میں ملائک بھی کہیں گے اے خدا! — واہ کیا مہمان ہے تحسین رضاخاں قادری
ہے یہ استاذ زمن کی خاص نظروں کی جھلک — بھر گیا دامان ہے تحسین رضاخاں قادری
مفتی اعظم کی صورت یاد آتی دیکھ کر — یہ بھی ایک پہچان ہے تحسین رضاخاں قادری
عالم و فاضل محدث کس قدر پیدا ہوئے — بالیقیں فیضان ہے تحسین رضاخاں قادری
ہو کرم کی بارشیں احسن پہ اے رب جلیل — کیوں کہ اب عنوان ہے تحسین رضاخاں قادری

محمد توفیق احسن برکاتی، ممبئی ۔ ۳

ہے وقت موت معین ہر آدمی کے لئے — مگر یہ موت ہے تجدید زندگی کے لئے
ہوا ہے حضرت تحسین رضا کا جب سے وصال — محال ہو گیا ضبط الم سبھی کے لئے
یہ حادثہ تو یقیناً ہے دردناک بہت — مگر یہ جام شہادت بھی ہے اسی کے لئے
نہیں ہے شک کوئی اس میں کہ تھے وہ ایسے ولی — ہم آج اشک بہاتے ہیں اس ولی کے لئے
وہ جسکو دیکھ کے مٹتی تھی دل کی تاریکی — وہ ایسے نور ہدایت تھے تیرگی کے لئے
وہ سادگی کہ تھی تقوی کی جس میں زیبائی — ترس رہی ہے نظر ایسی سادگی کے لئے
نہ کام آئے گا باطل کا کوئی منصوبہ — پیام حق تھے وہ دنیائے گمرہی کے لئے
نہ ہو گا کوئی بھی گستاخ کامیاب کبھی — وہ بن گئے تھے سپر عظمت نبی کے لئے
شکیل تھے وہ معلم بھی، پیرومرشد بھی — وجود ان کا تھا ملت کی رہبری کے لئے

ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی گھوسی مئو

نیر چرخ علم نبوت علامہ تحسین رضا — ہیں تحسین اعلیٰ حضرت علامہ تحسین رضا
جد امجد کے اسوہ پر خوش اسلوبی سے چل کر — تم نے کی احیائے سنت علامہ تحسین رضا
جن کی پیشانی سے عیاں تھا مفتی اعظم کا جلوہ — ہاں ایسے تھے پیر طریقت علامہ تحسین رضا
اس دل کا کیا کہنا جس کی وسعت میں آباد رہے — آپ کی چاہت آپ کی الفت علامہ تحسین رضا
آپ نے اپنے دم سے ایسی شمعیں جلائی ہیں جن سے — روشن ہیں ایوانِ محبت علامہ تحسین رضا
تم اپنے کردار وعمل سے مظہر مفتی اعظم تھے — تم پر ہے اللہ کی رحمت علامہ تحسین رضا

www.muftiakhtarrazakhan.com

میری تمنا میری خواہش اس کے سوا کچھ اور نہیں
مجھ کو بھی ہو جائے زیارت علامہ تحسین رضا

آپ کا ثانی کوئی نہیں تھا عشق ووفا کی محفل میں
کہتے ہیں ارباب عقیدت علامہ تحسین رضا

شان عالم جس کی بلندی کا اندزہ مشکل ہے
علم کا تھے ایسا پربت علامہ تحسین رضا

نتیجۂ فکر: شان عالم مسعودی صدر انجمن ضیائے غازی بہرائچ شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

حامی دین خدا تھے حضرت تحسین رضا
واصف شاہ ھدی تھے حضرت تحسین رضا

مسلک احمد رضا پے دائما چلتے رہے
منبع فیض رضا تھے حضرت تحسین رضا

حجۃ الاسلام کی منہ بولتی تصویر تھے
مظہر احمد رضا تھے حضرت تحسین رضا

ان کی ہر تعلیم عشق مصطفےٰ کا درس تھی
عاشق خیرالوریٰ تھے حضرت تحسین رضا

سیدی تاج الشریعۃ سے ذرا پوچھئے
پیکر اخلاص و وفا تھے حضرت تحسین رضا

اپنی ساری زندگی دیتے رہے درس حدیث
کیسے پیارے رہنما تھے حضرت تحسین رضا

اجملؔ عاجز سے ان کے وصف ہوں کیسے بیاں
آپ اپنا مدعا تھے حضرت تحسین رضا

از: محمد اجمل رضا قادری گوجرانوالا پاکستان

تو مدح گر صاحب لولاک لما ہے
کیا شان تری حضرت تحسین رضا ہے

واللہ یہی حق ہے حقیقت ہے بجا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

لو جس کی فروزاں تھی فروزاں ہی رہے گی
تو خانۂ استاد زمن کا وہ دیا ہے

تو کیوں نہ حبیب عربی پر ہو تصدق
حسنین کی تعظیم کے سانچے میں ڈھلا ہے

سادات کی تکریم ترے گھر کی وراثت
سبطین کی تحسین پہ تو دل سے فدا ہے

حسنین کو تحسین کو حسان کو دیکھو
تینوں کی حسن اصل ہے یہ ہم نے پڑھا ہے

تھا آپ کے اطوار سے افعال سے ظاہر
نام آپ کا دروازۂ جنت پہ لکھا ہے

وہ بزم سخن ہو کہ فقیہان شریعت
ہر بزم میں تو لائق تحسین رہا ہے

تو ہے فنا فی الشیخ طریقت مرے آقا
واللہ تری راہ فنا راہ بقا ہے

وہ جم غفیر اور تری دید کے طالب
جانے سے ترے جانا کہ تو کون ہے کیا ہے

رحلت کا تری سولھواں دن ہے مگر اب بھی
ہر دل میں جدائی کا تری حشر بپا ہے

تحسین کی تحسین ہے کس درجہ مبارک
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

کیسے نہ جگر سرد ہوں تعریف سے تیری
مرشد نے جو تجھے قرۃ عینی جو کہا ہے

www.muftiakhtarrazakhan.com

جب تیرے ہیں ممدوح ترے مرشد برحق — کیا تیری ولایت میں شہا چون وچرا ہے
اک یہ بھی فضیلت ترے رب نے تجھے دی ہے — رحلت کہ تری جمعہ کا دن تجھ کو ملا ہے
سننے کو تو سب نے ہی سنا پر یہ خوشی ہے — جو کچھ ترے فاروقؔ نے کہا تو نے سنا ہے

محمد فاروق صاحب، فاروقؔ مفتی رضوی دارالافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں
شاہ نقی کا نجم درخشاں — حسن و رضا کا اک گل خنداں
صاحب عزت و عظمت ذیشاں — راحت جان عقید تمنداں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

ہے یہ چمن استاد زمن کا — فخر ہے جو دنیائے سخن کا
کیا کہنا ہے اس کی پھبن کا — اس گلشن کی فصل بہاراں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

ذوق نعت کی اس میں خوشبو — حسنی حسینی ہے خوبو
اس گل تر کا ذکر ہے ہر سو — اہل نظر سب اس کے خواہاں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

مفتی اعظم ہند کا مظہر — سرتا پا اخلاق کا پیکر
ساد گی جس کا بو ریا بستر — دولت والے جس پر حیراں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

نوری نوری پیاری صورت — پاکیزہ پاکیزہ سیرت
علم و عمل کی ایسی حقیقت — زہد و تقویٰ جس سے نمایاں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

رونق مسند صدر العلما — فخر ادب نازش فقہا ادبا
صاحب عظمت دین و دنیا — عاشق صادق شاہ رسولاں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

شانِ ملک اعلیٰ حضرت — اک منارۂ علم و حکمت
حامل نورِ فکر و بصیرت — علم حدیث کی شمع فروزاں
علامہ تحسین رضا خاں — علامہ تحسین رضا خاں

آپ محدث و مفتی و شاعر — آپ کے علم و فضل سے ظاہر

www.muftiakhtarrazakhan.com

وقف رہے بس دین کی خاطر بنکے سراپا درس دبستاں
علامہ تحسین رضا خاں علامہ تحسین رضا خاں
منظر و مظہر نوریہ والے جامعتہ الرضویہ والے
اشرفیہ برکاتیہ والے آپ کی شاگردی پہ نازاں
علامہ تحسین رضا خاں علامہ تحسین رضا خاں
www.muftiakhtarrazakhan.com
جو بندے مردانِ خدا ہیں جو عشاقِ شاہ ہدیٰ ہیں
جو اے شکیل شہید نا ہیں ہیں ان ہی میں سے اک انساں
علامہ تحسین رضا خاں علامہ تحسین رضا خاں

جناب شکیل اثر نورانی انجمن اردو دنیا، مسجد بی بی جی، بہاری پور، بریلی شریف

مومنوں کی آبرو تحسیں رضا خاں قادری
آلِ رحماں ہوبہو تحسیں رضا خاں قادری
ان کے نغمات محبت کی ہر یک سو دھوم ہے
خوبرو خوش گلو تحسیں رضا خاں قادری
ہر گل و غنچہ میں اپنے گلشن ہستی کے میں
پا رہا ہوں تیری بو تحسیں رضا خاں قادری
تو محدث تو مفسر تو مفکر دین کا
عاشق رحماں ہے تو تحسیں رضا خاں قادری
کوئی دولت کا ہے خواہاں کوئی ثروت کا حریص
ہم کو تیری جستجو تحسیں رضا خاں قادری
میرے ملجا میرے ماوی اور مرے داتا ہو تم
کیوں پھروں میں کو بکو تحسین رضا قادری
اپنے رندوں کو طفیل مصطفےٰ ابن رضا
بانٹ دے جام سبو تحسین رضا خاں قادری
آپ کے در پر شہا پہونچا سلیم بے نوا
کردے پوری آرزو تحسین رضاخاں قادری

از: حضرت علامہ مولانا سلیم رضا نوری، وامام وخطیب جامع مسجد رسایاں خانپور بیسلپور پیلی بھیت

اے نگہبان شریعت، اے بہار خانقاہ
پاسبان علم و حکمت اے قرار خانقاہ
نازش گلزار نوری حضرت تحسیں رضا
محرم اسرار نوری حضرت تحسیں رضا
آپ کا اخلاق لا ثانی تھا، سیرت لا جواب
آپ کا روئے مبارک؟ جیسے مہکا ہو گلاب
آپ کا دل ہوشمند تھا اور نگاہیں دور بیں
آپ سا ذی ہوش اہل ہوش نے دیکھا نہیں
علم وعرفاں کے لئے سامان بیداری تھے آپ
خواب غفلت کے لئے عنوان بیداری تھے آپ
دل میں عشق پنجتن، آنکھوں میں نور ذوالجلال
خوش طبیعت، خوش ادا، جان مروت، خوش خصال
آپ کی سیرت لکھوں کیا ورقہ محدود میں
آپ کا ثانی کہا اس عرصہ مو جود میں
گلستان رضویہ کے ہیں گل فرخندہ حال
جو معطر کر رہا تھا زندگی کو بے مثال

www.muftiakhtarrazakhan.com

مرحبا صد آفریں اے حضرت تحسیں رضا ! اے گل باغ رضا! صد آفریں صد مرحبا
ہم غلاموں پر رہے سایہ فگن دامن ترا جلوہ فرماہی رہے یہ جلوۂ احسن ترا
آپ کے دیدار کی حسرت یونہی دائم رہے آپ کا سایہ سروں پر ہر گھڑی قائم رہے
قلب نشترؔ سے صدائیں آرہی ہیں زندہ باد اے گل گلزار من تا بندہ و پابندہ باد

جناب عبد الرؤف نشترؔ بریلوی معماران بہاری پور بریلی شریف

سکون دل ، پیام زندگی تحسین ملت تھے متاع زندگی روشنی تحسین ملت تھے
جمال روئے انور سے منور تھے ہمارے دل ہمارے واسطے وجہ خوشی تحسین ملت
وقار زندگی ان کی عنایت کی بدولت ہے ہر اہل کا ارمان دلی تحسین نلت ہے
خلیفہ ہی نہیں یہ مظہر مفتی اعظم تھے زمانے میں چراغ آگہی تحسین ملتے تھے
انہیں مسکراہٹ سے ہیں خوشیاں میسر تھیں بالفاظ دگر وجہ خوشی تحسین ملت تھے
خود آگاہی کا درس دنیا کو دیا تھا حضرت نے خود شاہد بنائے آگہی تحسین ملت تھے
مزار پاک پر یہ کہہ کے اپنا سر جھکا تا ہوں کہ اے نشترؔ خلوص شاعری تحسین ملت تھے

جناب عبد الرؤف نشترؔ بریلوی معماران، بہاری پور، بریلی شریف

جان نثار مصطفےٰ تحسیں رضا خاں قادری عاشق غوث الوریٰ تحسیں رضا خاں قادری
چشمۂ بحر صفا تحسیں رضا خاں قادری معرفت کا میکدہ تحسیں رضا خاں قادری
رمز حق سے آشنا تحسیں رضا خاں قادری بزم حکمت کی ضیا تحسیں رضا خاں قادری
دین احمد پر فدا تحسیں رضا خاں قادری حق پرست وحق نما تحسیں رضا خاں قادری
پاک باز وپارسا تحسیں رضا خاں قادری پیشوائے اتقیاء تحسیں رضا خاں قادری
ہے جہان سنیت میں ان کا چرچا ہر جگہ واصف شاہ ہدیٰ تحسیں رضا خاں قادری
چشم حق بیں نے انہیں دیکھا تو پایا حق نما اک ولی باصفا تحسیں رضا خاں قادری
علم وحکمت کے درخشاں آفتاب وماہتاب بزم دانش کی ضیا تحسیں رضا خاں قادری
غم گسار اہل سنت جلوۂ مہر و وفا پیکر لطف وعطا تحسیں رضا خاں قادری
ماہ چرخ قادریت وارث علم نبی چشمہ فیض و عطا تحسیں رضا خاں قادری
جامع علم شریعت صاحب فضل و شرف منبع بحر سخا تحسیں رضا خاں قادری
علم وحکمت کے چمن کا در حقیقت ہے اسد عندلیب خوشنوا تحسیں رضا خاں قادری

جزیل احمد اسد القادری سنبھلی

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعزیتی مجالس و پیغامات

www.muftiakhtarrazakhan.com

جلسۂ تعزیت

عالم شریعت حامل طریقت استاذ الاساتذہ نبیرۂ استاذ زمن علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات متنوع الصفات تھی۔ آپ کا انتقال پر ملال ایک عظیم سانحہ ہے، آپ کی کمی کا احساس خانقاہ ومدرسہ دونوں جگہ یکسائی طور پر ہورہا ہے آپ کی اولاد آپ کی شفقتوں سے، اور قوم مسلم اپنے ایک سچے غمگسار وغمخوار سے محروم ہوگئی۔

مگر رنج وعلم کی اس ظلمت میں بھی یہ تصور ہمارے قلب وجگر کے لئے سکین باعث یہ ہے کہ ہم تو اپنے ایک مخلص ومحسن وکرم فرما سے دور ہوگئے، مگر ہم سے رخصت ہونے والا آج بھی ہم سے قریب تر ہے اور آپ کا فیضان تا قیامت جاری وساری رہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ بمقدار

سوگوار: محمد قمر اشرف نعمانی شیش گڑھی

جلسۂ تعزیت

دنیائے سنیت کی ایک عظیم علمی شخصیت مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلما حضرت علامہ الشاہ مفتی تحسین رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کا وصال یقیناً جماعت اہل سنت کے لئے ایک بڑا اور نا قابل تلافی نقصان ہے۔

آپ کی ذات والا صفات خاندان اعلیٰ حضرت میں علمی اعتبار سے ایک نابغۂ روزگار کا درجہ رکھتی تھی۔ زمانہ بھر کے علمائے اہل سنت ومشائخ کرام نے آپ کو صدر العلما کا خطاب دیا تھا یقیناً آپ اس خطاب کے حامل تھے۔

سرکار اعلیٰ حضرت کے خانوادہ میں آپ کی شناخت ایک زبردست عالم دین و وارث علوم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت سے تھی تبحر علمی کا یہ جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ صدر العلما ہند وپاک کے بڑے بڑے جامعات ودار العلوم کے فضیلت کے درجہ کے طلبہ کا متواتر امتحان لینے کے لئے اکثر سفر فرمایا کرتے تھے اور مدارس کے اساتذہ وذمہ داران حضرات تفسیر علم کلام اور حدیث کی کتب متداولہ برائے امتحان آپ کے سپرد کرتے اور موصوف وممدوح نہایت سادہ لوحی ومتانت کے ساتھ اس طرح طلبہ کا امتحان لیتے کہ اگر فن تفسیر کا امتحان ہوتا تو قرآن مقدس کی ایک آیت مبارکہ طالب علم سے تلاوت کراتے اور اس میں تفسیر اور اصول تفسیر نیز فن تفسیر سے متعلق تمام ضروری باتیں معلوم کر لیتے۔ اگر فن حدیث کا امتحان لیتے تو معلوم ہوتا کہ صحن اعلیٰ حضرت کا ایک پروردہ محدث ہے جو قول مصطفے ﷺ کی صحیح تعبیر بیان کررہا ہے اور اس طرح امتحان ہی میں عشق رسول ﷺ کی حلاوت وچاشنی سے طلبہ کو شاد فرمارہا ہے اور محسوس ہوتا کہ برسوں کی علمی تشنگی چند لمحوں میں رفع ہورہی ہے۔ جیسے

فن کلام کی معتبر کتاب المعتقد۔ کا نمبر آتا تو دوسرے ممتحنین کی طرح بچوں کو الجھانے کی بجائے بڑی محبت وشفقت کے ساتھ مختصر سوالات فرما کر اپنی دقت نظر اور وسعت مطالعہ کی نشاندہی فرماتے جاتے۔

"سبحان اللہ بکرۃ واصیلا" کیا موہنی صورت کس قدر سادگی کیسی وجاہت کتنا رعب دبدبہ۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

قومی وعلمی جاہ ووجاہت کے باوجود آپ اسوہ رسول ﷺ کا نمونہ اور پیکر تھے۔تقوی اور پرہیز گاری شب زندہ داری وآہ سحر گاہی۔حسن اخلاق واعلیٰ کردار یہ ساری خوبیاں آپ کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی تھیں۔سرکار اعلیٰ حضرت خالص عاشق رسول ﷺ اور مفتی اعظم ہند غیر معمولی متقی اور پرہیز گار تھے یہ دونوں باتیں آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں آپ کی حیات طیبہ کی ہر ادا سنت نبوی ﷺ سے تھی اسی لئے دیکھنے والوں نے صدر العلما کو دیکھ کر بے ساختہ پکار دیا واقعی آپ مظہر مفتی اعظم ہند ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرات یوں تو اس جہان کی ہر شئی فانی ہے۔قدیم وباقی صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔روز اول سے جب سے انسان کی آفرینش ہوئی ہے یہ سلسلہ موت وحیات چلتا رہا ہے اور قیامت تک یونہی چلتا رہے گا اس سلسلہ کی قطار میں ایک عام انسان سے لے کر حکمراں وسلاطین زمانہ بھی شامل ہیں۔

مگر کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی موت سے دنیا میں ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے۔جن کی ہر ادا ہر عمل ان کے پیچھے رہنے والے لوگ کبھی نہیں بھولتے۔

ہزار بھولنے کی سوچیں لیکن دل کی گہرائیوں میں ان نفوس قدسیہ کی محبت ایسی پیوست ہو جاتی ہے کہ پھر وہاں کوئی دفاعی طاقت وہتھیار کار گر نہیں ہوتا۔

یہ خوبی اور یہ کشش ایک عالم باعمل اللہ کے نیک صالح بندے میں ہوتی ہے۔جب تک وہ زمین کے اوپر چلتا پھرتا ہے اسے اپنے اور بیگانے سبھی ایک نظر دیکھنا چاہتے ہیں اس کی لمحوں کی صحبت کو برسوں عبادت خالصہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر وہ مسکرا کر کسی سے کہہ دے کہ تو ہمارا ہے تو وہ شخص ان جملوں کو اپنے قلب وجگر پر نقش کر لیتا ہے،اور پھر پھولے نہیں سماتا۔

بیشک صدر العلما کا شمار انہیں نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے۔جنہوں نے اپنے علمی اور روحانی جلوؤں سے نہ صرف اخیار میں بلکہ اغیار میں بھی ایک عجیب تاثر پیدا کر دیا ہے۔

حضرت صدر العلما کی موت ہم سب کے لئے ایک صدمۂ جانکاہ ہے،مگر ہم مشیت ایزدی کے سامنے ہیچ وعاجز وقاصر ہیں۔

"وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ"

ہم اس مولیٰ کی بارگاہ میں صرف دعا کر سکتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت صدر العلما کے گھر والوں،خاندان والوں کو اور مریدین معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔اور خاندان اعلیٰ حضرت میں ان کا علمی نعم البدل پیدا فرمائے،ان کا علمی وروحانی فیضان عام فرمائے۔آمین۔بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ ارکان جامعہ امام احمد رضا محلہ رضا نگر بہیڑہ والا ٹھاکر دوارہ،ضلع مرادآباد

جلسۂ تعزیت

تغمدہ اللہ بغفرانہ:

حضور صدر العلما شاہ محمد تحسین رضا خاں قدس سرہ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملتے ہی ایک سکتہ سا طاری ہو گیا۔اور بے ساختہ زبان پر کلمات استرجاع جاری ہو گئے۔۔بلاشبہ عالم اسلام کی اس عبقری اور سر کردہ شخصیت میں بے شمار خوبیاں تھیں،آپ کی ذات ایک گلدستہ ہم رنگ کی حیثیت رکھتی تھی۔اقبال کا شعر بے ساختہ زبان پر آتا ہے۔ ......دیگر دانائے راز آید کہ نہ آید.....

ہم سب کا اجتماعی فرض بنتا ہے کہ ہم حضور صدر العلما کے لئے ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام کریں اور ان کے لئے بلندی

www.muftiakhtarrazakhan.com

درجات وخلد آشیاں ہونے کی دعا بھی۔

آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

فقط: یکے از شرکائے غم: محمد صبغت اللہ مصباحی، دار العلوم ضیاء الاسلام بنکی کھاپر گنج۔ گوپال گنج

جلسۂ تعزیت

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا محمد حسان رضا خاں صاحب مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مظہر مفتی اعظم ہند محدث بریلوی حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر جمعۃ المبارکہ مؤرخہ ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بذریعہ ٹیلی فون موصول ہوئی، بتایا گیا کہ حضرت کا وصال شہادت سڑک حادثہ میں ہوگیا۔ یہ سن کر کسی طرح یقین نہیں آیا اور اچانک حادثہ کی خبر سے دل رنج وغم میں ڈوب گیا۔ احقر نے دعا کی رب العالمین کرم فرما، رحم فرما، احقر نے تصدیق کے لئے متعدد جگہ فون پر فون کئے ہر جگہ یہی تصدیق ہوئی کہ حضرت کا وصال ہوگیا ہے، "انا للہ وانا الیہ راجعون" جیسے ہی یہ خبر پھیلی کثیر تعداد میں لوگ مسجد فتح پوری میں جمع ہوگئے، قرآن خوانی کے بعد ایصال ثواب کیا گیا، فرض نمازوں میں جماعت کے بعد دعائے مغفرت ہوئی اور پھر جمعہ کی نماز کے بعد مؤرخہ ۱۰؍اگست ۲۰۰۷ء مسجد فتح پوری میں دعائے مغفرت ہوئی اور ایصال ثواب کیا گیا۔ ہفتہ واری جمعہ کے ختم خواجگان شریف میں اور محفل صلاۃ وسلام بعد نماز جمعہ بھی دعا ہوئی۔ الحمد للہ! ایصال ثواب کے لئے یہاں کئی قرآن شریف ختم ہوئے اور احقر نے حضرت کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا جسے حاضرین نے آبدیدہ ہوکر سنا۔ یقیناً آپ کی وفات سے حلقۂ اہل سنت ایک عظیم عالم باعمل اور مشفق سرپرست سے محروم ہوگیا۔ "اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی" اسی روز یعنی ۳؍اگست کو رات میں ابوالسرور حضرت علامہ مولانا محمد مسرور صاحب مدظلہ چیرمین امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی (پاکستان) کا ایس ایم ایس ملا جس میں انہوں نے اظہار تعزیت کیا۔ سرپرست فاؤنڈیشن ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہ کی طرف سے انہیں حکم ہوا تھا کہ حلقۂ اہل سنت میں اس جانکاہ خبر کی اطلاع دیدیں۔ آناً فاناً بین الاقوامی طور پر اس حادثۂ جانکاہ کی خبر پہنچنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں کو کتنی گہری وقلبی عقیدت تھی۔

احقر کے ساتھ حضرت مرحوم کا مشفقانہ تعلق تھا، دہلی کے حضرات کو اور دہلی کے قرب وجوار کے حضرات کو آپ کا ارشاد تھا کہ مسجد فتحپوری میں احقر سے رجوع ہوکر رہنمائی حاصل کیا کریں، وقتاً فوقتاً آنے والے عقیدتمندوں سے حضرت کی خیریت معلوم ہوتی رہتی تھی اور دعائیں ملتی رہتی تھیں۔ ایک شخص حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے، محمد ادریس نام تھا، بریلی کے تھے، عارضی طور پر دہلی میں بھی قیام تھا انہیں بھی تقریباً ڈیڑھ دو ماہ پہلے ہی حضرت نے میرے پاس بھیجا تھا۔ انہیں شرعی فتاویٰ اور عملیات کے سلسلہ میں رہنمائی کی ضرورت تھی۔ ادریس صاحب کا بھی بریلی میں حال ہی میں انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، آمین۔

اس رنج وغم میں ڈوب کر صمیم قلب سے احقر آپ کی خدمت میں اور سبھی پسماندگان کی خدمت میں نیز جامعہ نوریہ رضویہ کے اساتذہ وطلبہ کی خدمت میں اور امام احمد رضا اکیڈمی (بریلی شریف) کے اراکین کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے۔

رب العالمین اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے، اور سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام مع الاحترام

www.muftiakhtarrazakhan.com

غمگسار ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد شاہی امام

تعزیتی پیغام

ذوالمجد والجاہ حضرت مولانا المحترم محمد حنیف خاں صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ عزوجل علمائے اہل سنت اور اکابرین دین وملت کا سایہ ہم غربائے اہل سنت کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

آپ بہت بڑی خدمت انجام دیے جا رہے ہیں، علامہ مفتی تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بظاہر گمنام تھی اس کا سبب یہ تھا کہ ان کا تعلق دنیاداری سے نہ تھا اور انہوں نے خاندان اور اپنے علم کو شہرت اور حصول دولت کا ذریعہ نہ بنایا، بلکہ جو خزانہ اللہ اور اس کے رسول جل وعلا نے انہیں بخشا تھا اسے برتنے میں وہ لگے رہے۔

نہ جانے کتنوں کی پیاس انہوں نے بجھائی۔ وہ سنیت کی یادگار تھے، درحقیقت وہ خاندان اعلیٰ حضرت کی علمی شان اور وقار تھے، ان کی علمی عظمت ورفعت کی بلندیوں تک رسائی بہت آسان نہ تھی، انہوں نے گمنامی کی زندگی گزاری لیکن یہ گمنامی دنیا والوں کے نزدیک تھی ورنہ اہل علم ومعرفت ان کی قدر ومنزلت خوب پہچانتے تھے۔ وہ حضرات جنہوں نے نزدیک سے انہیں دیکھا ہے جنہوں نے انکی رفاقت اختیار کی ہے، جن لوگوں کو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے نیز ان سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملا ہے اور جن لوگوں نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے ان حضرات کو ان کی احسانوں کا بدلہ اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ غائبین کو انکا عرفان علمی وعملی حاصل ہو سکے۔ افسوس ہے ان طالبان حق پر جنہوں نے ان سے اکتساب فیض تو کیا لیکن انکی خدمات کے اعتراف واظہار میں اقدام نہ کیا، وہ بھی آج کے دور میں جب کہ جن لوگوں کی کوئی خدمت نہیں نہ علمی کوئی حیثیت، نہ پڑھنے لکھنے کی سکت، ان کے پیروکاران کا سلور جبلی اور جشن منارہے ہیں۔

ایسے میں ان تمام مستفیدین محدث بریلوی علامہ تحسین رضا خاں کو چاہیئے کہ ان کی خدمات کا حقیقی تعارف پیش کر کے محدث جلیل کو خراج عقیدت پیش کریں۔

علامہ تحسین رضا خاں کی سادگی، اور متواضع طبیعت ان کے حسن اور مرتبے میں اور اضافہ کرتی تھی، آپ پوری زندگی درس وتدریس میں مشغول رہے۔

اللہ تعالی ان کی خدمات دینیہ کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین اور انکا فیضان علم ہم سب پر جاری رکھے۔ آمین

ابرار احمد قادری مظفرپوری خادم التدریس الجامعۃ الغوثیہ مشاہد العلوم شروانی نگر لکھنؤ یوپی

جلسۂ تعزیت

مخدوم ومحترم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوگا، حضور کے برادر نسبتی شیخ الحدیث والتفسیر صدر العلما حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر سن کر بے حد افسوس ہوا، مولائے کریم انہیں غریق رحمت فرمائے، حضرت علامہ محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنے خانوادہ کی شاندار روایات کے مطابق بے مثال دینی خدمات انجام کو دیا، اور خلق کثیر کو آپ کے علم نے نفع پہنچایا، ان

www.muftiakhtarrazakhan.com

کی وفات صرف خاندان اعلیٰ حضرت کا ہی نقصان نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کا نقصان ہے۔ان کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بے حد مشکل ہے۔انتقال کی خبر ملتے ہی دار العلوم امجدیہ میں آپ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور تعزیتی اجلاس منعقد ہوا، نیز مختلف مساجد، مدارس اور ہمارے حلقہ احباب میں فاتحہ خوانی ہوئی، میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب و کے صدقے وطفیل حضرت کی دینی خدمات کو اپنے دربار میں قبول فرما کر اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، تمام پسماندگان، مریدین، متوسلین، خصوصا اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔فقط والسلام

سید شاہ تراب الحق قادری ۵؍شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ ۱۹؍اگست ۲۰۰۷ء

جلسۂ تعزیت

چہارشنبہ ۸؍اگست ۲۰۰۷ء کو دیار مصطفیٰ (ﷺ) یعنی مدینہ طیبہ سے عمان ہوتے ہوئے ہمارا قافلہ ہالینڈ اُترا ہی تھا کہ حضرت مولانا حنیف صاحب قبلہ نے بریلی شریف سے والد ماجد کو حضور صدر العلما بریلوی کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع دی۔"انا للہ وانا الیہ راجعون"

اس کے بعد والد محترم نے اولین فرصت میں ہالینڈ میں مقیم علمائے کرام کو اس واقعہ سے آگاہ کیا، اس طرح یہاں کے مراکز اسلامی اور مساجد تک حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی خبر شہادت عام ہوگئی۔

اسلامک اکیڈمی کے معمولات کے مطابق پنجشنبہ بعد نماز مغرب ذکر ووظیفہ کے بعد والد محترم نے تمام ذاکرین وحاضرین کے ساتھ مل کر حضرت صدر العلما علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی کے حالات سماعت کئے۔واقعہ شہادت سنا، اور ایصال ثواب کیا اسی طرح حضرت نے بروز جمعہ القادری اسلامک سینٹر کی قادری جامع مسجد میں حضور صدر العلما محدث بریلوی کے حالات پر روشنی ڈالی، سانحۂ ارتحال بیان کیا، اور بتایا کہ حضرت اپنے کردار وعمل میں سلفِ صالحین کے سچے جانشین تھے، تمام حاضرین نے حضرت صدر العلما کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں اس بزم سے جن کو ۔۔۔ تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پانہ سکوگے

تمام مسلمانان ہالینڈ حضرت حسان میاں صاحب اور اہل خانوادہ کے شریک غم ہیں۔

یکے از سوگواراں

محمد محی الدین حسنین احمد قادری

تعزیت

صدر العلما علامہ شاہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارتحال پُر ملال کی خبر سے ریاست بھر کے مسلمانوں خاص کر چترا درگہ کے اہل سنت وجماعت کے دلوں پر رنج وغم کی گھٹائیں چھا گئیں، اگر چہ ہم لوگ بریلی شریف سے سیکڑوں میل دور ہیں مگر قلب وروح کے لحاظ سے بہت قریب ہیں، جس نے اس سانحہ کو سنا اشکبار ہوگیا لگ رہا تھا کہ بریلی میں نہیں بلکہ ہمارے شہر میں حضرت کا وصال ہوا ہے۔

صدر العلما بلاشبہ ملت اسلامیہ کی جان، مسلکِ اعلیٰ حضرت کی پہچان، اور ہم اہل عقیدت، کے دلوں کا ارمان تھے، ہم کب اور کہاں پائیں گے آپ کا نعم البدل؟ سرکار مفتی اعظم، حافظ ملت، مجاہد ملت، پاسبان ملت، برھانِ ملت، فقیہ ملت، شارح بخاری، علامہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

ارشد القادری کے بدل سے ابھی تک ہم محروم تھے، کہ صدر العلما بھی ہمارے درمیان سے رخصت ہو گئے، یہ سانحہ علمی و روحانی دنیا کا ایسا خلا ہے جس کا جلد پُر ہونا ممکن نہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

غمگین ورنجیدہ: محمد صادق اللہ رضوی ایڈووکیٹ، صدر آل کرناٹکا، رضا اکیڈمی متولی مسجد اعظم چترادرگہ، کرناٹک

تعزیت

www.muftiakhtarrazakhan.com

اشکوں کی جھڑی

کئی سال سے صاحب فراش ہوں، پاؤں، ہاتھ، آنکھیں، زبان، سبھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں، ان حالات میں مخدومانہ، دوستانہ محبت کرنے والے مظہر مفتی اعظم، صدر العلما کے سانحۂ ارتحال کی خبر بجلی سے کم نہ تھی جو ہوش و حواس کو مختل اور ضعیف و نحیف جسم کو بدتر از خاکستر کر گئی۔

سنیوں کے تاجدار کی خبر شہادت سے لے کر تدفین تک کی ساری خبریں بذریعہ فون سنتا رہا، دل پر سوئیاں چبھتی رہیں، سسکتا رہا، روتا، بلکتا رہا، آہیں بھرتا، اپنی کم نصیبی پر کف افسوس ملتا رہا......... کہ زندہ ہوں پھر بھی کشور علم و عرفان کے آخری دیدار سے محروم ہوں۔ کیونکہ ایک قدم چلنے سے بھی مجبور ہوں۔

میرے آقا، صدر العلما کاش میرے ارتحال کی خبر آپ سنتے، میں آپ کے وصال کی خبر نہ سنتا، کیونکہ آپ ہی تو اہل اسلام کا سرمایہ تھے، ان کے دلوں کا سرور، آنکھوں کا نور تھے، جس پر علم و حکمت، شریعت و طریقت نازاں تھی وہ آپ تھے، آپ کی فقاہت، آپ کی خداداد صلاحیت و قابلیت کا لوہا تو منظر و مظہر کے بڑے بڑے اساتذہ پچاس برس پہلے مان چکے تھے۔ اس کا گواہ میں ہوں، آپ مظہر اسلام میں پڑھاتے تھے اور آپ کا مظہر، منظر اسلام میں پڑھتا تھا، آپ کے تذکرے ہوتے تھے، قابلیت کے، تقویٰ و طہارت کے۔

آپ کی مقدس جوانی کے صبح و شام یاد آرہے، کبھی مفتی اعظم کی کبھی مفسر اعظم کی بارگاہ میں اور کبھی مظہر اسلام میں اپنے مظہر کو ساتھ لے کر جاتے تھے، ایسی جوانی، ایسا شباب جس پر تقویٰ و طہارت کے غازے نے حسن و کمال کی منزل پر پہنچا دیا تھا، کیا لکھوں، کیا نہ لکھوں، یادوں کے دریچے کھلے تو میرے مخدوم تمہاری یاد شدت اختیار کر گئی۔ اب تاب نہیں، بس اتنا اور کہہ دوں حضور آپ رخصت ہو گئے، اب آپ کے غلام کو مظہر میاں کہہ کر کون مخاطب کرے گا۔ یا اللہ ہمیں، تمام اہلسنت کو خاندان اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر محمد مظہر حق قادری برکاتی محلہ ناگران بدایوں

تعزیت

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

صاحبزادہ عالی مرتبت حضرت مولانا محمد حسان رضا خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۸ ررجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعۂ مبارکہ نماز عصر کے وقت بذریعہ فون یہ جانکاہ خبر کانوں سے ٹکرائی کہ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب وصال فرما گئے، خبر سنتے ہی ایک سکتہ طاری ہو گیا اور حیرت و استعجاب میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

ڈوب کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔

حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر عالم دین، سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مظہر اور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال اور علم و فن کے امین تھے، پچاس سال سے زائد عرصہ تک آپ نے اپنی تدریسی، تعلیمی اور تبلیغی زندگی سے امت مسلمہ کو خوب خوب محظوظ فرمایا، کتاب وسنت فقہ وتفسیر اور منطق وفلسفہ پر گہری نظر کے حامل تھے آپ کی علمی سطوت اور حکمت و دانائی کے سبھی اکابر و اصاغر معترف اور مداح ہیں، ہندوستان کی عظیم دینی درسگاہوں میں آپ کو بحیثیت ممتحن اور بحیثیت صدر اجلاس تشریف ارزانی کی زحمت دی جاتی تھی، اور آپ اپنے قدوم میمنت لزوم سے اہل محبت کو شاد کام فرماتے، راقم السطور کے عہد طالب علمی میں آپ نے ایک مرتبہ الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ رونا ہی ضلع فیض آباد میں بحیثیت ممتحن قدم رنجہ فرمایا اور استاذ گرامی جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب رضوی دام ظلہ العالی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ رونا ہی کی درسگاہ کو شرف اقامت بخشا، دو روز تک راقم کو خدمت کی سعادت حاصل رہی۔ اس حقیر نے ہدایہ اولین اور شرح ہدایت الحکمت کا امتحان بھی حضرت کو دیا، اسی وقت سے آپ کے علمی وقار اور سادہ زندگی کا اثر ذہن وفکر پر قائم ہو گیا آپ کی قابلیت اور صلاحیت کا اعتراف متعدد اکابر کی زبان سے سنا، آپ کی طہارت و پاکیزگی زہد وتقوی اور خلوص وللّٰہیت سے بھری زندگی اور علم وحکمت میں گہرائی و گیرائی کو دیکھ کر ارباب علم و دانش نے آپ کو "مظہر مفتی اعظم ہند" اور "صدر العلما" کے لقب سے یاد کیا۔

یقیناً آپ جماعت اہل سنت کے عظیم سرمایہ اور قیمتی اثاثہ تھے آپ کی رحلت سے جو نقصان ہوا اس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آ رہی ہے، رب قدیر آپ کی تربت انور پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے۔ آمین

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

سوگوار: مولانا محمد اختر حسین قادری۔ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی ۴؍ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۹؍ اگست ۲۰۰۷ء

جلسۂ تعزیت

گذشتہ دنوں "روزنامہ جنگ" اخبار کراچی مورخہ ۵؍ اگست ۲۰۰۷ء ۲۰؍ رجب ۱۴۲۸ھ میں جب حضرت علامہ تحسین رضا خاں ابن حضرت علامہ حسنین رضا خاں ابن حضرت مولانا حسن رضا خاں علیہما الرحمہ برادر خورد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کی خبر پڑھی تو ایک دھچکا سا لگا کہ حضرت موصوف ۱۹؍ رجب ۱۴۲۸ھ ۴؍ اگست ۲۰۰۷ء کو مہاراشٹر چندر پور میں ایک ٹریفک حادثے میں شہید ہو گئے۔

اللہ رب العزۃ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے خانوادۂ بریلی شریف میں حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی شخصیت مرجع الخواص والعوام تھی۔

ایک طرف آپ علوم ظاہری میں تقریباً نصف صدی سے خدمات انجام دے رہے اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا تھا دوسری طرف سلسلہ قادریہ رضویہ میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے اجل خلفا کی صف میں علوم باطنی سے بھی عوام وخواص کو سیراب کر رہے تھے۔ گویا آپ نے ساری زندگی ظاہر و باطنی علوم کی ترویج واشاعت اور تعلیم وتربیت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اب بظاہر آپ کے پائے کے علماو مشائخ شاذ و نادر ہی ہونگے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین احقر ناصر الدین صدیقی قادری غفرلہ

جلسۂ تعزیت

حضرت علامہ حنیف خاں صاحب رضوی۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

صدر العلما مظہر مفتی اعظم علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر نے حسرت و یاس کا عالم طاری کر دیا۔ حضرت علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے پورے مالیگاؤں میں بھی خاص اہتمام کیا گیا، مساجد و مدارس اہل سنت میں قرآن خوانی کی گئی، یوں ہی آپ کی حیات طیبہ اور مساعی جمیلہ کو اجاگر کیا گیا۔ جس کی اطلاعات مقامی اردو اخبارات میں کافی نمایاں شائع ہوئیں۔ ہم نے بہت سے علمائے کرام سے صدر العلما کے تذکرے سن رکھے تھے۔ دید کی خواہش تھی۔ افسوس محروم رہے۔ لیکن آپ کے فیوض و برکات سے نوازے جاتے رہیں گے۔ آپ کا علمی فیضان آپ کے تلامذہ کے ذریعہ ساری دنیا میں عام ہوتا رہے گا۔ آپ کے لگائے ہوئے اشجار علمیہ بارآور ہوتے رہیں گے۔ ''تجلیات رضا'' آپ کی دینی و علمی خدمات پر خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے یہ دراصل اہل سنت کے لئے ایک تحریک ہے۔ اسلاف کے کارنامے نسل نو کی تعمیر کے لئے رہنما ہوتے ہیں۔ ''تجلیات رضا'' کا یہ قدم بڑا مستحکم ہے اور مثبت بھی۔ ضروری ہے کہ دوسرے رسائل و جرائد اہلسنت بھی اسی روش کو اپنا کر صدر العلما پر خصوصی اشاعت کا اہتمام کریں۔ اس عہد پرفتن میں ایمان و عقیدے کی حفاظت و صیانت کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت ضروری ہے۔ اور اسی کی سمت صدر العلما نے رہنمائی فرمائی۔ باہمی رنجشوں اور مشربی حدوں کو ختم کر کے مثبت و تعمیری فکر کا احیا وقت کا تقاضا اور کامیابی کا زینہ ہے۔

ہم جامعۃ الرضا برکات العلوم مالیگاؤں، نوری مشن مالیگاؤں، رضا ریسرچ اینڈ پبلشنگ بورڈ مانچسٹر کی طرف سے ''تجلیات رضا'' کی صدر العلما پر خصوصی اشاعت کی انجام دہی پر آپ تمام کی خدمت میں ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔

احقر: غلام مصطفیٰ رضوی

جلسۂ تعزیت

دنیائے سنیت کی ایک عبقری شخصیت مجمع فضائل و کمالات، عامل شریعت حامل طریقت، زینت مسند درس و تدریس، استاذ الاساتذہ، نبیرۂ استاذ زمن حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان منارۂ رشد و ہدایت اور پیکر اخلاق و اخلاص تھے، آپ کی شہرت و مقبولیت میں خاندانی وجاہت سے کہیں زیادہ ذاتی خوبیوں کو دخل تھا۔

آپ کے انتقال پرملال کی خبر آتے ہی دار العلوم انوار مصطفیٰ ماری پور مظفر پور بہار میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور بعد قرآن خوانی ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں آپ کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالی گئی اور آپ کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں بھی ہوئیں اس موقع پر دار العلوم انوار مصطفیٰ کے ناظم، صدر المدرسین اور اساتذہ یعنی مولانا الحاج محمد نور عالم اشرفی، مولانا مفتی مزمل عالم اشرفی، قاری وصی اختر اشرفی، اور حافظ ابوالکلام برکاتی وغیر ہم موجود تھے۔

اعلان کنندگان: محمد اعظم ربانی، نوازش معظم نورانی، مبشر صمدانی، لکھنہاری

متعلمین دار العلوم انوار مصطفیٰ نزد سینٹرل بینک ماڑی پور مظفر پور بہار

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعزیت نامہ

للہ ما اعطی وللہ ما اخذ وکل شیٔ عندہ بمقدار

حضرت صدر العلما علامہ مولانا محمد تحسین رضا نور اللہ مرقدہٗ موجودہ دور میں خاندان رضویہ کے بڑے مولانا اور معتمد مشائخ میں سے تھے، متانت وسنجیدگی، تواضع وانکساری، صبر وتحمل کے حامل تھے، تقویٰ وطہارت اور شریعت پر سختی سے عامل تھے اور ہر خاص وعام میں مقبول بھی۔ وہ روشن چراغ ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ مبارکہ کو گل ہوگیا، اور اس سے دنیائے سنیت میں ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا، جس کی تلافی مشکل ہے، موصوف علیہ الرحمہ بے شمار خوبیوں سے متصف تھے، بیک وقت آپ مدرس بھی تھے اور علم حدیث وفقہ وتفسیر میں ماہر تھے اور عمدہ مفتی بھی تھے اور مشائخ میں عمدہ مقام رکھتے تھے اور شرائط بیعت وارشاد کے حامل تھے، علماء نے فرمایا کہ: پیری کے لئے چار شرطیں ہیں:

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) سلسلہ متصل ہو (۳) اتنا علم رکھتا ہو کہ ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۴) فاسق معلن نہ ہو۔

الحمد للہ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ والرضوان ان شرائط کے جامع تھے اور جو شخص ان شرائط اربعہ کا جامع نہ ہو اس سے مرید ہونا درست نہیں ہے۔ حضرت ۱۹۸۶ء میں جس ٹور سے حج وزیارت سے مشرف ہوئے میں بھی اسی ٹور میں تھا اور مکہ معظمہ ومدینہ منورہ میں ایک ہی کمرہ میں قیام رہتا تھا ارکان حج کی ادائیگی اور مقامات مقدسہ کی زیارت میں بھی ساتھ تھا، والحمد للہ علیٰ ذالک میں صمیم قلب کے ساتھ حضرت موصوف کے خانوادہ کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور صبر وتحمل کی تلقین کرتا ہوں اور حضرت کے لئے دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ ترے در کی نگہبانی کرے

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

تعزیت نامہ

خاندان رضا اور مسلک رضا کے نقیب اور شیخ حضرت صدر العلما مولانا مفتی محمد تحسین رضا علیہ الرحمہ کو میں نے قریب سے دیکھا وہ علم وادب، فضل ودانش، تواضع وانکسار میں بے مثال تھے، ان کے عادات واطوار، حال وقال سنت نبوی کے مطابق تھے، وہ سلسلۂ رضویہ کے جبل شامخ تھے، وہ عظیم شخص، مجاہد اسلام ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ کو دار فانی سے کوچ کر گئے، اور دنیائے سنیت کو بلکتا چھوڑ گئے ان کے سراپا سے ''مفتی اعظم علیہ الرحمہ'' کا جمال جھلکتا تھا، انہیں مظہر مفتی اعظم اور ''محدث بریلوی'' سے جانا جاتا تھا، ان کے جنازے میں لوگوں کی کثرت سے مفتی اعظم کے جنازے کی یاد تازہ ہوگئی، اللہ تعالیٰ ان کے تمام مریدین ومتوسلین، تلامذہ وخلفا اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور صدر العلما کی قبر کو بقعۂ نور بنائے آمین۔

محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعزیت نامہ

بخدمت والامرتبت شہزادگان حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ۔

آج ۱۳ ر اگست ۲۰۰۷ء عزیز گرامی مولانا خوشتر نورانی مدیر اعلیٰ جام نور دہلی نے فون پر اطلاع دی کہ بقیۃ السلف حضرت علامہ تحسین رضا خاں کا ایک حادثہ میں انتقال ہوگیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یقیناً یہ خبر دنیائے سنیت کے لئے اندوہناک ہے۔ علامہ مرحوم گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ فاضل بریلوی کے خاندانی فضل وکمال کے امین تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر وشکر کی توفیق دے (آمین)

سوگوار شرر مصباحی ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی - وائس پرنسپل (ریٹائرڈ) اے اینڈ یو طبیہ کالج نئی دہلی - بتاریخ ۱۴ ر اگست ۲۰۰۷ء۔

تعزیت نامہ

تمہاری یاد آئے گی تمہاری جستجو ہوگی
تمہارے تذکرے ہوں گے تمہاری گفتگو ہوگی

حضور صدر العلما استاذ الاساتذہ علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دار فانی سے ۱۸ ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ بوقت ۱۲ ر بجکر ۱۰ ر منٹ دوپہر دار بقا کو کوچ کر گئے "اناللہ و انا الیہ راجعون"

صدر صاحب کے وصال سے خاندان کا نقصان تو ہے ہی درسگاہ اور سنیت کا بڑا نقصان ہے وہ بہت عظیم انسان تھے ان کی عظمت ان کے اخلاق واخلاص اور علم سے ظاہر تھی اللہ تعالیٰ صدر صاحب کو بلند مقامات عطا فرمائے اور تمام اہل سنت وصاحبزادگان وشہزادی کو صبر جمیل عطا فرمائے اور تمام اہل سنت کو ان کے فیوض وبرکات سے نوازے آمین۔ شریک غم ابوحمزہ محمد شعیب رضا

تعزیت نامہ

بخدمت اقدس حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم ہند سربراہ اعلیٰ جامعۃ الرضا بریلی شریف

سلام مسنون

حضرت علامہ مخدوم ملت محدث بریلوی مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے سانحۂ وصال کی خبر سن کر بے حد رنج والم ہوا۔ پورا دار العلوم غم واندوہ کی وادی میں کھو گیا۔ قرآن خوانی کرواکر حضرت کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا، اور حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمات دینیہ، جلیلہ پر ناظم تعلیمات (مفتی) شیر محمد خان رضوی نے مفصل روشنی ڈالی، بعدہٗ حضرت مفتی اعظم راجستھان قبلہ کی رقت انگیز دعا پر مجلس قرآن خوانی اختتام پذیر ہوئی، مجلس میں درج ذیل قرارداد تعزیت پاس کی گئی، جس میں تمام اساتذۂ کرام وطلبۂ عزیز شریک تھے۔

"تمام اساتذۂ کرام وطلبۂ عزیز، حضرت علامہ تحسین رضا خان علیہ الرحمہ کے سانحۂ وصال وشہادت کو ملت کے لئے ناقابل

www.muftiakhtarrazakhan.com

تلافی نقصان تصور کرتے ہیں، حضرت کا وجود مسعود پوری جماعت اہل سنت کے لئے باعث برکت وافتخار تھا۔ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال الی اللہ پر آج پوری ملت اسلامیہ بالخصوص خوش عقیدہ مسلمانان ہندو پاک سوگوار ہیں۔ آپ نہ فقط عالم باعمل، محدث بالغ نظر، مفسر باکمال، صوفی، روشن ضمیر تھے، بلکہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پرتو خاص تھے۔" اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے میں آپ کو جنت الفردوس نصیب فرمائے، اور جماعت اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اس نازک گھڑی میں پورا راجستھان، بالخصوص دار العلوم اسحاقیہ خانوادۂ رضویہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے نسبی وروحانی فرزندگان و متعلقین وعقیدت کیشاں حضرات کو صبر کی توفیق بخشے، آمین۔ منجانب: جامعہ اسحاقیہ جودھپور

رپورٹ فاتحہ سوم

٧/اگست ٢٠٠٧ء رامپور

صدر العلما، مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی فاتحہ سوئم مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانہ گنج رامپور میں منعقد ہوئی۔ آغاز صبح ١٠ بجے ہوا۔ قرآن کریم کے ختم کئے گئے، ڈھائی لاکھ کلمہ طیبہ کا ورد کیا گیا۔ قرآن خوانی کے بعد ایصال ثواب کیا گیا۔ ایصال ثواب سے پہلے جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی جمالی نے اپنی تاثراتی تقریر میں فرمایا کہ:

صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں بریلوی) کا ایک حادثہ میں وصال ٣/اگست بروز جمعہ اور تدفین ٥/اگست بروز اتوار کو کانکر ٹولہ بریلی میں ہوئی۔ آج الجامعۃ الاسلامیہ میں صدر العلما کی فاتحہ سوئم کا انعقاد کیا گیا ہے۔ صدر العلما جامع کمالات تھے۔ آپ اپنے اقوال وافعال، کردار وعمل، زہد وتقویٰ، طہارت و پاکیزگی، تدین و پرہیزگاری، اتباع سنت، اوامر پر عمل نواہی سے اجتناب، نماز پنجگانہ کے پابند جماعت، حزم واحتیاط، ارشاد وتبلیغ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اپنے استاذ ومرشد اور مربی مجازی حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کے سچے جانشیں اور نمونۂ سلف تھے۔ آپ نے فراغت کے بعد اپنی پوری زندگی درس وتدریس، خدمت حدیث اور تبلیغ وارشاد میں گزاری۔ تقریباً ٥٤ سال درسگاہ اور مسند حدیث کی زینت رہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک گمنام مدرس ہوں مجھے کوئی کیا جانے مگر آپ کے جلوس جنازہ کے لاکھوں شرکاء نے یہ بتا دیا کہ آپ کو صرف اہل بریلی ہی نہیں بلکہ پورا ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، سوڈان اور عالم اسلام کے ساتھ مغربی دنیا بھی نہ صرف جانتی ہے بلکہ عقیدت کیش بھی ہے۔ آپ کی روحانیت کا اثر ہمہ جہت ہے۔ آپ اوراد ووظائف اور معمولات کے پابند، کم گفتن، کم خوردن اور کم خفتن پر عامل، اخلاق وعادات اور اطوار وخصائل میں اپنے اسلاف کے مظہر تھے۔ فن شاعری میں کہنہ مشق نظر آتے تھے۔ تقریر وخطابت سے حتی الوسع گریز فرماتے تھے۔ اب سے پندرہ سال پہلے اسٹیجوں سے دور رہے مگر عوام وخواص، تلامذہ ومریدین اور خلفاء کے پیہم اصرار پر تبلیغی اسفار شروع کئے، ملک وبیرون ملک کے دورے کئے۔ تبرکاً یا بطور دعا اختتام جلسہ پر کچھ ملفوظات ارشاد فرمائے جنھیں بعض مخلصین نے جمع بھی کیا ہے تو وہ چند جملے حاصل جلسہ ہوتے اور گھنٹوں کی تقریر پر بھاری ہوتے تھے۔ سامعین کے قلوب پر اس کا اثر ہوتا وہ پردۂ غفلت چاک کر کے میدان عمل میں اتر پڑتے اور تیاری آخرت کے لئے مصروف عمل ہو جاتے۔ آپ اپنے تلامذہ اور مریدین اور خلفاء کو حسن عقیدت کے ساتھ حسنِ عمل کی بھی ترغیب دیتے۔

حضرت صدر العلما صاحب کشف وکرامت تھے بہت سی کرامتیں آپ سے وقوع میں آئیں خود فقیر نوری کے ساتھ بھی کئی

www.muftiakhtarrazakhan.com

کرامتوں کا ظہور ہوا مگر یہ تفصیل کا موقع نہیں۔ تصنیف وتالیف کی طرف طبیعت کا میلان تھا بہت سے مضامین، کتابوں پر تقاریظ اور نہایت اہم موضوعات پر مقالات سپرد قلم فرمائے، مشکوۃ شریف کی شرح لکھنے کی آپ کی قلبی خواہش تھی جس کا اظہار بارہا فرمایا۔ مگر تدریسی معروفیت اور اس کی طرف طبعی رجحان اور آخر عمر میں تبلیغی دوروں نے تصنیف وتالیف کا موقع نہ دیا۔ اپنے چاہنے والوں پر بے پناہ مشفق ومہربان تھے۔ ۱۵ر جولائی ۲۰۰۷ء آخری ملاقات میں فقیر نوری پر جو نوازشات فرمائیں اور فیض وکرم سے نوازا اسے زندگی بھر یاد رکھے گا اور اس کی لذتوں سے شاد کام ہوتا رہے گا، فرصت کے لمحات میں ان شاء اللہ تعالیٰ اسے سپرد قلم بھی کرے گا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس موقع پر جامعہ کے اراکین، اساتذہ، طلبہ اور دیگر معتقدین کثیر تعداد میں موجود تھے اراکین میں خازن جامعہ نجیبہ احمد قادری، محاسب جامعہ صغیر احمد ازہری، نائب صدر مجلس اعلیٰ حبیب النبی چشتی جمالی، ممبر مجلس اعلیٰ اشتیاق حسین قادری، اساتذہ کرام میں مفتی نجف علی قادری، مفتی علی احمد عثمانی، مولانا ولی محمد رضوی ودیگر اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی۔ ایصال ثواب ودعائے مغفرت اور تقسیم شیرینی پر اس نوری محفل کا اختتام ہوا۔

حضرت صدرالعلما کی رحلت ایک صدمۂ جانکاہ

بقیۃ الاسلاف، عمدۃ الاخلاف، مظہر مفتی اعظم ہند، صدر العلما، نبیرۂ استاذ زمن، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خبر رحلت سنکر شدید رنج وملال ہوا۔

حضرت بلاشبہ عظیم سرمایۂ اہل سنت تھے۔ خواص وعوام کے لئے شفیق ومہربان تھے۔ آپ کی پوری زندگی درس وتدریس اور رشد وہدایت میں بسر ہوئی۔ افسوس آج ہم اپنے عظیم سرمایہ سے محروم ہوگئے، ایک شفیق ومہربان کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا، ہمارا ہادی و مرشد ہم سے جدا ہوگیا۔

جن لوگوں کو حضرت کے دیدار پرانوار کی سعادت نصیب ہوئی الحمدللہ میں بھی ان خوش نصیبوں کی فہرست میں شامل ہوں۔ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ کی گیارہویں شب کو نور مسجد واقع محلہ جوگیشوری، ویسٹ ممبئی ۱۰۲ میں بڑے اہتمام سے ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب مولانا جمیل صاحب نے نعت پاک پڑھی۔ اور اس خادم نے حضرت صدر العلما کے جو کچھ حالات معلوم تھے بیان کئے۔ صلاۃ وسلام ہوا۔ اور اس کے بعد فاتحہ پڑھی گئی اور حضرت صدر العلما کی بارگاہ میں ایصال ثواب کیا گیا۔ اور تبرک تقسیم ہوا۔

نور مسجد کے متولی جناب محمد ہارون صاحب اور حاجی یار محمد صاحب نے اس پروگرام کو بہت سراہا۔ قریبی محلوں کے علما وائمہ نے بھی بہت حوصلہ افزائی کی۔

ارحم الراحمین کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ اپنے فضل وکرم سے حضرت کو بلند مراتب عطا فرمائے۔ اور حضرت کی اولاد اور دیگر اقارب کو صبر جمیل کی ہمت بخشے۔ آمین یارب العالمین۔ بحرمۃ رحمۃ للعالمین ﷺ

(حافظ وقاری) منیر احمد خطیب نور مسجد جوگیشوری ویسٹ ممبئی 102

تعزیت نامہ

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ المصطفیٰ الأشرف

www.muftiakhtarrazakhan.com

مخدوم زادہ، عالی مرتبت، حضرت مولانا حسان رضا خاں ورضوان میاں وصہیب میاں مد ظلھم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت صدر العلما، مظہر مفتی اعظم، صاحب صدق وصفا، پیر طریقت، علامہ، مولانا، الحاج، مفتی تحسین رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کا وجود مسعود ہمارے لئے برکتوں کا مصدر ومخزن تھا۔ ان کی روحانیت کا ابر کرم آج بھی ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے۔ حادثۂ فاجعہ کی خبر وجے واڑہ، آندھرا پردیش میں مفتی عبد القدیر صاحب رضوی کے گھر پر ملی حد درجہ صدمہ وقلق ہوا۔ حضرت مفتی عبد الحکیم صاحب ناگپوری بھی وہیں موجود تھے۔ انہیں بھی اس غم میں متاثر پایا۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

حضرت والا علم وعمل، زہد وورع، اور خُلق ومروت ہر اعتبار سے مظہر مفتی اعظم تھے۔ آپ منارۂ علم وتدریس تھے۔ آپ کا وصال ہماری جماعت کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کا کردار وعمل رہنمایان ملت بالخصوص ارباب تدریس کیلئے ہمیشہ مشعل راہ رہے گا۔ آپ کی زندگی جہد مسلسل وعمل پیہم کا نمونہ تھی۔ اللہ عزوجل آپ کی تربت انور کو اپنے فضل وکرم سے روح وریحان سے بھر دے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ خدمات دینیہ کا بہترین اجر وصلہ بخشے۔ آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین آمین یاارحم الراحمین بحرمة اشرف المرسلین علیه وعلیٰ آله وصحبه وازواجه واهلبیته واصوله وفروعه واتباعه وعلینا معهم افضل الصلوات واکرم التسلیمات وازکی التحیات وانمی البرکات الف الف مرة فی کل لمحة ولحظة الی یوم الدین : اشرف رضا قادری۔ ۱۰ شعبان المعظم، ۱۴۲۸ھ، ۲۴ راگست/ ۲۰۰۷ء۔

دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ میں تعزیتی اجلاس

۳ راگست ۲۰۰۷ء ہی کو صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال کی خبر ملی پھر ۴ راگست بروز ہفتہ دار العلوم قادریہ کے وسیع قادری ہال میں طلبہ ومدرسین نے قرآن خوانی وایصال ثواب کا اہتمام کیا۔ جس میں مہتمم ادارہ مولانا عبد المبین نعمانی نے حضرت صدر العلما کی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالی اور حضرت کے انتقال پر ملال کو اہل سنت کے عظیم خسارے سے تعبیر کیا اور فرمایا علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی شان تھے، انہوں نے بڑے طویل عرصے تک درس وتدریس کی مسند گرم رکھی آپ نہایت قابل اور ذی استعداد مدرس تھے، آپ کا خلا پر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے، آپ کی موت "موت العالم موت العالم" کا صحیح مصداق تھی۔ آپ کے انتقال سے آج پورا ماحول سوگوار نظر آرہا ہے، آپ اخلاق کے پیکر، زہد وتقویٰ شعار شخصیت کے حامل تھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے برادر مولانا حسن رضا حسن بریلوی کے پوتے اور علامہ حسنین رضا خاں کے صاحبزادے تھے اور عادت وخصائل میں اپنے والد صاحب اور جد امجد کا پرتو تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام دے (آمین بجاہ سید المرسلین والصلوٰۃ والسلام علیہ وآلہ واصحبہ اجمعین)

محمد صابر رضا قادری متعلم دار العلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مؤ، یوپی،

تعزیت نامہ

موت العالم موت العالم

حضرت علامہ تحسین رضا بن استاذ العلما علامہ حسنین رضا بن علامہ حسن رضا بن علامہ نقی علی خاں بن امام العلما رضا علی خاں کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

شخصیت برصغیر میں محتاج تعارف نہیں۔ان کی زندگی ہمارے لئے سرمایہ حیات تھی آج ان کی رحلت سے ایک عظیم علمی یادگار سے محروم ہو گئے جس خلا کا پر ہونا مشکل ہے۔آج خانوادۂ رضویہ کا وہ عظیم چراغ کفن پوش ہو گیا جس نے تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھا کر ایک دنیا سیراب کیا اور اپنی سادگی متانت اور تصلب فی الدین میں ممتاز حیثیت کے مالک رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں اپنی پوری زندگی نچھاور کردی۔مولیٰ تعالیٰ قبر انور میں کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں عطا فرمائیں۔(آمین)

محمد غلام ربانی فریدی مہتمم مدرسہ انوار مصطفےٰ کولکاتا

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعزیت نامہ

آہ: علامہ تحسین رضا محدث بریلوی

خانوادۂ رضویہ کے چشم وچراغ دنیائے سنیت کا عظیم پیشوا علم حدیث کا نکتہ داں، مفتی اعظم ہند کا مظہر استاذ العلما حضرت علامہ حسنین رضا خاں کا لخت جگر علامہ مفتی تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ ۳راگست ۲۰۰۷ء ناگپور میں سڑک حادثہ میں انتقال کر گئے آپ کی رحلت کی خبر سنی دنیا میں صف ماتم بچھ گئی۔بریلی شریف کی گلیاں سونی ہو گئی۔لاکھوں تعداد میں چاہنے والوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور اپنی پرنم آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کیئے۔

آپ فکروفن کے بادشاہ تھے علم حدیث میں ید طولیٰ حاصل تھا،فن فقہ میں یکتائے روزگار تھے۔علمائے اہل سنت کے مرجع تھے، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی علیہ الرحمہ کے مشاہیر تلامذہ میں سے تھے سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔مولیٰ تعالیٰ آپ کی تربت انوار پہ رحمت ونور کی بارش برسائے(آمین)

مولانا محمد یوسف رضوی، ناظم تعلیمات، سنی علما کونسل مغربی بنگال(کولکاتا)۔

تعزیت نامہ

اہل سنت وجماعت کے لئے پھر ایک عظیم جھٹکا

۳راگست بروز سنیچر ۲۰۰۷ء میں اپنی درسگاہ میں بیٹھ کر اخبار بینی کررہا تھا کہ یکا یک میری نگاہ ایک سرخی پر رک گئی۔میں بڑی سرعت سے اس کے ذیل کی عبارتوں کا بغور مطالعہ کرنے لگا بعد مطالعہ دل کو کافی اذیت پہنچی چونکہ ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' میں جلالۃ العلم فخر ملت شان رضویت شہزادۂ حضور حسنین رضا خاں حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ کے وصال کی خبر شائع ہوئی تھی۔حضرت علامہ ومولانا ریحان رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے بعد قوم کو پھر ایک مرتبہ گہرا صدمہ پہنچا اور وہ اس لئے کہ شخصیتیں ہم سے روپوش ہوتی جارہی ہیں لیکن ان کی جگہ پر نہیں ہو پارہی ہے حضرت موصوف خانوادۂ رضویہ کی قابل قدر شخصیتوں میں سے ایک تھے،سلسلۂ رضویہ کو آپ کی ذات بابرکات سے کافی تقویت ملی۔رضوی مشن آپ کے ذریعہ مشرق ومغرب ہرسمت پھیلا۔آپ تاحیات خدمت دین اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کے فروغ میں کوشاں رہے۔

آپ نے وقت کے جید کے علما وصلحا سے اکتساب فیض کیا جس کا ثمرہ یہ ظاہر ہوا کہ خشیت الٰہی آپ کے قلب وجگر میں بس گئی تھی آپ کا ہر عمل سنت مصطفےٰ کا ترجمان نظر آتا تھا خاکساری وانکساری آپ کے رگ وریشے میں تھی،ہمیشہ معتصم بالکتاب والسنۃ رہے۔اپنے

www.muftiakhtarrazakhan.com

بیشتر اوقات خدمت خلق واصلاح ملت میں صرف کیا انکا وصال ہم اہل سنت والجماعت کے لئے قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہے، ہم بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما ان کے درجات کو بلند کر کے ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرما (امین)۔

سوگوار، مولانا ارشد شمسی دار العلوم حسینیہ غوثیہ میٹا برج (کولکاتا)

تعزیت نامہ

موت العالم موت العالم

نبیرۂ استاذ زمن شہزادۂ استاذ العلما حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے اور آپ کی رحلت کی وجہ سے درسگاہی دنیا کے ایک شہنشاہ سے محروم ہو گئے علم حدیث میں اللہ تعالیٰ نے کمال درجہ کا ملکہ عطا فرمایا تھا اصول حدیث کے دقیقہ رس تھے۔ اخلاق ومحبت، حلم وبردباری تصلب فی الدین اور اصاغر نوازی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ سیکڑوں کی تعداد میں آپ کے تلامذہ خدمت علم دین میں مصروف ہیں، مرشدی حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ العالی کو آپ سے سند حدیث اور سند فقہ حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے اور جماعت اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات ہمیں مالا مال فرمائے (آمین)

(حافظ) غضنفر محمود رضوی، ناظم نشریات امام احمد رضا فاؤنڈیشن (کولکاتا)

تعزیت نامہ

۳ر اگست کی صبح جب ریوا والوں کو اس حادثے کی خبر ملی تو آنا فانا۔ مسجد اللہ رکھو چیکان ٹولہ میں اہل سنت والجماعت کی جانب سے قرآن خوانی کی گئی اور جلسہ تعزیت کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں دار العلوم غریب نواز محلہ گھوگھر ریوا کے مہتمم مولانا مفتی حسین نوری ومولانا زین العابدین صاحب تحسینی نے حضرت محدث بریلوی۔ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی بعد ازیں جامعہ عزیزیہ۔ چیکان ٹولہ ریوا کے مدرس حافظ وقاری محمد اشتیاق صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز کیا طلبائے مدارس نے شہزادۂ استاذ زمن محدث بریلوی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا اور بارگاہ رب کائنات میں بطفیل رہبر اعظم سرور دو عالم نور مجسم ﷺ خانوادۂ رضویہ اور اہل سنت والجماعت کو صبر جمیل عطا کرنے کی دعا کی۔

اور بریلی کا چاند آبروئے سنیت مظہر مفتی اعظم ہند حضور تحسین رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ کے حق میں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمانے کی دعا کی گئی۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

خاک پائے اقدس: حقیر فقیر قاضی سید عبد الرزاق قادری عفی عنہ، خادم الطلبہ۔ جامعہ عزیزیہ، محلہ چیکان ٹولہ۔ ریوا۔ (ایم پی) 486001

۲۱ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

گرسہائے گنج میں فاتحہ سوم

الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج میں صدر العلما محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر سے کہرام مچ گیا گویا جامعہ کے اساتذہ وطلبہ میں صف ماتم بچھ گئی پورا ماحول سوگوار ہو گیا۔

آنا فانا گرسہائے گنج کے اطراف وعلاقہ میں یہ اندوہناک خبر پھیل گئی پھر دوسرے دن کئی گاڑیوں سے لوگ بریلی شریف جا کر

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان کی تدفین ونماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ فاتحہ سوم کے موقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ جامعہ کی نوری مسجد میں ایک من چنے پڑھے گئے اور تیس سے زائد بار قرآن پاک ختم کر کے ان کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

مولیٰ تعالیٰ حضور صدر العلما محدث بریلوی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وافضل مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

المعلن: محمد دانش رضا قادری، متعلم الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم، گرسہائے گنج، ضلع قنوج (یوپی)

تعزیت نامہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

محمد مطلوب رضا زیر تربیت افتاء مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ مطلع کرتے ہیں کہ ۱۹؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۴؍اگست ۲۰۰۷ء بروز سنیچر نبیرۂ اعلیٰ حضرت وقار سنیت حضرت علامہ الشاہ مفتی تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کے انتقال پر ملال پر مرکزی ادارۂ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ میں قاضی شریعت حضرت قاضی عبدالحافظ صاحب قبلہ کی سرپرستی اور پیر طریقت فقیہ ملت مفتی محمد حسن رضا خاں نوری صدر مفتی مرکزی ادارۂ شرعیہ کی صدارت میں تعزیتی مجلس کا انعقاد کیا گیا محفل کا آغاز قرآن مقدس کی تلاوت سے ہوا بعدہ طلباء کرام نے نعت ومنقبت پیش کئے بعدہ حضرت مولانا خورشید عالم فیضی نے رقت انگیز خطاب فرمایا انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ نے درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور اصلاح امت کے علاوہ تمام شعبۂ حیات میں وہ گہرے نقوش چھوڑے ہیں جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہزاروں کی شکل میں چھوڑے گئے تلامذہ کی تعداد اس بات کی علامت ہے حضرت تحسین رضا صاحب قبلہ رحلت کے بعد بھی زندہ ہیں اور تا قیامت اپنے کارنامے کی بنیاد پر زندہ رہیں گے اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے آمین۔

واضح رہے کہ اس تعزیتی مجلس میں مولانا قاری نوازش کریم، قاری نہال احمد، قاری فخر الدین اور حافظ معراج احمد کے علاوہ جملہ علماء تربیت افتاء وطلبہ نے شرکت کی اور آخر میں صلوۃ وسلام اور قاضی شریعت کی رقت انگیز دعاؤں پر مجلس کا اختتام پزیر ہوئی۔

اے نائب رسول کہاں جاکے سوگیا

مقتدائے اہل سنت رہبر شریعت نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الشاہ الحاج مفتی تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے سانحۂ ارتحال سے صرف بریلی ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ سوگوار ہے۔ آپ کا وصال پر ملال جماعت اہل سنت کے لئے دردناک حادثہ ہے۔ افسوس اب ایسی عظیم ہستیاں کہاں ملیں گی۔

جو بادہ کش تھے پرانے اٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

حضرت اقدس جماعت اہل سنت کے ایک متدین، متقی وپرہیزگار بلند رتبہ عالم دین اور راہ طریقت کے مرشد کامل تھے آپ کی ذات منتخب زمانہ اور مقبول بارگاہ الٰہی تھی۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی فروغ سنیت واشاعت دین کے لئے وقف کردی تھی آپ کے جانے سے علم وحکمت کی محفلیں سونی ہوگئیں آپ کا وصال پر ملال یقیناً جماعت اہل سنت کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

دعا ہے کی رب کریم حضرت کی بے لوث دینی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم)

شریک غم محمد عیسی رضوی اہل سنت تنویر الاسلام، امرڈوبھا کبیر نگر ۷؍شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۱؍اگست ۲۰۰۷ء

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعزیت نامہ

میں نے ہمیشہ اپنے پیر مرشد سیدی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری الازہری زیب مسند آستانہ عالیہ بریلی شریف کو اپنے برادر نسبتی صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تعریف وتوصیف کرتے سنا۔

یہی وجہ تھی کی اس عاجز کے دل میں حضور صدر العلما کی محبت وعقیدت کے انمٹ نقوش ثبت ہو گئے۔ اور حضور صدر العلما بھی مجھ پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ چنانچہ یہ سعادت بھی میرے حصے میں آئی، کہ آپ کے حالات زندگی حیات صدر العلما کے نام سے میں نے ہی جمع کی۔ اس کتاب کو رضا اکیڈمی ممبئی نے اس سال ۱۴۲۸ھ کو اُسے عرس رضوی کے موقع پر شائع کیا۔

جب ۲۴ صفر کو اس کتاب کا اجراء ہو رہا تھا۔ تو یہ عاجز بھی اسٹیج پر موجود تھا۔ اور صدر العلما بھی حضرت نے اُس وقت جن دعاؤں سے نوازا تھا، وہ میرے لئے سرمایہ حیات ہیں پھر آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اس عاجز کو سند قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کے ساتھ ساتھ خلافت واجازت بھی عطا فرمائی۔ ۳ راگست بروز جمعۃ المبارکہ آپ کے انتقال کی خبر سن کر جسم سکتے میں آ گیا۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو آ گئے۔

نصیر! اشک تو پلکوں پہ سب نے دیکھ لیے ☆☆ ☆ گزر رہی جو دل پر وہ کوئی کیا جانے

۶ راگست بروز پیر حضرت کے ایصال ثواب کے لئے ایک محفل جامعۃ الرضا موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ میں ہوئی جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبا کے علاوہ حضور تاج الشریعہ کے بہت سے مریدین اور عوام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اور کئی ختم قرآن پاک اور درود پاک کا ثواب حضور صدر العلما کو پہنچایا گیا۔ اس کے بعد ۸ راگست ۴ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بروز ہفتہ بعد نماز عشا جامعہ مسجد بہار مدینہ محلہ مجید پورہ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ میں حضور صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔

جلسہ کی صدارت حضور صدر العلما کے ہم درس شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر سید مراتب علی شاہ صاحب تلمیذ وخلیفہ محدث اعظم پاکستان نے کی تلاوت ونعت خوانی کے بعد پہلا خطاب استاذ العلما مولانا مفتی محمد نعیم اختر صاحب قبلہ کا ہوا آپ نے علم اور علما کے فضائل پر مفصل گفتگو فرمائی۔ اور کہا کہ حضور صدر العلما یقیناً نائب رسول ﷺ کے معنی میں عالم تھے۔ انہوں نے نا صرف علم سیکھا بلکہ اپنی ساری زندگی علم دین سکھانے میں گزار دی۔

حضرت مفتی نعیم اختر صاحب کے بعد مجاہد ملت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے صاحبزادے مولانا محمد داؤد رضوی صاحب کو دعوت سخن دی گئی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا، کہ میں نے مولانا اجمل رضا صاحب کی کتاب ''حیات صدر العلما'' پڑھی۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت صدر العلما یقیناً اسلاف کی خوبصورت یادگار تھے۔

اس کے بعد مفسر قرآن مولانا مفتی رضا المصطفے ظریف القادری صاحب خطاب کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا جن دنوں میں بریلی شریف میں حضور کی بارگاہ میں زیر تعلیم تھا۔ میں نے آپ کو ہمیشہ نیچی نظریں کیئے ہوئے کم بولتے اور پروقار عالم دین کے روپ میں دیکھا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

جب حضرت علامہ پیر سید مراتب علی شاہ صاحب نے اپنے بڑھاپے اور نقاہت کے باوجود اسٹیج پر تقریر فرمانے کے لئے تشریف لائے تو تمام حاضرین حیران رہ گئے۔ آپ نے صرف اتنے جملے ارشاد فرمائے کہ میں نے مولانا تحسین رضا خاں طالب علمی کے دور میں بھی انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ آپ سے محبت فرماتے تھے۔

آخر میں راقم الحروف نے حضور صدر العلما کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔ اور تمام علما مشائخ اور عوام اہل سنت کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اس عاجزی کی دعوت پر اس تعزیتی جلسہ میں تشریف لائے۔ آخر میں حضور صدر العلما کو ایصال ثواب کیا گیا اور لنگر تقسیم ہوا۔ یاد رہے کہ اس جلسہ کے بڑے بڑے پوسٹر چھپوا کر پورے شہر میں آویزاں کیے گئے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر علما و مشائخ نے جلسہ کے انتظامات کو خوب سراہا اور راقم کو خوب خوب دعائیں دیں۔ مولانا اجمل رضا قادری گوجرانوالہ پاکستان

www.muftiakhtarrazakhan.com

تعزیت نامہ

حضرت ذوالمجد والکرم مولانا محمد حبیب رضا خاں صاحب دام ظلکم متعنا اللہ بطول عمرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..........

عزیزم مولانا محمد اجمل رضا صاحب قادری رضوی زید مجدہ کی زبانی یہ جاں گاہ خبر ملی کہ حضرت کے برادر معظم دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

مولیٰ تعالیٰ حضرت صدر العلما رحمۃ اللہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کو اور حضرت کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ بلاشبہ آپ کی رحلت عالم اسلام کیلئے بالعموم اور آپ حضرات کیلئے بالخصوص ناقابل تلافی ہے۔ آپ کی رحلت سے ہم اہل سنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے تعلق رکھنے والے ایک بطل جلیل سے محروم ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا وقضا پر راضی وشاکر رہتے ہوئے حضرت مرحوم کیلئے دعائے بخشش ومغفرت کرتے ہیں۔ اور اپنے .... کے حضور ان کے درجات کی بلندی کے متمنی ہیں۔ اور آپ سے اور آپ کے وسیلے سے حضرت کی اولاد امجاد سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولنا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔

فقط والسلام مع الاعزاز والاحتشام، فقیر محمد نعیم اختر غفرلہ، کاموںکے گوجرانوالہ، پنجاب پاکستان

۹ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/۲۳ راگست ۲۰۰۷ء

ڈربن ساؤتھ افریقہ جلسۂ تعزیت

پیر طریقت رہبر شریعت محدث بریلوی حضرت علامہ الحاج تحسین رضا علیہ الرحمہ کی شہادت کی خبر پا کر دل کو ایک چوٹ سی لگی کہ آہ آج میرے پیر و مرشد ہمارے درمیان سے بظاہر رخصت ہو گئے یقین نہیں ہو رہا تھا لیکن ہمارے برادر نسبتی (خلیفہ محدث بریلوی) حضرت اظفر صاحب قبلہ ڈائرکٹر سنی رضی سوسائٹی نے فون پر اطلاع دی کہ ایک کار حادثہ میں حضرت کی شہادت ہو گئی ہے سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ حافظ صاحب نے بتایا کہ خطیب مورشش حضرت علامہ اطہر حسن ضیائی مورشش سے ایک ہفتے کے تبلیغی دورے پر ڈربن جا رہے ہیں۔ بس دل کی مراد بر آئی اور جلسہ تعزیت کا اہتمام کر دیا ۱۶ راگست ۲۰۰۷ء کو ہمارے مکان پر یہ پروگرام منعقد ہوا کافی تعداد میں مرد وزن شریک ہوئے خطیب مورشش حضرت علامہ اطہر ضیائی قادری رضوی نے حضرت کی زندگی کے اہم اہم گوشوں پر بھرپور روشنی ڈالی

www.muftiakhtarrazakhan.com

پوری محفل پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی پھر ذکر صلوٰۃ وسلام اور دعا پر جلسہ تعزیت کے اختتام کا اعلان ہوا۔ پروردگار عالم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے محدث بریلوی کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اور آپکے گھر والوں اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی ☆ ☆ ☆ ہے شب گور بھی اس گل سے ملاقات کی رات

(محمد مختار بخش) ۲۷ر اگست ۲۰۰۷ء

تعزیت نامہ

۱۲ر اگست ۲۰۰۷ ۶ر شعبان المعظم

سہ شنبہ کو مجھے اس بمقام سرچشمہ ہدایت الجامعۃ الرضویہ ودینیہ الاسلام ہدایت نگر پیلی بھیت شریف میں جلسۂ تعزیت حضور تحسین ملت علیہ الرحمہ منعقد ہوا جلسہ کا آغاز تلاوت کلام۔ بانی سے قاری حافظ عاشق رضا امانت مدنا پوری نے فرمایا بعدہ حضرت حامد رضا، حافظ ندیم لکھیم پوری، مولوی احمد صاحب بریلوی، حافظ تحسیل احمد چشتی پیلی بھیت، مولوی عظیم الدین پورنپوری وغیرہ کے گلہائے نقش پیش فرمائے مولانا عاشق علی صاحب صدر المدرسین نوری رضوی دار العلوم گولہ نے حضرت کی حیات پر بہترین تقریر فرمائی اور ناظم اجلاس مولانا محمد انیس رضا صاحب خطیب بلیا نے بھی اپنے وعظ میں حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا۔ شہر قاضیت مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب ایڈیٹر اعلیٰ حضرت نے محدث بریلوی کی حیات طیبہ پر فرمائی اور اہل جلسہ کو بہت ہی محظوظ فرمایا بعدہ اس جلسہ میں طرح منقبتی مشاعرہ بھی تھا جس کا مصرع اس طرح تھا۔ احمد رضا کا فیض مجسم چلا گیا۔ اس پر رضا عاشق رضا مدنا پوری۔ محمد رضائے رسول نوری، ماسٹر اختیار ولی خاں بو پیلی بھیتی، صوفی محفوظ الرحمٰن منے بھائی نیوریا، عبد البصیر کھٹیمہ ودیگر شعرا نے اپنے کلام پیش فرمائے۔ بعدہ صدر جلسہ فخر اتواء حضرت مولانا قاری محمد امانت رسول صاحب خلیفۂ مفتی اعظم ہند وسربراہ اعلیٰ جامعہ ھذا نے حضرت صاحب جشن کے کمالات پر حیات طیبہ پر تقریر فرمائی اور طرح منقبت پیش فرمائی حضرت کے علمی عملی حالات وکرامات بیان فرمائے بعدہ سرپرست جلسہ شہزادۂ تحسین ملت مخدوم اہل سنت حضرت مولانا حسان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی بریلی نے اپنے والد ماجد حضرت تحسین ملت کے وہ وہ واقعات بیان فرمائے جو ایک گھر والا ہی بیان کرسکتا ہے سامعین پر رقت طاری ہوگئی حضرت کے دوسرے شہزادہ حضرت مولانا رضوان رضا صاحب بھی زینت جلسہ بنے عندہ ازیں شعرا حفاظ وعلما عوام اہل علم حضرات کے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی بعدہ صلوٰۃ والسلام ہوا پھر قل شریف ہوا شہ غوث اعظم رضی اللہ پر نذر ہوئی بعدہ تقسیم تبرک ہوا بریلی شریف لکھ۔ یم پور گو، نہ۔ کھٹیمہ۔ نوریا۔ ردپور۔ نواب گنج۔ بیسلپور۔ کھمریا۔ پورنپور۔ گوتیری۔ امریا وغیرہ کے کثیر لوگوں نے شرکت فرمائی سامعین کی رضوی لنگر سے ضیافت کی گئی۔

مولوی محمد احمد مدرس جامعہ ھذا، مدینۃ الاسلام ہدایت نگر، پیلی بھیت

تعزیت نامہ

نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک حادثۂ جانکاہ میں انتقال پر ملال کی غم انگیز خبر جیسے ہی کانپور پہونچی پورے شہر کے اہل سنت وجماعت کے حلقے میں غم واندوہ کی فضا چھائی جگہ جگہ ایصال ثواب اور تعزیت کے لئے جلسے منعقد ہونے لگے۔ ۴ر اگست بروز ہفتہ شہر کی عظیم وقدیم اور مشہور ومعروف مرکزی علمی دینی درس گاہ الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم میں صبح سے ہی قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور دس بجے دن میں ایک جلسۂ تعزیت منعقد ہوا جس میں جامعہ کے تمام اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی بالخصوص حضرت علامہ مفتی محمد حنیف صاحب برکاتی امجدی صدر شعبۂ افتاء، حضرت علامہ قاری محمد میکائل صاحب ضیائی، حضرت

www.muftiakhtarrazakhan.com

علامہ اعجاز احمد صاحب نوری، حضرت علامہ قاری توحید عالم صاحب رفاقتی، حضرت علامہ محمد محمود الحسن صاحب نوری، حضرت علامہ اختر علی خاں صاحب نوری وغیرہم اساتذہ جامعہ نے اپنے اپنے تاثرات وخیالات کا اظہار کیا جس میں کہا گیا کہ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب گلشن رضویہ کے ایک ایسے خوشنما اور مہکتا پھول تھے جن کی جاں نواز خوشبو سے ان کے قرب میں پہونچنے والا ہر شخص معطر ہو جاتا تھا۔ وہ بلاشبہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مظہر اتم تھے۔ نہایت خاموشی کے ساتھ دینی وعلمی خدمات میں ہمہ تن معروف ومنہمک رہتے تھے۔ ان کے وصال سے خانقاہ رضویہ اور شہر بریلی شریف کے ساتھ ساتھ پوری جماعت اہل سنت کو ایسا نقصان پہونچا ہے کہ بظاہر اس کی تلافی کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔ مولی تعالی جماعت اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ صلوۃ وسلام کے بعد ایصال ثواب کیا گیا اور دعا کی گئی کہ پروردگار عالم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے میں حضرت کی بال بال مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی قبر مبارک پر شب وروز رحمت وبرکات اور انوار وتجلیات کی بارش فرمائے نیز ان کے پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

نعت اکیڈمی میں جلسۂ تعزیت

۳ر اگست ۲۰۰۷ء کو بعد نماز عشا نعت اکیڈمی کانپور کے زیر اہتمام اکیڈمی کے دفتر واقع چمن گنج میں حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر ایک تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں حضرت علامہ قاری محمد میکائل صاحب ضیائی (صدر) حضرت علامہ الحاج قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی جنرل سکریٹری) جناب ساحر البیان حضرت علامہ عبد الرحیم صاحب قادری، جناب پروفیسر ابو الحقات حقی سجادہ نشین خانقاہ دادامیاں بیکن گنج وسابق پرنسپل مسلم پوسٹ گریجویٹ کالج، حضرت الحاج ناظر صدیقی صاحب، جناب یاور وارثی صاحب، جناب آصف صفوی، جناب حکیم دانش، جناب سید صابر رحمانی، جناب نواب حسین کے علاوہ بہت سے معتقدین ومحبین نے شرکت فرمائی۔ حضرت علامہ قاری محمد میکائل صاحب ضیائی اور حضرت علامہ الحاج قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی نے اپنے اپنے بیان میں بریلی او بزرگان بریلی کے تعلق سے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔ نیز حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب کے علم وفضل، اوصاف حمیدہ، اخلاق حسنہ اور ان کی زندگی کے دوسرے روشن پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ حضرت علامہ موصوف کے انتقال پر ملال کو اہل سنت وجماعت کے لئے ناقابل تلافی نقصان سے تعبیر کیا۔ صلوۃ وسلام کے بعد ساحر البیان نے حضرت کے لئے دعا کی کہ مولی تعالی حضرت کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مرقد مبارک کو انوار وتجلیات سے بھر دے۔ ان کے پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین۔

صدر العلما کی یاد میں قرآن خوانی اور ایصال ثوب

حضرت صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے دن ادارے کے بانی وصدر مبین ملت حضرت مولانا مبین الھدیٰ نوری صاحب (خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند) دلی میں موجود تھے انہیں جیسے ہی یہ اندوہناک خبر ملی فوراً اپنے ادارے میں فون کر کے اس کی اطلاع دی۔ اس عظیم حادثہ پر ادارے کے مدرسین اور طلبہ بے حد غمزدہ ہو گئے۔ سوئم شریف میں ادارے میں قرآن خوانی کی مجلس ہوئی جس میں حضرت کے نام سے ایصال ثواب کیا گیا۔

شریک غم۔ (مولانا) فیض احمد مصباحی، مدرس مدرسہ گلشن حسین جواہر نگر جمشید پور

www.muftiakhtarrazakhan.com

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں صدر العلما کی یاد میں تعزیتی بیانات

حضرت صدر العلما کے سوئم کی مبارک تقریب منائی گئی جس میں سارے طلبہ و مدرسین نے شرکت کی۔ قرآن خوانی کے بعد مفتی عابد حسین صاحب، مولانا صلاح الدین نظامی، مولانا نور اللہ صاحب، مولانا نصیر الدین صاحب، اور مولانا حفیظ الدین صاحب نے اپنے تعزیتی بیانات میں اپنی اپنی معلومات کی حد تک صدر العلما کی زندگی پر روشنی ڈالی۔

سوگوار۔ محمد لقمان۔ خادم مدرسہ فیض العلوم دھنکیڈ یہ جمشید پور

تعزیت نامہ

دنیائے علم وفضل کے تاجدار۔ بیعت وارشاد کے مسند نشیں۔ آبروئے اہل سنت فخر الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر جانکاہ نے قلوب کو پاش پاش کر دیا، بحر علم منارۂ نور حضرت صدر العلما ہم سے دور ہو گئے مگر مشرق و مغرب شمال و جنوب میں قیام قیامت تک آپ کا فیض جاری و ساری رہے گا۔ آفتاب غروب ہوا کرتا ہے فنا نہیں ہوتا آفتاب جہاں سے غروب ہوتا ہے وہاں چاند ستاروں سے روشنی دیتا ہے۔ جانے والے آسمان علم کے آفتاب نیمروز، خاندان رضویہ کے باوقار چشم و چراغ اور اپنے آباؤ اجداد کی سچی یادگار تھے۔ احقر اہل خاندان۔ مریدین و متوسلین کی خدمات میں تعزیتی کلمات پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ صدر العلما کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

سوگوار: محمد معید رضا خان برکاتی پورنپوری، پیلی بھیت، متعلم جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف

تعزیت نامہ

سانحۂ ارتحال

تعزیتی تجویز بر سانحۂ ارتحال حضرت علامہ محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدور پیدا

علامہ محمد تحسین رضا خاں صاحب الامین سوسائٹی بریلی کی مجلس عالیہ (جنرل باڈی) کے تاحیات صدر اعلیٰ و سرپرست تھے اور ۱۹۸۴ء سے تادم آخر اسی عہدہ پر فائز رہے۔ صدر صاحب موصوف خصائل حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کے حامل تھے۔ وہ نہ صرف عالم دین تھے بلکہ عامل با عمل، مبلغ دین اور مصلح قوم بھی تھے۔ نہایت مدبر اور سنجیدہ تھے متانت اور منکسر المزاجی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کا تقویٰ اور طہارت کردار و اخلاق اظہر من الشمس ہے جس کی وجہ سے آپ لوگوں میں ہر دلعزیز تھے۔ آپ ہر چھوٹے بڑے سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ بایں وجہ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔

آپ کی مدبرانہ رہنمائی اور نیک دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ الامین سوسائٹی برابر ترقی کے راستہ پر گامزن رہی اور ۱۹۹۴ء عیسوی میں ایک انگلش میڈیم اسکول بنام کریسنٹ پبلک اسکول بریلی میں معرض وجود میں آیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چند سال میں وہ بریلی شہر کے اچھے اسکولوں میں شمار کیا جانے لگا۔ صدر صاحب کو قوم وملت کا استادر دتھا کہ وہ ان کی اصلاح کے لئے خواہاں اور کوشاں رہتے تھے کہ کسی طرح امت مسلمہ دینی اور دنیاوی علوم حاصل کر لے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے کریسنٹ پبلک اسکول بریلی میں عصری علوم کے ساتھ

www.muftiakhtarrazakhan.com

ساتھ اردو اور دینیات کو لازمی قرار دیا۔ اور دوسری طرف مدرسہ اہل سنت ضیاء العلوم قائم کر کے اس میں درس نظامی اور حفظ وقرأت کے ساتھ ہی ساتھ ہندی، انگریزی اور ریاضی مضامین کو لازم کیا۔ اس کے علاوہ درس قرآن ودرس حدیث کا سلسلہ جاری فرما کر مسلمانوں میں مروج غلط رسم ورواج اور توہم پرستی وغیرہ کو دور کرنے کی کوشش فرمائی۔

صدر صاحب موصوف کا ۳ راگست ۲۰۰۷ کو قبل نماز جمعہ ایک سڑک حادثے میں وصال ہو گیا جبکہ آپ تبلیغ دین اور نماز جمعہ پڑھانے کے لئے بذریعہ کار سفر کر رہے تھے۔ آپ کی شہادت ووصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح نہ صرف بریلی شہر بلکہ ملک ہندوستان کے کونے کونے کے ساتھ ساتھ بیرون ملک پھیل گئی۔

شہر کا ماحول ایک دم سوگوار ہو گیا اور در ودیوار پر اداسی چھا گئی۔ ہر کس وناکس ملول ومضطرب نظر آنے لگا۔ جس کو دیکھو وہ ان کی رہائش گاہ کی جانب دوڑا چلا جا رہا تھا۔ ظاہر ہے الامین سوسائٹی جس کے وہ صدر اور سرپرست تھے اس کے اراکین کا کیا حال ہوا ہوگا۔ اس قدر رنج وغم اضطراب اور بے کلی کہ بیان سے باہر۔

یقین ہی نہیں آتا تھا کہ حضرت کی شہادت، ہو گئی اور وہ دار فانی سے دار بقا کو کوچ فرما گئے۔ صاحبزادگان تحسین ملت سے جا کر تحقیق کی۔ جب انہوں نے تصدیق کر دی تو مرحوم ومنفور کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔ اور ان کے شہزادگان کو تسلی وتشفی یہ کہہ کر دی گئی کہ ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے جو آیا ہے اس کو جانا ہے۔ مشیت ایزدی میں کسی کو چارہ نہیں سوائے صبر وشکر کے کوئی یارا نہیں۔ مزید برآں کہ یہ حضرت صدر العلما کو اللہ تعالیٰ نے دیگر فضائل وکمالات کے ساتھ شہادت کی نعمت عظمیٰ سے بھی نواز دیا۔ یہ حضرت موصوف کی قرب الٰہی کی بین دلیل ہے۔ بچوں کو اس بات سے قدرے سکون ملا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہمارے سروں سے ایک شفیق او ہمدرد کا سایہ اٹھ گیا اور مستقبل قریب میں ان کا بدل نظر نہیں آتا۔ کریسنٹ پبلک اسکول بریلی میں اگلے دن تعطیل کر دی گئی اور ہدایت دی گئی کہ ایصال ثواب کیا جائے۔ مجلس عالیہ (جنرل باڈی) الامین سوسائٹی بریلی اپنے آج کے اجلاس میں مذکورہ تعزیتی تجویز کو بالاتفاق رائے منظور کرتی ہے اور ساتھ ہی بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہے کہ وہ حضرت صدر العلما محمد تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں مقام عالی سے عالی عطا فرمائے اور ان کے درجات ومراتب کو بلند فرمائے۔ خداوند کریم اپنے کرم خاص سے ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ورفیق عطا فرمائے اور کریسنٹ پبلک اسکول کو استحکام اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

ابر رحمت تیری تربت پر گہر باری کرے　　حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

منجانب: الامین سوسائٹی بریلی

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاندان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عظیم ستون صدر العلما (۷۸۶/۹۲) مظہر مفتی اعظم ہند جلالۃ العلم جامع شریعت وطریقت

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی **محمد تحسین رضا خاں** محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے وصال پر

بمقام جامع مسجد بہار مدینہ مجید پورہ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ	**تعزیتی جلسہ**	انشاء اللہ العزیز مورخہ ۱۸ راگست ۲۰۰۷ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء

زیر صدارت پیر طریقت فیض یافتہ محدث اعظم مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا **پیر سید مراتب علی شاہ** صاحب مدظلہ	زیر سرپرستی مجاہد ملت پاسبان رضا شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج ابوداؤد **محمد صادق** صاحب قادری رضوی مدظلہ امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

فاضل جلیل عالم نبیل استاذ العلما مفسر قرآن حضرت علامہ الحاج مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب مد ظلہ العالی خلیفہ ومجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف (بھارت)

خطیب پاکستان صاحبزادہ والاشان، عالم باعمل حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ ابوالرضا **محمد داؤد رضوی** مدظلہ العالی سرپرست بزم انوار رضا گوجرانوالہ	خطابات	استاذ العلما عمدۃ الفضلا حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد نعیم اختر** نقشبندی صاحب مدظلہ العالی (کاموکے)

منجانب:۔ ادارہ افکار القرآن گوجرانوالہ 0300-7477631 0300-8199008	زیر اہتمام وانتظام مفکر اسلام داعی فکر رضا حضرت علامہ مولانا **محمد اجمل رضا قادری رضوی** صاحب

www.muftiakhtarrazakhan.com

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ میرے دھوم مچانے والے

آرہے ہیں وہ سر محشر شفاعت کے لئے
اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے (تحسین رضا خان)

۹۲/۷۸۶

آہ! مظہر مفتی اعظم

مظہر حضور مفتی اعظم محدث بریلوی صدر العلما حضرت علامہ و مولانا

تحسین رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ممبئی کے سنی رضوی نوری برادران کی جانب سے

تعزیتی جلسہ

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۸؍اگست ۲۰۰۷ء بروز بدھ بعد نمازِ عشاء

سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی ۸ میں

زیر صدارت حضرت علامہ و مولانا
محمد منصور علی خان صاحب قادری
رضوی نوری دامت برکاتہم العالیہ

زیر حمایت:
الحاج صوفی محمد عیسیٰ نوری صاحب
خلیفہ مظہر مفتی اعظم

آپ حضرات سے گزارش ہے

منجانب: آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء رضا اکیڈمی۔ سنی تبلیغی جماعت۔ آل انڈیا قاضی بورڈ۔ دار العلوم حنفیہ رضویہ۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ۔ دار العلوم فیضانِ مفتی اعظم

www.muftiakhtarrazakhan.com

جو مالک کونین ہے محبوب خدا ہے
دل میرا اسی نور کی چوکھٹ پہ پڑا ہے
تعظیم کریں اس کی فرشتے بھی لحد میں
سرکار کی الفت میں جو دنیا سے اٹھا ہے
وہ ظل حسن مظہر حسنین رضا ہے
اس کی ادا میں مفتی اعظم کی ادا ہو

خراج تحسین

ازطرف محمد جنید تحسینی

برائے ایصال ثواب

مرحوم محمد فرید صاحب

تو مرشد کامل ہے، فنا تیری بقا ہے
لاریب تجھے رتبہ شہیدوں کا ملا ہے

خراج عقیدت

ازطرف: جاوید بیگ، جمشید بیگ

برائے ایصالِ ثواب

مرحوم زاہد بیگ و مرحومہ عشرت بیگم

انجمن شمع بزم ہدایت

بدھ والی مسجد، روہلی ٹولہ، بریلی شریف

شہرت کی کبھی آپ نے خواہش تو نہیں کی
اس موت سے شہرت کی بلندی کو چھوا ہے

خراج عقیدت

منجانب: شبّو ثقلینی زری آرٹس

سوٹ دوپٹا، لہنگا چنی، اسکرٹ ٹوپ وغیرہ پر زری کا کام کیا جاتا ہے اور مناسب داموں پر بیچا جاتا ہے۔

Shabbu Saqlaini Zari Arts

Specialist in

Suit Dupatta, Lahanga Chunni, Skirt Top & Hand Embroidry

Bukharpura, Old City, Bareilly

Mobilie : 9359128886, 9219161398

www.muftiakhtarrazakhan.com

اخبارات ورسائل

www.muftiakhtarrazakhan.com

باسمہ تعالیٰ

صدر العلما کی بارگاہ میں صحافتی نذرانہ عقیدت

ڈاکٹر محمد قیصر شمسی

دنیائے سنیت اور تاریخ درس حدیث میں ۳/ اگست ۲۰۰۷ء کا دن ہمیشہ اس لئے کرب کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا کہ اس دن آفتاب سنیت اور ماہتاب محدثین بہت دور دراز کے علاقہ میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا مگر افق اسلام پر اس آفتاب کا راحت بخش اجالا اور ماہتاب شریعت کی کرنوں کی روشنی ہمیشہ کے لئے محسوس کی جاتی رہے گی۔ صدر العلما حضرت تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سراپا جب بھی یاد آئے گا تو ان کا وہ مسکراتا ہوا چہرا ان کی آنکھوں کی وہ روحانیت ان کی کشادہ پیشانی کی وہ علمیت وہ وقار ان کے سر وقد کی سچائی اور لباس کی سادگی ہر کس وناکس کو اپنی جانب متوجہ کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ حضرت کی شخصیت اور علمیت کے بے شمار پہلوؤں کا اگر قلمی احاطہ کیا جائے تو اس کار عظیم کیلئے ایک طویل عرصہ اور ایک عظیم ادارہ درکار ہے۔

حضرت کے اچانک رحلت فرما جانے سے نہ صرف بریلی شہر نے آنسو بہائے بلکہ ملک اور بیرون ملک سے موصول ہونے والی اطلاعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مظہر مفتی اعظم کی رحلت دنیائے اسلام کیلئے ایک عظیم سانحہ ثابت ہوئی حضرت کو خراج عقیدت پیش کرنے والوں میں اپنے بھی تھے اور کچھ پرائے بھی تھے۔

آپ کے وصال کے موقع پر ملک کے مؤقر اخبارات نے عالم اسلام کے اس المناک حادثے کو صرف خبر ہی نہیں بنایا بلکہ اخبارات نے جس طرح حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا اس سے بھی ان کی عالمی شہرت اور پروقار شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہندی روزنامہ امر اجالا اپنے ۶/ اگست کے شمارہ میں حضرت علامہ کے وصال کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھتا ہے ''تحسین میاں صاحب نے اعلیحضرت کے مشن کو آگے بڑھانے میں اہم رول ادا کیا۔ اعلیٰ حضرت کے پیغام کو دور دور تک پھیلانے کے لئے آپنے ساؤتھ افریقہ، امریکہ، ماریشس، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا سمیت کئی ملکوں کا دورہ کیا''

حیدر آباد سے شائع ہونے والا اردو روزنامہ ''اعتماد'' حضرت کے وصال کی خبر کے ساتھ ۶/ اگست کے شمارے میں لکھتا ہے۔

''مولانا موصوف کی دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ موصوف کے ہزار ہا شاگرد ہیں۔ مولانا موصوف کے انتقال سے علمائے اہلسنت کے مابین ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جسکا احساس بہت دن تک ہوتا رہے گا''

حیدر آباد سے ہی شائع ہونے والا اردو روزنامہ ''منصف'' ۶/ اگست کی اشاعت میں صدر العلما کو اس طرح سے خراج عقیدت پیش کرتا ہے ''علامہ کے انتقال سے علمی حلقے میں ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا علمی حلقہ میں ایک سکتا چھا گیا''

اردو روزنامہ ''سہارا'' حیدر آباد ۶/ اگست کے پرچہ میں حضرت کی عظمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے'' پچھلے ۵۵/ سال سے حضرت حدیث کی خدمت انجام دیتے آرہے تھے''

حیدر آباد کا روزنامہ اخبار ''رہنمائے دکن'' حضرت کے بارے میں ۵/ اگست کے شمارہ میں تبصرہ کرتے ہوئے مولانا الحاج

www.muftiakhtarrazakhan.com

مبشر احمد کے حوالے سے لکھتا ہے "وہ آفتاب شریعت اور ماہتاب طریقت کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں بڑے معروف تھے ان کی شہادت سے ایک علمی اور روحانی نقصان ہوا ہے"

بریلی کی تاریخ شاہد ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کے جلوس جنازہ کے بعد اگر کسی جلوس جنازہ میں لاکھوں عقیدت مندوں نے شرکت کی تو وہ جلوس جنازہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ اس جلوس کی منظر کشی کرتے ہوئے روزنامہ امر اجالا ۶ راگست کو لکھتا ہے کہ "بریلی مسلک کی عظیم شخصیت حضرت تحسین میاں کے آخری سفر میں لاکھوں عقیدت مند جٹے۔ دن میں شہر کی سبھی بڑی سڑکیں خاص کر پرانے شہر کی گلیاں ودائی دینے والوں سے بھری رہیں۔ لوگوں نے گھروں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر حضرت کو الوداع کہا" حضرت کے وصال کے سلسلہ میں "دینک جاگرن" ۶ راگست کے شمارہ میں اسطرح رقم طراز ہے "حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب کے وصال کو نہ صرف خاندان اعلیٰ حضرت یا مسلک اہل سنت کی بلکہ پورے سماج کی چھتی (نقصان) مانا جارہا ہے، تمام علمائے دین اور عوامی نمائندوں کا ماننا ہے کہ ان کی کمی کو پورا نہیں کیا جاسکتا"

عظیم محدث اور ہر دل عزیز عالم دین حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی وابستگی جس خانوادہ اور جس دینی مشن سے ہے اس کی بنا پر ساری دنیا بریلی کو بریلی شریف کے نام سے منسوب کر چکی ہے، حضرت کے وصال کے موقع پر شہر کی پہلی خاتون میئر سپریا ایرن نے حضرت کی آخری آرامگاہ پہنچ کر اپنا نام ا نکے عقیدت مندوں میں درج کرایا، اس موقع پر انہوں نے حضرت کی آرامگاہ کے سامنے سے گزرنے والی سرکاری سڑک کو حضرت کے نام سے منسوب کر کے اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کیا، یہ خبر روزنامہ امر اجالا کے ۸ راگست کے شمارہ کی زینت اس طرح بنی "حضرت تحسین میاں کے سوئم کے دن آج مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈران اپنا افسوس ظاہر کرنے پہنچے، شام کے وقت سپریا ایرن بھی وہاں پہنچیں ایرن نے تحسین میاں والی سڑک کا نام ان کے نام پر کرنے کا اعلان کیا"

امر اجالا ۵ راگست کے شمارہ میں علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب سماجوادی پارٹی کے لیڈر اور ممبر راجیہ سبھا ویرپال سنگھ یادو اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈر و ممبر اسمبلی راجیش اگروال کے حوالوں سے لکھا "آپ خاندان رضا کے عظیم بزرگ اور اہل سنت والجماعت کے صف اول کے رہنما تھے"

(علامہ اختر رضا خاں)

"وہ عالم اسلام کے اور اہل شریعت کے استاد ہی نہیں بلکہ انسانیت کے علمبردار بھی تھے"

(ویرپال سنگھ یادو)

"تحسین میاں نے بریلی شہر کی پہچان پوری دنیا میں کرائی انکی کاوشوں سے لوگ بریلویوں کی بیحد عزت کرتے ہیں، ان کی اچانک رحلت سے ہندستان کی عظیم شخصیت ہمارے درمیان نہیں رہی"

(راجیش اگروال)

روزنامہ "اعتماد" حیدرآباد ۵ راگست کے شمارہ میں حضرت کی روحانی عظمتوں اور دینی خدمات کے اعتراف میں لکھتا ہے "وہ ایک صاحب تقویٰ باعمل بزرگ اور غیر نزاعی شخصیت کے حامل تھے، فن حدیث کی انہوں نے جو خاموش خدمات انجام دی ہیں انکو فراموش نہیں کیا جاسکتا"

www.muftiakhtarrazakhan.com

اردو روزنامہ ''راشٹریہ سہارا نے اپنے ۵۔۶ راگست کے شمارہ میں الہ آباد، مبارکپور، ردولی (بارہ بنکی) فیض آباد، جلالپور ،وارانسی، رائے بریلی، اور پرتاپ گڑھ وغیرہ میں منعقد ہونے والے تعزیتی جلسوں کی خبریں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ،مذکورہ اخبارات ۵راگست کے شمارہ میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے استاذ علامہ عبدالحفیظ کے حوالے سے لکھتا ہے'' انکی شخصیت علم وعمل کی سنگم تھی'' اسی اخبار نے ۶ راگست کے شمارہ میں دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد۔ کے استاذ قاری رئیس احمد خاں صاحب کی نسبت سے لکھتا ہے'' علامہ تحسین رضا روایتوں کے امین اور اسلامی اقدار وتہذیب کے سچے پاسبان تھے، وہ ایسے عالم دین تھے جن کے علم وعمل میں یکسانیت تھی'' حیدرآباد سے شائع ہونے والے اردو روزنامہ ''رہنمائے دکن'' نے اپنے ۵راگست کے شمارے میں حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب کے وصال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے بعض علما کے حیدرآباد کے تعزیتی پیغامات اسطرح تحریر کئے ہیں۔

جناب سید عبدالروف رضا نائب صدر اتحاد ملت اسلامی نے شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں بریلوی کے سانحۂ ارتحال کو پوری امت مسلمہ وخانوادۂ اعلی حضرت کا عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے ان کے انتقال کو پورے عالم کی موت کے مماثل قرار دیا۔

''ڈاکٹر سعید نوری بانی وناظم اعلی دارالعلوم انور مصطفی اور سکریٹری جناب عبدالحمید رضوی نے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تحسین رضا خاں (بریلی شریف) کے انتقال پر گہرے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف پوری دنیائے سنیت کے عظیم علمی، روحانی اور ہردلعزیز بزرگ تھے، پچھلے ۶ دہوں میں انہوں نے مسلسل فن حدیث اور علم حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں آج ان کی نظیر ملنا مشکل ہے، انہوں نے ہمیشہ درد دلی اور ہمدردی اخوت، بھائی چارگی، انسانیت دوستی اور حب خدا وعشق رسول کی تعلیم دی ہے۔

''مولانا عبدالحی بانی وناظم اعلی مدرسہ دارالعلوم مدینہ سورج نگر نے کہا حضرت نے اپنے علم وحکمت اور حسن عمل، تقوی وطہارت سے جو نمونہ عمل قوم مسلمہ کے لئے پیش کیا ہے وہ سبھی کے لئے قابل تقلید ہے''

اخبارات کے خراج عقیدت اور منصفانہ تبصروں سے شیخ الحدیث مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نہ صرف علمی ملی اور سماجی مقام کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ یہ تبصرے اس مسلم حقیقت کے شاہد ہیں کہ حضرت علامہ کی رحلت کا کرب دنیائے اسلام اور سماج کے ہر طبقے میں محسوس کیا گیا، حضرت کے علم وعمل کی خوشبو عالم اسلام میں ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی پروردگار ہمیں ان کی تقلید کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ڈاکٹر محمد قیصر شمسی بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

TUESDAY, AUGUST 21, 2007

... پشاور، ملتان، فیصل آباد، ... رحیم یار خان اور ... سے بیک وقت شائع ہونے والا ...

منگل 7 شعبان المعظم 1428ھ 21 اگست 2007ء ... 2064 ... 8 ... 123 ... 28 ... قیمت 6 روپے ... 7 | 83

علامہ تحسین رضا خان اور مولانا ابو داؤد محمد بشیر کا انتقال ناقابل تلافی نقصان ہے، صابر شاہ

راولپنڈی (ایکسپریس نیوز) سید الاتقیاء علامہ تحسین رضا خان قادری رضوی اور سلطان الواعظین مولانا ابو داؤد محمد بشیر کوٹلوی کی اچانک وفات سے ملت اسلامیہ کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے، علامہ تحسین رضا قادری جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے آپ کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ علم و ادب میں گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں، مولانا ابو داؤد محمد بشیر کوٹلوی پاکستان کے نامور خطیب تھے آپ نے پاک و ہند، مشرق وسطی اور یورپ کے متعدد ممالک میں تبلیغی سفر کیا۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ نے اہم کردار ادا کیا، تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ نے کئی عظیم کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان خیالات کا (باقی صفحہ 11 نمبر 14)

اظہار نامور محقق، ... اور مصنف سید صابر حسین شاہ بخاری اور مشہور سکالر پروفیسر مجیب احمد نے ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ راولپنڈی/اسلام آباد کے متعدد علماء و اساتذہ نے اجلاس میں شرکت کی۔ آخر میں مرحومین کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

راشٹریہ سہارا لکھنؤ ۶ اگست ۲۰۰۷ء

"علامہ تحسین رضا خاں اسلامی اقدار و تہذیب کے سچے پاسبان تھے"

معتقدین و مریدین کی جانب سے تعزیتی جلسے و ایصال ثواب

فیض آباد، 5 اگست (ایس این بی) دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور کے شیخ الحدیث علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی اور دار العلوم کے استاد و مہتمم قاری رئیس احمد خاں نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کی حادثاتی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ کے اچانک رحلت سے ملت اسلامیہ ایک فضل و کمال والی جامع شخصیت سے محروم ہوگئی۔ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے گھرانے کے ایک علمی یادگار تھے۔ خواجہ مظفر حسین نے کہا کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت سے گہری وابستگی کے باوجود مرحوم کے جنازہ میں علالت کے باعث شریک نہ ہوسکا جس کا مجھے عمر بھر شدید غم رہے گا۔

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے ریاستی جنرل سکریٹری قاری رئیس احمد خاں نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں روایتوں کے امین اور اسلامی اقدار و تہذیب کے سچے پاسبان تھے۔ انہوں نے اپنے اسلاف کی روش پر عمل کرتے ہوئے اشاعت اسلام اور فروغ سنیت کے لیے پوری زندگی صرف کردی۔ وہ ایسے عالم دین تھے جن کے علم و عمل میں یکسانیت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کے مریدین و معتقدین ہند و بیرون ہند کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ مولانا مختار الحسن قادری، مولانا شمس الدین، مولانا محمد رئیس بستوی و دیگر علماء نے بھی علامہ تحسین رضا کی اچانک رحلت پر رنج و غم کا اظہار کیا اور تعزیت پیش کی۔

جلالپور (امبیڈکر نگر): دار العلوم ندائے حق میں جیسے ہی انتقال کی خبر پہنچی قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، کلمہ شریف کے ورد کا دور شروع ہوگیا۔ بعدہ علامہ تحسین رضا خاں و ان کے ساتھ جاں بحق ہونے والوں کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اسی طرح مدرسہ اظہار العلوم نیا بارا، جہانگیر گنج و مدرسہ برکت العلوم نیواری، جہانگیر گنج میں بھی قرآن و فاتحہ خوانی کا اہتمام کرکے ایصال ثواب کیا گیا۔ جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف میں منعقد تعزیتی جلسہ میں علامہ تحسین رضا خاں کی حیات و خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی جبکہ مدرسہ امیر العلوم سنائیہ میں ایک تعزیتی نشست کی صدارت کرتے ہوئے مولانا شہباز عالم نے کہا کہ علامہ مفتی تحسین رضا خاں، ارباب اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ دین کی تبلیغ و مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں گذرا۔ آخر میں مدرسہ امیر العلوم سنائیہ میں قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کرکے ایصال کیا گیا۔

وارانسی: مدرسہ نوریہ اشرفیہ انصار نگری بستی بجڈیہہ میں علامہ تحسین رضا کے انتقال پر قرآن خوانی کا انعقاد کیا گیا جس میں مدرسہ ہذا کے سکریٹری تسنیر احمد (عرف چاند) و ناظم تعلیمات مولانا محمد اختر رضا و جملہ اراکین مدرسین و طلباء طالبات نے شرکت کی۔ بعدہ فاتحہ و قل شریف دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اسی طرح مدرسہ انوار العلوم، جلالی پورہ میں منعقد جلسۂ تعزیت میں مفتی فضل احمد مصباحی نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے علامہ تحسین رضا کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ علامہ حبیب الرحمٰن، علامہ محبوب عالم اور الحاج سراج الحق وغیرہ نے بھی خراج عقیدت پیش کیا۔

شراوستی: انجمن اسلامیہ محلہ نندوا، بھنگا میں منعقد تعزیتی جلسہ میں امام عیدین عیدگاہ بھنگا و سرپرست انجمن اسلامیہ علامہ گل محمد خاں رضوی اور انجمن اسلامیہ کے ذمہ داران، اساتذہ و طلباء نے شرکت کی اور علامہ مفتی تحسین رضا اور ان کے ہمراہ جاں بحق ہوئے افراد کے لیے ایصال ثواب کیا۔ جلسہ میں خصوصیت کے ساتھ قاری جمال احمد، قاری رفیع اللہ خاں مسعودی، قاری محمد احمد، تابش بہرائچی، قاری عمران رضا کے علاوہ بھی لوگوں نے شرکت کی۔

دلّی بریلی: دار العلوم جابلیہ گلشن رضا کے ناظم اعلیٰ حافظ انیس احمد قریشی اور جملہ طلباء و اساتذہ کی موجودگی میں تعزیتی مجلس ہوئی جس میں قرآن خوانی کے بعد علامہ تحسین رضا خاں کو ایصال ثواب کیا گیا۔ مولانا محمد شمشیر احمد، مولانا اصغر علی و قاری سہیل اختر و قاری زین

www.muftiakhtarrazakhan.com

”علامہ تحسین رضا کی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ دین میں گذرا“

انتقال پر مختلف اضلاع میں جلسۂ تعزیت و ایصال ثواب کا سلسلہ جاری

بہرائچ، 4راگست (پریس ریلیز)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں بریلوی ارباب اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دین کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں گذرا۔ ان کی رحلت سے دنیائے سنیت کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔ مذکورہ خیالات کا اظہار جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف میں ایک تعزیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے علامہ مفتی شمس الدین احمد رضوی شیخ الحدیث جامعہ ہذا نے کیا۔ دوسری طرف: انجمن ضیائے غازی بہرائچ شریف کے صدر شان عالم مسعودی نے بھی تعزیت پیش کی۔ تعزیتی نشست میں جامعہ کے اساتذہ اور طلباء بالخصوص علامہ سید ارشد جمال اشرفی الجیلانی (رومی میاں) سجادہ نشین خانقاہ عالیہ چشتیہ نظامیہ چھوٹی تکیہ کے علاوہ علامہ عبد العزیز بستوی، مولانا صغیر احمد مسعودی نے شرکت کی۔ قرآن خوانی کے بعد ایصال ثواب کیا گیا۔

بھیڑی بریلی: آستانۂ عالیہ منظوریہ جامعہ غوثیہ بشیر العلوم محلہ شیخوپور میں کلمہ شریف کا ورد، قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کے بعد علامہ تحسین رضا خاں اور ان کے ساتھ شہید ہوئے دیگر حضرات کو بھی ایصال ثواب کیا گیا۔ ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد شاہد علی میاں نے حضرت تحسین میاں کے لیے ترقی درجات اور مغفرت کی دعا کی۔ اس موقع پر جامعہ غوثیہ بشیر العلوم کے تمام مدرسین و طلباء اور خاص طور پر مولانا سید شرف علی عرف نوری میاں، سید محمد رفعت علی حسنین میاں، سید ایوب علی میاں، حافظ عبد الواحد خاں، حافظ شکیل احمد، سید سبطین میاں، ڈاکٹر ظہیر احمد عثمانی موجود تھے۔

الہ آباد: دار العلوم غریب نواز میں جیسے ہی تحسین رضا خاں کے وصال کی خبر پہنچی اراکین و اساتذہ و طلباء میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی اور دار العلوم ہٰذا میں قرآن خوانی و ایصال ثواب کی محفل منعقد کی گئی۔ ناظم اعلیٰ آفاق احمد نظامی نے اللہ سے دعا کی کہ موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مبارکپور (اعظم گڑھ): جامعہ اشرفیہ میں عزیز ملت علامہ عبد الحفیظ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی صدارت میں ایک بڑے تعزیتی اجلاس کا انعقاد ہوا جس میں علامہ عبد الحفیظ نے علامہ تحسین رضا خاں کی اچانک رحلت پر اپنے شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شخصیت علم و عمل کا ایک سنگم تھی۔ دین و مذہب اور ملک و ملت کے تعلق سے ان کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ جماعت رضائے مصطفیٰ کی شاندار خدمات میں علامہ تحسین رضا خاں کی جد و جہد کا کافی دخل رہا۔ جامعہ کے پرنسپل علامہ محمد احمد مصباحی نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں خانوادہ رضویہ کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ انہوں نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی، حضور مفتی اعظم ہند، محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد رضوی اور قاضی شمس الدین رضوی جعفری جیسی باکمال شخصیات سے کسب فیض کیا اور بریلی شریف کے تین اہم تعلیمی ادارے منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ رضویہ نوریہ میں ایک طویل عرصہ تک درس و تدریس کی خدمات انجام دے کر انہیں بلندی پر پہنچایا۔ ماہنامہ اشرفیہ کے چیف ایڈیٹر مولانا مبارک حسین مصباحی نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں ایک باکمال مفسر اور محدث ہونے کے ساتھ ہی کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ اجلاس میں جامعہ کے دو ہزار سے زائد طلباء و اساتذہ اور ذمہ داران سمیت صدر شعبۂ افتاء مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی نے شرکت کی۔ الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ سنبھل میں بھی آج ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا اشفاق احمد مصباحی اور پرنسپل مولانا محمد طفیل مصباحی سمیت دیگر اساتذہ و طلباء نے شرکت کر کے علامہ تحسین رضا خاں کی رحلت پر اظہار رنج و غم کیا۔ آخر میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

ردولی (بارہ بنکی): مدرسہ مصباح العلوم چشتیہ محلہ وزیر گنج میں علامہ تحسین رضا خاں کی یاد میں منعقد مجلس ایصال ثواب میں مدرسہ کے تمام طلباء نے قرآن خوانی کی۔ اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم کے مہتمم مولانا محمد طارق رضا مصباحی نے کہا کہ سلسلۂ اعلیٰ حضرت کی اس کڑی کے ٹوٹ جانے سے جماعت اہل سنت کے تمام افراد کو بیحد رنج و غم ہوا ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی

نبیرۂ اعلیحضرت کے وصال پر ملال پر

جالنہ میں تعزیتی نشست

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت علامہ تحسین رضا خان بریلوی کا سڑک حادثہ میں انتقال

ممبئی، 3 اگست (یو این آئی) حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری محدث بریلوی کا آج یہاں سڑک حادثہ میں انتقال ہو گیا۔ وہ مہاراشٹر کے چندر پور سے ناگپور جا رہے تھے کہ راستے میں ایک ٹرک سے آپ کی گاڑی ٹکرا گئی۔ اس حادثے میں آپ کے ساتھ سفر کر رہے مولانا ظہیر رضا خان کا بھی انتقال ہو گیا۔ آپ کی عمر 70 سال سے زائد تھی۔ رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری حاجی محمد سعید نوری نے یہ اطلاع دیتے ہوئے بتایا کہ علامہ تحسین رضا خاں نے عمر بھر درس حدیث پاک دیا اور آج بریلی شریف کی یہ مسند ویران ہو گئی۔ علامہ تحسین رضا خاں کی ولادت 1930 میں ہوئی تھی۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے برادر علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے اور علامہ حسین رضا صاحب کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے 1943 میں عرس رضوی کے موقع پر خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ 949 میں محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد لائلپوری سے دار العلوم مظہر اسلام سے سند حدیث لی اور تقریباً دس برس تک فیصل آباد میں درس دیا۔ 1972 میں دار العلوم مظہر اسلام بریلی اور 1975 میں دار السلام مظہر اسلام اور 1982 میں جامعہ نوریہ بریلی میں صدر المدرس کے عہدے پر رہ کر درس و تدریس کی خدمت انجام دی ہے اور آپ جامعۃ الرضا میں شیخ الحدیث و صدر مدرس تھے۔ آپ کے لاکھوں مریدین ملک و بیرون ملک میں ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ اور خلفاء ہیں۔

قومی تنظیم ۱۴ر اگست ۲۰۰۷ء

مفتی تحسین رضا خاں کی رحلت پر تعزیتی نشست

جیو تلی شریف ۱۳ر اگست۔ تکمیل رضا قادری مطلع کرتے ہیں کہ ۱۹ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۴ر اگست بروز سنیچر نبیرۂ اعلیٰ حضرت گل گلزار قادریت پیر طریقت علامہ الشاہ مفتی تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت پر مدرسہ عزیز العلوم جیو تلی شریف میں حضرت علامہ مولانا شاہ اللہ مصباحی کی صدارت میں تعزیتی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ محفل کی ابتداء حافظ غلام غوث نے تلاوت کلام اللہ سے کی بعدہ شہباز مظفر پوری نے بارگاہ رسالت میں نعت پڑھی بعدہ صدر مجلس نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ علامہ علیہ الرحمۃ کی ذات بہ جہت تھی وہ علم و حکمت کے تاجدار اور جملہ علوم و فنون کے بحر ذخار تھے۔ صدر مجلس نے فرمایا کہ علامہ علیہ الرحمۃ کی زندگی کے تمام پہلو درخشندہ و تابندہ ہیں انہوں نے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔ مسند کی وقار نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین واضح ہو کہ جملہ طلبہ مدرسہ ہٰذا کے علاوہ تمام باشندگان جیو تلی شریف نے اظہار تعزیت کی اور ان کی رفع درجات کیلئے دعائیں کیں۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام اور صدر مجلس کی رقت انگیز دعاؤں پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

مولانا محمد تحسین رضا خان کے انتقال سے سنیت کا عظیم نقصان

ورنگل ۔ ۸ر اگست (راست) مولانا خواجہ محمد جعفر العابدین قادری رضوی بانی و مہتمم مدرسہ خیر العلوم منڈی بازار ورنگل نے عالم اسلام کی علمی و روحانی شخصیت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا شاہ مفتی محمد تحسین رضا خان بریلوی کے سانحہ ارتحال کو پوری سنیت بالخصوص خانوادہ اعلیٰ حضرت کا نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ موصوف خانوادہ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ تھے اور حضرت ممدوح کے سانحہ ارتحال سے پورے علماء اہلسنت بالخصوص اکابرین بریلی اپنے ایک مشفق و مہربان ہر دلعزیز علمی و روحانی رہنما کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت موصوف کی قبر پر اپنا خاص فضل و سکینہ نازل فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

مولانا محمد تحسین رضا خان کے انتقال سے سنیت کا عظیم نقصان

ورنگل ۔ ۸ر اگست (راست) مولانا خواجہ محمد جعفر العابدین قادری رضوی بانی و مہتمم مدرسہ خیر العلوم منڈی بازار ورنگل نے عالم اسلام کی علمی و روحانی شخصیت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا شاہ مفتی محمد تحسین رضا خان بریلوی کے سانحہ ارتحال کو پوری سنیت بالخصوص خانوادہ اعلیٰ حضرت کا نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ موصوف خانوادہ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ تھے اور حضرت ممدوح کے سانحہ ارتحال سے پورے علماء اہلسنت بالخصوص اکابرین بریلی اپنے ایک مشفق و مہربان ہر دلعزیز علمی و روحانی رہنما کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت موصوف کی قبر پر اپنا خاص فضل و سکینہ نازل فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

مولانا تحسین رضا کے انتقال پر اظہار رنج وغم

مبارکپور (اعظم گڑھ) 3 راگست (ایس این بی)

مفتی اعظم ہند مولانا اختر رضا خاں بریلوی کے بڑے بھائی مولانا تحسین رضا خاں محدث بریلی کی آج حادثاتی موت کی خبر سے مبارکپور میں رنج وغم ہے۔ شام پانچ بجے کے قریب جیسے ہی یہ افسوسناک خبر یہاں پہنچی انجمن گلشن عزیزی ملت نگر میں فوری طور پر ایک تعزیتی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا تحسین رضا کے انتقال پر اظہار رنج و غم کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ اس موقع پر انجمن گلشن عزیزی کے صدر سفیر احمد اعظمی نے محدث بریلی کی رحلت کو جماعت اہلسنت کے لیے ایک نقصان عظیم قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کے دم سے یہ اس جماعت میں کافی دم تھا۔ ان کی دینی خدمات ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ تھی اور اب ان کا بدل ملنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے آخر میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

[illegible]

[illegible] ۳ اگست [illegible] حیدرآباد [illegible]

[illegible] مفتی شاہ محمد [illegible] نوری [illegible] بریلی شریف نے اپنے [illegible] میں شیخ الحدیث [illegible] رضا قادری (جامعۃ الاسلام بریلی شریف) کے حرکت قلب بند ہونے پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ عالم کی موت دراصل عالم کی موت ہے۔ وہ آفتاب شریعت اور ماہتاب طریقت کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں بڑے معروف تھے۔ انکی شہادت سے ایک ملی اور روحانی نقصان ہوا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ علامہ تحسین رضا مولانا محمد تحسیر کی اپنے عزیز تر [illegible] فرما اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور جو صاحب [illegible] اس حادثہ میں شدید زخمی ہوئے ہیں رب کریم انہیں جلد از جلد شفائے کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ مدرسہ [illegible] غوثیہ رضویہ واقع [illegible] ٹولی چوکی حیدر آباد کے انتظامیہ نے ایصال ثواب محفل قرآن قرآنی کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اس حادثہ کی اطلاع بذریعہ فون مولانا توصیف رضا سجادہ نشین آستانہ [illegible] سوداگران بریلی شریف نے دی ہے۔

قومی تنظیم ۴ راگست ۲۰۰۷ء

علامہ تحسین رضا کا سڑک حادثے میں انتقال

پٹنہ، 3 اگست (یو این این) علامہ تحسین رضا کا گذشتہ چند روز ایک مذہبی اجلاس سے خطاب کرنے جا رہے تھے کہ ناگپور میں ان کی کار حادثہ کی شکار ہو گئی جس موصوف کا اس حادثے میں انتقال ہو گیا۔ موصوف ملک اور بیرون ملک دین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ علامہ تحسین رضا کے وصال پر [illegible] شریف میں ایک تعزیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس میں [illegible] کے ناظم مولانا غلام رسول بلیاوی نے علامہ تحسین رضا کے وصال کو دین و تدریس کا ناقابل تلافی نقصان بتاتے ہوئے ان کی دینی، ملی، اخلاقی خدمات پر روشنی ڈالی۔ بالخصوص صوبہ بہار سے علامہ تحسین رضا کے قلبی لگاؤ کا تذکرہ کرتے ہوئے پورنیہ، مدہیپورہ، کشن گنج اور کٹیہار کے ان علاقوں جہاں آمد و رفت کے صحیح وسائل نہ ہونے کے باوجود دورے کرتے اور بیل گاڑیوں سے سفر کرنے میں عار نہیں محسوس کرتے۔ اور دین کی خدمت بغیر کسی معاوضہ کے بصد چشم قبول کرتے تھے۔

علامہ تحسین رضا کی رحلت پر تعزیتی مجلسیں

پٹنہ 4 اگست (یو این این) [illegible]

[illegible]

سہارا اردو گورکھپور

تحسین رضا کی رحلت پر تعزیتی جلسے

پرتاول (مہراج گنج)، 4 اگست (ایس این بی) خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ مولانا تحسین رضا صاحب بریلی کے سڑک حادثہ میں انتقال کی خبر ملتے ہی علاقہ پرتاول کے تمام مدارس اہل سنت سمیت عام مسلمانوں میں سوگ کی لہر دوڑ گئی متعدد مقامات پر تعزیتی جلسے ہوئے اور انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام ہوا۔ مدرسہ اہل سنت مفتاح القرآن بیجولی، مدرسہ قادریہ سراج العلوم برگدہی، مدرسہ اشاعت الاسلام پرتاول، مدرسہ فتح العلوم بز ہرا گجن، گلشن رضا چھپیا بازار، دارالعلوم حمیدیہ اہل سنت بنیرا خاص میں طلبا و اساتذہ نے قرآن خوانی کی اور ایصال ثواب کیا۔ تنظیم ابنائے اشرفیہ کے نائب سکریٹری مولانا عبدالمصطفے خاں مصباحی ناظم اعلیٰ مدرسہ مفتاح القرآن بیجولی نے مولانا مرحوم کے انتقال کو عظیم سانحہ قرار دیا اور کہا کہ اس سے پوری دنیائے اہلسنت کو گہرا صدمہ پہنچا ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

روزنامہ اعتماد حیدرآباد

علامہ تحسین رضا خاں شیخ الحدیث الجامعۃ الرضا کا سانحہ ارتحال

حیدرآباد۔ 3 اگست (راست) یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت مولانا مفتی الشاہ تحسین رضا خان ابن مولانا حسنین رضا خان کا آج صبح قبل نماز جمعہ سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ وہ آج صبح ناگپور ایرپورٹ سے بذریعہ کار چندر پور ایک مذہبی جلسہ میں شرکت وخطاب کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ مولانا موصوف امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے برادر اکبر حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی کے پوتے تھے۔ مولانا پچھلے 55 برس سے شیخ الحدیث رہے۔ وہ جامعہ مظہر الاسلام بریلی، جامعہ منظر الاسلام بریلی، جامعہ نوریہ کے شیخ الحدیث کے علاوہ الدراسات الاسلامیہ جامعہ الرضا بریلی شریف کے موجودہ شیخ الحدیث تھے۔ مولانا موصوف کی دینی، مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ موصوف کے ہزارہا شاگرد ہیں۔ مولانا موصوف کے انتقال سے علماء اہلسنت کے درمیان ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جسکا احساس بہت دنوں تک ہوتا رہے گا۔ مولانا موصوف کی میت آج رات بھر حضرت مفتی محمد نجیب اشرف کے مکان واقع ناگپور میں رکھی جائے گی۔ ہفتہ 4 اگست کی صبح 6:30 بجے بذریعہ طیارہ براہ دہلی بریلی شریف لائی جائے گی۔ نماز جنازہ وتدفین بریلی میں ہوگی۔ مزید تفصیلات کے لئے فون نمبر 9440986450، 9290192447 پر یا حافظ احمد حسن رضوی سے فون 9849081080 پر یا مولانا محمد جیب علی قادری رضوی سے فون 9391115595 پر ربط پیدا کیا جاسکتا ہے۔

علامہ تحسین رضا خاں کا سڑک حادثہ میں انتقال

اعلیٰ حضرت کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ٹوٹ گئی

بریلی، 3راگست (ایس این بی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے پوتے اور جامعۃ الرضا کے صدر مدرس وشیخ الحدیث علامہ مفتی تحسین رضا خاں بریلوی کا آج صبح 11 بجے ناگپور اور چندر کے درمیان سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر تقریباً 78 برس تھی۔ ان کے انتقال سے جماعت اہل سنت میں غم کی لہر دوڑ گئی اور اعلیٰ حضرت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ٹوٹ گئی۔ علامہ تحسین رضا خاں گزشتہ چند دنوں سے تبلیغی سفر پر ناگپور گئے تھے اور وہاں سے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کاندھرپور جارہے تھے تبھی کار حادثہ کا شکار ہوگئی۔ اس حادثہ میں مولانا ظہیر رضا کا خاں بھی انتقال ہوگیا۔

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے قومی جنرل سکریٹری مولانا شہاب الدین رضوی نے علامہ تحسین میاں کی زندگی کے تفصیلی حالات بتائے۔ آپ کی ولادت 1930 میں ہوئی تھی۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے برادر علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے پوتے اور علامہ حسنین رضا خاں کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے 1943 میں عرس رضوی کے موقع پر خلافت واجازت سے نوازا تھا۔ حضرت مفتی اعظم فرماتے تھے کہ صاحب کے بچوں میں تحسین رضا کا جواب نہیں۔ آپ نے 1986 میں زیارت حرمین شریفین سے شرف ہوئے۔ 1949 میں محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد علیہ الرحمہ سے دار العلوم مظہر السلام سے سند حدیث لی اور بہت دنوں تک فیصل آباد میں درس دیا۔ 1972 میں دار العلوم مظہر السلام بریلی..........(باقی صفحہ 4 پر)

اور 1975 میں دار العلوم منظر السلام اور 1982 میں جامعہ نوریہ بریلی میں صدر المدرسین کے عہدے پر رہ کر درس وتدریس کی خدمات انجام دیں اور اب جامعۃ الرضا میں شیخ الحدیث وصدر مدرس تھے۔ مولانا شہاب الدین رضوی نے بتایا کہ آپ کے لاکھوں مریدین ملک وبیرون ممالک میں ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں تلامزہ اور خلفاء ہیں۔ ماریشش، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، بنگلہ دیش، پاکستان، نیپال، سری لنکا وغیرہ ممالک میں کثیر تعداد سے تشریف لے گئے اور بڑی سے بڑی کانفرنس واجلاس کی صدارت کی۔ آپ بہترین شعروشاعری کا مزاج رکھتے تھے۔ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے صدر مولانا عسجد رضا خاں نے آپ کے پس ماندگان میں حسان رضا خاں، رضوان رضا خاں صہیب رضا خاں سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دنیائے سنیت کا عظیم نقصان قرار دیا۔ علامہ تحسین رضا خاں کے انتقال سے دنیائے سنیت میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی۔ جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری، جماعت رضائے مصطفیٰ کے ریاستی جنرل سکریٹری قاری ریس احمد خاں، مولانا توقیر رضا، منان رضا خاں، مولانا احسن رضا

www.muftiakhtarrazakhan.com

خاں، مولانا حبیب رضا خاں، مولانا شعیب رضا، مولانا کوثر علی، مفتی یونس رضا، ناظم بیگ، حاجی معراج میاں اور خلیل قادری نے عظیم سانحہ قرار دیا۔ خانوادہ اعلیٰ حضرت کے ذرائع کے مطابق مفتی تحسین رضا کا جسد خاکی بذریعہ طیارہ دہلی لایا جا رہا ہے اور دہلی سے بذریعہ کار کل 4 اگست کی دوپہر بریلی پہونچے گا۔

مولانا تحسین رضا کے انتقال پر اظہار رنج وغم

مبارکپور (اعظم گڑھ) 3/ اگست (ایس این بی)

مفتی اعظم ہند مولانا اختر رضا خاں بریلوی کے بڑے بھائی مولانا تحسین رضا خاں محدث بریلی کی آج حادثاتی موت کی خبر سے مبارکپور میں رنج وغم ہے۔ شام پانچ بجے کے قریب جیسے ہی یہ افسوسناک خبر یہاں پہنچی انجمن گلشن عزیزی ملت نگر میں فوری طور پر ایک تعزیتی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا تحسین رضا کے انتقال پر اظہار رنج وغم کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ اس موقع پر انجمن گلشن عزیزی کے صدر سفر احمد اعظمی نے محدث بریلوی کی رحلت کو جماعت اہلسنت کے لیے ایک نقصان عظیم قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کے دم سے یہ اس جماعت میں کافی دم تھا۔ ان کی دینی خدمات ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ تھی اور اب ان کا بدل ملنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے آخر میں مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی

علامہ تحسین رضا خاں
مالک حقیقی سے جا ملے

سنی دنیائے سنیت کی عظیم علمی شخصیت مولانا تحسین رضا خان قادری محدث بریلوی مہاراشٹر کے چندر پور سے ناگپور جا رہے تھے کہ راستے میں ایک ٹرک سے آپ کی گاڑی ٹکرا گئی جس کی وجہ سے حضرت کا وصال ہو گیا آپ کے ساتھ مولانا ظہیر رضا خاں کا بھی وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کا جسد مبارک بریلی شریف لایا گیا۔ آپ کی عمر ۷۷ سال سے زیادہ کی۔ رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب نے اس کو دنیائے سنیت کا عظیم سانحہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت نے عمر بھر درس حدیث پاک دیا اور آج بریلی شریف کی یہ مسند سونی ہو گئی۔ خانوادہ رضویہ کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ حضرت کے ایصال ثواب کے لئے بروز پیر ۶/ اگست ۲۰۰۷ء بعد نماز عشاء دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی اور دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ابو الہاشم اسٹریٹ ممبئی میں قرآن خوانی کی گئی۔

☆ محمد عارف رضوی
سکریٹری رضا اکیڈمی

علامہ تحسین رضا قادری کار حادثہ میں جاں بحق

ناگپور۔ علامہ تحسین رضا قادری ناگپور سے چندر پور جا رہے تھے کہ راستے میں کار حادثہ میں وہ جاں بحق ہو گئے۔ ان کے ہمراہ علامہ ظہیر رضا خان کا بھی اس حادثہ میں انتقال ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ صبح علامہ تحسین رضا قادری بذریعہ طیارہ دہلی سے ناگپور پہنچا وہاں سے بذریعہ کار چندر پور روانہ ہوئے تھے ناگپور چندر پور روڈ پر واقع کوہرا گاؤں کے قریب ان کی کار سے ٹرک ٹکرا گیا اور کار پلٹ گئی۔ حادثہ اتنا شدید تھا کہ علامہ تحسین رضا قادری اور علامہ ظہیر رضا خان جائے واردات پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ علامہ تحسین رضا قادری کی عمر 77 سال تھی ان کی ولادت 1930 میں ہوئی تھی وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے پوتے تھے۔ علامہ تحسین رضا قادری اپنی تمام عمر درس و تدریس میں مصروف رہے۔ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں نائب محدث اعظم کے منصب پر فائز تھے اور عالم اسلام کے مشہور و معروف ادارہ جامعۃ الرضا میں صدر کے منصب پر فائز تھے۔ واضح ہو کہ حضرت علامہ تحسین رضا قادری حال ہی میں یعنی 19، 20 اور 21 جولائی کو اورنگ آباد و جالنہ کے دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ کار حادثہ میں ان کی وفات پر گہرے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ممبئی میں رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری حاجی محمد سعید نوری نے کہا کہ علامہ تحسین رضا قادری نے عمر بھر درس حدیث پاک دیا اور آج بریلی شریف کی یہ مسند سونی ہو گئی۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی

نبیرۂ اعلیٰحضرت کے وصال پر ملال پر

جالنہ میں تعزیتی نشست

رضا اکیڈمی و دیگر علماء اہل سنت جالنہ کی جانب سے نبیرۂ اعلیٰحضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خان بریلی کے حادثاتی وصال پر ملال پر تعزیتی نشست (ذرائع: سید احمد سرور سواری)

www.muftiakhtarrazakhan.com

روزنامہ اعتماد حیدرآباد

علامہ تحسین رضا خان شیخ الحدیث الجامعۃ الرضا کا سانحہ ارتحال

حیدرآباد۔ 3 اگست (راست) یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت مولانا مفتی الشاہ تحسین رضا خان ابن مولانا حسنین رضا خان کا آج صبح قبل نماز جمعہ سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ وہ آج صبح ناگپور ایئرپورٹ سے بذریعہ کار چندرپور ایک مذہبی جلسہ میں شرکت و خطاب کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ مولانا موصوف 'امام احمد رضا خان' فاضل بریلوی کے برادر اکبر حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی کے پوتے تھے۔ مولانا پچھلے 55 برس سے شیخ الحدیث رہے۔ وہ جامعہ مظہرالاسلام بریلی، جامعہ منظرالاسلام بریلی، جامعہ نوریہ کے شیخ الحدیث کے علاوہ الدراسات الاسلامیہ جامعہ الرضا بریلی شریف کے موجودہ شیخ الحدیث تھے۔ مولانا موصوف کی دینی، مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ موصوف کے ہزارہا شاگرد ہیں۔ مولانا موصوف کے انتقال سے علماء اہلسنت کے درمیان ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جسکا احساس بہت دنوں تک ہوتا رہے گا۔ مولانا موصوف کی میت آج رات بھر حضرت مفتی محمد مجیب اشرف کے مکان واقع ناگپور میں رکھی جائے گی۔ بروز شنبہ 4 اگست کی صبح 6:30 بجے بذریعہ طیارہ براہ دہلی بریلی شریف لائی جائے گی۔ نماز جنازہ و تدفین بریلی میں ہوگی۔ مزید تفصیلات کے لئے فون نمبر 9440986450، 9290192447 پر یا حافظ احمد حسن رضوی سے فون 9849081080 پر یا مولانا محمد مجیب علی قادری رضوی سے فون 9391115595 پر ربط پیدا کیا جاسکتا ہے۔

موت العالم موت العالم

علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی کی رحلت

جامعۃ الرضا، برکات العلوم، مساجد و مدارس اہلسنت میں ایصال ثواب کا اہتمام

مالیگاؤں: بریلی شریف سے موصول اطلاع کے مطابق خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی بزرگ شخصیت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے نبیرہ علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی کل بروز جمعہ صبح کے وقت مہاراشٹر میں اپنے ایک تبلیغی سفر کے دوران حادثے میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سانحہ سارے عالم اسلام کیلئے عظیم رنج کا باعث ہے۔ آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ کے سابق شیخ الحدیث تھے۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں شیخ الحدیث تھے۔ آپکے ہزارہا تلامذہ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ و افریقہ اور دوسرے خطوں میں خدمت دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی امانتوں کے امین تھے۔ تقویٰ و طہارت میں بے مثال تھے۔ ساری زندگی دین متین کی تبلیغ و اشاعت اور درس و تدریس نیز افتا نویسی میں گزاری۔ آپ کی علمی عظمتوں کے چرچے اسلامی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا مرجع تھے۔ اللہ عزوجل آپ کے درجات بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز کرے اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل سے نوازے نیز آپکا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت کی رحلت کی اطلاع ملتے ہی تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم سری لنکا کے دورے سے لوٹ آئے۔ آج بریلی شریف میں تدفین عمل میں آئے گی۔ مالیگاؤں کے مدارس و مساجد اہلسنت میں آج قرآن خوانی وایصال ثواب کی محافل کا انعقاد ہوا۔ جامعۃ الرضا برکات العلوم میں صبح گیارہ بجے قرآن خوانی کی گئی اسی طرح اکھاڑہ مسجد، مسجد گلشن امام احمد رضا، مسجد غوثیہ نوریہ، مدینہ مسجد میں بھی ایصال ثواب کیا گیا۔ نوری مشن مالیگاؤں اور مجدد الف ثانی فاؤنڈیشن نے بھی دعائے مغفرت کا اہتمام کیا۔ مولانا نیاز احمد مائیگ، حافظ جمیل احمد ابوزہرہ رضوی، مولانا سراج احمد نوری، مولانا محمد ارشد مصباحی نے لندن میں محمد حامد رضا انصاری نے جدہ میں سید محمد حسین امام نے ورجینیا (امریکہ) میں محافل دعاء منعقد کیں۔

روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی

انتقال پر ملال

عالم اسلام کی معروف و عظیم شخصیت خانوادۂ اعلیحضرت کے چشم و چراغ مولانا حسن رضا کے پوتے خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی تحسین رضا صاحب کا جمعہ ۱۸ رجب ۱۴۲۸ھ چندرپور کے قریب ایک ایکسیڈنٹ میں وصال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دعوت اسلامی کے زیراہتمام چلنے والے ادارہ دارالعلوم کنزالایمان میں اطلاع ملتے ہی حضرت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ سنیچر کو حضرت کی تدفین بریلی شریف میں ہوئی۔

☆ جنید برکاتی (ناظم)

www.muftiakhtarrazakhan.com

علامہ تحسین رضا قادری کار حادثہ میں جاں بحق

ناگپور: علامہ تحسین رضا قادری ناگپور سے چندر پور جا رہے تھے کہ راستے میں کار حادثہ میں وہ جائے واردات پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ ان کے ہمراہ علامہ ظہیر رضا خان کا بھی اس حادثہ میں انتقال ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق گذشتہ صبح علامہ تحسین رضا قادری بذریعہ طیارہ بریلی سے ناگپور پہنچے اور وہاں سے بذریعہ کار چندر پور روانہ ہوئے تھے ناگپور چندر پور روڈ پر واقع کودھرا گاؤں کے قریب ان کی کار سے ٹرک ٹکرا گیا اور کار پلٹ گئی۔ حادثہ اتنا شدید تھا کہ علامہ تحسین رضا قادری اور علامہ ظہیر رضا خان جائے واردات پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ علامہ تحسین رضا قادری کی عمر 77 سال تھی۔ ان کی ولادت 1930 میں ہوئی تھی وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے پوتے تھے۔ علامہ تحسین رضا قادری اپنی تمام عمر درس و تدریس میں مصروف رہے۔ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں نائب محدث اعظم کے منصب پر فائز تھے اور عالم اسلام کے مشہور و معروف ادارہ جامعۃ الرضا میں صدر کے منصب پر فائز تھے۔ واضح ہو کہ حضرت علامہ تحسین رضا قادری حال ہی میں یعنی 19، 20 اور 21 جولائی کو اورنگ آباد و جالنہ کے دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ کار حادثہ میں ان کی وفات پر گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ممبئی میں رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری حاجی محمد سعید نوری نے کہا کہ علامہ تحسین رضا قادری نے عمر بھر درس حدیث پاک دیا اور آج بریلی شریف کی یہ مسند سونی ہو گئی۔

مفتی تحسین رضا کا سانحہ ارتحال

حیدر آباد۔ 3ر اگست (فیاکس) یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ پڑھی جائےگی کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی علمی شخصیت علامہ مفتی تحسین رضا شیخ الحدیث الجامعۃ الرضا بریلی شریف کا 3ر اگست 18 رجب جمعہ کو صبح 9 بجے سڑک حادثہ میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم صدر العلماء مفتی اعظم ہند کے قائم کردہ جامعہ مظہر اسلام اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے قائم کردہ جامعہ منظر اسلام اور علامہ منانی میاں کے قائم کردہ جامعہ نوریہ بریلی شریف میں برسوں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے وہ ان دنوں علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری کے قائم کردہ الجامعۃ الرضا بریلی شریف میں شیخ الحدیث پر فائز تھے۔ علامہ برادر اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا بریلوی کے پوتے اور مفتی اعظم ہند کے بھتیجے اور خلیفہ اول تھے۔ مناظر اہل سنت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن، خواجہ مظفر حسین، علامہ مفتی ادیب مظہر علامہ مفتی منیف، مولانا ابو الحسن علی نظام آباد مرحوم کے خاص شاگردوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اکابر علما کے درمیان حضرت علامہ محدث بریلی کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ علامہ کے انتقال سے علمی حلقے میں ایک خلاء پیدا ہو گیا۔ علمی حلقہ میں ایک سکتہ چھا گیا۔ مزید معلومات کیلئے مولانا حافظ احمد حسن رضوی ناظم دار العلوم غریب نواز سے فون نمبر 9849081080 پر ربط پیدا کیا جا سکتا ہے۔

مولانا تحسین رضا خاں کو خراج عقیدت

دار العلوم غریب النواز میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ طلبہ و اساتذہ نے قرآن خوانی کا انعقاد کیا۔ مولانا احمد حسن رضوی ناظم دار العلوم غریب نواز نے مولانا تحسین رضا خاں کی دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

مظہر مفتی اعظم علامہ مفتی تحسین رضا خاں

اعلیحضرت کے علوم کے سچے وارث تھے: مفتی محمود اختر

جلسۂ تعزیت مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی تحسین رضا قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ ۸/ اگست ۲۰۰۷ء بروز بدھ بعد نماز عشاء بمقام سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی ۸ میں منایا گیا۔ اس بزم کا انعقاد رضا اکیڈمی ممبئی، آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء اور سنی تبلیغی جماعت و دار العلوم حنفیہ رضویہ، دار العلوم فیضان مفتی اعظم اور جامعہ قادریہ رضویہ نے کیا۔

پروگرام کا آغاز خطیب اہلسنت جانشین محبوب ملت حضرت علامہ محمد منصور علی خاں قادری برکاتی رضوی نے اپنی پر اثر نظامت سے کیا۔ قرارت حضرت مولانا تراب علی قاری (ساؤتھ افریقہ) نے فرمائی۔ نعت شریف محمد عارف (موتی والا) نے اپنی پیاری آواز میں پڑھی۔ پہلی تقریر حضرت علامہ امان اللہ رضا نے کی۔ اور مظہر مفتی اعظم علامہ مفتی تحسین رضا قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اس کے بعد سلطان محی الدین جو حضرت محبوب ملت کے پوتے ہیں انہوں نے بھی نعت شریف پڑھی۔ محمد شاداب محبوبی جو حضرت محبوب ملت کے بڑے پوتے ہیں انہوں نے بھی نعت پاک پیش کی۔ حضرت مولانا ولی اللہ شریفی صاحب نے بھی مظہر مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش فرمایا۔ بلبل باغ رضا حیرت گونڈوی نے نعت پاک پیش فرمائی۔ اور مظہر مفتی اعظم کی بارگاہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ اور اس کے بعد ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے ہوئے اہلسنت کے ایک جلیل القدر عالم حضرت علامہ قاری ابرار علی قادری رضوی مدظلہ العالی نے ایسا پیارے انداز میں بارگاہ مفتی اعظم میں نذرانہ عقیدت پیش کیا اور ایک مختصر نعت شریف بھی پڑھی۔ آخر میں مفتی محمود اختر صاحب قبلہ نے تقریر فرمائی۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

کثیر تعداد میں دارالعلوم حنفیہ رضویہ کے طلبہ اور [illegible] تعداد میں تشریف لائے [illegible] علماء و مشائخ بھی کثیر تعداد میں تشریف لائے اور مفتی اشرف رضا قادری حضرت مولانا عبدالباری صاحب اور حضرت مولانا محمود عالم رشیدی موجود تھے۔ مفتی محمود اختر صاحب قبلہ نے فرمایا کہ حضور مظہر مفتی اعظم اعلیٰحضرت کے سچے وارث تھے اور دو حضرات کو وارث علوم اعلیٰحضرت کہا جا سکتا ہے۔ ۱۔ حضور تاج الشریعہ مفتی رضا خان ازہری ۲۔ صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔●●

صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کا وصال

آج بعد نماز عشاء اکھاڑہ مسجد میں مجلس ایصال ثواب

مالیگاؤں: (راست و نامہ نگار) عوام اہلسنت کیلئے یہ خبر باعث صد رنج ہے کہ استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے پوتے، صدر العلماء علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا کل بروز جمعہ ناگپور سے چندر پور جاتے ہوئے حادثے میں وصال ہو گیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے ساتھ مولانا ظہیر رضا صاحب بھی جاں بحق ہوئے جو چندر پور کی ایک مسجد میں خطیب و امام تھے۔ ماہر علوم عقلیہ نقلیہ حضرت مولانا تحسین رضا خاں قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت ۱۹۳۰ء) ایک بلند پایہ عالم، با کمال مفسر، محدث اور کہنہ مشق استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین نعت گو شاعر بھی تھے اور تحسین تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کو سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ سے شرف تلمذ درس نظامیہ کی تعلیم دی۔ بعد ازاں ۷ سال دارالعلوم منظر اسلام اور پھر کچھ عرصہ تک جامعہ نوریہ کو اپنی علمی و تدریسی

ادارہ ''جامعۃ الرضا'' میں بحیثیت شیخ الحدیث و پرنسپل کے خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپکے تلامذہ میں مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی، مولانا صغیر احمد جوکھنپوری، مولانا محمد حنیف خاں رضوی، مولانا تطہیر احمد بریلوی اور مولانا محمد حسین رضوی ابوالحقانی وغیرہ ممتاز علماء وخطباء کے نام شامل ہیں۔ آپکی اولاد میں ۳ بیٹے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ علامہ تحسین رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وصال اہلسنت کا ایک عظیم نقصان ہے۔ آپ کی تدفین بریلی شریف میں کل بروز اتوار بعد نماز ظہر محلہ کانکر ٹولہ

شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خان بریلوی کا ناگپور میں سڑک حادثہ میں انتقال

نظام آباد، 4/ اگست (پریس ریلیز) مولانا محمد ابوالحسن علی رضوی القادری بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹ کی اطلاع کے بموجب ممتاز عالم دین، حافظ الاحادیث، استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ مولانا الشاہ تحسین رضا خان شیخ الحدیث ''الجامعۃ الرضا للدراسات الاسلامیۃ'' بریلی شریف کا کل بروز جمعہ سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ وہ ناگپور ایرپورٹ سے بذریعہ کار چندر پورا (مہاراشٹر) نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک مین ہائی وے پر یہ حادثہ پیش آیا اور حضرت موصوف جائے حادثہ پر ہی شہید ہوگئے۔ ان کے ساتھ ان کے ایک خادم بھی اسی وقت شہید ہوگئے کل شب چندر پور اسپتال سے مولانا کی میت مفتی مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف کے مکان واقع ناگپور لائی گئی۔ تقریباً 25 ہزار سے زائد کا مجمع حضرت کے دیدار کے لئے ناگپور جمع ہوگیا۔ آج بروز ہفتہ صبح کو ناگپور میں حضرت کو غسل و کفن دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بعد ازاں بذریعہ طیارہ آج صبح 10:30 بجے براہ دہلی بریلی شریف لے جایا گیا۔ بریلی شہر کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ہرنسی چھوٹے بڑے کے ہردلعزیز بزرگ تھے۔ حضرت کے پسماندگان میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ مولانا موصوف اعلٰی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے

www.muftiakhtarrazakhan.com

برادرِ اکبر مولانا حسن رضا خان بریلوی کے پوترے تھے۔ وہ مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خان کے خلیفہ اول تھے۔ حضرت کی علمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کے شاگردوں میں قابل ذکر مفتی مطیع الرحمٰن، مفتی ایوب مظہر، مفتی مختار بہیروری، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ پچھلے 55 سال سے حضرت حدیث کی خدمات انجام دیتے آرہے تھے۔ انہوں نے بریلی شریف میں دارالعلوم مظہر اسلام، جامعہ منظر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی کے شیخ الحدیث رہنے کے علاوہ "الجامعۃ الرضا للدراسات الاسلامیۃ" بریلی شریف کے موجودہ شیخ الحدیث تھے۔ مولانا موصوف کی عمر 72 سال تھی۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی بارگاہِ کرم میں دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ممتاز عالم دین و شیخ الحدیث، مولانا تحسین رضا خان بریلوی کے انتقال پر مختلف علماؤں کا اظہار تعزیت

حیدرآباد، 4 اگست (پریس ریلیز) ملک کے نامور ممتاز عالم دین، حضرت علامہ و مولانا الشاہ تحسین رضا خان شیخ الحدیث "الجامعۃ الرضا" للدراسات الاسلامیہ بریلی شریف کے اچانک سانحۂ ارتحال پر اپنے گہرے رنج و ملال اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ناظم مسجد نورالحق محمد ساجد حسین قادری کامل الحدیث والفقہ جامعہ نظامیہ نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت موصوف علم و حکمت اور روحانی تقویٰ و طہارت اور خلوص و للہیت کا پیکر تھے۔ وہ ایک غیر نزاعی شخصیت تھے۔ انہوں نے شہر حیدرآباد کے علاوہ ریاست آندھرا پردیش کے تقریباً کئی اضلاع میں انہوں نے تبلیغی دورے کئے اور اپنی قابلیت، سادگی اور حسن اخلاق، کے ذریعہ قوم مسلم کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ہر چھوٹے و بڑے کے ساتھ آپ شفقت سے پیش آتے تھے۔ حضرت انتقال سے مسلک حق سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کا بہت عظیم نقصان ہوا ہے۔ حضرت کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین) اس خصوص میں دینی اقامتی مدرسہ مسجد نورالحق" اے سی کالونی، مہدی گوڑہ میں مجلس ایصال ثواب منعقد ہوئی اور قرآن خوانی کی گئی۔ اس موقع پر حافظ سید امان حسین، حافظ محمد ابوالحسن، حافظ محمد افضل حسین وغیرہ تمام طلباء و اساتذہ مسجد موجود تھے۔ اخیر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

● شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان بریلوی کے انتقال پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے انتظامی کمیٹی مسجد صدیقی اہلسنت والجماعت تاڑبن، سکندرآباد کے صدر سید شہاب الدین، اور محمد عزیز معتمد اور الحاج سید عبدالستار شریف نائب صدر مسجد کمیٹی نے اور جملہ اراکان نے کہا کہ مولانا موصوف کے انتقال سے اکابرین اہلسنت کے درمیان خلاء پیدا ہوگئی ہے جس کی بھرپائی مشکل ہے۔ اہلسنت والجماعت اپنے ایک بہت بڑے متقی بزرگ اور علمی شخصیت سے محروم ہوگئی اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

● الجامعۃ الرضا بریلی شریف کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان کے انتقال پر ملال پر ہیرا آرگنائزیشن کے جنرل سکریٹری محمد عثمان قادری نے اور جملہ مسلمان و اراکین نے اپنے گہرے غم و رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف کا سڑک حادثہ میں انتقال۔

ملت کا بہت بڑا عظیم نقصان اور اکابرین اہلسنت اور سنی عوام اپنے ایک علمی و روحانی پیشوا سے محروم ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت موصوف کی قبر پر رحمت و نور کی برسات نازل فرمائے۔

● مولانا خواجہ محمد جعفر العابدین قادری رضوی بانی و مہتمم مدرسہ خیر العلوم سنڈی بازار ورنگل، خلیفہ حضرت اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف ناگپوری نے عالم اسلام کی ممتاز و معروف علمی و روحانی شخصیت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خان بریلوی کے سانحۂ ارتحال کو پوری امت مسلمہ بالخصوص خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت مولانا تحسین رضا کے صاحبزادے تھے۔ اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خان کے خلیفہ اول تھے۔ پورے علماء اہلسنت بالخصوص اکابرین بریلی اپنے ایک مشفق و مہربان بزرگ علمی و روحانی رہنما کے سایہ سے محروم ہوگئے۔ ان کا انتقال گویا "موت العالِم، موت العالَم" یعنی ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت کے مماثل ہے۔ مدرسہ خیر العلوم سنڈی بازار ورنگل میں حضرت کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ اور دعا کی گئی کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ حضرت موصوف کی قبر پر اپنا خاص فضل و سکینہ نازل فرمائے۔ اور درجات کو بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر کی دولت سے مالامال فرمائے۔

● حضرت ڈاکٹر سید حسین نورانی بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم انوار مصطفیٰ سول پیٹ، اور سکریٹری محمد عبدالمجید رضوی نے ملک کے نامور ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تحسین رضا خان (بریلی شریف) کے سڑک حادثہ میں انتقال پر ملال پر اپنے گہرے دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف پوری دنیائے سنیت کے عظیم علمی و روحانی اور برگزیدہ بزرگ تھے۔ پچھلے چھ دہوں سے انہوں نے مسلسل فن حدیث و علم حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں آج ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ وہ ایک صاحب تقویٰ باعمل بزرگ اور غیر نزاعی شخصیت کے حامل تھے۔ پوری دنیا میں آج بھی ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان کے بعض شاگرد حضرات تو سینکڑوں کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ فن حدیث کی انہوں نے جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں ان کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ شہر بریلی کا کوئی گھر ایسا نہیں کہ جس گھر والے کے دل میں حضرت موصوف کی محبت و عقیدت نہ ہو۔ پورے شہر کا ہر چھوٹا و بڑا شخص عزت کرتا تھا۔ ان کے انتقال سے پوری دنیائے سنیت میں ایک خلاء پیدا ہوگئی

ہے کہ جس کا احساس اور صدمہ تک لوگوں کو بالخصوص علماء و خواص کو رہے گا۔

● خطیب اہلسنت و جماعت حضرت مولانا الحاج قاری محمد بشیر احمد رضوی قادری، خلیفہ و مجاز حضرت علامہ مفتی شاہ محمد خالد علی خان علیہ الرحمہ نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف نے اپنے صحافتی بیان میں، شیخ الحدیث حضرت علامہ تحسین رضا قبلہ قادری (منظر اسلام بریلی شریف) کے سڑک حادثہ میں جاں بحق ہونے پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ عالم کی موت عالم کی موت ہے۔ وہ آفتاب شریعت اور مہتاب طریقت کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں معروف ہیں ان کی شہادت سے ایک علمی اور روحانی نقصان ہوا ہے۔ مولا تعالیٰ حضرت علامہ تحسین رضا مولانا محمد تحسین کی اپنے کرم سے مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جو علماء کے اس حادثہ میں شدید زخمی ہوئے ہیں رب کریم انہیں جلد شفاء عطا فرمائے۔ مدرسہ رشید رضویہ فتح نگر بہادر پورہ حیدرآباد کے تحت نے بطور ایصال ثواب محفل قرآن خوانی کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اس حادثہ کی اطلاع کے بعد حضرت علامہ مولانا توصیف رضا خان صاحب جانشین آستانہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف نے دی ہے۔

● مولانا محمد عبدالحی جیلانی بانی و ناظم اعلیٰ مدرسہ... مہتمم مدرسہ نے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا خان بریلوی کے سانحۂ ارتحال پر اپنے گہرے دکھ و ملال کا اظہار کرتے ہوئے تعزیتی بیان میں کہا کہ امت مسلمہ اپنے ایک شفیق روحانی بزرگ سے محروم ہوگئی۔ مولانا نے ہزاروں شاگرد آج پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے علم و حکمت اور حسن عمل اور تقویٰ و طہارت سے جو صورت عمل قوم مسلم کے لئے پیش کیا ہے وہ بھی کے لئے قابل تقلید ہے۔ مولانا کو علیم مفتی اعظم کیا تھا۔ مولانا نے صاحب ترتیب ہونے کا اعزاز بھی رکھتے تھے۔ ان کی کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہوئی تھی۔ سفر ہو یا حضر ہر جگہ شریعت کی پابندی ان کا مقصد حیات تھا۔ مولانا موصوف کے سانحۂ ارتحال سے جماعت اہلسنت اپنے ایک روحانی و علمی پیشوا سے محروم ہوگئی ہے۔ حضرت کا انتقال ملت کا نقصان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بطفیل مصطفےٰ حضرت موصوف کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ مقام پر جگہ عطا کرے۔

روزنامہ سہارا حیدرآباد

www.muftiakhtarrazakhan.com

موت العالم موت العالم

علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی کی رحلت

جامعۃ الرضا برکات العلوم، مساجد و مدارس اہلسنت میں ایصال ثواب کا اہتمام

مالیگاؤں: بریلی شریف سے موصول اطلاع کے مطابق خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی بزرگ شخصیت استاذ من علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے نبیرہ علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی کل بروز جمعہ صبح کے وقت مہاراشٹر میں اپنے ایک تبلیغی سفر کے دوران حادثے میں شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سانحہ سارے عالم اسلام کیلئے عظیم رنج کا باعث ہے۔ آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ کے سابق شیخ الحدیث تھے۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں شیخ الحدیث تھے۔ آپ کے ہزارہا تلامذہ برصغیرہ پاک و ہند کے علاوہ یورپ و افریقہ اور دوسرے خطوں میں خدمت دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی امانتوں کے امین تھے۔ تقویٰ و طہارت میں بے مثال تھے۔ ساری زندگی دین متین کی تبلیغ واشاعت اور درس وتدریس نیز افتانویسی میں گزاری۔ آپ کی علمی عظمتوں کے چرچے اسلامی دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا مرجع تھے۔ اللہ عزوجل آپ کے درجات بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز کرے اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل سے نوازے نیز آپکا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت کی رحلت کی اطلاع ملتے ہی تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم سری لنکا کے دورے سے لوٹ آئے۔ آج بریلی شریف میں تدفین عمل میں آئے گی۔ مالیگاؤں کے مدارس و مساجد اہلسنت میں آج قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی محافل کا انعقاد ہوا۔

جامعۃ الرضا برکات العلوم میں صبح گیارہ بجے قرآن خوانی کی گئی اسی طرح اکھاڑہ مسجد، مسجد گلشن امام احمد رضا، مسجد غوثیہ نوریہ، مدینہ مسجد میں بھی ایصال ثواب کیا گیا۔ نوری مشن مالیگاؤں اور مجدد الف ثانی فاؤنڈیشن نے بھی دعائے مغفرت کا اہتمام کیا۔

مولانا نیاز احمد مالیگ، حافظ جمیل احمد ابوزہرہ رضوی، مولانا سراج احمد نوری، مولانا محمد ارشد مصباحی نے لندن میں محمد حامد رضا انصاری نے جدہ میں سید محمد حسین امام نے ورجینیا (امریکہ) میں محافل دعاء منعقد کیں۔

روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی

انتقال پر ملال

عالم اسلام کی معروف و عظیم شخصیت خانوادۂ اعلیٰحضرت کے چشم و چراغ مولانا حسن رضا کے پوتے خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی تحسین رضا صاحب کا جمعہ ۱۸ رجب ۱۴۲۸ھ چندر پور کے قریب ایک ایکسیڈنٹ میں وصال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

دعوت اسلامی کے زیر اہتمام چلنے والے ادارہ دارالعلوم کنزالایمان میں اطلاع ملتے ہی حضرت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ سنیچر کو حضرت کی تدفین بریلی شریف میں ہوئی۔

☆ جنید بر کاتی (ناظم)

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی

علامہ تحسین رضا خاں مالک حقیقی سے جا ملے

ممبئی دنیائے سنیت کی عظیم علمی شخصیت مولانا تحسین رضا خان قادری محدث بریلوی بہار اشر کے چرپورے ساگھور جا رہے تھے کہ راستے میں ایک ٹرک سے آپ کی گاڑی ٹکرا گئی جس کی وجہ سے حضرت کا وصال ہو گیا آپ کے ساتھ مولانا ظہیر رضا خان کا بھی وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت کا جسد مبارک بریلی شریف لایا گیا۔ آپ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ تھی۔ رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب نے اس کو دنیائے سنیت کا عظیم سانحہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت نے عمر بھر درس حدیث پاک دیا اور آج بریلی شریف کی یہ مسند سونی ہو گئی۔ خانوادہ رضویہ کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں حضرت کے ایصال ثواب کے لئے بروز سنیچر ۴ راگست ۲۰۰۷ء بعد نماز عشاء دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی اور دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ابو الہاشم اسٹریٹ ممبئی میں قرآن خوانی کی گئی۔

☆ **محمد عارف رضوی**
سکریٹری رضا اکیڈمی

منقبت

بموقع وصال حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمۃ

پاک باز و پاک طینت حضرت تحسین رضا
پیکر خلق و شرافت حضرت تحسین رضا
گلشن رضوی کی نکہت حضرت تحسین رضا
شمع بزم قادریت حضرت تحسین رضا
آبروئے اہلسنت حضرت تحسین رضا
آفتاب علم و حکمت حضرت تحسین رضا
تم بریلی میں تھے علامہ حسن کی یادگار
تم سے تھی سب کو عقیدت حضرت تحسین رضا
دیکھنے والوں کو یاد آتی تھی تم کو دیکھ کر
مفتی اعظم کی صورت حضرت تحسین رضا
حادثے کی موت سے یہ بات ثابت ہو گئی
موت ہے تیری شہادت حضرت تحسین رضا
حجۃ الاسلام کا پرتو حسن کا لاڈلا
نور چشم اعلیحضرت حضرت تحسین رضا

☆ **محمد افروز باغبان**
سکریٹری شعبہ نشرواشاعت، رضا اکیڈمی، جالنہ

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی

ایک ستارہ اور غروب ہو گیا

صدر العلماء شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ تحسین رضا خان کا وصال پر ملال دنیائے اسلام و سنیت کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ اہلسنت اپنے ایک عظیم قائد سے محروم ہو گئے آپ کی روح پاک کو

روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی

حضرت علامہ تحسین رضا بریلوی کا

انتقال پر ملال

دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی میں جلسہ تعزیت و قرآن خوانی

ان لاکھوں زندگیوں میں کسی کی موت ایک ایسا حادثہ بن جاتی ہے کہ جن کی یادوں کے سایہ سے

www.muftiakhtarrazakhan.com

۱۳ تا ۱۹ اگست ۲۰۰۷ء مسلم شاہد

مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

سڑک حادثہ میں رحلت پر شہر کے اخبارات میں سنی تنظیموں کے تاثرات

[illegible]

میں ۱۳ اگست بجے بروز جمعہ بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس میں حضرت مرحوم کی رحلت پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا گیا۔ اولاً قرآن خوانی اور فاتحہ کے ذریعے ایصال ثواب پیش کیا گیا بعدہ علماء اہلسنت کی جانب سے حضرت کی بارگاہ میں پر زور خراج عقیدت پیش کیا گیا اور آپ نے ملی، سماجی، مذہبی، فکری، مسلکی وسماجی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ حضرت مرحوم ابھی ماضی قریب میں حضرت شیر ستار کے عرس کے موقع سے [illegible] تشریف لائے تھے حضرت کے ہاتھوں پر ہزاروں افراد نے گناہوں سے توبہ کی اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں شرف بیعت حاصل کیا۔ واضح رہے کہ موصوف کی زندگی کا اکثر حصہ درس و تدریس میں گزرا آپ محدث بریلی اور شبیہ مفتی اعظم ہند کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں آپ کے تلامذہ و خلفاء ملک و بیرون ملک میں دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دعا و صلاۃ و سلام پر محفل کا اختتام عمل میں آیا اللہ رب العزت حضرت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور قرب حبیب ﷺ میں جگہ عطا فرمائے۔ متعلقین اور متوسلین کو صبر جمیل عطا کرے۔ تعزیتی نشست میں [illegible] جیلانی مصباحی، سید جمیل احمد قادری رضوی، حافظ محمد رضوان قادری، مولانا مفتی محمد کلیم رضوی، قاری شاء اللہ برکاتی، حافظ اصغر علی رضوی، مولانا [illegible] رضوی و عوام اہلسنت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ایصال ثواب کے لئے تحریک سنی دعوت اسلامی کی طرف سے قرآن خوانی کا اہتمام ہوا اور تحریک کے جملہ اراکین و مبلغین و متعلقین خانوادۂ رضویہ کے غم میں برابر شریک ہیں۔

☆ دفتر سنی دعوت اسلامی، ڈونگری، ممبئی ۹

روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی

تحسین رضا خاں کی

رحلت پر تعزیتی جلسہ کا انعقاد

سنبھل: معروف عالم دین اور اسلامی رہنما مولانا تحسین رضا خاں کی سڑک حادثہ میں رحلت پر مرکزی مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم سنبھل میں تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا، جس میں مولانا کی رحلت کو اسلامی دنیا کا ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ مفتی اعظم سنبھل مولانا اختصاص الدین اجملی نے مولانا تحسین رضا خاں کو دین اسلام کا سچا مجاہد قرار دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ملک اور بیرون ملک اسلام کی تبلیغ میں بڑی نمایاں کردار ادا کیا۔ اس موقع پر مولانا کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ مفتی عالم رضا ازہری، مفتی محمد عارف، غلام حیدر، مولانا غالب احمد نے بھی تعزیت کی۔

دامن بچانا بے حد دشوار ہو جاتا ہے۔ [illegible] کا سیاہ [illegible] شبیہ مفتی اعظم [illegible] کے ایک عظیم محقق و محدث حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال پر ہو جانے [illegible] آپ کہ جانے والے تو چلے گئے [illegible] اور غمناک سانحہ لے دنیا نے سنیت میں [illegible] بچا دیا ہے۔ [illegible] آپ کا [illegible] العالم موت العالم کے مصداق ہے۔ آپ کی روح کو ایصال ثواب کرنے کے لئے آج [illegible] دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی میں ایک تعزیتی جلسہ رکھا گیا ہے۔ جس میں قرآن خوانی کے بعد مولانا سید [illegible] میاں صاحب کی شان میں منقبت پیش کریں گے جبکہ [illegible] شریعت محبوب العلماء حضرت علامہ مفتی محبوب رضا روشن القادری صاحب آپ کی ذات بابرکات اور آپ کی خدمات دینیہ پر روشنی [illegible] ڈالیں گے۔ [illegible] تمام احباب اہلسنت سے شرکت کی [illegible]

☆ مولانا محمد نصیر [illegible] مصباحی سراجی

ناظم نشر و اشاعت دارالعلوم فیضان مفتی اعظم پھول گلی

روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی

مفتی محمد مکرم احمد نے علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کے انتقال پر

گہرے رنج وغم کا اظہار کیا

یہاں فتح پوری مسجد کے امام ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ یہاں جاری ایک پریس ریلیز کے مطابق مفتی محمد مکرم نے کہا کہ علامہ تحسین رضا [illegible] میں جو نمایاں خدمات انجام دیں انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ایک تعزیتی نشست منعقد کی گئی۔ جس میں مقررین نے علامہ تحسین رضا کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ان کی شخصیت علم و عمل کا سنگم تھی اور ان کی رحلت ملت کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ مقررین نے کہا کہ علامہ تحسین رضا باکمال مفسر اور محدث ہونے کے ساتھ کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

امت کیلئے ایک عظیم سرمایہ تھے، ان کا انتقال امت کا عظیم نقصان۔ خانہ گلشن رضا بھرتھا کلاں اور مدرسہ عربیہ گلشن طیبہ بھرتھا کلاں میں قر دونوں مدرسہ کے طلباء واساتذہ وارا کین اور گاؤں کے لوگوں نے غ اظہار کیا۔ مولانا محمد مصباح الرضا قادری نے محدث بریلوی کی سیرت

سلطانپور: جامعہ عربیہ خیر آباد میں مدرسہ کے پرنسپل میں منعقد تعزیتی نشست کو خطاب کرتے ہوئے مولانا منظور احمد خاکہ کو پیش کیا۔ مولانا نے کہا کہ ان کی زندگی کا نصب العین قرآ خلق خدا کو دعوت دین تھا۔ جامع مسجد شہر میں بھی مولانا عبد صدارت میں ایک تعزیتی نشست ہوئی اور علامہ تحسین رضا کے خوانی بھی ہوئی۔ نشست کا اختتام مولانا واجد علی کی دعا پر ہوا۔

سڑک दुर्घटना में अल्लामा तहसीन मियां का विसाल

बरेली, जागरण संवाददाता : सदर उल उलेमा मुफ्ती आजम हजरत अल्लामा मौलाना तहसीन रजा खां इल्मी दुनिया की एक बड़ी बुजुर्ग शख्सियत थे। उनका आज नागपुर (महाराष्ट्र) में सड़क हादसे के दौरान विसाल हो गया। वह 78 वर्ष के थे। इस घटना की खबर फैलते ही पूरी दुनिया के सुन्नी मुसलमानों में शोक की लहर दौड़ गयी है। बरेली में खबर मिलते ही मुस्लिम बाहुल्य इलाकों में मायूसी छा गयी और दुकानें बन्द हो गयी। अल्लामा तहसीन मियां पिछले दिनों गुजरात और महाराष्ट्र के धार्मिक

पूरी दुनिया के मुसलमानों में गम की लहर

• शेष पृष्ठ 11 पर

علامہ تحسین رضا کی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ دین میں گذرا

انتقال پر مختلف اضلاع میں جلسۂ تعزیت وایصال ثواب کا سلسلہ جاری

بہرائچ، 4 مارچ (پریس ریلیز) نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں بریلوی ارباب اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دین کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گذرا۔ ان کی رحلت سے دنیائے سنیت کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔ مذکورہ خیالات کا اظہار جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف میں ایک تعزیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے علامہ مفتی شمس الدین احمد رضوی شیخ الحدیث جامعہ ہذا نے کیا۔ دوسری طرف انجمن ضیائے غازی بہرائچ شریف کے صدر شان عالم مسعودی نے بھی تعزیت پیش کی۔ تعزیتی نشست میں جامعہ کے اساتذہ اور طلباء بالخصوص علامہ سید ارشد جمال اشرفی الجیلانی (روحی میاں) سجادہ نشین خانقاہ عالیہ چشتیہ نظامیہ چھوٹی تکیہ کے علاوہ علامہ عبدالعزیز بستوی، مولانا صغیر احمد مسعودی نے شرکت کی۔ قرآن خوانی کے بعد ایصال ثواب کیا گیا۔

بھیڑی بریلی: آستانہ عالیہ منظوریہ جامعہ غوثیہ بشیر العلوم محلہ شیخوپور میر گنج شریف کا ورد، قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کے بعد علامہ تحسین رضا خاں اور ان کے ساتھ شہید ہوئے دیگر حضرات کو بھی ایصال ثواب کیا گیا۔ ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد شاہد علی میاں نے حضرت تحسین میاں کے لیے ترقی درجات اور مغفرت کی دعا کی۔ اس موقع پر جامعہ غوثیہ بشیر العلوم کے تمام مدرسین وطلباء اور خاص طور پر مولانا سید شرف علی عرف نوری میاں، سید محمد رفعت علی حسنین میاں، سید ایوب علی میاں، حافظ عبدالواحد خاں، حافظ شکیل احمد، سید سبطین میاں، ڈاکٹر تفسیر احمد عثمانی موجود تھے۔

الہ آباد: دار العلوم غریب نواز میں جیسے ہی تحسین رضا خاں کے وصال کی خبر پہنچی اراکین، اساتذہ وطلباء میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی اور دار العلوم ہذا میں قرآن خوانی، ایصال ثواب کی محفل منعقد کی گئی۔ ناظم اعلیٰ آفاق احمد نظامی نے اللہ سے دعا کی کہ موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مبارکپور (اعظم گڑھ): جامعہ اشرفیہ میں عزیز ملت علامہ عبدالحفیظ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی صدارت میں ایک بڑے تعزیتی اجلاس کا انعقاد ہوا جس میں علامہ عبدالحفیظ نے علامہ تحسین رضا خاں کی اچانک رحلت پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شخصیت علم وعمل کا ایک سنگم تھی۔ دین ومذہب اور ملک وملت کے تعلق سے ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ جماعت رضائے مصطفیٰ کی شاندار خدمات میں علامہ تحسین رضا خاں کی جدوجہد کا کافی دخل رہا۔ جامعہ کے پرنسپل علامہ محمد احمد مصباحی نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں خانوادہ رضویہ کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ انہوں نے صدر الشریعہ مولانا امجد علی، حضور مفتی اعظم ہند، محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد رضوی اور قاضی شمس الدین رضوی جعفری جیسی باکمال شخصیات سے کسب فیض کیا اور بریلی شریف کے تین اہم تعلیمی ادارے منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ رضویہ نوریہ میں ایک طویل عرصہ تک درس وتدریس کی خدمات انجام دے کر انہیں بلندی پر پہنچایا۔ ماہنامہ اشرفیہ کے چیف ایڈیٹر مولانا مبارک حسین مصباحی نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں ایک باکمال مفسر اور محدث ہونے کے ساتھ ہی کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ اجلاس میں جامعہ کے دو ہزار سے زائد طلباء واساتذہ اور ذمہ داران سمیت صدر شعبۂ افتاء مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی نے شرکت کی۔ الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ مسعی میں بھی آج ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا اشتیاق احمد مصباحی اور پرنسپل مولانا محمد خلیل مصباحی سمیت دیگر اساتذہ و طلباء نے شرکت کر کے علامہ تحسین رضا خاں کی رحلت پر اظہار رنج وغم کیا۔ آخر میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

ردولی (بارہ بنکی): مدرسہ مصباح العلوم چشتیہ محلہ وزیر گنج میں علامہ تحسین رضا خاں کی یاد میں منعقد مجلس ایصال ثواب میں مدرسہ کے تمام طلباء نے قرآن خوانی کی۔ اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم کے مہتمم مولانا محمد طارق رضا مصباحی نے کہا کہ سلسلۂ اعلیٰ حضرت کی اس کڑی کے ٹوٹ جانے سے جماعت اہل سنت کے تمام افراد کو بیحد رنج وغم ہوا ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

موت العالم موت العالم

مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی کی رحلت

جامعۃ الرضا برکات العلوم، مساجد و مدارس اہلسنت میں ایصال ثواب کا اہتمام

مالیگاؤں: بریلی شریف سے موصول اطلاع کے مطابق خانوادہ اعلیٰ حضرت کی بزرگ شخصیت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی کے نبیرہ علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی کل بروز جمعہ صبح کے وقت مہاراشٹر میں اپنے ایک تبلیغی سفر کے دوران حادثے میں شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا۔۔۔۔الخ۔ یہ سانحہ سارے عالم اسلام کیلئے عظیم رنج و غم کا باعث ہے۔ آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ کے سابق شیخ الحدیث تھے، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں شیخ الحدیث تھے۔ آپ کے ہزارہا تلامذہ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ و افریقہ اور دوسرے خطوں میں خدمت دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی امانتوں کے امین تھے۔ تقویٰ و طہارت میں بے مثال تھے۔ ساری زندگی دین متین کی تبلیغ و اشاعت اور درس و تدریس نیز افتا نویسی میں گزاری۔ آپ کی علمی عظمتوں کے چرچے اسلامی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا مرجع تھا۔ اللہ عزوجل آپکے درجات بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر فائز کرے اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کو صبر جمیل سے نوازے نیز آپ کا نعم البدل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔ حضرت کی رحلت کی اطلاع ملتے ہی تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم سری لنکا کے دورے سے لوٹ آئے۔ آج بریلی شریف میں تدفین عمل میں آئے گی۔ مالیگاؤں کے مدارس و مساجد اہل سنت میں آج قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی محافل کا انعقاد ہوا۔ جامعۃ الرضا برکات العلوم میں صبح 11 بجے قرآن خوانی کی گئی۔ اسی طرح مسجد گلشن امام احمد رضا، مسجد غوثیہ نوریہ مدینہ مسجد میں بھی ایصال ثواب کیا گیا نوری مشن مالیگاؤں اور مجدد الف ثانی فاؤنڈیشن نے بھی دعائے مغفرت کا اہتمام کیا۔ مولانا نیاز احمد مالیگ، حافظ جمیل احمد ابوزہرہ رضوی مولانا سراج احمد نوری، مولانا محمد ارشد مصباحی نے لندن میں محمد حامد رضا انصاری نے جدہ میں سید محمد حسین امام نے ورجینیا (امریکہ) میں محافل دعا منعقد کیں۔

5-8-2007

इन्दौर स

रजा खां साहब बरेलवी के निधन पर खिराजे अकीदत पेश की

इन्दौर। अंजुमाने इस्लाहुल मुसलेमीन शहर जामा मस्जिद के सचिव तथा तन्जीमे अहलेसुन्नत दारूल उलूम नूरी के सदस्य व [illegible] हजरत [illegible] रजा खां साहब के भाई हजरत [illegible] रजा खां साहब के पोते हजरत [illegible] खां साहब, नागपुर से बरेली शरीफ एक दुर्घटना में उनका इन्तेकाल हो गया। दारूल उलूम नूरी में आज सुबह उनके इसाले सवाब की [illegible] खानी [illegible] मोहम्मद [illegible] हाफिज अब्दुल गफ्फार नूरी [illegible] मौलाना नूरुल हक साहब, मौलाना अब्दुल अलीम साहब और अंजुमन इस्लाहुल मुसलेमीन जामा मस्जिद शहर इंदौर के और तन्जीमे अहले सुन्नत दारूल उलूम नूरी के मुफ्तियान और मुदर्रिसीन (मास्टर) साहेबान ने तेहसील रजा खां साहब को खिराजे अकीदत (श्रद्धांजली) पेश की।

www.muftiakhtarrazakhan.com

بریلوی کا ناگپور میں سڑک حادثہ میں انتقال

رضوی
ممتاز
وتحسین
ریف کا

شہر کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ہر سن چھوٹے بڑے کے ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ حضرت کے پسماندگان میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ مولانا موصوف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے برادر اکبر مولانا حسن رضا خان بریلوی کے پوتے تھے۔ وہ مفتی اعظم ہند

”علامہ تحسین رضا خاں اسلامی اقدار و تہذیب کے سچے پاسبان تھے“

معتقدین و مریدین کی جانب سے تعزیتی جلسے و ایصال ثواب

فیض آباد 5 اگست (ایس این بی) دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور کے شیخ الحدیث علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی اور دار العلوم کے استاذ و مہتمم قاری رئیس احمد خاں نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کی حادثاتی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ کے اچانک رحلت سے ملت اسلامیہ ایک فضل و کمال والی جامع شخصیت سے محروم ہو گئی۔ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے گھرانے کے ایک علمی یادگار تھے۔ خواجہ مظفر حسین نے کہا کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت سے گہری وابستگی کے باوجود مرحوم کے جنازہ میں علالت کے باعث شریک نہ ہو سکا جس کا مجھے عمر بھر شدید غم رہے گا۔

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے ریاستی جنرل سکریٹری قاری رئیس احمد خاں نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں معاشرے کے امن اور اسلامی اقدار و تہذیب کے سچے پاسبان تھے۔ انہوں نے اپنے اسلاف کی روش پر عمل کرتے ہوئے اشاعت اسلام اور فروغ سنیت کے لیے پوری زندگی صرف کر دی۔ وہ ایسے عالم دین تھے جن کے علم و عمل میں یکسانیت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کے مریدین و متعلقین اور وارثان بڑی کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ مولانا مختار

احسن قادری، مولانا شمس الدین، مولانا محمد رئیس بستوی و دیگر علماء نے بھی علامہ تحسین رضا کی اچانک رحلت پر رنج و غم کا اظہار کیا اور تعزیت پیش کی۔

جلالپور (امبیڈکر نگر): دار العلوم ہذا کے حق میں جیسے ہی انتقال کی خبر پہنچی قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، کلمہ شریف کے اذکار کا دور شروع ہو گیا۔ بعد و علامہ تحسین رضا خاں و ان کے ساتھ جاں بحق ہونے والوں کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اسی طرح مدرسہ اظہار العلوم نیا بابا، جہانگیر گنج و مدرسہ برکت العلوم نیوارن، جہانگیر گنج میں بھی قرآن و فاتحہ خوانی کا اہتمام کر کے ایصال ثواب کیا گیا۔ جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف میں منعقد تعزیتی جلسہ میں علامہ تحسین رضا خاں کی حیات و خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی جبکہ مدرسہ امیر العلوم سنابے میں ایک تعزیتی نشست کی صدارت کرتے ہوئے مولانا شہباز عالم نے کہا کہ علامہ مفتی تحسین رضا خاں، ارباب اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ دینی کی تبلیغ و مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں گذرا۔ آخر میں مدرسہ امیر العلوم سنابے میں قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کر کے ایصال کیا گیا۔

ڈلو لنسی: مدرسہ نوریہ اشرفیہ انصار نگر نئی بستی بجرڈیہہ میں علامہ تحسین رضا کے انتقال پر قرآن خوانی کا انعقاد کیا گیا جس میں مدرسہ ہذا کے سکریٹری قمیر احمد (عرف چاند) و ناظم تعلیمات مولانا محمد اختر رضا و جملہ اراکین مدرسین و طلباء، طالبات نے شرکت کی۔ بعدہ فاتحہ و قل شریف و دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اسی طرح مدرسہ انوار العلوم، جلالی پورہ میں منعقد جلسۂ تعزیت میں مفتی فضل احمد مصباحی نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے علامہ تحسین رضا کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ علامہ حبیب الرحمن، علامہ محبوب عالم اور الحاج سراج الحق وغیرہ نے بھی خراج عقیدت پیش کیا۔

شراوستی: انجمن اسلامیہ محلہ خنڈوا، بھنگا میں منعقد تعزیتی جلسہ میں امام عیدین عیدگاہ بھنگا و سرپرست انجمن اسلامیہ علامہ گل محمد خاں رضوی اور انجمن اسلامیہ کے ذمہ داران، اساتذہ و طلباء نے شرکت کی اور علامہ مفتی تحسین رضا اور ان کے ہمراہ جاں بحق ہوئے افراد کے لیے ایصال ثواب کیا۔ جلسہ میں خصوصیت کے ساتھ قاری جمال احمد، قاری رفیع اللہ خاں، مسعود بی، قاری محمد احمد، تابش بہرائچی، قاری عمران رضا کے علاوہ بھی لوگوں نے شرکت کی۔

دلشی ہونلی: دار العلوم جلیلیہ گلشن رضا کے ناظم اعلیٰ حافظ انیس احمد قریشی اور جملہ طلباء و اساتذہ کی موجودگی میں تعزیتی مجلس ہوئی جس میں قرآن خوانی کے بعد علامہ تحسین رضا خاں کو ایصال ثواب کیا گیا۔ مولانا محمد شمشیر احمد، مولانا اصغر علی و قاری سہیل اختر و قاری زین الدین، مولانا فاروق، قاری نوشاد عالم و قاری غلام شبر و قاری ممتاز احمد و حافظ ممتاز احمد و حافظ عبد الجلیل و قاری قمر رضا وغیرہ نے شرکت کی۔

پرتاپ گڑھ: دار العلوم اشرف المدارس محلہ علی پور میں تعزیتی جلسہ مولانا نصیر احمد اشرفی کی صدارت و حافظ انور حسین کی نظامت میں ہوا۔ مدرسہ میں قرآن خوانی کر کے علامہ تحسین رضا خاں کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ حافظ محمد انور رضا خاں حبیبی ناظم مدرسہ ہذا نے کہا کہ علامہ تحسین رضا خاں کی رحلت سے دنیائے سنیت کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

مولانا تحسین رضا خان بریلوی کا انتقال ملت کا نقصان عظیم

علماء کرام و مختلف اصحاب کے تعزیتی بیانات

اتحاد ملت اسلامی

☆☆..... جناب سید عبدالرؤف رضا نائب صدر اتحاد ملت اسلامی نے شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تحسین رضا خان بریلوی کے سانحہ ارتحال کو ملت اسلامیہ بالخصوص خانوادہ اعلیٰحضرت کا عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان کے خلیفہ اول تھے۔ ان کا انتقال ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت کے مماثل قرار دیتے ہوئے ان کے بلند درجات کی دعاء کی ہے اس موقع پر اتحاد ملت اسلامی کے صدر سید حبیب امام قادری مشائخ بالاپور' معتمد جناب سید یونس قادری' جناب محمد معزالدین' جناب محمد حبیب' جناب محمد سلیم' جناب محمد رضوان صدیقی موجود تھے۔

مولانا تحسین رضا خان شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام کی تدفین

حیدر آباد۔ 4اگست (راست) مولانا محمد ابوالحسن علی رضوی القادری بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹ کی اطلاع کے بموجب مولانا تحسین رضا خان شیخ الحدیث "الجامعۃ الرضا للدراسات الاسلامیہ" بریلی شریف کا 3اگست کو سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ وہ ناگپور ایئرپورٹ سے بذریعہ کار چندرپور نماز جمعہ پڑھانے کیلئے جارہے تھے کہ اچانک مین ہائی وے پر یہ حادثہ پیش آیا اور وہ جائے حادثہ پر ہی انتقال کرگئے۔ ان کے ساتھ ان کے ایک خادم بھی اسی وقت انتقال کرگئے۔ جمعہ کی شب چندرپور ہاسپٹل سے مولانا کی میت مفتی محمد حبیب اشرف کے مکان واقع ناگپور لائی گئی۔ تقریباً 25 ہزار سے زائد مجمع حضرت کے دیدار کیلئے ناگپور میں جمع ہوگیا۔ وفات کی صبح ناگپور [illegible] مرحوم کی عمر 72 سال تھی۔ پسماندگان میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی شامل ہیں۔ موصوف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے برادر اکبر مولانا حسن رضا خان بریلوی کے پوتے تھے۔ وہ مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان کے خلیفہ اول تھے۔ بریلی شریف میں دارالعلوم منظر اسلام' جامعہ منظر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی کے شیخ الحدیث رہنے کے علاوہ "الجامعۃ الرضا للدراسات الاسلامیہ" بریلی شریف کے موجودہ شیخ الحدیث تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا کرے۔ مزید تفصیلات کیلئے فون نمبرات 9290192447 اور 9440986450 پر ربط پیدا کیا جاسکتا ہے۔

مدرسہ خیر العلوم

ورنگل۔ 4اگست (راست) مولانا خواجہ کیلئے پیش کیاہے وہ سبھی کیلئے لائق تقلید ہے۔

محمد جعفر العابدین قادری رضوی بانی و مہتمم مولانا کو مظہر مفتی اعظم کہا جاتا تھا۔ مولانا مدرسہ خیر العلوم منڈی بازار ورنگل و خلیفہ موصوف کے سانحہ ارتحال سے جماعت اہل حضرت اشرف العلماء مفتی محمد حبیب اشرف سنت اپنے ایک روحانی و علمی پیشوا سے محروم ناگپوری نے شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تحسین ہوگئی ہے۔ حضرت کا انتقال ملت کا نقصان عظیم رضا خان بریلوی کے سانحہ ارتحال کو پوری ہے۔ امت مسلمہ بالخصوص خانوادہ اعلیٰحضرت کا عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے کہاکہ حضرت موصوف خانوادہ اعلیٰحضرت کے چشم و چراغ تھے۔ مدرسہ خیر العلوم منڈی بازار ورنگل میں حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی قبر پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے۔

دار العلوم انوار مصطفیٰ

☆☆..... ڈاکٹر سید حسین نوری بانی و ناظم اعلیٰ دار العلوم انوار مصطفیٰ سدی پیٹ اور سکریٹری جناب محمد عبدالحمید رضوی نے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تحسین رضا خان (بریلی شریف) کے سڑک حادثہ میں انتقال پر اپنے گہرے دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ حضرت موصوف پوری دنیائے سنت کے عظیم علمی' روحانی اور ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ پچھلے 6 دہوں سے انہوں نے مسلسل فن حدیث و علم حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں آج ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ انہوں نے ہمیشہ درد دلی اور ہمدردی' اخوت' بھائی چارگی' انسانیت دوستی اور حب خدا و عشق رسول ﷺ کی تعلیم دی ہے۔ ان کے انتقال سے پوری دنیائے سنیت میں ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے کہ جس کا احساس عرصہ دراز تک لوگوں کو اور علماء و خواص کو ہوتا رہے گا۔

حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیلئے مدرسہ دار العلوم انوار مصطفیٰ سدی پیٹ میں محفل قرآن خوانی منعقد کی گئی۔

مدرسہ دار العلوم معینیہ

☆☆..... مولانا محمد عبدالحی بانی و ناظم اعلیٰ مدرسہ دار العلوم معینیہ سورج نگر پورابندہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد تحسین رضا خان بریلوی کے سانحہ ارتحال پر اپنے گہرے دکھ اور رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوئے تعزیتی بیان میں کہاکہ امت مسلمہ اپنے ایک شفیق علمی و روحانی بزرگ سے محروم ہو گئی۔ مولانا کے ہزاروں شاگرد آج پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے علم و حکمت اور حسن عمل تقویٰ و طہارت سے جو نمونہ عمل قوم [illegible]

مہر آرگنائزیشن

☆☆..... شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خان کے انتقال پر مہر آرگنائزیشن کے جنرل سکریٹری جناب محمد عثمان قادری اور دلہان و دیگر اراکین نے اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہاکہ حضرت موصوف کا سڑک حادثہ میں انتقال ملت کا بہت بڑا عظیم نقصان ہے اور اکابرین اہل سنت اور سنی عوام اپنے ایک علمی و روحانی پیشوا سے محروم ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت موصوف کی قبر پر رحمت و نور کی برسات نازل فرمائے۔

معہد انوار الحق

☆☆..... ممتاز عالم دین مولانا محمد تحسین رضا خان شیخ الحدیث "الدراسات الاسلامیہ الجامعۃ الرضا" بریلی شریف کے سڑک حادثہ میں انتقال پر اپنے گہرے رنج و ملال اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ناظم معہد انوار الحق محمد ساجد حسین قادری کامل الحدیث جامعہ نظامیہ نے اپنے تعزیتی بیان میں کہاکہ حضرت موصوف علم و حکمت اور دانائی تقویٰ و طہارت اور خلوص و للہیت کا پیکر تھے۔ وہ ایک غیر نزاعی شخصیت تھے۔ انہوں نے شہر حیدر آباد کے علاوہ آندھرا پردیش کے تقریباً کئی اضلاع میں تبلیغی دورے کئے اور اپنی علمیت' سادگی اور حسن اخلاق کے ذریعہ قوم مسلم کی نمایاں خدمات انجام دی۔ اس خصوص میں دینی اقامتی مدرسہ معہد انوار الحق اے جی کالونی ایرہ گڈہ میں مجلس ایصال ثواب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا کرے۔

مسجد صدیقی

☆☆..... مولانا تحسین رضا خان بریلی کے انتقال پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے زیر انتظامی کمیٹی مسجد صدیقی اہل سنت والجماعت تازہ بن سکندر آباد کے صدر جناب سید شہاب الدین' جناب محمد عزیز معتمد' جناب سید عبدالقادر شریف نائب صدر مسجد کمیٹی اور جملہ اراکین نے کہاکہ مولانا کے انتقال سے اکابرین اہل سنت کے درمیان خلا پیدا ہوگیا ہے جس کی پابجائی مشکل ہے۔ اہل سنت والجماعت اپنے ایک بہت بڑے صاحب تقویٰ بزرگ اور علمی شخصیت سے محروم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے اور متعلقین کو صبر و جمیل عطا کرے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

उ ल्लामा तहसीन मियां सुपुर्द ख़ाक

हजरत तहसीन मियां के जुलूस-ए-जनाजा में उमड़ा अकीदतमंदों का सैलाब। जागरण

बरेली, जागरण संवाददाता : मजहर-ए मुफ्ती आजम हिन्द हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां को आज पूरे एहतेराम के साथ सुपुर्दे खाक कर दिया गया। आंसुओं से लबरेज आंखें, चेहरे पर गम और मायूसी और जुबान पर कलमा-ए विर्द लिए लाखों अकीदतमन्द

• अकीदतमंदों का उमड़ा सैलाब, बाजार रहे बंद, शहर में यातायात थमा, धूप में कई की तबियत बिगड़ी, भीड़ में दर्जनों चुटैल भी

• मौलाना जहीर की भी तदफीन

अल्लामा के आखिरी सफर में शामिल हुए।

अल्लामा तहसीन मियां का जुलूस-ए-जनाजा दोपहर उनके कांकर टोला स्थित निवास से करीब एक बजे रवाना हुआ। इसके बाद करीब साढ़े तीन चार किलोमीटर का सफर तय करके जनाजा इस्लामियां इण्टर कालेज मैदान

■ शेष पृष्ठ 11 पर

मौलाना जहीर के सोयम में भी जुटी भीड़

बरेली : मौलाना जहीर रजा कादरी (अम्मन मियां) की सोयम की फातेहा शाहबाद की श मस्जिद में हुई। इसमें खानदान के अलावा शहर भर के तमाम लोगों ने शिरकत किया। मस्जिद सुबह कुरान ख्वानी के बाद शाम को उनके फर्राशी टोला स्थित निवास फातेहा हुई। इस दौरान न शरीफ और सलातो सलाम सलाम का नजराना पेश किया गया। दुआ मुफ्ती आजम हिन्द अ रजा खां अजहरी मियां ने की। इसके अलावा पूरे शहर भर की मस्जिदों में हजरत तहसीन मि के साथ मौलाना जहीर की मगफिरत के लिए भी दुआ की गयी। अम्मन मियां की फातेहा मे मौलाना तस्लीम रजा खां, मौलाना शिराज रजा खां, मौलाना असजद रजा खां, मौलाना शहाबउ रजवी ने शिरकत किया।

हजरत तहसीन मियां का सोयम आज

शहर भर मस्जिदों में होगा इन्तेजाम, मौलाना जहीर का सोयम शाहबाद में

बरेली : मजहरे मुफ्ती -ए आजम हिन्द हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां का सोयम (तीजा) मंगलवार को कांकर टोला स्थित नूरानी मस्जिद में होगा। इसके अलावा मोहल्ले की ही छह मीनार मस्जिद, दरगाह आला हजरत व किला की शाही जामा मस्जिद में भी सोयम का इन्तेजाम किया गया है।

अल्लामा तहसीन मियां के साहबजादे मौलाना हस्सान रजा खां नूरी ने बताया कि सुबह फज्र की नमाज के बाद नूरानी मस्जिद में पहले कुरान ख्वानी होगी। इसके बाद दरूद और नात ख्वानी का सिलसिला चलेगा।

इस दौरान उल्मा-ए इकराम हजरत तहसीन मियां के हालाते जिन्दगी पर मुख्तसर तकरीर करेंगे। आखिर में फातेहा व सलातो सलाम और इसाले सवाब होगा। इसी मस्जिद में शाम को असर की नमाजबाद सोयम की फातेहा भी होगी।

मौलाना हस्सान ने अपील करते हुए कहा है कि जहां-वहां भी लोग हजरत का सोयम कर रहे है वहां मौलाना जहीर रजा कादरी के इसाले सवाब के लिए भी दुआ फरमाएं। वहीं उन्होंने हजरत के जनाजे और तदफीन में हुई अकीदमन्दों को परेशानी के लिए अफसोस जाहिर किया है।

सोयम के इन्तेजाम की कड़ी में टीटीएस द्वारा दरगाह आला हजरत, रजा मस्जिद आईएमसी द्वारा किला स्थित शाही जामा मस्जिद, किला थाना स्थित शाही मस्जिद बैकवर्ड मुस्लिम सभा द्वारा शाह नूरी व अल्वी मस्जिद, मोहसिन रजा व कफील सकलैनी द्वारा कानून गोयान भूड़ मस्जिद बिरादराने कुरैश की तरफ से मोहल्ला आजमनगर मस्जिद, बीबी जी की मस्जिद सहित शहर भर की तमाम छोटी-छोटी बड़ी मस्जिदों में सुबह फज्र की नमाज के बाद कुरान ख्वानी होगी। इसी तरह मौलाना जहीर रजा कादरी उर्फ अम्मन मियां का सोयम शाहबाद की शाही मस्जिद में होगा।

एम ए खान के अनुसार शाम को बाद नमाज असर फातेहा व तकरीरी कार्यक्रम भी भर आयोजित किया जायेगा।

इधर मौलाना तस्लीम मियां के मुताबिक शाहदाना मस्जिद मुफ्ती आजम मस्जिद मलूकपुर लाल मस्जिद, तम्बाकू वाली मस्जिद दादा की मस्जिद, राधाविधान खन्नू मोहल्ला सहित ग्रामीण क्षेत्रों की भी तमाम मस्जिदों में सोयम का इन्तेजाम किया गया है।

www.muftiakhtarrazakhan.com

सड़कों पर हुजूम के बाद भी व्यवस्थित रहा ट्रैफिक

बरेली : मुस्लिमों के धर्म गुरु हजरत तहसीन रजा खां के जुलूस ए जनाजा के दौरान लोगों का हुजूम सड़कों पर था, फिर भी ट्रैफिक व्यवस्था दुरुस्त रही। कुछ स्थानों पर हल्का जाम लगा लेकिन खुल गया।

रविवार का दिन होने के चलते लोग कम ही घरों से बाहर निकले। सबसे अच्छी बात तो यह रही कि स्कूल बंद थे तो बच्चे भी घरों में ही थे।

दोपहर लगभग एक बजे जनाजा उठा। भारी भीड़ थी तो शाहमतगंज, धोबी चौराहा, अयूब खां, नावल्टी टाकीज आदि स्थानों पर जाम भी लगा। लेकिन जनाजे के निकलते ही सब कुछ व्यवस्थित हो गया। इस दौरान पुलिस भी भारी संख्या में लगाई गयी थी। सभी देहात क्षेत्र के सीओ, एसओ व भारी संख्या में पुलिस बल लगाया गया था। इसके अलावा शहर के सभी इंस्पेक्टर व एसओ लगातार गश्त कर रहे थे। हर चौराहे पर ट्रैफिक पुलिस मुस्तैद थी। पुलिस की भारी चौकसी के चलते सब कुछ इतना व्यवस्थित रहा कि कहीं भी परेशानी के हालात पैदा नहीं हो सके।

इस दौरान एसएसपी ज्योति नारायन, एसपी सिटी संतोष कुमार सिंह भी बराबर नजर रखे रहे।

नावल्टी चौराहे पर मौलाना तहसीन रजा खां के जुलूए-ए-जनाजा शामिल होने आये अकीदतमंदो का हुजूम।

पुराना शहर में बवाल

अल्लामा तहसीन मियां की शान में गुस्ताखी से भड़के लोग

बरेली : पुराना शहर के खुजरों वाली गली सूफीटोला में आज भारी हंगामा हो गया। मोहल्ले के सैकड़ों लोगों ने वसीम उर्फ भाइंजी के निवास पर हमला बोल दिया। जबरदस्त पथराव के बाद भाईजी के साथ मारपीट भी की।

भाईजी ने अल्लामा तहसीन मियां की शान में कुछ गुस्ताख अल्फाजों का इस्तेमाल कर दिया था, जिस पर यहां के लोग भड़क गये और देखते ही देखते भारी भीड़ जमा हो गई। उसकी इस गुस्ताखी पर भीड़ ने उसकी जमकर धुनाई करना शुरू कर दी पहले तो किसी तरह महिलाएं बचाकर घर ले गईं, उसके बाद भीड़ ने उसे घर से निकालने की बात करते हुए मकान पर पथराव कर दिया। इस घटना की खबर जैसे ही मौलाना तौकीर रजा खां को मिली वह फौरन मौके पर पहुंच गये और हालात को काबू में कर लिया। उनके साथ मुफ्ती रईस अशरफ, मौलाना मुश्ताक हुसैन, कारी अख्तर रजा व डा. नफीस खां ने लोगों को समझाबुझाकर किसी तरह शांत किया। भीड़ फिर भी मानने को तैयार नहीं हो रही थी तो मौलाना तौकीर ने लोगों को समझाते हुए भाईजी से तहसीन मियां की मजार पर जाकर माफी मंगवाने की बात कही। इस पर लोग सहमत हो गये। बाद में तौकीर मियां खुद अपने साथ भाईजी को कांकरटोला स्थित हजरत तहसीन मियां मजार शरीफ पर ले गये, जहां भाइंजी ने साहबजादे मौलाना हस्सान रजा खां की मौजूदगी में माफी मांगी। जिसे हस्सान मियां ने माफ कर दिया। तब जाकर मामला शांत हुआ।

सड़क दुर्घटना में अल्लामा तहसीन...

शिरकत करने के बाद वह सुबह करीब साढ़े दस बजे स्कार्पियो से चन्द्रपुर के लिए रवाना हुए। यहां से सात किलोमीटर का सफर ही तय किया होगा कि सामने से आ रहे एक टैंकर से उनकी गाड़ी की भिड़न्त हो गयी। इसमें अल्लामा तहसीन मियां व मौलाना जहीर रजा कादरी उर्फ अम्मन मियां का इन्तेकाल हो गया। जबकि ड्राइवर सहित तीन लोग घायल हुए। इसमें कारी इरफान मियां की हालत गम्भीर बताई जाती है। बता दें कि अल्लामा तहसीन मियां आला हजरत के पोते हैं। आपके वालिद अल्लामा हसनैन रजा खां आला हजरत के मझले भाई मौलाना हसन रजा खां के साहबजादे हैं। मौलाना अम्मन मियां आला हजरत के नवासे मौलाना सिराज रजा के बहनोई हैं। अल्लामा तहसीन मियां के तीन बेटे हैं। मौलाना हस्सान रजा खां, मौलाना रिजवान रजा खां व सुहेब रजा खां व एक बेटी है जिनकी शादी हो चुकी है। अल्लामा तहसीन मियां का जस्देखाकी अभी नागपुर में ही है। शनिवार को हवाई जहाज से उन्हें दिल्ली लाया जायेगा, जहां से सड़क द्वारा बरेली लाने का इन्तेजाम किया गया है। रविवार पांच अगस्त को अपराह्न दो बजे के बाद इस्लामियां इन्टर कॉलेज मैदान पर उनकी नमाजे जनाजा होगी। इसके बाद उन्हें संभवतः सौदागरान स्थित दरगाह आला हजरत में सुपुर्दे खाक किया जायेगा। इधर इस घटना की खबर पहुंचते ही मुसलमानों में गम की लहर दौड़ गई। लोग कांकर टोला स्थित उनके निवास पर रंजोगम का इजहार करने दौड़ पड़े। दरगाह आला हजरत सौदागरान, मलूकपुर खन्नू मोहल्ला कांकर टोला सहित तमाम मुस्लिम बाहुल्य इलाकों की दुकानें बन्द हो

www.muftiakhtarrazakhan.com

गयी। इस बीच दरगाह आला हजरत के सज्जादा नशीन मौलाना सुब्हान रजा खां सुब्हानी मियां, नायब सज्जादा मौलाना अहसन रजा खां, मौलाना तौकीर रजा खां, मौलाना तौसीफ रजा खां, मौलाना कारी तस्लीम रजा खां, मौलाना असजद रजा खां, अदनान रजा खां, मौलाना बदर रजा खां सहित खानदान के तमाम लोगों के अलावा मौलाना शहाबउद्दीन रजवी डा. नफीस खां, पूर्व मंत्री अताउर्रहमान, सपा नेता सरफराज वली खां, टीटीएस के नासिर कुरैशी, आईएमसी के इफ्तखार कुरैशी, अफजाल बेग, मुजाहिद हुसैन, जमात के नाजिम बेग खलील कादरी, जद के हैदर अली सहित तमाम लोग वहां पहुंच गये। उधर मारीशस, दक्षिण अफ्रीका, मलावी, इंग्लैंड, हालैंड, पाकिस्तान व बांग्ला देश से उनके शागिर्दों के फोन आये। हादसे की खबर सुनते ही मुफ्ती आजम हिंद अल्लामा अख्तर रजा खां अजहरी मियां श्रीलंका व दुबई का दौरा रद्द कर कोलंबो से कल भारत के लिए रवाना होंगे।

तहसीन मियां के आवास पर शोक व्यक्त करने पहुंचे लोग।

तहसीन मियां के विसाल पर हर कौमो मिल्लत को मलाल

आईएमसी की रविवार को मुसलमानों से दुकानें बन्द रखने की

बरेली, जागरण संवाददाताः आलिमे दीन हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां के सड़क दुर्घटना में हुए इन्तेकाल से पूरा शहर स्तब्ध है। सभी को चाहे वह किसी कौमो मिल्लत का हो सबको मलाल है। प्रदेश के मुस्लिम वक्फ राज्यमंत्री शाहजिल इस्लाम ने तहसीन मियां के इन्तेकाल पर गहरे दुःख का इजहार किया है। कहा है कि उनकी कमी इस्लाम जगत को हमेशा खलती रहेगी। वहीं मेयर सुप्रिया ऐरन व पूर्व मंत्री प्रवीन सिंह ऐरन ने भी तहसीन मियां के इन्तेकाल पर गहरा दुःख जताते हुए कहा है कि उनके निधन से मानवता को गहरा अघात पहुंचा है। जिसकी क्षति पूर्ति सम्भव नही है।

इसी तरह पूर्व मंत्री अताउर्रहमान ने भी रंजोगम का इजहार करते हुए उनके विसाल को इस्लामी दुनिया का नुक्सान बताया है। वहीं डा. एसई हुदा ने भी मुफ्ती आजम ने इन्तेकाल पर मलाल जाहिर किया है। इधर शहर भर में अलग-अलग शोक सभाएं भी हुई।

आइएमसी की शोक सभा में प्रवक्ता डा. नफीस ने मौलाना तौकीर रजा खां की ओर से शहर के मुसलमानों से अपील की है कि पांच अगस्त रविवार वे अपनी दुकानें बन्द रखें और तहसीन मियां की नमाजे जनाजा में शिरकत करें। बैठक में तस्लीम मिर्जा, अफजाल बेग, इफ्तेखार कुरैशी, मुजाहिद हुसैन आदि मौजूद थे।

जमात रजा मुस्तफा की बैठक में महासचिव मौलाना शहाबउद्दीन रजवी ने अल्लामा तहसीन मियां की जिन्दगी पर विस्तार से बयान करते हुए गम का इजहार किया। इसमें मौलाना असजद रजा खा, नाजिम बेग कारी, रईस मियां फैजाबादी, मौलाना हसीब रजा खां, मौलाना शुएब रजा, हाजी मेराज मियां, खलील कादरी, शाबान अली आदि मौजूद थे। इसी तरह दानिशवरों की एक ताजयती बैठक में डा. एजाज हसन ने मुफ्ती आजम के इन्तेकाल पर दिली अफसोस जताया। कहा कि उनके विसाल से इस्लामी जगत में खला पैदा हो गया है। ऐसा आलिमेदीन दुनिया को जल्दी नही मिलता। इस दौरान अहमद अजीज ई. सय्यद नुजहत हुसैन, नईम अख्तर, डा. अय्यूब अंसारी ने भी ताजियत पेश किया।

इसी तरह इंका नेता मो. युसुफ, सपा नेता सरफराज वली खां, जुबैद अहमद, जावेद खां

ملک کی مختلف ریاستوں یوپی راجستھان مدھیہ پردیش اور بہار وغیرہ سے

علامہ تحسین رضا قادری کے انتقال پر اظہار تعزیت

مولانا مبشر احمد رضوی القادری نے کہا کہ علامہ تحسین رضا کی حضرت علامہ تحسین رضا قادری کے ارتحال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا شہادت سے ایک علمی اور روحانی نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ تحسین رضا اور عالم کی موت دراصل عالم کی موت ہے۔ محمد تسمیر کی اپنے کرم سے مغفرت فرمائے

الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حادثہ میں شدید زخمی ہوئے ہیں رب کریم انہیں جلد از جلد شفائے کاملہ

حادثہ میں انتقال پر ملال پر اپنے گہرے رنج و صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت موصوف پوری دنیائے سنیت کے عظیم علمی روحانی اور ہردلعزیز بزرگ تھے۔ گزشتہ دہوں سے انہوں نے مسلسل فن حدیث و حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں آج ان

www.muftiakhtarrazakhan.com

दैनिक जागरण | 7

हजरत तहसीन मियां का परिचय

दर्स-ओ तदरीस में गुजरी जिन्दगी

बरेली, जागरण संवाददाता : सदरउल उलेमा सेखुल हदीस, मजहरं मुफ्ती आजम हिन्द हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां की हुकूमत हर मुसलमान के दिल पर थी। उनकी पूरी जिन्दगी दरसो तदरीस में गुजरी। इसी के साथ उन्होंने आला हजरत और मुफ्ती आजम हिन्द के मिशन को भी परवान चढ़ाने में लगे रहे। अल्लामा की पैदाइश 1939 में सोदागरान में हुई थी। वह आला हजरत इमाम अहमद खां के मझले भाई उस्तादे जमन हजरत मौलाना हसन रजा खां के साहिबजादे हजरत हसनैन खां के बेटे थे। उनके वालिद उन्हें 4-5 बरस की उम्र में ही पुराना शहर के कांकर टोला लाकर बस गये थे। यहीं की मशहूर मिर्जाई मस्जिद में आपकी शुरूआती दीनी तालीम हुई। इसमें-आपकी तालीम मदरसा मजहर-ए इस्लाम में पूरी हुई। उनकी दस्तार मुफ्ती -ए आजम हिन्द हजरत मौलाना मुस्तफा रजा खां ने अपने दस्त-ए मुबारक से फरमायी। उसी साल 1943 में उर्स -ए आजम हिन्द ने उन्हें खिलाफत और इजाजत से नवाजा। अल्लामा तहसीन मियां खानदान के पहले शख्स थे, जिन्हें मुफ्ती आजम हिन्द ने खिलाफत सौंपी। इसके बाद वह फैसलाबाद (पाकिस्तान) चले गये। वहां आला हजरत के खलीफा हजरत सरदार अहमद के शागिर्द बने। यहां से भी उन्हें खिलाफत मिली। वहां से वापस आकर उन्होंने दारूल उलूम मजहर-ए इस्लाम से 1949 में सनद-ए हदीस ली। सनद लेने के बाद उनका दीनी खिदमात का सिलसिला शुरू हुआ। 1972 में उन्होंने दारूल उलूम मजहरे इस्लाम के अलावा 1975 में दारूल उलूम मंजरे इस्लाम और 1982 में जामे नूरिया में शेखुल हदीस के ओहदे पर रहकर दर्से तदरीस की खिदमात अंजाम दीं। फिलहाल वह अल्लामा अजहरी मियां के कायम करदा मरकज अद्दिरासातुल इस्लामियां (इस्लामिक स्टडी सेन्टर) पर शेख-उत हदीस और सदरे मुदर्रिस थे। 1986 में वह पहली बार हज पर गये। उन्होंने अवाम को भी दर्से कुरान व हदीस से फैजयाब किया। इसकी आगाज उन्होंने 1982 में किया और चौदह साल में कंजुल इमान का तर्जुमा व तफसील मुकम्मल किया फिर दुबारा कंजुल इमान की तर्जुमा शुरू किया। जो आखरी सिपारे पर था। मुफ्ती आजम हिन्द ने ही उनसे 24 साल पहले चांद की तारीख 20 रजब 1404 हिजरी को अंजुमन शाने इस्लाम का नाम तजवीज किया और कहा था कि यह अंजुमन काम करेगी। अफसोस आज 20 ही रजब है। आज से ही इस अंजुमन की 25 वीं वर्षगांठ शुरु हुई और उन्हें आज ही सुपुर्दे खाक किया गया।

تعمیر مشکل ہے۔ وہ ایک صاحب تقویٰ باعمل
بزرگ اور غیر نزاعی شخصیت کے حامل تھے۔
پوری دنیا میں آج بھی ان کے شاگردوں کی
تعداد ہزاروں میں ہے۔ فن حدیث کی انہوں
نے جو خاموش خدمات انجام دی ہیں ان کو
فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ان کے انتقال
سے پوری دنیائے ... میں ایک ایسا خلا پیدا
ہوگیا ہے جس کا احسا... ... لوگوں کو
اور علماء خواص کو ہورہا ہے۔

... حضرت علامہ ... تحسین رضا
خان شیخ الحدیث الدراسات الاسلامیہ الجامعۃ
الرضا" بریلی شریف کے سانحہ ارتحال
پر گہرے رنج وملال کا اظہار کرتے ہوئے ناظم
معہد انوارالحق محمد ساجد حسین قادری نے اپنے
تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت موصوف علم
وحکمت اور دانائی تقویٰ وطہارت اور خلوص
کا پیکر تھے۔ وہ ایک غیر نزاعی شخصیت تھے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت
میں جگہ عطا فرمائے۔

●● جنرل سکریٹری مہر آرگنائزیشن
جناب محمد عثمان قادری نے تعزیتی بیان میں
الجامعۃ الرضا بریلی شریف کے شیخ الحدیث
حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان کے انتقال
پر اپنے گہرے غم ورنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا
کہ حضرت محدث کے انتقال سے ملت کو عظیم
نقصان ہوا ہے اور اکابرین اہل سنت اور سنی عوام
اپنے ایک علمی وروحانی پیشوا سے محروم ہوگئی۔

अल्लामा तहसीन मियां सुपुर्दे खाक

बरेली, जागरण संवाददाता : मजहर-ए मुफ्ती आजम हिन्द हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां को आज पूरे एहतेराम के साथ सुपुर्दे खाक कर दिया गया। आंसुओं से लबरेज आंखें, चेहरे पर गम-ओ- मायूसी और जुबान पर कलमा-ए विर्द लिए लाखों अकीदतमन्द

- अकीदतमंदों का उमड़ा सैलाब, बाजार रहे बंद, शहर में यातायात थमा, धूप में कई की तबियत बिगड़ी, भीड़ में दर्जनों चुटैल भी
- मौलाना जहीर की भी तदफीन

अल्लामा के आखिरी सफर में शामिल हुए।

अल्लामा तहसीन मियां का जुलूस- ए-जनाजा दोपहर उनके कांकर टोला स्थित निवास से करीब एक बजे रवाना हुआ। इसके बाद करीब साढ़े तीन चार किलोमीटर का सफर तय करके जनाजा इस्लामियां इण्टर कालेज मैदान

www.muftiakhtarrazakhan.com

पहुंचे हुए संत थे तहसील मियां

विवि में भी हैं कई मुरीद

बरेली, जागरण संवाददाता: हजरत अल्लामा तहसीन मियां के कई मुरीद यूनीवर्सिटी में भी थे। एआर गोस्वामी मंसूर खां को आज भी वो मुलाकात याद है जब यहां से पूर्वांचल विवि ट्रांसफर होने के बाद वह उनके पास पहुंचे थे। मंशा विदाई और दुआएं लेने की थी, लेकिन तहसीन मियां ने दो टूक कहा- तुम कहीं नहीं जा रहे। बाद में हुआ भी ऐसा ही।

मंसूर खां बताते हैं कि पिछले साल जून में उनका ट्रांसफर पूर्वांचल विवि हो गया था। 30 जून को उन्हें रिलीव होना था। इसी दौरान आइईटी के पीआरओ जहीर अहमद ने उन्हें तहसीन मियां का मुरीद बनने की सलाह दी। 28 जून को वह उनके पास पहुंचे। उन्हें बताया कि उनका ट्रांसफर हो चुका है और जाने से पहले वह उनके मुरीद बनना चाहते हैं, लेकिन तहसीन मियां ने उनसे कहा-तुम कहीं नहीं जाओगे! उन्हें आश्चर्य हुआ, मगर कुछ देर तहसीन मियां के पास रुककर वह लौट आए।

—

श्री खां बताते हैं कि एक जुलाई को उन्होंने पूर्वांचल विवि पहुंचकर वीसी को ज्वाइनिंग की एप्लीकेशन दी, लेकिन वीसी ने उन्हें बताया कि उनके विवि में तो कोई जगह खाली नहीं है। उच्च शिक्षा सचिव ने इसके बाद उनका ट्रांसफर फैजाबाद विवि कर दिया। लेकिन वहां भी कोई जगह खाली नहीं थी। आखिर तमाम भागदौड़ के बाद उन्हें करीब 15 दिन बाद फिर रुहेलखंड विवि में नियुक्ति का आदेश थमा दिया गया। उस दिन से वह हजरत तहसीन मियां के सच्चे मुरीद बन गए।.

यूनीवर्सिटी में इसके अलावा परीक्षा विभाग के योगेंद्रपाल सिंह, आरके जोशी और हाल ही में ट्रांसफर हुए उप कुलसचिव आरपी सिंह भी तहसीन मियां को काफी मानने वालों में थे। इन सभी की कई बड़ी दिक्कतें तहसीन मियां ने आसान की थीं। आईईटी के जहीर अहमद उनके पुराने मुरीद थे। हाल ही में उनकी अम्मी के इंतकाल पर तहसीन मियां उनके घर पहुंचे थे।

सांसद अखिलेश आज जायेंगे तहसीन मियां के निवास पर

अफसोस जताने वालों का दिन भर लगा रहा तांता

बरेली : हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां के निवास पर आज भी लोगों का अफसोस जाहिर करने पहुंचने वालों का तांता लगा रहा। इसी कड़ी में मंगलवार को सुबह सपा सांसद अखिलेश सिंह यादव भी तहसीन मियां के निवास पर शोक व्यक्त करने पहुंचेंगे। उनके साथ पूर्व मंत्री अताउर्रहमान भी होंगे।

हजरत तहसीन मियां के कांकर टोला स्थित निवास पर आज भी दूर दराज शहरों से आये अकीदतमंदों का तांता लगा रहा। लोगों ने हजरत साहबजादों मौलाना हस्सान रजा खां, रिजवान रजा खां व सुहैब रजा खां मुलाकात कर अफसोस जताया। इसी तरह मौलाना जहीर रजा कादरी के फर्राशी टोला स्थित निवास पर भी आज उनके मानने वालों का तांता लगा रहा। इसी कड़ी में आला हजरत खानदान के मौलाना हबीब रजा खां मौलाना कारी तस्लीम रजा खां आदि भी पहुंचे। इधर अंजुमन शाने इस्लाम की ओर से आज खानकाहे तहसीनी में खत्मे कादरिया कबीर का वजीफा पढ़ा गया। इसके बाद सलातो सलाम पेश किया गया। फातेहा ख्वानी हुई और शिजरा पढ़ा गया। आखिर में मौलाना हबीब रजा खां ने दुआ की। इस कार्यक्रम में हजरत तहसीन मियां के साहबजादे रिजवान रजा खां, मौलाना सलमान रजा खां, मुफ्ती खुर्शीद मुस्तफा मौलाना अमीनुल कादरी, हाजी हारून आदि के अलावा बड़ी तादाद में अकिदतने शिरकत की। बाद में मुफ्ती मुतीउर्रहमान ने इशा की नमाज अदा कराई।

अल्लामा तहसीन मियां...

(या गया। यहां करीब ढाई बजे मुफ्ती-ए आजम हिन्द अल्लामा अख्तर रजा खां अजहरी मियां नमाजे जनाजा पढ़ाई। इसके बाद जुलूस-ए जनाजा यहां से फिर लाखों अकीदतमंदों के साथ (कर टोला के लिए रवाना हुआ। वहां पहुंचने के बाद एक स्थान पर उनकी तदफीन की गयी। (ड़ का आलम यह था कि जनाजा इस्लामिया कालेज मैदान पहुंचने के बाद भी लोगों के आने (ा सिलसिला लगा रहा। हालांकि यहां पहले से ही हजारों की तादाद में लोग जमा थे। जनाजे (ं पीछे दूर चल रहे लोग जब तक मैदान में पहुंचते नमाज हो चुकी थी। इस कारण करीब 60-(0 फीसदी लोग नमाजे जनाजा में शामिल नहीं हो पाए। बाद में एक उलेमा ने हजारों लोगों के (ाथ उसी मैदान पर दुबारा गायबाना नमाज-ए जनाजा अदा कराई। जनाजे में शामिल (अ)कीदतमन्दों की दीवानगी का आलम यह था कि न उन्हें तेज चिलचिलाती धूप की परवाह थी, (न) प्यास की। इस भीषण गर्मी से कई लोग गश खाकर गिर भी पड़े। वहीं भीड़ में कई लोग (दब)कर चुटैल भी हुए। कुछ लोग निजी अस्पतालों में भर्ती भी हैं। जुलूस-ए जनाजा के दौरान (श)हर की सड़कें जाम हो गयी थीं। यातायात थम सा गया। वहीं तदफीन के बाद बाहर से आये (अ)कीदतमंदों की वापसी के दौरान रेलवे स्टेशन पर भी भीड़ उमड़ पड़ी। जनाजे में शिरकत करने (के) लिए विदेशों से भी बड़ी संख्या में उलेमाए दीन और अकीदतमन्द पहुंचे। इससे पहले मौलाना (ज)हीर अहमद खां उर्फ अम्मन मियां को भी सुपुर्दे खाक कर दिया गया। उनका जनाजा फर्राशी (ट)ोला स्थित निवास से सुबह नौ बजे रवाना हुआ। सिटी हाईवे पर अल्लामा अजहरी मियां ने (उ)नकी नमाजे जनाजा पढ़ाई। नमाज के बाद उन्हें आला हजरत परिवार के अबाई कब्रिस्तान में (स)ुपुर्दे खाक किया गया। इन दोनों ही जनाजे में सज्जादा नशीन सुब्हानी मियां सहित खानदाने (आ)ला हजरत के तमाम साहबजादगानों की शिरकत रही। हजरत तहसीन मियां के जनाजे में खास (तौ)र से अल्पसंख्यक कल्याण राज्यमंत्री अनीस अहमद उर्फ फूल बाबू, वक्फ राज्यमंत्री शहजिल (इ)स्लाम, ऊर्जा राज्यमंत्री हाजी अबरार हुसैन, विधायक वीरेन्द्र सिंह, विधायक रियाज अहमद, पूर्व (वि)धायक अताउर्रहमान, सिचाई बंधु समिति के उपाध्यक्ष आमिर सिद्दीकी आदि शामिल रहे। (व्य)वस्था की कमान अपनी टीम के साथ मौलाना तस्लीम रजा खां के अलावा आईएमसी के डा. (न)फीस खां, जमात रजा मुस्तफा के मौलाना शहाबुद्दीन रजवी के नेतृत्व मे संगठन के कार्यकर्ताओं (ने) संभाली। जबकि आईएमसी की ओर से सभी जगह-जगह पानी की सबील लगाई गई थी। (ए)क तरफ उनके शोक में बाजार वहीं कमेला (वधशाला) भी आज बंद रखा गया।

www.muftiakhtarrazakhan.com

बरेली, 8 अगस्त, 2007 | बरेली | www.jagran.com | दैनिक जागरण | 7

पूरे शहर में मनाया तहसीन मियां का सोयम

बरेली, जागरण संवाददाता: हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां का सोयम शहर भर की मस्जिदों में मनाया गया। शाम को मोहल्ले-मोहल्ले फातेहा और लंगर का आयोजन किया गया।

मुख्य आयोजन घर से चन्द कदम पर कांकर टोला की नूरानी मस्जिद में सम्पन्न हुआ। यहां सुबह कुरान ख्वानी के बाद नात मनकबत का नजराना पेश किया। दुआ मुफ्ती आजम हिन्द मौलाना अख्तर रजा खां अजहरी मियां ने दुआएं की। दुआ के बाद सलातो सलाम पेश किया गया। शाम को इसी मस्जिद में फातेहा का जलसा भी हुआ। इसमें मुफ्ती ए आजम हिन्द अल्लामा अख्तर रजा खां (अजहरी मियां) के अलावा मौलाना हनीफ खां कारी अब्दुर्रहमान, मौलाना सगीर अहमद जोखनपुरी, काजी शहीद आलम, मौलाना मुहम्मद आजम आदि ने तकरीर करते हुए हजरत तहसीन मियां की जिन्दगी पर रोशनी डाली।

हजरत तहसीन मियां के साहबजादे मौलाना हस्सान रजा खां, रिजवान रजा खां व सुहैब रजा खां ने नात शरीफ पेश की। मौलाना सलमान रजा खां ने भी नातिया कलाम पेश किया। शायर फारूख मदनापुरी, महशर पदारथपुरी ने मनकबत का नजराना पेश किया।

इस मौके पर काजी शहीद आलम, सय्यद शाने अली, कारी अल्ताफ तहसीनी मौलाना सलमान रजा खां व मुफ्ती खुर्शी मुस्तफा ने फातेहा की तिलावत की। दुआ मौलाना हबीब रजा खां ने किया।

इस दौरान दरगाह आला हजरत के सज्जादा नशीन मौलाना सुब्हान रजा खां, सब्होनी मियां, मौलाना मन्नान रजा खां, मौलाना तौकीर रजा खां, मौलाना तौसीफ रजा खां, मौलाना असजद रजा खां, मौलाना तस्लीम रजा खां, मौलाना अहसन रजा खां, मौलाना अफरोज रजा खां, अदनान रजा खां सहित खानदान के तमाम फर्द मौजूद थे।

इसके अलावा मौलाना शहाबुद्दीन रजवी, प्रदेश के वक्फ मंत्री शहजिल इस्लाम, डा. नफीस खां, सय्यद शराफत हुसैन, सगीर उद्दीन नूरी, सईद अख्तर कुरैशी, अखलाक अहमद, पार्षद अय्यूब कुरैशी, खलील कादरी, पम्मी खां वारसी, दरगाह शाहदाना वली के प्रशासक अब्दुल वाजिद खां दानिश रजा, वसीम तहसीनी सहित हजारों अकीदतमंद शामिल हुए।

इसी कड़ी में दरगाह आला हजरत स्थित खानकाहे आलिया रजविया में साहिबे सज्जादा सुब्हानी मियां की कयादत में सुबह सोयम मनाया गया। यहां की रजा मस्जिद में भी कुरान ख्वानी हुई। इसमें मौलाना अहसन रजा खां की निगरानी में कार्यक्रम सम्पन्न हुआ। इसमें टीटीएस के नासिर कुरैशी, शाहिद खां, औरंगजेब हाजी बिल्लू आदि का सहयोग रहा।

किला की शाही जामा मस्जिद में आईएमसी द्वारा सुबह सोयम मनाया गया। शहर इमाम मुफ्ती अजीजुर्रहमान की कयादत में सम्पन्न हुए सोयम में जाहिद रजा सगीर अहमद, इफ्तिखार कुरैशी, अफजाल, मुजाहिद हुसैन, तस्लीम मिर्जा आदि मौजूद थे।

बाजार सन्दल खां स्थित बना वाली मस्जिद में जमात रजा ए मुस्तफा, नूरी फाउन्डेशन व हज सेवा समिति तथा अल अमीन सोसायटी द्वारा सोयम की फातेहा आयोजित की गयी। मौलाना एजाज रिजवी की सदारत में सम्पन्न हुए इस जलसे में एम हसीन हाशमी हाजी अबरार खां, हाजी मेराज मियां आदि मौजूद थे संयोजन नाजिम बेग ने किया।

इसी तरह मौलाना तस्लीम रजा खां की देखरेख में मुफ्ती-आजम हिन्द, मलूकपुर नाला, लाल मस्जिद, तम्बाकू वाली मस्जिद व दादा मियां आदि मस्जिदों में सोयम की फातेहा हुई। इसमें पम्मी खां वारसी, इकबाल रजा खां, डा. नईम अजीजी, मो. हस्सान, मियां आदि का सहयोग रहा। इसी तरह शाम को लगभग हर मोहल्ले में अकीदतमंदों ने फातेहा दिलाई और लंगर तकसीम किया।

तांता लगा रहा जनप्रतिनिधियों का

बरेली : हजरत तहसीन मियां का आज सोयम था। इसके मद्देनजर सुबह से उनके निवास पर भीड़-भाड़ रही। सांसद अखिलेश सिंह यादव सहित कई जनप्रतिनिधि भी शोक व्यक्त करने पहुंचते रहे। इस बीच मजार शरीफ पर चादरपोशी का सिलसिला भी चलता रहा।

हजरत तहसीन के निवास पर आज सबसे पहले पहुंचने वाले जनप्रतिनिधि थे एमएलसी मोहन लाल हट्टू, इसके बाद सांसद अखिलेश सिंह यादव पहुंचे। उनके साथ सपा के जिलाध्यक्ष भगवत सरन गंगवार, महानगर अध्यक्ष कदीर अहमद, पूर्व मंत्री अताउर्रहमान, पूर्व विधायक धीरेन्द्र सिंह, शुभलेश यादव आदि थे।

थोड़ी ही देर बाद यहां सांसद संतोष गंगवार पहुंचे। उनके साथ अरुण कटियार, मजहर बेग आदि भी थे। बाद में विधायक वीरेन्द्र सिंह भी पार्टी नेताओं के साथ यहां पहुंचे। इसके अलावा नेता सुप्रिया ऐरन व पूर्व मंत्री प्रवीन सिंह भी पहुंचे। इसी दौरान जहां वक्फ मंत्री शहजिल इस्लाम भी पहुंचे और उन्होंने सोयम की फातेहा में शिरकत की। वहीं मण्डलायुक्त साजिद अली भी पहुंचे। सभी ने तहसीन मियां के साहबजादों मौलाना हस्सान रजा खां, रिजवान रजा खां और सुहैब रजा खां से मिलकर शोक व्यक्त किया। इसके अलावा और भी जानी मानी हस्तियां पहुंचती रहीं।

www.muftiakhtarrazakhan.com

अंतिम विदाई : बरेली में रविवार को हजरत तहसीन मियां के आखिरी सफर में शामिल अकीदतमंदों का हुजूम। रास्ते में जगह-जगह देश-विदेश से आए अकीदतमंद तहसीन मियां के जस्दे खाकी के दीदार को खड़े रहे। : 6/8/07 अमर उजाला

हजरत तहसीन मियां सुपुर्दे खाक

बरेली। बरेलवी मसलक की अजीम शख्सियत हजरत तहसीन मियां के आखिरी सफर में लाखों अकीदतमंद जुटे। दिन में शहर की सभी बड़ी सड़कें, खासकर पुराना शहर की गलियां विदाई देने वालों से भरी रहीं। लोगों ने घरों की छतों पर खड़े होकर हजरत को अलविदा कहा। आखिरी सफर में शामिल होने वालों में पाकिस्तान, बंगलादेश, दुबई तथा मारीशस तक के लोग थे। लोग नमाजे जनाजा में शामिल होने के लिए सुबह 11 बजे से इस्लामिया कालेज पहुंचना शुरू हो गए थे। शाम चार बजे उन्हें कांकरटोला में सुपुर्दे खाक किया गया।

तहसीन मियां के साथ नागपुर सड़क हादसे में इंतकाल कर गए मौलाना जहीर साहब की नमाजे जनाजा आज सुबह सिटी स्टेशन रोड पर अजहरी मियां ने पढ़ाई। उन्हें सिटी स्टेशन स्थित कब्रिस्तान में सुपुर्दे खाक किया गया। ▸ पेज 7 भी देखें

तहसीन मियां का जस्दे खाकी पहुंचा

बरेली। दूर नागपुर में सड़क हादसे में कल इंतकाल कर गए अल्लामा तहसीन रजा खां का जस्दे खाकी (पार्थिव शरीर) आज शाम यहां पहुंचा। उनका आखिरी दीदार करने को दरगाह आला हजरत और कांकर टोला स्थित उनके निवास पर चाहने वालों का हुजूम उमड़ पड़ा। नमाजे जनाजा कल दोपहर दो बजे इस्लामियां इंटर कालेज में अदा की जाएगी, जिसके बाद उनको कांकर टोला में सुपुर्दे खाक किया जाएगा।

आज शाम छह बजे हजरत तहसीन मियां के जस्दे खाकी को लेकर उनके बेटे सुहेब रजा खां नागपुर से यहां सबसे पहले मथुरापुर स्थित मदरसा जामियातुर रजा पहुंचे जहां के वे सदर थे। यहां के तलबा ने उनका आखिरी दीदार किया। उसके बाद दूल्हा मियां के मजार होते हुए वे दरगाह आला हजरत पहुंचे जहां पहले से ही दरगाह के सज्जादा नशीं मौलाना सुब्हान रजा खां, मौलाना तौकीर रजा खां, मौलाना सिराज रजा खां, कारी तस्लीम रजा खां, मौलाना तौसीफ रजा खां, उस्मान रजा खां, मौलाना असजद रजा खां और मौलाना अहसन रजा खां के अलावा जमात रजा मुस्तफा के मौलाना शहाबुद्दीन और टीटी एस के नासिर कुरैशी भी मौजूद थे। इन सबके साथ तहसीन मियां के सबसे बड़े बेटे मौलाना हस्सान रजा खां भी थे। यहां पर उनके मुरीदीन पहले से ही बड़ी तादाद में मौजूद थे। दरगाह पर सबसे पहले फातहा पढ़ी गई। फिर जस्दे खाकी कांकर टोला स्थित उनके निवास पर लाया गया। यहां भी बड़ी तादाद में लोग उनके दीदार के लिए मौजूद थे। उनकी नमाजे जनाजा कल दोपहर दो बजे इस्लामियां इंटर कालेज में अदा की जाएगी जिसके बाद उनको कांकर टोला में ही सुपुर्दे खाक किया जाएगा। ब्यूरो ▸ पेज 5, 7 भी देखें

हुजूम उमड़ा

आज कांकर टोला में होंगे सुपुर्दे खाक

www.muftiakhtarrazakhan.com

जख्सटी चौराहे पर मौलाना तहसीन रज़ा खां के जुलूस-ए-जनाजा शामिल होने आये अकीदतमंदों का हुजूम।

अल्लामा तहसीन मियां सुपुर्दे खाक

- अकीदतमंदों का उमड़ा सैलाब, बाजार रहे बंद, शहर में यातायात थमा, धूप में कई की तबियत बिगड़ी, भीड़ में दर्जनों चुटैल भी
- मौलाना जहीर की भी तदफीन

बरेली, जागरण संवाददाता : मजहर-ए मुफ्ती आजम हिन्द हजरत अल्लामा तहसीन रज़ा खां को आज पूरे एहतराम के साथ सुपुर्दे खाक कर दिया गया। आंसुओं से सराबोर आंखें, चेहरे पर गम-ओ- मायूसी और जुबान पर कलमा-ए विर्द लिए लाखों अकीदतमन्द अल्लामा के आखिरी सफर में शामिल हुए।

अल्लामा तहसीन मियां का जुलूस- ए-जनाजा दोपहर उनके कांकर टोला स्थित निवास से करीब एक बजे रवाना हुआ। इसके बाद करीब साढ़े तीन चार किलोमीटर का सफर तय करके जनाजा इस्लामियां इण्टर कालेज मैदान

■ शेष पृष्ठ 11 पर

अल्लामा तहसीन मियां ...

लाया गया। यहां करीब ढाई बजे मुफ्ती-ए आजम हिन्द अल्लामा अख्तर रज़ा खां अज़हरी मियां ने नमाजे जनाजा पढ़ाई। इसके बाद जुलूस-ए जनाजा यहां से फिर लाखों अकीदतमंदों के साथ कांकर टोला के लिए रवाना हुआ। जहां पहुंचने के बाद एक स्थल पर उनकी तदफीन की गयी। भीड़ का आलम यह था कि जनाजा इस्लामियां कालेज मैदान पहुंचने के बाद भी लोगों के आने का सिलसिला लगा रहा। हालांकि यहां पहले से ही हजारों की तादाद में लोग जमा थे। जनाजे के पीछे दूर चल रहे लोग जब तक मैदान में पहुंचते नमाज हो चुकी थी। इस कारण करीब 60-70 फीसदी लोग नमाजे जनाजा में शामिल नहीं हो पाए। बाद में एक उलेमा ने हजारों लोगों के साथ उसी मैदान पर दुबारा गायबाना नमाज-ए जनाजा अदा कराई। जनाजे में शामिल अकीदतमन्दों की दीवानगी का आलम यह था कि न उन्हें तेज चिलचिलाती धूप की परवाह थी, न प्यास की। इस भीषण गर्मी से कई लोग गश खाकर गिर भी पड़े। वहीं भीड़ में कई लोग गिरकर चुटैल भी हुए। कुछ लोग निजी अस्पतालों में भर्ती भी हैं। जुलूस-ए जनाजा के दौरान शहर की सड़कें जाम हो गयी थीं। यातायात थम सा गया। वहीं तदफीन के बाद बाहर से आये अकीदतमंदों की वापसी के दौरान रेलवे स्टेशन पर भी भीड़ उमड़ पड़ी। जनाजे में शिरकत करने के लिए विदेशों से भी बड़ी संख्या में उलेमा, दीन और अकीदतमन्द पहुंचे। इससे पहले मौलाना जहीर अहमद खां उर्फ अम्मन मियां को भी सुपुर्दे खाक कर दिया गया। उनका जनाजा फर्शी टोला स्थित निवास से सुबह नौ बजे रवाना हुआ। सिटी स्टेशन पर अल्लामा अजहरी मियां ने उनका नमाजे जनाजा पढ़ाई। नमाज के बाद उन्हें आला हजरत परिवार के शाही कब्रिस्तान में सुपुर्दे खाक किया गया। इन दोनों ही जनाजे में सज्जादा नशीन सुब्हानी मियां सहित खानदाने आला हजरत के तमाम साहबजादगानों की शिरकत रही। हजरत तहसीन मियां के जनाजे में खास तौर से अल्पसंख्यक कल्याण राज्यमंत्री अनीस अहमद उर्फ फूल बाबू, मत्स्य राज्यमंत्री शाहिद इस्लाम, ऊर्जा उपमंत्री हाजी अकबर हुसैन, विधायक वीरेन्द्र सिंह, विधायक रियाज अहमद, पूर्व विधायक अताउर्रहमान, सिखाई बंधु समिति के उपाध्यक्ष आमिर सिद्दीकी आदि शामिल रहे। व्यवस्था की कमान अपनी टीम के साथ मौलाना तस्लीम रज़ा खां के अलावा आईएमसी के डा. नफीस खां, जमात रज़ा मुस्तफा के मौलाना शहाबुद्दीन रजवी के नेतृत्व में संगठन के कार्यकर्ताओं ने संभाली। जबकि आईएमसी की ओर से सभी जगह-जगह पानी की सबील लगाई गई थी। एक तरफ उनके शोक में बाजार वहीं कमेला (वधशाला) भी आज बंद रखा गया।

हजरत तहसीन मियां के जुलूस-ए-जनाजा में उमड़ा अकीदतमंदों का सैलाब। • जागरण

www.muftiakhtarrazakhan.com

अमर उजाला महानगर

तहसीन मियां के आखिरी सफर में उमड़ा हुजूम

पहुंची वहीं पर ख़ाक जहां का खमीर था

आखिरी दीदार : तहसीन मियां के आखिरी सफर के दौरान उनके चाहने वाले सड़कों और छतों पर उमड़ पड़े। अमर उजाला

बरेली। तीन अगस्त को सड़क हादसे में इंतकाल कर गए तहसीन मियां को आज कांकर टोला में सुपुर्दे ख़ाक कर दिया गया। उनके आखिरी सफर में बड़ी तादाद में अकीदतमंद शामिल हुए।

तहसीन मियां के जस्दे खाकी को एक कार में तकरीबन एक बजे उनके कांकर टोला स्थित निवास से इस्लामिया इंटर कालेज ले जाया गया। रास्ते में उनके चाहने वाले कतार बांधे खड़े उनका आखिरी दीदार करते रहे। वहां पहुंच कर 2 बजकर 20 मिनट पर नमाजे जनाजा अदा की गई। नमाजे जनाजा मौलाना अख्तर रजा खां उर्फ अजहरी मियां ने पढ़ाई। इसके बाद वहां से जस्दे खाकी वापस पुराना शहर के लिए रवाना हुआ। रास्ते भर लोग उनके दीदार के लिए खड़े रहे। कुछ ने कंधा देने की कोशिश की तो कुछ कफन को सिर्फ छू कर रह गए। तीन बजे जस्दे खाकी कांकर टोला पहुंचा जहां शाम 4 बजे उनको सुपुर्दे खाक किया गया। इस मौके पर वहां आला हजरत परिवार के लोग मौजूद रहे। वहां पर मौजूद रहने वालों में मौलाना अख्तर रजा खां उर्फ अजहरी मियां, तहसीन मियां के भाई मौलाना तिमदीन रजा खां, मौलाना हबीब रजा खां, उनके तीनों बेटे मौलाना हस्सान रजा खां, रिजवान रजा खां, सुहेब रजा खां के अलावा कारी तस्लीम रजा खां, मौलाना असजद आदि मौजूद थे। आज सुबह भी तहसीन मियां के निवास पर अकीदतमंदों के पहुंचने का सिलसिला जारी रहा। लोग उनके आखिरी दीदार करने के लिए गए। तहसीन मियां के अलावा इस सड़क हादसे में इंतकाल कर गए मौलाना जहीर साहब की नमाजे जनाजा आज सुबह सिटी स्टेशन रोड पर अजहरी मियां ने पढ़ाई। उनको सिटी स्टेशन स्थित कब्रिस्तान में सुपुर्दे खाक किया गया।

तहसीन मियां को खिराजे अक़ीदत का सिलसिला ज़ारी

बरेली। अल्लामा मुफ्ती तहसीन रजा खां के इंतकाल पर आज भी उनको खिराजे अकीदत पेश करने का सिलसिला जारी रहा। विभिन्न राजनीतिक दलों, धार्मिक संगठनों और स्वयं सेवी संगठनों ने उनके विसाल पर रंजो गम का इजहार किया है। जन मोर्चा सांसद सर्व राज सिंह ने अपने गहरे रंजो गम का इजहार करते हुए कहा कि उनका विसाल सिर्फ मुसलमानों के लिए ही नहीं बल्कि पूरे समाज के लिए कभी पूरा न हो सकने वाला नुकसान है। भाजपा विधायक मोहन लाल खट्टर ने कहा है तहसीन मियां का दर्जा बहुत बुलंद है। वक्त ने उन्हें हम से दूर कर दिया है। कुदरत के निजाम को हर इंसान बर्दाश्त कर सके ऐसी ताकत ऊपरवाला हम सबको दे। बसपा के पूर्व नगर अध्यक्ष इकबाल रजा खां ने भी तहसीन मियां को एक अजीम आलिमे दीन बताते हुए अपनी खिराजे अकीदत पेश की। सपा के पूर्व विधायक अताउर रहमान ने भी उनको खिराजे अकीदत पेश करते हुए एक अजीम शख्सियत बताया। पूर्व विधायक छोटे लाल गंगवार ने भी शोक संवेदना व्यक्त की है। व्यापारी सुरक्षा फोरम के प्रदेश उपाध्यक्ष अमजद सलीम एडवोकेट, अफसार खां, शाहब नकवी, समहर खां ने भी एक बैठक कर उनको खिराजे अकीदत पेश की। आल इंडिया इत्तेहादे मिल्लत काउंसिल के सभासद मो अय्यूब कुरैशी, मकबूल कुरैशी, असलम कुरैशी, सईद अहमद कुरैशी ने भी अफसोस जाहिर किया।

अंजुमन शाने इस्लाम के समीर उद्दीन नूरी, वरिष्ठ कांग्रेसी नेता मोहम्मद जकी, नवाब मुजाहिद हसन खां, सुहेल अख्तर, आल इंडिया जमीअतुल कुरैश हाजी शकील कुरैशी, मो यासीन कुरैशी, मो हनीफ कुरैशी, महानगर कांग्रेस कमेटी के प्रभारी गिरि, अंबेडकर समाज पार्टी के महेन्द्र आर्या, मुस्लिम वेलफेयर सोसाइटी के अकील नूरी, ने भी अफसोस जाहिर किया।

www.muftiakhtarrazakhan.com

दैनिक जागरण | 7

बरेली, सोमवार, 6 अगस्त, 2007 7

हजरत तहसीन मियां का परिचय

दर्स-ओ तदरीस में गुजरी जिन्दगी

बरेली, जागरण संवाददाता : सदरुल उलेमा सैयुल हदीस, मजहरे मुफ्ती आजम हिन्द हजरत अल्लामा तहसीन रजा खां की हुकूमत हर मुसलमान के दिल पर थी। उनकी पूरी जिन्दगी दर्स-ओ तदरीस में गुजरी। इसी के साथ उन्होंने आला हजरत और मुफ्ती आजम हिन्द के मिशन को भी परवान चढ़ाने में लगे रहे। अल्लामा की पैदाइश 1939 में सौदागरान में हुई थी। वह आला हजरत इमाम अहमद खां के मझले भाई उस्तादे जमन हजरत मौलाना हसन रजा खां के साहिबजादे हजरत हसनैन खां के बेटे थे। उनके वालिद उन्हें 4-5 बरस की उम्र में पी-पुराना शहर के कांकर टोला लाकर बस गये थे। यहीं की मशहूर मिर्जाई मस्जिद में आपकी शुरुआती दीनी तालीम हुई। इसमें आपकी तालीम मदरसा मजहर-ए इस्लाम में पूरी हुई। उनकी दस्तार मुफ्ती-ए आजम हिन्द हजरत मौलाना मुस्तफा रजा खां ने अपने दस्त-ए मुबारक से फरमायी। उसी साल 1943 में उर्स-ए आजम हिन्द ने उन्हें खिलाफत और इजाजत से नवाजा। अल्लामा तहसीन मियां खानदान के पहले शख्स थे, जिन्हें मुफ्ती आजम हिन्द ने खिलाफत सौंपी। इसके बाद वह फैसलाबाद (पाकिस्तान) चले गये। वहां आला हजरत के खलीफा हजरत सरदार अहमद के शागिर्द बने। यहां से भी उन्हें खिलाफत मिली। वहां से वापस आकर उन्होंने दारुल उलूम मजहर-ए इस्लाम से 1949 में सनद-ए हदीस ली। सनद लेने के बाद उनका दीनी खिदमात का सिलसिला शुरू हुआ। 1972 में उन्होंने दारुल उलूम मजहरे इस्लाम के अलावा 1975 में दारुल उलूम मंजरे इस्लाम और 1982 में जामे नूरिया में शेखुल हदीस के ओहदे पर रहकर दर्स तदरीस की खिदमात अंजाम दीं। फिलहाल वह अल्लामा अजहरी मियां के कायम करदा मरकज अद्दिरासातुल इस्लामिया (इस्लामिक स्टडी सेन्टर) पर शेखुल हदीस और सदर मुदर्रिस थे। 1986 में वह पहली बार हज पर गये। उन्होंने अवाम को भी दर्स कुरान व हदीस से फैजयाब किया। इसकी आगाज उन्होंने 1982 में किया और चौदह साल में कंजुल ईमान का तर्जुमा व तफसील मुकम्मल किया फिर दुबारा कंजुल ईमान की तर्जुमा शुरू किया। जो आखिरी सिपारे पर था। मुफ्ती आजम हिन्द ने ही उनसे 24 साल पहले चांद की तारीख 20 रजब 1404 हिजरी को अंजुमन शाने इस्लाम का नाम तजवीज किया और कहा था कि यह अंजुमन काम करेगी। अफसोस आज 20 ही रजब है। आज से ही इस अंजुमन की 25 वीं सालगिरह शुरू हुई और उन्हें आज ही सुपुर्दे खाक किया गया।

[illegible] एक सैलाब था अकीदतमंदों का

बरेली। तहसीन मियां के आखिरी सफर में देश के अलावा विदेशों से भी बड़ी तादाद में लोग शामिल होने आए। भीड़ ऐसी कि जहां देखो वहां सिर ही सिर। शहर की तारीख में ऐसी भीड़ जुटने की नजीर कम ही मिलती है। कुछ लोग तो भीड़ में [illegible] अस्पताल से [illegible] मुस्लिमों ने [illegible] कारोबार बंद रखा था, इसलिए ज्यादातर दुकानें भी बंद रहीं। [illegible] लोगों में देश के अलावा [illegible] मारीशस एक के लोग थे। [illegible] अजहर हुसैन और शाकिर इस्लाम [illegible] इस्लामिया कालेज में [illegible] पुलिस भी लाउड स्पीकर पर [illegible] नमाजे जनाजा में शामिल होने [illegible] विधायक रियाज अहमद ने कहा कि लाउड स्पीकर का इंतजाम न होने से लाखों का मजमा परेशान रहा। इससे [illegible] लोगों में नाउम्मीदी छा गई। इस आखिरी सफर को बहुत सारे अकीदतमंद अपने मोबाइल कैमरे में कैद कर रहे थे। मुसलमानों ने अपने अपने कारोबार बंद रखे। सैलानी, शाहदाना, [illegible] के बाजार बंद रहे। समूचे पुराना शहर में ज्यादातर दुकानें बंद रहीं। [illegible] सौदागरान, मलूकपुर और जसौली में भी दुकानें बंद रहीं। [illegible] जनाजा में शामिल होने के लिए सुबह 11 बजे से इस्लामिया [illegible] पहुंचना शुरू हो गए थे। दो बजे तक इस्लामिया [illegible] अकीदतमंदों के लिए जगह जगह पर लोगों ने पानी का [illegible] रखा था। उमस भरी गर्मी में कई अकीदतमंद बेहोश [illegible] अस्पताल में भर्ती कराया गया। इनमें एक [illegible] पाकिस्तान से आए थे। ब्यूरो

बरेली, शनिवार, 4 अगस्त, 2007 7

मौलाना तहसीन रजा खां का हादसे में इंतकाल

बरेली। आला हजरत इमाम अहमद रजा खां के भतीजे हजरत तहसीन रजा खां आज सुबह नागपुर में एक सड़क दुर्घटना के बाद इंतकाल कर गए। उनके साथ ही यहां से गए हाफिज जहीर खां की भी इस दुर्घटना में मौत हो गई। उनको पांच अगस्त को सुपुर्दे खाक किया जाएगा।

हजरत तहसीन रजा खां आज सुबह नागपुर (महाराष्ट्र) से एक धार्मिक कार्यक्रम में भाग लेने जा रहे थे। उनके साथ टाटा सूमो में सवार नबीरे आला हजरत सिराज रजा खां के बहनोई हाफिज जहीर खां और यहां के ही कारी इरफान भी थे। इन लोगों की कार को एक टैंकर ने टक्कर मार दी। इस टक्कर में हजरत तहसीन रजा खां व हाफिज जहीर खां की मौत हो गई और कारी इरफान जख्मी हो गये। उनको लेने यहां से तहसीन मियां के बेटे सुहैब रजा खां रवाना हो चुके हैं। तहसीन मियां को 5 अगस्त को दरगाह आला हजरत परिसर में सुपुर्दे खाक किया जाएगा। यह जानकारी नबीरे आला हजरत व आईएमसी के राष्ट्रीय अध्यक्ष मौलाना तौकीर रजा खां ने दी।

77 वर्षीय तहसीन मियां साहब की पैदाइश सौदागरान में सन 1930 में हुई। वे आला हजरत के मंझले भाई हजरत हसन रजा खां की औलाद थे। तहसीन मियां साहब की इब्तदाई तालीम पुराना शहर में मिरजाई मस्जिद के मदरसे में हुई जिसके बाद उन्होंने मजहरे इस्लाम में भी तालीम हासिल की। आप को मुफ्ती आजमे हिंद मौलाना मुस्तफा रजा खां ने खिलाफत दी थी। आप आला हजरत खानदान के पहले खलीफा थे। हजरत तहसीन रजा खां मदरसा मंजरे इस्लाम और मदरसा मजहरे इस्लाम में सदर रहे और इस वक्त मदरसा जामियातुर रजा मथुरा पुर में सदर थे। तहसीन मियां ने आला हजरत के मिशन को आगे बढ़ाने में अहम रोल अदा किया। आला हजरत के पैगाम को दूर दूर तक फैलाने के लिए आपने साउथ अफ्रीका, अमरीका, मारीशस, बंगला देश, नेपाल, श्रीलंका समेत कई मुल्कों का दौरा किया। देश विदेश में आप के मुरीदों की बहुत बड़ी तादाद है।

www.muftiakhtarrazakhan.com

۷۸۶

منقبت در شان محدث اعظم پاکستان

از قلم حقیقت رقم

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ

کیا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا
آہ! دل کا حوصلہ جاتا رہا

وہ محدث وہ مفسر وہ فقیہ
عالم علم ھدیٰ جاتا رہا

حضرت صدر الشریعہ کا وہ چاند
میرا مہر پرضیا جاتا رہا

پیارے تحسین الرضا سے پوچھئے
شغل تحسین رضا جاتا رہا

سنیوں کا دل نہ بیٹھے کس طرح
زور ان کے قلب کا جاتا رہا

غوث اعظم قطب عالم کا غلام
نائب احمد رضا جاتا رہا

مولوی سردار احمد کیا گئے
لطف سارا درس کا جاتا رہا

دیو کا سر کاٹ کر نوری کہو
چاند روشن علم کا جاتا رہا

www.muftiakhtarrazakhan.com

۸۶ء

پیکر عظمت سنیت علامہ تحسین رضا

از پدم شری بیکل اتساہی، بلرام پوری

اک پھول شگفتہ نوریؔ کا تحسین رضا تحسین رضا
من موہک اک خوشبوئے رضاؔ تحسین رضا تحسین رضا

وہ سادہ طبیعت کا مالک، وہ راہِ شریعت کا سالک
وہ رشد و ہدایت میں یکتا تحسین رضا تحسین رضا

وہ چہرۂ علم کا روحِ رمق، اُفق دانش کا رنگ شفق
وہ صدر نشین عشق و وفا تحسین رضا تحسین رضا

نعت مصطفوی اس کا ہنر، تبلیغ محبت اس کا سفر
معیار شہادت شوق قضا تحسین رضا تحسین رضا

تحقیق حدیث مصطفوی، تصدیق کمالات رضوی
توفیق حسنؔ کی حسنِ ضیاء تحسین رضا تحسین رضا

وہ عظمت تقویٰ کا حامل، وہ لطفِ عنایت کا حاصل
آئینۂ عشق شاہ ہدیٰ تحسین رضا تحسین رضا

تعظیم محبت کا گلشن، تکریم عنایت کا آنگن
دکھیوں کی دوا، ولیوں کی دعا تحسین رضا تحسین رضا

دیوانۂ غوث الاعظم وہ، بیکلؔ کے سکوں کا عالم وہ
ایمان و یقین کا راہ نما، تحسین رضا تحسین رضا

اللہ .... اللہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

اراکین انتظامیہ کمیٹی مدرسہ اہل سنت ضیاء العلوم

کانکرٹولہ بریلی کا اظہار تعزیت

اس سے بڑھ کر کیا ہوگا حادثہ بریلی میں ☆☆☆ چاند اعلیٰ حضرت کا چھپ گیا بریلی میں

مینارۂ علم وحکمت، نازش ملت، وقار اہل سنت، فانوس رشد وہدایت، زینت فرش گیتی، دین کی سربلندی کا نشان امتیاز، علم وعظمت کا کوہ گراں، مجسمۂ انس محبت، مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں تحسین ملت قدس سرہ العزیز علم وفضل حکمت وتدبر، صداقت ودیانت، عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، صبر وقناعت، علم وبردباری، انکساری وتواضع، حسن اخلاق وکردار کی حیثیت سے اسلام کی چلتی پھرتی تصویر تھے، یہی وجہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے خاندان کا کل سرسبد اور قرۃ عینی ودرۃ زینی فرمایا جو آپ کے روشن مستقبل کی علامت تھی، حق تو یہ ہے کہ ساری دنیا کا تعارف ایک پلڑے میں اور مفتی اعظم ہند کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ کلمات مبارکہ دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو حضور مفتی اعظم ہند کے کلمات کے پلڑے کا وزن زیادہ ہوگا۔

اس عظیم ہستی کا سانحہ ارتحال عالم اسلام کے لئے بالخصوص مسلمانان بریلی شریف کے لئے ایک دردناک حادثہ ہے، ان کی رحلت اہل سنت وجماعت کے لیے ایسا خسارہ ہے جس کا بدل نظر نہیں آتا۔

۱۸/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ ایک سڑک حادثے میں آپ کی شہادت کی خبر ملی تو یہ خبر صاعقۂ رنج والم بن کر ٹوٹی، بریلی کے در و دیوار اداس ہوگئے، مدرسہ اہل سنت ضیاء العلوم نورانی مسجد کے نیاز مند طلبا اساتذہ اور اراکین کی آنکھیں سیل رواں بن گئیں، اس دل گداز حادثے کی اطلاع سے عقیدت مند اشکبار ہوگئے، ہر طرف سناٹا چھا گیا اور فضا سوگوار ہوگئی، فوراً اراکین انتظامیہ کمیٹی واساتذہ کے باہم مشورہ سے مدرسہ ہذا میں قرآن خوانی کا اعلان کیا گیا اور مسلسل چار دن تک قرآن خوانی وایصال ثواب ہوتا رہا۔ نورانی مسجد کے ستونوں سے لپٹ کر نوجوانوں کا بلکنا یہ بتا رہا تھا کہ غم کی گنگھور گھٹا نے انہیں گھیر لیا ہے۔

مدرسہ ہذا کے اساتذہ واراکین کا تو برا حال تھا جیسے درد وکرب نے ان حضرات کے خون کو منجمد کر دیا ہو اور ان کی حالت یتیم کی سی ہو گویا کہ ان کے سر سے شفقت پدری اٹھ گئی، ایسا کیوں نہ ہو جب کہ مظہر مفتی اعظم ہند کے سایہ میں یہ حضرات بڑے کاموں کو ہنستے ہنساتے انجام دیتے تھے، ان کا یقین کامل تھا کہ جب حضرت اجازت فرما دیں تو انشاء اللہ یہ کام ہو کر رہے گا۔

حضرت صدر العلماء مدرسہ ضیاء العلوم کے بانی وسرپرست تھے اور یہ حضرات اپنی کاوشوں سے آپ کے ارشاد کے مطابق ادارے کو تیزی سے آگے بڑھانے میں لگے تھے کہ یہ سانحۂ حزن وملال پیش آیا، حضرت کے وصال کی خبر پر ایک فعال رکن کی زبان سے نکلا ”حضرت سرپرست تھے، ہیں اور رہیں گے“ بیشک آپ کے عاشق صادق کی بات میں مکمل سچائی ہے۔

مولیٰ قدیر وغفار آپ کی قبر پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے اور اہل سنت وجماعت، اراکین مدرسہ اور آپ کے وارثین کو صبر جمیل اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

ترجمہ: علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

بفیض روحانی

عطائے رسول خواجۂ خواجگاں

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا الحاج سید

شاہ جاوید محی الدین صاحب قادری

(خلیفہ حضرت رشید پاشا صاحب)

ملت اسلامیہ کے نونہالوں کی دینی و

عصری واقامتی دانش گاہ

دار العلوم غریب نواز

Darul uloom

Ghareeb Nawaz

مسجد عثمانیہ تلہ کنٹہ، عثمانیہ یونیورسٹی روڈ

حیدرآباد (اے۔پی)

زیر نگرانی

عالی جناب الحاج محمد عبد اللہ خاں صاحب

صدر مسجد عثمانیہ تلہ کنٹہ

وعالی جناب الحاج محمد نصر اللہ خان صاحب

(عابد) مالک ہائی لائن ریسٹورینٹ کنگ کوٹھی

رابطہ کا پتہ

حافظ احمد حسن رضوی القادری

فاضل جامعہ نظامیہ، (امام مسجد عثمانیہ تلہ کنٹہ)

وناظم اعلیٰ دار العلوم غریب نواز، مسجد عثمانیہ، تلہ کنٹہ، عثمانیہ یونیورسٹی روڈ، حیدرآباد (اے۔پی)

500044

فون: +91-40-27621784

سیل: +91-9849081080

(چیک یا ڈرافٹ بر دار العلوم غریب نواز)

علم دین کی اہمیت

علم دین ایسی نعمت عظمیٰ ہے جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا گیا اور اس کے سر پر ﴿وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ﴾ کا تاج کرامت سجایا گیا۔ اگر علم نہ ہوتو انسان حلال وحرام میں خط امتیاز پیدا نہیں کرسکتا۔ انسان کی ترقی کے تمام راز علم میں پنہاں ہوتے ہیں۔ علم کی وجہ سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنائے گئے، اسی سے انسان کے اندر انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ وہ جانوروں کی سطح سے نیچے گرجاتا ہے۔ اسلام میں اس کی اہمیت قرآن کی پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ سے ظاہر ہوتا ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" میں علم سے مراد علم دین ہی ہے۔ علم نور ہے اور جہالت تاریکی ہے۔ اسی علم کو عام کرنے کے مقصد سے دار العلوم غریب نواز کا قیام عمل میں آیا ہے۔

تعارف دار العلوم غریب نواز

سرزمین دکن حیدرآباد میں قائم شدہ ایک منفرد اور بے مثال دانش گاہ دار العلوم غریب نواز جہاں دینی وعصری تعلیم کا متوازی خطوط پر انتظام کیا گیا ہے۔ آپ کے نونہالوں کے تابناک مستقبل کا ضامن یہ ادارہ انہیں دینی وعصری تعلیم سے آراستہ کرکے دنیا وآخرت کی دوگونہ کامیابی وظفرمندی سے بہرہ مند کرنے کی سعی کرتا ہے۔ یہاں حفظ، ناظرہ قرآن مع تجوید، قرأت، دینیات، اردو، انگلش، اور مولوی کی تعلیم کا انتظام ہے۔ آپ کا بچہ حفظ کا کورس مکمل کرنے تک انگلش، اردو، دینیات، فقہی مسائل اور تمام مستحبات وسنن مروجہ میں ماہر ہوجائے گا۔ اور اپنا عقیدہ وایمان کی حفاظت کرتے ہوئے کالج ویونیورسٹی کی تعلیم میں سرعت کے ساتھ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوگا۔ صالح فکر وعقیدہ اور اہل سنت وجماعت کا ترجمان یہ ادارہ آپ کے نونہالوں کے لئے بے مثال گہوارہ علم وآگہی ثابت ہوگا۔

ہماری خصوصیات

(۱) انفرادی حیثیت سے تمام بچوں کی تعلیم وتربیت پر توجہ دی جاتی ہے (۲) صاف صفائی، سلام مصافحہ، لباس، کھانے پینے کے مسنون طریقے پر عملی تربیت کرائی جاتی ہے۔ (۳) تین سال میں بچے کو حفظ کا کورس کردیا جاتا ہے۔ (۴) دار العلوم میں ہفتہ واری اجتماع "انجمن فیضان غریب نواز" منعقد ہوتا ہے جس میں طلبہ کو علمائے کرام کی نگرانی میں نعت، قرأت، تقریر، تراویح، اور شبینہ کی مشق کرائی جاتی ہے (۵) فراغت تک بچہ کو ایک باصلاحیت آدمی اور ماہر بنادیا جاتا ہے۔

اپیل: دار العلوم غریب نواز ایک دینی وعصری ہمہ وقتی ادارہ ہے۔ یہاں دوسو (۲۰۰) سے زیادہ طلبہ کے لئے مختلف کورس میں داخلہ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہاں اکثر غریب ونادار بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کے طعام وقیام، تعلیم وتربیت علاج ومعالجہ، کتب وغیرہ کا دار العلوم انتظام کرتا ہے۔ فی الوقت ملت اسلامیہ کی بلڈنگ کرایہ کی ہے۔ کوئی مستقل آمدنی کے ذرائع نہیں ہیں صرف ملت اسلامیہ کے تعاون مثلاً خیرات، عطیات اور رمضان المبارک کے موسم خیر میں زکوٰۃ، فطرات، عید الاضحیٰ کے موقع پر چرم قربانی وغیرہ سے یہاں کا خرچ مکمل ہوتا ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت، بلڈنگ کا کرایہ مدرسین وملازمین کی تنخواہیں وغیرہ کا سالانہ خرچ تقریباً 5 لاکھ تک ہے۔ آپ اہل خیر حضرات کے ہاتھوں میں دار العلوم کے غریب طلبہ کا مستقبل ہے۔ آپ کے چند روپے ان غریب ونادار طلبہ کے تابناک مستقبل کی ضمانت بن سکتے ہیں۔ اپنے اہل وعیال کی کفالت کے ساتھ ان غریب طلبہ کو بھی یاد رکھیں۔ اس لئے کہ یہ آپ کے تعاون کے مستحق ہیں۔ آپ کا تعاون آپ کی دنیا کی ترقی کا زینہ بن جائے گا اور آخرت کا توشہ بھی بنے گا، آپ سے دردمندانہ گذارش کی جاتی ہے کہ دین اسلام کی ترویج واشاعت اور غریب ونادار طلبہ کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے ہر موسم میں تعاون کا دست دراز فرمائیں۔

تعاون کے طریقے: ثواب جاریہ کے بہتے چشمے

(۱) ماہانہ یا سالانہ ممبرشپ

(۲) کسی استاذ کی ماہانہ تنخواہ کا انتظام

(۳) کسی بچے کو حافظ یا عالم بنانے کی کفالت

(۴) ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے خورد ونوش، چاول، تیل وغیرہ کا انتظام۔

(۵) اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے نقد رقم یا ضروری اشیاء۔

(۶) لائبریری کے لئے ضروری کتب کا انتظام۔

(۷) تعمیری کام میں شرکت۔

(۸) اپنے دوست احباب کو تعاون کی ترغیب۔

کفالت ایک حافظ القرآن طالب علم

مدت تعلیم: ۳ر تا ۴ر سال

ماہانہ: 600/-	سالانہ: 7200/-
مکمل تعلیم	۳ر سالہ: 21600/-
مکمل تعلیم	۴ر سالہ: 28800/-

کفالت ایک عالم دین طالب علم

مدت تعلیم ۸ر تا ۱۰ر سال

ماہانہ: 600/-	سالانہ: 7200/-
مکمل تعلیم	۸ر سالہ: 57600/-
مکمل تعلیم	۱۰ر سالہ: 72000/-

www.muftiakhtarrazakhan.com

دینی اقامتی مدرسہ "معہد انوار الحق" حیدر آباد

کی جانب سے حضور صدر العلماء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الشاہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی کی خدمت میں بصد احترام بھر پور خراج عقیدت

فیض روحانی: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں فاضل عرب وعجم علیہ الرحمۃ والرضوان و حضرت شیخ الاسلام، عارف باللہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی خاں بہادر فضیلت علیہ الرحمۃ والرضوان۔

مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان "معہد انوار الحق" حیدر آباد

حضرت مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف و جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کی زیر سرپرستی پچھلے چھ برس سے شہر حیدر آباد فرخندہ بنیاد کی سرزمین پر علوم شرعیہ اسلامیہ کی بے لوث خدمت اور مسلک حق سواد اعظم اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں الحمد للہ ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہو چکا ہے، جس کی پوری ریاست آندھرا پردیش میں اپنی ایک منفرد شناخت ہے۔ اس مدرسہ سے اب تک ۹ ر حفاظ کرام، ۵۲ ر قراء کرام اور ایک سو پچیس علمائے کرام فارغ التحصیل ہو کر ریاست و بیرون ریاست خدمت علم دین وخدمت دین متین میں منہمک ہیں، ملک ہندوستان کے نامور علمائے کرام و اکابرین ملت نے مدرسہ کا معائنہ فرما کر اپنے اطمینان کا اظہار فرمایا اور ہر حیثیت سے مدرسہ کی اعانت کرنے کے لئے اصحاب خیر سے مخلصانہ اپیل کی ہے۔ جن میں قابل ذکر حسب ذیل ہیں۔

(۱) مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی صاحب خلیفہ حضرت مفتی اعظم ہند و جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن۔

(۲) محدث کبیر حضرت علامہ مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ امجدی صاحب بانی جامعہ امجدیہ گھوسی۔ یوپی۔

(۳) شہزادۂ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد ادریس رضا خاں قادری حشمتی صاحب پیلی بھیت، یوپی۔

(۴) مفتی اعظم مہاراشٹر احضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند و بانی جامعہ امجدیہ ناگپور۔

(۵) ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی صاحب، بانی مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات۔

(۶) حضرت علامہ مولانا ابو الحسن رضوی القادری بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹھ اندھرا پردیش۔ وغیرہم

اس مدرسہ میں کئی غریب ونادار مسکین ویتیم طلبہ کو مفت قیام وطعام کے ساتھ تعلیم وتربیت دی جاتی ہے، یہ مدرسہ کرایہ کی عمارت میں استقامت کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس مدرسہ کو ذاتی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

ملت اسلامیہ کے اہل خیر حضرات سے دردمندانہ مخلصانہ اپیل ہے کہ اس مدرسہ کی اعانت کے لئے آگے آئیں۔ اور فراخ دلانہ تعاون فرمائیں تاکہ خدمت علم دین کے فریضہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی بکثرت ترویج واشاعت ہو سکے۔

ثواب جاریہ کے بہتے چشمے مدرسہ کے لئے حسب ذیل ضروریات کی تکمیل بہت ضروری ہے۔

مدرسہ کیلئے ذاتی عمارت کی اشد ضرورت ہے اصحاب خیر اس جانب خصوصی توجہ دیں۔

ماہ رمضان المبارک کے موقع پر زکوۃ وصدقات اور عطیات کے ذریعہ وافر مقدار میں تعاون فرمائیں۔

غریب ونادار یتیم طلبہ کی کفالتی اسکیم میں حصہ لیں۔ شعبۂ حفظ میں فی طالب علم سالانہ خرچ چھ ہزار ۶۰۰۰ روپے تین سال تک ادا کریں۔ ایک حافظ قرآن تیار ہو جائے گا۔

دار الاقامہ کے لئے چاول، دال تیل، اناج اور طلبہ کے لئے کپڑے، کمبل، بستر وغیرہ عنایت فرمائیں۔ لائبریری کے لئے دینی کتب وقف کریں اور کمپیوٹر سسٹم فراہم کریں۔ آپ ملک کے کسی بھی کونے سے حسب ذیل نمبرات: 09290192447,0934731879 پر رابطہ پیدا کریں تو کارکن محصلین آپ کی خدمت میں حاضر آ جائے گا۔

ترسیل زر اور رابطہ کا پتہ:

محمد ساجد حسین قادری، کامل الحدیث والفقہ جامعہ نظامیہ، ایم اے، (پی ایچ ڈی) بانی وناظم معہد انوار الحق مکان نمبر ۵۵/A-۱۶۷/۳-۸ متصل بلورین ہوٹل، وکاس پوری، روبرو، اے۔ جی، کالونی ایرپ گڈہ، حیدر آباد، اے، پی، انڈیا، پن کوڈ نمبر 500038 چیک یا ڈرافٹ ہو تو برائے مہربانی اس پر "انوار الحق ایجوکیشن سوسائٹی لکھئے۔

ANWAARUL HAQ EDUCATIONAL SOCIETY A/C NO.007505004715 Icici Bank SR Nagar Branch,Hyderbad

مزید تفصیلات: ویب سائٹ پر ملاحظہ کریں: WWW.MAHAD ANWAARULHAQ.COM

www.muftiakhtarrazakhan.com

باسمہ تعالی

تعارفی رپوٹ

جامعہ غوثیہ رضویہ

جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹھ نظام آباد صوبہ آندھرا پردیش کا خالص مذہبی اقامتی ادارہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو طلبا ہمہ وقت تعلیم حاصل کرتے ہیں، مدرسین وملازمین ۵ رہیں، دارالاقامہ کے اخراجات اور مدرسین کی تنخواہوں کی تکمیل مخیّرین کی اعانت سے ہوتی ہے، اس کی مستقل آمدنی کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے، ادارہ ۱۹۸۷ء میں قائم ہوا، ۱۶ سالوں میں شعبۂ حفظ وقرات اور درجہ مولویت میں تقریباً دوسو بچے فارغ ہو چکے ہیں جو ملک کے طول وعرض میں مختلف مذہبی اداروں میں برسر خدمت ہیں، اخراجات کا تخمینہ پانچ لاکھ روپے سالانہ ہے، خیر الاذکیا قائم مقام مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مفتی اختر رضا ازہری صاحب کے دست اقدس سے ادارہ کا افتتاح ہوا اور پھر مختلف تعمیری مراحل میں ان کی اعانت وحمایت حاصل رہی۔

یہاں شعبۂ حفظ وقرأت درجہ مولویت، بقدر ضرورت انگلش حساب اور تلگو کی تعلیم کا انتظام ہے۔ غریب ونادار طلبا کی ادارہ مفت کفالت کرتا ہے اور ان کے تمام اخراجات برداشت کرتا ہے، طعام وقیام کی مناسب سہولت عمدہ تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، آپ اپنے زکوۃ وصدقات چرم قربانی کی ادائے گی وغیرہ کے مخصوص مواقع پر اس ادارہ کو فراموش نہ کریں۔ یہ ادارہ مفت کفالت کرتا ہے۔ یہ ادارہ آپ کے تعاون کا یوں بھی مستحق ہے کہ یہ ایک دیہات میں قائم ہے، اس کے اردگرد چند مواضعات ہیں، ہر موضع میں چند گھر مسلمانوں کے ہیں جن کی علمی رہنمائی کا فریضہ یہ ادارہ کرتا ہے۔

طریقہ تعاون

(۱) آپ کسی غریب کی کفالت کریں (۲) ماہانہ ممبر بن جائیں۔ (۳) لائبریری میں اپنے اور والدین کی طرف سے دینی کتابیں وقف کریں (۴) تعمیر میں حصہ لیں (۵) اپنے قریبی رشتہ داروں اور احباب کو اعانت کی ترغیب دیں مدرسہ کا اکاؤنٹ نمبر: I.O.B.2224 لنگم پیٹھ برانچ ڈرافٹ یا چیک پر صرف جامعہ غوثیہ رضویہ لکھیں۔

ترسیل زر اور رابطہ کا پتہ

مولانا محمد ابوالحسن علی رضوی، بانی ومہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لنگم پیٹھ منڈل ضلع نظام آباد۔ (اے، پی 503124)

فون نمبر: 08465-271262

صدر ادارہ: الحاج اقبال حسین صاحب جنرل سکریٹری ٹوین سٹیزاری اونس یونین حیدرآباد

www.muftiakhtarrazakhan.com

حج وعمرہ و زیارت

کاروانِ حرم

۱۹۸۴ء سے حجاج کرام کی بے لوث خدمت صرف سنی صحیح العقیدہ حضرات کے لئے

حضور صدر العلما مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیادت میں ۱۹۸۶ء میں کاروانِ حرم نے ۷۶ حجاج کرام کی خدمت کی۔

۱۹۸۵ء میں تاج الشریعہ علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے قیادت فرمائی۔

رابطہ کا پتہ:

خالد حسین خاں نوری

۲۰۴، فائق کالونی، نزدیک مزار جھاڑ جھوڑا صاحب، پیلی بھیت بائی پاس روڈ، بریلی شریف

برائے دعائے مغفرت

فیضان حسن سایہ حسنین ملا ہے
تحسین رضا اس لئے تحسین رضا ہے
یہ بات ہر اک جاننے والے کو پتہ ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

ہم صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ ہمارے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

برائے ایصال ثواب:

مرحوم: حافظ حضور احمد

مرحومہ: حجن خاتون وحجن حبیبن

منجانب: محمد قمر اشرف شیش گڑھ بریلی شریف

برائے دعائے مغفرت

فیضان الٰہی سے تری قبر پہ واللہ
ہر آن برستی ہوئی رحمت کی گھٹا ہے
یونہی نہیں ہر شخص دل و جاں سے فدا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

ہم صدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ ہمارے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

برائے ایصال ثواب:

مرحوم: احمد حسین

مرحومہ: لطیفن بیگم و نصرین بیگم

منجانب: مقبول حسن تحسینی دولت پور (پیلی بھیت)

www.muftiakhtarrazakhan.com

امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف کی مطبوعات

جامع الاحادیث: امام احمد رضا قدس سرہ کی تقریباً تین سو تصانیف سے ماخوذ (۲۵۰۰) احادیث و آثار (۶۰۰) مباحث تفسیریہ اور (۱۱۰۰) افادات رضویہ پر مشتمل علوم و معارف کا گنج گرانمایہ۔ دس جلدیں: قیمت...... تین ہزار (3500) روپے۔

مجتلی العروس و مراد النفوس: علم جفر میں امام احمد رضا قدس سرہ کی قلمی تحریر کا عکس جمیل ہے، جس کو آپ نے فنی اعتبار سے دو رنگوں سے تحریر فرمایا تھا لہٰذا پوری کتاب اصل کے مطابق دو رنگوں سے مزین ہے۔ صفحات...... ۲۰۸ / قیمت 150 روپے۔

جامع الغموض اردو شرح کافیہ مکمل: کافیہ کی شروح میں جامع الغموض فارسی نہایت تفصیلی شرح ہے، اس میں تحقیق و تدقیق کے ساتھ علم نحو کے ہزاروں مسائل کی گتھیاں سلجھائی گئی ہیں، کافیہ کی متعدد شروح خصوصاً "شرح جامی" کی عبارتوں کا خلاصہ، ترجمہ کے ساتھ ایک ضخیم جلد میں شائع ہو چکی ہے۔ صفحات...... ۱۰۲۳ / قیمت:...... 450 روپے۔

امام احمد رضا اور علم تفسیر: اس کتاب میں امام احمد رضا قدس سرہ کی علم تفسیر میں مہارت اور مفسرین کی علمی خدمات کی تفصیلات جامعیت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔ صفحات:...... ۱۵۲ / قیمت:...... 40 روپے۔

آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ: امام بیہقی کی مختصر کتاب "حیات الانبیاء" کی مبسوط شرح، حیات انبیاء پر تحقیقی دستاویز، ہر حدیث کی تخریج اور راویان حدیث کی جرح و تعدیل کے سلسلہ میں سیکڑوں کتابوں کے حوالے، مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عباس رضوی پاکستان کا عظیم شاہکار۔ صفحات:...... ۲۱۶ / قیمت مجلد:...... 120 روپے۔

حالات فقہا و محدثین: یہ کتاب فقہا و محدثین کی علمی و دینی خدمات پر مشتمل ہے، امام اعظم سے لے کر حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہما تک تقریباً چالیس فقہا و محدثین کا تذکرہ اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ صفحات: ۳۰۴ / قیمت: 80 روپے۔

نحوی پہیلیاں: یہ کتاب سوالات و جوابات کی شکل میں علم نحو کے ایسے اہم مسائل پر مشتمل ہے جن کی طرف عام طور سے طلبہ کم توجہ دیتے ہیں، پہیلیوں کی شکل میں سوالات و جوابات سے طالب علم کے ذہن کی گرہیں کھل جاتی ہیں۔ صفحات: ۱۶۸ / قیمت مجلد: 55 روپے

اصول حدیث: اس کتاب میں اختصار و جامعیت کے ساتھ علم اصول حدیث کی وہ اصطلاحات تحریر کی گئی ہیں جن کی ضرورت بنیادی طور پر تمام طلبہ کو پیش آتی ہے، ساتھ ہی اصول حدیث کے ہر شعبہ کی بعض تصانیف کی نشاندہی بھی ہے۔ صفحات: ۱۰۴ / قیمت: 25 روپے۔

تدوین حدیث: فقہا و محدثین نے علم حدیث کی حفاظت کس طرح فرمائی اور یہ علم کن مراحل سے گذر کر ہم تک پہنچا۔ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ ساتھ ہی منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات بھی۔ صفحات:...... ۱۵۲ / قیمت:...... 45 روپے۔

واحد و جمع: اس کتاب میں واحد جمع کے اوزان کو عنوان بنا کر بہت سے مفردات اور ان کی جموع لکھ دی گئی ہیں تاکہ ان کی مشق کے ذریعہ طلبہ کو دیگر مفردات کی جموع نکالنا آسان ہو جائے۔ صفحات:...... ۱۸۸ / قیمت:...... 50 روپے۔

نورانی واقعات: احادیث کریمہ سے اخذ شدہ واقعات اور ان کی تشریح۔ صفحات:...... ۲۰۸ / قیمت:...... 55 روپے

روح تصوف: اسلام کے مثالی نظام حیات کی ایک جھلک اور صوفیائے کرام کے دینی کارناموں کی تفصیل۔ صفحات:...... ۲۴۰ / قیمت:...... 60 روپے۔

عبادات اور جدید سائنس: عبادات، اور احکام شرعیہ کے رموز و اسرار اور سائنسی طریقے پر خوبیوں اور حکمتوں کا خزینہ۔ صفحات: ۳۱۲ / قیمت: 80 روپے۔

نصرۃ الحق: جاء الحق پر غیر مقلدین کے اعتراضات کے دنداں شکن جوابات۔ صفحات:...... ۵۱۲ / قیمت:...... 110 روپے۔

ملفوظات شریفہ: شیخ المشائخ حضرت علامہ شاہ وجیہ الدین صاحب علوی گجراتی قدس سرہ العزیز کے عارفانہ ملفوظات کا مجموعہ صفحات: ۸۰ / قیمت: 20

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر رامپور روڈ بریلی شریف

www.muftiakhtarrazakhan.com

دعوت اسلامی کی طرف سے دیگر ایصال ثواب بھی کیا گیا ہے

کلمہ شریف	1716920	درود شریف	14174502	یٰسین شریف	5701
سورہ ملک	6901	سورہ رحمٰن	4941	آیۃ الکرسی	21254
سورہ اخلاص	35150				

مزید قرآن پاک کی کی تلاوت جاری ہے اور مدنی قافلے بھی راہِ خدا عزّ وجل میں متواتر سفر کر رہے ہیں۔

پیش کش: ہند بریلی کابینہ دعوت اسلامی، فون: 09411657736, 09335052892

صدر العلما محدث بریلوی قوم ملت کی آبرو تھے۔ آپ کی نوازشات ہر امیر و غریب پر تھیں۔ خلق خدا کو آپ کی ذات اقدس سے خوب خوب فائدہ پہونچا اور تا قیام قیامت آپ کا فیضان جاری رہے گا۔ مولیٰ تعالیٰ عز شانہ ہم سب اہلسنّت کو آپ کے نقش قدم پر چلائے اور آپ کے فیض سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم

ہم تمام برادران "امام احمد رضا اکیڈمی" کے ارکان کو "صدر العلما محدث بریلوی نمبر" نکالنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

محمد تسلیم رضا خاں

ارمان پراپرٹی ڈیلر، ۱۱، جاگرتی نگر

رامپور روڈ، بریلی شریف، موبائل: 9412736328

مسماۃ جمن اختری بیگم (والدہ ماجدہ) حاجی اسلم رضا خاں

سلیم رضا خاں، نسیم رضا خاں، نعیم رضا خاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

دُنیائے سُنیت کی عظیم ترین شخصیت

زینت مسند رشد و ہدایت، نبیرۂ استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم، صدر العلما

حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خان صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

کی

ذات گرامی سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کی معتمد خاص تھی۔ آپ خانوادۂ رضویہ بریلی شریف میں علم و عرفان اور دین و دانش کا سرچشمہ تھے۔ ہزاروں اساتذہ کے استاذ اور بے شمار فرزندان توحید و رسالت کے ماویٰ و ملجا تھے۔

آپ کی اچانک شہادت سے پوری ملت اسلامیہ متاثر ہوئی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ لاکھوں افراد آپ کے جنازہ میں شریک تھے۔

رضا اکیڈمی ممبئی

امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کے کارکنان کو اس عظیم رہنما کی بارگاہ میں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے سالنامہ "تجلیات رضا" کے تاریخی دستاویزی "صدر العلماء محدث بریلوی نمبر" نکالنے پر مبارکباد پیش کرتی ہے۔

رضا اکیڈمی ممبئی کا نصب العین اہل اسلام کو فکر رضا سے روشناس کرانا اور صلاح و فلاح کی منزل پر گامزن رکھنا ہے۔

(اسیر مفتی اعظم) محمد سعید نوری

(بانی) رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹، فون: (022-3737681)

www.muftiakhtarrazakhan.com